UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226619

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN
BOOK ONLY

والون نے اپنے جی مین یہ امر ٹھیرا... یہ سمع لی کہ انکا کید و مکر اسلام کے حق مین انکے واسطے پورا ہوجائے گا تو
اُنکی تشبیہ اس شخص کے ساتھہ دیگئی جو کہ اللہ سے مسابقت کرتا ہے موافق انکے زعم وخیال کے کما قال زادہ
ابن کثیر وابن محیصن وحمید ومجاہد وابو عمرو نے معجزین پڑہا ہے محاورے مین بولتے مین عاجزہ وعجزہ
اذا غالبہ وسبقہ ہس سے معلوم ہوا کہ اس قرأت کے معنے بہی مثل اول کے ہین محلی نے کہا اے مقدرین
عجزنا یعنے اعتقاد کرنے والے ہین ہمارے عجز کو بیضاوی نے کہا اے مثبطین عن الایمان من ارادہ یعنی
مشغول کرنے والے ہین ایمان سے اس شخص کو جو اُسکا ارادہ کرتا ہے اور آیتون پر ایمان لانے سے
لوگون کو باز رکہتے ہین رجز بمعنے عذاب ہے تو حرف من بیانیہ ہوگا کسی نے کہا کہ رجز بدتر وسخت تر
عذاب کو کہتے ہین قول اول اُسکے ہے اسی باب سے یہ آیت ہے فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ
اے عذابًا اور الیم بمعنے شدید الالم ہے جمہور نے الیم کو بالجر پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت ہے رجز کی ابن کثیر
وحفص نے عاصم سے برفع پڑہا ہے صفت ہے عذاب کی یعنے عذاب الیم من سیٔ العذاب قتادہ نے کہا
کہ رجز بمعنے سوء العذاب ہے جبکہ اللہ پاک نے ان لوگون کا ذکر کیا جنہون آیات الٰہی کے باطل کرنے مین
سعی کی تو انکا ذکر کیا جو انپر ایمان لاتے ہین پس ارشاد فرمایا وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ الذین اوتوا العلم فاعل ہے یری کا مراد انسے صحابہ ہین یہ قول قتادہ کا
ہے مقاتل نے کہا کہ مومنین اہل کتاب ہین کسی نے کہا کہ سارے مسلمان ہین الذی انزل الیک مفعول اول
ہے یری کا اور الحق مفعول ثانی ہے اور کلمہ ہو ضمیر فصل ہے جمہور نے الحق کو نصب پڑہا ہے اور ابن ابی عبلہ
نے برفع اس بنا پر کہ خبر ہے ضمیر ہو کی اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعول ثانی یہ لغت ہے بنی تمیم کا کیونکہ
یہ لوگ ما بعد ضمیر کو رفع دیتے ہین فراء کا یہ زعم ہے کہ رفع مختار ہے غیر فراء نے انکی مخالفت کی اور کہا کہ نصب اکثر
ہے کسی نے کہا کہ ویری معطوف ہے لیجزی پر زجاج وفراء اسی کے قائل ہین انپر یہ اعتراض کیا ہے کہ لیجزی متعلق
ہے لتاتینکم الساعۃ سے پس معنے یہ ہونگے لتاتینکم الساعۃ لیری الذین اوتوا العلم ان القرآن حق حالانکہ
یون نہین کہا جاتا ہے اولی یہ ہے کہ قولہ تعالے ویری الذین الآیۃ کلام مستانف ہے الذین سعوا فی الآیات
کے قول کو دفع کرنے کو لایا گیا ہے یعنے یہ سعی وکوشش انکی دال ہے انکی جہالت پر اسلیے کہ یہ لوگ اس بات
کے مخالف ہین اہل علم جانتے ہین شان ہین اس کتاب کے جو تیری طرف اتاری گئی ہے تیرے رب سے کیونکہ اہل
علم اسکو حق وصدق جانتے ہین یعنے مقرر وہ اللہ کے پاس سے ہے وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ
یہ جملہ معطوف ہے الحق پر عطف فعل کا ہے اسم پر کیونکہ اسم کی تاویل مین ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے
صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ اے وقابضات گویا یون کہا گیا وہادیًا کسی نے کہا کہ جملہ مستانفہ ہے فاعل اسکا ضمیر ہے

انزل کے فاعل کیطرف راجع ہے یعنی قرآن تمنے یہ نہین نہ ... یعنے اس ذات
کی راہ بتاتا ہے جو کہ اپنے ملک مین غالب ہے اور اپنی خلق کے نزدیک محمود ہے مراد یہ ہو کہ ہدایت کرتا ہو طرف
دین اللہ کے جو کہ اسلام و توحید ہے پہر اللہ سبحانہ نے منکرین بعث کی کلام مین سے ایک اور نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي
خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ
الضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ
بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ اور کہنے لگے ع ۹

منکر ہم بتا دین ..... تمکو ایک مرد کہ تمکو خبر دیتا ہے جب تم پہٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے ٹکڑے تمکو پہر نیا بننا ہے کیا بنا
لایا ہے اللہ پر جہوٹ یا اسکو سودا ہے کوئی نہین پر جو یقین نہین رکہتے آخرت کا آفت مین ہین اور دور پڑے غلطی مین
کیا دیکہتے نہین جو کچہہ انکے آگے ہو اور پیچہے ہے آسمان و زمین اگر ہم چاہین دہسا دین انکو زمین مین یا گرا دین انپر
ٹکڑا آسمان سے اسمین پتا ہے ہر بندے کو جو رجوع رکہتا ہے لنتہے **ف** اللہ عز و جل خبر دیتا ہے طرف سے
کفرہ ملحدین کے کہ وہ قیامت کے قائم ہونے کو بعید سمجہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اسکی خبر دیتے ہین
اسمین انسے ٹہٹہا کرتے ہین یعنے منکر کہنے لگے ہم بتا دین تم کو ایک مرد جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تمہارے جسم
زمین مین متفرق ہو گئے اور اسمین ہر طرف چلے گئے اور پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تم بعد اس حال کے پہر عود
کرو گے زندہ ہو کر رزق دیے جاؤ گے بعد اسکے حالانکہ اسکا حال اس خبر دینے مین دو قسم سے خالی نہین یا تو قصد
کر کے اللہ تعالے پر یہ افترا کیا ہے کہ اسنے طرف سکے یہ وحی کی ہے یا اس نے قصد نہین کیا ہے لیکن اسپر شبہ
پڑ گیا ہے جیسا کہ مجنون و دیوانہ پر شبہ پڑ جایا کرتا ہے اسی لیے انہون نے یون کہا أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ
اللہ عز و جل نے اس بات کا اونپر رد فرمایا بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ الآیۃ یعنے بات ویسی نہین ہے جیسی انہون نے
خیال کی ہو اور جسکی طرف وہ گئے ہین بلکہ صادق و بار و راشد حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین جو کہ حق لیکر آئے
ہین اور وہ لوگ کافر و جاہل و غبی ہین فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ کا یہ مطلب ہے کہ وہ کفر مین ہین جو کہ عذاب
الٰہی کی طرف انکو پہنچانے والا ہے اور دنیا مین غایت درجے کی دور گمراہی مین پڑے ہوئے ہین حق سے
پہر اللہ پاک نے انکو تنبیہ کی اپنی قدرت پر جو کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے مین ہے پس فرمایا أَفَلَمْ يَرَوْا
الآیۃ یعنے پہر کیا دیکہتے نہین جو کچہہ انکے آگے ہے اور پیچہے ہے آسمان و زمین کہ جہان کہین متوجہ ہوتے ہین اور جاتے
ہین تو آسمان انپر سایہ کرنے والا ہے اور زمین انکے نیچے ہے جیسا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے وَالسَّمَاءَ
بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا

کہ بیشک اگر تو دیکہے اپنی ... ب یا اپنے آگے یا پیچہے تو تو دیکہے آسمان و زمین کو قولہ سبحانہ ان
نشا نخسف بہم الارض الاٰیۃ یعنے اگر ہم چاہین تو دہسا وین انکو زمین مین یا گراوین انپر ٹکڑا آسمان سے بسبب
اُنکے ظلم کے اور ہماری قدرت کے اوپر لیکن ہم بوجہ اپنے حلم و عفو کے اسکی تاخیر کرتے ہین پہر اللہ پاک نے فرمایا
ان فی ذلک لاٰیۃ لکل عبد منیب معمر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ منیب تائب ہے سفیان نے قتادہ
سے روایت کیا ہے کہ منیب مقبل ہے طرف اللہ تعالی کے یعنے بیشک نظر کرنے مین طرف پیدایش آسمان و زمین کے
البتہ دلالت ہے واسطے ہر بندہ فطن لبیب جاع الی اللہ تعالی کے اللہ تعالی کی قدرت پر بعث اجساد پر اور وقوع معاد پر یعنی
جو بندہ زیرک ہشیار دانشمند غایت درجہ کا رجوع ہونے والا طرف اللہ کی آسمان و زمین کو دیکہتا ہے تو سمجہ لیتا ہے
کہ اللہ پاک دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے کیونکہ جو ذات پاک ان آسمانون کے پیدا کرنے پر قادر ہوا باوجود انکی اونچائی اور چوڑائی اور وسعت کے اور انمین جو انکی لنبائی و طول و عرض
بیشک وہ قادر ہے اسپر کہ جسمون کو دوبارہ پیدا کرے اور کہوکہلی بوسیدہ ہڈیون کو منشور فرماوے کما قال سبحانہ
وتعالی اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ و
قال تعالی لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ کذا فی
ابن کثیر **ف** رجل سے مراد حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین باوجود اسکے کہ آپ اُنکے نزدیک اعرف المعارف
تہے لیکن انہون نے پیرایہ نکرہ مین آپکا ذکر کیا پس شہاب نے کہا کہ تجاہل کے باب سے ہے گویا اونہون نے آپ سے کسی شی
کو نہ پہچانا مگر یہ کہ آپ مرد ہین حالانکہ آپ اُنکے نزدیک آفتاب سے بہی زیادہ تر مشہور تہے قرطبی کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قریش مین مشہور و علم تہے اور آپکا بعث کی خبر دینا انکے نزدیک شائع تہا پہر اسکے کیا معنے ہین کہ آپ کا
اور بعث کا ایسے طور پر ذکر کیا جیسے کوئی کسی مجہول آدمی کو کسی مجہول امر مین بتاتا ہو سو اسکی یہ وجہ ہے کہ مقصود اُن کا
اس سے سخریہ ہے تجاہل کر کے اسکو ایسے پیرایہ مین ادا کیا ہے جیسے بعض قصہ کہانیان ہنسی دل لگی کے واسطے بیان کی
جاتی ہین عامل کلمہ اذا مین مقدر ہے ای تبعثون وتحشرون وقت تمزیقکم قولہ تعالی انکم لفی خلق جدید اس مقدر پر
دال ہے کلمہ ینبئکم عامل نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ خبر دینا اس وقت مین واقع نہین ہوا ہے اسی طرح مزقتم بہی عامل
نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اذا کا مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ مضاف مین عمل نہین کرتا ہے ایسا ہی خلق جدید
کا عامل ہے اسلیے کہ اِنّ کا مابعد اسکے ماقبل مین عامل نہین ہوتا ہے ہان جسنے ظرف مین وسعت کی ہے تو اسنے اسکو جائز
رکہا ہے یہ جب ہے کہ ہم اذا کو ظرف محض ٹہیرائین پہر اگر ہم اسکو شرط قرار دین تو اسکا جواب مقدر ہوگا یعنے تبعثون
جمہور کے نزدیک عامل اذا مین یہی ہے شیخ نے کہا کہ جملہ شرطیہ مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ ینبئکم کا معمول
ہو کیونکہ وہ اس معنے مین ہے یقول لکم اذا مزقتم تبعثون یعنے وہ کہتا ہے جسوقت تم ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤگے
تو اُٹہائے جاؤگے پہر انکم لفی خلق جدید سے اسکی تاکید کی دوسرا یہ ہے کہ انکم لفی خلق جدید معلق ہے ینبئکم کا قائم بمقام

دو مفعول کے ہے اور اگر لام نہ ہوتا تو ان مفتوح ہوتا اس لیا دیر جملہ شرطیہ معترضہ ہو نے اعلم مین اور اسکے باب
مین تعلیق کو منع کیا ہے اور صحیح اسکا جواز ہے کذا فی السمین اصل مزق کی خرق اشیا ہے یعنے اشیا کے پہاڑنے کو خرق
کہتے ہین پہٹے ہوئے کپڑے کو ثوب مزیق و ممزق و متمزق و ممزوق بولتے ہین تمزق بمعنے تمزیق ہے ممزق اسم مصدر
ہے ہر فعل جو تین حرفون سے زیادہ ہے تو اسکا مصدر و ظرف زمان و ظرف مکان اسکے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے
یہ امر قیاسی ہے یہ بہی جائز ہے کہ ممزق ظرف مکان ہو قالہ الزمخشری اے کل مکان تمزیق من القبور و بطون الوحش
والطیر یعنے جبکہ تم پہاڑے جاؤ ہر پہاڑنے کی جگہہ مین مراد قبرین ہین اور وحشی جانورون کے اور پرندون کے پیٹ
جدید بصریون کے نزدیک فاعل کے معنے مین ہے محاورے مین بولتے ہین جد الشئ فہو جاد و جدید اور کوفیون کے نزدیک
مفعول کے معنے مین ہے ماخوذ جددتہ بمعنے قطعتہ سے معنے یہ ہین کہ منکرین بعث مین سے بعض نے بعض سے کہا کیا
بتائین ہم تمکو ایک مرد جو خبر دیتا ہے تمکو ایک امر عجیب اور قصۂ غریب کی وہ یہ ہے کہ جسوقت تم متفرق کیے جاؤگے
ہر طرح کا متفرق کیا جانا اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤگے ہر طرح کا ٹکڑے کیے جانا اور ہو جاؤگے تم بعد اپنی موت کے ریزہ
ریزہ اور مٹی تو بیشک تم پیدا کیے جاؤگے اور اٹہائے جاؤگے ایک نیا پیدا کرنا اور اپنی قبرون سے زندہ ہوکر
مبعوث ہوگے اور عود کروگے طرف ان صورتون کے جنپر تم تہے بعد اسکے کہ تمہارے جسم ہر طرح سے پہٹ پہٹا گئے
قتادہ سے مروی ہے کہ یہ بات مشرکین قریش نے کہی کہ جسوقت تم کو زمین کہا لیگی اور تم ریزہ ریزہ اور ہڈیان ہو
جاؤگے اور درندے پرندے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے تو تم زندہ و مبعوث ہوؤگے یہ بات انہون نے آپکے
جہٹلانے کو کہی تہی اللہ پاک نے ان کافرون سے یہ بات نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انکو بعث
کا وعدہ دیا تہا سو انہون نے آپکے وعدے کے درمیان دو امر کی تردید کی پس یون کہا کہ کیا وہ کاذب ہے اس بات
مین جو اسنے کہی یا اسکو جنون ہے باین طور کہ جو کچھہ کہتا ہے اسکو سمجہتا نہین ہے قتادہ نے کہا یا تو یہ ہے
کہ وہ جہوٹ بولتا ہے اللہ تعالے پر اور یا یہ ہے کہ وہ مجنون ہے ہمزہ افترے مین ہمزۂ استفہام ہے اور اسکے
سبب سے ہمزۂ وصل حذف کیا گیا ہے چنانچہ قولہ تعالی اطلع الغیب مین گذر چکا ہے پہر جو بات انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین کہی تہی اللہ پاک نے اسے یون رد فرمایا بل الذین الآیۃ یعنے امر ویسا
نہین ہے جیسا انہون نے خیال کیا ہے بلکہ وہی لوگ فہم و ادراک حقائق سے گمراہ ہوئے تو آخرت کا انکار کیا اور
جسکو وہ بکرائے تہے اسپر ایمان نہ لائے تو اسکے سبب سے عذاب الیم مین ہوگئے آخرت مین اور وہ اس وقت
نہایت درجے کی دور گمراہی مین ہین حق سے پہر جو کفار نے تکذیب پر جرأت کی تہی اللہ پاک نے اسکے سبب سے
انکو توبیخ کی یہ بات بیان کر کے کہ یہ امر انسے صادر نہین ہوا مگر اس لئے کہ خلق سما و ارض مین انہون نے
تفکر و تدبر نہین کیا اور اس بات کو نہ سوچے کہ جو ذات پاک اس خلق عظیم پر قادر ہوا ہے اسکو یہ امر عاجز

نہ کرے گا کہ اسکی مخلوقات ین سے جو اس سے کم درجے کی ہے اسکو مبعوث کرے اور جس ذات و صفات
پر وہ تھی اسکی طرف اسکا اعادہ کرے حرف فا افلم یروا مین واسطے عطف کے ہی مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے ام عموا
فلم یروا الآیہ یعنے کیا وہ اندہے ہو گئے تو نہ دیکہا طرف اس شی کے جو انکے آگے ہے اور جو انکے پیچہے ہے آسمان
و زمین یہ بات معلوم ہے کہ جو شی بین یدی انسان ہے وہ ہر وہ شی ہے جسپر اسکی نظر پڑتی ہے بدون اسکے
کہ اپنا مونہہ اسکی طرف پہیرے اور خلف اسکا ہر وہ شے ہی جسپر اسکی نظر نہین پڑتی ہے یہانتک کہ اپنی نظر طرف
اسکی پہیرے پس یہ کل جہات کو عام و شامل ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جسوقت وہ نظر کرین تو آسمان کو اپنے
آگے پیچہے دیکہینگے اسیطرح جب زمین کیطرف نظر کرین تو اسکو اپنے آگے پیچہے دیکہین پس آسمان و زمین انکا احاطہ
کئیے ہوئے ہین تو اللہ پاک اسپر قادر ہے کہ بسبب انکی کفر و تکذیب رسول و انکار بعث کی جو عذاب چاہے انپر
نازل کرے پس آیت کریمہ دو امر پر مشتمل ہے ایک امر یہ ہے خلق آسمان جسکو اللہ نے پیدا کیا ہے دال ہے کمال قدرت پر کہ بعث جو اس سے دون ہے اسپر اسکو پوری قدرت حاصل ہے
کما فے قولہ تعالیٰ اولیس الذی خلق السموٰت الآیہ دوسرا امر انکو تہدید کرنا ہے باین طور کہ جسنے
آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اس ہیئت پر کہ جو مخلوقات انمین ہے اس سب کا احاطہ کرلیا ہے وہ قادر ہے
اسپر کہ انپر جلد عذاب لے آئے جس طرح کہ یہ ارشاد فرمایا ہے ان نشا نخسف بہم الآیہ یعنی اگر ہم چاہین تو انکو زمین
مین دہسا دین جس طرح کہ انسے اگلون کو دہسا دیا ہے جیسے قارون یا گرا دین انپر ٹکڑے آسمان سی جسطرح کہ صحاب
ایکہ پر گرا دیے پہر یہ کیونکر اس سے بے خوف رہتے ہین قتادہ نے کہا اگر وہ یہ چاہے کہ عذاب کرے اپنے آسمان
سی تو کرے اور اگر یہ چاہے کہ عذاب کری اپنی زمین سے تو کرے اور کل خلق اسکی واسطے اسکے لشکر ہے۔
جمہور نے تینون فعلون کو بنون عظمت پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے تینون کو بیای تحتیہ تنہا کسائی نے نخسف بہم
مین حرف فا کا ادغام کیا ہے بامین ابو علی فارسی نے کہا یہ جائز نہین ہے اسواسطے کہ حرف فا کا مخرج باطن
شفت سفلی اور اطراف ثنایای علیا سے ہی بخلاف حرف با کے جمہور نے کسفا بسکون سین پڑہا ہے اور حفص
و سلمی نے بفتح سین ان فی ذلک الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ یہ خلق آسمان و زمین کی جو دکہائی دیتی ہے اور
جسکا ذکر ہوا باین طور کہ جمیع جوانب سے ناظرین کو احاطہ کئیے ہوئی ہے اسمین البتہ آیت واضح و دلالت بین
ہے واسطے ہر عبد منیب کے یعنے وہ بندہ جو توبہ و اخلاص کے ساتہ اپنے رب کیطرف رجوع ہونیوالا ہے
خاصکر منیب کا ذکر اسلئے کیا کہ تفکر سے نفع لینے والا وہی ہے قتادہ نے کہا کہ منیب سے مراد تائب مقبل الی
اللہ ہے نکتہ یہان لآیۃ بتوحید فرمایا اور اسکے مابعد مین لآیات بجمع اسکی یہ وجہ ہے کہ اس جگہ اشارہ
ہے طرف احیاے موتی کے اسلئے یہان توحید مناسب ہی اور مابعد مین اشارہ ہے طرف سبا کے وہ
ایک قبیلہ تہا بلاد مین متفرق ہو گیا تو وہ فرقے فرقے ہو گئے اسلیے یہان جمع مناسب ہوئی پہر جو

بندے کہ اللہ پاک کی طرف رجوع ہونے والے ہین ؛ ہین   سلیمان علیہما الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر کیا چنانچہ حضرت داؤد کے حق مین فرمایا ہے فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ؂ اور
حضرت سلیمان کی شان مین ارشاد کیا ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب پس فرمایا ولقد
اٰتینا داؤد منا فضلاً ؕ یٰجبال اوبی معہ والطیر ۚ والنا لہ الحدید ۙ ان اعمل سٰبغٰت و
قدر فی السرد واعملوا صالحا ؕ انی بما تعملون بصیر ۝ اور ہمنے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی
اے پہاڑو رجوع سے پڑہو اسکے ساتھ اور اڑنے جانورو اور نرم کر دیا ہمنے اسکے آگے لوہا کہ بنا کشادہ زرہین
اور اندازے سے جوڑ کڑیان اور کرو تم سب کام بہلا مین جو کرتے ہو دیکہتا ہون **ف** حضرت داؤد جو تہے
دن نکلنے جنگل مین اپنے گناہ پر روتے اور زبور پڑہتے خوش آواز اسکے اثر سے پہاڑ بہی ساتھ پڑہتے اور
روتے اور جانور پاس آ بیٹہکر اسیطرح آواز کرتے اس مجلس مین لوگون کے بہت جنازے نکلتے اور کڑیون کی
زرہ پہلے نہین بنی تہی کر کشادہ رہے لہتے **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے اس انعام کی جو اسنے اپنے بندہ و رسول
داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا کہ انکو فضل مبین دیا نبوت و ملک انکے واسطے جمع کیا یا قدرت سلطنت انکو دی
بہت سی لشکر ساز و سامان والے دیے اور ایسی آواز عظیم و خوش عطا کی کہ جس وقت وہ اس سے تسبیح کرتے تو بلند بلند
جمے ہوئے سخت پہاڑ بہی انکے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندے صبح و شام کے چگنے والے انکے واسطے ٹہیر جاتے
اور انواع و اقسام کی زبانون سے انکا ساتھ دیتے تہے صحیح مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ رات کو پڑھ رہے تہے تو آپ ٹہیر گئے پہر انکی قراءت سنی
پہر فرمایا لقد اوتی ہذا مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنے البتہ مقرر یہ دیا گیا مزمار مزامیر آل داؤد سے مزمار
بالکسر وہ آلہ ہے جسکو بجاتے ہین یعنے بانسلی آپنے انکی آواز خوش اور حلاوت نغمہ کی تشبیہ دی صوت مزمار
سے گویا انکے حلق مین مزامیر ہین کہ انسے آواز کر رہے ہین آل کا کلمہ زائد ہے خود حضرت داؤد علیہ السلام
مراد ہین قراءت کو حسن صوت مین وہ ضرب المثل ہین ابو عثمان نہدی کہتے ہین مین نے نہین سنی آواز
کسی جہانج کی اور نہ کسی بربط کی اور نہ کسی تانت کی کہ وہ خوشتر ہو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز سے اوبی کے معنے
سبحی ہین یہ قول حضرت ابن عباس و مجاہد وغیر واحد کا ہے یعنے اللہ پاک نے پہاڑون سے فرمایا کہ تم اسکے
ساتھ تسبیح کرو ابو میسرہ کا یہ زعم ہے کہ اوبی بمعنے سبحی زبان حبشہ مین ہے لیکن اس قول مین نظر ہے کیونکہ تاویب لغت
مین معنی ترجیع ہے سو پہاڑون کو اور پرندون کو یہ حکم ہوا کہ اپنی آوازون سے انکے ساتھ ترجیع کرین ابو القاسم عبدالرحمن بن
اسحق زجاجی نے اپنی کتاب جمل کے باب ندا مین کہا ہے ای سیری معہ بالنہار کلہ والتاویب سیر النہار کلہ والسری سیر
اللیل کلہ وہذا لفظہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین وہو غریب جدا لم ارہ لغیرہ یعنے یہ قول نہایت غریب ہے ابو القاسم

کے سوا اور کسی لوگون نے نہین دیکھا اسکا ذکر کیا ہو اگرچہ لفظ کی حیثیت سے لغت میں اسکے واسطے مساعد ہے لیکن اس جگہ آیت کے معنے مین بعید ہے صواب یہ ہے کہ اَوِّبی معہ کے یہ معنے ہین کہ رجعی بالتسبیح معہ چنانچہ اوّل گذر چکا ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ حضرت حسن بصری و قتادہ و اعمش وغیرہم نے کہا ہے کہ اُن کو اسکی حاجت نہین ہوتی تھی کہ لوہے کو آگ مین داخل کرین اور نہ اسکی کہ ہتھوڑے سے اسے پیٹین بلکہ وہ تو اسکو تاگے کی طرح اپنے ہاتھ سے بٹتے تھے اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ مراد سابغات سے زرہین ہین قتادہ نے کہا کہ پہلے پہل اُنہین نے کڑیون سے زرہین بنائی ہین اُنسے پہلے جو تھے سو صفائح تھے یعنی لوہے کے چوڑے چوڑے پتر اُنکو بدن پر لگا لیا کرتے تھے ابن ابی حاتم نے ابن شوذب سے روایت کیا ہے کان داؤد علیہ السلام یرفع فی کل یوم درعا یعنی حضرت داؤد علیہ السلام ہر دن مین ایک زرہ بنا کر اٹھا لیتے تھے پھر اسے چھ ہزار درہم مین بیچتے دو ہزار تو اُنکے اور اُنکے گھر والون کے واسطے اور چار ہزار درہم کی میدے کی روٹی بنی اسرائیل کو کھلاتے تھے قولہ تعالیٰ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ اس قول مین اللہ پاک نے اپنے نبی داؤد علیہ السلام کو زرہین بنانے کی تعلیم فرمائی ہے مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے باریک میخ مت بنا کہ وہ مضطرب ہو کر رہین اور نہ اسکو موٹا بنا کہ وہ کڑی کو توڑ ڈالے تو تو اسکو ایک اندازے سے بنا حکم بن عیینہ نے کہا کہ اسکو موٹا مت بنا کہ توڑ ڈالے اور باریک مت کر کہ مضطرب ہو اسی طرح قتادہ وغیرہ واحد سے مروی ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سرد لوہے کے حلقے ہین بعض نے کہا کہ درع مسرودہ بولتے ہین جبکہ وہ مسمورۃ الحلق ہو یعنی جس زرہ کی کڑیون مین میخین لگی ہوتی ہین اُسکو درع مسرودہ کہتے ہین شاعر کے قول سے اسپر استشہاد کیا ہے ؎

وعلیہما مسرودتان قضاهما		داؤد او صنع السوابغ تبع	

حافظ ابن عساکر نے ترجمہ حضرت داؤد علیہ السلام مین اسحٰق بن بشر کے طریق سے ذکر کیا ہے اور اُسمین کلام ہے عن ابی الیاس عن وہب بن منبہ مضمون اُسکا یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام صورت بدلکر نکلا کرتے تھے تو اپنا اور اپنے چال چلن کا حال قافلے والون سے پوچھتے سو جس کسی سے پوچھتے تو اُنکی عبادت و سیرت و عدل مین وہ اُنکی ثناء خیری کرتا تھا وہب کہتے ہین یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا صورت مین ایک مرد کی تو وہ داؤد علیہ السلام سے ملا پس جسطرح وہ اور لوگون سے پوچھا کرتے تھے اُسیطرح اُس سے بھی پوچھا تو اُسنے کہا کہ وہ بہترین مردم ہے واسطے اپنے اور اپنی امت کی مگر یہ ہے کہ اُسمین ایک خصلت ہے اگر وہ اُسمین نہوتے تو کامل تھا پوچھا وہ کیا ہے کہا وہ کہاتا ہے اور اپنے عیال کو کھلاتا ہے مال مسلمین سے یعنے بیت المال سے پس اُسوقت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوئے اپنے رب عزوجل کیطرف دعا کرنے مین اس بات کی کہ کوئی ایسا عمل اُنکے ہاتھ سے اُنکو سکھائے جس سے وہ مستغنی ہو جائین اور اپنے عیال کو غنی کرین اسپر اللہ عزوجل نے اُنکے واسطے لوہا نرم کر دیا اور زرہین بنانا اُنکو

سکہایا تو انہون نے زرہ بنائی پہلے پہل انہین نے اُسکو بنایا پس اللہ پاک نے فرمایا ان اعمل سابغات وقدر فی
السرد یعنے اندازے سے بناکڑیونکو یعنی کہا وہ زرہ بنایا کرتے تھے پہر جب انکی بنانے سے ایک زرہ اوڈھکتیا
ہوجاتی تو اسکو بیچتے پہر اسکا تہائی حصہ خیرات کرتے اور تہائی مین وہ شی خریدتے جو انکو اور انکے عیال کو کفایت
کرے اور تہائی رکہہ چہوڑتے کہ اُسکو خیرات کرین دن مین العوض دنکے یہانتک کہ اُسکے سوا اور زرہ بنائین اور
کہا کہ اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو ایک ایسی شی عطا کی تہی کہ اُن کے غیر کو عطا نہین کی حسن صورت بے شک
جس وقت وہ زبور پڑہتے تھے تو وحشی جانور اُنکی طرف جمع ہوجاتے تہے یہانتک کہ انکی گردنین پکڑ لیجاتین اور
وہ نفرت نہین کرتے تہے اور شیاطین نے جو مزامیر و بربط و صنج بنائے ہین سو انہین کی اصناف آواز پر بنائے
ہین اور شدید الاجتہاد تہے یعنے عبادت مین بہت سعی کرتے تھے اور جس وقت زبور کو قرات سے شروع کرتے
تو گویا مزامیر مین پہونکتے ہین انکے حلق مین ستر مزمار انکو عطا کی گئی تہین قولہ تعالی واعملوا صالحا
انی بما تعملون بصیر یعنے اللہ تعالی نے جو نعمتین تمکو عطا کی ہین انمین بہلے کام کرو بیشک مین تمہارا مراقبہ
کرنیوالا ہون تمہارے اعمال و اقوال کو دیکہتا ہون نہین ہے مجہپر کوئی شے مخفی نہین ہے کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہہ ہے ہمنے دیا ہے داؤد کو بسبب اُسکی انابت کے ہماری طرف سے فضل باقی انبیا پر
اس فضل پر اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے سو کسی نے تو کہا کہ نبوت ہے کسی نے کہا زبور کسی نے کہا علم کسی نے کہا قوت
جسطرح کہ اس آیت مین ہے واذکر عبدنا داؤد ذا الاید کسی نے کہا پہاڑون کی تسخیر جسطرح کہ یاجبال
اوبی معہ مین ہے کسی نے کہا توبہ کسی نے کہا حکم باعدل جیسا کہ اس آیت مین ہے یاداؤد انا جعلناک
خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق کسی نے کہا لوہے کا نرم کرنا ہے جیسا کہ والنا لہ الحدید
مین ہے کسی نے کہا حسن صوت ہے اور اولی یہہ ہے کہ یون کہا جائے کہ یہ فضل مذکور وہی ہے جس کا اللہ پاک نے بعد کو ذکر
فرمایا ہے اس قول مین یا جبال اوبی معہ الی آخر الآیہ یعنی ہمنے کہا ای پہاڑو تسبیح کرو ساتہ اسکے جسطرح کہ اس
آیت مین ہے انا سخرنا الجبال معہ یسبحن تاویب بمعنی تسبیح ہے حضرت داؤد علیہ السلام جس وقت تسبیح کرتے تو
پہاڑ انکے ساتھ تسبیح کرتے تھے پہاڑون کی تسبیح کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی اُنکو اسپر قادر کردیتا تہا یا انمین تسبیح
پیدا کردیتا تہا واسطے معجزۂ داؤد علیہ السلام کے جمہور نے اوبی کو بفتح ہمزہ و تشدید واو بصیغہ امر پڑہا ہے
تاویب سے جسکے معنی ترجیع کے ہین یا تسبیح کے یا سیر کل نہار کے یا نوح کے حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ
وابن ابی اسحق نے اوبی پڑہا بضم ہمزہ بصیغہ امر آب یؤب اذا رجع سے یعنے رجوع کرو تم ساتہ اسکے جمہور نے والطیر
کو منصوب پڑہا ہے فضلا پر عطف کیا ہے یا یہ معنی و سخرنا لہ الطیر اسلیے کہ اللہ تعالی کا داؤد علیہ السلام کو طیور دینا تسخیر
طیور کی ہے واسطے انکے یا معطوف ہے یاجبال کے محل پر کیونکہ وہ تقدیرا منصوب ہے اسلیے کہ معنی یہ ہین نادینا الجبال

والطیر سیبویہ وابو عمرو بن العلاء نے کہا کہ نصب سکا فعل مضمر سے ہے باین معنی وسخرنا لہ الطیر زجاج ونحاس
نے کہا یہ بھی جائز ہے کہ مفعول معہ ہو جیسے یہ مثال ہی استوی الماء والخشبۃ یعنی برابر ہوا پانی ساتھ لکڑی کے
کسائی نے کہا فضلاً پر معطوف ہی لیکن بر تقدیر مضاف محذوف یعنی آتیناہ فضلاً وتسبیح الطیر سلمی والاعرج ویعقوب
وابو نوفل وابن ابی اسحٰق نے اور نصر نے عاصم سے اور ابن ہرمز ومسلمہ بن عبد الملک نے برفع پڑھا ہے لفظ جبال پر
عطف کیا ہی یا اَوِّبِی کی ضمیر مستتر پر اسلیے کہ معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان فصل واقع ہوگئی ہے علامہ نسفی فرماتے
ہین کہ اس نظم مین جو فخامت ہے وہ مخفی نہین ہی اس جہت سے کہ جبال کو بمنزلہ عقلا ٹھیرایا کہ جب انکو طاعت کا امر
فرمائے تو اطاعت کرین اور جسوقت انکو پکارے تو جواب دین منظور اس سے اس بات پر آگاہ کرنا ہے کہ جو حیوان و
جماد ہے وہ اللہ پاک ہی کی مشیت کا منقاد ومطیع ہے اگر یون فرماتا کہ آتینا داؤد منا فضلاً تاویب الجبال معہ و
الطیر تو اسمین یہ فخامت نہ ہوتی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ معطوف ہی آتیناہ پر یعنے اور نرم کردیا ہمنے واسطے اسکے لوہا
تاکہ ہوجاتا ہے اس سے بنائے حضرت حسن نے فرمایا مثل موم کے بناتے اسکو بدون آگ کے سدی نے کہا کہ لوہا
انکے ہاتھ مین مثل گیلی مٹی کے اور موم کے اور آٹے کے تہا تصرف کرتے اسکو جس طرح چاہتے بدون آگ کے اور بغیر
مارنے کے ہتوڑے سے مقاتل نے بھی اسی طرح کہا ہے آور دن کے بعض ہین یعنے ایک حصہ مین زرہ کے بنانے
سے فارغ ہوجاتے تھے اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ کلمہ ان یا تو مصدریہ ہے بنا بر حذف حرف جر ای بان اعمل بانہ
ہے واسطے النا کی قالہ الحوفی اسمین نظر ہے کیونکہ ان تفسیر کا نہین ہوتا ہے مگر بعد قول کے یا معنے قول کے بعض نے
اسمین ایک فعل مقدر نکالا ہے جسمین قول کے معنے ہین کہا تقدیر یہ ہے امرناہ ان اعمل حالانکہ کوئی ضرورت اسکی
طرف داعی نہین ہی سابغات صفت ہی موصوف مقدر کی یعنی دروعا سابغات سوابغ بمعنی کوامل وواسعات
ہی سبغ الدرع والثوب وغیرہما جب بولتے ہین کہ زرہ اور کپڑا وغیرہ ڈھانک لے ہر اس شی کو جو آدمی پر ہے اور اس
سے کچھہ فضلہ بچ رہے وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ سرد کہتے ہین زرہون کے بننے کو اور سرد وزرد بولتے ہین جسطرح کہ سراد
وزراد زرہ کے بنانیوالے کو کہتے ہین سرد بمعنی خرز بھی آتا ہے خرز کہتے ہین موزی کی درز سینے کو محاورہ مین
بولتے ہین سرد یسرد اذا خرز اسی باب سے سرد الکلام ہی اذا جاء بہ متوالیا یعنے جسوقت کوئی شخص اسطور پر باتین
کرتا ہے کہ ایک کو دوسری کے بعد متوالی ومتتابع لاتا ہی تو اسوقت کہتے ہین سرد الکلام اسی معنی سے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شریف ہے کہ لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسرد الحدیث کسردکم
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد نہین کرتے تہی بات کو مثل تمہارے سرد کے باین طور کہ بعض بات کو
بعض کے بعد متوالی ومتتابع ذکر کرین کہ بات ملتبس ہوجا سے سامع کو شبہہ پڑے بلکہ آپ فصل فرماتے تھے جدا جدا باتین
کرتے باین طور کہ اگر سامع انکا شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا سیبویہ نے کہا کہ اسی معنی سے سرد بمعنی جری ہی سرد دروع کے

معنے ہین انکا محکم و مضبوط بنانا اور یہ کہ انکی کڑیان پے درپے ہون مختلف نہون پرونا انکا یکے بعد دیگرے
ہو اسی باب سے لبید کا قول ہے ﴿ سرد الدروع مضاعفا سردہ + لینال طول العیش غیر مروم ﴾
قتادہ نے کہا کہ داؤد علیہ السلام سے قبل زرہین بہاری تہین سو اسی لیئے خود انکو تقدیر کا حکم کیا گیا اس شئ
مین جو جامع ہو خفت و حصانت کی یعنے اندازہ کر اُس شئ کا کہ لیوے تو ان دونو معنون سے حصہ اُسکا یعنے حصانت
ہی کا قصد مت کر کہ وہ بہاری کر دے اور نہ خفت ہی کا کہ وہ بچاؤ اور روک کو زائل کر دے غرض یہ کہ ایسی
اندازے سے بنا کہ مضبوط بہی ہو اور ہلکی بہی کہ اسکا پہننے والا خوب کرّ و فر کر سکے اور تلوار کی ضرب اور تیر کی
مار سے بچے ابن زید نے کہا کہ جس تقدیر کا انکو حکم ہوا وہ کڑے کے اندازے مین ہے یعنے کڑی کو چہوٹی مت بنا
کہ کمزور ہو اور زرہ دفع کرنے پر قوی نہو اور نہ اُسکو بڑا بنا کہ پہننے والے پر بہاری ہو کسی نے کہا کہ تقدیر میخ
مین ہے یعنے زرہ کی میخ کو باریک مت کر کہ مضطرب ہو اور نہ موٹی کہ کڑیون کو توڑ ڈالے حضرت ابن عباس نے فرمایا
کہ تقدیر لوہے کی کڑیون مین ہے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ باریک نہ کر تو میخون کو اور وسیع کرے کڑیون کو کہ
انکو نرم اور ڈہیلا کر دے اور موٹا نہ کرے تو میخون کو اور تنگ کر کڑیون کو کہ وہ توڑ ڈالین اور بنا اسکو ایک
اندازے سے یعنی میخین نہ تو ایسی موٹی بنا کہ کڑیون کو توڑ ڈالین اور نہ ایسی باریک کہ کڑیون مین حرکت کرین
کسی نے کہا کہ ہر کڑی کو دوسری کڑی کے برابر بنا مع اسکے کہ وہ تنگ ہو تاکہ تیر اُس سے نفوذ نہ کرے اور وہ کڑی
اپنے موٹاپے مین ایسی ہونی چاہیے کہ نہ تو اسکو تلوار کاٹے اور نہ زرہ پہننے والے پر بہاری ہو کہ اسکو سبکی
تصرف و سرعت انتقال سے روکے کرّ و فر مین اور طعن و ضرب مین خشکی و تری و سردی و گرمی مین ظاہر یہ ہے
جیسا کہ بقاعی نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہون کی کڑیون مین میخین نہ تہین کیونکہ بسبب نرم
کرنے لوہے کی میخون کے کچہہ حاجت نہ تہی ورنہ انمین اور انکے غیر مین کچہہ فرق نہوتا اور نہ نرم کرنے کا
کوئی بڑا فائدہ ہوتا بعض لوگ جنہون نے اُس زرہ کو دیکہا ہے جو داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہے تو
اُنہون نے یہ خبر دی کہ وہ بے میخون کے تہی امام رازی فرماتے ہین معنی یہ ہین کہ تجہکو اسکا امر ایجابی نہین
کیا گیا ہے یہ تو صرف ایک کہتسا ہے اور کسب بقدر حاجت ہوتا ہے اور باقی دن اور راتین واسطے عبادت
کے ہین سو تو اس کام مین اندازہ کر اور اپنی ساری اوقات مین کسب کے ساتہہ مشغول مت ہو بلکہ اُسمین قوت حاصل
کر لے پس بس ہکذا ذکرہ الخطیب پہر اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور اُنکے گہر والون کو مخاطب کرکے ارشاد
فرمایا وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنے اور کرو عمل صالح جس طرح کہ اس آیت مین فرمایا ہے اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا پہر
اس امر کی یہ علت ذکر فرمائی اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنے تمہارے کام سے کوئی شئ مجہہ پر مخفی نہین ہے تو مین تمکو اسکا بدلا

دونگا وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝

اور سلیمان کے آگے باؤ صبح کی منزل اسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا اور بہا دیا ہمنے اُسکے واسطے چشمہ پگھلی تانبے کا اور جنون مین سے کتنے لوگ جو محنت کرتے تھے اسکے سامنے اسکے رب کے حکم سے اور جو کوئی پھرے اُنمین ہمارے حکم سے چکھاوین ہم اُسکو آگ کی مار بناتے اُسکے واسطے جو چاہتا قلعے اور تصویرین اور لگن جیسے تالاب اور دیگین چولہون پر جمین کام کرو داؤد کے گھر والو حق مانکر اور تھوڑی ہین میرے بندون مین حق ماننے والے **ف** حضرت سلیمان کا تخت تہا جسپر سب لشکر چلتا باؤ اسکو لیچلتی شام سے یمن اور یمن سے شام اسی دن مین لی پہونچتے اور پگھلے تانبے کا چشمہ اللہ نے نکالدیا یمن کی طرف اُسکو سانچون مین ڈہالکر جن باسن بناتے تہے بہت بڑی لشکر کے موافق اُنمین کہانا پکتا اور بٹتا انتہے **ف** اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام پر جو نعام کیا تہا جب اُسکا ذکر کرچکا تو جو انعام اُنکے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا اُسکا ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ ہوا اُنکو حکم مین کردی وہ اُنکی بساط کولادیتی اُسکی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ وہ صبح کو اپنی بساط پر دمشق سی چلتے تو اصطخر مین اُترتے اسمین صبح کا کہانا کہاتے اور شام کو اصطخر سے چلتے تو کابل مین رات بسر کرتے تہی درمیان دمشق و اصطخر کے پوری ایک ماہ کی راہ ہی واسطے جلد چلنے والے کے اور درمیان اصطخر و کابل کے کامل ایک ماہ کی راہ ہی واسطے تیز چلنے والے کے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و عطای خراسانی و قتادہ و سدی و مالک عن زید بن اسلم و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و غیر واحد نے کہا کہ قطر نحاس ہی یعنی تانبے کو قطر کہتے ہین قتادہ نے کہا کہ وہ تانبے کا چشمہ یمن مین تہا پس ہر وہ شی جسکو لوگ بناتے ہین اُس شی سے ہی جسکو اللہ تعالی نے واسطے سلیمان علیہ السلام کے نکالا تہا سدی نے کہا کہ صرف تین دن اُنکی واسطے بہایا گیا تہا قولہ تعالی وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے اُسکے واسطے جن مسخر کردیے تہی وہ اسکے آگے کام کرتے تہے حکم سے اسکے رب کے یعنی دیگین بناتے تہے اور مکانات وغیرہ جو کچھہ وہ چاہتے تہے اُنکے واسطے بناتے تہے اللہ پاک نے اپنی مشیت سے جنون کو اُنکا فرمانبردار کردیا تہا مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا کے یہ معنی ہین کہ جو کوئی جنون مین کا عدول و خروج کرے طاعت سے تو چکھاوین ہم اسکو عذاب سعیر سعیر یعنے حریق ہے یعنے جلن کا عذاب ابن ابی حاتم نے اس جگہہ ایک حدیث غریب ابو ثعلبہ خشنی رض سے ذکر کی ہے وہ یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن تین صنف پر ہین ایک صنف کو تو پر ہین ہوا مین اوڑتے ہین اور ایک صنف سانپ اور کُتے ہین اور ایک صنف نزول کرتے پڑاؤ کوچ کرتے ہین یہ حدیث کا رفع نہایت غریب ہے دوسرا لفظ ابن ابی حاتم کا ابن نعم سے یہ ہے کہ جن تین صنف ہین ایک صنف کیواسطے ثواب ہے اور انپر عقاب ہے اور ایک صنف اوڑنیوالی ہین درمیان آسمان و زمین کے اور ایک صنف سانپ

اور کہتے ہین بکر بن مضر راوی نے کہا اور مین نہین جانتا ہون مگر یہ کہ محمد بن بحیر نے کہا کہ ابن انعم نے مجھے یہ حدیث کی کہ انس تین قسم ہین ایک صنف ہے کہ اللہ انکو سایہ دیگا اپنے عرش کے سایہ مین روز قیامت کو اور ایک صنف مثل چوپایون کے ہے بلکہ وہ زیادہ تر گمراہ ہین از روئے راہ کے اور ایک صنف آدمیون کی صورتون مین ہے شیطانونکے دلون پر تلبیس الفاظ ابن ابی حاتم کا حضرت حسن سے یہ ہے کہ جن اولاد ابلیس کی ہین اور انس آدم کی اولاد ہین اور ان مین سے مومن ہین اور وہ ثواب و عقاب مین انکے شریک ہین اور جو کوئی ان مین سے اور انمین سے مومن ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور جو کوئی انمین سے اور انمین سے کافر ہے تو وہ شیطان ہے قولہ تعالیٰ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ محاریب تو بنائے حسن ہے مکان مین جو جگہہ شریف تر و صدر ہوتی ہے اسکو محراب کہتے ہین مجاہد نے کہا کہ محاریب بنیان ہین دون قصور ضحاک نے کہا کہ مساجد ہین قتادہ نے کہا کہ قصور و مساجد ہین ابن زید نے کہا مساکن ہین رہے تماثیل سو عطیہ عوفی و ضحاک و سدی نے کہا کہ صورتین ہین مجاہد نے کہا کہ وہ تانبے کی صورتین تہین قتادہ نے کہا کہ مٹی کی اور شیشے کی قولہ تعالیٰ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ جواب جمع ہے جابیہ کی جابیہ وہ حوض ہے جسمین پانی جمع کیا جاتا ہے جیسا کہ اعشی میمون بن قیس نے کہا ہے ع تروح على آل المحلق جفنة + كجابية الشيخ العراقي تفهق علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ کالجوبة من الارض عوفی کا لفظ ان سے کالحياض ہے اسی طرح مجاہد و حسن و قتادہ و ضحاک وغیرہم نے کہا ہے قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ سے مراد بڑی بڑی دیگین ہین کہ بھاری بڑائی کے اپنی جگہہ مین جمی ہوئی ہین وہان سے ہلتی ڈلتی نہین ہین مجاہد و ضحاک وغیرہما نے بھی اسی طرح کہا ہے عکرمہ نے کہا کہ اثافيها منها یعنی ان دیگون کا چولہا انہین مین سے ہے غرض یہ ہے کہ چولھے سمیت بنائی گئی ہین انکے اٹھانے دھرنیکی کچھ ضرورت نہین قولہ تعالیٰ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا یعنے ہمنے کہا داؤد کے گھر والون سے کہ کام کرو حق مانکر یعنی اُس نعمت کا شکر ادا کرو جسکا تمپر انعام کیا ہے دین و دنیا مین شکرا مصدر ہے غیر فعل سے یا مفعول لہ ہے بنا بر دو نو تقدیر فکر اسمین دلالت ہے اس بات پر کہ شکر فعل کے ساتھہ ہوتا ہے جسطرح کہ قول و نیت کے ساتھہ ہوتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

ع	افادتكم النعماء مني ثلثة		يدي ولساني والضمير المحجبا	

یعنی تم نے جو مجھکو نعمت دی سو تمہاری نعمت نے میری طرف سے تمکو تین چیزون کا فائدہ دیا میرا ہاتھہ اور میری زبان اور میرا دل جو مستور ہے مطلب یہ ہے کہ یہ تینون چیزین تمہاری نعمت کے شکر مین مصروف ہین ہاتھ کا شکر منعم کی خدمت کرنا زبان کا شکر اُسکی مدح و تعریف و نعمت کا ذکر کرنا دل کا شکر یہ کہ دل مین اُسکی نعمت کو ماننا دل و زبان سے اُسکو دعا دینا ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ نماز شکر ہے روزہ شکر ہے اور ہر خیر جسکو تو اللہ عز و جل کے واسطے کرتا ہے شکر ہے اور افضل شکر حمد ہے ابن جریر نے اسکو روایت کیا ہے ابن جریر و ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ شکر اللہ کا تقوی ہے اور عمل صالح ہے اور یہ اس شخص کے واسطے

کہا جاتا ہے جو کہ متلبس بفعل ہو حضرت داؤد علیہ السلام کے گہر والے اسی طرح کے تھے کہ قولاً وفعلاً اللہ پاک کے شکر کے ساتھ قیام کرتے تھے ابن ابی حاتم نے ثابت بنانی سے روایت کیا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی اہل و اولاد اور بیبیون پر نماز تقسیم کردی تہی سو رات اور دن مین کوئی گہڑی ایسی نہین آتی تہی مگر حال یہ ہے کہ انکے گہر والون مین سے آدمی کہڑا ہوا نماز پڑہتا ہوتا تہا پس اس آیت نے انکو ڈہانک لیا تہا صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا محبوب تر نماز اللہ تعالی کو نماز داؤد کی ہے آدہی رات سوتے تہے اور تہائی رات نماز پڑہتے تہے اور چہٹا حصہ رات کا سوتے تہے اور محبوب تر روزہ اللہ تعالی کو روزہ داؤد کا ہے ایکدن روزہ رکہتے اور ایک دن افطار کرتے اور بہاگتے نہ تہے جبکہ ملاقات کرتے یعنی دشمن سے ابو عبد اللہ ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی والدہ نے اُنسے کہا اے میرے بیٹے تو رات کو بہت مت سویا کر پس بیشک رات کو نیند کی کثرت چہوڑیگی مرد کو فقیر قیامت کے دن ابن ابی حاتم نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس جگہہ ایک اثر نہایت غریب ومطول ذکر کیا ہے اور نیز حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا یارب مین کیونکر تیرا شکر کرون حالانکہ شکر تو ایک نعمت ہے تیری طرف سے تو اللہ تعالی نے فرمایا اب تو نے میرا شکر کیا جبکہ تو نے یہ جان لیا کہ نعمت میری طرف سے ہے وقولہ تعالی وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ یہ اخبار ہے واقع سے یعنی نفس الامر مین اسی طرح ہے کہ حق ماننے والے بندے کم ہین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ جمہور نے الریح کو منصوب پڑہا ہے باین تقدیر وسخرنا لسلیمان الریح جیسا کہ زجاج نے کہا ہے یعنی مسخر کردی ہمنے واسطے سلیمان کے ہوا ابوبکر کی روایت مین عاصم سے برفع ہے بنا بر ابتدا وخبر باین تقدیر ولسلیمان الریح ثابتۃ او مسخرۃ یعنی ہوا ثابت ہے یا مسخر ہے واسطے سلیمان کے جمہور نے الریح بافراد پڑہا ہے اور حضرت حسن وابو حیوہ وخالد بن الیاس نے الریاح بجمع غدوها شهر ورواحها شهر یعنے چلنا اسکا غدوہ ہے باین معنی کہ صباح سے زوال تک یعنی چلنا اسکا اول دن سے زوال تک ایک ماہ کی راہ ہے اور چلنا اسکا زوال سے غروب تک ایک ماہ ہے یہ جملہ مستانفہ ہے منظور اس سے بیان کرنا تسخیر ریح کا ہے یا حالیہ ہے ریح سے معنی یہ ہین کہ ایک دن مین دو ماہ کی راہ چلتی تہی حضرت حسن نے فرمایا کہ صبح کو چلتے دمشق مین تو اصطخر مین قیلولہ کرتے درمیان دونو کے ایکماہ کی راہ ہے واسطے تیز چلنے والے کے پہر بعد زوال کے چلتے اصطخر سے تو رات بسر کرتے کابل مین یا بابل مین درمیان اُنکے ایک ماہ کی راہ ہے کسی نے کہا کہ ری مین صبح کا کہانا کہاتے اور شام کا سمرقند مین واسلنا له عين القطر یعنے پگہلا دیا ہمنے واسطے اُنکے چشمہ پگہلے ہوئے تانبے کا واحدی کہتے ہین مفسرون نے کہا ہے کہ بہایا گیا واسطے اُنکے عین الصفر تین دن مع اُنکی راتون کے مثل بہنے پانی

کے اور وہ زمین یمین مین تہا آج کے دن جو لوگ بناتے ہین سو وہ اسی سے ہے جو سلیمان علیہ السلام کو عطا
ہوا تہا اور اگر وہ نہوتا تو تانبا ہرگز نرم نہ ہوتا کیونکہ حضرت سلیمانؑ سے پہلے وہ ہرگز نرم نہین ہوتا تھا نہ
تو آگ سے نہ غیر آگ سے معنے یہ ہین کہ بہا دیا ہمنے اسکے واسطے چشمہ تانبے کا جسطرح کہ نرم کر دیا ہمنے لوہا واسطے
داؤد کے قتادہ نے کہا کہ بہا دیا اللہ نے واسطے اُس کے ایک چشمہ کہ استعمال کرے اسکا جس شے مین چاہے حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قطر نحاس ہے قادر نہین ہوا اُسپر کوئی بعد سلیمان علیہ السلام کے اور لوگ جو اُنکے
بعد عمل کرتے ہین سو وہ اسی مین ہے جو سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا گیا مجاہد نے کہا کہ قطر صفر ہے قرطبی نے
کہا ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نحاس کو اُسکے معدن مین ایک چشمہ بہتا ہوا کر دیا مثل پانی کے چشمون کے واسطے
دلالت کے اُنکی نبوت پر بیضاوی مین ہے کہ بہایا اسکو اللہ نے اُسکے معدن سے کہ اُبلتا ہے اُس سے مثل ابلنے
پانی کے چشمے سے اور اسی لیے اُسکا نام چشمہ رکہا اور وہ یمن مین تہا ابو السعود مین ہے کسی نے کہا کہ تین دن ایک
بار بہایا گیا کسی نے کہا کہ ہر مہینے مین تین دن بہا کرتا تھا علامہ نسفی نے کہا کہ عین القطر سے مراد معدن
نحاس ہے پس قطر نحاس ہے اور وہ صفر ہے لیکن اُسکو بہا دیا مہینے مین تین دن بہا کرتا تھا جس طرح کہ پانی
بہتا ہے حضرت سلیمان سے پہلے وہ پگہلتا نہ تھا اور اُسکا نام عین القطر رکھا باسم ما آل الیہ کے ومن الجن
خبر مقدم ہے اور مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ مبتدا موخر ہے یا مَن یعمل محل نصب مین ہے مفعول ہے فعل مقدر کا
ای وسخرنا لہ من یعمل اور من الجن اسی مقدر سے متعلق ہے یا حال و بیان ہے باذن ربہ اذن مصدر مضاف
ہے طرف فاعل کے اور جار و مجرور ملکر محل نصب مین ہے بنا بر حال ای مسخرا ومیسرا بامر ربہ قولہ تعالی وَمَن يَزِغْ
مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا الآیہ کا یہ مطلب ہے جو کوئی جنون مین کا عدول کرے ہمارے حکم سے جسکا ہمنے اُسکو امر کیا ہے
تو چکہا ئین ہم اُسکو عذاب سعیر وہ حکم یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ
عذاب آخرت مین ہے کسی نے کہا کہ دنیا مین سدی نے کہا کہ اللہ پاک نے جنون پر ایک فرشتہ تعین کیا تھا اُسکے
ہاتھ مین آگ کا کوڑا پس جسنے سلیمان علیہ السلام کے حکم سے عدول کیا تو اُسنے اُسکو اُس کوڑے سے ایک ایسی
ضرب لگائی کہ اُسکو جلا ڈالا پھر جن جنہین سلیمان علیہ السلام کے واسطے بناتے تہے اللہ پاک نے اُنکا ذکر کیا
پس ارشاد فرمایا يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ الآیہ حرف من بیانیہ ہے اور محاریب لغت مین ہر موضع مرتفع ہے
مراد محاریب سے ابنیہ رفیعہ و قصور عالیہ و مجالس شریفہ جو کہ ابتذال سے مصون و محفوظ ہین اور مساکن و مکانات
مبرد نے کہا محراب نہین ہوتی ہے مگر یہ کہ اُسکی طرف زینہ سے چڑہا جائے اسی معنے سے وہ جگہہ ہے جسمین نماز پڑہی
جاتی ہے اُسکو محراب کہتے ہین کیونکہ وہ مرفوع و معظم کی جاتی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ محراب اشرف بیوت دار ہے
ضحاک و قتادہ نے کہا مراد اس جگہہ مساجد ہین اور جو اُنکے واسطے بنائی تہین یا نہین سے بیت المقدس ہے تماثیل

جمع ہے تمثال کی تمثال ہر وہ شے ہے جسکو تو مانند کرے ساتھ کسی شے کے یعنے تو اس کو مصور کرے اسکی صورت کے ساتھ تانبے کی ہو یا شیشے کی یا نرم پتھر کی یا کسی اور کی کہا ہے کہ یہ تماثیل انبیاء و ملائکہ و علماء و صلحا کی صورتین تھین مسجد و نمین انکی صورتین بنایا کرتے تھے تاکہ لوگ انکو دیکھین تو عبادت و اجتہاد زیادہ کرین حدیث شریف مین ہی کہ وہ لوگ جسوقت انمین مرد صالح مرجاتا تو اسکی قبر پر مسجد بناتے تھے اور ُسمین وہ صورت بناتے تاکہ لوگ اسکی عبادت کو یاد کرین تو عبادت مین اجتہاد و کوشش کرین کسی نے کہا کہ وہ تماثیل ان چیزون کی تھین جو کہ حیوان سے نہین ہین کسی نے کہا کہ درندون پرندونکی صورتین تھین اس سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شرع مین تصویر مباح تھی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع شریف سے وہ منسوخ ہوگئی حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ حضرت سلیمان نے تانبے کی تماثیل بنائین پھر عرض کیا یارب تو انمین روح پھونکدے کیونکہ وہ قوی تر ہین خدمت پر تو اللہ پاک نے انمین روح پھونکدی پس وہ انکی خدمت کیا کرتی تھین اسفندیار انکے بقایا مین سے تھا اسپر حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام سے یہ کہا گیا اعملوا ال داؤد الآیہ **جفان** جمع ہے جفنہ کی جفنہ کہتے ہین قصعہ کبیرہ کو یعنے بڑا پیالہ **جواب** جمع ہے جابیہ کی جابیہ ایک گڑہا چھوٹا سا ہے مثل حوض کے کسی نے کہا بڑا حوض ہی جو کہ پانی کو جمع کرتا ہے **واحدی** کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے یعنے پیالے بڑائی مین مثل حوضون و ندٹون کے ایک پیالے پر ہزار مرد جمع ہوتے تھے اُس سے کہا تھے **نحاس** نے کہا اولیٰ اثبات حرف یا کا ہی کا لجوابی مین اور جسنے یا کو حذف کیا تو اسنے کہا کہ طریقہ الف و لام کا یہ ہے کہ نکرہ پر داخل ہوتا ہے تو اسکو اسکے حال سے متغیر نہین کرتا ہے پھر جب جواب کہا جاتا تہا اور الف و لام اسپر داخل ہوا تو اپنے حال پر برقرار رکہا گیا پس اس شخص نے یا کو حذف کیا ہے **کسائی** نے کہا محاورہ مین بولتے ہین جبیت الماء وجبوتہ فی الحوض یعنے مین نے حوض مین پانی جمع کیا جابیہ وہ حوض ہے جسمین اونٹون کے واسطے پانی جمع کیا جاتا ہے **نحاس** نے کہا جابیہ بڑی دیگ ہے اور حوض عظیم و کبیر جسمین شے جمع کیجاتی ہے اسی معنی سے جبیت الخراج ہے یعنی مینے خراج جمع کیا وجبیت الجراد فی الکساء یعنی مین نے چادر یا کملی مین ٹڈیان جمع کین **قدور راسیات** **قتادہ** نے کہا تانبے کی دیگین ہین جو فارس مین ہوتی ہین **ضحاک** نے کہا وہ دیگین ہین جو سخت پہاڑون سے تراشی جاتی ہین شیاطین نے اُنکے واسطے بنائی تہین راسیات کے یہ معنے ہین کہ جمی ہوئی ہین نہ اُٹھائی جاتی ہین نہ حرکت کرتی ہین ماری اپنی بڑائی کے سیڑہیان لگا کر انکی طرف چڑہا جاتا ہی اور وہ یمن مین تھین کسی نے کہا کہ وہ ابتک وہان باقی ہین پھر اللہ پاک نے حضرت سلیمان کو اور انکے گھر والون کو علی العموم عمل صالح کا امر کیا پس ارشاد فرمایا اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا یعنے ہمنے اُنسے کہا ای آل داؤد عمل کرو ساتھ طاعت اللہ کے واسطے اسکے شکر کے اس نعمت پر جو ہمکو عطا کی یا شکرا صفت ہی مصدر محذوف کی ای اعملوا عملا شکرا یا مفعول لہ

ہی ای اعملوا الشکر یا حال ہی ای شاکرین یا مفعول بہ ہی طاعت کا نام شکر اسلیے رکھا کہ طاعت منجملہ انواع شکر ہے یا منصوب
ہی بنا بر مصدریت فعل اسکی جنس سی مقدر ہی ای اشکروا شکرا پھر جب انکو شکر کا امر کر چکا تو بعد اسکے یہ بیان کیا کہ اسکے بندونمین
سی اسکا شکر کرنیوالی بہت نہین ہین پس فرمایا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ یعنے میری طاعت کے ساتھ عمل کرنیوالی میری
نعمت کا شکر کرنیوالی کم ہین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قلیل ہی یہی موحد بندونسی توحید انکی شکور وہ ہی جو توفر کرنیوالا ہے
ادای شکر پر صرف کرنیوالا ہی اپنی طاعت کو اسمین جسنی از روی اعتقاد و اعتراف و اقرار و کدح و سعی کے اپنے دل و زبان و اعضا
کو اسمین مشغول کر رکھا ہی حضرت ابن عباسؓ سی یہ بھی مروی ہی کہ شکور وہ ہے جو اپنے سارے احوال پر شکر کرتا ہی کسی نے کہا وہ ہے
جو شکر پر شکر کرتا ہی اور وہ ہی جو شکر سے اپنا عجز دیکھتا ہی من عبادی صفت ہے قلیل کی صفت و موصوف ملکر خبر مقدم ہی اور
الشکور مبتدای مؤخر فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا
خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۞ پھر جب تقدیر کی ہمنے
اسپر موت نہ جتایا انکو اسکا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کہاتا رہا اسکا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنون نے کہ اگر خبر
رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف مین **ف** حضرت سلیمانؑ جنون کے ہاتھ سی مسجد بیت المقدس بنواتے تھے جب
معلوم کیا کہ میری موت آپہنچی جنات کو مسجد کا نقشہ بتا کر آپ شیشہ کے مکان مین در بند کر کر بندگی مین مشغول ہوئے
بعد وفات کے برس دن تک جن بنائے گئے کہ پوری بن چکی جس عصا پر ٹیک کر کہڑے تھے گھن کے کہانے سے گر اتب سب پر وفات
معلوم ہوئی اور جن جو آدمیوں پاس دعوی کرتے تھے علم غیب کا قائل ہوئے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ
پاک حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی کیفیت ذکر فرماتا ہی اور کس طرح انکی موت کو جنون پر مستور و مبہم رکھا کون جن
جو کہ محنت و مشقت کے کامونمین انکے واسطے مسخر کیے گئے تھے کیونکہ وہ اپنے عصا پر تکیہ لگائے ٹھیرے رہے منساتہ سی مراد انکا
عصا ہی جیسا کہ حضرت ابن عباس و مجاہد و حسن و قتادہ وغیرہ واحد نے کہا ہی ایک مدت دراز سال بھر کے قریب اسی عصا پر
ٹیک لگائے کہڑے رہے پھر جب دابۃ الارض اسکو کہا چکا اور وہ ارضہ ہی یعنے کرم چوب خوارہ تو وہ ضعیف ہو گیا زمین کیطرف گر
پڑا اور معلوم ہوا کہ وہ تو ایک مدت دراز اس سی پہلے مر چکے تہے جنون نے اور آدمیون نے بھی یہ بات جان لی کہ جن علم غیب
نہین جانتے ہین جسطرح کہ وہ وہم کرتے اور لوگونکو اسکا وہم ڈالتے تہے یہ بات ایک حدیث مرفوع غریب مین وارد ہوئی ہی اور
اسکی صحت مین نظر ہی ابن جریر نے ابن عباس عن النبی صلعم روایت کیا ہی کہ نبی اللہ سلیمانؑ جسوقت نماز پڑھتے تو ایک
درخت اگا ہوا اپنے سامنے دیکھتے تھے پھر اس سی کہتے تیرا کیا نام ہی تو وہ کہتا فلان پھر کہتے تو کس شی کے واسطے ہی پھر اگر وہ درخت
کیلئے جانا تھا تو غرس کیا جاتا اور اگر کسی دوا کے واسطے ہوتا تو لکھہ لیا جاتا پس وہ اسی طرح تھا یہانتک کہ ایکدن نماز پڑھ رہے تہے ایک
درخت اپنے آگے دیکھا تو اس سے کہا تیرا کیا نام ہے اسنے کہا خروب کہا تو کس شی کے واسطے ہی وہ بولا واسطے اجاڑنے اس گھر
کے پس سلیمانؑ نے کہا اے اللہ تو مبہم کر دے جنون پر میری موت کو یہانتک کہ انس اس بات کو جان لین کہ جن غیب کو نہین

جانتی ہین پہر اُس درخت کا عصا تراشا پہر اسپر تکیہ لگایا سال بہر مردہ ہوکر اور جن کام کرتے رہے پہر اُسکو گہن نے کہا لیا تو آدمیون نے یہ بات معلوم کرلی کہ اگر جن جانتے ہوتے غیب کو تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف مین سال بہر کہا یعنے سعید بن جبیر نے کہ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کو اسی طرح پڑہا کرتے تہے یعنے مالبثوا حولا فی العذاب المہین کہا پہر جنون نے گہن کے کیڑے کا شکر کیا تو اُسکو پانی لا دیا کرتے تہے وهكذا رواه ابن ابی حاتم من حدیث ابراهیم بن طهمان به وفی رفعه غرابة ونكارة والاقرب ان يكون موقوفا وعطاء بن مسلم الخراسانی له غرابات وفی بعض حديثه نكارة حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام بیت المقدس مین تحنث کیا کرتے تہے سال اور دو سال کا اور ماہ دو ماہ کا اور اس سے کمتر و اکثر کا پس وہ اسمین داخل ہوتے اور انکے ساتھ انکا کہانا پینا ہوتا تہا سو وہ اُس مین داخل ہوئے اُس بار مین جسمین انکو وفات دیگئی پس ابتدا اسکی یہ تہی کہ کوئی دن نہین ہوتا جسمین وہ صبح کرین مگر اللہ بیت المقدس مین ایک درخت اگا دیتا تہا تو وہ اسکے پاس آتے پہر اُس سے پوچہتے تو کہتے کہ تیرا کیا نام ہے وہ درخت کہتا میرا فلان فلان نام ہے پہر اگر وہ نصب کرنیکا ہوتا تو اُسے نصب کر دیتے اور اگر وہ کسی دوا کی روئیدگی ہوتا تو کہتا فلان فلان دوا کی روئیدگی ہے پہر وہ اُسکو اسیطرح کرتے یہانتک کہ ایک درخت اگا جسکو خروبہ کہتے ہین تو اُس سے پوچہا تیرا کیا نام ہے کہا مین خروبہ ہون کہا اور واسطے کس شے کے روئیدگی ہے وہ بولا ایک ویرانی کی روئیدگی ہے واسطے اوجڑنے اس مسجد کے حضرت سلیمانؑ نے کہا اللہ ایسا نہین ہے کہ اسے خراب کرے اور مین زندہ ہون تو ہی وہ ہے کہ تیرے ہونے پر میرا ہلاک اور بیت المقدس کا خراب ہے پہر اُسکو اکہاڑا اور اپنے کسی باغ مین لگا دیا پہر محراب مین داخل ہوئے تو کہڑے ہوئے اپنے عصا پر تکیہ لگائے نماز پڑہتے تہے پہر انکا انتقال ہوگیا شیاطین کو اسکا علم نہوا اور وہ اسمین انکے واسطے کام کرتے رہے اس سے ڈرتے تہے کہ وہ انپر نکل آئین تو انکو عذاب کرین اور شیاطین محراب کے گرد جمع ہوتے تہے اور محراب کا ایک طاق تہا انکے آگا و پیچہے پس وہ شیطان جو یہ ارادہ کرتا تہا کہ طاعت سے نکلے تو وہ کہتا کیا نہین ہون مین توی اگر داخل ہون پہر اُس جانب سے نکل جاؤن پس وہ داخل ہوتا یہانتک کہ دوسری جانب سے نکل جاتا تہا پہر انمین سے ایک شیطان داخل ہوا تو گذر گیا اور نہین تہا کوئی شیطان کہ نظر کرے طرف سلیمانؑ کے محراب مین مگر وہ جلتا تہا سو وہ گذر گیا اور اُسنے انکی آواز نہین سنی پہر لوٹا تو نہ سنی پہر لوٹا تو گہر مین گر پڑا اور جلا نہین اور سلیمانؑ کیطرف نظر کی تو مر کر گر پڑے تہے پہر وہ نکلا تو اُسنے لوگون کو یہ خبر دی کہ سلیمان تو مر چکے پس لوگون نے اُنپر سے دروازہ کہولا تو انکو نکالا اور انکی منساہ کو پایا کہ گہن کی کیڑے نے اُسکو کہا لیا تہا حبشی زبان مین عصا کو منساہ بولتے ہین انکو یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ کب سے مرے ہین تو اُس کیڑے کو عصا پر رکہا سو اُسنے ایکدن رات مین اُس سے کہا یا پہر اس طریق پر حساب کیا تو انکو پایا کہ وہ سال بہر سے مرے ہین یہ کلمہ حضرت ابن مسعودؓ کی قرات مین یون ہے فمكثوا يدينون له من بعد موته حولا كاملا یعنے پہر وہ رہے کہ فرمانبرداری کرتے تہے انکی بعد انکے مرنیکی پوری ایک برس پس اسوقت لوگون نے یہ یقین کرلیا کہ جن انسے جہوٹ کہتے تہے اور اگر وہ غیب پر مطلع ہوتے تو سلیمانؑ کی موت کو جان لیتے

اور نہ رہتے عذاب مین سال بھر کہ اُنکے واسطے کام کرتے وہ یہ قول ہے اللہ عز وجل کا مادلہم علی موتہ الآیہ فرماتا ہے کہ لوگون پر انکا
حال کھل گیا کہ وہ جھوٹ کہتے تھے پہر شیاطین گھن کے کیڑے سے کہا اگر تو کہانا کہاتا ہوتا تو ہم تیرے پاس اچھے سے اچھا کہانا
لاتے اور اگر تو پیتا ہوتا تو ہم تجھے اچھی سے اچھی چیز کی شربت پلاتے لیکن ہم پانی و مٹی تیری طرف اوٹھا لاوینگے سو وہ اسکو انکی
طرف اٹھا لاتے ہین جہان کہین وہ ہو کہا کیا تو نے اس مٹی کیطرف نہین دیکھا ہے جو کہ لکڑی کے جوف مین ہوتی ہے
پس وہی ہے جسکو شیاطین لاتے ہین واسطے اسکے شکر کے قالہ السدی فی حدیث ذکرہ عن ابی مالک عن ابی صالح
عن ابن عباس رض وعن مرۃ الهمدانی عن ابن مسعود رض وعن ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رضی اللہ
تعالی عنہم وھذا الاثر واللہ اعلم انما ھو مما تلقی من علماء اھل الکتاب وھی وقف لا یصدق منہ الا ما وافق
للحق ولا یکذب منہا الا ما خالف الحق والباقی لا یصدق ولا یکذب ابن وہب واصبغ بن الفرج نے عبدالرحمن
بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان ع نے حضرت ملک الموت ع سے کہا کہ جس وقت تجھکو میرا امر کیا جاوے تو مجھے
خبر کر دینا پہر وہ انکے پاس آئے تو کہا اے سلیمان مقرر مجھکو تیرا امر کیا گیا تیرے واسطے تو ایک سویعہ باقی رہی ہے یعنے ذرا سی ساعت
پس سلیمان ع نے شیاطین کو بلایا تو انہون نے شیشے کا ایک محل انپر بنا دیا اور اسکا کوئی دروازہ نہین پہر وہ کھڑے ہوئے نماز
پڑھنے لگے تو اپنے عصا پر تکیہ لگایا کہا پہر ملک الموت ع انپر داخل ہوئے تو انکی روح قبض کر لی اس حالمین کہ وہ اپنے عصا پر ٹیک
لگائے ہوئے تہے اور یہ کام کچھہ ملک الموت ع سے بہاگنے کو نہین کیا تہا اور جن انکے سامنے کام کرتے تہے اور انکی طرف دیکھتے یہ خیال
کرتے تھے کہ وہ زندہ ہین کہا پہر اللہ عز وجل نے دابۃ الارض کو بہیجا کہا اور دابہ لکڑیون کو کہاتا ہے اسکو قادح کہتے ہین کہا
پہر وہ عصا مین گہس گیا تو اسکو کہاتا رہا یہانتک کہ جب عصا کے جوف کو کہا چکا تو وہ کمزور ہو گیا اور حضرت سلیمان کا بوجھ
بوجہ پڑا تو وہ مرے ہوئے گر پڑے پہر جب جنون نے یہ دیکہا تو متفرق ہو گئے اور چلدیے کہا سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا
مادلہم علی موتہ الآیہ اصبغ نے کہا غیر عبدالرحمن سے مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ وہ کیڑا سال بھر قائم رہا عصا کے کہاتا رہا قبل
اسکے کہ حضرت سلیمان گر پڑیں اور غیر واحد نے سلف مین سے مثل اسکے ذکر کیا ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان فاتح
مع اتقان یہ ہے کہ فلما قضینا علیہ الموت کے یہ معنی ہین کہ حکمنا علی سلیمان بہ والزمناہ ایاہ یعنی جبکہ حکم کیا ہمنے سلیمان پر
موت کا اور اسکو اسپر لازم کیا مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تو آگاہ نہ کیا جنون کو اسکی موت پر مگر دابۃ الارض نے
یعنی یہانتک کہ ارضہ نے انکی عصا کو کہا لیا تو مری ہوئے گر پڑے دابۃ الارض ایک ذرا سا کیڑا ہے جسکو سرفہ کہتے ہین کسی نے
دابۃ الارض کو بفتح را پڑھا ہے ارض کہتے ہین اکل کو جبکہ چوب خوارہ کیڑا لکڑی کو کہالے تو محاورہ عرب مین یون بولتے ہین کہ
ارضت الخشبۃ ارضا غرض یہ ہے کہ کیڑے کی کہانیکو ارض کہتے ہین تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ کے یہ معنی ہین کہ وہ کیڑا انکی عصا کو کہا
رہا جسپر وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے **منساۃ** حبشی زبان مین معنی عصا ہے یا لفظ عربی ہے ماخوذ ہے نسات الغنم سے یعنے جب
بولتے ہین کہ تو بکریون کو ہنکالے پس منساۃ ہنکا لینے کا آلہ ہوا زجاج نے کہا منساۃ وہ ہے جسکے ساتھ ہنکا لا جاتا ہے

جمہور نے ہمزۂ مفتوحہ پڑھا ہے اور ابن ذکوان نے ہمزۂ ساکنہ اور نافع وابوعمرو نے بالف محضہ مبرو نے کہا بعض عرب اسکے ہمزے سے الف کو بدلتے ہین اور اسکی سند مین یہ شعر پڑھا ہے ؎

واذا دببت علی المنساۃ من کبر	فقد تباعد عنك اللھو والغزل

یعنے جسوقت تو بڑھاپے کے مارے لاٹھی پر ٹیک لگاکے چیونٹی کی چال چلا تو لہو ولعب کرنا اور عورتونکی خوبیان بیان کرنا تجھسے دور ہوگیا جمہور کی قرارت کا شاہد یہ شعر ہے ؎

ضربنا بمنساۃٍ وجھه	فصار بذاك مھینا ذلیلا

یعنے ہمنے مارا لاٹھی سے اس کے مونہ کو تو وہ اس سبب سے ذلیل وخوار ہوگیا۔ ؎

امن اجل حبل لا اباك ضربته	بمنساۃ قد جرّ حبلك احبلا

یعنی کیا ایک رسی کے واسطے تو نے اسکو مارا لاٹھی سے تیرا باپ نہ ہو۔ تیری رسی نے تو کئی رسیون کو کہینچا ابن ذکوان کی قرأت پر یہ طرز کہا

قول الہوہ امون کالواح الاران نساتھا	علا لاحب کانہ ظہر برجد

قولہ تعالیٰ فلما خرّ تبینت الجن الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ پھر جب سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو جنون کو یہ بات ظاہر منکشف ہوگئی یعنی جان لی کہ اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو تو نہ رہتی عذاب مہین مین یعنی وہ جو یہ زعم کرتے ہین کہ وہ غیب جانتے ہین اگر یہ بات ٹھیک ہوتی تو وہ سلیمان ع کی موت کو جان لیتے اور ایک مدت دراز عذاب مہین مین ٹھیری نہ رہتے مراد اس عذاب سے وہ کام ہے جسکا سلیمان ع نے انکو حکم دیا تہا اور وہ انکو مری ہونے کی حالت مین انکی مطیع ہوکر ادسی کرتے تھے **مقاتل** نے کہا عذاب مہین شقاوت نصب ہے عمل مین یعنی کام مین محنت ومشقت اٹھانا **واحدی** کہتی ہین مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان ع کے وقت مین لوگ کہتے تھے کہ جن غیب جانتے ہین پھر جب حضرت سلیمان ع اپنے عصا پر سال بھر مردہ کہڑے ہوئی ٹھیرے رہے اور جن جو کام محنت ومشقت کے انکی حیات مین کرتے تھے وہ کرتے رہے انکے مرنیکی انکو خبر نہوئی یہانتک کہ ارضہ نے انکو عصا کہا لیا تو وہ مردہ گر پڑے تب جنون کو انکی مرنیکا علم ہوا اور لوگون نے یہ بات جان لی کہ جن غیب نہین جانتے ہین **غرضکہ** تبینت الجن یا تو ماخوذ ہے تبینت الشئ سے جبکہ تو شئ کو جان لے یعنے جنون نے یہ بات جان لی کہ ان لو کانوا الآیۃ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے ماخوذ ہوا ور تبین الشئ بمعنی ظہر وتجلی سے ماخوذ ہوا ور ان اور جو کچھ اسکے تحت مین ہے وہ سب بدل اشتمال ہے مع تقدیر مضاف کے ای ظہر امر الجن للناس انہم لو کانوا الآیۃ یعنی ظاہر ہوگیا حال جنون کا لوگون کو یہ کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو نہ رہتے عذاب مہین مین یا یہ معنی ہین کہ ظہر ان الجن لو کانوا الآیۃ **جمہور** نے تبینت کو بصیغہ معروف پڑھا ہے اس بنا پر کہ سند ہے طرف جن کی حضرت ابن عباس و یعقوب نے بصیغہ مجہول معنی دونو قراتون کی باتقدم اسی معلوم ہوتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان ع ایک برس اپنی عصا پر ٹھیرے رہے بعد اسکے کہ مرچکے تھے پھر اس سال پر گر پڑے تو جنون نے ایک عصا لیا مثل انکی عصا کی اور ایک کیڑا مثل انکی کیڑے کے پھر اسکو عصا پر چھوڑا تو اسکو سال بھر مین کہا یا حضرت ابن عباس نے آیت کو

یون پڑھتے تھے فلما خر تبینت الانس سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رض کی قرأت مین یون ہی وھم یدابون لہ حولا دیلمی نے حضرت زید بن ارقم رض سے مرفوعًا روایت کیا ہی اللہ فرماتا ہی مین نے تفضل کیا اپنے بندونپر ساتھ تین چیزون کے ڈالا مین نے کیڑا دانے پر اگر یہ نہ ہوتا البتہ بادشاہ اُسکا خزانہ رکھتے جس طرح کہ خزانہ رکھتے ہین سونے اور چاندی کا اور ڈالی مینے بدبو جسم پر اور اگر یہ نہ ہوتا تو دوست اپنے دوستکو دفن نہ کرتا اور چھین لیا مینے حزن کو اور اگر یہ نہوتا تو البتہ نسل جاتی رہتی تاریخ والون نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سلیمان ع تیرہ برس کی عمر مین بادشاہ ہوئے اور چالیس سن بادشاہت مین باقی رہی اُنکی بادشاہت سے چار برس گذرنے کے بعد بیت المقدس کا بنانا شروع کیا اور ترپن برس کی عمر مین وفات پائی کسی نے کہا کہ حضرت داؤد ع نے موضع فسطاط حضرت موسی علیہ السلام مین بناء بیت المقدس کی بنیاد رکھی تھی پھر قبل اسکے تمام کرنے سے اُنکا انتقال ہوگیا تو سلیمان ع کو اسکی وصیت کی تھی سو انہون نے شیاطین کو اُسکے تمام کرنیکا حکم دیا پھر جب اُنکی عمر سے ایک سال باقی رہا تو اپنے رب سے سوال کیا کہ اُنکی موت کو شیاطین پر مبہم کر دے یہانتک کہ وہ اس سے فارغ ہو جاوین اور تاکہ غیب پر اُنکا دعوی باطل ہو جائے مروی ہی کہ افریدون آیا تا کہ اُنکی کرسی پر چڑہے پھر جب وہ قریب آیا تو دو شیرون نے اُسکی پنڈلی کو مارا سو اُسکو توڑ ڈالا پھر بعد اُسکے کسی نے یہ جرأت نہ کی کہ اُس سے قریب ہو جبکہ اللہ پاک نے بعض شاکرین کا حال ذکر کیا جو کہ اُسکی نعمتون کا شکر ادا کرتے ہین تو اُسکے بعد بعض جاحدین کا ذکر کیا جو کہ اُسکی نعمتون کا انکار کرتے ہین مقصود اس قصے کے ذکر کرنے سے یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سے اُسکا ذکر کرین شاید وہ نصیحت پذیر ہون اور اُنکو انزجار و اعتبار ہو پس ارشاد فرمایا لقد کان لسبا فی

مسکنہم ایۃ جنتن عن یمین وشمال ۵ کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ بلدۃ طیبۃ

ورب غفور ۝ فاعرضوا فارسلنا علیہم سیل العرم وبدلنہم بجنتیہم جنتین ذواتی

اکل خمط واثل وشیء من سدر قلیل ۝ ذلک جزینہم بما کفروا ط وہل نجزی الا الکفور ۝

قوم سبا کو تھی اُنکی بستی مین نشانی دو باغ داہنے اور بائین کہا کہ روزی اپنے رب کی اور اُسکا شکر کرو دیس ہی پاکیزہ اور رب ہی گناہ بخشتا پھر دھیان مین نہ لائی پھر چھوڑ دیا ہمنے اُنپر نالہ زور کا اور دیے اُنکو بدلے دو باغون کے دو اور باغ جنمین کچھ ایک میوہ کسیلا اور جھاؤ اور کچھہ بیر تھوڑے سے یہ بدلا دیا ہمنے اُنکو اسپر کہ ناشکری کی اور ہم بدلا اُسی کو دیتے ہین جو ناشکر ہو ف بلقیس جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن مین اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی پانی جھیلون کا سمیٹ کر ایک جگہہ روکا اور پہاڑ نیچے تین کھڑکیان رکھین اونچی اور نیچی زمینون کے واسطے سال برس میٹھا پانی موجود تھا جتنا چاہتے خرچ کرتے خوب سرسبز اور آباد ملک ہوا ف جب اللہ نے چاہا کہ عذاب بھیجے گھونس پیدا ہوئی اُس پانی کی بند مین اُسکی جڑ کرید ڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سرخ رنگ جس زمین پر پھر گیا کام سے جاتی رہی پیچھے وہ قوم ویران ہو کر جدا جدا ہو گئی اور کچھ جو رہی اُن باغون کے بدلے یہ چیزین

پانے لگے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ سبا یمن کے ملوک اور اُسکے اہل تھی تبابعہ بھی انہین ہین سے ہین اور بلقیس صاحبہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام انہین کے جملہ سے تھی یہ لوگ اپنے شہرون مین بڑے نازو نعمت وعیش وآرام اور سرور وراحت مین تھے رزق وروزی کی فراخی تھی کھیتیان اور میوے بہت کچھ تھے بہت اچھی طرح گذرتی تھی اللہ تبارک وتعالی نے اُنکی طرف رسول بھیجے کہ انکو اس بات کا حکم دین کہ اللہ کے رزق سے کھائین اور اسکی توحید وعبادت کرکے اسکا شکر ادا کرین سو وہ اسی طرح کے تھے جتبک اللہ نے چاہا پھر جس بات کا انکو حکم ہوا تھا اُس سے اُنہون نے اعراض کیا تو انکو یون عقاب کیا گیا کہ انپر سیل بھیجی گئی اور بلاد مین متفرق کردیے گئے چنانچہ اسکی تفصیل ان شاء اللہ تعالی آیندہ عنقریب آئیگی **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نے عبدالرحمن بن وعلہ سے روایت کیا ہے کہا مینے حضرت ابن عباس کو سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبا کا حال پوچھا کہ وہ کیا ہے کوئی مرد ہے یا کوئی عورت ہے یا کوئی زمین ہے آپنے فرمایا بلکہ وہ ایک مرد ہے اسکے دس لڑکے پیدا ہوئے سو یمن سے چھہ تو یمن مین بسے اور چار شام مین ساکن ہوئے پس یمن والے تو مذحج وکندہ وازد واشعری وانمار وحمیر ہین رہے شام والے سو وہ لخم وجذام وعاملہ وغسان ہین **ورواہ** عبد عن الحسن بن موسی عن ابن لھیعۃ بہ وھذا اسناد حسن ولم یخرجوہ **وقد رواہ** الحافظ ابو عمر بن عبد البر فی کتاب القصد والامم بمعرفۃ اصول انساب العرب والعجم من حدیث ابن لھیعۃ عن علقمۃ ابن وعلۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما فذکر نحوہ وقد روی نحوہ من وجہ اخر **۲ نیز امام احمد** و **عبد بن حمید** نے فروہ بن مُسیک رضہ سے روایت کیا ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو مینے عرض کیا یارسول اللہ مین اپنی قوم کے مقبل کو لیکر اُنکے مدبر سے لڑون آپنے فرمایا ہان پس تو لڑ اپنی قوم کے مقبل کے ساتھ اُنکے مدبر سے پھر جب مین نے پیٹھ پھیری تو آپنے مجھے بلایا پھر فرمایا کہ تو اُنسے مت لڑ یہانتک کہ تو اُنکو بُلائے طرف اسلام کے پھر مین نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے خبر دین سبا کی کیا وہ کوئی وادی ہے یا کوئی پہاڑ ہے یا وہ کیا ہے آپنے فرمایا نہین بلکہ وہ ایک مرد ہے عرب کا اُسکے دس لڑکے پیدا ہوئے سو چھہ تو یمن مین بسے اور چار شام مین یمن مین بسے ازد واشعری وحمیر وکندہ ومذحج وانمار جنکو بجیلہ کہتے ہین اور خثعم اور شام مین بسے لخم وجذام و عاملہ وغسان وھذا ایضا اسناد حسن وان کان فیہ ابو جناب الکلبی وقد تکلموا فیہ لیکن ابن جریر نے باسناد دیگر اسکو یون روایت کیا ہے کہ فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے پھر حدیث مذکور کو ذکر کیا اس حدیث کا ایک اور طریق ہے **ابن ابی حاتم** نے توبہ بن نمر سے روایت کیا ہے توبہ عبد العزیز بن یحیی سے راوی ہین کہ عبد العزیز نے توبہ کو یہ خبر دی کہ ہم افریقیہ مین عبیدہ بن عبد الرحمن کے پاس تھے سو عبیدہ نے ایکدن کہا کہ مین نہین گمان کرتا ہون کسی قوم کو کسی زمین مین مگر حال یہ ہے کہ وہ اُسکے اہل سے ہین علی

رباح نے کہا ہرگز نہین مجھے تو فلان نے یہ حدیث کی ہے کہ فروہ بن مُسیک غطیفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ بیشک سبا ایک قوم ہے کہ جاہلیت مین اُنکو واسطے ایک عزت تھی اور مین ڈرتا ہون کہ وہ اسلام سے پھر جائین سو کیا مین اُنسے لڑون تو آپنے فرمایا کہ مین اب تک اُنمین کچھ امر نہین کیا گیا ہون پس یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ الآیۃ پس ایک شخص نے آپسے عرض کیا یا رسول اللہ سبا کیا ہے پھر ویسی حدیث ذکر کی جو اس سے قبل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سبا کا پوچھا کہ وہ کیا ہے کوئی شہر ہے یا کوئی مرد ہے یا کوئی عورت ہے آپنے فرمایا بلکہ ایک مرد ہے کہ اسکے دس لڑکے پیدا ہوئے سو انمین سے چھہ تو یمن مین بسے اور چار شام مین یمن والے تو مذحج و کندہ و ازد و اشعری و انمار و حمیر غیر ما علیہا ہین اور شام والے سو لخم و جذام و غسان و عاملہ ہین اسمین غرابت ہے اس جہت سے کہ ذکر نزول آیت کا مدینے مین ہے حالانکہ ساری سورت مکی ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم طریق دیگر ابن جریر نے فروہ بن مُسیک رضہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دین سبا کی وہ کیا ہے کوئی زمین ہے یا کوئی عورت ہے آپنے فرمایا نہ کوئی زمین ہے اور نہ کوئی عورت ہے ولیکن وہ ایک مرد ہے اسکے دس لڑکے پیدا ہوئے سو چھہ تو یمن مین بسے اور چار شام مین پس جو شام مین بسے سو وہ لخم و جذام و عاملہ و غسان ہین اور جو یمن مین بسے سو وہ کندہ و اشعری و ازد و مذحج و حمیر و انمار ہین پھر ایک شخص نے عرض کیا انمار کیا ہین آپنے فرمایا وہ ہین جنہین سے خثعم و بجیلہ ہین ورواہ الترمذی فی جامعہ عن ابی کریب و عبد بن حمید قال حدثنا ابواسامۃ فذکرہ ابسط من ہذا ثم قال ہذا حدیث حسن غریب ابو عمر بن عبد البر نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پھر آپ سے سبا کا پوچھا پھر مثل حدیث مذکور کے ذکر کیا ابو عمر نے اس حدیث کو قوت دی ہے اور اسکی تحسین کی ہے علمائے نسب نے کہا ہے منجملہ انکے محمد بن اسحق ہین کہ سبا کا نام عبد شمس بن یشجب ابن یعرب بن قحطان ہے یہ نام اسکا صرف اسلیے رکھا گیا ہے کہ پہلے پہل عرب مین سبی اسی نے کی ہے اس کو رائش کہتے تھے اس لیے کہ اسی نے اول غزوہ مین غنیمت کی پھر اپنی قوم کو دی سو اسکا نام رائش رکھا گیا عرب لوگ مال کو ریش و ریاش کہتے ہین ذکر کیا ہے کہ سبا نے اپنے زمانہ متقدم مین رسول اللہ صلعم کی بشارت دی ہے اور اس باب مین شعر کہے ہین

سیملک بعدنا ملک عظیم	نبی لا یرخص فی الحرام
ویملک بعدہ منہم ملوک	یدینوہ القیاد بکل دامی
ویملک بعد ہم منا ملوک	یصیر الملک فینا باقتسام
ویملک بعد قحطان نبی	تقی مخبت خیر الانام
یسمی احمد یا لیت انی	اعمر بعد مبعثہ بعام

فاعضده واحبوه بنصری	بکل مدجج وبکل رام
متی یظهر فکونوا ناصریه	ومن یلقاه یبلغه سلامی

ہمدانی نے کتاب الاکلیل مین اسکا ذکر کیا ہے **قحطان** مین تین قول پر اختلاف کیا ہے ایک **قول** یہ ہے کہ وہ سلالہ ارم بن سام بن نوح سے ہے ارم کر ساتھ اسکی نسب کے متصل ہونیکی کیفیت مین اختلاف کیا ہے تین طریق پر **دوسرا قول** یہ ہے کہ وہ سلالہ عابر سے ہے عابر ہود علیہ السلام ہین اس نسب کی اتصال کی کیفیت مین بھی تین طریق پر اختلاف کیا ہے **تیسرا** یہ ہے کہ سلالہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰة والسلام سے ہے اس نسب کی کیفیت اتصال مین بہی تین طریق پر اختلاف کیا ہے امام حافظ **ابو عمرو بن عبد البر نمری** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انباہ علی ذکر اصول القبائل الرواة مین پوری طور پر اسکا ذکر کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ کان رجلا من العرب سو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ عرب عاربہ سے تہا جو کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰة والسلام سے قبل تہے سلالہ سام بن نوح علیہ الصلوٰة والسلام سے اور تیسرے قول کی بنا پر وہ سلالہ خلیل علیہ السلام سے تہا یہ قول انکے نزدیک مشہور نہین ہے واللہ اعلم لیکن **صحیح بخاری** مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ اسلم کے ایک گروہ پر گذرے وہ لوگ تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا تیر پہینکو اے اولاد اسمٰعیل پس بیشک تمہارا باپ تیر انداز تھا پس اسلم ایک قبیلہ ہے انصار کا اور انصار کے دونو قبیلے اوس و خزرج غسان عرب یمن کے ہین سب سے یثرب مین آ رہے جبکہ سبا بلاد مین متفرق ہوئے جس وقت کہ اللہ عز وجل نے سیل عرم انپر بہیجی اور ایک گروہ انمین کا شام مین آ رہا غسان انکو صرف اس لیے کہا گیا کہ وہ ایک پانی پر اوترے تہے کسی نے کہا کہ وہ یمن مین ہے کسی نے کہا کہ قریب مشلل کے ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎

اَمَّا سالت فانا معشرٌ نُجُبٌ	الازدُ نِسبتنا والماءُ غسّانُ

یعنے تو نے جو پوچہا بیشک ہم ایک شریف نجیب گروہ ہین ازد تو ہمارا نسب ہے اور پانی غسان ہے اور یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے دس لڑکے عرب پیدا ہوئے سو اسکے یہ معنی ہین کہ اسکی نسل سے یہ دس تہے جنکی طرف عرب یمن کے اصول قبائل رجوع ہوتے ہین یہ مطلب نہین ہے کہ وہ اسکی صلب سے پیدا ہوئے بلکہ انمین سے وہ ہے جسکے اور اسکے درمیان دو باپ ہین یا زیادہ ہین اور کم و زیادہ چنانچہ کتب نسب مین یہ بات اپنی جگہ مقرر و مبین ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ چھ انمین سے یمن مین بسے اور چار شام مین اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انپر سیل عرم بہیجی بعد اسکے انمین سے وہ لوگ ہین جو اپنی بلاد مین مقیم رہے اور بعض انمین سے اپنی غیر بلاد کی طرف نقل کر گئے سد یعنے بند کا قصہ یہ ہے کہ دو پہاڑ ونسے انکو پانی آتا تہا اور بارش اور وادیون کی سیلین بھی اسکی طرف جمع ہوتی ہین سو انکے قدیم بادشاہون نے قصد کیا تو درمیان دونو پہاڑون کے ایک بند عظیم و محکم بنا دیا یہانتک کہ پانی بلند ہو گیا پہر ان دونو پہاڑونکے

کے کنارون پر حکم دیا تو درخت لگا دیے اور میوون کی پیداواری حاصل کی یہ درخت اور میوی غایت درجے کی کثرت و خوبی مین تھے جیساکہ سلف کی بہت لوگون نے ذکر کیا ہے انہین سی قتادہ ہین کہ عورت درختون کے نیچے چلتی تہی اور اُسکے سر پر مکتل یا زنبیل ہوتی یہ وہ ظرف ہی جسمین میوی توڑی جاتے ہین تو درختون سی اُسمین اتنے میوی گر پڑتے کہ اُسکو بھر دیتے بدون کسی کلفت کو اور بغیر توڑنے کے مارے کثرت و پختگی کے خود بخود گرتے بے تکلف زنبیل پر ہو جاتی یہ بند مارب مین تہا یہ ایک شہر ہے درمیان اُسکے اور صنعا کے تین منزل کی مسافت ہی مارب کے نام سی مشہور معروف ہے دوسرون نے ذکر کیا ہے کہ انکے شہر مین ذباب و بعوض و براغیث سی کچہ نہ تہا اور نہ ہوام مین سی کچہ تہا یہ سب اعتدال ہوا و صحت مزاج اور اللہ پاک کی عنایت کی وجہ سے تہا تاکہ اُسکی توحید و عبادت کرین جیساکہ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ پھر اپنے قول سی اُسکی تفسیر فرمائی جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ یعنے دو باغ دو پہاڑون کے دونو کنارون سے اور شہر درمیان اُنکے كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ یعنے کہا اپنے رب کی روزی سی اور اسکا حق مانو شہر پاکیزہ اور رب بخشنے والا اگر تم مستمر رہے توحید پر قوله تعالى فَأَعْرَضُوا یعنے پھر انہون نے اللہ کی توحید و عبادت سے اعراض کیا اور جو انعام انپر کیا تھا اُسپر شکر کرنے سے منہ موڑا اور اللہ پاک کو چھوڑ کر سورج پوجنے کی طرف جہکی جیساکہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام سی آکر کہا وجئتك من سبإ بنبإ يقين انی وجدت امرأة تملكهم واوتيت من كل شیء ولها عرش عظيم وجدتها وقومها يسجدون للشمس من دون الله وزين لهم الشيطان اعمالهم فصدهم عن السبيل فهم لا يهتدون محمد بن اسحق نے وہب بن منبہ سی روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے انکی طرف تیرہ نبی بہیجے سدی نے کہا کہ اللہ عز و جل نے انکی طرف بارہ ہزار نبی بہیجے واللہ اعلم قوله تعالى فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ کسی نے کہا کہ مراد عرم سے میاہ ہین یعنی آبہا کسی نے کہا وادی کسی نے کہا جرذ کسی نے کہا مار غزیر یعنی آب کثیر اس صورت مین اضافت سیل کی ہوگی طرف اپنی صفت کی جیسے سجد الجامع و سعید کرز سہیلی نے ہکو نقل کیا ہے غیر واحد نے ذکر کیا ہے جنمین سی حضرت ابن عباس و وہب بن منبہ و قتادہ و ضحاک ہین کہ جب اللہ عز و جل نے چاہا کہ سیل عرم انپر بہیجکے اُنکو عذاب کری تو اس بند پر ایک جانور زمین کا بہیجا جسکو جرذ کہتے ہین اُسنے سوراخ کر دیا وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ وہ لوگ اپنی کتابون مین پاتے تھے کہ اس بند کی خرابی کا سبب جرذ ہی ہے سو وہ ایک زمانہ دراز سے بند کے پاس بلوسے تاک مین رکہا کرتے تہی پھر جب قدر آئی تو چوہے بلون پر غالب ہوئے اور بند کی طرف گہس گئے پھر اُسکو سوراخ دار کر دیا پس وہ انپر ڈہے پڑا قتادہ وغیرہ نے کہا ہے کہ جرذ خلد ہے اُسنے بند کے نیچے کی جانب کو سوراخ دار کر دیا یہان تک کہ جب وہ کمزور پڑ گئی اور سیلون کے دن آئے تو پانی نے بند کی بنا کو توڑ ڈالا تو وہ گر پڑا پھر پانی وادی کے اسفل مین بہ نکلا اور جو اُسکے سامنے مکانات و درخت وغیرہ تھے اُنکو

ف ۱ مکتل زنبیل پانزدہ صاع ۱۲ صراح
ف ۲ جمع ذبابۃ یعنی مکھی بعوض جمع بعوضۃ یعنے پشہ براغیث جمع برغوث یعنی پسو ہوام جیسے سانپ بچھو کیڑے مکوڑے وغیرہ موذیات ۱۲ منہ
ف ۳ اور آیا ہون تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیق مین نے پائی ایک عورت انپر بادشاہی کرتی اور اُسکو ملی ہر چیز اور اُسکا ایک تخت ہے بڑا
ف ۴
ف ۵ وادی
ف ۶ جرذ

خراب کرڈالا اور جو درخت دونون پہاڑ وتمیون اُمین طرف نہرانسے بانی خشک ہوگیا توسوکہ گئے اور ریزہ ریزہ ہوکر
ٹوٹ گئے اور وہ درخت میوہ دار خوشنما تروتازہ متبدل ہوگئے جیساکہ اللہ پاک نے فرمایاہے وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ
جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وعکرمہ وعطای خراسانی وحسن وقتادہ وسدی نے کہا ہوالاراک
واکلۃ البربر واثل عوفی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ طرفا ہے یعنی جہاؤ کسی اور نے کہاکہ وہ جہاؤ
کے مشابہ ایکدرخت ہے کسی نے کہاکہ سمر ہے یعنی ببول واللہ اعلم قولہ تعالی وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ یہ درخت جو بدلے
مین ملے چونکہ اُنمین کاتہبر بیر کا درخت تہا اسلیے یون فرمایا وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ پس وہ دوباغ جنکے میوے پکے ہوئے
دیکہنے مین خوشنما گہنا سایہ نہرین بہتی ہوئی اُنکی یہ گت ہوئی کہ اُنکے بدلے مین یہ دوباغ ملے جنکے درخت جہاؤ اور پیلو اور
کچہہ بیر جنکے کانٹے بہت میوہ تہوڑا یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ کا کفر کیا اسکے ساتہ شرک کیا حق کو جہٹلایا اُس سے پہر کر باطل
کی طرف گئے اسی لیے اللہ پاک نے یہ فرمایا ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ یعنے ہمنے اُنکو
عقاب کیا بسبب اُنکے کفر کے مجاہد نے کہا عقاب نہین کیا جاتا ہے مگر کفور حضرت حسن بصری نے کہا اللہ عظیم نے سچ فرمایا
عقاب نہین کیا جاتا ہے ساتہ مثل اُسکی فعل کے مگر کفور طاؤس نے کہا مناقشہ نہین کیا جاتا ہے مگر کفور ابن ابی حاتم
نے ابو خیرہ سے روایت کیا یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے ہین کہاکہ جزا معصیت کی سستی ہے عبادت مین
اور تنگی معیشت مین اور تعسر لذت مین کسی نے پوچہا کہ لذت مین تعسر کیا ہے تو کہا نہین پاتا ہے کسی لذت کو کسی
حال مین مگر آتا ہے اُسکے پاس وہ شخص جو اُس لذت کو اُسپر منغص کردیتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے
کہ مراد سبا سے وہ قبیلہ ہے جوکہ سبا کی اولاد سے ہے نسب سبا یہ ہے سبا بن یشجب بضم جیم بن یعرب بن قحطان بن ہود
جمہور نے لِسَبَاٍ بہ تنوین پڑہا ہے اس بنا پر کہ اسم ہے حی کا یعنی وہ حی جو کہ سبا کی اولاد سے ہے **ابن کثیر** وابو عمرو نے
لِسَبَاَ پڑہا ہے منع صرف بتاویل قبیلہ ابو عبید نے اس قرأت کو پسند کیا ہے شعرای عرب کے اشعار مین کلمہ سبا منصرف
وغیر منصرف دونون طرح آیا ہے **قنبل** وابو حیوہ وجحدری نے لِسَبَاْ بسکون ہمزہ اور کسی نے ہمزہ کو الف سے قلب کرکے
لِسَبَا پڑہا ہے قرأت اولی کا مقوی قولہ تعالی فی مسکنہم ہے کیونکہ اگر سبا تاویل قبیلہ کے بنا پر ہوتا تو مسکنہا فرمایا جاتا
جمہور نے مساکنہم بصیغۂ جمع پڑہا ہے ابو عبید وابو حاتم نے اسکو اختیار کیا ہے وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اُنکی منازل ومکانات
بہت سے تہے اس لیے لفظ جمع اُسکے مناسب ہے حمزہ وحفص نے بافراد مع فتح کاف پڑہا ہے اور کسائی نے بافراد مع کسر کاف
اور اسی طرح یحیی بن وثاب واعمش نے وجہ افراد کی یہ ہے کہ مسکن مصدر بھی ہے قلیل وکثیر کو شامل ہے یا اسم مکان ہے اور
مراد اس سے جمع ہے یہ مکانات جو اُنکے تہے ایسا اُنکو مارب کہتے ہین دریان اُسکے اور صنعا کے تین رات کی مسافت
ہے یہ شہر سب شہرون سے بڑہکر تروتازہ اور ارزانی والا تہا آیت کے یہ معنے ہین کہ قوم سبا کو اُنکی بستی مین اُسکی اگلی
حالت ملاحظہ کرکے ایک نشانی ہے کہ اللہ پاک کی کمال قدرت وبدیع صنع پر دلالت کرتی ہے وہ حالت یہ ہے

کر تر و تازہ خوشنما تھی ہر طرح کی ارزانی تھی میوی کثرت سے تھے پہلی حالت یہ ہوئی کہ اُسکی بدلی ہو گئی نہ پھل رہی نہ خوشنمائی
پھر اللہ پاک نے خود اس آیت کا بیان فرمایا جَنَّتَانِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّ شِمَالٍ فراء نے کہا کہ رفع جنتان کا بنا بر بدل ہے
آیہ سے زجاج نے کہا کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی ایک قول یہ ہے کہ جنتان مبتدا ہے اور عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّ شِمَالٍ اُسکی
خبر ہے ابن عطیہ نے اسکو اختیار کیا ہے لیکن اسمین اتنی بات ہے کہ بدون مسوغ کے نکرے کے ساتھ ابتدا جائز نہین ہے
ابن ابی عبلہ نے جَنَّتَیۡنِ بنصب پڑھا ہے اس بنیاد پر کہ کان کی خبر ہے اور آیۃ اُسکا اسم ہے بالجملہ مراد جنتان سے
باغون کی دو جماعتین ہین یعنی یہ باغ انکی وادی کی داہین بائین جانب تھی انہون نے اُسکو دونون جہت سے گھیر لیا
تھا اور انکی مکانات وادی مین تھی مطلب یہ ہے کہ ایک ٹکڑا باغون کا داہین طرف تھا اور ایک بائین طرف ہر ٹکڑا
اُنمین کا اپنی باہم قریب ہونے اور ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے گنجان ہونے مین گویا ایک باغ تھا کسی نے کہا کہ مراد یمین
وَ شِمَال اُس شخص کا ہے جو ان باغون مین آتا تو ایک ٹکڑا باغون کا اُسکی داہنی طرف ہوتا اور ایک بائین طرف
قرطبی نے قشیری سے نقل کیا ہے کہ مراد دو باغ نہین ہین بلکہ مراد دو جہتین داہین بائین ہین ہر جہت مین بہت سے
باغ اور درخت اور میوی ہین کہ لوگون کو اپنے سایے مین چھپا لیتے ہین اُنکے مسکن مین آیت ہونے کے یہ معنے ہین کہ
وہ دونون باغ ایسی کثرت سی میوی دار ہین کہ عورت خالی ٹوکرا سر پر رکھکر انکے درمیان مین چلتی تو انواع و اقسام
کے میوون سے جو کہ پک پک کر خود بخود گرتے تھے بھر جاتا اُسکو ہاتھ لگانے کی بھی ضرورت نہین ہوتی تھی عبدالرحمن
بن یزید بن اسلم نے کہا وہ آیت جو اہل سبا کو اُنکے مساکن مین تھی یہ ہے کہ انہون نے اپنے گھرون مین نہ مچھر دیکھا نہ مکھی
اور نہ پسّو نہ جون نہ بچھو نہ سانپ نہ انکے سوا اور ہوام اور جس وقت اُنکی پاس رکب آتا اور اُنکے کپڑون مین جوئین
ہوتین تو وقت دیکھنے اُنکے گھرون کے مرجاتین غرضکہ جنگل ایسی خوش آب و ہوا جگہہ رہنے بسنے کو اور میوی کھانے کو دیے
گئے تھے اُنسے یون کہا گیا کہ کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ یہ امر واسطے اذن و اباحت کے ہے کسی نے کہا وہان
کوئی امر نہ تھا ولیکن مراد اُنکو قادر کر دینا ہے نفع لینے پر ان نعمتون سے پہلا قول اظہر ہے کسی نے کہا کہ فرشتون
نے یہ بات اُنسے کہی تھی کسی نے کہا کہ انکے نبی کی زبان پر اسکا اُنکو خطاب کیا گیا تھا مراد رزق سے دونون
باغون کے میوے ہین یعنی کہا ؤ روزی سے اپنے پالنہار کی اور شکر کرو اُسکا ان بھرپور نعمتون پر جو تمکو عطا کی ہین
اور عمل کرو اُسکے مطیع ہو کر اور بچو اُسکی نافرمانیون سے جملہ بلدۃ طیبۃ مستانفہ ہے منظور اُس سے بیان ہے
موجب شکر کا یعنے یہ شہر طیب ہے درخت اُسکے کثرت سے ہین میوی اُسکے پختہ و عمدہ ہین کسی نے کہا طیب ہونیکے
یہ معنی ہین کہ اُسکی زمین شور نہین ہے کسی نے کہا کہ اُسمین ہوام نہین ہین یعنی موذی کیڑے مکوڑے زمین کی بسبب
پاکیزہ ہونے اُسکی آب و ہوا کے مجاہد نے کہا کہ یہ شہر صنعا ہے کسی نے کہا کہ صنعا سے تین فرسخ پر ہے مصباح مین
کہا ہے کہ بلد و بلدۃ کا اطلاق زمین کے ہر موضع پر ہوتا ہے آباد ہو یا خالی ورب غفور کے یہ معنے ہین کہ

اُنپر انعام کرنے والا ایسا رب ہے کہ اُنکے گناہون کا بخشنے والا ہے پس اللہ پاک نے اُنکے واسطے یہ دونون امر جمع کر دیے ایک تو مغفرت ذنوب دوسری شہر کی پاکیزگی وعمدگی اور اُسنے اپنی ساری خلق کے لیے یہ دو امر جمع نہین کیے تو اُنپر واجب ہے کہ اس انعام خاص کا شکر ادا کرین مقاتل نے کہا معنے یہ ہین تمہارا رب اگر تمنے اُسکی دی روزی مین شکر کیا تو وہ رب غفور ہے واسطے گناہون کے کسی نے کہا کہ اُنکے لیے جو یہ دو باتین جمع کین طیب بلدہ و مغفرت سو منظور اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کے کہ رزق مین کبہی کچہہ حرام ہوتا ہے ورش نے بلدۃً اور ربًا بنصب پڑہا ہے بنا بر مدح یا بتقدیر اسکنوا بلدۃً واشکروا ربًا یعنے بسو پاکیزہ شہر مین اور شکر کرو رب غفور کا پہر اللہ پاک نے وہ بات ذکر کی جو بعد اس نعمت عظیم کے اُنسے صادر ہوئی پس ارشاد فرمایا فاعرضوا یعنی چاہیے تو یون تہا کہ اس عظیم الشان طویل الذیل وسیع النطاق نعمت کا شکر کرتے اللہ پاک اپنے منعم کو پوجتے سو یون تو نہ کیا بلکہ شکر سے مونہہ موڑا اللہ کے منکر ہوئے اپنے نبیون کی تکذیب کی سدی نے کہا کہ اللہ نے اہل سبا کی طرف تیرہ نبی بہیجے سو اُنہون نے اُنکو جہٹلایا اسی طرح وہب نے کہا ہے اور اسقدر زیادہ کیا ہے اور کہا کہ ہم اللہ کے واسطے اپنے اوپر کوئی نعمت پہچانتے نہین ہین سو تم اپنے رب سے کہو کہ وہ اس نعمت کو ہم سے روک رکہے اگر اُسکی طاقت ہو پس اعراض اُن کا یہ ہے قرطبی مین یون ہے کہ اعراض کیا اللہ تعالی کے امر سے اور اُسکے رسولون کی پیروی سے بعد اسکے کہ وہ مسلمان تھے پہر سدی کا قول مذکور ذکر کیا ہے پہر قشیری سے نقل کیا ہے کہ اُنکا ایک رئیس ملقب بحمار تہا یہ لوگ زمانہ فترت مین تہے جو کہ درمیان حضرت عیسی علیہ السلام اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا کسی نے کہا ہے کہ اس حمار کا ایک لڑکا تہا پہر وہ مر گیا تو حمار نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹہایا پہر تہوکا اور کافر ہو گیا پس یون بولتے ہین اکفر من حمار یعنے یہ ایک مثل ہے کہ جب کسی کے کفر مین مبالغہ منظور ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ فلان حمار سے بہی بڑہکر کافر ہے جوہری نے کہا ہے کہ قول عرب کا اکفر من حمار یہ ایک شخص تہا قوم عاد سے اُسکی اولاد مر گئی تہی سو وہ بکفر عظیم کافر ہوا تہا پس جو کوئی اُسکی زمین مین گذر کرتا تو اُسکو کفر کی طرف بلاتا پہر اگر اُسنے اُسکا کہا مان لیا فبہا ورنہ اُسکو مار ڈالتا تہا غرضکہ کچہہ بہی ہو پہر جب اُنسے اعراض واقع ہوا شکر نعمت سے تو اللہ پاک نے اُن پر نقمت وعذاب بہیجا جسکی وجہ سے جو انعام اُنپر کیا تہا اُسکو چہین لیا جیسا کہ فرمایا ہے فارسلنا علیہم سیل العرم قصہ اسکا یہ ہے کہ زمین سبا مین یمن کی وادیون سے پانی آیا کرتا تہا سو اُنہون نے درمیان دو پہاڑون کے ایک بند بنایا اور پانی کو روکا اور اُس بند مین تین دروازے اوپر نیچے بنائے تہے اور اوپر کے دروازے سے پانی دیتے تہے پہر دوسرے سے پہر تیسرے سے بایں وجہ اُنکو خوب ارزانی ہوئی زمین ہمیشہ سیراب رہتی کہیتیان اور درخت خوب تر و تازہ رہتے میوہ بکثرت ہوتا تہا اُنکے مال کی خوب کثرت ہوئی اچہی طرح عیش وآرام سے بافراغت گذر ہوتی تہی پہر جب اُنہون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی تو اللہ پاک نے اونپر گہونسین بہیجین سو اُس بند مین شگاف ہو الخ

یہانتک کہ وہ ٹوٹ گیا تو پانی اُنکے باغون مین گہسا پہر اُنکو ڈبا دیا اور سیل نے اُنکے گہرون کو دفن کر دیا
پس وہ سیل عرم بہی ہے عرم جمع ہے عرمۃ کی عرمہ کہتے ہین بند کو جو کہ پانی کو روکتا ہے قتادہ وغیرہ نے اسی طرح
کہا ہے سُدّی نے کہا کہ عرم نام ہے اس بند کا معنے یہ ہین کہ بہیجا ہمنے اُنپر سد عرم کی سیل کو عطا نے کہا کہ عرم
نام ہے وادی کا زجاج نے کہا کہ عرم نام ہے اوس گہونس کا جسنے اس بند کو سوراخ دار کر دیا اُنہو جرذ وہی ہی جسکو
خلد کہتے ہین سو چونکہ سیل کے جاری ہونے کا سبب وہی ہے اسلیے سیل کی نسبت اسکی طرف کیگئی ابن
اعرابی نے کہا کہ عرم جو ہون کے نام سے ہے مجاہد و ابن ابی نجیح نے کہا کہ عرم ایک سرخ پانی ہے کہ اللہ پاک
نے اُسکو بند مین بہیجا تہا تو اُسنے اُسکو پہاڑ ڈالا اور گرا دیا کسی نے کہا کہ عرم مطر شدید کا نام ہے کسی نے کہا کہ
سیل شدید کا نام ہے عرامۃ اصل مین شدت و شرارت و صعوبت کو کہتے ہین یعنی درشتی و سختی و تندی جب
کوئی شخص تشدد و تصعب و درشتی و تندی و بدخوئی کرتا ہے تو محاورے مین کہتے ہین عرم فلان ابن اعرابی
سے مروی ہے کہ عرم وہ سیل ہے جسکی طاقت نہین رکہی جاتی ہے یعنی سیلاب سخت تند و درشت مبرد نے کہا
عرم ہر شے حاجز ہے درمیان دو شے کے حضرت ابن عباسؓ سے دو قول مروی ہین ایک تو عرم بمعنے شدید دوسرا یہ
ہے کہ ایک نالہ تہا یمن مین مکے کی طرف بہتا تہا وبدّلناھم بجنّتیھم جنّتین یعنی ہلاک کیا ہمنے اُنکی دونون
باغون کو جو کہ مشتمل تہی فواکہ طیبہ انواع حسن پر اور دیے ہمنے اُنکو اُنکے بدلے مین دو باغ جنمین نہ کوئی خیر و خوبی
اور نہ جو کچہہ اُنمین اُگے اُسمین اُنکا کچہہ فائدہ اُنکا نام جو جنتین رکہا سو مقصود اس سے اُنکے ساتہہ ٹہٹہا کرنا ہے بطور
مشاکلت کے اور اسی لیے اُنکی یہ صفت بیان فرمائی ذواتی اکل خمط یہ تثنیہ ہے ذوات مفرد کا بنا بر اصل کے
کیونکہ ذوات کی اصل ذویۃ ہے سو واو تو عین کلمہ ہے اور یا اُسکا لام کلمہ ہے کیونکہ یہ موٴنث ہے کلمہ ذو کا اور اصل ذو
کی ذوی ہے پس یا متحرک ہوئی اور ما قبل اسکا مفتوح تو وہ الف سے بدل گئی پس ذوات ہو گیا پہر واو تخفیف کی واسطے
حذف کیا گیا تو ذات رہگیا اب اسکی تثنیہ مین دو وجہین ہین کبہی تو نظر کرتے ہین اُسکے لفظ کیطرف جو اب ہے
تو ذاتان کہتے ہین اور کبہی اُسکی طرف نظر کرتے ہین قبل حذف واو کے تو ذواتان بولتے ہین سمین نے کہا کہ ذات
تثنیہ مین دو لغت ہین ایک تو رد ہی طرف اصل کے کیونکہ اصل اُسکی ذویۃ ہے پس عین کلمہ واو ہے اور لام کلمہ یا ہے اسواسطے
کہ وہ ذو کا موٴنث ہے دوسرا لغت اسکا تثنیہ ہے لفظ پر تو ذاتان کہتے ہین جمہور نے بہ تنوین اکل پڑہا ہے اور خمط
کیطرف اُسکی اضافت نہین کی ہے اور ابو عمرو نے باضافت اول دلی ہے خلیل نے کہا کہ خمط اراک کی ایک قسم ہے
حضرت ابن عباسؓ نے بہی یہی کہا ہے اور بہت سے مفسرین بہی اسی کے قائل ہین یعنی خمط پیلو کو کہتے ہین مختار مین کہا ہے کہ خمط ایک قسم ہے پیلو کی اُسکے پہل ہوتے ہین اُنکو کہاتے ہین
ابو عبیدہ نے کہا خمط ہر درخت کڑوا کانٹے والا ہے زجاج نے کہا ہر روئیدگی جسمین تلخی ہو اور اسکا کہانا ممکن
نہو وہ خمط ہے کسی نے کہا خمط پہل ہین ایک درخت کے جس کو فسوۃ الضبع کہتے ہین خشخاش کی صورت پر تیغر کے

واللہ ستقع بمبرد نے کہا خمط ہر وہ شے ہے جو تغیر کیجانے طرف اُس کیفیت کے جسکو جی نہ چاہے آسی خمط
جس قوت دودھ بگڑ جاتا ہے تو بولتے ہین خمط اللبن جمل نے کہا ہر شے سے جو کڑوی اور ترش ہو اُسکا
نام خمط ہے قرأت جمہور کی یعنے بدون اضافت اولی ہے ابو عمرو کی قرأت سے اور خمط صفت ہوگی اکل کی یا
اُس سے بدل کیونکہ اکل بعینہ وہ خمط ہی ہے اخفش نے کہا کہ اضافت کلام عرب مین احسن ہے جیسے کہتے
ہین کہ ثوب خزٍ دار آجرٍ یعنے کپڑا ریشم کا اور گھر اینٹون کا خفناوی نے کہا کہ اضافت کی بنا پر اضافت موصوف
کی ہوگی طرف صفت کی اور کاف اکل کا فقط مفہوم ہوگا اور بدون اضافت کی بنیاد پر خمط صفت ہوگی اکل
کی اور کاف مین دو وجہ ہین سکون اور ضمہ پس تین قرأتین ہوئین اور تینون سبعیہ ہین محققین نے کہا ہے کہ اولی
تفسیر خمط کی ہے ساتھ اس معنی کے جو خلیل نے اور اُسکے ساتھ والون نے ذکر کیے ہین وہ تفسیر یہی ہے
کہ خمط پیلو ہے وَاَثْلٍ معطوف ہے اکل پر یعنے وذواتی اثل یہ ایک درخت ہے طرفا کے مشابہ فرا وغیرہ نے
اسی طرح کہا ہے کہا مگر طول مین طرفا سے بڑا ہوتا ہے اور پتے اُسکے مثل جھاؤ کے پتون کے ہوتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف اسی درخت سے بنایا گیا تھا واحد اُسکا اثلۃ اور جمع اثلات ہے حضرت حسن
نے فرمایا کہ اثل خشب ہے یعنی چوب ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ شجر نظام ہے قول اول اولی ہے درخت اثل کے پھل نہین
ہوتے ہین وَشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ سدر ایک درخت معروف ہے یعنے درخت کنار فرا نے کہا کہ وہ سمر ہے یعنی
درخت طلح جیسے ببول وغیرہ خاردار درخت ازہری نے کہا کہ سدر درختون مین سے دو سدر ہین ایک تو
جنگلی اُس سے نفع نہین لیا جاتا ہے اور نہ وہ غسول کی صلاحیت رکھتی ہے اور اُسکے پھل تند مزہ ہوتے
ہین کھانے نہین جاتے ہین یہ وہ ہے جسکو ضال کہتے ہین یعنے بیر جھاڑی دوسری وہ سدر ہے جو پانی پر
اگتی ہے اُسکا پھل نبق ہے پتے اُسکے غسول مین مشابہ درخت عناب کے کسی نے کہا کہ سدر کا وصف قلت
کے ساتھ اسلیے کیا کہ اسمین سے ایک قسم ہے کہ اُسکا کھانا اچھا معلوم ہوتا ہے یہ وہی نوع ہے جسکا ذکر ازہری
نے کیا ہے اور اسی واسطے اُسکو باغون مین لگاتے ہین قتادہ نے کہا اس اثنا مین کہ اُنکے درخت بہترین درخت
تھے کہ اللہ پاک نے اُنکو بدترین درختون سے کر دیا بسبب اُنکے اعمال کے سو اُنسے اُنکے میوہ دار درخت ہلاک کر ڈالے
اور اُنکے بدلے مین پیلو اور طرفا اور بیری کے درخت اگ گئے یہ بھی احتمال ہے کہ قلیل کا کلمہ خمط و اثل و سدر
سب کی طرف راجع ہو ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا یعنے یہ تبدیل یا یہ جزا بدلا دیا ہمنے اُنکو بسبب اسکے کہ
اُنھون نے کفران نعمت کیا باین طور کہ اُسکے شکر سے مونہہ موڑا جمہور نے وَهَلْ یُجٰزٰۤی اِلَّا الْكَفُوْرُ
پڑھا ہے بضم تحتیہ وفتح زائے معجمہ بصیغہ مجہول اور حمزہ وکسائی ویعقوب وحفص نے بضم نون وکسر زائے بصیغہ
معروف اس بنا پر کہ فاعل اللہ پاک ہے اول کی بنا پر الکفور مرفوع ہوگا اور ثانی کی بنیاد پر منصوب یعنی بدلا نہ

دیا جائیگا یہ بدلا سلب نعمت کرکے اور نقمت وعذاب اُسپر نازل ہوکر مگر وہی شخص جو شدید الکفر ہے اور جو
اُسمین مبالغہ کرنے والا ہے یا ہم جزانہ دینگے مگر کفور کو ابو عبید نے اور ابو حاتم نے ثانی کو اختیار کیا ہے کہا اسلیے
کہ اس سے اول جزینا ہم ہے ظاہر آیت یہ ہے کہ جزانہ دیا جائیگا مگر کفور مع اسکے کہ اہل معاصی جزا دیے جائینگے
ایک قوم نے کہا معنے آیت کریمہ یہ ہین کہ بدلا نہ دیا جائیگا یہ بدلا یعنی اصطلام واہلاک کا مگر جسنے کفر کیا وہی مجاہد
نے کہا کہ مومن کی سئیات کا تو اسکی طرف سے کفارہ کیا جائیگا اور کافر بدلا دیا جائیگا ساتھ ہر عمل کے جو اُسنے
کیا ہے طاؤس نے کہا کہ یہ مناقشہ ہے حساب مین رہا مومن سو اُس سے مناقشہ نہین کیا جائیگا حضرت حسن نے
فرمایا معنے یہ ہین کہ کافر جزا دیا جائیگا مثلاً بمثل یعنے پوری پوری نحاس نے اس جواب کو راجح کہا ہے وَجَعَلْنَا
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا
لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ
وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ اور کین ہمین
ہمنے اُنمین اور اُن بستیون مین جہان ہمنے برکت رکھی ہے بستیان راہ پر نظر آتین اور منزلین ٹہرادین ہمنے
اُنمین چلنے کی پھرو اُنمین راتون اور دنون امن سے پھر کہنے لگے اے رب فرق ڈال ہمارے سفر مین اور اپنا برا کیا پھر
کر ڈالا ہمنے اُنکو کہانیان اور چیر کر کر ڈالا ٹکڑے اُسمین پتے ہین ہر ٹہرنے والے کو جو حق سمجھے ف برکت والی
بستیان یعنی ملک شام اُنکے ملک سے شام تک راہ امن کی آباد بستیان پاس پاس سفر تھا جیسے سیر ف
آرام مین مستی آئی لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکون کی خبر سنتے ہین سفر وسمین پانی نہین ملتا آبادی نہین
ملتی ویسا ہمکو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنے متفرق ہو گئے کسی کسی ملک
مین انتھے ف اللہ پاک اُس نعمت وخوشحالی وعیش خوشگوار وفراخ وبلاد پسندیدہ ومکانات با امن
کا ذکر فرماتا ہے جنمین وہ بغایت راحت وآرام سے بسر کرتے تھے گویا دن عید رات شب برات تھی بستیان
پاس پاس ایک دوسرے سے ملی جلی مع اسکے کہ درخت کھیتیان میوے کثرت سے تھے یہان تک کہ اُنکے مسافر کو کھانا
پانی ساز وسامان سفر کے لادنیکی ضرورت نہین ہوتی تھی بلکہ جہان کا قصد کیا بلا تکلف چلدیا جس جگہہ
اوترا پانی میوہ پایا ایک گانون مین قیلولہ کرتا دوسرے گانون مین شب باش ہوتا بمقدار اسکے جسکی
طرف اپنے چلنے مین محتاج ہوتے ہین اسی لیے اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ
الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وہب بن منبہ نے کہا یہ بستیان صنعا مین تھین ابو مالک نے بھی اسی طرح
کہا ہے مجاہد وحسن وسعید بن جبیر نے اور امام مالک نے زید بن اسلم سے اور قتادہ وضحاک وسدی وابن زید وغیرہم نے
کہا ہے یعنی قرا سے شام مراد ہے اور اکثر یہ ہے کہ وہ لوگ یمن سے شام تک جاتے تھے بستیون مین جو راہ پر نظر آتین ایکدوسرے

سے متصل تہین عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ القری التی بارکنا فیہا بیت
المقدس ہے دوسرا لفظ عوفی کا اُنسے یہ ہے کہ یہ بستیان ہین درمیان مدینہ وشام کے قری ظاہرہ کا یہ مطلب
ہے کہ وہ بستیان ظاہر و واضح تہین مسافر لوگ اُنکو جانتے پہچانتے تھے ایک مین قیلولہ کرتے دوسری مین رات
بسر کرتے تہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ یعنے ہمنے اُن بستیون کو موافق اُس
مسافت کے ٹہیرایا جسکی طرف مسافر لوگ حاجتمند ہوتے ہین قولہ تعالے سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ
کا یہ مطلب ہے کہ انکو اپنے رات دن کے چلنے میں امن حاصل تہا قولہ تعالے فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا

أَنْفُسَهُمْ اور لوگون نے بَعِّدْ پڑہا ہے باب تفعیل سے وذلک انہم بطروا ہذہ النعمۃ کما قالہ ابن عباس ومجاہد والحسن وغیر واحد
یعنے یہ بات اُنہین کہی کہ مارے کثرت نعمت وراحت کے اترا گئے اُسکی قدردانی نہ کی بجاے شکر کفران نعمت
کیا مستی سوجہی تو کہنے لگے اے رب دوری کر دے ہمارے سفر مین جنگل اور بیابان دور دست کو دوست
رکہا جنکے قطع کرنے مین کہانے پینے زاد و راحلہ کی حاجت ہو اور گرم ہوا اور لوا ور خوفناک جگہون مین چلنے کی ضرورت
پڑے جسطرح کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے درخوست کی تہی فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ
مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا باوجود اسکے کہ عیش واسع مین نہایت راحت
سے بے کلفت بسر ہوتی تہی مَن وسلوی کہانے کو ملتا تہا اسی لیے حضرت موسی علیہ السلام نے اُنکا یہ
جواب دیا أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وقال عز وجل وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ
مَعِيشَتَهَا وقال تعالی وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ اور انکے
کے حق مین فرمایا کہ انہون نے کہا اے رب دوری کر ہمارے سفر مین اور بُرا کیا انہون نے اپنی جانون کا
یعنے بسبب اپنے کفر کے فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ یعنے ہمنے انکو لوگون کے واسطے قصہ
کہانی کر دیا کہ وہ آپسمین انکا قصہ بیان کرتے ہین کہ اللہ نے انکو اُنکے مکر کی کیسی جزادی اور انکی جماعت کو متفرق
کر ڈالا بعد اسکے کہ ایک جگہہ مجتمع تھے باہم الفت واتحاد رکھتے تھے عیش خوشگوار مین بسر کرتے تہے پہر یہان
وہان شہرون شہرون متفرق ہوگئے اسی لیے جسوقت قوم متفرق ہو جاتی ہے تو عرب لوگ اُسکے حق مین
یون کہتے ہین تفرقوا ایدی سبا وایادی سبا وتفرقوا شذر مذر غرض یہ ہے کہ متفرق و پریشان
ہونے کو ان دو مثلون کے پیرایہ مین ادا کرتے ہین ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اہل سبا کے قصے مین
روایت کیا ہے کہ اُنمین کاہن لوگ تھے اور شیاطین استراق سمع کیا کرتے تہے سو انہون نے کاہنوں کو

کچھ آسمان کی خبرین دی تھین سبا ئمین ایک شخص کاہن شریف کثیر المال تھا اُسکو یہ خبر ملگئی تھی کہ انکی
کام کا زوال قریب آلگا ہے اور عذاب اُنپر سایہ افگن ہوچکا ہے سو اُسنے چاہا کہ اب کیونکر کرے کیونکہ اراضی
سے اُسکا بہت مال تھا پس اُسنے اپنے بیٹون مین سے ایک بیٹے کو کہا اور یہ بیٹا ان سب سے عزیز تر تھا از روی
ماموں کے کہ اے میرے بیٹے جب کل کا دن ہو اور مین تجھے کسی کام کا حکم دون تو تو اُسکو مت کرنا پھر جب مین
تجھکو جھڑکون تو تو مجھکو جھڑکنا پھر جب مین تجھے طمانچہ مارون تو تو مجھے طمانچہ مارنا وہ بولا ای میرے باپ
تو یہ کام مت کر یہ تو ایک امر عظیم اور ایک سخت کام ہے باپ نے کہا بیٹا ایک امر حادث ہوچکا ہے وہ ضروری ہونے
والا ہے پھر باپ اُسکے پیچھے پڑا رہا یہانتک کہ اُسنے اُس بات پر باپ کی موافقت کی پھر اُنہون نے صبح کی اور لوگ جمع ہوئے
تو باپ نے کہا بیٹا ایسا ایسا کر تو اُسنے انکار کیا پھر اُسکے باپ نے اُسے جھڑکا تو اُسنے اسکو جواب دیا پھر باہم اُنکے
یہ ہوتا رہا یہانتک کہ اُسکو باپ نے ادبی لیا پھر اُسکو طمانچہ مارا تو وہ اپنے باپ پر دوڑ پڑا پھر اُسکو طمانچہ مارا
تو باپ بولا کہ میرا بیٹا مجھے طمانچہ مارے لاؤ چھری لوگ بولے تو چھری سے کیا کریگا کہا مین اُسے ذبح کرونگا لوگ
بولے تو اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے تو اُسکو طمانچہ مار لے یا اور جو تجھے ظاہر ہو وہ کر لے راوی نے کہا پھر اُسنے
نہ مانا کہا پھر اُسکے ماموؤنکی طرف آدمی بھیجا تو اُنکو اُسکی خبر کی پھر اُسکے ماموں آئے تو وہ بولے کہ تو ہم سے لے لے
جو تجھے ظاہر ہو پس اُسنے نہ مانا مگر یہی کہ اُسکو ذبح کرے وہ بولے پھر تو ضرور مریگا پہلے اسکے کہ تو اُسے ذبح
کرے کہا پھر جب بات یون ہی تو مین نہین دیکھتا ہون کہ اُس شہر مین اقامت کرون جسمین درمیان میرے
اور میرے بیٹے کے حایل کیجائے تم مجھسے میرے گھر خرید لو میری زمین خرید لو پھر وہ یہ کہتا رہا یہانتک کہ اُسنے
اپنے گھر اور زمین بیچ ڈالی پس جب قیمت اُسکے ہاتھ مین آگئی اور اپنے قبضے مین کر لی تو کہا ای قوم عذاب نے تمپر سایہ کر لیا
ہے اور تمہارے کام کا زوال قریب آگیا ہے سو جو کوئی تم مین سے ارادہ کرے دار جدید و جمل شدید و سفر بعید کا تو
چاہیے کہ وہ عمان سے لاحق ہو اور جو کوئی تم مین سے چاہے خمر و خمیر و عصیر کو ابو سعید راوی کہتے ہین کہ ابراہیم
نے ایک اور کلمہ کہا ہے مین اُسے یاد نہین رکھتا ہون تو چاہیے کہ بصرے سے لاحق ہو اور جو کوئی ارادہ کرے راسخات
فی الوحل المطعمات فی المحل الہمات فی المحل کا تو چاہیے کہ وہ یثرب ذات نخل سے لاحق ہو کہا پھر اُسکی قوم نے اُسکی اطاعت
کی سو عمان والے تو عمان کی طرف چلے گئے اور غسان بصری کی طرف چلے گئے اور اوس و خزرج اور بنو عثمان یثرب ذات
نخل کی طرف نکل آئے پھر وہ بطن مر پر آئے تو بنو عثمان بولے کہ یہ مکان صالح ہے ہم اسکا بدل نہین چاہتے ہین سو وہ
اُسمین مقیم ہوئے پس اسوجہ سے اُنکا نام خزاعہ رکھا گیا کیونکہ وہ اپنے ساتھیون سے پیچھے رہگئے اور اوس و خزرج مستقیم رہے
یہانتک کہ مدینے مین اُترے اور اہل عمان عمان کی طرف متوجہ ہوئے اور غسان بصری کیطرف یہ اثر عجیب و غریب
ہے اور یہ کاہن عمرو بن عامر ہے یہ ایک شخص ہے رؤساء مین اور کبار کاہنان سبا سے محمد بن اسحق بن یسار نے

جو قصہ عمرو بن عامر کا ہوا ہے اُسکو اول سیرت مین ذکر کیا ہے پہلی پہل یہی شخص بلاد یمن سے نکلا ہے
اس سبب سے کہ سیل عرم پہنچنے کا اُسے شعور ہو گیا تہا محمد بن اسحق نے کہا کہ ابو زید انصاری نے جو مجہسے حدیث
کی اُسمین ہے کہ عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا یہ سبب ہوا کہ اُسنے ایک گہونس دیکہی کہ وہ سد مارب کو کہود رہی ہے
جو کہ اُن سے پانی کو روکتی تہی پہر وہ اپنی زمین مین جہان چاہتے اُسے پہیر لیجاتے تہے سو اُسنے جان لیا کہ اس سد کے
واسطے بقا نہین ہے پس اُسنے یمن سے نقل کرنے پر قصد کر لیا اور اپنی قوم سے کید کیا اُسکے سب لڑکونسے جو چہوٹا لڑکا
تہا اُسکو حکم دیا کہ جسوقت وہ اُس سے سخت کلامی کرے اور اُسکو طمانچہ مارے تو وہ اُسکی طرف کہڑا ہو پہر اُسکے
طمانچہ مارے سو جو باپنے بیٹے سے کہا تہا وہ بیٹے نے کیا تو عمرو بولا مین اُس شہر مین اقامت نہ کرونگا جس مین
میرا چہوٹا بیٹا میرے مونہہ پر طمانچہ مارے اور اپنے اموال پیش کیے یعنے بیع کرنے کو تو یمن کے اشراف مین سے کہی
شریف بولے کہ عمرو کے غصے کو غنیمت جانو پہر اُس سے اُسکے مال خرید لیے اور وہ اپنے بیٹون پوتون مین نقل
کر گیا اسد بولے کہ ہم تو عمرو بن عامر سے پیچہے نرہینگے سو انہون نے اپنے مال بیچ ڈالے اور اُسکے ہمراہ نکلے پہر چلے
یہانتک کہ گذرتے ہوئے بلاد عک مین اُترے شہرون کو تلاش کرتے پہرتے تہے سو عک نے اُنسے لڑائی
کی اور اُنکی لڑائی سجال ہوئی یعنے ایک بار وہ غالب ہوئے اور ایک بار وہ عباس بن مرداس سلمی رضہ اسی باب مین

ذ لتے ہین سے ۵	وعك بن عدنان الذين تغلبوا	بغسان حتى طردوا كل مطرد

یہ بیت اُنکی ایک قصیدے مین کی ہے کہا پہر اُنہون نے عک سے کوچ کیا تو شہرون مین متفرق ہو گئے پہر آل جفنۃ
بن عمرو بن عامر تو شام مین متفرق ہوئے اور اوس و خزرج یثرب مین اُترے اور خزاعہ مر مین نازل ہوئے
اور ازد السراۃ سراۃ مین اور ازد عمان عمان مین پہر اللہ پاک نے سد پر سیل بہیجی تو اُسنے اُسکو گرا دیا اور اللہ
عزوجل نے اسی بارے مین یہ آیتین نازل فرمائین وقد ذکر السدی قصۃ عمرو بن عامر بنحو مما
ذکر محمد بن اسحق الا انہ قال فامر ابن اخیہ مکان ابنہ الی قولہ فباع مالہ وارتحل باهلہ
فتفرقوا رواہ ابن ابی حاتم ابن جریر نے محمد بن اسحق سے روایت کیا ہے کہ زعم کرتے ہین کہ عمرو بن عامر اور یہ
قوم کا چچا ہے ایک کاہن آدمی تہا سو اُسنے اپنی کہانت مین یہ دیکہا کہ اُسکی قوم عنقریب چیر ڈالے جاینگے اور درمیان
اُنکی سفر کی دوری کر دیجائیگی تو اُنسے کہا بیشک مقرر مین نے جان لیا ہے کہ تم عنقریب چیر ڈالے جاؤگے فمن
کان منکم ذا ہم بعید وجمل شدید ومزاد جدید فلیلحق بکاس وکرود قال فکانت
وادعۃ بن عمرو ومن کان منکم ذا ہم مدن وامر دعن فلیلحق بارض شن فکانت عوف
ابن عمرو وہم الذین یقال لہم بارق ومن کان منکم یرید عیشا اینا وحرما امنا فلیلحق بالارزین
فکانت خزاعۃ ومن کان منکم یرید الراسیات فی الوحل المطعمات فی المحل فلیلحق بیثرب ذات النخل

وکانت الاوس والخزرج وهما هذان الحیان من الانصار ومن کان منکم یرید خمرا وخمیرا وذهبا وحریرا وملکا وتامیرا فلیلحق بکوثی وبصری فکانت غسان بنو جفنة ملوک الشام ومن کان منهم بالعراق ابن اسحق نے کہا مین نے بعض اہل علم سے سنا ہے وہ کہتے تہے کہ یہ بات جو کہی سو طریقہ عمرو بن عامر کی بی بی نے کہی وہ کاہنہ تہی سو اُسنے اپنی کہانت مین یہ دیکہا تہا فاللہ اعلم ای ذلک کان سعید نے عن قتادہ عن الشعبی روایت کیا ہے کہ غسان تو لاحق ہوئے عمان مین پس اللہ تعالیٰ نے شام مین اُنکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا ہے انصار سو وہ لاحق ہوئے یثرب مین اور خزاعہ جو تہے سو وہ جا ملے تہامہ مین اور ازد لاحق ہوئے عمان مین پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم پہر محمد بن اسحق نے کہا مجہے ابو عبیدہ نے حدیث کی کہا کہ اعشیٰ نے کہا ہے یعنے اعشیٰ بنی قیس بن ثعلبہ کا نام اسکا میمون بن قیس ہے، سه

وفی ذالك للمؤتسی اسوة		ومارب قفی علیها العرم
رخام بنته لهم حمیر		اذا ما نأی ما ؤهم لم یرم
فاروی الزروع واعنابها		علی ساعة ماؤهم اذ قسم
فصاروا ایادی ما یقدرو		ن منه علی شرب طفل فطم

قولہ تعالیٰ ان فی ذلك لآیات لکل صبار شکور یعنی یہ نقمت وعذاب اور بدل دینا نعمت کا اور عافیت کا عقوبت کر دینا جو اُن لوگون پر نازل ہوا بسبب کفر و آثام کے جنکا اُنہون نے ارتکاب کیا بے شک اس سب مین البتہ عبرت و دلالت ہے واسطے ہر بندی کے جو بڑا صبر کرنیوالا ہے مصیبتون پر اور بڑا شکر کرنیوالا ہے نعمتون کا امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تعجب کیا مین نے قضا سے اللہ تعالیٰ کے واسطے مومن کے اگر پہنچے اُسکو کوئی خیر تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اگر پہنچے اُسکو کوئی مصیبت تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اجر دیا جاتا ہے مومن ہر شے مین یہانتک کہ لقمے مین جسکو وہ اوٹہاتا ہے اپنی بی بی کے مونہہ کی طرف وقد رواہ النسائی فی الیوم واللیلة من حدیث ابی اسحاق السبیعی بہ وهو حدیث عزیز من روایة عمرو بن سعد عن ابیہ لیکن صحیحین مین حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسکا ایک شاہد ہے عجبا للمؤمن لا یقضی اللہ تعالیٰ له قضاء الا کان خیرا له ان اصابته سراء شکر فکان خیرا له وان اصابته ضراء صبر فکان خیرا له ولیس ذلك لاحد الا للمؤمن عبد نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مطرف کہا کرتے تہے اچہا بندہ ہے صبار شکور کہ جب دیا گیا تو شکر کیا اور جب مبتلا ہوا تو صبر کیا کذا فی ابن کثیر **قولہ تعالیٰ** وجعلنا بینهم الآیة معطوف ہے لقد کان لسبا الآیہ پر یعنے اور قصہ سبا سے یہ بات تہی کہ سیل بہیجنے سے قبل ہمنے

کردیے تہے درمیان اُنکے مساکن کے اور اُن بستیون کے جنمین ہمنے برکت دی ہے پانی اور درختون سے یعنے شام کی بستیان قرے ظاہرہ یعنی دیہات ایک دوسرے سے متصل آباد و سرسبز و شاداب اُنکی زمین مارب سے لیکر شام تک اُنکی تجارت گاہ تہی وہانسے شام تک تجارت کے واسطے جایا کرتے تہے نہایت چین سی سفر ہوتا تہا ایک گانون مین رات بسر کرتے دوسری مین قیلولہ کرتے یہانتک کہ لوٹ آتے نہی اپنی زمین سے شام تک زاد راہ لادنے کی اُنکو حاجت نہین ہوتی تہی ہر منزل مین کہانا دانہ تیار ملتا تہا پس اللہ پاک نے جو اپنے انعام کی حکایت فرمائی ہے منجملہ اسکے یہ بات بہی ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ قرے ظاہرہ درمیان یمن و شام کے تہے کسی نے کہا کہ سبا سے شام تک چار ہزار سات سو گانون ایک دوسرے سے متصل تہے کسی نے کہا کہ درمیان مدینہ و شام کے تہے مبرد نے کہا کہ ظاہرہ سے مراد معروفہ ہین اُنکو جو ظاہرہ کہا ہے سو صرف بوجہ اُنکے ظہور کے کہ جسوقت تو اِس گانون سے نکلا تو دوسرا تجہے ظاہر ہوگیا پس وہ دیہات ظاہرہ تہے یعنے معروف محاورہ مین بولتے ہین کہ یہ امر ظاہر ہے یعنی معروف ہے کسی نے کہا کہ ناظرین کی آنکہون کے واسطے ظاہر تہے کسی نے کہا مسافرون کے واسطے اُنکے راہون سے دور نہ تہے کہ اُنپر مخفی ہون وقدرنا فیہا السیر کا یہ مطلب ہے کہ ایک گانون سے دوسرے گانون تک اور ایک منزل سے دوسری منزل تک چلنے کا ایک مقدار معین ہمنے ٹہیرا دیا تہا یعنے آدہا دن صبح و شام مین پہر جب وہ آدہا دن چل چکتے تو ایک گانون تک پونہچ جاتے جسمین پانی اور درخت ہوتے پس یا مین یمن و شام کے اِسطرح تہا جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے فراء نے کہا یعنے ٹہیرا دیا ہمنے درمیان ہر دو گانون کے آدہا دن یہانتک کہ قیلولہ ایک گانون مین ہوا اور شب باشی دوسری مین یہانتک کہ مسافر شام تک پونہچ جائے اور آدمی جو چلنے مین مبالغہ کرتا ہے سو اسی لیے کہ آب و دانہ نہین ملتا ہے راہ کا خوف ہوتا ہے پہر جب وہ توشہ و امن پاتا ہے تو اپنے نفس پر مشقت نہین اوٹہاتا ہے بلکہ جہان چاہتا ہے اُتر پڑتا ہے حاصل یہ ہے کہ اول اللہ پاک نے اپنی نعمتون کا اُنپر شمار کیا پہر جو نقمت و عذاب اُنپر نازل ہوا اُسکا ذکر فرمایا پہر بقیہ انعام کے شمار کرنے کی طرف عود کیا یہ وہ انعام ہے جو اُنکے شہر سے خارج تہا کہ درمیان اُنکے اور اُس جگہہ کے جسکی طرف سفر کا ارادہ کرتے تہے پاس پاس گانون کردیے تہے تاکہ براحت و آرام سفر ہو پہر بعد اسکے یہ ذکر کیا کہ اُنکو بدلکر بیابان و جنگل کردیے چنانچہ آیندہ اسکا ذکر آتا ہے قولہ تعالیٰ سِیْرُوْا فِیْهَا مین قول مقدر ہے یعنے ہمنے اُنسے کہا کہ چلو پاس پاس بستیون مین یہ امر تمکین کا ہے یعنی ہمنے اُنکو قدرت دی اُسمین چلنے کی جسجا مین لفظ فی مین یہ بات بتائی ہے کہ وہ گانون غایت درجہ کے ایکدوسرے سے قریب تہے یہانتک کہ گویا وہ نفس قری سے نکلے نہین ہین انہین مین چل رہے ہین حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی جبکہ وہ کوچ کرتے اپنی منازل سے طرف زمین مقدس شام کے لَیَالِیَ وَاَیَّامًا کا نصب بنا بر ظرفیت ہے اور نصب آمِنِیْن کا بنا بر حال

یعنی چلو اُن بستیون مین راتون کو اور دنون کو بیخوف ہو کر اُس شی سے جسکا تمکو خوف ہو قتادہ نے کہا کہ وہ چلتے
تہے بیخوف ہو کر اور سیر و سیراب ہو کر چار مہینے کا راستہ چلتے تہے ان مین ایکدوسرے کو حرکت نہین دیتا تہا اور اگر آدمی
اپنے باپ کے قاتل سے ملتا تو اُسکو حرکت نہین دیتا تہا مطلب یہ ہے کہ پورا پورا امن تہا کوئی کسی سے تعرض نہین کرتا تہا کسی نے
کہا کہ لیالی اور ایاما کو بلفظ نکرہ ذکر کیا اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ انکی سفر قصیر تہے یعنی وہ طول
سفر کی طرف محتاج نہین ہوتے تہے بسبب موجود ہونے اُن چیزون کے جو اُنکی محتاج الیہ تہین پہر اللہ پاک نے یہ امر ذکر فرمایا
کہ اُنہون نے اُس نعمت کا شکر نہ کیا بلکہ تعب کد و محنت و مشقت طلب کی پہر بولے ای ہمارے رب دوری کردے
ہمارے سفرون مین یہ بات اُنسے بطور بطر و طغیان و سرکشی کے صادر ہوئی جبکہ نعمت سے اُکتا اُٹھے اور عافیت پر صبر
نہ کیا تو طول اسفار و تباعد بین البلاد کی تمنا کرنے لگے اللہ پاک سے سوال کیا کہ یہ پاس پاس گانون جنمین پانی
اور درخت بکثرت ہین اور امن و بیخوفی ہے اُنکی جگہہ مین درمیان ہمارے اور شام کے مفاوز و قفار و براری بتباعد الاقطار
کردے یعنی بجائے آبادی کے دور دور جنگل ہو جائین تاکہ سفر کا کچہہ مزہ آئے اللہ پاک نے اُنکی درخوست قبول فرمائی اُن
پاس پاس بستیون کو اُجاڑ کر دیا اور جو خیر و برکت و آب و درخت اُنمین تہے اُنکو دور کر دیا پس یہ دعا اُنکی
مثل دعاے بنی اسرائیل تہی جبکہ کہا ادع لنا ربك الآیہ اور جسطرح کہ نضر بن حارث نے کہا تہا اللھم ان کان
هذا هو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء الآیة جمہور نے ربنا کو بنصب پڑہا ہے اس بنا
پر کہ منادی مضاف ہے اور نیز باعد بصیغہ امر باب مفاعلہ سے ابن کثیر و ابو عمرو و ابن محیصن و ہشام نے ابن عامر
بعد مشدد یعنی بعّد اور ابن سمیفع نے بضم عین بصیغہ فعل ماضی اس قرات کی بنیاد پر معنی یہ ہونگے کہ انہون نے
بُعد اسفار کا شکوہ کیا ابو صالح و محمد بن حنفیہ و ابو العالیہ و نصر بن عاصم و یعقوب نے ربنا کو برفع اور باعد کو
بفتح عین بصیغہ ماضی بنابر ابتدا و خبر معنی یہ ہین کہ ہمارے رب نے دوری کردی درمیان ہمارے اسفار کے یہ
قرات حضرت ابن عباس سے بہی مروی ہے اور ابو حاتم نے اسکو پسند کیا ہے اور کہا اسواسطے کہ انہون نے دور
کرنا نہین طلب کیا انہون نے تو یہی طلب کیا کہ اس قرب سے بہی زیادہ تر قرب ہو وہ قرب جو درمیان انکے اور
شام کے تہا ساتھ قراے متوصلہ کے اور یہ طلب واسطے بطر و اشر و کفر نعمت کے تہی یحییٰ بن یعمر و عیسیٰ بن عمر نے
ربنا کو برفع اور بعّد کو بفتح عین مشدد پڑہا ہے اسکی بنا پر معنی یہ ہونگے کہ انہون نے یہ شکوہ کیا کہ انکے رب نے
دوری کردی درمیان اُنکے اسفار کے باوجود اسکے کہ اُنکے سفر بستیون اور پانی اور درختون سے متصل تہے پس یہ
شکوہ منجملہ انکے بطر کے ہے حضرت حسن بصری کے بہائی نے مثل قرات ابن سمیفع سابق کے پڑہا ہے مع رفع
بین کے اس بنا پر کہ فاعل ہے جسطرح کہ لقد تقطع بینکم مین کہا گیا ہے فراء و زجاج نے ایک قرات روایت کی
ہے مثل اس قرات کے لیکن مع نصب بین کے اس بنا پر کہ ظرف ہے باین تقدیر کہ بعد سیرنا بین اسفارنا نحاس نے کہا

ط یا اللہ اگر یہی ہے دین ٹھیک تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار ۱۲

یہ قرأتین جبکہ انکے معانی مختلفہ ہوئے تو جائز نہین ہی کہ یون کہین کہ ایک انکی اجود ہے دوسری سی جسطرح
کہ اخبار آحاد مین یہ نہین کہتی ہین جبکہ انکی معانی مختلف ہون لیکن انکی طرف سی یہ خبر دی ہے کہ انہون نے اپنے رب سے
دعا کی کہ دوری کر دے درمیان انکی اسفار کے پہر اسنے یہ کر دیا تو شکوہ کیا اور ضرر پذیر ہوئے اور اسی لیے اللہ
پاک نے یہ فرمایا وظلموا انفسہم یعنے اُنہون نے اپنی جانون کا بُرا کیا اس جہت سی کہ اللہ کی ساتھ کفر کیا اور طغیان
و سرکشی کی اور اُسکی نعمت کا بطر کیا اور اُس کی نقمت و عذاب کے متعرض ہوئی فجعلناہم احادیث پہر کر دیا ہمنے
انکو کہانیان کہ لوگ انکی خبرین بیان کرتے ہین اور انکو عبرت ٹہیرایا واسطے اُن لوگونکی جو انکی بعد ہین احادیث جمع
حدیث بمعنی خبر ہے جسطرح کہ قاموس مین ہے معنے یہ ہین کہ ہمنے انکو کر دیا اصحاب احادیث کہ انکی بعد کے لوگ انکی
فعل و حال سی تعجب کرکے اور انکی حال و انجام سی عبرت لیکر انکی خبرین بیان کرتے ہین ومزقناہم کل ممزق
یعنی ہمنے انکو بلاد کی ہر جہت مین پوری طور پر ایسا متفرق کر دیا کہ بعد اسکے اتصال کے عود کی توقع نہین کیجاتی
ہی یہ جملہ انکی احادیث کرنیکا مبین ہی یہ یون ہوا کہ جب اللہ پاک نے انکی مکان کو غرق کر دیا اور انکی باغون کو فنا
کر دیا تو وہ شہر و زمین متفرق ہو گئے پس عرب لوگ انکی مثلین بیان کرنے لگے کہ تفرقوا ایدی سبا وذہبوا ایادی
سبا ایدی سی مراد اس جگہہ اولاد ہی کیونکہ لوگ اولاد سی قوی ہوتے ہین مفصل مین ہی کہ مراد ایدی سی انفس ہین یہ کنایہ
ہی یا مجاز کشف مین کہا ہے کہ یہ قول احسن ہے شعبی نے کہا پس انصار یعنی اوس و خزرج یثرب مین جا ملے اور غسان
شام مین اور ازد عمان مین اور خزاعہ تہامہ مین اور جو شخص اُنمین کا مدینے مین آیا وہ عمرو بن عامر تہا یہ انصار
کا جد ہی اور آل خزیمہ عراق مین جا ملی قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیٰت یعنی انکا قصہ جو مذکور ہوا اور جو کچھہ اللہ پاک نے
انکی ساتھ کیا بے شک اسمین البتہ کہلی نشانیان اور ظاہر عبرتین اور واضح دلیلین ہین واسطے ہر اُس شخص کے
جو کثیر الصبر ہے معاصی سی اور کثیر الشکر ہے واسطے اللہ پاک کے اسکی نعمتون پر صبار و شکور کو خاص کر اسلیے
ذکر کیا کہ مواعظ و آیات سے نفع پانیوالے یہی ہین کذا فی فتح البیان وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ
فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ
ع ۲ ۱۲ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ ترجمہ اور سچ کر دکہائی اُنپر ابلیس نے اپنی اٹکل پہر
اُسی کی راہ چلے مگر تہوری ایماندار اور اُسکا اُنپر کچہہ زور نہ تہا مگر اتنے واسطے تا معلوم کرین ہم کون یقین لاتا ہی آخرت
پر الگ اُس سی جو رہتا ہے اُسکی طرف سی دہوکے مین اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ف پہلے دن ابلیس
نے کہا تہا لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا ویسے ہی نکلے تہ ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین جبکہ اللہ پاک نے سبا کا
ذکر کیا اور جو انکا حال ہوا پیروی کر نمین خواہش نفس و شیطان کی تو انکی طرف سے اور انکی مثل دیگر لوگونکی طرف سی
خبر دی جنہون نے ہوا و ابلیس کا اتباع کیا اور ارشاد و ہدایت کی مخالفت کی پس ارشاد فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس

ظنہٗ حضرت ابن عباس رضی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کہ ہے جسمین ابلیس کیطرف سی خبر دی ہے
جبکہ آدمؑ کے واسطے سجدہ کرنے سے باز رہا پہر کہا ارأیتك هذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامة
لاحتنكن ذریته الا قلیلا ف۱ اور کہا ثم لآتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا
تجد اکثرهم شاکرین ف۲ آیتین اس باب مین بہت ہین حضرت حسن بصری رح نے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سی اتارا اور انکی ساتھ حضرت حوا علیہا السلام کو تو ابلیس اُتر اخوش ہوتا ہوا اُس
بات سی جسکو وہ ان دونون سے پہنچا اور کہا جبکہ مین ابوین سی پہنچا اُس بات کو جسکو مین پہنچا تو ذریت تو ضعیف تر و
ضعیف تر ہی اور یہ ایک ظن تہا طرف سی ابلیس کے پس اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی ولقد صدق الآیہ تو ابلیس نے
اُسوقت کہا کہ مین مفارقت نہ کرونگا ابن آدم سے جبتک کہ اُسمین روح ہی وعدے دونگا مین اُسکو اور آرزو مین
دلاؤنگا اُسکو اور فریب دونگا اُسکو اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہی میری عزت کی نہ روکونگا مین اُس سی توبہ کو
جبتک وہ غرغرہ نہ کری ساتھ موت کے اور نہ پکاریگا وہ مجھکو مگر مین اُسکو جواب دونگا اور نہ سوال کریگا وہ مجھسی
مگر مین اُسکو دونگا اور نہ مغفرت مانگیگا وہ مجھسی مگر مین اُسکو بخشونگا رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالیٰ
وما کان له علیهم من سلطان حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ مراد سلطان سی حجت ہی حضرت حسن بصری
نے فرمایا واللہ نہین مارا اُسنے انکو لاٹھی سے اور نہ اکراہ کیا انکو کسی شی پر نہین تہا مگر دہوکا اور آرزو مین اُسنے انکی
طرف انکو بلایا سو انہون نے اُسکا کہا مانا قولہ تعالیٰ الا لنعلم الآیہ یعنی ہمنے اُسکو انپر اسی لیے مسلط کیا ہی
تاکہ حال ظاہر ہو جائے اُس شخص کا جو کہ آخرت کا اور اُسکے قائم ہونے کا اور اُسمین حساب و جزا ہونے کا ایمان
رکھتا ہے تو اپنے رب عز وجل کی اچھی طرح دنیا مین عبادت کری اُس شخص سی جو کہ آخرت سی شک و شبہہ مین
ہی قولہ تعالیٰ وربك علی کل شیء حفیظ یعنی مع حفظ اللہ پاک کی گمراہ ہوا جو کوئی گمراہ ہوا اتباع ابلیس سی
اور اُسی کی حفظ و نگہبانی سے سالم رہا جو کوئی سالم رہا مومنین اتباع رسل سی علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ف فتح البیان
کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ جمہور نے صدق کو تخفیف اور ابلیس کو مرفوع اور ظنہ کو منصوب پڑہا ہی زجاج
نے کہا نصب بنا بر مصدریت ہی ای صدق وظن ظنہ او صدق فی ظنہ یا بنا بر ظرفیت معنی یہ ہین کہ ابلیس نے انکی ساتھ
یہ گمان کیا کہ جسوقت وہ انکو بہکائیگا تو وہ اُسکی پیروی کرینگے سو اُسنے اونکو ایسا ہی پایا یہ بہی جائز ہے کہ منصوب
ہو بنا بر مفعولیت یا باسقاط خافض حمزہ وکسائی ویحیی بن وثاب واعمش وعاصم نے بتشدید صدّق وبنصب ظنہ
بنا بر مفعولیت ابو علی فارسی نے کہا یعنی تصدیق کی اُسنے اُس ظن کی جسکا اُسنے ظن کیا تہا مجاہد نے کہا کہ اُسنے ایک
ظن کیا تہا تو اپنے ظن کی تصدیق کی پس ویسا ہوا جو اُسنے گمان کیا تہا ابو جعفر و ابو الہیاج و زہری و زید بن
علی نے صدق بتخفیف اور ابلیس بنصب اور ظنہ برفع ابو حاتم نے کہا اس قرارت کی میرے نزدیک کوئی وجہ نہین ہے

ف۱ یعنی جسکو تو نے مجھ پر بڑائی دی اگر تو مجھکو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اسکی اولاد کو دبا لونگا مگر تھوڑے سے ۱۲
ف۲ پہر ان پر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاویگا تو اکثر انمین شکرگذار ۱۲
ف۳ کذا فی فتح البیان [illegible]

اور فرا نے اسکو جائز کہا اور زجاج نے اسکا ذکر کیا اور ظنہ کو صدق کا فاعل اور ابلیس کو اسکا مفعول ٹھیرایا معنے
یہ ہین کہ زینت دی واسطی ابلیس کی اسکی ظن نے ایک شی کی انمین پہر سچا ہوا اسکا ظن گویا یون کہا کہ سچ ہوا انپر
ظن ابلیس کا ابو عمرو سی دونو کا رفع مروی ہی مع تخفیف صدق کو اس بنا پر کہ ظنہ بدل اشتمال ہی ابلیس سی کسی نے
کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ اہل سبا کے معنی یہ ہین کہ انہون نے تغییر وتبدیل کی بعد اسکے کہ وہ ایمان لائے تھے اُس شی پر
جسکو انکو رسول لائے تھے کسی نے کہا عام ہی یعنی تصدیق کی ابلیس نے اپنے گمان کی ساری لوگو نپر مگر وہ جسنے اطاعت
کی اللہ کی قالہ مجاہد والحسن کلبی نے کہا کہ ابلیس نے یہ ظن کیا کہ اگر وہ انکو اغوا کریگا تو وہ اسکا کہا مانین گے اور اگر
انکو گمراہ کریگا تو اسکی اطاعت کرینگے سو اسنے تصدیق کی اپنے گمان کی سبب انہون نے اسکا اتباع کیا حضرت
حسن نے فرمایا کہ اسنے انکو نہ کوڑی سے مارا اور نہ لاٹھی سے اور اسنے تو صرف ایک ظن کیا تہا سو ویسا ہوا جیسا کہ اسنے
ظن کیا بسبب اپنے وسوسے کے حضرت ابن عباس سے مروی ہی ابلیس نے کہا ان آدم خلق من تراب ومن
حمأ مسنون خلقا ضعیفا وانی خلقت من نار والنار تحرق کل شئ لاحتنکن ذریتہ الا
قلیلا قال فصدق ظنہ علیہم یعنی آدم تو بنایا گیا ہی خاک سے اور گیلی مٹی سے اور سڑی ہوئے گارے سے ایک کمزور
خلق اور مین بنایا گیا ہون آگ سے اور آگ جلا ڈالتی ہی ہر شے کو البتہ مین ضرور اسکی اولاد پر ستیلا پاؤنگا مگر
تہوڑے کہا پہر تصدیق کی اُسنے اپنے گمان کی انپر قولہ تعالی اِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ نصب س کا بنا بر استثنا
ہے اسمین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مراد بعض مومنین ہین کیونکہ بہت مومنین لوگ گناہ کرتے ہین اور بعض معاصی
مین ابلیس کی منقاد ہو جاتے ہین اُس سے سالم نہین رہا مگر ایک فریق یہ وہ ہین جنکی حق مین اللہ پاک نے فرمایا ہے
اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کسی نے کہا کہ فریقا من المومنین سے کل مومنین مراد ہین کیونکہ اصل دین مین
انہون نے اسکا اتباع نہین کیا اس بنا پر کہ کلمہ من بیانیہ ہے قرطبی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ
کل مومنین ہین قولہ تعالی وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ یعنی نہین تہا اسکا انپر کچہہ تسلط مطلب یہ ہے
کہ اسنے ان کو کفر پر مجبور ومقہور نہین کیا اسکی طرف سے تو صرف بلانا وسوسہ ڈالنا اچہا کر دکہانا تہا کسی نے کہا
کہ سلطان بمعنی قوت ہی کسی نے کہا بمعنے حجت ضمیر علیہم مین راجع ہی طرف من صدق علیہم ظن ابلیس اور فریق
مومنین کے جیسا کہ حفناوی نے کہا ہے الا لنعلم الآیہ مین استثنا منقطع ہے معنی یہ ہین کہ اسکا انپر کچہہ تسلط
نہین ہے ولیکن ہمنے انکو آزمایا ہی اسکے وسوسہ سے تاکہ ہم جان لین اسکو جو یقین لاتا ہی آخرت پر اُس سے جو کہ آخرت
سے شک مین ہی ظاہر نے کہا تاکہ ہم جان لین اسکو نزدیک تمہارے کسی نے کہا تاکہ تم جان لو کسی نے کہا تاکہ جان لین
ہمارے اولیا اور فرشتے کسی نے کہا کہ استثنا متصل ومفرغ ہے یعنے نہین تہا اسکا انپر کچہہ تسلط کسی حال مین اجوال
سے اور نہ واسطے کسی علت کے علتون سے مگر تاکہ اسکی تمیز ہو جائے کہ کون ایمان لاتا ہی اور کون نہین لاتا ہی کیونکہ اسبد

پاک تو اسکو بعلم ازلی جان چکاہے حمل علم کا اس جگہہ تمیز واظہار پر اولی ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کسی نے
کہا معنے یہ ہین تاکہ ہم جان لین موجود اس شی کو جسکو ہم معدوم جان چکے ہین اور تغیر معلوم پر ہے علم پر نہین
ہی زہری نے لیعلم بصیغہ مجہول پڑہا ہے قولہ تعالیٰ وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک ہر
شی پر محافظ ہی پس حفظ کے مفہوم مین علم وقدرت داخل ہی کیونکہ جاہل بالشیٔ وعاجز عن الشی سی اسکا حفظ ممکن نہین
ہے مقاتل نے کہا کہ اسنے ہر شی کو ایمان وشک سے جان لیا ہی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ

لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ

ظَهِیْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا

الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝ تو کہہ پکارو انکو جنکو گمان کرتے ہو سوا اللہ کے وہ نہین مالک ایک ذرہ بہر کا آسمان
مین نہ زمین مین اور نہ انکا ان دونو مین ساجہا اور نہ اُنمین کوئی اسکا مددگار اور کام نہین آتی سفارش اسکی پاس مگر
اسکو جسکے واسطے حکم کر دیا یہانتک کہ جب گہبراہٹ اوٹھائی جاوی انکو دل سی کہین کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہین جو
واجبی ہی اور وہی ہی سب سے اوپر بڑا **ف** یعنی اللہ کی ہان سفارش عوام چاہتے ہین ولیا سی وہ انبیا سی وہ فرشتون سی
فرشتون کا یہ حال ہی جو فرمایا جب وہ پر سی اللہ کا حکم اوترتا ہی آواز آتی ہی جیسے پتھر پر زنجیر فرشتے ڈر سے بیہوش پڑ جاتی ہین
جب تسکین آتی اللہ کلام اوتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتے ہین کیا حکم ہوا اوپر والی بتاتے ہین نیچے کہڑون کو جو اللہ کی حکمت
کی موافق ہی اور آگے سی قاعدہ معلوم ہے وہی حکم ہوا انتہی **ف** اللہ تبارک وتعالی یہ بیان فرماتا ہی کہ بیشک
وہ الہ واحد احد فرد صمد ہی یعنے ایک معبود تنہا نرالا ہی جسکا نہ کوئی نظیر ومثیل ہی نہ کوئی اسکا شریک وعدیل
بلکہ وہی اکیلا مستقل بالامر ہے بدون کسی مشارک ومنازع ومعارض کے پس فرمایا تو کہہ پکارو انکو جنکو گمان
کرتے ہو سوا اللہ کے یعنی وہ معبود جو اللہ کو چہوڑ پوجے گئے ہین مالک نہین ہین ذرہ بہر کے آسمانون مین اور نہ زمین مین
جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ قولہ
تعالی وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ کا یہ مطلب ہی کہ وہ مالک نہین ہین آسمان وزمین مین کسی شی کے نہ تو بطور استقلال کے
اور نہ بطریق شرکت کے وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ کے یہ معنی ہین کہ ان انداد مین سی جنکو اللہ پاک کا ہمسر ٹہیرایا ہی کوئی اسکا
مددگار نہین ہی کہ وہ اس سی کاموں مین مدد لی بلکہ ساری خلق اوسی کی محتاج وخوار بندہ ہی اسکی نزدیک غلام ومطیع
ہین **قتادہ** نے اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ نہین ہی اسکا انمین سی کوئی عوان یعنی معین ومددگار کہ کسی شی کے ساتہ اسکی
اعانت کری پہر اللہ پاک نے فرمایا وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ یعنے مارے اسکی عظمت وجلال وکبریائی کے
کسی کو یہ جرأت نہین ہوتی ہی کہ کسی شی مین اسکی نزدیک سفارش کری مگر بعد اسکے کہ وہ اوسی سفارش کرنے مین اذن دے
کما قال سبحانہ وتعالی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ **وقال** عز وجل وعلا وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی

اور جنکو تم پکارتے ہو اسکے سوا مالک نہین ایک چہلکے کے ۱۲
کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اسکے ... ۱۲
اور کتنے فرشتے ہین آسمانون مین کام نہین آتی سفارش ... جب تک حکم ... ۱۲

جو قصہ عمرو بن عامر کا ہوا ہے اُسکو اول سیرت مین ذکر کیا ہے پہلی پہل یہی شخص بلاد یمن سی نکلا ہے
اس سبب سے کہ سیل عرم پہنچنے کا اُسے شعور ہو گیا تہا محمد بن اسحٰق نے کہا کہ ابو زید انصاری سے مجہے حدیث
کی پہنچی ہی کہ عمرو بن عامر کے یمن سی نکلنے کا یہ سبب ہوا کہ اُسنے ایک گہونس دیکہی کہ وہ سد مارب کو کہود رہی ہی
جو کہ ان سی پانی کو روکتی تہی پہر وہ اپنی زمین مین جہان چاہتے اُسے پہیر لیجاتے تہے سو اُسنے جان لیا کہ اس سد کے
واسطے بقا نہین ہے پس اُسنے یمن سی نقل کرنے پر قصد کر لیا اور اپنی قوم سے کید کیا اُسکے سب لڑکونسی جو چہوٹا لڑکا
تہا اُسکو حکم دیا کہ جسوقت وہ اُس سی سخت کلامی کرے اور اُسکو طمانچہ مارے تو وہ اُسکی طرف کہڑا ہو پہر اوسی
طمانچہ مارے سو جو باپ نے بیٹے سے کہا تہا وہ بیٹے نے کیا تو عمرو بولا مین اُس شہر مین اقامت نہ کرونگا جسمین
میرا چہوٹا بیٹا میرے موہنہ پر طمانچہ مارے اور اپنے اموال پیش کیے یعنے بیع کرنے کو تو یمن کے اشراف مین سی کسی
شریف بولے کہ عمرو کے غصے کو غنیمت جانو پہر اُس سی اُسکے مال خرید لیے اور وہ اپنے بیٹون پوتون مین نقل
کر گیا اسد بولے کہ ہم تو عمرو بن عامر سے پیچہے نرہینگے سو انہون نے اپنے مال بیچ ڈالے اور اسکے ہمراہ نکلے پہر چلے
یہانتک کہ گذرتے ہوئے بلاد عک مین اُترے شہرون کو تلاش کرتے پہرتے تہے سو عک نے اُنسے لڑائی
کی اور اُنکی لڑائی سجال ہوئی یعنے ایکبار وہ غالب ہوا اور ایکبار وہ عباس بن مرداس اسلمی رض اسی باب مین

فرماتے ہین سے	وعک بن عدنان الذین تغلبوا	✱	بغسان حتی طردوا کل مطرد

یہ بیت انکی ایک قصیدے مین کی ہے کہا پہر انہون نے عک سے کوچ کیا تو شہرون مین متفرق ہو گئے پہر آل جفنة
بن عمرو بن عامر تو شام مین متفرق ہوئے اور اوس و خزرج یثرب مین اُترے اور خزاعہ مر مین نازل ہوئے
اور ازد السراة سراة مین اور ازد عمان عمان مین پہر اللہ پاک نے سد پر سیل بہیجی تو اُسنے اُسکو گرا دیا اور اللہ
عزوجل نے اس بارے مین یہ آیتین نازل فرمائین وقد ذکر السدی قصة عمرو بن عامر بنحو مما
ذکر محمد بن اسحٰق الا انه قال فامر ابن اخیه مکان ابنه الی قوله فباع ماله وارتحل باهله
فتفرقوا رواه ابن ابی حاتم ابن جریر نے محمد بن اسحٰق سے روایت کیا ہی کہ زعم کرتے ہین کہ عمرو بن عامر اور یہ
قوم کا چچا ہے ایک کاہن آدمی تہا سو اُسنے اپنی کہانت مین یہ دیکہا کہ اُسکی قوم عنقریب چیر ڈالے جاینگے اور درمیان
اُنکی سفر کی دوری کر دیجاویگی تو اُنسے کہا بیشک مقرر مین نے جان لیا ہے کہ تم عنقریب چیر ڈالے جاؤگے فمن
کان منکم ذا هم بعید وجمل شدید ومزاد جدید فلیلحق بکاس وکرود قال فکانت
وادعة بن عمرو ومن کان منکم ذا هم مدن وامر دعن فلیلحق بارض شن فکانت عوف
ابن عمرو وهم الذین یقال لهم بارق ومن کان منکم یرید عیشا اینا وحرما امنا فلیلحق بالارزین
فکانت خزاعة ومن کان منکم یرید الراسیات فی الوحل المطعمات فی المحل فلیلحق بیثرب ذات النخل

وکانت الاوس والخزرج وھما ھذان الحیان من الانصار ومن کان منکم یرید خمرا وخمیرا وذھبا وحریرا وملکا وتامیرا فلیلحق بکوثی وبصری فکانت غسان بنو جفنۃ ملوک الشام ومن کان منہم بالعراق ابن اسحق نے کہا مین نے بعض اہل علم سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ یہ بات جو کہی سو طریقہ عمرو بن عامر کی بی بی نے کہی وہ کاہنہ تھی سو اسنے اپنی کہانت مین یہ دیکھا تھا فاللہ اعلم ای ذلک کان سعید نے عن قتادہ عن الشعبی روایت کیا ہے کہ غسان تو لاحق ہوئے عمان مین پس اللہ تعالی نے شام مین انکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا ہے انصار سو وہ لاحق ہوئے یثرب مین اور خزاعہ جو تھے سو وہ جا ملے تہامہ مین اور ازد لاحق ہوئے عمان مین پس اللہ تعالی نے انکو چیر کر ٹکڑے کر ڈالا رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم پھر محمد بن اسحق نے کہا مجھے ابو عبیدہ نے حدیث کی کہا کہ اعشی نے کہا ہے یعنے اعشی بنی قیس بن ثعلبہ کا نام اسکا میمون بن

قیس ہے، سہ	وفی ذالک للمؤتسے اسوۃ		ومارب قفی علیھا العرم
	رخام بنتہ لھم حمیر		اذا ما نأی ماؤھم لم یرم
	فاروی الزروع واعنابھا		علی ساعۃ ماؤھم اذ قسم
	فصاروا ایادی ما یقدرو		ن منہ علی شرب طفل فطم

قولہ تعالی ان فی ذلک لایات لکل صبار شکور یعنی یہ نقمت وعذاب اور بدل دینا نعمت کا اور عافیت کا عقوبت کر دینا جو ان لوگونپر نازل ہوا بسبب کفر و آثام کے جنکا انہون نے ارتکاب کیا ہے تک اس سب مین البتہ عبرت و دلالت ہی واسطے ہر بندی کے جو بڑا صبر کرنیوالا ہے مصیبتون پر اور بڑا شکر کرنیوالا ہے نعمتون کا **امام احمد** نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تعجب کیا مین نے قضا سی اللہ تعالی کے واسطے مومن کے اگر پونہچے اسکو کوئی خیر تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور اگر پونہچے اسکو کوئی مصیبت تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اجر دیا جاتا ہے مومن ہر شے مین یہانتک کہ لقمہ مین جسکو وہ اوٹھاتا ہے اپنی بی بی کے مونہہ کی طرف وقد رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ من حدیث ابی اسحاق السبیعی بہ وھو حدیث عزیز من روایۃ عمرو بن سعد عن ابیہ **لیکن** صحیحین مین حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی اسکا ایک شاہد ہے عجبا للمؤمن لا یقضی اللہ تعالی لہ قضاء الا کان خیرا لہ ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ ولیس ذلک لاحد الا للمؤمن **عبد** نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مطرف کہا کرتے تھے اچھا بندہ ہے صبار شکور کہ جب دیا گیا تو شکر کیا اور جب مبتلا ہوا تو صبر کیا کذا فی ابن کثیر **قولہ تعالی** وجعلنا بینہم الآیۃ معطوف ہی لقد کان لسبا الآیہ پر یعنے اور قصہ سبا سے یہ بات تھی کہ سیل بھیجنے سے قبل ہم نے

کردیے تھے درمیان انکے مساکن کے اور ان بستیون کے جنمین ہمنے برکت دی ہے پانی اور درختون سے یعنے
شام کی بستیان قرے ظاہرہ یعنی دیہات ایک دوسرے سے متصل آباد و سرسبز و شاداب انکی زمین مارب سے
لیکر شام تک انکی تجارت گاہ تھی وہانسے شام تک تجارت کے واسطے جایا کرتے تھے نہایت چین سے سفر ہوتا
تھا ایک گانون مین رات بسر کرتے دوسری مین قیلولہ کرتے یہانتک کہ لوٹ آتے تھے اپنی زمین سے شام تک زاد
راہ لادنے کی انکو حاجت نہین ہوتی تھی ہر منزل مین کھانا دانہ تیار ملتا تھا پس اللہ پاک نے جو اپنے انعام کی حکایت
فرمائی ہے منجملہ اسکے یہ بات بہی ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ قرائے ظاہرہ درمیان اُین وشام کے تھے کسی نے
کہا کہ سبا سے شام تک چار ہزار سات سو گانون ایک دوسرے سے متصل تھے کسی نے کہا کہ درمیان مدینہ وشام کے
تھے مبرد نے کہا کہ ظاہرہ سے مراد معروفہ ہین انکو جو ظاہرہ کہا ہے سو صرف بوجہ انکے ظہور کے کہ جسوقت تو اس
گانون سے نکلا تو دوسرا تجھے ظاہر ہوگیا پس وہ دیہات ظاہرہ تھے یعنے معروف محاورے مین بولتے ہین کہ
یہ امر ظاہر ہے یعنی معروف ہے کسی نے کہا کہ ناظرین کی آنکھون کے واسطے ظاہر تھے کسی نے کہا مسافرون کے
واسطے انکے راہون سے دور نہ تھے کہ ان پر مخفی ہون وقدرنا فیہا السیر کا یہ مطلب ہے کہ ایک گانون سے دوسرے
گانون تک اور ایک منزل سے دوسری منزل تک چلنے کا ایک مقدار معین ہمنے ٹہیرا دیا تہا یعنے آدہا دن صبح و شام
مین پہر جب وہ آدہا دن چل چکتے تو ایک گانون تک پونہچ جاتے جسمین پانی اور درخت ہوتے پس مابین یمن و
شام کے اسطرح تہا جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے فرا نے کہا یعنے ٹہیرا دیا ہمنے درمیان ہر دو گانون کے
آدہا دن یہانتک کہ قیلولہ ایک گانون مین ہوا اور شب باشی دوسری مین یہانتک کہ مسافر شام تک
پونہچ جائے اور آدمی جو چلنے مین مبالغہ کرتا ہے سو اسی لیے کہ آب دانہ نہین ملتا ہے راہ کا خوف ہوتا ہے پہر جب
وہ توشہ و امن اہ پاتا ہے تو اپنے نفس پر مشقت نہین اوٹہاتا ہے بلکہ جہان جاہتا ہے اوتر پڑتا ہے حاصل
یہ ہے کہ اول اللہ پاک نے اپنی نعمتون کا انپر شمار کیا پہر جو نقمت وعذاب انپر نازل ہوا اسکا ذکر فرمایا پہر بقیہ
انعام کے شمار کرنے کی طرف عود کیا یہ وہ انعام ہے جو انکے شہر سے خارج تھا کہ درمیان انکے اور اس جگہ کے جسکی
طرف سفر کا ارادہ کرتے تھے پاس پاس گانون کردیے تھے تا کہ براحت و آرام سفر ہو پہر بعد اسکے یہ ذکر کیا
کہ انکو بدلکر بیابان و جنگل کردیے چنانچہ آیندہ اسکا ذکر آتا ہے قولہ تعالی سیروا فیہا مین قول مقدر ہے یعنے
ہمنے انسے کہا کہ چلو پاس پاس بستیون مین یہ امر تمکین کا ہے یعنی ہمنے انکو قدرت دی اُسمین چلنے کی جیسا ہمین
لفظ فی مین یہ بات بتائی ہے کہ وہ گانون غایت درجے ایکدوسرے سے قریب تھے یہانتک کہ گویا وہ نفس
قریٰ سے نکلے نہین ہین انہین مین چل رہے ہین حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی جبکہ وہ کوچ کرتے
اپنی منازل سے طرف زمین مقدس شام کے لیالی وایاما کا نصب بنابر ظرفیت ہے اور نصب امنین کا بنابر حال

یعنی چلو اُن بستیون مین راتون کو اور دنون کو بیخوف ہوکر اُس شی سے جسکا تمکو خوف ہو قتادہ نے کہا کہ وہ چلتے
تہے بیخوف ہوکر اور سیر و سیراب ہوکر چار مہینے کا راستہ چلتے تہے ان مین ایکدوسری کو حرکت نہین دیتا تہا اور اگر آدمی
اپنے باپ کے قاتل سے ملتا تو اسکو حرکت نہین دیتا تہا مطلب یہ ہے کہ پورا پورا امن تہا کوئی کسی سے تعرض نہین کرتا تہا کسی نے
کہا کہ لیالی و ایاما کو بلفظ نکرہ ذکر کیا اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ انکی سفر قصیر تہی یعنے وہ طول
سفر کی طرف محتاج نہین ہوتے تہے بسبب موجود ہونے اُن چیزون کے جو انکی محتاج الیہ تہین پہر اللہ پاک نے یہ امر ذکر فرمایا
کہ انہون نے اُس نعمت کا شکر نہ کیا بلکہ تعب و کد و محنت و مشقت طلب کی پہر بولے ای ہماری رب دوری کر دے
ہمارے سفر مین یہ بات انسے بطور بطر و طغیان و سرکشی کے صادر ہوئی جبکہ نعمت سے اُکتا اُٹھے اور عافیت پر صبر
نہ کیا تو طول اسفار و تباعد بین الدیار کی تمنا کرنے لگے اللہ پاک سے سوال کیا کہ یہ پاس پاس گانون جنمین پانی
اور درخت بکثرت ہین اور امن و بیخوفی ہے انکی جگہہ مین درمیان ہماری اور شام کے مفاوز و قفار و برابری ہتباعد الاقطار
کردے یعنی بجای آبادی کے دور دور جنگل ہوجائین تا کہ سفر کا کچہہ مزہ آئے اللہ پاک نے انکی درخواست قبول فرمائی ان
پاس پاس بستیون کو اُجاڑ کر دیا اور جو خیر و برکت و آب و درخت اُنمین تہے اُنکو دور کر دیا پس یہ دعا انکی
مثل دعای بنی اسرائیل تہی جبکہ کہا ادع لنا ربك الآیہ اور جسطرح کہ نضر بن حارث نے کہا تہا اللھم ان کان
هذا هو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء الآیۃ جمہور نے ربنا کو بنصب پڑہا ہے اس بنا
پر کہ منادی مضاف ہے اور نیز باعد بصیغہ امر باب مفاعلہ سے ابن کثیر و ابو عمرو و ابن محیصن و ہشام نے ابن عامر سے
بعد بتشدید عین اور ابن سمیفع نے بضم عین بصیغہ فعل ماضی اس قرات کی بنیاد پر معنی یہ ہونگے کہ انہون نے
بُعد اسفار کا شکوہ کیا ابو صالح و محمد بن حنفیہ و ابو العالیہ و نصر بن عاصم و یعقوب نے ربنا کو برفع اور باعد کو
بفتح عین بصیغہ ماضی بنا بر ابتدا و خبر معنی یہ ہین کہ ہماری ربنے دوری کر دی درمیان ہماری اسفار کے یہ
قرات حضرت ابن عباس سے بہی مروی ہے اور ابو حاتم نے اسکو پسند کیا ہے اور کہا اسواسطے کہ انہون نے دور
کرنا نہین طلب کیا انہون نے تو یہی طلب کیا کہ اس قرب سے بہی زیادہ تر قرب ہو وہ قرب جو درمیان انکی اور
شام کے تہا ساتہہ قرای متوصلہ کے اور یہ طلب واسطے بطر و اشر و کفر نعمت کے تہی یحیی بن یعمر و عیسے بن عمر نے
ربنا کو برفع اور بعد کو بفتح عین بتشدید پڑہا ہے اسکی بنا پر معنی یہ ہونگے کہ انہون نے یہ شکوہ کیا کہ انکی ربنے
دوری کردی درمیان انکی اسفار کے باوجود اسکے کہ انکے سفر بستیون اور پانی اور درختون سے متصل تہی پس یہ
شکوہ منجملہ انکی بطر کے ہے حضرت حسن بصری کی بہائی نے مثل قرات ابن سمیفع سابق کے پڑہا ہے مع رفع
بین کے اس بنا پر کہ فاعل ہے جسطرح کہ لقد تقطع بینکم مین کہا گیا ہے فرا و زجاج نے ایک قرات روایت کی
ہے مثل اس قرات کے لیکن مع نصب بین کے اس بنا پر کہ ظرف ہے باین تقدیر کہ بعد سیرنا بین اسفارنا نحاس نے کہا

ف یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار ۱۲

یہ قرات ہین جبکہ انکے معانی مختلف ہوئے تو جائز نہین ہر کہ یون کہین کہ ایک انکی اجود ہے دوسری سے جسطرح
کہ اخبار آحاد مین یہ نہین کہتے ہین جبکہ انکی معانی مختلف ہون لیکن انکی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ انہون نے اپنے رب سے
دعا کی کہ دوری کر دے درمیان انکے اسفار کے پہر اُسنے یہ کر دیا تو شکوہ کیا اور ضرر پذیر ہوئے اور اسی لیے اللہ
پاک نے یہ فرمایا وظلموا انفسہم یعنے اُنہون نے اپنی جانون کا برا کیا اس جہت سے کہ اللہ کے ساتھ کفر کیا اور طغیان
و سرکشی کی اور اُسکی نعمت کا بطر کیا اور اس کی نقمت و عذاب کے تعرض ہوئے فجعلناہم احادیث پہر کر دیا ہمنے
انکو کہانیان کہ لوگ انکی خبرین بیان کرتے ہین اور انکو عبرت ٹہیرایا واسطے ان لوگونکے جو انکے بعد ہین احادیث جمع
حدیث بمعنی خبر ہے جسطرح کہ قاموس مین ہے معنے یہ ہین کہ ہمنے انکو کر دیا اصحاب احادیث کہ انکے بعد کے لوگ انکے
فعل و حال سے تعجب کرکے اور انکے حال و انجام سے عبرت لیکر انکی خبرین بیان کرتے ہین ومزقناہم کل ممزق
یعنی ہمنے انکو بلاد کی ہر جہت مین پوری طور پر ایسا متفرق کر دیا کہ بعد اُسکے اتصال کے عود کی توقع نہین کیجاتی
ہے یہ جملہ انکے احادیث کرنیکا مبین ہے یہ یون ہوا کہ جب اللہ پاک نے انکے مکان کو غرق کر دیا اور انکے باغون کو فنا
کر دیا تو وہ شہر و زمین متفرق ہو گئے پس عرب لوگ انکی مثلین بیان کرنے لگے کہ تفرقوا ایدی سبا و ذہبوا ایادی
سبا ایدی سے مراد اس جگہہ اولاد ہے کیونکہ لوگ اولاد سے قوی ہوتے ہین مفصل مین ہے کہ مراد ایدی سے انفس ہین یہ کنایہ
ہے یا مجاز کشف مین کہا ہے کہ یہ قول احسن ہے شعبی نے کہا پس انصار یعنی اوس و خزرج یثرب مین جا ملے اور غسان
شام مین اور ازد عمان مین اور خزاعہ تہامہ مین اور جو شخص اُنمین کا مدینے مین آیا وہ عمرو بن عامر تہا یہ انصار
کا جد ہے اور آل خزیمہ عراق مین جا ملے قولہ تعالیٰ ان فی ذلک الآیۃ یعنی انکا قصہ جو مذکور ہوا اور جو کچھہ اللہ پاک نے
انکے ساتھ کیا بے شک اسمین البتہ کہلی نشانیان اور ظاہر عبرتین اور واضح دلیلین ہین واسطے ہر اُس شخص کے
جو کثیر الصبر ہے معاصی سے اور کثیر الشکر ہے واسطے اللہ پاک کے اُسکی نعمتون پر صبار و شکور کو خاص کر اسلیئے
ذکر کیا کہ مواعظ و آیات سے نفع پانیوالے یہی ہین کذا فی فتح البیان وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ

فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ

ع ۲ ۱۲ ۸ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ اور سچ کر دکہائی اُنپر ابلیس نے اپنی اٹکل پہر
اُسی کی راہ چلے مگر تہوڑے ایماندار اور اُسکا اُنپر کچہہ زور نہ تہا مگر اتنے واسطے تا معلوم کرین ہم کون یقین لاتا ہے آخرت
پر الگ اُس سے جو رہتا ہے اُسکی طرف سے دہوکے مین اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ف پہلے دن ابلیس
نے کہا تہا لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا ویسے ہی نکلے تہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین جبکہ اللہ پاک نے سبا کا
ذکر کیا اور جو انکا حال ہوا پیروی کرنیمین خواہش نفس و شیطان کی تو انکی طرف سے اور انکے مثل اور لوگونکی طرف سے
خبر دی جنہون نے ہوا و ابلیس کا اتباع کیا اور ارشاد و ہدایت کی مخالفت کی پس ارشاد فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس

ظنّہٗ حضرت ابن عباس رضؓ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے جسمین ابلیس کیطرف سے خبر دی ہے جبکہ آدمؑ کے واسطے سجدہ کرنے سے باز رہا پہر کہا ارأیتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا اور کہا ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شاکرین ۰ آتیین اس باب مین بہت ہین حضرت حسن بصری رضؓ نے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو جنت سے اتارا اور انکے ساتھ حضرت حوا علیہا السلام کو تو ابلیس اُترا خوش ہوتا ہوا اس بات سے جسکو وہ ان دونون سے پونہچا اور کہا جبکہ مین ابوین سے پونہچا اُس حد کو جس کو مین پونہچا تو ذریت تو ضعیف تر و ضعیف تر ہے اور یہ ایک ظن تہا طرف سے ابلیس کے پس اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی ولقد صدق الآیہ تو ابلیس نے اُسوقت کہا کہ مین مفارقت نہ کرونگا ابن آدم سے جبتک کہ اُسمین روح ہے وعدے دونگا مین اُسکو اور آرزوئین دلاؤنگا اُسکو اور فریب دونگا اُسکو اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت کی نہ روکونگا مین اُس سے توبہ کو جبتک وہ غرغرہ نہ کرے ساتھ موت کا اور نہ پکاریگا وہ مجھکو مگر مین اُسکو جواب دونگا اور نہ سوال کریگا وہ مجھسے مگر مین اُسکو دونگا اور نہ مغفرت مانگیگا وہ مجھسے مگر مین اُسکو بخشونگا رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالیٰ وما کان لہ علیھم من سلطان حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ مراد سلطان سے حجت ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا واللہ نہین مارا اُسنے انکو لاٹھی سے اور نہ اکراہ کیا انکو کسی شے پر نہین تہا مگر دہوکا اور آرزوئین اُسنے انکی طرف انکو بلایا سو انہون نے اُسکا کہا مانا قولہ تعالیٰ الا لنعلم الآیہ یعنی ہمنے اُسکو انپر اسی لیے مسلط کیا ہے تاکہ حال ظاہر ہو جائے اُس شخص کا جو کہ آخرت کا اور اُسکے قائم ہونے کا اور اُسمین حساب و جزا ہونے کا ایمان رکھتا ہے تو اپنے رب عز وجل کی اچھی طرح دنیا مین عبادت کرے اُس شخص سے جو کہ آخرت سے شک و شبہ مین ہے قولہ تعالیٰ وربک علی کل شیء حفیظ یعنی مع حفظ اللہ پاک کے گمراہ ہوا جو کوئی گمراہ ہوا اتباع ابلیس سے اور اُسی کی حفظ و نگہبانی سے سالم رہا جو کوئی سالم رہا مومنین اتباع رسل سے علیہم الصلوۃ والتسلیم **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ جمہور نے صدق کو بتخفیف اور ابلیس کو مرفوع اور ظنہ کو منصوب پڑہا ہے زجاج نے کہا نصب بنابر مصدریت ہے ای صدق وظن ظنّہ او صدق فی ظنہ یا بنابر ظرفیت معنی یہ ہین کہ ابلیس نے انکے ساتھ یہ گمان کیا کہ جسوقت وہ انکو بہکائیگا تو وہ اُسکی پیروی کرینگے سو اُسنے انکو ایسا ہی پایا یہ بہی جائز ہے کہ منصوب ہو بنابر مفعولیت یا باسقاط خافض حمزہ وکسائی ویحییٰ بن وثاب و اعمش وعاصم نے بتشدید صدّق و بنصب ظنہ بنابر مفعولیت ابو علی فارسی نے کہا یعنی تصدیق کی اُسنے اُس ظن کی جسکا اُسنے ظن کیا تہا مجاہد نے کہا کہ اُسنے ایک ظن کیا تہا تو اپنے ظن کی تصدیق کی پس ویسا ہوا جو اُسنے گمان کیا تہا ابو جعفر و ابو الہیاج و زہری و زید بن علی نے صدق بتخفیف اور ابلیس بنصب و ظنہ برفع ابو حاتم نے کہا اس قراءت کی میرے نزدیک کوئی وجہ نہین ہے

ف۱ بہلا مجھکو تو نے جسکے اوپر بزرگی دی اگر تو مجھکو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُسکی اولاد کو ڈھا ٹہی دے لون مگر تہوڑے سے ۱۲

ف۲ پہر ان پر آونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاویگا تو اکثر انمین شکر گذار ۱۲

ف۳ کذا فی فتح البیان

اور فرا نے اسکو جائز کہا اور زجاج نے اسکا ذکر کیا اور ظنہ کو صدق کا فاعل اور ابلیس کو اسکا مفعول ٹہیرایا معنے
یہ ہین کہ زینت دی واسطے ابلیس کے اسکے ظن نے ایک شی کی انمین پہر سچا ہوا اسکا ظن گویا یون کہا کہ سچ ہوا نیز
ظن ابلیس کا ابو عمرو سے دونو کا رفع مروی ہے مع تخفیف صدق کے اس بنا پر کہ ظنہ بدل اشتمال ہے ابلیس سے کسی نے
کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ اہل سبا کے معنی یہ ہین کہ انہون نے تغییر و تبدیل کی بعد اسکے کہ وہ ایمان لا آئے تھے اُس شی پر
جسکو انکے رسول لائے تھے کسی نے کہا عام ہے یعنی تصدیق کی ابلیس نے اپنے گمان کی ساری لوگونپر مگر وہ جسنے اطاعت
کی اللہ کی قالہ مجاہد والحسن کلبی نے کہا کہ ابلیس نے یہ ظن کیا کہ اگر وہ انکو اغوا کریگا تو وہ اسکا کہا مانین گے اور اگر
انکو گمراہ کریگا تو اسکی اطاعت کرینگے سو اسنے تصدیق کی اپنے گمان کی پس انہون نے اسکا اتباع کیا حضرت
حسن نے فرمایا کہ اسنے انکو نہ کوڑی سے مارا اور نہ لاٹھی سے اور اسنے تو صرف ایک ظن کیا تہا سو ویسا ہوا جیسا اسکو
ظن کیا بسبب اپنے وسوسہ کے حضرت ابن عباس سے مروی ہے ابلیس نے کہا ان آدم خلق من تراب وطین
حمأمسنون خلقا ضعیفا وانی خلقت من نار والنار تحرق کل شئ لاحتنکن ذریتہ الا
قلیلا قال فصدق ظنہ علیہم یعنی آدم تو بنایا گیا ہے خاک سے اور گیلی مٹی سے اور سڑی ہوئے گارے سے ایک کمزور
خلق اور مین بنایا گیا ہون آگ سے اور آگ جلا ڈالتی ہے ہر شے کو البتہ مین ضرور اسکی اولاد پر استیلا پاؤنگا مگر
تہوڑے کہا ہے تصدیق کی اسنے اپنے گمان کی انپر قولہ تعالی اِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ نصب اس کا بنا بر استثنا
ہے اسمین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ مراد بعض مومنین ہین کیونکہ بہت مومنین لوگ گناہ کرتے ہین اور بعض معاصی
مین ابلیس کے منقاد ہوجاتے ہین اس سے سالم نہین رہا مگر ایک فریق یہ وہ ہین جنکے حق مین اللہ پاک نے فرمایا ہے
اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کسی نے کہا کہ فریقا من المومنین سے کل مومنین مراد ہین کیونکہ اصل دین مین
انہون نے اسکا اتباع نہین کیا اس بنا پر کہ کلمہ من بیانیہ ہے قرطبی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ
کل مومنین ہین قولہ تعالی وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ یعنی نہین تہا اسکا انپر کچہہ تسلط مطلب یہ ہے
کہ اسنے ان کو کفر پر مجبور و مقہور نہین کیا اسکی طرف سے تو صرف بلانا وسوسہ ڈالنا اچہا کر دکہانا تہا کسی نے کہا
کہ سلطان بمعنی قوت ہے کسی نے کہا بمعنے حجت ضمیر علیہم مین راجع ہے طرف من صدق علیہم ظن ابلیس اور فریق
مومنین کے جیساکہ حفناوی نے کہا ہے الا لنعلم الآیہ مین استثنا منقطع ہے معنی یہ ہین کہ اسکا انپر کچہہ تسلط
نہین ہے ولیکن ہمنے انکو آزمایا ہے اسکے وسوسہ سے تاکہ ہم جان لین اسکو جو یقین لاتا ہے آخرت پر اس سے جو کہ آخرت
سے شک مین ہے ظاہر نے کہا تاکہ ہم جان لین اسکو نزدیک تمہارے کسی نے کہا تاکہ تم جان لو کسی نے کہا تاکہ جان لین
ہمارے اولیا اور فرشتے کسی نے کہا کہ استثنا متصل و مفرغ ہے یعنے نہین تہا اسکا انپر کچہہ تسلط کسی حال مین اجمال
سے اور نہ واسطے کسی علت کے علتون سے مگر تاکہ اسکی تمیز ہوجائے کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون نہین لاتا ہے کیونکہ بعد

پاک تو اسکو بعلم ازلی جان چکا ہے حمل علم کا اس جگہہ تمیز و اظہار پر اولی ہے چنانچہ [illegible] کلبی نے کہا معنے یہ ہین تاکہ ہم جان لین موجود اس شی کو جسکو ہم معدوم جان چکے ہین اور تغیر معلوم پر ہے علم پر نہین ہی زہری نے لیعلم بصیغہ مجہول پڑہا ہے قولہ تعالی وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک ہر شی پر محافظ ہی پس حفظ کے مفہوم مین علم و قدرت داخل ہی کیونکہ جاہل بالشے و عاجز عن الشی سی اسکا حفظ ممکن نہین ہے مقاتل نے کہا کہ اسنے ہر شی کو ایمان و شک سے جان لیا ہی قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ

ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا

الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ تو کہہ پکارو انکو جنکو گمان کرتے ہو سوا اللہ کے وہ نہین مالک ایک ذرہ بہر کے آسمان مین نہ زمین مین اور نہ انکا ان دونون مین ساجہا اور نہ انمین کوئی اسکا مددگار اور کام نہین آتی سفارش اسکی پاس مگر اسکو جسکے واسطے حکم کر دیا یہانتک کہ جب گہبراہٹ اٹہائی جاوی انکی دل سی کہین کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہین جو واجبی ہی اور وہی ہی سب سے اوپر بڑا **ف** یعنی اللہ کی ہان سفارش عوام چاہتے ہین ولیاسی وہ انبیاسی وہ فرشتون سی فرشتون کا یہ حال ہی جو فرمایا جب اوپر سی اللہ کا حکم اوترتا ہی آواز آتی ہی جیسے پتہر پر زنجیر فرشتے ڈر سے بیہوش پڑ جاتی ہین جب تسکین آتی اللہ کلام اوتر چکا ایک دوسرے سے پوچہتے ہین کیا حکم ہوا اوپر والی بتاتے ہین نیچے کہڑون کو جو اللہ کی حکمت کی موافق ہی اور آگے سی قاعدہ معلوم ہے وہی حکم ہوا انتہے **ف** اللہ تبارک و تعالی یہ بیان فرماتا ہی کہ بیشک وہ الہ واحد احد فرد صمد ہی یعنے ایک معبود تنہا نرادہار ہی جسکا نہ کوئی نظیر و مثیل ہی نہ کوئی اسکا شریک و عدیل بلکہ وہی کیلا مستقل بالامر ہے بدون کسی مشارک و منازع و معارض کی پس فرمایا تو کہہ پکارو انکو جنکو گمان کرتے ہو سوا اللہ کی یعنی وہ معبود جو اللہ کو چہوڑ پوجے گئے ہین مالک نہین ہین ذرہ بہر کے آسمانون میں اور نہ زمین مین جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا ہی وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ قولہ تعالی وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ کا یہ مطلب ہی کہ وہ مالک نہین ہین آسمان و زمین مین کسی شی کے نہ تو بطور استقلال کے اور نہ بطریق شرکت کے وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ کے یہ معنی ہین کہ ان انداد مین سی جنکو اللہ پاک کا ہمسر ٹہیرایا ہی کوئی اسکا مددگار نہین ہی کہ وہ اس سی کاموں مین مدد لی بلکہ ساری خلق اوسی کی محتاج و فرمانبردار ہی اسکی نزدیک غلام و مطیع ہین قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہی کہ نہین ہی اسکا انمین سی کوئی عون یعنی معین و مددگار کہ کسی شی کے ساتہہ اسکی اعانت کری پہر اللہ پاک نے فرمایا وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ یعنے باری اسکی عظمت و جلال و کبریائی کسی کو یہ جرات نہین ہوتی ہی کہ کسی شی مین اسکی نزدیک سفارش کری مگر بعد اسکے کہ وہ اوسی سفارش کرنے مین اذن دے کما قال سبحانہ و تعالی مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وقال عز و جل و علا وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي

السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی وقال تعالی ولا
یشفعون الا لمن ارتضی وہم من خشیتہ مشفقون اور اسی لیے بہت طرح سے صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اور آپ سردار ہین اولاد آدم علیہ السلام کے اور بزرگتر ہین شفیع ہین نزدیک اللہ
تعالی کے کہ جسوقت آپ مقام محمود مین کھڑے ہونگے تاکہ ساری خلق مین شفاعت کرین تو آئیگا رب اُن کا
واسطے فصل قضا کے فرمایا پس مین سجدہ کرونگا واسطے اللہ تعالی کے تو وہ مجھے چھوڑ رکھیگا جس قدر اللہ چاہیگا
کہ مجھے چھوڑ رکھے اور کھولدیگا مجھپر حمدین جنکا مین اب احصا نہین کرتا ہون پھر کہا جائیگا اے محمد اُٹھا سر اپنا
اور کہہ تیری بات سنی جائیگی اور مانگ تجھکو ملیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی الحدیث بتمامہ قولہ
تعالی حتی اذا فزع عن قلوبہم الآیہ یہ بھی ایک مقام رفیع ہے عظمت مین وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی جسوقت کلام
کرتا ہے ساتھ وحی کے پھر آسمانون والے اسکی کلام کو سنتے ہین تو مارے ہیبت کے کانپ اُٹھتے ہین یہانتک کہ مثل
غشی کے انکو لاحق ہو جاتی ہے یہ قول حضرت ابن مسعود رضا اور مسروق وغیرہما کا ہے قولہ تعالی حتی اذا فزع عن
قلوبہم یعنی یہانتک کہ جب گھبراہٹ اُنکے دلون سے زائل ہو جاتی ہے حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم و ابو عبد الرحمن
سلمی و شعبی و ابراہیم نخعی و ضحاک و حسن و قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے جلی عن قلوبہم بعض سلف نے اذا فرغ
عن قلوبہم پڑھا ہے بغین معجمہ اور مرفوعا آیا ہے یہ قول راجع ہے طرف اول کی پھر جب ایسا ہوتا ہے یعنی اُنکے دل
سے خوف دور ہوتا ہے تو بعض اُنکا بعض سے پوچھتا ہے کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے تو حاملان عرش اسکی خبر دیتے ہین
اُن فرشتون کو جو اُنسے متصل ہین پھر وہ جو اُنکے متصل ہین اُنکو جو اُنکے نیچے ہین یہانتک کہ وہ خبر سماء دنیا والون
کی طرف پہنچتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا قالوا الحق یعنے خبر دیتے ہین اُس بات کی جو فرمائی بدون
زیادت و نقصان کے وہو العلی الکبیر اور لوگون نے کہا بلکہ مراد مشرکین ہین وقت احتضار کے اور روز قیامت مین
جبکہ وہ بیدار ہونگے اس غفلت سے جسمین وہ تھے دنیا مین اور قیامت کے دن انکی عقلین لوٹ آئینگی طرف انکی کہینگے
کیا کہا تمہارے رب نے تو اُنسے کہا جائیگا کہ حق اور اُنکو خبر دیجائیگی اس بات کی جس سے وہ دنیا مین لاہی و غافل
تھے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کشف عنہا الغطاء یوم القیامۃ یعنی یہان تک کہ جسوقت کھولا جائیگا
اُنکے دلونسے پردہ قیامت کے دن حضرت حسن نے فرمایا یعنی ما فیہا من الشک والتکذیب یعنی جسوقت دور کیا جائیگا
شک و تکذیب جو اُنکے دلونمین تھا عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا مراد یہ ہے کہ جسوقت دور کیا جائیگا وہ شک
جو انکے دلونمین تھا کہا دور کیا جائیگا شیطان انکے دلون سے اور اُنکی آرزو و امانی سے اور جو کچھ وہ اُنکو گمراہ کیا کرتا تھا
تو کہینگے کیا کہا تمہارے رب نے کہینگے اُسنے حق کہا اور وہ علی کبیر ہے کہا اور یہ حق مین ہے لوگون کے ہے یہ وقت موت
کے ہے اقرار کیا اُسوقت کا اقرار اُنکو نفع نہ دیگا ابن جریر نے قول اول کو اختیار کیا ہے کہ ضمیر راجع ہے طرف ملائکہ کے

حق یہی قول ہے جسمین کسی طرح کا شک نہین ہر اسلیے کہ اسمین صحیح احادیث وآثار وارد ہوئے ہین ہم اُنمین سے کچہہ یہان ذکر کرتے ہین جو اُسپر دال ہین بخاری نے اپنی صحیح مین زیر تفسیر کریمۂ ہذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا قضے اللہ تعالی الامر فی السماء ضربت الملائکۃ باجنحتہا خضعاناً لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الذی قال الحق وھو العلی الکبیر فیسمعہا مسترق السمع ومسترق السمع ھکذا بعضہ فوق بعض ووصف سفیان بیدہ فحرفھا ونشر بین اصابعہ فیسمع الکلمۃ فیلقیہا الی من تحتہ ثم یلقیہا الاخر الی من تحتہ حتی یلقیہا علی لسان الساحر او الکاہن فربما ادرکہ الشہاب قبل ان یلقیہا وربما القاہا قبل ان یدرکہ فیکذب معہا مائۃ کذبۃ فیقال الیس قد قال لنا یوم کذا وکذا کذا وکذا فیصدق بتلک الکلمۃ التی سمعت من السماء انفرد باخراجہ البخاری دون مسلم من ھذا الوجہ وقد رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ من حدیث سفیان بن عیینۃ بہ واللہ اعلم **ف** خضعان مصدر ہر خضع کا مثل غفران کے اور بالکسر بھی جمع خاضع کی بھی ہوسکتی ہر اور خُضّعاً بھی مروی ہر یہ جمع ہے خاضع کی جمع کی بناپر تو حال ہوگا اور مصدر کی بناپر مفعول مطلق اسلیے کہ ضرب اجنحہ مین خضوع کے معنے ہین یا مفعول لہ ہر کیونکہ طائر کو جب کچہہ خوف معلوم ہوتا ہے تو اپنے دونو بازو کا بیتا ہوا لٹکا دیتا ہے ضمیر کانہ کی قول کیطرف راجع ہر اور وہ اُس سے حال ہر صفوان کہتے ہین چکنے پتہر کو الذی قال الحق کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جو بات بیان فرمائی فرشتے اسکو کہتے ہین کہ اُسنے حق کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کے قول کی بلفظ حق تعبیر کرتے ہین جواب دینے والے ملائکہ مقربین ہین جیسے حضرت جبریل علیہ السلام کلمۂ الحق بنصب ہے یعنی قال جبریل قال اللہ الحق لا الباطل یا برفع ہر یعنے قولہ الحق مراد قول سے کلمۂ کن ہر یعنے حوادث یومیہ مغفرت ذنب وتفریج کرب رفع قوم وخفض قوم دیگر وشفاء بیمار ومرض صحیح یا مراد قول سے وہ ہر جو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہر حق بمعنی ثابت ہر یہی یہ بات کہ ملائکہ مقربین نے مجمل جواب دیا جن امور کا حکم جاری کیا گیا اُنکی تصریح نہ کی سو وجہ اسکی یہ ہے کہ غرض اُنکی خوف کا دور کرنا ہے یعنی تم مت گھبراؤ کیونکہ قول وہی ہے جو تمکو ہر دن معلوم ہے کہ قضائے عیون ہوتا ہے وہ نہین ہر جسکا تم گمان کرتے ہو قیامت کا قائم ہونا **معنی** یہ ہین جسوقت جاری کرتا ہر اللہ تعالی حکم آسمان مین تو فرشتے اپنے پر مارتے ہین واسطے فروتنی کے اُسکے قول کے گویا وہ قول ایک زنجیر ہے چکنے پتہر پر پہر جب دور کیا جاتا ہے خوف اُن کے دلون سے تو کہتے ہین کیا کہا تمہارے رب نے ملائکہ مقربین کہتے ہین اُس بات کو جو اللہ پاک نے فرمائی کہ اُسنے حق کہا اور وہ علی کبیر ہے پس مسترق السمع اس بات کو سن لیتے ہین اور مسترق السمع اسطرح ہین بعض اُنکے اوپر بعض کے سفیان نے اپنے ہاتہہ سے وصف کیا پہر اُسکو محرف کیا اور اپنی انگلیون کے درمیان

ف ۱ صل کا لفظ یون ہے ولتذکر سہما طرفا یدل علے غیرہ ۱۲۵ مصحح سلمہ اللہ تعالی

ف ۲ یعنے روز مرہ کے کام جاری ہوتے ہین ۱۲

فرق کیا پس سترق السمع اُس کلمے کو سنتا ہے پہر اُسکو ڈالتا ہے طرف اُسکی جو اُسکے نیچے ہے پہر دوسرا اُس کا
القا کرتا ہے طرف اُسکی جو اُسکے نیچے ہے یہانتک کہ وہ اُسکا القا کرتا ہے ساحر یا کاہن کی زبان پر پہر کبہی پاتا
ہے اُسکو شہاب قبل اسکے کہ وہ اُسکا القا کرے اور کبہی اُسکا القا کرتا ہے پہلے اس سے کہ شہاب اُسکو پائے پہر
وہ اُسکے ساتہ سو جہوٹ بولتا ہے پس کہا جاتا ہے کیا اُنے ہمسے نہین کہا تہا فلان فلان دن ایسا ایسا
سو اُسکی تصدیق کیجاتی ہے بسبب اُس کلمے کے جو کہ آسمان سے سنا گیا امام احمد نے حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹہے ہوئے تہے ایک گروہ مین اپنے اصحاب کے عبد الرزاق نے کہا
کہ انصار کی سے پس ایک تارا مارا گیا پہر وہ روشن ہوا تو آپنے فرمایا تم کیا کہتے تہے جبکہ جاہلیت مین ایسا ہوتا تہا
صحابہ بولے ہم کہتے تہے کہ کوئی بڑا آدمی پیدا کیا جائیگا یا کوئی بڑا مریگا معمر شاگرد زہری نے زہری سے پوچہا کیا جاہلیت
مین تارے مارے جاتے تہے کہا ہان لیکن سخت کیے گئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے کہا پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو نہین مارے جاتے ہین واسطے کسی کی موت کے نہ واسطے اُسکی حیات کے ولیکن ہمارا رب
تبارک وتعالی جسوقت جاری کرتا ہے کوئی امر تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہین پہر تسبیح کرتے ہین اس آسمان والے
جو اُنسے متصل ہین یہانتک کہ سماء دنیا کو تسبیح پونہچتی ہے پہر خبر پوچہتے ہین اُس آسمان والے جو حاملان عرش سے
متصل ہین پس کہتے ہین وہ جو حاملان عرش سے متصل ہین حاملان عرش سے کہ کیا کہا تمہارے رب نے تو وہ
اُنکو خبر دیتے ہین ور خبر دیتا ہے ہر اہل آسمان یہانتک کہ خبر پونہچتی ہے اس آسمان تک اور جن سننے کو جہپٹ لیتے ہین
سو وہ مارے جاتے ہین پس جس بات کو وہ لائے اُسکے طریقے پر تو وہ حق ہے ولیکن وہ فرق کرتے ہین اُسمین
اور بڑہاتے ہین هکذا رواه الامام احمد وقد اخرجه مسلم فی صحیحه بسنده عن ابن عباس
رضی الله عنهما وکذا رواه النسائی فی التفسیر والترمذی ابن ابی حاتم نے نواس بن سمعان رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت ارادہ کرتا ہے اللہ تبارک و
تعالی اس بات کا کہ وحی کرے اپنے امر کی تو تکلم فرماتا ہے ساتہ وحی کے پہر جب وہ تکلم فرماتا ہے تو پکڑتا ہے آسمانون کو اس
سے رجفہ یا کہا رعدہ شدیدہ یعنی وہ سخت کانپ جاتے ہین خوف سے اللہ تعالے کے پہر جب اُسکو اہل سموات سنتے
ہین تو بیہوش ہوجاتے ہین اور گر پڑتے ہین واسطے اللہ کے سجدہ کرتے ہوئے پس اول جو اپنا سر اٹہاتا ہے
وہ جبرئیل ہوتا ہے علیہ الصلوة والسلام پس کلام کرتا ہے اُس سے اللہ اپنی وحی سے جو وہ ارادہ کرتا ہے پہر جبرئیل
علیہ الصلوة والسلام اُسکو لیکر چلتے ہین ساری فرشتون پر ایک آسمان سے طرف ایک آسمان کی پوچہتے ہین اُنسے
اُسکے فرشتے کیا فرمایا ہمارے رب نے اے جبرئیل تو وہ کہتے ہین کہ اُسنے حق کہا اور وہ علی کبیر ہے پس وہ
کہتے ہین جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا پہر جبرئیل وحی لیکر پونہچتے ہین طرف اُس جگہہ کے جسکا اللہ تعالی نے

ف۱ یعنی جو شخص نے کاہن کی سے تصدیق کی ہے وہ اُس نے [illegible] جو اُسکو کہا [illegible] کی ہے ۱۲ منہ

ف۲ یہ اسناد ہین امام احمد کے ۱۲

ف۳ مطلب یہ ہے کہ بعد آپکی بعثت کے زیادہ تر شیاطین کا بند و بست کیا گیا ۱۲ منہ

اُنکو امر فرمایا آسمان و زمین سے وکذا رواہ ابن جریر و ابن خزیمۃ ابن ابی حاتم نے کہا مین سنا اپنے باپ کو
سنا وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث تام نہین ہی ولید بن مسلم رحمہ اللہ تعالی سے ابن ابی حاتم نے بحدیث عوفی
حضرت ابن عباس و قتادہ سی روایت کیا ہی کہ انہون نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ ابتدائے وحی مین ہی
جو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی بعد اُس فترت کے جو درمیان آپکے اور حضرت عیسی
علیہ السلام کے تہی حافظ ابن کثیر کہتے ہین بیشک یا ولی ہی اُس شی کا جو اس آیت مین داخل ہی ف قُلِ ادْعُوا
کو بکسر لام پڑہا ہے بنا بر اس قاعدہ کے کہ التقای ساکنین سی بچنے کو ساکن کو کسرہ دیتے ہین اور عین کا اتباع
کرکے بضم بھی پڑہا گیا ہے حرف دال بسبب سکون کی درمیان اُنکے حاجز غیر حصین ہے یہ دونون قراتین سبعیہ
ہین زعمتم کے دونون مفعول محذوف ہین اسلیے کہ سیاق اُنپر دال ہی یعنی زعمتموہم آلہۃ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو ہے یعنی تو کفار مکہ یا علی العموم کفار سے کہدی کہ تم پکارو اُنکو جن کو تمنے معبود گمان کیا ہے سوا اللہ کے مقاتل
نے کہا معنے یہ ہین کہ پکارو اُنکو تا کہ دور کرین تمسے اُس ضرر کو جو تم پر نازل ہوا ہے سالہای گرسنگی مین چونکہ
یہ امر واسطے توبیخ و تقریع کے ہے اس لیے خود اللہ پاک نے آنکی طرف سے یہ جواب دیا کہ وہ مالک نہین ہین ذرہ بھر
آسمانون مین اور نہ زمین مین یعنی اُنکو کسی طرح کی قدرت نہین ہی خیر پر نہ شر پر اور نہ جلب نفع پر نہ دفع ضرر پر کسی
امر پر یا امور سی کیونکہ وہ تو جماد محض ہین سموت والارض کا ذکر اس لیے کیا کہ مقصود تعمیم ہے کیونکہ وہ ظرف ہین موجودات
خارجیہ کے وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ کا یہ مطلب ہے کہ اُن معبودون کو آسمان و زمین مین کسی طرح کی مشارکت نہین
ہے نہ تو خلق مین نہ ملک مین اور نہ تصرف مین وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ یعنے اور نہ واسطے اللہ پاک کے ان معبودون
مین سے کوئی معین و مددگار ہے کہ اُسکی اعانت کری کسی شی پر امور سی سموت و ارض و من فیہما کے بلکہ متفرد با یجاد
وہی ہے پس وہی پوجا جاتا ہے اور اُسکے غیر کی عبادت محال ہی پہر وہ جو بتون کے حق مین کہا کرتے تہے کہ یہ ہمارے
سفارشی ہین نزدیک اللہ کے سو اللہ پاک نے اُنکے اس قول کی یہ تکذیب فرمائی وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ
إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ استثنای مفرغ ہے اعم احوال سی یعنے شفاعت نفع نہ دیگی کسی حال مین احوال سے مگر وہ شفاعت
جو ہونے والی ہے واسطے اُس شخص کے جس کے واسطے وہ اذن دے کہ وہ شفاعت کرے ملائکہ وانبیاء وغیرہم
اہل علم و عمل سے اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ لوگ اوسی کے واسطے شفاعت کرینگے جو شفاعت کا مستحق ہے
نہ واسطے کافرون کے اور ہو سکتا ہے کہ یہ معنے ہون نفع نہ دیگی شفاعت شفعا سے جو قابل شفاعت کے ہین
کسی حال مین احوال سے مگر وہ شفاعت جو ہونے والی ہے واسطے اُس شخص کے جسکے لیے اور اُسکے حق مین
اذن دے مستحقین شفاعت مین سے نہ اُنکے سوا اور غیر مستحق شفاعت کے کسی نے کہا کہ لا تنفع الشفاعۃ
سے مراد یہ ہے کہ اصلاً نہ پائی جائیگی مگر اُسکے لیے جسکے واسطے وہ اذن دے اور نفی کو جو نفع شفاعت کے

ساتھہ معلق کیاہے نہ اُسکے وقوع کے ساتھہ سو منظور تصریح کرنا ہے اُس شی کی نفی کی جو اُنکی غرض ہو اُسکے
وقوع سے حرف لام لمن مین جائز ہے کہ متعلق ہو نفس شفاعت سی ابو البقاء نے کہا جسطرح کہ تو کہتا ہی
شفعت لہ یہ بھی ہو سکتاہے کہ تنفع سے متعلق ہو اولی یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہو یعنے کائنۃ لمن اذن
لہ جمہور نے اذن بفتح ہمزہ پڑھاہے یعنی اذن اللہ سبحانہ اس لیے کہ اللہ پاک کا اسم مبارک اس سی قبل مذکور
ہی ابو عمرو وحمزہ وکسائی نے بضم ہمزہ بصیغہ مجہول ورآذن معنی اذن دینے والا وہ اللہ پاک ہی ہے پہر اللہ
پاک نے ان شفعاء و مشفوع لہم کے خوف کی خبر دی فرمایا حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ الآیہ جمہور نے فزع
بصیغہ مجہول پڑھا ہے فاعل اللہ پاک ہے اور جار ومجرور قائم مقام فاعل کے ہے ابن عامر نے فَزَّعَ
بصیغہ معروف پڑھا ہے فاعل اُس کا ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کے دونون قراتین بتشدید زائی معجمہ
ہین فعّل بتشدید کے معنی سلب ہین تفزیع فزع وخوف کو دور کرنے کو کہتے ہین حضرت حسن نے
بتخفیف زائے بصیغہ مجہول پڑھاہے اور حضرت ابن عمر وقتادہ نے فرّغ براے مہملہ وغین معجمہ فراغ سی
یعنے اللہ تعالے نے اُن کے دلون کو فارغ کر دیا مطلب یہ ہے کہ خوف کو اُنسے دور کر دیا اور حضرت ابن مسعودؓ
نے افرنقع افرنقاع سے بمعنے تفرق قطرب نے کہا فزع عن قلوبہم کے یہ معنی ہین کہ فزع وخوف جو اُن کے
دلون مین تہا وہ نکالدیا گیا معنی یہ ہین کہ ملائکہ وانبیاء واصنام جو اللہ پاک کے سوا پوجے گئے ہین انمین
سے کسی سے شفاعت نہ ہوگی کوئی ہو مگر یہ کہ اللہ پاک ملائکہ وانبیاء ونحوہم کو شفاعت مین اذن دیگا واسطے
اُس شخص کے جو شفاعت کا مستحق ہوگا اور شفاعت کرنے والے غایت درجے کے فزع وخوف مین ہونگے
اللہ تعالے سے کما قال تعالی وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُوْنَ پہر جب اللہ پاک شفاعت مین اُنکو اذن دیگا تو وہ
گہبرا جائینگے بسبب اس امر ہولناک وخوف شدید کے جو اُس حالت کے ساتہہ مقترن ہوگا اس بات سے کہ جس
شی مین اللہ پاک نے اُنکو اذن دیا ہے اُسکے جاری کرنے مین کوئی تقصیر واقع ہو جاوے یا اقدار الٰہی سے کوئی شی
حادث ہو جاوے پہر جب اُن سی گہبراہٹ دور ہو جائیگی تو فرشتون سے کہین گے جو اُنکے اوپر ہین وہ فرشتے ہین
جو اذن کی وحی اُنپر وارد کرتے ہین کہ کیا کہا تمہارے رب نے یعنی اللہ نے کس شے کا امر کیا تو وہ کہین گے
اُنسے کہ اُسنے قول حق کہا وہ قبول ہے تمہاری شفاعت کا واسطے مستحقین شفاعت کے نہ اُنکے غیر کے وہو
العلی الکبیر پس اُسکو لائق ہے کہ حکم کرے اپنے بندون مین جو چاہے اور کرے جس شے کا ارادہ فرماوے
نہین پہونچتاہے کسی فرشتے کو نہ کسی نبی کو کہ اُس دن کلام کرے مگر اُسکے اذن سے اور یہ کہ شفاعت
کرے مگر اُسکے واسطے جسکو وہ پسند کرے کسی نے کہا کہ یہ فزع فرشتون کو ہر امر مین ہوتاہے جسکا رب انکو
امر فرماتاہے معنی یہ ہین کہ نفع نہ دیگی شفاعت مگر فرشتون سے جو کہ آج فزع وخوف کرنے والے ہین اللہ

پاک کی مطیع وفرمانبردار ہین نہ جمادات وشیاطین کسی نے کہا کہ جو لوگ ماذا قال ربکم کہین گے وہ مشفوع
لہم ہین اور جنہون نے انکو جواب دیا وہ شفعا رہین ملائکہ وانبیاء علیہم السلام سے کذا فی فتح البیان غرضکہ
پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ مشرکین کو تبکیت وتوبیخ کرین پس ارشاد
فرمایا قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ
لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ط وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○
قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ط بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ تو
کہہ کون روزی دیتا ہے تمکو آسمان سے اور زمین سے بتا کہ اللہ اور یا ہم یا تم بے شک سوجھہ پر ہین یا پڑی
ہین بہٹکاوے مین صریح تو کہہ تم سے نہ پوچہین گے جو ہمنے گناہ کیا اور ہم سے نہ پوچہین گے جو تم کرتے
ہو تو کہہ جمع کریگا ہم سب کو رب ہمارا پہر فیصلہ کریگا ہم مین انصاف کا اور وہ ہے نیاؤ چکانیوالا سب جانتا
تو کہہ مجھکو دکھاؤ تو جنکو اُس سے ملاتے ہو ساجھی ٹہیراکر کوئی نہین وہی اللہ ہے زبردست حکمتون والا
ف یعنی دونون فرقے تو سچ نہین کہتے ایک مقرر سچا ہے ایک مقرر جہوٹا ہے تو لازم ہے کہ سوچو اور
سچی بات پکڑو ہمین اُنکا جواب ہے سو اس زمانے مین بعضے لوگ کہتے ہین دونون فرقے ہمیشہ سے
چلے آئے ہین کیا ضرور ہے جہگڑنا انتہے ف اللہ پاک یہ بات ثابت فرماتا ہے کہ خلق ورزق کو دینا
وہی متفرد ہے اور الٰہیت کے ساتھ بھی وہی منفرد ہے پس وہ اسکا اقرار کرتے تھے کہ آسمان وزمین
سے انکو روزی نہین دیتا ہے مگر اللہ یعنے بسبب اُس پانی کے جسکو آسمان سے اُتارتا ہے اور
زمین سے کہیتی اُگاتا ہے سو اسی طرح اس بات کو جان لین کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اُسکے قولہ
تعالیٰ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ الآیہ لف ونشر کے باب سے ہے یعنی دونون فریق مین سے ایک فریق محق ہے
اور دوسرا مبطل اس طرف کوئی راہ نہین ہے کہ تم اور ہم ہدایت پر ہون یا ضلالت پر بلکہ ایک ہم مین سے
مصیب ہے اور ہم توحید پر برہان قائم کر چکے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شرک پر تم جمے ہوئے ہو وہ
باطل ہے اور اسی لیے یون فرمایا وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ الآیہ قتادہ نے کہا کہ اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مشرکون سے یہ بات کہی تہی واللہ ہم اور تم ایک امر پہ نہین ہین بے شک احد الفریقین البتہ
ہدایت پر ہے عکرمہ وزیاد بن ابی مریم نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ بے شک ہم البتہ ہدایت پر ہین اور
مقرر تم البتہ کہلی گمراہی مین ہو قولہ تعالیٰ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ الآیہ کے معنی اُنسے بری وبیزار ہونا ہے
یعنی نہ تم ہمارے نہ ہم تمہارے بلکہ ہم تمکو بلاتے ہین طرف اللہ تعالیٰ کے اور اُسکی توحید کے اور اسکے کہ

تنہا اسی کو پوجو پس اگر تم اس دعوت کو قبول کرو تم ہمارے اور ہم تمہارے ور اگر تم نے تکذیب کی
تو ہم تم سے بری اور تم ہم سے بری کما قال سبحانہ وتعالی وَاِنْ کَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ
اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وقال عزوجل قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝
لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ۝ **قولہ** تعالی قل یجمع بیننا ربنا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ
اللہ پاک قیامت کے دن جمع کرے گا درمیان خلائق کے ایک زمین میں پھر فیصلہ کریگا درمیان ہمارے
ساتھ عدل کے پھر بدلا دیگا ہر عامل کو اسکے عمل کا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر اور اس دن ضرور
جان لوگے کہ عزت ونصرت وسعادت ابدی کس کے واسطے ہے کما قال تعالی ویوم تقوم الساعۃ
یومئذ یتفرقون فاما الذین امنوا وعملوا الصالحات فہم فی روضۃ یحبرون واما
الذین کفروا وکذبوا بایاتنا ولقاء الاخرۃ فاولئك فی العذاب محضرون اور اسی لیے اللہ
عزوجل نے یہ فرمایا ہے وھو الفتاح العلیم یعنی وہ حاکم عادل عالم بحقائق الامور ہے قولہ تبارك
وتعالی قل اروني الآیہ یعنی تم مجھے دکھاؤ یہ معبود جن کو تم نے انداد ٹھیرایا ہے اور انکو اسکے واسطے برابر کیا ہے
ہرگز نہیں اسکا نہ کوئی نظیر ہے نہ ند ومثل ہے اور نہ کوئی شریک عدیل ہے اور اسی لیے یوں فرمایا بَلْ هُوَ اللّٰهُ
یعنی بلکہ وہ اللہ واحد احد ہے جسکا کوئی شریک نہیں ہے الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یعنے وہ ایسی عزت والا ہے کہ
جس سے اسنے ہر شے کو مقہور کیا ہے اور ہر شے پر غالب ہوا ہے اپنے افعال واقوال وشرع وقدر میں حکیم
ہے تبارك وتعالی وتقدس عما یقولون علوا کبیرا واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اختصار
یہ ہے تو کہہ کون انعام کرتا ہے تمپر ان ارزاق کا جنسے تم نفع لے رہے ہو کیونکہ تمہارے معبود تو ذرہ بھر کے
مالک نہیں ہیں آسمان کا رزق تو پانی ہے اور سورج چاند ستارے جنسے نفع لیا جاتا ہے زمین کا رزق نبات
ومعدنیات ہیں اور مثل انکے اور اشیا روے زمین کے چونکہ کفار اس استفہام کے جواب پر قدرت نہیں رکہتے
تہے اور نہ انکی عقلیں اس بات کو قبول کرتی تہیں کہ اس رزق کی نسبت اپنے معبودونکی طرف کریں اور بسا اوقات
اللہ پاک کیطرف اسکی نسبت کرنے میں توقف کرتے تہے اس خوف سے کہ اُنپر حجت قائم ہو جائیگی اس لیے اللہ
پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اسکا یہ جواب دیدیں قُلِ اللّٰهُ یعنے تو کہدے کہ وہ اللہ
ہی ہے جو آسمان و زمین میں سے تمکو رزق دیتا ہے پھر آپ کو یہ امر فرمایا کہ انکو اس بات کی خبر دیں کہ وہ گمراہی پر
ہیں لیکن بطریق انصاف کے حجت میں بعد اسکے کہ جو شخص ہدایت پر ہے اور جو کوئی گمراہی پر ہے اسکی تقریر
سابق ہو چکی پس ارشاد فرمایا وانا او ایاکم الآیہ یعنی جو لوگ اللہ خالق ورازق کی توحید کرتے ہیں اور عبادت

اور جس دن ہوگی قیامت اس دن لوگ ہونگے جدا جدا سو جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام سو باغ میں ہیں ان کی آؤبھگت ہوتی ہے اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وے عذاب میں پکڑے آتے ہیں ۱۲

کے ساتھ اسی کو خاص ٹھیراتے ہین اور وہ لوگ جو جمادات کو پوجتے ہین کون جمادات جو نہ خلق پہ قدرت
رکھتی ہین نہ رزق پر اور نہ نفع وضرر پہ انمین سے احد الفریقین البتہ احد الامرین پر ہے ہدایت وضلالت
سے اور یہ بات ہر عاقل کو معلوم ہے جو شخص اُس ذات پاک کو پوجتا ہے جو کہ پیدا کرتا ہے روزی دیتا ہے نفع
وضار ہے وہی شخص ہدایت پر ہے اور جو کوئی اُسکو پوجتا ہے جو قادر نہین ہے خلق پر نہ رزق پر اور نہ
نفع وضرر پر وہی گمراہی پر ہے پس یہ تقریر متضمن ہے بیان فریق ہدایت کو یعنی مسلمین اور فریق ضلالت کو
یعنی مشرکین الیسی وجہ پر جو کہ تصریح سے ابلغ ہے اور یہ تقریر اُس کلام منصف سے ہے کہ جو کوئی موافق ومخالف اسکو
سنے تو جسکو اسکے ساتھ خطاب کیا گیا اُس سے کہے کہ قد انصفک صاحبک یعنی تیرے صاحب نے تجھہ سے انصاف
کی بات کہی مبرد نے کہا معنے اس کلام کے معنی ہین قول متبصر کے یعنی جو شخص حجت مین بصیرت پر ہے
وہ اپنے صاحب سے یون کہے کہ ایک ہمارا کاذب ہے حالانکہ وہ جان چکا ہے کہ صادق مصیب وہی ہے اور
اُسکا صاحب کاذب مخطی ہے انتہے نکتہ ہدی اور ضلال پر جو دو حرف جر داخل ہوئے اور مین مخالفت کی گئی
ہدی پر علی آیا اور ضلال پر فی وجہ اسکی یہ ہے کہ صاحب ہدایت تو گویا ایک عمدہ راہوار گھوڑے پر سوار
ہے جہان چاہتا ہے اُسکو دوڑاتا ہے اور صاحب ضلالت گویا تاریکی مین ڈوبا ہوا ہے دیکھتا نہین ہے کہ کہان
متوجہ ہو مبرد نے کہا کلمۂ او بصریون کے نزدیک اپنے باب پر ہے اور شک کے لیے نہین ہے لیکن وہ اُس معنی کی
بنا پر ہے جسکو عرب لوگ اسی مقام مین استعمال کرتے ہین جبکہ مخبر ارادہ نہ کرے اس بات کا کہ بیان کرے ور
وہ عالم ہو معنی ہوا ابو عبیدہ وفراء نے کہا کہ او بمعنے واو ہے تقدیر یہ ہے وانا علی ہدی وایاکم لفی ضلال
مبین یعنی مقرر ہم ہدایت پر ہین اور تم البتہ کہلی گمراہی مین ہو کسی نے کہا کہ او ایاکم معطوف ہے اسم ان پر اور خبر
اسکی وہی مذکور ہے اور ثانی کی خبر حذف کی گئی اس لیے کہ مذکور اُسپر دال ہے ای انا لعلی ہدی او فی
ضلال مبین او انتم لعلی ہدی او فی ضلال مبین اور اسکا عکس بہی جائز ہے یعنی مذکور خبر ہو ثانی کی اور اول
کی خبر محذوف ہو جسطرح کہ اس آیت مین ہے واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ پہر اللہ پاک نے بعد اس کلام منصف کے
ایک اور کلام ذکر کیا جو کہ اُس سے ابلغ وادخل ہے انصاف مین اور دور تر ہے جدل ومشاغبت سے فرمایا قل لا
تسألون الآیہ یعنی مین تمکو بلاتا ہون طرف اُس شی کے جسمین تمہارے واسطے خیر ونفع ہے اور تمہارے
کفر سے اور میری ترک اجابت سے مجہکو کوئی ضرر نہین پہونچتا ہے یہ مثل اس آیت کے ہے لکم دینکم ولی دین
اسناد جرم کا تو مسلمانون کی طرف کیا اور مطلق عمل کی نسبت مخاطبین کی طرف کی باوجود اسکے کہ مسلمانون
کے عمل خالص نیکی سے ہین اور محض طاعت سے اور کفار کے عمل کہلی معصیت اور اثم واضح سے سوا ایسا کرنے
مین وہ انصاف ہے جسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہے مقصود مہادنت ومتارکت ہے کسی نے کہا کہ یہ آیت آیت

اسکی مثل اور آیتین آیت سیف سی منسوخ ہین پہر اللہ پاک نے آپکو حکم دیا کہ عذاب آخرت کے ساتھ انکو تہدید کرین لیکن ایسی وجہ پر جسمین تصریح نہ ہو فرمایا قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا الآیہ یعنے تو کہہ کہ جمع کریگا درمیان ہمارے رب ہمارا قیامت کو دن پہر حکم وقضا کریگا درمیان ہمارے تو مطیع کو ثواب دیگا اور عاصی کو عقاب کریگا اور وہ حاکم بحق اور قاضی بصواب ہی جو مصالح اسکے حکم وقضا کے ساتھ متعلق ہین انکو خوب جانتا ہی کسی نے کہا کہ یہ آیت بھی آیت سیف سی منسوخ ہے پہر اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا کہ ایک اور حجت اُنپر وارد کرین تاکہ اُس سے وہ خطا ظاہر ہو جائے جسپر وہ جمے ہوئے ہین پس ارشاد فرمایا قُلْ أَرُونِيَ الآیہ یعنے تو کہہ تم دکہاؤ مجھے وہ لوگ جن کو تم نے لاحق کیا ہے ساتھ اللہ کے شرکا و واسطے اُس کے یہ رویت قلبی ہے تو شرکا تیسرا مفعول ہوگا کیونکہ ہمزے کے سبب سی فعل تین مفعول کی طرف متعدی ہوا ہے اول حرف یا ہے دوسرا موصول تیسرا شرکا اور عائد موصول کی محذوف ہے یعنی أَلْحَقْتُمُوهُمْ یہ بھی جائز ہے کہ رویت بصری ہو اور فعل بسبب ہمزے کے دو مفعول کیطرف متعدی ہیے اول حرف یا دوسرا موصول اور شرکا منصوب ہو بنا بر حال رہی یہ بات کہ انکو بت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو تھے پہر انکو بتون کے دکہانے کا امر کرنا سو مراد اس سے اُنکی خطا کا ظاہر کرنا ہے اور انکی بطلان راے پر انکو مطلع کرنا ہے یعنی تم مجھے اُن کو دکہاؤ تاکہ مین دیکھون کہ اُنمین کون سی صفت ہی جو اسکی مقتضی ہوئی کہ استحقاق عبادت مین اللہ تعالی کے ساتھ انکو ملحق کیا ہے اسمین انکے واسطے مزید تبکیت و تعجیز ہے بعد اسکے کہ اُنپر الزام حجت کیا پہر جن شرکا کا وہ دعوی کرتے تھے اسکا اُنپر رد کیا اور اسکو باطل کیا فرمایا كَلَّا بَلْ هُوَ اللهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنے ہرگز نہین تم باز رہو مشارکت کے دعوی سے بلکہ منفرد بالٰہیت وہ اللہ ہے عزیز ساتھ قہر وغلبے کے حکیم ہے ساتھ حکمت باہرہ کے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ

بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ النصف

صَادِقِينَ ۝ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

اور تجھکو جو ہم نے بہیجا سو سارے لوگون کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت لوگ نہین سمجھتے اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ تمکو وعدہ ہے ایکدن کا نہ دیر کروگے اُس سی ایک گہڑی اور نہ آگے بڑہوگے انتہےٰ ف اللہ پاک اپنے بندہ و رسول حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ الآیہ یعنی نہین بہیجا ہم نے تجھکو مگر طرف ساری خلائق کے جو مکلفین سے ہین کقولہ تبارک وتعالی قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا وکقولہ تعالی تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی تیری اطاعت کرے اسکو تو خوشی سنائی جنت کی اور جو

کوئی تیری نافرمانی کرے اسکو ڈرانے دوزخ سے ولکن اکثر الناس لا یعلمون کقولہ عز وجل وما اکثر الناس ولو
حرصت بمؤمنین وقولہ تعالیٰ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ محمد بن کعب نے
کہا کہ کافۃ للناس سے مراد عامۃ الی الناس ہے قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بھیجا طرف عرب و عجم کے پس اکرم و بزرگتر انکا اللہ تبارک و تعالیٰ پر زیادہ تر مطیع انکا ہے واسطے اللہ عز وجل
کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بیشک اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو آسمان والون پر اور انبیاء پر لوگون نے عرض کیا ای ابن عباس پھر کس سبب سے اللہ نے آپ کو فضیلت
دی انبیاء پر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم و نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے یون فرمایا ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس پس اللہ تعالیٰ نے
آپکو جن و انس کیطرف بھیجا ہے اخرجہ ابن ابی حاتم یہ جو حضرت ابن عباس نے فرمایا حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے صحیحین مین مرفوعاً ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین پانچ چیزین دیا
گیا جن کو کوئی نہین دیا گیا نبیون سے قبل میری مدد دیا گیا مین ساتھ رعب کے ایک ماہ کی راہ اور کیگئی واسطے
میرے زمین مسجد و طہور پس جو کوئی مرد میری امت سے ہو لئے اسکو نماز تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور حلال کی گئین
واسطے میرے غنیمتین اور حلال نہین ہوئین واسطے کسی کے مجھسے پہلے اور دیا گیا مین شفاعت اور نبی بھیجا جاتا
تھا طرف اپنی قوم کے اور مبعوث ہوا مین طرف لوگون کے عامۃً نیز صحیح مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے بھیجا گیا مین طرف اسود و احمر کے مجاہد نے کہا کہ مراد جن و انس ہین غیر مجاہد نے کہا کہ مراد
عرب و عجم ہین یہ کل قول صحیح ہین پھر جو کفار قیام ساعت کو بعید سمجھتے تھے اللہ پاک نے اسکی خبر دی فرمایا
ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صادقین کقولہ عز وجل یستعجل بھا الذین لا یؤمنون
بھا والذین امنوا مشفقون منھا ویعلمون انھا الحق الآیۃ پھر اللہ پاک نے فرمایا قل لکم میعاد
یوم الآیۃ یعنی تمہارے واسطے ایک میعاد موجل معدود محرر ہے نہ زیادہ ہوگی نہ کم پھر جب وہ آجائیگی تو گھڑی
بھر نہ پیچھے ہوگی نہ آگے کما قال تعالیٰ ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر وقال تعالیٰ وما نؤخرہ الا لاجل
معدود یوم یاتی لا تکلم نفس الا باذنہ فمنھم شقی وسعید کذا فی ابن کثیر **ف** کافۃ کی نصب
مین کئی وجہین ہین کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر حال ارسلناک کے کاف سے زجاج نے کہا معنے یہ ہین نہین بھیجا
ہمنے تجھکو مگر جامع واسطے لوگون کے ساتھ انذار و ابلاغ کے کافۃ بمعنی جامع ہے اور حرف ہا اسمین واسطے مبالغے
کے ہے مثل علامۃ ابو حیان نے کہا کہ لغت اس قول کی مساعدت نہین کرتا ہے کیونکہ کف کے معنی جمع کے نہین
ہین بلکہ اسکے معنے منع ہین محاورے مین بولتے ہین کف یکف ای منع یمنع اسی معنے سے ہتیلی کو کف

۱ اور نہین اکثر لوگ یقین لانے والے اگرچہ تو للچاوے ۱۲
۲ اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اسکی راہ سے ۱۲
۳ اور کوئی رسول نہین بھیجا ہمنے مگر بولی بولتا اپنی قوم کی کہ ان کو کھول کر سمجھاوے ۱۲
۴ شتابی کرتے ہین اسکی جو یقین نہین رکھتے اسکا اور جو یقین ...

کہتے ہین کیونکہ جو شئے اسمین ہوتی ہے اُسکو نکلنے سے منع کرتی ہے اس بناپر معنے یہ ہین الا مانعا لہم من الکفر کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر مصدریت اور حرف ہا واسطے مبالغے کے ہے جیسے عاقبہ و عافیہ مراد یہ ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے الا رسالۃ کافۃ کسی نے کہا کہ الناس سے حال ہے تقدیر یہ ہے وما ارسلناک الا للناس کافۃ اس قول کو یون رد کیا ہے کہ مجرور سے جو حال ہوتا ہے وہ اسپر مقدم نہین ہوتا ہے چنانچہ علم اعراب مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے اسکا جواب دیا ہے کہ ابو علی فارسی و ابن کیسان و ابن برہان و ابن ملکون نے اسکو جائز کہا ہے جن لوگون نے اسکے مجرور سے حال ہونیکو ترجیح دی ہے اُنمین سے ابن عطیہ ہین کہا کہ اہتمام دتقوے کے واسطے مقدم کیا گیا ہے شاہد تقدیم حال مجرور پر یہ قول ہے شاعر کا ہے

اذا المرء اعیتہ السیادۃ ناشئا	فمطلبہا کہلا علیہ عسیر

کسی اور نے کہا ہے

تسلیت طرا عنکم بعد بینکم	بذکراکم حتی کانکم عندی

کسی اور نے کہا ہے

فاذا تعرض المنیۃ للمرء	فلیدع ولات حین اباء

زمخشری نے تقدیم حال کو مجرور پر رد کیا ہے اور کہا یہ خطا ہے لیکن جمل نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ خطا نہین ہے بلکہ مختلف فیہ ہے سو جمہور کے نزدیک ناجائز اور ابو علی وغیرہ کے نزدیک جائز اور صحیح جواز ہے کسی نے کہا کہ معنی یہ ہین الا ذا کافۃ ای ذا امنع مضاف کو حذف کر دیا ہے حرف لام للناس مین بمعنی الی ہے یعنے نہین بھیجا ہمنے تجھکو طرف لوگونکے مگر جامع واسطے اُنکے ساتھ انذار و ابلاغ کے اور مانع اُنکو کفر و معاصی سے نصب بشیرا و نذیرا کا بنا بر حال ہے یعنی اس حال مین کہ تو خوشی سنانیوالا ہے اُنکو جنت کی یا فضل کی اُسکو جنے اقرار کیا اور ڈرانیوالا ہے اُنکو نار سے یا عدل کی اُسکو جسنے انکار کیا لیکن اکثر لوگ نہین جانتے ہین اُس شئے کو جو اللہ کے پاس ہے اور اُس نفع کو جو اُنکے واسطے ہے رسولون کے ارسال مین اس لئے اُنکا جہل تیری مخالفت پر اُنکو باعث ہوتا ہے اور کہتے ہین کب ہوگا یہ وعدہ جسکا تم ہمکو وعدہ دیتے ہو یعنی قیامت قائم ہونیکا تم ہمکو اسکی خبر دو اگر تم سچے ہو یہ بات اُنہون نے بطور استہزا اُنکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور آپکے ساتھ والون سے ٹھٹھا کیا پس اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ اُنکی طرف سے یہ جواب دین لکم میعاد یوم یعنے تمہارے واسطے میقات ہے ایکدن کا یعنی روز بعث کسی نے کہا وقت حضور موت کسی نے کہا کہ مراد روز بدر ہے اسلیے کہ وہ اُنکے عذاب کا دن تہا دنیا مین ہر تقدیر پر اضافت میعاد کی یوم کی طرف بیانی ہے اور میعاد مصدر ہے بمعنی وعد یا اسم زمان ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ وعد و وعید و میعاد کے ایک معنی ہین ابن ابی عبلہ نے بتنوین و رفع میعاد و نصب یوم پڑھا ہے اس بنا پر کہ میعاد مبتدا اور

ع بقال عاما
ہٰذا یعنی آزمانا ہو
طرا حال ہے منکم سے
بینکم بمعنی فراق ۱۲ منہ
ع لما قال قائل
ت حین مناص
ولات حرف نفی ہے
حرف تا زیادہ کردیا
ہے ۱۲ منہ
ع رحمہ اللہ

یوماً ظرف اور لکم خبر ہے اور عیسیٰ بن عمر نے برفع میعاد مع تنوین یا درنصب یوم مضاف طرف جملہ مابعد کے اور
نحویون نے جائز رکھا ہے کہ میعادٌ یومٌ برفع و تنوین ہر دو اس بنیاد پر کہ میعاد مبتدا اور یوم اُس سے بدل ہو اور جملہ
لاتستاخرون ساعۃ صفت ٹھیرے میعاد کی یعنی یہ میعاد جو تمہارے واسطے مقرر کیگئی ہے تم نہ اس سے تاخر کر سکو
مہلت چاہکر نہ اُسپر تقدم کروگے جلدی مانگ کر بلکہ وہ ضرور ہوگی اُس وقت مین جسمین اللہ پاک نے اُسکے وقوع کو
مقدر کیا ہے یہ جواب تہدید کا ہے مطابق اُس تعنت و سرکشی کے آیا ہے جسکا انہون نے اپنے سوال سے قصد کیا
تھا پھر اللہ پاک نے قبائح کفار سے ایک قسم اور انکے انواع کفر سے ایک نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ

كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ
عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا
أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ
بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ
وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور کہنے

لگے منکر ہم ہرگز نہ مانینگے یہ قرآن اور نہ اس سے اگلا اور کبھی تو دیکھے جب گنہگار کھڑے کیے گئے ہین اپنے رب
کے پاس ایکدوسرے پر ڈالتا ہے بات کہتے ہین جنکو کمزور سمجھا تھا بڑائی کرنے والون کو اگر تم نہوتے تو ہم ایماندار
ہوتے کہنے لگے بڑائی کرنیوالے کمزور گنے گیونکو کیا ہمنے روک رکھا تمکو سوجھ کی بات سے تمہارے پاس پہنچے
پیچھے کوئی نہین تم ہین تھے گنہگار اور کہنے لگے کمزور گنے گئے بڑائی کرنیوالون کو کوئی نہین پر فریب سے رات
دن کے جب تم ہمکو حکم کرتے کہ ہم نہ مانین اللہ کو اور ٹھیراوین اُسکے ساتھ برابر کے اور چھپے چھپے پچتانے لگے
جب دیکھا عذاب اور ہم نے ڈالے ہین طوق گردنون مین منکرون کے وہی بدلا پاتے ہین جو کرتے تھے ۔

ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ کفار اپنے طغیان سرکشی وعناد و دشمنی مین تمادی ہین اور قرآن کی ساتھ
ایمان نہ لانے پر مصر ہین اور قرآن نے جو امر معاد کی خبر دی ہے اُسکے نہ ماننے پر جمے ہوئے ہین اسی لیے
فرمایا اور کہنے لگے منکر ہم ہرگز نہ مانینگے یہ قرآن اور اس سے اگلا اللہ عزوجل نے انکو تہدید و وعید سنائی اور
اپنے لڑنے جھگڑنے کے حال مین جو اسکے روبرو انکی ذلت و رسوائی کے ٹھیرنے کی جگہین ہونگی اُن کی
خبر دی کہ ایکدوسرے پر بات ڈالیگا تابع لوگ اپنے سردارون سے کہینگے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے
مطلب یہ ہے کہ اگر تم ہمکو روکتے تو ہم رسولونکی پیروی کرتے اور جو وہ لیکر آئے تھے اسپر ایمان لے آتے سردارون
نے یہ جواب دیا کہ ہمنے تمہارے ساتھ اس سے زیادہ نہین کیا کہ ہمنے تمکو بلایا تو تم ہمارے پیرو ہوگئے بدون

دلیل وبرہان کے اور رسول جو دلائل وبراہین لیکر آئے تمنے اپنی خواہش وخیالات سے انکی مخالفت کی اسی لیے
کہ کوئی نہین تمہین تھے گنہگار تابع لوگون نے سردارون سے کہا کوئی نہین رات دن تم ہماری ساتھ
مکر کرتے تھے اور برانگیختہ کرتے تہے اور آرزومند کرتے تہے اور ہمکو خبر دیتے تہے کہ ہم کسی نفعے پر ہین جو
ناگاہ یہ سب باطل وکذب وفریب نکلا قتادہ وابن زیدنے کہا کہ مکر الیل والنہار کے معنے یہ ہین مکرکم
باللیل والنہار اسی طرح مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے یعنے بلکہ تمہارے رات دن کو مکر سے
جبکہ تم ہمکو حکم کرتے تھے کہ ہم نہ مانین اللہ کو اور ٹہیراوین اسکے واسطے انداد یعنے نظیر ومعبود اور قائم کرتے تہے
تم واسطے ہمارے شبہے اور محال چیزین جنکے ساتھ تم ہمکو گمراہ کرتے تہے وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ
یعنے سردار واتباع سب کے سب جبکو چپکے پچتانے لگے جبکہ عذاب دیکہہ لیا ہر ایک نادم ہوا اس بات پر جو اس سے
گذر چکی ہے اغلال سے مراد وہ زنجیرین ہین جو انکے ہاتھون کو گردنون کے ساتھ جمع کرینگی هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا
مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنے ہم تمکو تمہارے اعمال کا بدلا دینگے ہر ایک کو موافق اسکے سردارون کو عذاب ہوگا موافق
انکے اور اتباع کو موافق انکے فرمایا اللہ پاک نے لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جہنم جبکہ ہانکے جائینگے طرف اسکی اہل
اسکے تو سامنے آئیگی انکے لپٹ اسکی ثُمَّ لَفَحَتْهُمْ لَفْحَةً یعنے پہر وہ انکو جلائیگی ذرا سا جلانا تو باقی نرہیگا کوئی
گوشت مگر وہ گر پڑیگا عرقوب پر اخرجہ ابن ابی حاتم نیز حسن بن یحیی خشنی سے روایت کیا ہے کہا نہین ہے
جہنم مین کوئی گہر اور نہ کوئی مغار یعنی غار اور نہ کوئی طوق اور نہ کوئی بیڑی اور نہ کوئی زنجیر مگر نام اسکے صاحب
کا اسپر لکہا ہوا ہے کہا پہر مین نے یہ حدیث ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی تو وہ روئے پہر فرمایا خرابی
ہو تیری بس کیسا حال ہوگا اسکا اگر یہ سب اسپر جمع کیا جائے سو بیڑی تو اسکے دونون پانون مین ڈالی جائے اور طوق
اسکے ہاتھون مین اور زنجیر اسکی گردن مین پہر آگ مین داخل کیا جائے اور مغار مین داخل کیا جائے اللہم سلم
آمین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ الذین کفروا سے مراد مشرکین عرب ہین بِالَّذِیْ
بَیْنَ یَدَیْهِ سے مراد کتب الٰہیہ ہین جو کہ قرآن شریف سے اول نازل کی گئی ہین جیسے توریت وانجیل یا مراد
قیامت ہے یا جنت ونار مطلب یہ ہے کہ مشرکون نے اس بات کا انکار کیا کہ قرآن شریف اللہ پاک کی طرف سے
ہوا اور اسکا کہ وہ جو جزا کے واسطے اعادہ کرنے پر دال ہے اسکی کوئی حقیقت ہو پہر جو آخرت مین مشرکون
کا حال ہوگا اللہ پاک نے اسکی خبر دی فرمایا وَلَوْ تَرٰی الآیہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا ہر اس شخص
کو جو کہ خطاب کی صلاحیت رکہتا ہے اور جواب لو کا محذوف ہے یعنے اگر تو دیکہے جبکہ ظالم لوگ روکے گئے ہونگے
موقف حساب مین تو البتہ تو ایک امر عجیب اور حال فظیع دیکہے کہ ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہونگے باہم

١ دونون کو دونا
٢ ... نہین جانتے ١٢
٣ ... آتش ١٢ لفحہ سوختن
٤ ... ١٢ عرقوب ...
٥ یعنے کوئی چیز ١٢ اسکا فاعل شاید احمد بن ابی الحواری ہین جو کہ اسناد مین مذکور ہین ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالی

ملامت وعتاب کرتے ہونگے بعد اسکے کہ دنیا مین ایک دوسرے کے ناصر ومددگار ودوست تھے پہر اللہ
پاک نے اُنکے باہم گفتگو کرنیکا یہ بیان کیا فرمایا یقول الذین الآیۃ یعنے اتباع رؤساے متبوعین سی کہینگے
اگر تم ہمکو اللہ پر ایمان لانے اور اُسکے رسول کی پیروی کرنے سے نہ روکتے تو البتہ ہم اللہ پر ایمان لاتے
اور اُسکے رسول وکتاب کے ماننے والے ہوتے رؤسانے اُنکی بات کا انکار کرکے یہ جواب دیا کیا ہمنے
تمکو منع کیا ایمان سے بعد اسکے کہ ہدایت تمہارے پاس آچکی مطلب یہ ہے کہ اتباع نے جو ایمان سی روکنے
کا دعویٰ سردار وبپر کیا اور روکنے کی نسبت اُنکی طرف کی سو اُنہون نے اسکا انکار کیا پہر اُن سے یہ بیان
کیا کہ روکنے والے اپنی جانون کو اور ہدایت سی باز رہنے والے بعد اُسکے آنے کے خود وہی ہین پس کہا
بلکہ تم تہے مجرم یعنے اصرار کرنے والے کفر پر کثیر الاجرام عظیم الآثام پہر اتباع نے سردارون کی بات
کا رد کیا اور اُنکے اضراب کو اپنے اضراب سے یون دفع کیا بل مکر الیل والنہار گویا یون کہا بلکہ تمہارے
مکر کی جہت سے ساتہہ ہمارے رات اور دن اصل مکر کی کلام عرب مین خدیعت وحیلہ ہی جب کوئی شخص
کسی سی خداع کرے اُسے فریب دے اُس سی حیلہ گری کرے تو اُسوقت محاوری مین بولتے ہین کہ مکر بہ معنے
یہ ہین بل مکر کم بنا باللیل والنہار یعنے بلکہ مکر تمہارا ساتہہ ہمارے رات مین اور دن مین مضاف الیہ
کو محذوف اور ظرف کو اُسکے قائم مقام کر دیا اتساعًا اخفش نے کہا اس تقدیر یہ ہے ہذا مکر اللیل والنہار
نحاس نے کہا واللہ اعلم معنے یہ ہین بلکہ مکر تمہارا رات مین اور دن مین اور بلانا تمہارا ہمکو طرف کفر کے اسی
نے ہمکو آمادہ کیا اسپر سفیان ثوری نے کہا بلکہ عمل تمہارا رات مین اور دن مین یہ بہی جائز ہے کہ لیل و
نہار مکر کرنے والے ٹہیرائے جائین بطور اسناد مجازی کے جسطرح کہ علم معانی مین ثابت ہوچکا ہے مبرد نے
کہا جیسا کہ عرب لوگ بولتے ہین نہارہ صائم ولیلہ قائم سمین نے کہا کہ اضافت مکر کی لیل ونہار کی
طرف یا تو بطور اسناد مجازی کے ہے مثل اُنکے اس قول کی لیل ماکر تو اس صورت مین مصدر مضاف ہوگا
اپنے مرفوع کی طرف یا بطور اتساع کے ہوگی ظرف مین تو مثل مفعول بہ کے ٹہیرایا جائیگا پس مضاف ہوگا طرف
اپنے منصوب کے یہ دونون قول بہتر ہین اُس شخص کے قول سی جسنے کہا ہے کہ اضافت بمعنی فی ہے ای فی اللیل
اس واسطے کہ یہ بات ثابت نہین ہوئی ہے غیر محل نزاع مین قتادہ ویحیی بن یعمر نے برفع مکر منون ونصب
لیل پڑہا ہے تقدیر یہ ہے بل مکر کائن فے اللیل والنہار سعید بن جبیر وابو رزین نے بفتح کاف وتشدید
را مضاف بسوی لیل پڑہا ہے کَرّ بمعنے کرور ہے ماخوذ کر یکر اذا جاء وذہب سو اس قرات کی بنا پر مکر مبتدا
ہوگا اور خبر محذوف ای کر اللیل والنہار صدنا یعنے رات اور دن کی آنے جانے نے ہمکو روکا یا اس بنیاد
پر مرفوع ہوگا کہ مبتدا محذوف کی خبر ٹہیریگا جیسا کہ اخفش کا قول مذکور ہے اور طلحہ بن راشد نے مثل قراءت

سعید بن جبیر کے لیکن مکر کو نصب دیا ہی بنا بر مصدریت ای بل یکردن الاغوا مکرًا دائما لا یفترون عنہ کسی نے
کہا کہ مکر طول سلامتی ہے دنیا مین اور طول ال ہی اسمین نصب قولہ تعالی اِذْ تَامُرُوْنَنَا کا اس بنا پر ہے
کہ ظرف ہی مکر کا یعنی بلکہ مکر تمہارا ساتھ ہمارے وقت حکم کرنے تمہاری کے ہمکو اس بات کا کہ ہم کرین ساتھ اللہ کے
اور ٹہیرا ئین واسطے اُسکے انداد یعنی اشباہ و امثال تبر نے کہا ند فلان فلانٌ کہتے ہین یعنی فلان فلان
کا مثل ہے سر دار کہتے تہے اتباع سے کہ دین ہمارا حق ہی اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذاب
و ساحر ہین اسمین کفار کو آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ وہ جو ایک دوسری کی طاعت کرتے ہین دنیا مین یہ
طاعت آخرت مین انکی عداوت کا سبب ہو جائیگی اَسَرُّوا النَّدَامَةَ مین ضمیر راجع ہے طرف فریقین
کے یعنی انہون نے جو کفر کیا اُسپر ندامت کو اپنے دلون مین پوشیدہ رکہینگے اور اپنے غیر سے اُسکو چھپا ئینگے
یا ہر ایک انمین کا دوسرے سے چھپائیگا بخوف شماتت کسی نے کہا کہ اسروا بمعنے اظہروا ہی اسلیے کہ اسرار
اضداد سے ہے کبھی تو بمعنے اخفا ہوتا ہے اور کبھی بمعنی اظہار کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ ظاہر ہوگی ندامت انکی
اسرۂ وجوہ مین اور جملہ مستانفہ ہے یا حال ہی اَلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا وَالَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا سے اَغْلَال جمع
غل ہی محاورے مین بولتے ہین فی رقبتہ غلّ من حدید یعنی اُسکی گردن مین طوق ہے لوہے کی مطلب یہ ہے کہ
لوہے کے طوق ان لوگونکی گردنون مین ڈالی جائینگے اندر نار کے مراد الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے وہی ہین جنکا ذکر سنا تو
ہو چکا ہے رہا اظہار مقام اضمار مین سو واسطے مزید ذم کے ہے یا مراد کفار علی العموم ہین تو وہ لوگ انمین بدرجہ
اولی داخل ہونگے قولہ تعالی هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ای جزاء ما کانوا یعنی جزا انہین دیے جاوینگے
مگر جزا شرک باللہ وکفر باللہ اور معاصی کی جنکو وہ دنیا مین کیا کرتے تہے یا مراد بما کانوا یعملون ہے بنا بر حذف
خافض جبکہ اللہ پاک نے عرب کے کفار کا حال بیان کیا تو بعد اُسکی وہ بات ذکر کی جسمین اپنے رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے واسطے تسلی ہے اور بیان فرمایا کہ اگلی امتون کا کفر اپنے اپنے رسول کے ساتھ برابر چلا آیا ہی پس
ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○
وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ
عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ
فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ اور نہین بہیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا مگر کہنے لگے وہان کے آسودہ لوگ جو

تمہاری ہاتھ بہیجا ہم نہین ملنتے اور کہنے لگے ہم کو زیادہ ہین مال اور اولاد اور ہمپر آفت نہین آنی تو کہہ میرا رب ہے جو بہیلا دیتا ہے روزی جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہین رکہتے اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہین کہ نزدیک کر دین ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اُنکو ہی بدلا دونا اُنکے کیے پر اور وہ جہروکو ن مین بیٹہے ہین خاطر جمع سے اور جو لوگ دوڑتے ہین ہماری آیتون کے ہرانے کو وہ مار مین پکڑے آتے ہین تو کہہ میرا رب بہیلا دیتا ہے روزی کو جسکو چاہے اپنی بندون مین اور ماپ کر دیتا ہے اسکو اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اسکا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا انتہٰی **ف** اللہ پاک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اگلے رسولون کا اقتدا کرین اور خبر دیتا ہے کہ نہین بہیجا گیا کوئی نبی کسی بستی مین مگر اُس کے آسودہ لوگون نے اسکو جہٹلایا اور اسکے ضعیف لوگون نے اسکی پیروی کی جسطرح کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيۡنَ هُمۡ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ حضرت صالح علیہ السلام کی کبرائی قوم نے کہا ضعیف لوگون کو جو اُمین سے ایمان لے آئے تہے اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ وقال عز وجل وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لِّيَـقُوۡلُوۡۤا اَهٰٓؤُلَۤاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ وقال تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا لِيَمۡكُرُوۡا فِيۡهَا وقال جل وعلا وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا۔ اور اس جگہہ یون فرمایا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مراد نذیر سے نبی یا رسول ہی مترفین سے مراد نعمت وحشمت وثروت وریاست والی لوگ ہین قتادہ نے کہا کہ اُنکی جبابرہ وقادہ وسردار ہین شریر ہین کافرون کے یہ معنی ہین کہ ہم اسکو نہین مانتے نہ اُسکی پیروی کرتے ہین ابن ابی حاتم نے ابو رزین سے روایت کیا ہے کہا دو شخص شریک تہے ایک اُمین سے تو ساحل کیطرف گیا اور دوسرا باقی رہا پہر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو اُسنے اپنے دوست کو لکہا اُس سے پوچہتا تہا کہ اُسنے کیا کیا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے تو اُسنے اُسکو یہ لکہا کہ قریش مین سے کسی نے اسکی پیروی نہین کی اسکی جو پیروی کی ہے سو اراذل الناس ومساکین نے راوی نے کہا کہ اس ساحل والے نے اپنی تجارت چہوڑ دی پہر وہ اپنے دوست کی پاس آیا تو کہا کہ تو مجہے اُسکو بتا راوی نے کہا کہ یہ شخص کتب یا بعض کتب پڑہتا تہا کہا پہر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا کہ آپ کس طرف بلاتے ہو آپنے فرمایا مین اس اس طرف بلاتا ہون اُسنے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہین آپنے فرمایا مَا عَلَّمَكَ بِذٰلِكَ یعنی تجہے یہ بات کیونکر معلوم

ہوئی تو اُسنے کہا نہین بہیجا گیا کوئی نبی مگر پیروی کی اُسکی رذالۃ الناس نے اور اُنکے مساکین نے راوی نے
کہا پس یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ الآیۃ کہا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو کہلا بہیجا کہ اللہ
عز وجل نے مقرر نازل کی تصدیق اس بات کی جو تونے کہی اسی طرح ہرقل نے ابوسفیان سے کہا جبکہ اُس
سے اُن مسائل کا سوال کیا آمین کہا اور مین نے تجہسے پوچہا کہ ضعیف لوگون نے اُسکی پیروی کی ہے یا اُن کے
اشراف نے تو تونے کہا کہ اُنکے ضعفا نے اور یہ لوگ اتباع رسل ہین قولہ تعالے وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا
الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ مترفین مکذبین نے مال واولاد کی کثرت کے ساتہہ فخر کیا اور اعتقاد کر لیا کہ یہ دلیل ہے اسپر کہ
اللہ تعالی کو اُنسے محبت ہے اور اُنکے حال پر عنایت مبذول ہے اور اس بات کا کہ وہ ایسا نہین ہے کہ یہ دنیا مین
اُنکو عطا فرمائے پہر آخرت مین اُن کو عذاب کرے وہیہات لہم ذلک یعنی یہ خیال اُنکا باطل ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے
اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ وَقَالَ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ
وَھُمْ کٰفِرُوْنَ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا وَّجَعَلْتُ لَہٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَّبَنِیْنَ شُھُوْدًا
وَّمَھَّدْتُّ لَہٗ تَمْھِیْدًا ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ کَلَّا اِنَّہٗ کَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا سَاُرْھِقُہٗ صَعُوْدًا۔ اللہ پاک نے
اُن دو باغون کے مالک کیطرف سے خبر دی ہے کہ وہ مال وثمر واولاد والا تہا پہر اس سب نے اُسکو کچہہ نفع نہ دیا بلکہ
اللہ پاک نے آخرت سے پہلے دنیا ہی مین یہ سب اُس سے چہین لیا اسی لیے اللہ عز وجل نے اس جگہہ یون فرمایا ہے قُلْ
اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ یعنی وہ مال عطا کرتا ہے اُسکو جسکو دوست رکہتا ہے اور اُسکو جسے دوست
نہین رکہتا ہے پس فقیر کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور آسودہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے حکمت تامہ بالغہ وحجت فاطعہ دامغہ
اسی کے واسطے ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے ہین پہر فرمایا وَمَآ اَمْوَالُکُمْ الآیہ یعنی یہ تمہاری مال واولاد اسپر دلیل نہین
ہین کہ ہم کو تم سے محبت ہے اور ہمکو تمہاری حال پر عنایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالی نظر نہین کرتا ہے طرف تمہاری صورتونکے اور تمہارے مالونکے ولیکن
وہ جو نظر کرتا ہے سو طرف تمہاری دلون کے اور تمہاری اعمال کے اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّابْنُ مَاجَۃَ
مِنْ حَدِیْثِ کَثِیْرِ بْنِ ھِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ بِہٖ اور اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا یعنے جو شے ہمارے پاس تمہارا درجہ نزدیک کریگی وہ ایمان وعمل صالح ہی ہے سو اُنکے واسطے نیکی بڑہائی جائیگی
دس گنے سات سو گنے تک اور وہ جنت کی منازل عالیہ مین ہر خوف وایذا سے امن مین ہونگے ہر ہر شر سے جسکا
خوف ہوتا ہے بے خوف ہونگے ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک جنت مین البتہ جہروکے ہین اُنکا ظہور اُنکے بطون سے

دکہائی دیتا ہے اور انکا بطون انکے ظہور سے ایک اعرابی نے کہا وہ کس کے واسطے ہین آپنے فرمایا لمن
طَیَّبَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ یعنے وہ اسکے واسطے ہین
جسنے میٹھی میٹھی باتین کین اور کہانا کہلایا اور ہمیشہ روزہ رکہا اور رات کو نماز پڑہی حالانکہ لوگ سوتے ہین
قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ الْاٰیَۃَ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ سے روکتے اور اسکے رسولون کی پیروی سی
باز رکہنے اور اسکی آیتون کی تصدیق سے منع کرنے مین سعی وکوشش کرتے ہین تو وہ سب کے سب اپنے اعمال
کی جزا دیے جاوینگے عذاب مین موافق اپنے قولہٗ تعالیٰ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ الْاٰیَۃَ یعنی اللہ پاک کی جو
حکمت اس فراخی وتنگی مین ہے اسکے موافق اس شخص پر مال کی بہت فراخی کرتا ہے اور اسپر تنگی کرتا ہے
اور اسپر نہایت تنگی کرتا ہے اسمین اسکی حکمت ہے جسکو اسکے سوا کوئی نہین جانتا ہے کما قال سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی
اُنْظُرْ کَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَۃُ اَکْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا یعنے جس طرح وہ دنیا
مین متفاوت ہین کہ یہ شخص تو نہایت درجے کا فقیر ہے اور یہ غنی ہے جسپر فراخی کی گئی ہے سو اسی طرح وہ لوگ
آخرت مین ہونگے یہ تو غرفون مین اعلیٰ درجون مین ہے اور یہ گہری آگ اسفل کے درکے مین ہے اور خوشتر
آدمیون کا دنیا مین جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فلاح پائی اس شخص نے جو اسلام لایا او
رزق دیا گیا کفاف اور قناعت دی اللہ نے اسکو ساتھ اس شی کے جو اسکو دی رَوَاہُ مُسْلِمٌ مِّنْ حَدِیْثِ
ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قولہٗ تعالیٰ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ یعنی جو کچھ تم خرچ کروگے اس شی مین جسکا
تمکو حکم کیا ہے اور تمہارے واسطے اسکو مباح فرمایا ہے تو وہ اسکا عوض کردیگا تمپر ساتھ بدل کے دنیا مین اور
آخرت مین ساتھ جزا وثواب کے جسطرح کہ حدیث شریف مین ثابت ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْفِقْ اُنْفِقْ
عَلَیْکَ یعنی تو خرچ کر مین تجھپر خرچ کرونگا اور حدیث شریف مین ہے کہ دو فرشتے صبح کرتے ہین ہر روز ایک
انمین کا کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا یعنی الٰہی تو بخیل کو تلف عطا کر یعنے اسکے مال کو ہلاک کردے اور
دوسرا کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا یعنے الٰہی تو خرچ کرنیوالے کو بدل عطا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَا اِنَّ بَعْدَ زَمَانِکُمْ ھٰذَا زَمَانٌ عَضُوْضٌ یَعَضُّ الْمُوْسِرُ عَلٰی مَا فِیْ
یَدِہٖ حَذَارَ الْاِنْفَاقِ یعنے خبردار تمہارے اس زمانے کے بعد زمانہ عضوض ہے مالدار دانتون سے پکڑیگا اس شی
کو جو اسکے ہاتھ مین ہے واسطے خوف کہ خرچ کرنے سے پہر یہ آیت پڑہی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ الْاٰیَۃَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ
حَاتِمٍ وَّکَذَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حدیث شریف مین ہے بدترین لوگونکے مبایعت کرتے ہین ہر مضطر سے خبردار
بیشک بیع مضطرین کی حرام ہے خبردار بیشک بیع مضطرین کی حرام ہے مسلم بہائی ہے مسلم کا ظلم نہ کرے اسپر اور نہ

ف دیکھو کیسا بڑھا دیا ہم نے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر مین تو اور بڑے درجے ہین اور بڑی بڑائی ۱۲

اُسکو بے مدد چہوڑ سے اگر تیرے پاس کوئی معروف ہی یعنے احسان کرنے کی شے تو تو اُسکو رجوع کر اپنے بہائی پر ورنہ پس زیادہ نہ کر اُسکو ہلاک طرف اُسکے ہلاک کی یہ حدیث اسوجہ سے غریب ہے اور اسکی اسنادین ضعف ہے مجاہد نے کہا تاویل نہ کرے ایک تمہارا اس آیت کی وَمَا اَنفَقتُم الآیہ جبکہ ہو نزدیک ایک تمہاری کے وہ شئے جو اُسکو قائم کرے پس چاہیئے کہ اُسمین میانہ روی کرے کیونکہ رزق مقسوم ہے مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس مال ہو تو اُسمین بیچ کی چال اختیار کرے اسراف نہ کرے کذا فی ابن کثیر **ف** جملہ الا قال مترفوہا محل نصب مین ہی بنا بر حال قریہ سے اگرچہ نکرہ ہے لیکن نفی کے تحت مین واقع ہوا ہے مترفین سی مراد متنعمین و رؤسار و اغنیار و جبابرہ و قائدین شر ہین مطلب یہ ہے کہ کسی بستی مین بستیون سی ہمنے کوئی ڈرانیوالا نہیں بہیجا کہ اُنکو ڈرائے اور عقاب الٰہی سے اُنکو خوف دلائے مگر حال یہ ہے کہ اُسکے آسودہ و سردار لوگون نے اپنے رسولون سے یہی کہا کہ جس ایمان و توحید کو دیکر تم بہیجے گئے ہو ہم اُسکے منکر ہین پہر جو اُنہون نے مال و اولاد کے ساتہہ فخر کیا اور اپنی دنیا کی حالت پر دار آخرت مین اپنے حال کا قیاس کیا بر تقدیر صحت اُس شئی کے جسکی ساتہہ رسولون نے اُنکو ڈرایا سو اللہ پاک نے اُنکا قول ذکر فرمایا وَقَالُوا نَحنُ اَكثَرُ اَموَالًا وَّاَولَادًا یعنے اللہ تعالیٰ نے دنیا مین مال و اولاد کے ساتہہ ہمکو تم پر فضیلت دی ہے یہ اسپر دال ہے کہ جس دین پر ہم ہین اللہ نے اُسکو پسند کیا ہے اور آخرت مین ہمکو عذاب نہ کریگا بعد اسکے کہ دنیا مین اُسنے ہمپر احسان کیا ہی اور ہم سے راضی ہوا ہے مراد اُنکی یہ ہے کہ وہ بزرگتر ہین اللہ پر اس سی کہ اُنکو عذاب کرے بنظر اُنکے احوال دُنیا کے اور یہ خیال کیا کہ اگر اللہ کے نزدیک اُنکی عزت و قدر نہ ہوتی تو وہ اُنکو رزق نہ دیتا اور اگر مؤمنین اُسکے نزدیک بے قدر نہ ہوتے تو اُنکو محروم نہ رکہتا پس اللہ پاک نے اُنکے خیال کو باطل کیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُنکو جواب دین جس سی اُنکا خیال رد ہو جائے اور اُنکے طمع کا مادہ قطع ہو اور تحقیق حق ہو جائے جسپر امر تکوین چلکر کہا رہا ہے اور فرمایا تو کہدے اِنَّ رَبِّي الآیہ یعنی میرا رب فراخی کرتا ہے رزق کی واسطے اُس شخص کے جسکے لیے اُسکا فراخ کرنا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے اُس شخص پر جسپر اُسکا تنگ کرنا چاہتا ہے پس اللہ پاک کبہی کافر و عاصی کو رزق دیتا ہے واسطے استدراج کے اور کبہی مومن مطیع کا امتحان کرتا ہے ساتہہ روزی تنگ کرنیکے واسطے زیادہ کرنے اُسکے اجر کے مجرد روزی کا فراخ کرنا اُسکے واسطے جسکے لیے فراخی کی گئی ہے اسپر دال نہین ہے کہ اللہ اُس سی راضی ہے اور اُسکے عمل کو پسند کیا ہے اور نہ تنگی روزی کی اُس شخص پر جسپر تنگی کی گئی ہے اسپر دال ہے کہ اللہ اُس سی راضی نہین ہے اور نہ اُسکے عمل کو پسند کیا ہے بلکہ یہ سب موافق اُسکے ہے جسکی اُسکی مشیت مقتضی ہے کون مشیت جو کہ حکم بالغہ پر مبنی ہے پس دار آخرت کا قیاس دار دنیا پر ایسے امر مین غلط بین سے ہے یا مغالطہ واضح سے

ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتے ہین انہین اکثر کے جملے سے وہ ہے جسنے امر آخرت کا قیاس کیا ہی
دنیا پر پہر اللہ پاک نے اس جواب کی اور تائید وتاکید زیادہ کی پس ارشاد فرمایا وَمَآ اَمْوَالُكُمْ الآیہ یعنی
اوّل تو فراخی وتنگی رزق کی خوشی وناخوشی کا باعث نہین ہے دوسری تمہاری مال واولاد جنکا تم فخر کرتے
ہو وہ نہین ہین کہ ہمارے پاس تمہارا درجہ زیادہ کردین پس تمہارا یہ خیال کہ مدار فراخی رزق کا شرف وکرامت
ہے اور مدار تنگی رزق کا ذلت وخواری ہی محض باطل ہے بلکہ اکثر اول بطریق استدراج ہوتا ہے اور ثانی بطور
ابتلاء ورفع درجات یہ جملہ مستانفہ طرف سے اللہ پاک کے ہے لوگونکو اُسکے ساتہہ خطاب کیا ہے بطریق تلوین و
التفات کے یعنی اول سب ضمیرین غائب کی ہین یہان غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا کلام کے رنگ
کو بدل دیا منظور اس سے تحقیق حق ہے اور ماسبق کا ثابت کرنا ہے رہی یہ بات کہ یہان اموال واولاد دو شی
مذکور ہین التی مفرد انکی صفت کیونکر ہوگی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ التی کا موصوف خصلت ہی یعنے تمہارے مال
واولاد وہ خصلت نہین ہین کہ تمہارا درجہ ہمارے نزدیک قریب کردین یا اُسکا موصوف جماعت ہی یعنے تمہارے
مال واولاد کی جماعت وہ جماعت نہین ہے کہ ہمارے پاس تمہارا مرتبہ نزدیک کردے کیونکہ جمع تکسیر عاقل
وغیر عاقل کے ساتہہ مونث واحد کا معاملہ برتا جاتا ہے فراء نے کہا کہ التی اموال واولاد کی معاً صفت ہی صحیح
قول یہی ہے زجاج نے کہا کہ معنی یہ ہین وما اموالکم بالتی تقربکم عندنا زلفی ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی چونکہ
ثانی کی خبر اول پر دال تہی اس لیے اول کی خبر کو حذف کردیا جس طرح کہ اس شعر مین ہے

نحن بما عندنا وانت بما | عندك راض والرأي مختلف

یعنی نحن بما عندنا راضون کسی نے بالذی پڑہا ہے ای بالشئے الذی یقربکم اور غیر قرآن شریف مین باللتین وباللاتی
وباللواتی وبالذی جائز ہے واسطے اولاد کے خاصۃً مجاہد نے کہا کہ زلفی بمعنے قربٰی ہے اور زلفۃ بمعنے قربۃ
اخفش نے کہا کہ زلفی اسم مصدر ہے گویا یون کہا بالتی تقربکم عندنا تقریبًا بعضین نے کہا کہ زلفی مصدر ہے یعنی
مفعول مطلق عامل کے معنے سے تقدیر یہ ہے تقربکم قربٰی ضحاک نے زلفًا بفتح لام وتنوین پڑہا ہے اس بنا پر
جمع ہے زلفۃ کی جیسی قربت کی جمع قُرَب ہے جمع مصدر کی بسبب اختلاف انواع کے ہے قولہ تعالی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ
الآیہ یا تو استثناء منقطع ہے تو محل نصب مین ہوگا یعنے لکن مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وجہ انقطاع کی یہ ہے کہ خطاب
کفار کو ہے مومنین اُسمین داخل نہین ہین یا محل جر مین ہے بنا بر بدل اموالکم کی ضمیر سے زجاج نے اسی طرح کہا ہی
نحاس نے اس قول کو غلط کہا ہے اس لیے کاف ومیم مخاطب کے واسطے ہے پس بدل جائز نہین ہے اور اگر یہ جائز
ہوتا تو رایتک زیدا بہی جائز ہوتا اسکا یون جواب دیا ہی کہ اخفش وکوفیون نے اسکو جائز کہا ہے فراء نے بہی مثل قول
زجاج کے کہا ہی اور فراء نے یہ بہی جائز کہا ہے کہ محل رفع مین ہو یا یمعنے کہ ما ہو الا من امن بنا بر ابتداء اور خبر فاولئک

لہم جزاء الضعف کسی نے کہا کہ استثنا متصل ہے اس بنا پر کہ خطاب کافرین ومومنین کو عام ٹہیرایا جائے یا اس بنیاد پر کہ ابتدائی کلام ہے انکے واسطے نہین کہا گیا ہے معنے یہ ہین نہین ہین مال واولاد کہ قریب کرین کسی کو مگر مومن صالح جسنے اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا اور اولاد کو تعلیم خیر کی اور صلاح پر انکی تربیت کی فَاُولٰٓئِکَ اشارہ ہے طرف کلمہ من کے جمع باعتبار اسکے معنے کے ہے جسطرح کہ آمن وعمل مین اسکے لفظ کا اعتبار کر کے مفرد کہا ہے یہ مبتدا ہے لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ مبتدا وخبر ملکر اسکی خبر ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہی ہین جنکی واسطے جزا ہے زیادت ہے مراد زیادت سے وہ ہے جسکا ذکر اس آیت مین فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اضافت جزا کی طرف ضعف کے اضافت مصدر کی ہے طرف مفعول کی یعنے جزاء التضعیف کی واسطے حسنات کے مطلب کہ اللہ تعالیٰ انکو جزا دیگا ضعف کی یا اضافت موصوف کی طرف صفت کی ہے یعنی انکے لیے جزاے مضاعف ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ انکے واسطے جزای ضعاف ہے اس لیے کہ ضعف جمع کے معنی مین ہے مجاہد نے کہا کہ تضعیف حسنہ کی محمد بن کعب نے کہا جبکہ مرد غنی تقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو اجر اسکا دوبار دیگا اور یہ آیت پڑہی فاولئک لہم جزاء الضعف تک اور کہا کہ تضعیف حسنہ بِمَا عَمِلُوْا مین حرف با سببیہ ہے یعنے انکو جو جزای ضعف ملیگی سو بسبب انکے اعمال صالحہ کے جو انہون نے کیے وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ اور وہ جنت کی جہروکون مین ہر شے ہول مین ڈالنے والی اور مشغول کرنیوالی سے اور ساری مکروہات سے امن مین ہونگے جمہور نے جزاء الضعف کو باضافت پڑہا ہے اور زہری یعقوب ونصر بن عاصم وقتادہ نے برفع ہر دو اس بنا پر کہ ضعف بدل ہے جزا سے اور یعقوب سے جزاً منصوب بے منون اور الضعف برفع مروی ہے باین تقدیر فاولئک لہم الضعف جزاءً یعنے حال کون الضعف جزاءً جمہور نے غرفات کو جمع پڑہا ہی ابو عبید نے اسکو اختیار کیا ہے اسلیے کہ قرآن شریف مین دوسری جگہہ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ غُرَفًا آیا ہے اعمش ویحیی بن وثاب وحمزہ وخلف نے فِی الْغُرْفَۃِ بافراد پڑہا ہے اسواسطے کہ دوسری جگہ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ آیا ہے اور مفرد کو جمع کے معنے مین لیا ہے الف ولام کو جنس پر محمول کیا ہے یہ قراءت سبعیہ ہے پہر جب اللہ پاک مومنون کا حال ذکر کر چکا تو کافرونکا حال ذکر کیا ارشاد فرمایا وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا الآیہ یعنی جو لوگ سعی کرتے ہین ہماری آیتون کے رد کرنے مین اور انکے باطل کرنے مین اور ان کے اندر طعن کرنے مین در انحال کہ مسابقت کرنیوالے ہین ہم سے زعم کرنیوالے ہین اس بات کا کہ وہ اپنی جانون کو لیکر ہمسے فوت ہو جائین گے ہمارے ہاتھ نہ آئینگے یا عناد و دشمنی کرنیوالے ہین ہمسے ساتہہ اپنے کفر کے وہی لوگ جہنم کے عذاب مین حاضر کیے جائینگے زبانیہ فرشتگان عذاب حاضر کرینگے انکو طرف دوزخ کے اس سے کوئی مفر نہ پائین گے فراخی وتنگی رزق کا ذکر جو اول ہو چکا ہے پہر اللہ پاک نے واسطے قصد تاکید حجت کی اور واسطے دفع قول کفار کے مکرر اسکا ذکر کیا فرمایا قُلْ اِنَّ رَبِّیْ الآیہ یعنے جسکے واسطے چاہتا ہے فراخی کرتا ہے اور جسپر چاہتا ہے تنگی کرتا ہے اسمین سعادت وشقاوت پر کوئی دلیل نہین ہے قاری

ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتے ہین انہین اکثر کے جملے سے وہ ہے جسنے امر آخرت کا قیاس کیا ہی
دنیا پر پہر اللہ پاک نے اس جواب کی اور تائید و تاکید زیادہ کی پس ارشاد فرمایا وَمَآ اَمْوَالُكُمْ الآیہ یعنے
اول تو فراخی و تنگی رزق کی خوشی و ناخوشی کا باعث نہین ہے دوسرے تمہاری مال و اولاد جنکا تم فخر کرتے
ہو وہ نہین ہین کہ ہمارے پاس تمہارا درجہ زیادہ کردین پس تمہارا یہ خیال کہ مدار فراخی رزق کا شرف و کرامت
ہے اور مدار تنگی رزق کا ذلت و خواری ہی محض باطل ہے بلکہ اکثر اول بطریق استدراج ہوتا ہے اور ثانی بطور
ابتلاء و رفع درجات یہ جملہ مستانفہ طرف سے اللہ پاک کے ہے لوگونکو اُسکے ساتہہ خطاب کیا ہے بطریق تلوین و
التفات کے یعنی اول سب ضمیرین غائب کی ہین یہان غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا کلام کے رنگ
کو بدل دیا منظور اس سے تحقیق حق ہے اور ماسبق کا ثابت کرنا ہے رہی یہ بات کہ یہان اموال و اولاد دو شی
مذکور ہین التی مفرد انکی صفت کیونکر ہوگی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ التی کا موصوف خصلت ہی یعنے تمہارے مال
و اولاد وہ خصلت نہین ہین کہ تمہارا درجہ ہمارے نزدیک قریب کردین یا اُسکا موصوف جماعت ہی یعنے تمہارے
مال و اولاد کی جماعت وہ جماعت نہین ہے کہ ہمارے پاس تمہارا مرتبہ نزدیک کردے کیونکہ جمع تکسیر عاقل
و غیر عاقل سے کے ساتہہ مونث واحد کا معاملہ برتا جاتا ہے فرا نے کہا کہ التی اموال و اولاد کی معاً صفت ہی صحیح
قول یہی ہے زجاج نے کہا کہ معنی یہ ہین وما اموالکم بالتی تقربکم عندنا زلفی ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی چونکہ
ثانی کی خبر اول پر دال تہی اس لیے اول کی خبر کو حذف کردیا جس طرح کہ اس شعر مین ہے

	نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَاَنْتَ بِمَا	عِنْدَكَ رَاضٍ وَّالرَّأْیُ مُخْتَلِفٌ	

یعنی نحن بما عندنا راضون کسی نے بالذی پڑہا ہے ای بالشئے الذی یقربکم اور غیر قرآن شریف مین باللتین و باللاتی
و باللواتی و بالذی جائز ہے واسطے اولاد کے خاصۃً مجاہد نے کہا کہ زلفی بمعنے قربۃ ہے اور زلفۃ بمعنے قربۃ
اخفش نے کہا کہ زلفی اسم مصدر ہے گویا یون کہا بالتی تقربکم عندنا تقریبًا سمین نے کہا کہ زلفی مصدر ہے یعنی
مفعول مطلق عامل کے معنے سے تقدیر یہ ہے تقربکم قربی ضحاک نے زلفا بفتح لام و تنوین پڑہا ہے اس بنا پر
جمع ہے زلفۃ کی جیسی قربت کی جمع قُرَب ہے جمع مصدر کی بسبب اختلاف انواع کے ہے قولہ تعالی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ
الآیہ یا تو استثناء منقطع ہے تو محل نصب مین ہوگا یعنے لٰکِنْ مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وجہ انقطاع کی یہ ہے کہ خطاب
کفار کو ہے مومنین اُسمین داخل نہین ہین یا محل جر مین ہے بنا بر بدل اموالکم کی ضمیر سے زجاج نے اسی طرح کہا ہے
نحاس نے اس قول کو غلط کہا ہے اس لیے کاف و میم مخاطب کے واسطے ہے پس بدل جائز نہین ہے اور اگر یہ جائز
ہوتا تو رأیتک زیدا بہی جائز ہوتا اسکا یون جواب دیا ہے کہ اخفش و کوفیون نے اسکو جائز کہا ہے فرا نے بہی مثل قول
زجاج کے کہا ہے اور فرا نے یہ بہی جائز کہا ہے کہ محل رفع مین ہو یا یمعنے کہ ما ہو الا من بنا بر ابتدا اور خبر فاولئک

لہم جزاء الضعف کسی نے کہا کہ استثنا متصل ہے اس بنا پر کہ خطاب کافرین و مومنین کو عام ٹھیرایا جائے یا اس بنیاد پر کہ ابتدائی کلام ہے انکے واسطے نہین کہا گیا ہے معنے یہ ہین نہین ہین اموال و اولاد کہ قریب کرین کسی کو مگر مومن صالح جسنے اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا اور اولاد کو تعلیم خیر کی اور صلاح پر انکی تربیت کی فَاُولٰٓئِكَ اشارہ ہے طرف کلمہ من کے جمع باعتبار اسکے معنے کے ہے جسطرح کہ آمن و عمل مین اسکے لفظ کا اعتبار کرکے مفرد کہا ہے یہ مبتدا ہے لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ مبتدا و خبر ملکر اسکی خبر ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہی ہین جنکی واسطے جزاے زیادت ہو مراد زیادت سے وہ ہے جسکا ذکر اس آیت مین فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اضافت جزا کی طرف ضعف کے اضافت مصدر کی ہے طرف مفعول کے یعنے جزاء التضعیف کی واسطے حسنات کے مطلب کہ اللہ تعالی انکو جزا دیگا ضعف کی یا اضافت موصوف کی طرف صفت کی ہے یعنی انکے لیے جزاے مضاعف ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ انکے واسطے جزای ضعاف ہے اس لیے کہ ضعف جمع کے معنی مین ہے مجاہد نے کہا کہ تضعیف حسنہ کی محمد بن کعب نے کہا جبکہ مرد غنی تقی ہوگا تو اللہ تعالی اسکو اجر اسکا دوبار دیگا اور یہ آیت پڑہی فاولئک لہم جزاء الضعف تک اور کہا کہ تضعیف حسنہ بِمَا عَمِلُوْا مین حرف با سببیہ ہے یعنے انکو جو جزای ضعف ملیگی سو بسبب انکے اعمال صالحہ کے جو انہون نے کیے وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ اور وہ جنت کی جھروکون مین ہر شے ہول مین ڈالنے والی اور مشغول کرنیوالی سے اور ساری مکروہات سے امن مین ہونگے جمہور نے جزاء الضعف کو باضافت پڑہا ہے اور زہری و یعقوب و نصر بن عاصم و قتادہ نے برفع ہر دو اس بنا پر کہ ضعف بدل ہے جزا سے اور یعقوب سے جزاءً منصوب و منون اور الضعف برفع مروی ہے باین تقدیر فاولئک لہم الضعف جزاءً یعنے حال کون الضعف جزاءً جمہور نے غرفات کو جمع پڑہا ہے ابو عبید نے ہسکو اختیار کیا ہے اسلیے کہ قرآن شریف مین دوسری جگہہ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا آیا ہے اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و خلف نے فِي الْغُرْفَةِ بافراد پڑہا ہے اسواسطے کہ دوسری جگہ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ آیا ہے اور مفرد کو جمع کے معنے مین لیا ہے الف و لام کو جنس پر محمول کیا ہے یہ قرات سبعیہ ہے پہر جب اللہ پاک مومنون کا حال ذکر کر چکا تو کافرونکا حال ذکر کیا ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا الآیہ یعنی جو لوگ سعی کرتے ہین ہماری آیتون کے رد کرنے مین اور انکے باطل کرنے مین اور ان کے اندر طعن کرنے مین در انحال کہ مسابقت کرنیوالے ہین ہم سے زعم کرنیوالے ہین اس بات کا کہ وہ اپنی جانون کو لیکر ہمسے فوت ہو جائین گے ہمارے ہاتھ نہ آئینگے یا عناد و دشمنی کرنیوالے ہین ہمسے ساتھہ اپنے کفر کے وہی لوگ جہنم کے عذاب مین حاضر کیے جائینگے زبانیہ فرشتگان عذاب حاضر کرینگے انکو طرف دوزخ کے اس سے کوئی مفر نہ پائین گے فراخی و تنگی رزق کا ذکر جو اول ہو چکا ہے پہر اللہ پاک نے واسطے قصد تاکید حجت کی اور واسطے دفع قول کفار کے مکرر اسکا ذکر کیا فرمایا قُلْ اِنَّ رَبِّيْ الآیہ یعنے جسکے واسطے چاہتا ہے فراخی کرتا ہے اور جسپر چاہتا ہے تنگی کرتا ہے اسمین سعادت و شقاوت پر کوئی دلیل نہین ہے قاری

نے کہا کہ یہ آیت ایک شخص کے حق مین ہے باعتبار دو وقت کے یا مومن کے بارے مین ہے اور سابق کی آیت دو شخصون
کے حق مین ہے یا کافر کے بارے مین اس معنی کی بنا پر کچھہ تکرار نہین ہے اسی کے مثل بیضاوی مین بھی ہے شہاب نے
کہا بلکہ ہمین تقریر ہے کیونکہ توسیع و تقتیر نہ تو کرامت کے واسطے ہین نہ ذلت کے لیے اس لیے کہ اگر بات یون ہوتی تو ایک
شخص ان دونون کے ساتھہ متصف نہ ہوتا قولہ تعالیٰ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ کا یہ مطلب ہے جو خرچ کرتے
ہو کچھہ چیز اپنی جانون پر یا اپنے عیال پر یا جو خیرات کرتے ہو سو اللہ خلیفہ کرتا ہے اسکا تمہ یعنے اسکا عوض دیتا ہے
جبکہ غیر اسراف مین ہو جب کوئی شخص کسی کو اسکا عوض و بدل دیتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین خلف لہ و علیہ
اللہ پاک کا عوض دینا یا تو دنیا مین ہے یا آخرت مین یا دونون مین سعا یا جلدی دیتا ہے مال عطا کر کے یا قناعت
عطا فرماتا ہے کون قناعت جو ایسا خزانہ ہے کہ نبڑتا نہین ہے یا دیر کرتا ہے آخرت مین ایسا ثواب دیگا
کہ ہر عوض اسکے مقابلے مین پست ہی مجاہد نے کہا کہ یہ بدل دنیا و آخرت مین ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سی مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین کم کیا صدقہ نے مال سی اور نہین زیادہ کیا اللہ نے کسی
بندے کو بسبب عفو کے مگر عزت اور نہین تواضع کی کسی نے واسطے اللہ کے مگر اللہ نے اسکو بلند کیا اخرجہ مسلم
حضرت ابن عباس رض نے اسکی تفسیر مین فرمایا یعنے فی غیر اسراف ولا تقتیر مجاہد و حسن سی بھی اسکے مثل مروی
ہی حضرت جابر رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر شے جو بندے نے خرچ
کی نفقہ سے سو اللہ پر ہے اسکا خلف یعنی عوض دلا نحال کہ وہ ضامن ہے مگر نفقہ بنیان مین یا کسی معصیت
مین اَخْرَجَهُ الدَّارَ قُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَخْرَجَ نَحْوَهٗ ابْنُ عَدِیٍّ فِی الْكَامِلِ وَالْبَیْهَقِیُّ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ
عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِاَطْوَلَ مِنْهُ مطلب یہ ہے کہ زائد حاجت سے مکان بنانے مین اور گناہ مین صرف کرنے کا
اللہ پاک عوض نہین دیتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے
تھے کہ بیشک وسطی ہر دن کے ایک نحس ہی سو تم دفع کرو اس دن کے نحس کو ساتھ صدقہ کے پھر فرمایا تم پڑھو موضع خلف کو
پس بے شک مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ
جبکہ وہ خرچ نہ کرینگے تو خلف کیونکر دیگا اَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدُوْیَهْ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ الْمَعُوْنَةَ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عَلٰی قَدْرِ الْمَؤُنَةِ اَخْرَجَهُ الْحَكِیْمُ التِّرْمِذِیُّ
فِیْ نَوَادِرِ الْاُصُوْلِ یعنی بقدر خرچ کے آسمان سی مدد نازل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ یعنی اللہ پاک
بہتر روزی دینے والا ہے کیونکہ بندے جو ایکدوسرے کو روزی دیتے ہین سو یہ اللہ ہی کی تیسیر و تقدیر سی ہے حقیقت
مین وہ رازق نہین ہین بلکہ بطور مجاز جس طرح کہ مرد کے حق مین کہتے ہین کہ وہ اپنے عیال کو رزق دیتا ہے اور
امیر کے بارے مین بولتے ہین کہ وہ اپنے لشکر کو روزی دیتا ہے حالانکہ رازق امیر و مامور و کبیر و صغیر کا وہ ان

سب کا خالق ہی ہے اور جس کسی نے بندوں میں سے اپنے غیر کو کوئی شی نکالکر دیدی تو یہ اُسی میں سے ہے جو اللہ نے
اسکو رزق دیا ہے اور اُسکے ہاتھ پر جاری کیا ہے **بعض** نے کیا خوب کہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْجَدَ بِیْ وَ
جَعَلَنِیْ مِمَّنْ یَّشْتَهِیْ فَكَمْ مِّنْ مُّشْتَهٍ لَّا یَجِدُ وَكَمْ مِّنْ وَّاجِدٍ لَّا یَشْتَهِیْ یعنے حمد ہے اُس اللہ کو جسنے مجھے پیدا
کیا اور اُن لوگوں میں سے ٹھیرایا جو اُسکی نعمتوں سے لذت لیتے ہیں اور اُنکی خواہش رکھتے ہیں پس کتنے ہیں کہ خواہش
رکھتے ہیں اور خواہش کی شی نہیں پاتے اور کتنے ہیں کہ سب شی میسر ہے مگر اشتہا نہیں رکھتے ہیں وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ

جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا
مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○

اور جس دن جمع کریگا ان سب کو پھر کہیگا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تھے تمکو پوجتے وہ بولے پاک ذات ہے تیری ہم تیری
طرف ہیں نہ انکی طرف نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر انہیں پر یقین رکھتے ہیں سو آج تم مالک نہیں ایک
دوسرے کے بھلے کے نہ بُرے کے اور کہینگے ہم اُن گنہگاروں کو چکھو تکلیف اُس آگ کی جسکو تم جھوٹ بتاتے تھے
انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ قیامت کے دن ساری خلق کے روبرو مشرکوں کو زجر و توبیخ کریگا
فرشتوں سے پوچھیگا وہ فرشتے جنکے حق میں مشرکین یہ زعم کیا کرتے تھے کہ وہ انداد کو پوجتے ہیں جو کہ فرشتوں کی
صورتوں پر ہیں تاکہ وہ اللہ کے پاس انکا درجہ نزدیک کردیں سو فرشتوں سے فرمائیگا کیا یہ لوگ تم کو پوجتے
تھے یعنے تمنے انکو اپنی عبادت کا امر کیا تھا جس طرح کہ اللہ پاک نے سورہ فرقان میں فرمایا ہے ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیگا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ
اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اسی طرح
فرشتے کہینگے سبحانک یعنی تو برتر و پاک ہے اس سے کہ تیرے ساتھ کوئی معبود ہو اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ یعنے ہم تو تیرے
بندے ہیں ہم بری ہوتے ہیں طرف تیرے ان لوگوں سے بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ مراد جن سے شیاطین
ہیں کیونکہ انہیں نے بتوں کی عبادت انکو اچھی کر دکھائی اور انکو گمراہ کیا اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ اکثر انکا انہیں پر
یقین لانے والے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَّاِنْ یَّدْعُوْنَ
اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ اللہ عز و جل نے فرمایا فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ الآیۃ یعنی آج کے دن تمہارے واسطے کوئی
نفع و نقع نہ ہوگا ان انداد و اوثان سے جنکے نفع کی تم امید رکھا کرتے تھے اور انکی عبادت کو اپنی سختیوں کربتوں کے واسطے
ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا آج وہ تمہارے لیے نہ بھلے کے مالک ہیں نہ برے کے وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیۃ یعنے
مشرکوں سے واسطے تقریع و توبیخ کے یہ کہا جائیگا کہ ذُوْقُوْا الآیۃ کذا فی ابن کثیر **ف** قولہ تعالیٰ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ

جَمِیْعًا الآیہ متصل ہے وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ سے یا کلمہ یوم ظرف ہے اذکر محذوف کا یعنے اور نیز کبھی تو دیکھے اُن کو جسدن اللہ تعالی جمع کریگا ان سب کو واسطے حساب کے عابد و معبود و مستکبر و مستضعف کو اور مشرکین و عابدین غیر اللہ کے توبیخ و تقریع کے واسطے فرشتون سے فرمائیگا کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے جس طرح کہ حضرت عیسی علیہ السلام سے فرمائیگا خاصکر کے فرشتون کا ذکر کیا باوجود اسکے کہ بعض نے انکے سوا شیاطین و صنام کو پوجا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ فرشتے اشرف معبودات مشرکین ہین نحاس نے کہا معنی ہین کہ فرشتے جب اُنکی تکذیب کرینگے تو اس تکذیب مین مشرکون کے واسطے تبکیت اور کافرون کے لیے تقریع ہوگی جسطرح کہ اس مثل سائر مین ہے اِیَّاكِ اَعْنِیْ فَاسْمَعِیْ یَا جَارَةُ جملہ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ الآیۃ مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا مثلاً کسی نے کہا کہ فرشتون نے کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ انہون یون کہا کہ تو پاک ذات ہے ہم تو تجھی کو دوست رکھتے ہین اور تیرے ہی مطیع ہین اور تجھے کو پوجتے ہین ہم تیری ہی طرف ہین نہ انکی طرف ہم نے انکو اپنا عابد نہین ٹہیرایا نہ ہم نے اُنسے دوستی رکھی اور نہ تیرے سوا ہمارا کوئی ولی و دوست ہے پھر مشرکین جسکو پوجتے تھے اُسکی تصریح کی پس کہا بلکہ وہ پوجتے تھے جنون کو مراد شیاطین ہین یعنے ابلیس اور اُسکے لشکر اور گمان کرتے تھے کہ وہ انکو دیکھتے ہین اور وہ فرشتے ہین اور وہ دختران خدا ہین کسی نے کہا کہ شیاطین بتون کے جوف مین گھس جاتے اور وہین سے انکے ساتھ بات چیت کیا کرتے تھے اکثرہم بہم مؤمنون کا یہ مطلب ہے اکثر مشرکین جنون پر یقین لاتے اور جو کچھ وہ اُنسے کہتے اسمین اُنکی تصدیق کیا کرتے تھے کسی نے کہا کہ اکثر کل کے معنے مین ہے بعضکم سے مراد معبودین اور لبعض سے عابدین ہین نفع سے مراد شفاعت و نجات ہے اور ضر سے عذاب و ہلاک یہ بات جو اُنسے کہی کہ آج کے دن معبود لوگ عابدون کے واسطے کسی بہلے بری کے مالک نہین ہین سو منظور اس سے اُنکی عجز و قصور کا ظاہر کرنا ہے اور اُنکے عابدون کے لیے سرزنش و تکوہش کا اظہار ولا ضرا مین مضاف محذوف ہے ای لا یملکون لہم دفع ضر حرف فا فالیوم مین اس لیے نہین ہے کہ اُسکی مابعد کا حکم جواب ملائکہ پر مرتب ہے کیونکہ وہ تو محقق ہے وہ یہ جواب دین یا ندین بلکہ اسکے مابعد کی ترتیب اخبار کے لیے ہے اسپر قولہ تعالے وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیہ معطوف ہے یقول للملائکہ پر یعنے اللہ پاک فرشتون سے تو قول مذکور فرمائیگا اور جن لوگون نے غیر اللہ کو پوجکر اپنی جانون پر ظلم کیا ہے اُنسے یون کہیگا کہ چکھو عذاب آگ کا جسکی تم دنیا مین تکذیب کیا کرتے تھے کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نے ایک اور نوع ذکر کی کفار کے انواع کفر سے فرمایا

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ

۱؎ درشتی و سرزنش کردن و غلبہ کردن بحجت ۱۲ صراح
۲؎ درشتی و سرزنش کردن ۱۲ صراح
۳؎ یعنی بجز دوبارہ انکے جو دو ایسا کہ بیچ ہوئے بعض سے اکثر دولو معنی اس کا ... بجای عوض بس ہے

اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ
٥ ع ٩ ١١ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اور جب پڑہی جاوین اُن پاس ہماری آیتین کہلی
کہین اور نہین مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تمکو اُن سے جو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے
اور کہین اور نہین یہ جہوٹ ہی باندہ لیا اور کہتے ہین منکر ٹہیک بات کو جب پونہچی اُن تک اور نہین یہ جادو ہی
صریح اور ہمنے دی تہین انکو کتابین کچہہ جن کو پڑہتے ہین اور بہیجا نہین اُن پاس تجہہ سے پہلے کوئی
ڈرانیوالا یعنے چاہیے غنیمت جانین اور جہٹلایا ہے اُن سے اگلون نے اور یہ نہین پونہچے دسوین حصے کو جو ہمنے
دیا تہا اُنکو پہر جہٹلایا میرے بہیجون کو تو کیسا ہوا میرا انکار ان تہے **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ کفار اُس کی
طرف سے مستحق ہین عقوبت وعذاب الیم کے اس لیے کہ جب پڑہی جاوین اُنکے پاس اُسکی کہلی آیتین اُنکو سُنتے
ہین تر و تازہ زبان سے اُسکے رسول کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہین نہین ہے یہ مگر ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ
تمکو روکے اُس سے جس کو تمہارے باپ دادی پوجتے تہے مراد یہ کہ دین حق اُنکے باپ دادون ہی کا دین ہے اور جو رسول
اُنکے پاس لیکر آیا ہے وہ باطل ہے علیہم ابا ہم لعائن اللہ تعالیٰ اور کہا کہ نہین ہے یہ قرآن مگر جہوٹ باندہ لیا
قولہ تعالیٰ وما اٰتیناہم الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب عرب پر نازل کی نہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اُنکی طرف کوئی نبی بہیجا اور وہ اسکو محبوب رکہتی تہے اور یون کہتے تہے
اگر کوئی نذیر ہمارے پاس آتا یا کوئی کتاب ہمپر اُتاری جاتی تو ہم ہوتے زیادہ تر راہ یاب ہمارے غیری
پہر جب اللہ پاک نے اسکا اُنپر احسان کیا تو اُسکو جہٹلایا اُسکے منکر ہوئے اُس سے عناد کیا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ما آتینا ہم سے مراد تورت ہے دنیا مین اسی طرح قتادہ وسدی وابن زید نے کہا ہے
جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا
وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً یعنے ان سب
چیزون نے اللہ کے عذاب کو اُن سے دفع نہین کیا بلکہ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یعنے اللہ عزوجل نے
اُنکو ملیامیٹ کر ڈالا جس طرح کہ اُنہون نے اسکے رسولون کی تکذیب کی اسی لیے یون فرمایا فَكَذَّبُوْا
رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ یعنے پہر کیسا ہوا میرا عقاب ونکال اور انتصار واسطے میرے رسولون کی کذا
فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے جب پڑہی جاوین اُنپر ہماری آیتین یعنے آیات قرآنی
اس حال مین کہ اُنکی دلالتین واضح ہین اور اُنکے معانی ظاہر ہین توحید پر کہین نہین ہے یہ یعنی اُنکا

پڑہنے والا مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین مگر ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روکے تمکو ان بتون سے جنکو تمہارے
پُرکہے پوجا کرتے تہے اور دوسری بار یون کہا نہین ہے یہ یعنی قرآن کریم مگر افک مفتری مراد افک سے یہ ہے
کہ فی نفسہ جہوٹ ہو واقع کے مطابق نہین ہے مفتری یہ کہ اللہ پر باندہ لیا گیا ہے باین طور کہ اللہ کیطرف اُسکی
نسبت کردی ہے اس معنی کی بنا پر مفتری تاسیس ہی افک کی تاکید نہین ہے اور کہا اُن لوگون نے جو کافر
ہوئے تیسری بار حق کو جبکہ وہ اُنکے پاس آیا مراد حق سے امر دین ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے
کہ نہین ہے یہ مگر جادو ہے کہلا یہان فعل کی تکرار کی یعنی قالوا کو دوبار ذکر کیا اور تیسری بار پہر قال کہا اور الذین
کفروا اس کے فاعل کی تصریح فرمائی سو اسمین انکار عظیم ہے فعل کا اور تعجب بلیغ ہے اُس سے اور یہ انکار کفار
کی طرف سے خاص ہو ساتہہ توحید کے رہا انکار قرآن و معجزہ کا سو وہ درمیان اہل کتاب کے اور مشرکین کی
متفق علیہ تہا کسی نے کہا کہ کفار کا قول الا افک مفتری مراد اس سے قرآن کے معنے ہین اور الا سحر مبین سے
مراد اُسکی نظم معجز ہے کسی نے یون کہا ہے کہ انہین سے کسی گروہ نے تو کہا کہ قرآن افک ہے اور کسی گروہ نے کہا
کہ سحر مبین ہے کسی نے کہا کہ اُن سب نے کبہی تو افک کہا اور کبہی سحر والا ول اولے قولہ تعالی وَمَآ اٰتَیۡنٰھُمۡ
الآیہ کا یہ مطلب ہو نہین اُتارین ہم نے عرب پر آسمانی کتابین کہ دال ہون صحت اشراک پر وہ انہین درس
کرتے ہون انکو پڑہتے ہون اور نہ بہیجا ہمنے طرف انکی کوئی نذیر کہ شرک کی طرف اُنکو بلائے یا طرف حق کی
اور ڈرائے اُنکو ساتہہ عذاب کے جب یہ نہین ہے تو وہ جو قرآن کی اور رسول کی تکذیب کرتے ہین اس کے
واسطے کوئی وجہ نہین ہے اور نہ کوئی شبہہ ہے جس سے وہ تمسک کرین فراء نے کہا اُنہون نے کہان
سے تیری تکذیب کی حالانکہ اُنکے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کوئی نذیر آیا اس فعل کو لیکر جو انہون نے کیا ہے
یعنی بتون کا پوجنا پہر اللہ پاک نے اُنکو ڈرایا اور اُنکے انجام کار کی اور اُن سے اگلون کی عاقبت کی خبر دی
فرمایا وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ الآیہ یعنی انسے اگلے کفار قرون ماضیہ نے تکذیب کی اور یہ مکے والے
مشرکین قریش وغیرہ عرب سے نہین پونہچے اُس قوت و نعمت و کثرت مال و اولاد و طول عمر کے دسوین حصّے
کو جو ہم نے اُن سے اگلون کو عطا کی تہین پہر اللہ تعالی نے انکو ہلاک کر ڈالا جیسے عاد و ثمود اور اُنکے مثل اور
کفار اُنکی قوت نے اُنکو کچہہ نفع نہ دیا دفع کرنے مین ہلاک کو اُن سے جبکہ اُنہون نے اپنے رسولون کو جہٹلایا
تو یہ لوگ زیادہ تر مستحق ہین اسکے کہ انپر عذاب نازل ہو بسبب تکذیب رسول کے معشار ایک لغت ہے
عشر مین یعنی دونون کے معنے دسوین حصے کے ہین جوہری نے کہا کہ معشار شی عشر شے ہے بحر مین کہا
ہے کہ معشار مفعال کا وزن ہے عشر سے الفاظ عدد مین سے سوی معشار و مرباع کے اس وزن پر اور لفظ
نہین بنایا گیا معنے انکے عشر و ربع کے ہین کسی نے کہا کہ معشار کے معنے عشر العشر ہین یعنے دسوین حصّے

کا دسوان حصہ قول اول اولی ہر کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ نہین پونہچے ان سے اگلے اُن بینات وہدی
کے دسوین حصّے کو جو ہمنے انکو عطا کی ہین کسی نے کہا کہ نہین پونہچے اُنسی اگلے شکر کے دسوین حصّے کو
اُس شی کے جو ہمنے اُنکو عطا کی کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ عطا نہین کیا اللہ نے اُنسی اگلون کو دسوان حصّہ
اُس علم و بیان و حجت و برہان کا جو اُنکو عطا کیا ہے والاوّل اولی کسی نے کہا کہ معشار عشر عشیر ہے اور عشیر
عشر العشر کو کہتے ہین تو معشار ایک جزء ہوگا ہزار جزء سے ماوردی نے کہا کہ یہ قول ظاہر تر ہے اس واسطے
کہ مراد معشار سے مبالغہ ہے تقلیل مین فتح البیان مین کہا ہے کہ تقلیل مین مبالغے کی مراعات کرنے کی وجہ سے
معنی عربی سے خروج جائز نہین ہے قولہ تعالی فَكَذَّبُوا رُسُلِي معطوف ہی كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ پر بطور تفسیر کے
جس طرح کہ اس آیت مین ہے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا الآیۃ اولی یہ ہے کہ عطف خاص علی العام
کے باب سے ہو کیونکہ جب اول تکذیب سے متعلق تکذیب کا حذف کردیا گیا تو اُسنے عموم کا فائدہ دیا پس معنی اُسکے
یہ ہین کہ تکذیب کی اُنہون نے اُتاری ہوئی کتابون کی اور بہیجے ہوئے رسولون کی اور واضح وظاہر معجزون کی
اور تکذیب رسل کی اُس سی خاص تر ہے اگرچہ اُسکو مستلزم ہی سو یہان دلالت لفظی کی رعایت کی گئی دلالت
التزامی کی مراعات نہین فرمائی گئی جملہ وما بلغوا الخ حال ہے یا معترضہ ہے درمیان معطوف ومعطوف علیہ کے
بیضاوی نے کہا تکرار نہین ہے اسواسطے کہ اول واسطے تکثیر کے ہے اور ثانی واسطے تکذیب کے اسی طرح
کشاف مین ہے اور ایسا ہی کرخی نے کہا ہے فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ پہر کیسا ہوا میرا انکار واسطے اُن کے
ساتہہ عذاب وعقوبت کے پس چاہیے کہ یہ لوگ ایسی بات سی حذر کرین کسی نے کہا کہ یہان عبارت مین حذف
ہی تقدیر یہ ہے فاہلکناہم فکیف کان نکیری یعنے پہر ہمنے اُنکو ہلاک کرڈالا تو کیسا ہوا میرا انکار نکیر اسم ہی
بمعنے انکار پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اُنپر ایک ایسی حجت قائم کرین کہ اُسکے
مقابلے مین اُن سی کچہہ نہ بنے پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَى
وَفُرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ
تو کہہ مین تو ایک ہی نصیحت کرتا ہون تمکو کہ اُٹھ کہڑے ہو واسطے اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پہر دہیان
کرو اس تمہارے رفیق کو کچہہ سودا نہین یہ تو ایک ڈرانیوالا ہے تمکو آگے ایک بڑی آفت کے آنے سے
ف اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہہ دے اے محمد اِن کافرون سی جو یہ زعم کرتے ہین کہ تو مجنون ہے مین
تو تمکو ایک بات کی نصیحت کرتا ہون یعنی مین تو تمکو ایک بات کا امر کرتا ہون وہ یہ ہے کہ تم کہڑے ہوجاؤ
کہڑا ہونا خالص واسطے اللہ عزوجل کے بدون کسی خواہش وعصبیت کے پہر بعض تمہارا بعض سے پوچہے کہ آیا
محمد مین کوئی جنون ہے پہر نصیحت کرے بعض تمہارا بعض کو یعنے ایکدوسرے کی خیر خواہی کرے سیدہی صاف

بات کہدے ثم تتفکروا یعنے پہر نظر وغور کرے مرد واسطے اپنے نفس کے محمد کے حال مین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اپنے غیر سے اسکا حال پوچہے اگر اسپر مشکل ہوجائے اور اسمین فکر کرے اور اسی لیے
اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ان تقوموا للہ الآیہ یہ معنی ہین اسکے جو مجاہد ومحمد بن کعب وسدی وقتادہ وغیرہم
نے ذکر کیا ہے اور یہی مراد ہے آیت سے یہی وہ حدیث جسکو ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے مین دیاگیا تین چیزین جنکو کوئی
نہین دیاگیا مجہہ سے پہلے اور کچہہ فخر نہین ہے حلال کی گئین واسطے میرے غنیمتین اور حلال نہین ہوئین
واسطے اسکے جو مجہسے پہلے تہا تہے مجہہ سے اگلے جمع کرتے اپنے غنائم کو پہر انکو جلادیتے تہے اور بہیجا گیا
مین طرف ہر سرخ وسیاہ کے اور تہا ہر نبی بہیجا جاتا طرف اپنی قوم کے خاصۃً اور کیگئی واسطے میرے مین
مسجد وطہور تیمم کرتا ہون مین ساتہہ مٹی کے اور نماز پڑہتا ہون اسمین جس جگہہ پایا مجہکو نماز نے فرمایا اللہ
نے ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ اور مدد دیاگیا مین ساتہہ رعب کے ایک مہینے کی راہ میرے آگے سو یہ حدیث
ضعیف الاسناد ہے تفسیر آیت کی ساتہہ قیام کے نماز مین جماعت مین اور فرادی بعید ہے شاید ٹہونس دیگئی
ہی طرف سی بعض راویون کے کیونکہ صحاح وغیرہ مین اصل اسکی ثابت ہی واللہ اعلم قولہ تعالیٰ ان ہو الا نذیر
لکم الآیہ بخاری نے اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایکدن کوہ صفا پر چڑہے پہر فرمایا یا صباحاہ تو قریش آپکی طرف جمع ہوگئے پس کہا کیا ہی
تجہکو آپنے فرمایا تم مجہے بتاؤ اگر مین تمکو خبر دیتا اسکی کہ دشمن تمہارے پاس صبح کو آئیگا یا شام کو کیا تم
میری تصدیق نکرتے کہا ہان یعنی کرتے آپنے فرمایا تو بیشک مین ڈرانیوالا ہون واسطے تمہارے آگے
عذاب سخت کی ابو لہب بولا تبًّا لک الہذا جمعتنا یعنے ہلاکی ہو تجہکو کیا اسی واسطے تونے ہمکو جمع کیا
اسپر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی تبت یدا ابی لہب وتب یہ حدیث شریف وانذر عشیرتک
الاقربین کی تفسیر مین گذر چکی ہے امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکلے طرف
ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن تو تین بار ندا کی پہر فرمایا لوگو تم جانتے ہو کیا ہے مثل میری
اور مثل تمہاری صحابہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول داناتر ہین آپنے فرمایا کہ میری مثال اور تمہاری
مثل جو ہے سو مثل اس قوم کے ہے کہ ڈری وہ کسی دشمن سے کہ انکے پاس آئے سو انہون نے ایک شخص کو بہیجا
کہ وہ دیکہے انکے واسطے پس اس درمیان مین کہ وہ ایسا ہی تہا کہ اسنے دشمن کو دیکہہ لیا تو وہ متوجہ ہوا تاکہ
قوم کو ڈرائے اور خوف کیا اس سے کہ دشمن اسکو پالے قبل اسکے کہ وہ اپنی قوم کو ڈرائے فاہوی بثوبہ ایہا الناس
اوتیتم ایہا الناس اوتیتم ثلاث مرات یعنی تو اسنے اپنے کپڑے سے اشارہ کیا کہ لوگو دشمن تمہارے پاس آگیا ہی

کلمے کو تین بار کہا اسی اسناد سے یہ حدیث شریف ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ جَمِيعًا إِنْ كَادَتْ لَتَسْبِقُنِي تفرد بہ الامام احمد یعنی بھیجا گیا مین اور قیامت ایک ساتھہ بیشک وہ قریب تہی کہ مجھہ سے سابق ہو جائے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد واحدہ سے خصلت واحدہ ہے اور ان تقوموا مثنیٰ وفرادیٰ تفسیر ہے خصلت واحدہ کی یا اُسکر بدل ہی نصب مثنیٰ وفرادیٰ کا بنا بر حال ہے یعنی مین تو تمکو خوف دلاتا ہون اور ڈراتا ہون اُس کام کی بد انجامی سے جسمین تم غرق ہو رہے ہو اور ایک خصلت کی تمکو وصیت کرتا ہون وہ خصلت تمہارا کہڑا ہونا در مقصد و حیثیت ہونا ہے طلب حق مین ساتھہ سچی فکر کے اس حال مین کہ تم متفرق ہو دو دو اور ایک ایک کیونکہ مجتمع ہونا فکر کو مشوش کرتا ہے اور بصر کو اندہا بناتا ہے اور دیکہنے سے مانع ہوتا ہے اور اسمین انصاف قلیل اور جور و اعتساف کثیر ہوتا ہے تعصب وحمیت کا غبار اُٹھتا ہے آدمی سوائے نصرت اپنی مذہب کے اور کچہہ نہین سنتا ہے اس جگہہ قیام سے مراد دونون پانون پر کہڑا ہونا نہین ہے بلکہ مراد قائم ہونا ہے ساتھہ طلب حق کے اور اعتنا و اہتمام و اشتغال ہے ساتھہ تدبر و تفکر کے اور اسمین سچی فکر کرنا ہے جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین قام فلان بامر کذا یعنی فلان نے فلان کام کا اہتمام کیا کسی نے کہا کہ واحدہ سے مراد کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے مجاہد و سدی نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد قرآن شریف ہے اسواسطے کہ وہ ساری مواعظ کا جامع ہی والا ولی ما ذکرناہ اوّلا زجاج نے کہا کہ کلمہ ان موضع نصب مین ہی بایں معنی لان تقوموا سدی نے کہا مثنیٰ و فرادیٰ کے یہ معنی ہین کہ اپنی رای کے ساتھہ منفرد و تنہا ہو کر اور اپنے غیر سے مشورہ لیکر قتیبی نے کہا کہ اپنے اقربا کے ساتھہ مناظرہ کرکے اور اپنے جی مین سوچ سمجھکر کسی نے کہا کہ مثنیٰ عمل روز ہے اور فرادیٰ عمل شب یہ قول ماوردی کا ہے یہ قول نہایت درجہ بارد ہے اور بغایت کم فائدہ مثنیٰ کو فرادیٰ پر اسلیے مقدم کیا ہے کہ حقائق کا طلب کرنا دو آدمیون سے جو کہ نظر و غور مین ایک دوسرے کے ممد و معاون ہون زیادہ نافع ہے ایک فکر سے پہر اگر درمیان دو کے حق ظاہر ہو جائے تو بعد اسکے ہر ایک اُنمین سے فکر کرے سوچے سمجھے پہر اور بصیرت و بینائی زیادہ کریگا کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

إِذَا اجْتَمَعُوا جَاؤُا بِكُلِّ غَرِيبَةٍ	فَيَزْدَادُ بَعْضُ الْقَوْمِ مِنْ بَعْضِهِمْ عِلْمًا

کسی قوم کی مدح کرتا ہے کہ وہ جسوقت جمع ہو جاتے ہین تو ہر نادر بات لاتے ہین اسلیے کہ ایک دوسرے سے علم کو زیادہ کرتا ہے ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا یعنی پہر تم فکر کرو نبی کے حالمین اور اُس کتاب کے بارے مین جسکو وہ لیکر آیا ہے تو دیکھنا تم اسوقت یہ بات جان لوگے کہ تمہارے صاحب کو کچہہ جنون نہین ہے یہ اسواسطے فرمایا کہ مشرکین یون کہا کرتے تہے کہ محمد مجنون ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر اللہ پاک نے فرمایا کہ تو اُنسے کہہ کہ تم میرے حال کا اعتبار کرو اُسکو جانچو

ساتھہ ایک بات کے وہ یہ ہے کہ تم قائم ہو جاؤ واسطے اللہ کے اور اُسکی ذات مین جمع ہوکر پھر آدمی اپنے صاحب سے کہے آؤ تو ہم سچے طور پر غور کرین کہ آیا ہمنے اس شخص مین کچھہ جنون دیکھا ہے اور اسپر کسی جھوٹ کا تجربہ کیا ہے پھر ہر ایک اپنے صاحب سے علحدہ ہو پھر فکر کرے اور سوچے پس بیشک تمہین وہ شے ہے جو دال ہے اسپر کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہین اور بیشک وہ رسول ہین اللہ کے پاس سے اور بے شک وہ کاذب نہین ہین اور نہ ساحر ہین اور نہ مجنون ہین کسی نے کہا کہ جملہ مابصاحبکم من جنۃ مستانفہ ہے طرف سے اللہ پاک کے منطوق اُس سے آگاہی بخشتا ہے طریقہ نظر و تامل پر باین طور کہ یہ امر عظیم اور دعوی کبیر اسکے واسطے سوای مجنون کے اور کوئی اپنے نفس کو پیش نہین کرتا ہے کون مجنون جو پروا نہین کرتا ہے اس بات کی جو اُسکے حق مین کہی جاتی ہے اور اُس جھوٹ کی جو اُسکی طرف منسوب ہوتا ہے حالانکہ وہ لوگ اس بات کو جان چکے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل مین سب لوگون سے بڑھکر ہین ذہن مین سب سے زیادہ تیز رائی مین اُنسے پسندیدہ تر بات مین اُنسے زیادہ تر سچے نفس مین اُن سے بڑھکر پاک اوصاف اور جن باتون پر مردون کی مدح و ثنا کی جاتی ہے انکی اُن سے بڑھکر جامع جب ان امور کو خوب جانتے پہچانتے ہین تو واجب ہوا کہ انکے دعوی مین انکی تصدیق کرین خاصکر ان امور و کمالات کے ساتھہ معجزہ واضح کا انضمام ہوا اور اُن سب کا اجماع و اتفاق اس بات پر کہ وہ انمین سے نہین ہین جو جھوٹ بناتے ہین اور نہ انکی مدت عمر مین اور اپنی مدت عمر مین کسی جھوٹ کا انپر تجربہ کیا باوجود اس سب کے اب کوئی وجہ انکار کی نہین ہے محمد بن کعب نے کہا یعنی قائم ہو مرد ہمراہ دوسرے کے یا تنہا پھر فکر کرے کیا ہے اسکے صاحب کو کوئی جنون قتادہ نے کہا کہ وہ مجنون نہین ہین کسی نے کہا جائز ہے کہ کلمہ ما استفہامیہ ہو یعنی کون شے ہے اسمین آثار جنون سے محمد بن کعب کے معنی شاید اسی پر مبنی ہین ابو حاتم و ابن انباری نے ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا پر وقف اختیار کیا ہے اس بنیاد پر جملہ مابصاحبکم من جنۃ مستانفہ ٹھیریگا جیسا کہ گذر چکا ہے کسی نے کہا وقف نہین ہے اسواسطے کہ معنی یہ ہین پھر تم فکر کرو کہ آیا تمنے اُسپر کسی کذب کا تجربہ کیا ہے یا اُس سے کوئی جنون دیکھا ہے یا اسکے احوال مین کوئی فساد اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ الآیہ یعنی وہ تو یہی ہے ڈرانیوالا تم کو قیامت کے آگے آگے مراد عذاب شدید سے عذاب آخرت ہے یہ آیت ایسی ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ پھر اللہ پاک نے آپکو امر فرمایا کہ انکو یہ خبر دین کہ مجھے دنیا مین کسی طرح کی غرض و رغبت نہین ہے تاکہ انکو شک قطع ہون اور شبہے دور ہو جاین پس ارشاد فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ

فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ تو کہہ جو مین نے مانگا تھا کچھہ نیگ سو تمہین کو پہنچے میرا نیگ ہے اسی اللہ

اور اُسکے سامنے ہے ہر چیز تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہی سچا دین وہ جاننے والا چھپی چیزین تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ کو نہ پہلا وار نہ دوسرا تو کہہ اگر مین بہکا ہون تو یہی کہ بہکونگا اپنے بُرے کو اور اگر مین سوجھا ہون تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھکو میرا رب وہ سنتا ہے نزدیک ف یعنی اوپر سے اوتارتا ہے انتہیٰ ف اللہ پاک فرماتا ہی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ مشرکون سی یون کہین کہ مین جو اللہ عزوجل کی رسالت تمکو پونہچاتا ہون اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہون اور اللہ کی عبادت کا تمکو امر کرتا ہون سو اسپر مین تم سے نہ کچھ مزدوری چاہتا ہون اور نہ کچھ عطا و انعام مین جو اسکا ثواب طلب کرتا ہون سو اللہ کے پاس ہی اور وہ سارے امور کا عالم ہی مین جس حال پر قائم ہون کہ تمکو یہ خبر دیتا ہون کہ اُسنے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور جس حالت پر تم بھی ہوئے ہو اس سب کو وہ خوب جانتا ہے قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ الآیۃ مثل اس آیت کی ہے يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ یعنی وہ بھیجتا ہے فرشتے کو جسکی طرف چاہتا ہی اپنے بندون مین سی اور وہ جاننے والا ہے چھپی چیزونکا سو اُسپر نہ کوئی پوشیدہ شی آسمانون مین چھپی ہی نہ زمین مین قولہ تبارک وتعالیٰ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ الآیۃ یعنی اللہ پاک کی طرف سی حق آیا اور شرع عظیم آئی اور باطل گیا اور نیست و نابود ہوا کقولہ تعالیٰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مسجد الحرام مین داخل ہوئے فتح مکہ کے دن اور آپ نے وہ بت گرد کعبہ کے نصب کیے ہوئے پائے تو شروع کیا کہ اپنی کمان کی سیہ سی ادمین کے بت کو چونکا مارتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے وَقُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحْدَهٗ عِنْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ كُلُّهُمْ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ یعنی باطل فنا ہوا اسکا نہ کوئی قول باقی رہا نہ کسی طرح کی ریاست نہ کوئی کلمہ قتادہ و سدی کا یہ زعم ہی کہ اس جگہہ مراد باطل سی ابلیس ہی یعنے وہ نہ کسی کو پیدا کرتا ہے نہ اسکا اعادہ کرتا ہے اور نہ اسپر قادر ہوتا ہی یہ بات اگرچہ حق ہے لیکن اس جگہہ وہ مراد نہین ہی واللہ اعلم قولہ تعالیٰ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ کل خیر اللہ پاک کی پاس سی ہے اور اُس وحی و حق مبین مین ہے جس کو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا ہی سو ہدایت و بیان و رشد اسی کی سبب سی ہی اور جو کوئی بہکا سو وہ اپنی طرف سی بہکتا ہے جسطرح کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی جبکہ اس مسئلے کا مفوضہ کی باب مین پوچھا تو یون فرمایا کہ مین اُسمین اپنی رای سے کہتا ہون سو اگر وہ صواب ہی تو اللہ کیطرف سی ہے اور جو خطا ہے تو میری طرف سی اور شیطان کی جانب سے ہی اللہ اور اسکے رسول اُس سی بری ہین قولہ تعالیٰ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ یعنی اللہ پاک سننے والا ہے اپنے بندونکی باتونکو قریب ہے

جواب دیتا ہے پکارنیوالے کی پکار کا جبکہ وہ اُسکو پکارے نسائی نے اس جگہہ حدیث ابو موسی رضی اللہ عنہ
کی روایت کی ہے جو کہ صحیحین مین ہے کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو تم تو پکارتے ہو
سمیع قریب مجیب کو کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جو طلب کی مین نے تم سے کچھہ مزدوری
کہ ٹھیرا تم اُسکو واسطے میری رسالت کے مقابلے مین سو وہ تمہارے واسطے ہی اگر مین نے تم سے اُسکا سوال کیا
مطلب یہ ہے کہ مین نے اسلام پر تمسے کچھہ مزدوری نہین مانگی مراد نفی سوال کی ہے بالکل جسطرح کہ کہنے والا کہتا
ہے جس شی کا مین مالک ہون اس چیز مین تو مقرر مین نے وہ تجھی ہبہ کر دی غرض اُسکی اس قول سے یہ ہے
کہ ہرگز اُسمین اسکے مالک نہین ہو اس آیت کی مثل یہ آیت ہی قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبٰى وکقولہ تعالی مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا پھر کھولکر اسی
بیان فرما دیا کہ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے نہ اُسکے غیر پر اور وہ ہر شے پر مطلع ہے اُس سے کوئی شی غائب نہین ہوتی
ہے سو وہ خوب جانتا ہے اس بات کو کہ مین جو تمکو نصیحت کرتا ہون اور تمکو اُسکی طرف بلاتا ہون اسپر اجر طلب
نہین کرتا ہون مگر اُس سے قذف اصل مین رمی بسہم وحصی وکلام ہے یعنی تیر اور کنکریون سے اور بات سے مارنے کو
قذف کہتے ہین کلبی نے کہا کہ معنی پر رمی کے باقی یہ ہین یعنی میرا رب لاتا ہے حق کو مقاتل نے کہا کہ تکلم کرتا ہے ساتھ
حق کے حق سے مراد قرآن شریف و وحی ہی یعنی ڈالتا ہے اُسکو طرف اپنے نبیون کے قتادہ نے کہا بالحق ای بالوحی معنی یہ
ہین کہ اللہ پاک بیان فرماتا ہے حجت کو اور ظاہر کرتا ہے اُسکو واسطے لوگونکے اپنے رسولونکی زبان پر کسی نے کہا کہ پھینکتا
ہی باطل کو ساتھہ حق کی تو وہ اُسکا سر توڑ دیتا ہے جمہور نے علام الغیوب کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ ان کی خبر ثانی ہی
یا مبتدای محذوف کی خبر ہے یا بدل ہی یقذف کی ضمیر سے یا معطوف ہی اسم کے محل پر زجاج نے کہا کہ رفع دو وجہ سے
موضع پر اسواسطے کہ موضع رفع کا موضع ہے یا بنا بر بدل زید بن علی وعیسی بن عمر و ابن ابی اسحاق نے بنصب پڑھا
ہی اس بنیاد پر کہ اسم ان کی نعت ہی یا اس سے بدل یا نصب بنا بر مدح فرا نے کہا کہ رفع ایسے محل مین اکثر ہے کقولہ
تعالی اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ غیوب کو بحرکات ثلثہ غین پڑھا ہے جمع ہے غیب کی غیب وہ امر ہے
جو غائب ہوا اور بغایت خفی ہوا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ مین حق سے مراد اسلام و توحید ہے قتادہ نے کہا قرآن نحاس نے
کہا تقدیر صاحب الحق ہے یعنی صاحب اُس کتاب کا جسمین براہین حجتین ہین صاحب فتح البیان رحمہ اللہ فرماتے
ہین کہ تقدیر مضاف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ قرآن آیا ہے جس طرح کہ اسکو صاحب آئے ہین وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ
وَمَا يُعِيْدُ کا یہ مطلب ہے کہ باطل ایسا جاتا گیا کہ اُسکے واسطے نہ اقبال باقی رہا نہ ادبار اور نہ ابدا و اعادہ یعنے
بالکل جاتا رہا اسکا کچھہ بھی آتا پتا باقی نرہا جو شے بالکل ہلاک و فنا ہو جائے اُسکے حق مین یہ قول مثل ٹھیرایا
گیا ہے ابدا کہتے ہین ابتدا شے کے کرنیکو اور اعادہ اُسکا کرنا ہے چونکہ انسان جب تک زندہ ہے ان دو امر

خالی نہین رہتا ہے کسی شے کی ابتدا کرتا ہے کسی کو دوہراتا ہے اسلیے اس قول سے اسکی حیات کا کنایہ
کرتے ہین اور اسکی نفی سے اُسکی ہلاک و فنا کا پہر یہ قول شائع ہوا ہر اُس شی مین جو جاتی رہی اور اسکا کچھ اثر
باقی نہ رہا اگرچہ وہ ذی روح نہ ہو پس یہ قول کنایہ بھی ہی یا مجاز متفرع کنایہ پر مطلب یہ ہی کہ اصل مین یہ کلام معنی
ہلاک زندہ مین مستعمل تہا پہر اصل سے لیا گیا اور باطل کے جانے مین استعمال کیا گیا ایسا جاتا کہ اسکا کچھ اثر باقی
نہ رہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یعید و یبدی کا کوئی مفعول نہین ہی کیونکہ مراد یہ ہے کہ ان دونون فعلون
کا وقوع نہین ہوتا ہے کسی نے کہا کہ انکا مفعول محذوف ہی یعنے باطل اپنے اہل کے واسطے نہ ابتدا کرتا
ہی کسی خیر کی نہ اسکا اعادہ کسی نے کہا جائز ہے کہ ما استفہامیہ ہو یعنی کون شی ابدا کریگی باطل کا اور کون اُسکا
اعادہ کریگی مطلب یہ کہ وہ بالکل فنا ہو گیا کسی نے کہا کہ باطل سے مراد اصنام ہین واللہ ولی چونکہ کفار نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تہا کہ تو نے اپنے باپ دادون کا دین چھوڑ دیا سو تو گمراہ ہو گیا اسلیے
اللہ پاک نے انکو حکم دیا کہ اُنسے یون کہین کہ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ الآیہ یعنی اگر مین بہک گیا
حق و واضح راہ سے تو میری بہکنے کا گناہ میری ہی جان پر ہوگا عمر بن سعد نے کہا کہ میری جنایت کا موخذہ
مجھی سے ہوگا اور اگر مین راہ پر لگا تو بسبب اُس حکمت و موعظت و بیان بالقرآن کے ہے جسکی وحی کرتا ہے
طرف میری رب میرا کیونکہ وہ سننے والا ہے قریب ہی مجھسے اور سب ہدایت و ضلالت کو جانتا ہے گو انکے اخفا مین
مبالغہ کیا جائے اور یہ آیت ایک حکم عام ہے واسطے ہر مکلف کے اللہ پاک نے جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو یہ فرمایا کہ اسکی نسبت اپنی نفس کیطرف کرین سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب رسول باوجود اپنے جلالت رتبہ و سداد طریقہ
کے اسکے تحت مین داخل ہوئے تو انکے غیر تو زیادہ تر اسکے لائق ہین جمہور نے ضللت کو بفتح لام اولے پڑہا ہے
یہ لغت ہی نجد کا اور فصیح ہے اور حسن و یحیی بن وثاب نے بکسر لام یہ لغت ہی اہل عالیہ کا کلمہ ما فیما مین مصدریہ ہے
یا موصولہ اور تقابل اس جگہہ معنی کی جہت سے ہے نہ لفظ کی وجہ سے کیونکہ لفظ کے اعتبار سے تقابل یون ہوتا کہ
اسطرح کہا جاتا وان اہتدیت فانما اہتدی علی نفسی یا ان ضللت فانما اضل بنفسی الخ سو یہان مقابلہ معنی کی وجہ سے
ہے اس لیے کہ فانما اضل علی نفسی قوت مین فانما اضل بنفسی کے ہے بالجملہ پہر اللہ پاک نے منجملہ احوال کفار ایک
اور حال ذکر کیا ارشاد فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۝ وَّ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ
بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ
اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ۝ اور کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرائے پھر بہاگے نہین بچتے اور پکڑے آئے نزدیک ع ۹ ۱۲
جگہہ سے اور کہنے لگے ہمنے اسکو یقین مانا اور اب کہان انکا ہاتھ پہونچ سکتا ہی دور جگہہ سے یعنے ایمان لانیکا وقت

یا اور اس سے منکر ہوئے آگے سے اور پہینکتے رہے بن دیکھے نشانے پر دور جگہہ سے اور انکا و پڑگیا انمین اور جو انکا جی چاہے انمین جیسا کیا گیا ہے انکی راہ والون سے پہلے وہ لوگ تہے دہوکے مین جو چین نہ لینے دیتا انتہے

ف اللہ پاک فرماتا ہے کبہی تو دیکہے ای محمد جب یہ گہبرائے جہٹلانیوالی قیامت کے پہر نہ انکے واسطے کوئی بہاگنے کی جگہہ ہے نہ کوئی جای پناہ اور پکڑے آئے نزدیک جگہہ سے یعنے انکو یہ قدرت نہ ملیگی کہ بہاگنے سے بچ جائین بلکہ پہلے ہی سے پکڑے آوین گے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جس وقت وہ اپنی قبرونسے نکلینگے مجاہد وعطیہ عوفی وقتادہ نے کہا کہ اپنی قدمونکے نیچے سے حضرت ابن عباسؓ وضحاک نے کہا کہ مراد انکا عذاب ہے دنیا مین عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ مراد انکا قتل ہے بدر کے دن صحیح یہ ہے کہ مراد اس سے روز قیامت ہے قیامت کا دن ایک طامۃ عظمی ہے یعنے ایک بڑی آفت جو ہر شے کو توڑ پہوڑ دیگی اگرچہ مذکور اس سے متصل ہے ابن جریر نے بعض سے حکایت کیا ہے کہ مراد اس سے وہ لشکر ہے جو دہسا دیا جائیگا درمیان مکہ ومدینہ کے ایام بنی عباس مین پہر ابن جریر اس باب مین ایک حدیث بالکل موضوع لائے ہین اور اسپر تنبیہ نہین کی یہ امر اُنسے عجیب وغریب ہے یعنی انکی عادت تو یہ ہے کہ حدیث مین کچہہ بہی خلل ہوتا ہے تو اُسپر آگاہ کر دیتے ہین حالانکہ یہ حدیث بالکل موضوع ذکر کی اور اسپر تنبیہ کی واقع مین بڑے تعجب کی بات ہے قولہ تعالی وقالوآ امنا بہ کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن وہ کہینگے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے فرشتون پر اور اُسکی کتابون پر اور اسکے رسولون پر کما قال تعالی ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وانی لہم التناوش من مکان بعید یعنی اب کیونکر انکا ہاتہ پہونچ سکتا ہے ایمان کے لینے کو حالانکہ اسکے قبول ہونیکی جگہہ سے دور جا پڑے اور دار آخرت کو پہونچ گئے اور وہ خانہ جزا ہے نہ خانہ ابتلا پس اگر وہ دنیا مین ایمان لاتے تو البتہ وہ انکو نافع ہوتا لیکن بعد انکے پہونچ جانے کے آخرت کو اب انکے واسطے کوئی سبیل نہین ہے قبول ایمان کی جسطرح اُس شخص کے لیے کوئی سبیل نہین ہے حصول شی کی جو اسکو دور سے لیتا ہے مجاہد نے کہا التناول لذلک یعنی کہان ہے انکے واسطے لینا ایمان کا زہری نے کہا کہ تناوش یعنا انکا ہے ایمان کو در انحال کہ وہ آخرت مین ہین اور دنیا اُنسے منقطع ہو چکی حضرت حسنؓ نے فرمایا اس سبب سے کہ انہون نے امر کو طلب کیا یعنی ایمان کو ایسی جگہہ سے کہ انکو وہ ملی کیا ایمان کو دور جگہہ سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ انہون نے دنیا کی طرف رجوع طلب کیا اور توبہ اُس شی سے جسمین وہ تہے حالانکہ وہ نہ رجعت کا وقت ہے نہ توبہ کا اسی طرح محمد بن کعب قرظی نے بہی کہا ہے قولہ تعالی وقد کفروا بہ من قبل کا یہ مطلب ہے کہ آخرت مین ایمان انکو کیونکر حاصل ہوگا حالانکہ دنیا مین وہ حق کے منکر ہو چکے اور رسولون کی تکذیب کر چکے ویقذفون بالغیب من مکان بعید امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بالغیب سے مراد بالظن ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین کما قال تعالی رجما بالغیب سو کبہی کہتے کہ شاعر ہے کبہی کاہن کبہی ساحر کبہی مجنون اسکے سوا اور باطل باتین بکتے رہتے اور بعث قیمہ

ومعاد کو جھٹلاتے اور کہتے اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ قتادہ ومجاہد نے کہا یرجمون بالظن لا بعث
ولا جنۃ ولا نار یعنی اپنی اٹکل سے بن دیکھے نشانے پر تیر پھینکتے ہیں کہ نہ بعث ہے نہ جنت ہے نہ دوزخ ہے حضرت حسن
بصری وضحاک وغیرہما نے کہا کہ مایشتہون سے مراد ایمان ہے سدی نے کہا کہ توبہ ہے یہ قول ابن جریر رحمہ اللہ تعالی
کا مختار ہے مجاہد نے کہا کہ مایشتہون سے مراد اس دنیا کا مال و زینت و تازگی اور گہر والے ہین اسی کی مثل حضرت ابن
عمر وابن عباس وربیع بن انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہ قول ہے بخاری کا اور ایک جماعت کا صحیح یہ ہے کہ
درمیان دونو قولون کے کچھہ منافات نہین ہے اسلیے کہ بیشک اٹکا و پڑگیا درمیان اُنکے اور اُنکی خواہشون کے دنیا مین
اور اُس شی کے جسکو اُنہون نے طلب کیا دنیا مین سو وہ اُس سے روکدیے گئے ابن ابی حاتم نے اس جگہہ
ایک عجیب و غریب اثر ذکر کیا ہے ہم اسکو بطولہ ذکر کرتے ہین وہ یہ ہے کہ بسند خود عن عکرمہ عن ابن
عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے تفسیر مین وحیل بینھم الی آخر الآیۃ کے کہ بنی اسرائیل مین سے ایک شخص فاتح تہا اللہ
تعالی نے اُسکے واسطے مال کی فتوح کی تہی پہر وہ مرگیا تو اُس مال کا ایک بیٹا فاسد اسکا وارث ہوا سو اللہ کے
مال میں اللہ عز وجل کی معاصی کے ساتھہ عمل کیا کرتا تہا جب اُسکو باپ کے بہائیون نے یہ دیکہا تو وہ اُس جوان کے
پاس آئے اسے ملامت کی سو وہ جوان گہبرایا سنگدل ہوا تو اُسنے اپنی زمین واملاک بعوض صامت کے بیچ ڈالی یعنے
اُسکے نقد روپیہ کرلیے پہر ایک نہایت رواں چشمے پر آیا تو اپنے مال کو اُسمین گاڑدیا اور ایک محل بنایا پس اُس اثنا
مین کہ ایکدن وہ بیٹھا ہوا تہا اُسوقت ہوا ایک عورت کو اُسپر اُٹھالائی سب لوگون سے بڑہکر خوبصورت وخوشبو
پہر اُسنے کہا ای اللہ کی بندی تو کون ہے کہا مین ایک مرد ہون بنی اسرائیل سے اُسنے کہا کہ یہ محل اور یہ مال تیرا ہے
جوان نے کہا ہان عورت نے کہا پہر کیا تیری کوئی بی بی ہے کہا نہین عورت نے کہا پہر عیش تجہے کیونکر خوشگوار
ہوتا ہے حالانکہ تیری کوئی بی بی نہین ہے جوان نے کہا قد کان ذاک یعنی مقرر یہ بات تو ہے کہا پہر کیا تیرا کوئی خاوند
ہے عورت بولی نہین جوان نے کہا پہر کیا تجہے اسکی حاجت ہے کہ مین تجہسے بیاہ کرلون کہا مین ایک عورت ہون
تجہسے میل بہر کے راہ پر ہون جب کل ہو تو دن بہر کا زاد راہ لیلے اور میری پاس آجا اور تو اگر اپنی راہ مین کوئی ہول دیکہے
تو وہ تجہے ہرگز ہولناک نہ کرے مطلب یہ کہ تو مت ڈرنا پہر جب کل ہوا تو اُسنے دن بہر کا توشہ لیا اور چلا پس ایک محل
کی طرف پہونچا تو اُسکا دروازہ ڈہونڈہا اسکی طرف ایک جوان نکلا سب سے زیادہ خوبصورت وخوشبو پہر اس سے
کہا ای اللہ کے بندے تو کون ہے اُسنے کہا مین اسرائیلی ہون کہا پہر تیری حاجت کیا ہے اُسنے کہا اس محل والی عورت نے
مجہے بلایا ہے طرف اپنی نفس کے وہ بولا کہ تو نے سچ کہا کہا پہر کیا راہ مین تو نے کوئی ہول دیکہی کہا ہان اور اگر وہ عورت
مجہے یہ خبر نہ دیتی کہ مجہپر کچہہ خوف نہین ہے تو وہ شی مجہے ہول مین ڈالتی جو مینے دیکہی جوان خوبرو نے کہا تو نے کیا دیکہا
کہا مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جسوقت راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ ایک کتیا اپنا مونہہ کہولے ہوئے ملی پس مین

ف ہم کو اٹکل آتی ہے ایک خیال اور ہمکو یقین نہین ہوتا ۱۲

گہبراگیا پہر مین نے جست کی تو ناگاہ مین اُسکے پیچہے تہا اور ناگاہ اُسکے پلّے اُسکے پیٹ مین پہونک رہی مین
جوان خوبرو ملا کہ تو سکوتہ پائیگا یہ تو آخر زمانے مین ہوگا بوڑہے لوگ غلام کو اپنی مجلس مین بٹہائینگے اور خوش
کریگی اُنکو اُنکی بات چیت کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جس وقت راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ سو بکریان ہین
دودہ سی تہن بہری ہوئے اور ناگاہ اُنمین ایک بکری کا بچہ ہی کہ اُنکو چوستا ہی پہر جب وہ ان سب پر آچکا او پر
خیال کیا کہ اُسنے کچہہ بہی نہ چہوڑا تو اُسنے اپنا مونہہ کہولا زیادہ چاہنے لگا پس جوان خوبرو نے کہا کہ تو اسکو نہ
پائیگا یہ تو آخر زمانے مین ایک بادشاہ ہوگا ساری لوگونکا صامت مال جمع کریگا یعنی سونا چاندی روپیہ اشرفی
یہانتک کہ جب یہ خیال کریگا کہ اُسنے کچہہ نہ چہوڑا تو اپنا مونہہ کہولیگا زیادت چاہیگا کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک
کہ جب مجہپر راہ کشادہ ہوئی تو ناگاہ مجہے درخت کی ایک ٹہنی تر و تازہ اچہی لگی تو مین نے اُسکا کاٹنا چاہا پس ایک اور
درخت نے پکارا کہ ای اللہ کے بندے تو مجہہ سے لے یہان تک کہ ساری درختون نے مجہے ندا کی کہ ای بندہ خدا تو مجہسے لے
اُسپر جوان خوبرو نے کہا کہ تو اسکو نہ پائیگا یہ تو آخر زمانے مین ہوگا مردون کی قلت اور عورتون کی کثرت ہوگی
یہانتک کہ مرد پیام نکاح کریگا عورت سے تو اسکو دس بیس عورتین اپنی جانون کی طرف بلائینگی کہا پہر مین متوجہ
ہوا یہانتک کہ جسوقت راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ مین ساتہ ایک مرد کے تہا کہا کہ ایک چشمے پر وہ بہر رہا ہے
واسطے ہر آدمی کے پانی سے پہر جب لوگ اُس سے متفرق ہوگئے تو اُسنے اپنے گہڑے مین ڈالا سو اُسکے گہڑے کو پانی
سے کچہہ نہ لگا جوان خوبرو نے کہا کہ تو اسکو نہ پائیگا یہ تو آخر زمانے مین ہوگا واعظ لوگونکو علم سکہائیگا پہر اُنکی مخالفت کریگا طرف
معاصی اللہ تعالیٰ کی کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جسوقت کشادہ ہوا مجہپر راستہ تو ناگاہ مین ساتہ ایک بکری کے
ہون اور ناگاہ ایک قوم ہی کہ اُنہون نے اُسکے پانون پکڑے ہین اور ناگاہ ایک مرد نے اُسکے دونو سینگ پکڑے
ہین اور ناگاہ ایک مرد نے اُسکی دُم پکڑی ہے اور ناگاہ ایک سوار ہی کہ اُسپر سوار ہو گیا ہی اور ناگاہ ایک مرد اُسے
دودہ رہا ہی اُسپر جوان خوبرو نے کہا کہ بکری تو دنیا ہی اور وہ لوگ جنہون نے اُسکے پانون پکڑے ہین وہ اُسکی
عیش سے ہاتہ گرتے جاتے ہین اور جس نے اُسکے سینگ پکڑے سو وہ اُس کی عیش سے تنگی اُٹہا رہا ہی اور جس نے
اُسکی دُم پکڑی سو مقرر اُسنے اُس سے مونہہ پہیر لیا ہے اور جو شخص اُسپر سوار ہو لیا ہی سو بے شک اُسنے چہوڑ دیا ہے اُسکو
اور جو اُسکو دودہ رہا ہی سو واہ واہ وہ اُسکو لیگیا ہے کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جب مجہپر راہ کشادہ ہوئی تو
ناگاہ مجہے ایک آدمی ملا کہ کنوین پر کہڑا پانی بہر رہا ہے ہر بار جو اپنا ڈول نکالتا ہی تو اُسکو حوض مین ڈالتا ہی
پہر وہ پانی لوٹ کر اسی کنوین کی طرف بہ جاتا ہی جوان خوبرو نے کہا یہ وہ مرد ہے کہ اللہ نے اسکے صالح عمل کو
اُسپر رد کر دیا پس اُس سے قبول نہ کیا کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جب راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ مجہے ایک مرد ملا کہ
وہ بیج بو رہا ہی پہر وہ اُسی کاٹتا ہی تو ناگاہ وہ عمدہ گیہون ہین جوان خوبرو نے کہا یہ وہ مرد ہے کہ اللہ نے اُسکا صالح عمل قبول کیا

کیا اور اُسکو اُسکی واسطے پڑہایا کہا پہر مین متوجہ ہوا یہانتک کہ جب راہ مجہپر کشادہ ہوئی تو ناگاہ ایک مرد ملا کہ داہنی
گدّی کے بَل لیٹا ہوا ہی کہا ای اللہ کے بندی تو مجہہ سی قریب ہو پہر میرا ہاتہ پکڑا اور مجہی بٹہادی پس قسم ہی اللہ کی
کہ مین نہین بیٹہا ہون جب سی کہ اللہ تعالی نے مجہی پیدا کیا ہی پہر مین نے اُسکا ہاتہ پکڑا تو وہ کہڑا ہو گیا دوڑتا
ہوا یہانتک کہ مین اُسی نہین دیکہتا ہون اسپر جوان خوبرو نے کہا کہ یہ عمر اللہ کی ہی وہ پوری ہو چکی اور مین ملک الموت
ہون اور مین ہی وہ عورت ہون جو تیری پاس آیا تہا اللہ تعالی نے مجہی امر کیا ساتہہ قبض کرنے روح اللہ کے اس
جگہہ مین پہر اُسکو پہونچا دون طرف نار جہنم کے کہا پس اس باب مین نازل ہوئی یہ آیت وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ الآیہ یہ اثر غریب ہے اور اسکی صحت مین نظر ہے آیت کا اسپر اتارنا اور اسکے حق مین بایمعنی کہ
ساری کفار وفات دیی جاتی ہین اسحالمین کہ انکی روحین حیات دنیا سی متعلق ہوتی ہین جیسا کہ اس مغرور مفتون کے
واسطے گذرا چلا اپنی مراد کو طلب کرتا ہوا تو ناگاہ اُسکے پاس ملک الموت علیہ السلام آگئے اور اُنکا دیر پڑگیا درمیان
اُسکے اور اُس شی کے جس کو وہ چاہتا تہا قولہ تعالی كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّن قَبْلُ یعنی جیسا کہ گذشتہ امتون کیواسطے
گذرا جنہون نے رسولون کی تکذیب کی جبکہ انکی پاس اللہ کا عذاب آیا تو یہ تمنا کی کہ کاش وہ ایمان لاتی سو وہ ایمان
مقبول نہوا فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ
لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ قولہ تبارک وتعالی
إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ یعنی وہ دنیا مین تہی شک ریبت مین سو اسی لیے وقت معاینہ عذاب کے ایمان اُنسے قبول
نہین کیا گیا قتادہ نے کہا بچو تم شک وریبت سے پس بیشک جو کوئی مرا شک پر تو وہ اُسی پر مبعوث ہوگا اور جو کوئی
مرا یقین پر تو وہ اُسی پر مبعوث ہوگا آخر تفسیر سورہ سبا واللہ سبحانہ وتعالی الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر **ف**
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ خطاب لَوْ تَرَىٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یا ہر اُس شخص کو جو خطاب کی صلاحیت
رکہتا ہی کسی نے کہا کہ مراد از فزعوا سے گہبرانا انکا ہی وقت نزول موت کے اور یا موت کے سوا اور کوئی عذاب اللہ تعالی کا
حضرت حسن نے کہا کہ انکا فزع ہے قبور مین صیحہ سی قتادہ نے کہا یہ انکا فزع ہی جبکہ اپنی قبرون سی نکلینگے سدی نے
کہا انکا گہبرانا ہی بدر کے دن جس وقت کہ فرشتون کی تلوارون سی انکی گردنین ماری گئین تو نہ بہاگ سکے نہ توبہ کی طرف
رجوع کر سکے ابن معقل نے کہا جبکہ معاینہ کرینگے اللہ کے عقاب کا قیامت کے دن سعید بن جبیر نے کہا یہ فزع وہ خسف
ہی کہ خسف کیی جائینگے بیدا مین پہر ایک مرد انمین کا باقی رہیگا تو لوگون کو خبر دیگا اُس حال کی جسکو اُسکے اصحاب ملے
پس وہ گہبرا اٹہین گے جواب لو کا محذوف ہے ای لرایت امرا عظیما وحالا ہائلۃ یعنی اگر تو دیکہے جبکہ وہ گہبرا اٹہینگے
تو البتہ تو دیکہے ایک بڑے امر کو اور ایک ہولناک حالت کو فَلَا فَوْتَ کے یہ معنے ہین کہ پہر فوت نہ
ہوگا مجہسے انمین کا کوئی اور نہ انمین کا کوئی نجات پانیوالا نجات پائیگا مجاہد نے کہا فَلَا مَهْرَبَ

یعنی پہر کوئی بہاگنے کی جگہہ نہین ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا پہر کسی طرح کی نجات نہین ہی مکان قریب سے
مراد پشت زمین ہی یا قبور قبرین دنیا مین اُنکی رہنے بسنے کی جگہون سی قریب ہین جیسا کہ ابو حیان نے کہا ہی
یا یہ کہ مکان قریب موقف حساب ہے کسی نے کہا کہ قبض کی جائینگی اُنکی روحین اُنکی جگہون مین پہر اُنکو موت سے
بہاگنا ممکن نہوگا یہ معنی مبنی ہین اُس شخص کے قول پر جو کہتا ہے کہ یہ فزع وقت نزع کے ہوگا کسی نے کہا کہ
پکڑے جائینگی جہنم سے پہر اُسمین ڈالدیئے جائین گے کسی نے کہا اُس جگہہ سے جہان وہ تھے یس وہ اُسی
سے قریب ہین اُس سے دور نہین ہین اور نہ اُس سی فوت ہونگے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنکی
قدمون کے نیچے سے یہ قول اور لوگون کا بہی ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے دوسرا قول اُنکا یہ ہے کہ یہ آیت
اسی ہزار کے باب مین نازل ہوئی ہے جو کہ آخر زمانے مین کعبہ پر چڑہائی کرینگے تا کہ اُسکو خراب کرین پہر جب
وہ بیدا مین داخل ہونگے تو دہسا دیے جائین گے سو یہ ہی اخذ مکان قریب سی ذکرہ القرطبی حضرت حفصہ و
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سی صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ ایک لشکر بیدا مین خسف کیا جائیگا اور جامع
صحیح مین حضرت ام سلمہ و حضرت صفیہ و ابو ہریرہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی حدیث سی آمین کی کسی حدیث
مین یہ بات نہین ہے کہ یہ اس آیت کا سبب نزول ہی لیکن ابن جریر نے حضرت حذیفہ بن الیمان
کی حدیث سی یہ قصہ خسف کا مرفوعًا روایت کیا ہے اور اُسکے آخر مین یون کہا ہے فذلک قولہ عز وجل
فی سورۃ سبا ولو ترٰی اذ فزعوا فلا فوت الآیہ کسی نے کہا جائز ہے کہ یہ فزع وہ فزع ہو جو بمعنی اجابت ہے
محاورے مین بولتے ہین فزع الرجل یعنے جواب دیا اُس مرد نے جبکہ وہ جواب دے اُس چلانے والے کو جو اُس
سے چاہتا ہے مثل فزع اہل مکہ کی طرف لڑائی کے بدر کے دن وَقَالُوٓا اٰمَنَّا بِہٖ کے یہ معنی ہین کہینگے وقت
نزع کے اور یہ وقت ہی اُن پر عذاب نازل ہونیکا نزدیک ہوتے کے کقولہٖ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوٓا اٰمَنَّا
بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یا وقت بعث کی کیونکہ ساری کفار اُس وقت ایمان لائین گے غرضکہ وے یون کہینگے کہ ہم ایمان
لائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ قول قتادہ کا ہے یا قرآن پر مجاہد نے کہا اللہ عز وجل پر حضرت
حسن نے فرمایا بعث پر پہر اللہ پاک نے نفع ایمان کی اُن سے نفی کی فرمایا وَاَنّٰی لَھُمُ التَّنَاوُشُ یعنے کہان سے
اور کیونکر اُن کے واسطے یہ ہوگا کہ وہ لیوین ایمان کو دور جگہہ سی یعنے آخرت مین حالانکہ دنیا مین اُنہون نے
اُسکو ترک کیا من مکان بعید کے یہی معنی ہین یہ تمثیل ہے اُنکے حال کی طلب خلاص مین بعد اسکے کہ خلاصی
اُنسے فوت ہوچکی اُس شخص کے حال کے ساتہہ جو یہ چاہتا ہے کہ لیوے شی کو ایک غلوہ سے مثل لینے
اُسکے کے ایک ہاتہہ سے محال ہونے مین تناوش تفاعل کا وزن ہے نوش سے نوش کہتے ہین
تناول کو صراح مین کہا ہے تناوش و انتیاش دست ناویدن و گرفتن چیزے را غرض یہ ہے کہ ہاتہہ کو

ختم دیگر بڑہاکر کسی شے کو لینا یہ تناوش ہے پس جو شے ہاتھ بہر کے فاصلے پر ہے اُس کو ہاتھ بڑہاکر لے سکتا ہی
اور جو شے مثلاً ایک تیر کی مسافت پر ہے یا اس سے زیادہ پر اُسکو ہاتھ بڑہاکر کیونکر لے سکتا ہے ابن سکیت نے
کہا یقال للرجل اذا تناول رجلا لیاخذ براسه او بلحیته ناشه ینوشه نوشا ومنه المناوشة فی القتال وذلک اذا تدانی
الفریقان کسی نے کہا کہ تناوش سے مراد رجعت ہی یعنی کہان ہے انکے لیے رجوع ہونا طرف دنیا کے تاکہ وہ ایمان
لائین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ سوال کرینگے رد کا طرف دنیا کے اور نہین ہی وہ وقت رد کا اور فرمایا
کہ تناوش تناول شے ہے اور نہین ہے وہ وقت اسکا سدی نے کہا کہ مراد توبہ ہے یعنی انہون
نے توبہ طلب کی حالانکہ وہ بعید ہوگئی کیونکہ وہ تو دنیا مین مقبول ہوتی ہے ابو عمرو و حمزہ و کسائی و اعمش نے
تناوش کو ہمزہ پڑہا ہے باقی قرائے بلا و ابو عبید و نحاس نے پہلی قرأت کو مستبعد کہا ہے حالانکہ استبعاد
کی کوئی وجہ نہین ہے عرب کی لغت و اشعار مین وہ ثابت ہی رازی کہا کہ ہمزہ و ترک ہمزہا ہم قریب یکدیگر ہین جملہ وَ
قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ محل نصب مین ہی بنا بر حال یعنے حال یہ ہے کہ منکر ہوچکے اس شی کے جسپر اب ایمان لائے
پہلے اس وقت سے یہ وہ وقت ہی کہ جس وقت وہ دنیا مین تھے کسی نے کہا کہ منکر ہوئے قرآن شریف کے یا حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل اسکے کہ معاینہ کرین عذاب کا اور قیامت کے ہولون کا وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنے
پہینکتے ہین گمان اور وہ طعنین کرتے ہین جو انکو ظاہر نہین ہوئین رسول مین یا عذاب مین کہ اسکے نہ ہونے پر
یقین کرتے ہین کہتے ہین کہ نہ بعث ہی نہ نشور ہے نہ جنت ہی نہ نار ہے من مکان بعید کا یہ مطلب ہی کہ دور جہت
سے جسمین انکے واسطے اپنے ظن باطل کی کوئی سند نہین ہے یہ وہ شبہے ہین جو انہون نے امر آخرت کے بارے مین
تکلف کرکے بنائے ہین چنانچہ اول انکی حکایت کی ہی کسی نے کہا کہ قرآن شریف کے حق مین باطل باتین بکتے
ہین کہ وہ سحر ہے شعر ہے اساطیر الاولین ہے کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان واضح البرہان
مین کہتے ہین کہ ساحر شاعر کاہن مجنون ہین اسمین تشبیہ ہی انکے حال کی اُس شخص کے حال سے جو کہ مارتا ہی
کسی شی کو جسے دیکھتا نہین ہے دور جگہہ سے کہ وہم کو کسی طرح کی مجال نہین ہی اسکے لحوق مین یہ استعارہ تمثیلیہ
ہی اور جملہ یا تو معطوف ہے وقد کفروا بہ پر اس بنیا دپر کہ وہ حکایت ہے حال ماضی کی اور استحضار ہے اسکی صورت
کا یا مستانفہ ہے واسطے بیان تمثیل انکے حال کے مجاہد و ابو حیوہ و محبوب نے ابو عمرو سے یقذفون بصیغہ
مجہول پڑہا ہے یعنی مارے جاینگے ساتھ اُس شے کے جو انکو بری لگیگی انکی جزائے اعمال ایسی
جگہہ سے جسکا انکو خیال بھی نہ ہوگا وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ فعل مجہول ہی اور جب معروف بنائینگے تو حال
کہینگے یہ ایک فعل ہے کہ متعدی نہین ہوتا ہے نائب فاعل اسکا ضمیر مصدر ہے جو فعل سے سمجہا جاتا ہے
گویا یون کہا گیا وَحِيْلَ هُوَ اَیِ الْحَوْلُ بعض نے ظرف کو یعنے بینہم کو نائب فاعل ٹہیرایا ہے اسپر اعتراض

کیا ہے کہ اسوقت چاہیے تہا کہ مرفوع ہوتا معنی یہ ہین کہ اٹکا ؤ پڑ گیا درمیان اُنکے اور اُس شی کے جس کو وہ
چاہتے ہین یعنی عذاب سے نجات حالانکہ وہ اُس سے روکدیے گئے یا اُنکے اموال واہل جنکو وہ دنیا مین چاہتے
تہے یا دنیا کی طرف پہر آنا کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ یعنے جیسا کہ کیا گیا انکی امثال ونظائر کے ساتھ امم ماضیہ کے
کفار سے جو کہ ان سے پہلے تہے دنیا مین اور سابق تہے ان سے زمانے مین اشیاع جمع ہے شیع کی اور شیع جمع ہے
شیعہ کی آدمی کے اتباع وانصار کو انکا شیعہ کہتے ہین اور ہر قوم جنکا امر ایک ہو بعض بعض کی رائے کا اتباع
کرتے ہون تو وہ شیع ہین پس اشیاع جمع الجمع ہے جملہ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ تعلیل ہے ما قبل کی یعنی
اُنکی امثال کے ساتہہ جو معاملہ کیا گیا اُسکی علت یہ ہے کہ بیشک وہ تھے شک مریب مین یعنی ایسے شک مین جو
واقع کرنیوالا تہا ریبت مین یا مریب بمعنی ذی ریبت ہے یعنی امر رسل وبعث وجنت ونار سے وہ شک مین
تہے یا توحید مین اور اس دین مین جسکو رسول لیکر آئے یقال اَرَبَ الرَّجُلُ اِذَا صَارَ ذَا رِيْبَةٍ فَهُوَ مُرِيْبٌ کسی نے
کہا کہ مریب ماخوذ ہے ریب سے جسکے معنی شک وتہمت کے ہین تو شک مریب ایسا ہوا جیسے یون بولتے ہین
عَجَبٌ عَجِيْبٌ اور شِعْرٌ شَاعِرٌ مطلب یہ ہے کہ مراد مبالغہ ہے شک مین یعنی غایت درجہ کے شک مین تہے اس آیت
کریمہ مین رد ہے اُس شخص پر جو یہ زعم کرتا ہے کہ اللہ پاک شک پر عذاب نہین کرتا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع والمآب الحمد للہ والمنۃ کہ یہ تفسیر وقت دو ساعت شب بستم ماہ رجب ۱۳۱۲ ہجری محلہ امیر گنج مین تمام
ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائے اور آیندہ لکہنے کی توفیق دے لاحول ولا قوۃ الا بہ سبحانہ بندہ یا ہیچ ہے اور اُسی
کے فضل وحول وقوت سے سب کام ہوتا ہے اوسط ربیع الاول مین شروع ہوئی اور اوسط رجب مین تمام ہوئی
اتنے مہینے مرض وضعف مین گذرے الٰہی سیدی مولائی اس کام کو سہل وآسان کر اور عافیت دارین عطا
فرما توبہ وانابت پوری دے حسن عاقبت روزی فرما عمل صالح کی توفیق دے آمین اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ
وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ اٰمِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ عَبْدَكَ الْمُذْنِبَ ذَا الْفِقَارِ اَحْمَدَ وَوَالِدَيْهِ
وَصَنَا الرَّحْمٰنِ وَجَمِيْعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اٰمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفسیر سورۂ فاطر

اس سورۂ مبارکہ کو سورۂ ملائکہ بھی کہتے ہین آتیین اسکی ۴۵ یا ۴۶ ہین یہ سورت مکی ہے **قرطبی**
نے کہا سب کے قول ہین **بخاری** وابن ضریس وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاطر مکے مین اتاری گئی ہے **فائدہ** یہ سورت ختام ہے

اُن سورتون کا جو شروع کی گئی ہین ساتھہ حمد کے جنمین چار نعمتون کی تفصیل کی گئی ہے کون نعمتین جو کہ نعمتون کے اصول ہین جنکا مجموعہ سورہ فاتحہ مین ہے وہ چار نعمتین یہ ہین ایجاد اول پہر ابقاے اول پہر ایجاد ثانی جسکی طرف سورۂ سبا کی ساتھہ اشارہ کیا گیا ہے پہر ابقاے ثانی یہ سب سے زیادہ تر خوشگوار محکم تر ہے یہ وہ ختام ہے جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سورت سی جو کہ شروع کی گئی ہی ساتھہ ابتدا کی قالہ الخطیب ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ سب خوبی اللہ کو ہے جسنے بنا نکالے آسمان و زمین جسنے ٹہیرائے فرشتے پیغام لانیوالے جنکے پر ہین دو دو اور تین تین اور چار چار بڑہاتا ہے پیدایش مین جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے **ف** بڑہاتا ہے یعنے چار سے زیادہ پر ہین بعضون کے جبریل علیہ السلام کے چھہ سو ہین انتہے **ف** مجاہد نے حضرت ابن عباس رض سی روایت کیا ہے فرمایا مین نہین جانتا تہا کہ فاطر السموات والارض کیا ہے یہان تک کہ میرے پاس دو اعرابی آئے ایک کنوین کے بارے مین جہگڑتے ہوئے تو انمین کا ایک بولا انا فطرتہا اسے بدا تہا یعنی مین نے اسکی ابتدا کی ہے دوسرا قول انکا یہ ہے اسے بدیع السموات والارض یعنی نیا بنانیوالا ہے آسمانون کا اور زمین کا ضحاک نے کہا کہ ہر شے جو قرآن شریف مین فاطر السموات والارض ہے سو وہ خالق السموات والارض ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک مین ہر جگہہ فاطر کے معنے خالق ہین جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک ٹہیرانیوالا ہے فرشتون کو پیغام لانیوالے درمیان اپنے اور اپنے نبیون کے پر والے جن سے وہ اڑتے ہین تاکہ جس شی کا انکو حکم ہوا ہے اُسے جلد پہونچین انمین سے کسی کے دو پر ہین کسی کے تین کسی کے چار کسی کے اس سے زیادہ جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا شب معراج مین اس حال مین کہ انکے چھہ سو پر تھے درمیان ہر دو پر کے اتنی مسافت جتنی درمیان مشرق و مغرب کے ہے اسی لیے اللہ جل وعلا نے یون فرمایا ہے ویزید فی الخلق الآیہ **سدی** نے کہا زیادہ کرتا ہے پرون مین اور انکی خلق مین جو چاہتا ہے **زہری** و ابن جریج نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد حسن صوت ہی رَوَاہُ عَنِ السُّدِّیِّ الْبُخَارِیُّ عَنِ الزُّھْرِیِّ فِی الْاَدَبِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ قرات شاذہ مین پڑہا گیا ہی یَزِیْدُ فِی الْحَلْقِ مَا یَشَآءُ بجاے مہملہ واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہی کہ فاطر سے یہ مراد ہی کہ اللہ پاک خالق و مبدع ہی آسمان و زمین کا بغیر مثال کے جو سابق ہوئی ہوا و بغیر مادہ کے مفسرین نے اسی طرح کہا ہی ظاہر یون ہے کہ یہ براہ لغت فطر کے معنی سی نہین ہی مفسرین نے صرف معنی و

سیاق کلام سے اُسکو لیا ہے اصل فطر کی لغت مین شق عن الشئ ہے محاوری مین بولتے ہین فطرتہ فانفطر یعنی
فلان شی کو مینے چیرا تو وہ چر گئی فطر بمعنے شگافتن ہی اسی معنی ہی فطر ناب البعیر ہے جبکہ اونٹ کا دانت نکلتا
اُسوقت بولتے ہین اور اُس اونٹ کو بعیر فاطر کہتے ہین تفطر الشئ بمعنی تشقق ہی کسی نے کہا کہ فطر طولمین
جو شق ہو اُسکو بولتے ہین پس گویا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے عدم کو چیرا ساتھہ نکالنے آسمان و زمین کے اُسسے
باب فطر کا نصر ہے جیسا کہ مختار مین ہی فطر کے معنی ابتداء و اختراع کے بھی ہین قتم مین کہا ہی کہ اس جگہہ یہی مراد
ہین معنی یہ ہوئے کہ سب خوبی اللہ کو ہی جو کہ مبتدع و مخترع ہی آسمانون کا اور زمین کا مقصود اس سے یہ ہے کہ جو
ذات پاک قادر ہی اس خلق عظیم کی ابتدا پر تو وہ قادر ہے اعادے پر اللہ پاک نے جو اپنے نفس مقدس کی اس صفت
کیساتھہ حمد فرمائی سو مقصود اس سے اُسکی تعظیم ہے اور اپنے بندون کو کیفیت ثنا کی تعلیم ہے کہ بندے اُسکی ثنا یون
کیا کرین جمہور نے فاطر بصیغۂ اسم فاعل پڑھا ہے زہری و ضحاک نے فطر بصیغۂ ماضی پہلے کی بنا پر صفت ہی
اسم پاک اللہ سبحانہ کی اس لیے کہ اضافت فاطر کی محضہ یعنے معنوی ہے کیونکہ وہ ماضی کے معنی مین ہی اور اگر
اضافت غیر محضہ ہو گی تو بدل ٹہیریگا اسی کی مثل جاعل الملائکۃ رسلا مین ہر دو وجہ مذکور جائز ہین طیبی نے
تصریح کی ہے کہ جاعل اس جگہہ واسطے استمرار کے ہے سو باین اعتبار کہ ماضی پر دلالت کرتا ہے صلاحیت کہتا
ہے کہ معرفہ کی صفت ہو جاوے اور اس اعتبار سے کہ حال و استقبال پر دال ہی صالح ہی عمل کرنیکا نصب رسلا کا فعل
مضمر سے ہی بنا بر وجہ اوّل یعنی جبکہ جاعل صفت ہو اسم پاک کی کیونکہ اسم فاعل جبکہ بمعنی ماضی ہوتا ہے تو عمل نہین
کرتا ہے اور کسائی نے اسکی عمل کو جائز رکھا ہی اور وجہ ثانی کی بنیاد پر یعنی جاعل بدل ہو تو منصوب ہوگا جاعل سے
فرشتون مین سے رسول یہ چار فرشتے ہین حضرت جبرئیل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت عزرائیل علیہم
الصلوٰۃ والسلام پس ملائکہ سے مراد بعض ملائکہ ہین کیونکہ وہ سب کے سب رسول نہین ہین چنانچہ یہ بات معلوم
ہی یحیی بن سلام نے کہا کہ اللہ پاک اُنکو انبیاء علیہم السلام کی طرف بھیجتا ہے کہ وہ اُنکو اللہ پاک کی رسالتین
پونہچاتے ہین ساتھہ وحی و الہام و رؤیاے صادقہ کے سدی نے کہا کہ بندون کی طرف بھیجتا ہے ساتھہ
نعمت یا نقمت و عذاب کے یا وہ اُسکی صنعت کے آثار اُن کی طرف پونہچاتے ہین حضرت حسن نے جاعل کو برفع
پڑھا ہے اور خلیل بن نشیط و یحیی بن یعمر نے جعل بصیغۂ ماضی اور حضرت حسن و حمید نے رسلا بسکون سین
پڑھا ہے یہ لغت ہے تمیم کا اولی بمعنی ذوی اسم جمع ہے ذو کا اجنحہ جمع ہے جناح کی اور اولی اجنحہ صفت ہے رسلا کی یہ قول
لفظ کے اعتبار سے جید ہی کیونکہ تنکیر مین صفت و موصوف دونون کا توافق ہے یا صفت ہے ملائکہ کی یہ قول
معنی کے لحاظ سے جید ہی اسواسطے کہ سارے فرشتون کے پر ہین پس یہ صفت کاشفہ ہے رہی یہ بات کہ الملائکہ
معرفہ ہے اولی اجنحہ نکرہ سو نکرہ معرفہ کی صفت کیونکر ہوگا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ الملائکہ مین الف ولام جنسی ٹہیرایا

گیا اس لیے صفت ہونا ٹھیک بن گیا مثنے وثلاث ورباع اجنحہ کے صفات ہین مقصود انسے تکثیر اور انکا اختلاف ہی پرون کے عدد مین حصر مراد نہین ہے ورنہ انمین کے بعض کے تو چھ سو پر ہین اور اسکے سوا تینون کلمے غیر منصرف ہین اس لیے کہ انمین تکرر عدل کا ہوا ہے کیونکہ الفاظ اعداد سے معدول ہوئے ہین ایک طرح کی صورتون سے طرف دوسری صورتون کی جس طرح کہ عمر عامر سے معدول ہوا اور تکریر سے طرف غیر تکریر کے پس تکرار عدل کی قائم مقام دو سبب کے ہوگئی کسی نے کہا کہ عدل ووصف کی وجہ سے غیر منصرف ہین اعتماد اسی قول پر ہے سورہ نسا مین اسکی تقریر گذر چکی ہے بالجملہ قتادہ نے کہا کہ بعض کے تو دو پر ہین اور بعض کے تین شاید تیسرا پشت کی وسط مین ہو درمیان دو پرون کے کہ وہ انکو مدد دیتا ہو ساتھہ قوت کے اور بعض کے چار وہ فرشتے بسبب ان پرون کے آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہین اور زمین سے آسمان کی طرف چڑھتے ہین صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اصل دو پر ہین اس لیے کہ وہ بمنزلہ دو دست ہین پھر تیسرا اور چوتھا زیادہ ہے اصل پر اور یہ زیادہ تر قوت دینے والا ہے واسطے اوڑنے کے اور اسپر زیادہ تر معین ہے غرضکہ ماقبل مین جو تفاوت احوال ملائکہ ذکر کیا سو جملہ مستانفہ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ لاکر اسکی تقریر فرمائی اسکو ثابت وپختہ کیا یعنے اللہ پاک زیادہ کرتا ہے فرشتون کی خلق مین اور پرون مین جو چاہتا ہے یہ قول ہے اکثر مفسرین کا اور زجاج وفرا نے اسکو اختیار کیا ہے کہ یہ زیادتی خلق مین ملائکہ کے ساتھہ خاص نہین ہے پس زہری وابن جریج نے کہا کہ وہ زیادت خوش آوازی ہے قتادہ نے کہا کہ ملاحت آنکھون مین اور حسن ناک مین اور حلاوت دہان مین کسی نے کہا کہ چہرۂ خوب کسی نے کہا خط خوب کسی نے کہا شعر جعد یعنی موی پر شکن کسی نے کہا عقل وتمیز کسی نے کہا علوم وصنائع کسی نے کہا آواز خوش ونغمۂ دلکش وجودت عقل ومتانت عقل اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ زیادت کسی نوع خاص پر قصر کیجائے بلکہ ہر زیادت فی الخلق کو شامل ہے جیسے طول قامت واعتدال صورت وتمامی در اعضا اور قوت بطش مین حصافت عقل مین جزالت رائے مین جرات دل مین سماحت نفس مین لیاقت تکلم مین حسن تانی بمزاولت امور مین ذلاقت زبان مین محبت مومنین کے دلون مین ان کی مشابہ اور امور جو بیان سے باہر ہین زمخشری اسی کے قائل ہین اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تعلیل ہے ماقبل کی یعنی جملہ یزید فی الخلق ما یشآء کی مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ

مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا ۚ وَمَا یُمْسِکْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

جو کھولدے اللہ لوگون پر کچھ مہر تو کوئی نہین اسکو روکنے والا اور جو روک رکھے تو کوئی نہین اسکو بھیجنے والا اسکے سوا اور وہی ہے زبردست حکمتون والا انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اسنے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہوا اور کوئی روکنے والا نہین ہے اس شی کا جو اسنے عطا کی اور نہ کوئی عطا کرنیوالا ہے اس چیز کا جو اسنے روک رکھی

وّرّاد کاتب مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکہا کہ تو مجہے لکہہ بہیج
جو تونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے پس مجہی مغیرہ نی بلایا تو مین نے معاویہ کیطرف یہ لکہا
بیشک مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تہے جبکہ نماز سے فارغ ہوتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ
وَلَا مُعْطِیَ لِمَآ مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ اور مین نے سنا آپ کو کہ منع فرماتے تہے قیل وقال
وکثرت سوال سی اور مال کی ضائع کرنے سے اور بیٹیون کے زندہ گاڑ دینے سے اور ماؤن کی نافرمانی سے اور
منع وہات سی اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ وَرَّادٍ بِہٖ حضرت ابو سعید خدری رضی
اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت اٹہاتے تہے اپنا سر رکوع سے تو فرماتے
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ
اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ
لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ یہ آیت کریمہ مثل اس آیت کی ہے وَاِنْ
یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ اس کی نظیر اور بہت آیتین
ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رض جسوقت لوگ پانی برسائی جاتے تو فرماتے تہے مُطِرْنَا بِنَوْءِ
الْفَتْحِ یعنی ہم پانی برسائی گئے بسبب نچہتر فتح کے پہر یہ آیت پڑہتے مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ الآیۃ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ یُوْنُسَ
ابْنِ وَھْبٍ عَنْہُ کَذَا فِی ابْنِ کَثِیْرٍ **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ تیرے واسطے امر سے کچہہ نہین
ہی یعنی تیرے قبضے مین کچہہ نہین ہی پس جس شی کو اللہ تعالی بندون کے پاس لے آئے بارش وروزی و
نعمت وصحت وامن وعلم وحکمت سی انکے سوا اور امور جن کا احاطہ نہین ہوسکتا ہے تو کوئی قادر نہین ہے
کہ اسکو روک رکہے اور جو شے وہ روک رکہے انمین سی تو کوئی قدرت نہین رکہتا ہے کہ اسکو بہیجے بعد اسکے روکنے
کی حضرت ابن عباس رض نے فرمایا جو کہولدی اللہ واسطے لوگونکے دروازہ توبہ کا تو کوئی نہین ہی روکنے والا اسکا
وہ توبہ کرینگے چاہین یا انکار کرین اور جو روک رکہا اُسنے باب توبہ کا تو کوئی اسکا مرسل نہین ہے بعد اسکی
اور وہ توبہ نہ کرینگے اطلاق وارسال رحمت کو جو استعارۃ پیرایہ فتح مین ادا فرمایا سو مقصود یہ بات بتانا
ہے کہ رحمت نفیس تر خزانون کا ہے جنمین رغبت کرنیوالے رغبت کرتے ہین اور عزیز تر انکا ہے پوہنچنے
مین تنکیر رحمت کی واسطے اشاعت وابہام کے ہے گویا یون فرمایا کہ کوئی سی رحمت ہو آسمانی یا زمینی یہ عموم ما
جو اسم شرط ہی اُس سی سمجہا جاتا ہی اور من رحمۃ اُس عام کا بیان ہے کسی قسم سے ہو جو جمع معرف کہ اسم شرط کے مطابق
ہوتی ہے عموم مین اس جگہہ اس سی نکرہ مفرد پر کفایت کی گئی ہے تقدیر مِنَ الرَّحْمَاتِ ہی کلمہ مِنْ رَحْمَۃٍ موضع

حال مین ہے ای کا شان رحمۃ کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ رسول بہیجے گئے واسطے رحمت لوگون کے پس
اُنکے بہیجنے پر کوئی قادر نہین ہے سوا اللہ تعالے کے کسی نے کہا کہ مراد رحمت سے دعا ہے کسی نے کہا توبہ کسی نے
کہا توفیق و ہدایت اس تخصیص کی وجہ نہین ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ کل وہ شی جسکو اللہ پاک کہولدے واسطے
لوگون کے اپنے خزائن رحمت سے پس یہ شامل ہوجائیگی ہر نعمت کو جسکا اللہ پاک اپنے بندونپر انعام فرماتا
ہے اور اسی طرح امساک شامل ہے ہر اس شی کو جسکو اللہ روک رکہتا ہے اپنی نعمتون سے پس اللہ پاک معطی و مانع
و قابض و باسط ہے نہ کوئی معطی ہے اسکے سوا نہ کوئی منعم ہے اور وہ زبردست حکمتون والا ہے ہر
اس شی مین جسکو روکا اور اسمین جسکو بہیجا اپنی مقتضائے حکمت پر پہر اللہ پاک نے اپنے بندون کو امر کیا
کہ جن بے شمار نعمتون کا اُنپر شب و روز فیضان ہو رہا ہے اُنکو یاد کرین کما قال سبحانہ وَإِن تَعُدُّوا
نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا پس ارشاد فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ
خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ○ وَإِن
يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○ لوگو یاد کرو احسان اللہ
کا اپنے اوپر کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوا روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہین مگر وہ
پھر کہان سے اُلٹے جاتے ہو اور اگر تجہکو جہٹلاوین تو جہٹلائے گئے کتنے رسول تجہہ سے پہلے اور اللہ تک
پہونچتے ہین سب کام انتہے **ف** اللہ پاک اپنے بندون کو ہوشیار کرتا ہے اور اپنی توحید پر استدلال کرنیکی
اُنکو راہ بتاتا ہے اس بات میں کہ تنہا اُسی کی عبادت کرین جس طرح کہ خلق و رزق کے ساتہہ وہ مستقل ہے
اُسکے سوا کوئی یہ کام نہین کرتا ہے تو اسی طرح چاہیے کہ اکیلے اُسی کی پوجا کیجائے اصنام و انداد و اوثان جو کہ
غیر اللہ ہین اُسکے ساتہہ شریک کیے جاوین اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ
یعنی بعد اس بیان وضوح برہان کے پہر تم کہان سے اُلٹے جاتے ہو اور بعد اسکے تم انداد و اصنام کو پوجتے ہو واللہ
اعلم قولہ تعالی وَإِن يُكَذِّبُوكَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ مشرک لوگ تیری تکذیب
کرین اور جس توحید کو تو اُنکے پاس لیکر آیا ہے اُسمین تیری مخالف ہون تو تجہے اگلے رسولون کی اقتدا کرنی چاہیے
کیونکہ وہ اسی طرح اپنی قومون کے پاس کہلی کہلی نشانیان لیکر آئے اور توحید کا اُنکو امر کیا تو اُنکو جہٹلایا اور
اُنکی مخالفت کی وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ کا یہ مطلب ہے کہ ہم عنقریب اُنکو اسپر پوری پوری جزا دینگے کذا فی ابن کثیر
ف کہا ہے کہ اذکروا کا خطاب اہل مکہ کو ہے نعمت اللہ کی اُنپر یہ ہے کہ اُنکو حرم مین بسایا اور لوگون پر جو لوٹ کہسوٹ
ہوا کرتی تہی اُسکو اُنسے روکا کسی نے کہا کہ خطاب سب لوگون کو ہے نعمت اللہ کی اُنپر یہی ہے کہ زمین کو بچہونے کی طرح
بچہا دیا آسمان کو بدون ستون کے بلند کیا راہ بتانے کو رسول بہیجے کہ اللہ کیطرف بلائین اُسکے پاس تقرب حاصل ہو

خلق مین زیادتی کی ابواب رزق کے کھولدیے یہ سب امور گذر چکے ہین اللہ کی نعمت کو یاد کرنے کے یہ معنی
ہین کہ اُنکو شکر کا ارشاد کیا تاکہ وہ نعمتین دوام پذیر ہون اور اُنسے زیادہ کے طالب ہون فقط زبان سے
انکا ذکر کرنا مراد نہین ہے لیکن مراد یہ ہے کہ زبان ودل سے اُنکو یاد کرین مطلب یہ ہے کہ تم اُنکو مت بھولو نعمت
اس جگہہ بمعنی انعام ہے جلال محلی نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ نعمت بمعنی منعم ہے پھر اللہ پاک نے اس نعمت
پر آگاہ کیا جو کہ ساری نعمتون کا سر ہے یعنی اتحاد منعم کا بس فرمایا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ الآیہ استفہام تقریر و
انکار و توبیخ کا ہے کلمہ من زائد ہے واسطے تاکید کے خالق مبتدا ہے غیر اللہ اُسکی صفت ہے زجاج نے کہا
کہ رفع غیر کا اسمعنے کی بنا پر ہے کہ ہل خالق غیر اللہ کیونکہ کلمہ من زائدہ موکدہ ہے اور جسنے غیر کو زیر دیا ہے تو
اسنے لفظ پر اُسکو صفت ٹھیرایا ہے جمہور نے برفع غیر پڑھا ہے اور حمزہ وکسائی نے بجر اور فضل بن ابراہیم نے
بنصب بنا بر استثنا جملہ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ خبر ہے مبتدا کی یعنی ہے کوئی خالق اللہ کے سوا کہ تمکو
روزی دیتا ہے آسمان و زمین سے مطلب یہ ہے کہ کوئی خالق نہین ہے مگر اللہ پاک یا جملہ مستانفہ ہے یا دوسری صفت
ہے خالق کی اور خبر محذوف یا جملہ رزق آسمان سے تو ساتھہ پانی کے ہے اور زمین سے ساتھہ نبات وغیرہ کے
جملہ لا الہ الا ہو مستانفہ ہے جو نفی استفہام سے مستفاد ہوتی ہے اُسکی تقریر و تثبیت کو واسطے لایا گیا ہے فَأَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ یعنی جب توحید کی حجت قائم ہو چکی تو پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو یہ ماخوذ ہے افک بالفتح سے افک کہتی
ہین صرف کو محاورہ مین بولتے ہین ما افکک عن کذا یعنی تجھے کس شی نے پھیر دیا اس چیز سے کسی نے کہا کہ افک
بالکسر بمعنی کذب سے ماخوذ ہے اسواسطے کہ کذب پھیرا گیا ہے صدق سے زجاج نے کہا یہ معنی ہین کہان سے واقع ہوتا
ہے تمکو افک و تکذیب ساتھہ توحید اللہ کے اور بعث کے حالانکہ تم اسکا اقرار کرنیوالے ہو کہ اللہ نے تمکو پیدا کیا
ہے اور روزی دی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کی فرمایا وَإِنْ يُكَذِّبُوْكَ الآیہ
تاکہ ان سے پہلے جو نبی تھے انکا اقتدا کرین اور کفار عرب جو انکی تکذیب کرتے ہین اُس سے اُنکو تسلی ہو اور اسی لیے
رسلا کو نکرہ ذکر کیا ہے یعنے بہت سے رسول صاحب آیات و معجزات بڑی لنبی عمر والے صاحب صبر وعزم کیونکہ
اسمین آپکے لیے زیادہ تر تسلی ہے جواب شرط کا محذوف ہے ای فاصبر کما صبروا یعنی تو صبر کر جیسا انہون نے صبر کیا اس
جواب محذوف پر فقد کذبت الخ دال ہے وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ کا یہ مقصود ہے کہ اللہ ہی کی طرف ساری کام رجوع کرتی
ہین نطرف اُسکی غیر کے پس وہ ہر ایک کو بدلا دیگا جس بدلے کا وہ مستحق ہو گا حضرت حسن و اعرج و یعقوب و ابن عامر
و ابو حیوہ و ابن محیصن و حمید و اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و کسائی نے ترجع بفتح تاے فوقیہ پڑھا ہے بصیغہ
معروف اور باقی قرا نے بضم بصیغہ مجہول کذا فی فتح البیان يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُوْرُ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا

اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ؕ اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ؕ لوگو بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہی سو نہ بہکاوے تمکو دنیا کا جینا اور نہ دغا دے تمکو اللہ کے نام سے وہ دغا باز تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی سو تم سمجھ رکھو اسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہووین دوزخ والون مین جو منکر ہوئے انکو سخت مار ہی اور جو یقین لائے اور کیے بھلے کام انکو ہی معافی اور نیگ بڑا انتہی **ف** وعد اللہ سے مراد معاد ہی یعنی اللہ پاک کا وعدہ معاد ضرور ہونیوالا ہے سو نہ دھوکا دے تمکو دنیا کا جینا یعنی یہ عیش دنی حقیر بہ نسبت اس خیر عظیم کے جو اللہ نے واسطے اپنے دوستون کے اور پیروان رسل کے تیار کر رکھی ہے پس کہین وہ فانی جینا اس باقی جینے سی یہ فانی رونق دکہا کر تم کو مشغول نہ کرے ولا یغرنکم باللہ الغرور مراد غرور سے شیطان ہی یہ قول حضرت ابن عباس رض کا ہی یعنے فتنے مین ڈالتے تمکو شیطان اور نہ پھیرے تمکو اللہ کے رسولون کی پیروی کرنے سے اور اسکی باتون کی تصدیق کرنے سے کیونکہ بیشک وہ بڑا دغاباز کذاب افاک ہی یہ آیت مثل اس آیت کی ہی جو آخر سورہ لقمان مین ہی فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا وَ لَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ امام مالک نے زید بن اسلم سی روایت کیا ہی کہ وہ شیطان ہی جیسا کہ مومنون نے منافقون سی کہا ہی روز قیامت کو جبکہ درمیان انکے ایک سور کھڑی کر دیجائیگی لَهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیۡهِ الرَّحۡمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ ؕ یُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ لٰکِنَّکُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ وَ تَرَبَّصۡتُمۡ وَ ارۡتَبۡتُمۡ وَ غَرَّتۡکُمُ الۡاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَ غَرَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ پھر اللہ پاک نے عداوت ابلیس کی بیان کی واسطے ابن آدم کے فرمایا اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا یعنی شیطان تم سے کہلم کہلا دشمنی کرنیوالا ہے تو تم بھی اس سی سخت تر دشمنی رکھو اور اسکی مخالفت کرو اور جس شی کے ساتھ تمکو دھوکا دیتا ہے اسمین اسکو جھٹلاؤ وہ تو یہی قصد کرتا ہے کہ تم کو بہکا کر یہانتک کہ تم اسکے ساتھ داخل ہو طرف عذاب سعیر کے سو یہ وہی عدو مبین ہی ہم اللہ قوی عزیز سے یہ سوال کرتے ہین کہ ہم کو اعدای شیطان کرے اور ہم کو اپنی کتاب کا اتباع اور اپنے رسول کی طریقے کی پیروی عطا فرمائے اِنَّهٗ عَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ و بالاجابة جدیر یہ آیت مثل اس آیت کی ہے وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَ هُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا جبکہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ ابلیس کی پیروی کرنیوالون کا انجام کار طرف دوزخ کے ہی تو بعد اسکے یہ ذکر فرمایا کہ جن لوگون نے کفر کیا انکے واسطے سخت عذاب ہے کیونکہ انہون نے شیطان کی اطاعت کی اور رحمن کی نافرمانی اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور کیے بھلے کام انکے واسطے مغفرت ہی اس گناہ کی جو انسے ہوا اور بڑا اجر ہے اس خیر پر جو انہون نے کی کذا فی ابن کثیر **ف**

فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ بے شک اللہ کا وعدہ ساتھ بعث ونشور وحساب وجنت ونار کے
حق ہی چنانچہ اِلَی اللّٰہِ تُرجَعُ الاُمُور سی اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الحَیٰوۃُ الدُّنیَا کا یہ مطلب ہی کہ دنیا کی زندگی
اپنی زینت ونعیم وعیش وآرام سے تمکو دہوکا نہ دے ظاہر مین حیات دنیا کو نہی ہی لیکن مراد مخاطبین کو نہی
ہی کہ تم اس سی دہوکا مت کہاؤ جسطرح کہ عرب کے اس قول مین ہی بعین لاارینک ہہنا یعنی کسی آنکہہ سی ہرگز
مین تجہو اس جگہہ نہ دیکھون سعید بن جبیر نے کہا کہ غرور حیات دنیا کا یہ ہی کہ آدمی بسبب اسکی نعیم ولذات کے
عمل آخرت سے مشغول ہوجاے یہانتک کہ یون کہی یَا لَیتَنِی قَدَّمتُ لِحَیَاتِی یعنی ای کاش مین آگے بہیجتا
واسطے اپنی حیات کے معنی یہ ہین کہ دہوکا نہ دے تمکو دنیا اور اسکی ساتھہ تمتع لینا اور اسکے منافع سے مزہ لینا
غافل نہ کردے تمکو عمل سی واسطے آخرت کے اور طلب سے اس شی کی جو اللہ پاک کے پاس ہی جمہور نے غرور کو
بفتح غین پڑہا ہے یعنی مبالغہ کرنیوالا غرور مین ابن سکیت و ابو حاتم نے کہا کہ وہ شیطان ہی یہ بہی جائز ہی
کہ مصدر ہو زجاج نے اسکو بعید سمجہا ہے اس لیے کہ غررتہ متعدی ہے اور مصدر متعدی کا جو ہوتا ہے
سو وہ فعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضربتہ ضربًا مگر اشیاے یسیرہ مین جو کہ معروف ہین انپر قیاس
نہین کیا جاتا ہے معنی یہ ہین کہ دہوکا نہ دے تمکو شیطان ساتھہ اللہ کے یعنی بسبب اسکے حلم وامہال
کے تو تم سے کہے کہ اللہ تم سے درگذر کریگا اور تم کو بخشدیگا بسبب اپنے فضل کے تمپر یا اس لیے کہ اسکی رحمت
تم کو سمائیگی ابو حیوہ وابو سماک ومحمد بن سمیفع نے بضم غین پڑہا ہے غرور کہتے ہین باطل کو ابن سکیت
نے کہا کہ غرور بضم وہ شے ہے جو دہوکا دیتی ہے متاع دنیا سے زجاج نے کہا جائز ہے کہ غرور بالضم جمع ہو
غار کی جیسے قاعد وقعود کسی نے کہا کہ جائز ہے کہ مصدر ہو غرہ کا جیسے لزوم ونہوک اسمین بہی استبعاد ہے
جو زجاج سے اول گذر چکا ہی پہر اللہ پاک نے اپنی بندون کو شیطان سی تحذیر کی ارشاد فرمایا اِنَّ الشَّیطَانَ لَکُم عَدُوٌّ
یعنی بیشک شیطان تم سب کے واسطے کہلی عداوت والا دشمن ہی اسنی تمہاری باپ کی ساتھہ جو کیا کیا حالانکہ تم اسکے ساتھ
اس شخص کا سا معاملہ کرتے ہو جسکو اسکے احوال کا کچہہ علم نہین ہی تنکیر عدو مین تعظیم کی ہی یعنی بڑا دشمن کیونکہ اسکی عداوت
عامہ قدیمہ ہے عموم تو کلمہ لکم سے سمجہا جاتا ہی باین وجہ کہ اسکا دشمن ہونا خاص نہین کیا گیا کہ بعض کا ہو بعض کا نہو
بلکہ فرمایا لکم یعنی تم سب کا بڑا دشمن ہی اور دشمن قدیمی ہونا جملہ اسمیہ سی معلوم ہوتا ہی جو کہ دوام واستمرار بتا رہا ہی فَاتَّخِذُوہُ عَدُوًّا
پس تم اللہ کی طاعت کر کی اسکو دشمن بنا رکہو اور اللہ پاک کی معاصی مین اسکی اطاعت کرو اور صمیم قلب سے اپنی ساری احوال و
افعال وعقائد مین اس سی بچتے رہو اور جب کوئی فعل کرو تو اسکے واسطے ہوشیار رہو کہ تم کہین ہو جاؤ کیونکہ بسا اوقات
وہ اس فعل مین تمپر ریا کو داخل کریگا اور بری باتین تمکو اچہی کر دکہائیگا قشیری نے کہا کہ صبر نہین کیا جاتا ہی اسکی عداوت
پر مگر ساتھہ استعانت برب کے کیونکہ وہ تو تمہاری عداوت سی غافل نہین ہوتا ہی پس تم اپنے مولی سی لحظہ بہر غافل نہو ذکر کہ خطیب اللہ

پاک نے اپنے بندون کے واسطے اُس کی عداوت کی کیفیت بیان کی اور اس کی طاعت سے اُس کو ڈرایا پس فرمایا اِنَّمَا یَدْعُوا الآیہ یعنے وہ تو اپنے گروہ اور پیرون کو فرمان بردارون کو اللہ پاک کے معاصی کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ اہل نار سے ہوجائین حرف لام تعلیل کا ہے موصول کا محل الذین کفروا مین رفع ہے بنا بر ابتدا اور لہم عذاب شدید اُس کی خبر ہے یا رفع بنا بر بدل ہے لیکونوا کے فاعل سے یا نصب ہے بنا بر بدل حزب سے یا جر ہے بنا بر بدل اصحاب سے اور رفع بنا بر ابتدا سب وجہون سے زیادہ تر قوی ہے اس لیے کہ اول اللہ پاک نے شیطان کی عداوت اور اس کا بلانا اپنے گروہ کو ذکر کیا بعد اُس کے فریقین کا حال ذکر کیا ایک گروہ تو اس کا مطیع اور دوسرا اس کا نافرمان سو اول گروہ کے حق مین یہ فرمایا کہ لہم عذاب شدید اور دوسرے گروہ کی شان مین ارشاد کیا والذین آمنوا وعملوا الصالحات الآیہ یعنے اللہ پاک بسبب ایمان وعمل صالح کے اُن کی مغفرت کر دیگا اور بڑا اجر اُن کو عطا فرماے گا وہ جنت ہے ابن جریر نے کہا کہ قرآن شریف مین جہان کہین لہم مغفرۃ واجر کبیر ورزق کریم ہے سو مراد اُس سے جنت ہے اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًاؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ بہلا ایک شخص کہ بہلی سوجہائی اُس کو اُس کے کام کی بُرائی پہر دیکہا اس نے اس کو بہلا کیونکہ اللہ بہٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سوجہاتا ہے جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے اُن پر پچتا پچتا کر اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین **ف** کیا وہ شخص اس کی برابر ہے جو بہلے بُرے کی تمیز رکہتا ہے انتہی **ف** یعنے جیسے کفار وفجار کہ وہ بُرے کام کرتے ہین اور وہ اُن مین اعتقاد کرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اچہا کام کر رہے ہین یعنے پہر جو شخص ایسا ہے جس کو اللہ نے گمراہ کیا ہے کیا ہے تیرے واسطے اُس مین حیلہ وتدبیر تیرے لیے اس کے حق مین کوئی حیلہ نہین ہے کیونکہ اللہ بہکاتا ہے جس کو چاہے اور راہ پر لاتا ہے جس کو چاہے مطلب یہ ہے کہ ضلالت وہدایت اس کی قدرت سے ہے سو تو اس پر افسوس مت کر کیونکہ بے شک اللہ حکیم ہے اپنی قدرت مین تو گمراہ کرتا ہے جسکو گمراہ کرتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو ہدایت کرتا ہے اس لیے کہ اس مین اس کی حجت بالغہ وعلم تام ہے ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن دیلمی سے روایت کیا ہے کہا مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے پاس آیا اور وہ ایک باغ مین تہے طائف کے جس کو وہط کہتے ہین کہا مین نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے بے شک اللہ پاک نے پیدا کیا اپنی خلق کو تاریکی مین پہر اُن پر ڈالا اپنے نور سے پہر جس کو پہونچا اس کے نور سے اس وقت تو وہ راہ یاب ہوا اور جو کوئی چوک گیا اس سے وہ گمراہ ہوا اسی لیے مین کہتا ہون جف القلم علی علم اللہ عز وجل پہر زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکلا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَهْدِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ وَیَلْبِسُ الضَّلَالَةَ عَلٰی مَنْ اَحَبَّ وَهٰذَا اَیْضًا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ جِدًّا كَذَا فِی ابْنِ كَثِیْرٍ **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو درمیان انجام کار فریقین کے

تفاوت ذکر فرمایا سو افمن زین لہ الخ کی جملہ مستانفہ سے اس تفاوت کی تقریر فرمائی اس کو ثابت و پختہ کیا کلمہ من موضع
رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے کسائی نے کہا تقدیر یہ ہے ذہبت نفسک علیہم حسرات کہا کہ فلا
تذہب نفسک الخ اس محذوف پر دال ہے اور کہا یہ ایک کلام عربی ظریف ہے اس کو نہین جانتی ہین مگر تھوڑے زجاج
نے کہا کہ تقدیر کمن ہداہ ہے ان دو کے سوا اورون نے یہ تقدیر کی ہے کمن لم یزین لہ یہ قول اولی ہے اس لیے کہ لفظ
و معنے سے موافق ہے صاحب کشاف نے وہم کیا تو کسائی کے قول کو زجاج سے نقل کیا نحاس نے کہا کہ آیت مین
جو کچھ کہا گیا ہے بہترین اس کا قول کسائی ہے بسبب اس وجہ کے جو ذکر کی ہے کہ اس مین محذوف پر دلالت ہے کسی نے
کہا تقدیر یہ ہے افمن زین لہ سوء عملہ الخ ترید ان تہدیہ یعنے کیا جس کو اس کے برے کام اچھے کر دکھائے گئے ہین
تو چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے یہ تو اللہ ہی کی طرف ہے تیری طرف نہین ہے تیرے ذمے جو تھا سو پہونچا دیا ہے
مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے منع فرمایا کہ اُن پر سخت غم کرین جیسا کہ فرمایا ہی فلعلک
باخع نفسک قتادہ وحسن نے کہا شیطان نے زینت دی واسطے اُن کے واللہ گمراہیون کی کسی نے کہا کہ اس
کی نفس امارہ و مولائے قبیح نے سوء عملہ مین اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کے یعنے عملہ السیئ حضرت ابن عباس
نے فرمایا کہ یہ آیت حق مین ابوجہل و مشرکین مکہ کے نازل ہوئی ہے کسی نے کہا کہ اصحاب اہواء و بدع کے بارے
مین اُتری ہے انہین مین سے خوارج ہین جو کہ حلال جانتے ہین مسلمانون کے خون و مال کو اصحاب کبائر ذنوب
ان مین سے نہین ہین کیونکہ یہ لوگ تحریم کبائر کے معتقد ہین باوجودیکہ مرتکب انکی ہوتے ہین جملہ فان اللہ یضل
من یشاء الآیہ مقرر ہے ماقبل کا اور محقق ہے حق کا یہ بات بیان کر کے کہ کل اللہ پاک کی مشیت سے ہے یعنی
وہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے۔
آیت کریمہ قدریہ کے قول کو اُن پر رد کر رہی ہے جمہور نے تذہب کو بفتح تاے فوقانیہ و ہا پڑھا ہے فاعل اس کا نفسک
ہے اس کی بنا پر لا ارینک ہہنا کے باب سے ہوگا یعنے تو اس کے اسباب مین خوض مت کر ابوجعفر و شیبہ و
ابن محیصن و اشہب نے بضم تا و کسر ہا و نصب نفسک حسرات کا نصب بنا بر مفعول لہ ہے ای للحسرات وجہ جمع
لانے کی یہ ہے کہ آپ کے غمگین ہونے کی زیادتی معلوم ہو جائے اُن کی کثرت قبائح پر جو کہ موجب ہے اُن پر حسرت
وافسوس کرنے کا یہ بھی جائز ہے کہ حسرات منصوب ہو بنا بر حال گویا نفس کل کا کل حسرتین ہو گیا مارے فرط تحسر کے
جیسا کہ سیبویہ سے مروی ہے مبرد نے کہا کہ تمیز ہے اور علیہم صلہ ہے تذہب کا جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین
ہلک علیہ حبا و مات علیہ حزنا حسرت شدت حزن وہم نفس ہے اس امر پر جو فوت ہو گیا اور شدت تلہف ہے شی
فائت پر تقول حسر علی الشیٔ من باب طرب و حسرۃ ایضا فہو حسیر جملہ ان اللہ علیم الآیہ تعلیل ہے ماقبل کی
مع وعید شدید کے جو اس کے ضمن مین ہے یعنے اس لیے کہ اللہ پاک پر اُن کے افعال و اقوال سے کوئی

ف نہ جائے تیری جان ان پر افسوس کر کر

پوشیدہ شے مخفی نہین ہے پہر اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی بدیع صنع و عظیم قدرت کی انواع سے ایک نوع کی خبر دی
تاکہ اُس مین فکر کرین اور اُس سے عبرت لین پس فرمایا وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی
بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
جَمِیْعًا ط اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ط وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِیْدٌ ط وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ
اَزْوَاجًا ط وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ط وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ
اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ اور اللہ ہے جس نے چلائی ہین باوین پہر اُ بہارتیان مین بدلی
پہر ہانک لے گئے ہم اس کو ایک مرگئے دیس کو پہر جلائی ہم نے اُس سے زمین اُس کے مرگئے پیچہے اسی طرح
ہے جی اٹھنا جس کو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری اس کی طرف چڑہتا ہے کلام پاک اور کام نیک
اُس کو اُٹھا لیتا ہے اور جو لوگ داؤ مین ہین بُرائیون کے اُن کو سخت مار ہے اور اُن کا داؤ ہے ٹوٹنے
کا اور اللہ نے تم کو بنایا مٹی سے پہر بوند پانی سے پہر بنایا تم کو جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہی کسی مادہ
کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اس کے اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گہٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے
کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے **ف** یعنے عزت اللہ کے ہاتھ ہے تمہاری ذکر اور بہلے کام چڑہتے جاتے
ہین جب اپنی حد کو پہونچین گے تب بدی پر غلبہ کرین گے اور کفر دفع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی **ف** یعنے
ہر ایک کام سہج سہج ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا انتہے **ف** اللہ پاک اکثر استدلال فرماتا ہے زمین کے زندہ کرنے
سے بعد اس کے مردہ ہونے کے معاد و حشر پر جس طرح کہ سورہ حج کے اول مین ہے اپنے بندون کو اس پر آگاہ کرتا ہے کہ
اس سے اُس پر قیاس کرین کیونکہ زمین مردہ دبی پڑی ہوتی ہے اس مین کسی طرح کی روئیدگی نہین ہوتی پہر جب
اس کی طرف بدلی بہیجی پانی بہری اور اُس کو زمین پر نازل کیا تو وہ حرکت کرتی اُبہرتی ہے اور ہر قسم کی
بارونق روئیدگی اُگاتی ہے اسی طرح جسمون کا حال ہے کہ جس وقت اللہ تعالی ان کی بعث و نشور کا ارادہ فرمائیگا
تو عرش کے نیچے سے ایک باران اُتاریگا کہ وہ ساری زمین کو عام ہوگا اور جسم اپنی قبرون مین اُگ اٹھینگے جس
طرح کہ زمین مین دانہ اُگتا ہے اسی لیے صحیح مین آیا ہے کہ سب کا سب ابن آدم بوسیدہ ہوجاتا ہے مگر عجب الذنب
اسی سے پیدا کیا گیا اور اسی سے مرکب کیا جائیگا اور اسی واسطے اللہ پاک نے فرمایا کذلک النشور سورہ حج مین ابو رزین کی
حدیث گزر چکی ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح زندہ کریگا اللہ مردون کو اور کیا نشانی ہے اس کی اُنکی
خلق مین آپ نے فرمایا ای ابو رزین کیا تو نہین گذرا اپنی قوم کی وادی مین اس حال مین کہ وہ خشک پڑی ہوئی ہو پہر
تو اُسپر گذرا اس حال مین کہ وہ سبزی سے لہرا رہی ہے مینے عرض کیا ہان آپ نے فرمایا پس اسیطرح اللہ زندہ کریگا مردون

کو قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی دوست رکھے اس بات کو کہ وہ عزیز ہو دنیا و آخرت میں تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ
کی طاعت کو لازم پکڑے پس بیشک اُسے اپنا مقصود حاصل ہو جائیگا کیونکہ اللہ پاک دنیا و آخرت کا مالک ہے اور ساری عزت
اُسی کی ہے کما قال تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ
الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَقَالَ جَلَّ جَلَالُہٗ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ
لِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ مجاہد نے کہا جو شخص عزت چاہتا ہے بتوں کے پوجنے سے
تو بیشک عزت واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے ساری **قتادہ** نے کہا پس چاہیے کہ متعزز ہو ساتھ طاعت اللہ عز
وجل کے کسی نے کہا جو شخص چاہتا ہے علم عزت کا کہ وہ کس کے واسطے ہے تو بیشک عزت واسطے اللہ کے
ہے ساری اس قول کو ابن جریر نے حکایت کیا ہے **کلم طیب** سے مراد ذکر و تلاوت و دعا ہے یہ قول غیر واحد کا ہے سلف
مین سے **ابن جریر** نے مخارق بن سلیم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا
کہ جس وقت ہم تم سے کوئی حدیث بیان کرینگے تو ہم کتاب اللہ تعالیٰ سے اُس کی تصدیق تمہارے پاس لائینگے
بیشک بندہ مسلم نے جس وقت کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ
تو لیتا ہے ان کلموں کو ایک فرشتہ پھر رکھتا ہے اُن کو نیچے اپنے بازو کے پھر چڑھا لیجاتا ہے اُن کو طرف آسمان کی پس
نہیں گذرتا ہے اُن کو لیکر فرشتوں کی کسی جماعت پر مگر وہ استغفار کرتے ہین واسطے کہنے والے اُن کے
یہانتک کہ لاتا ہے اُن کو روبرو اللہ عز وجل کے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اِلَیْہِ یَصْعَدُ
الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ پھر ابن جریر نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے کہ کعب
احبار نے کہا کہ بیشک واسطے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کی البتہ ایک بھنبھناہٹ
ہے گرد عرش کے مثل بھنبھناہٹ زنبور شہد کے ذکر کرتے ہین واسطے اپنے صاحب کے اور عمل صالح خزائن
مین ہے یہ اسناد صحیح ہے کعب احبار رحمہ اللہ تک اور مرفوعا بھی مروی ہے **امام احمد** نے نعمان بن
بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جو ذکر کرتے ہین اللہ
کے جلال سے کوئی التسبیح اور کوئی تکبیر اور کوئی تحمید اور کوئی تہلیل تو وہ ایک دوسرے پر مائل ہوتے ہین گرد عرش
کے واسطے اسکے بھنبھناہٹ ہے مثل بھنبھناہٹ زنبور شہد کے ذکر کرتے ہین ساتھ اپنے صاحب کے
کیا دوست نہین رکھتا ہے ایک تمہارا اس کو کہ ہمیشہ رہے واسطے اس کے نزدیک اللہ کے ایک شے جس کے
ساتھ وہ ذکر کیا جائے ھٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کلم طیب تعالیٰ کا ذکر ہے
کو چڑھا لیجاتی ہین طرف اللہ عز وجل کی اور عمل صالح ادائی فریضہ ہے پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اس کے ادائے فرائض مین تو
اُٹھائے گا عمل اُس کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو چڑھا لے جائیگا اُس کو طرف اللہ عز وجل کے اور جس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا

ذکر کیا اور اُسکے فرائض ادا نہ کیے تو اسکا کلام رد کیا جائیگا اسکے عمل پر سو وہ اسکا زیادہ تر مستحق ہوگا اور اسی
طرح مجاہد نے کہا ہے کہ عمل صالح اُٹھاتا ہے اسکو کلام طیب اور اسی طرح ابو العالیہ و عکرمہ و ابراہیم نخعی
و ضحاک و سدی و ربیع بن انس و شہر بن حوشب وغیر واحد نے کہا ہے آیاس بن معاویہ قاضی نے کہا ہے
کہ اگر نہ ہوتا عمل صالح تو نہ اُٹھایا جاتا کلام حضرت حسن و قتادہ نے کہا قبول نہین کیا جاتا ہے قول مگر ساتہ
عمل کے قولہ تعالے وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّئَاتِ مجاہد و سعید بن جبیر و شہر بن حوشب نے کہا یہ لوگ
ریا کرنے والے ہین اپنے اعمال سے یعنے لوگون کے ساتہہ مکر کرتے ہین وہم مین ڈالتے ہین اس بات کے
کہ وہ اللہ تعالی کی طاعت مین ہے حالانکہ وہ مبغوض ہین طرف اللہ عزوجل کی دکھاوا کرتے ہین اپنے
اعمال سے اور ذکر نہین کرتے ہین اللہ کا مگر تہوڑا عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا یہ لوگ مشرک ہین
صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے اور مشرک بطریق اولے اُس مین داخل ہین اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا
ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ یعنے ان لوگون کا مکر فاسد و باطل ہو جائیگا اور
انکا کہوٹا پن ظاہر ہو جائیگا عنقریب واسطے بینائی دانائی والون کے کیونکہ نہین پوشیدہ کیا کسی نے
کوئی پوشیدہ کام مگر اللہ تعالی اسکو ظاہر کر دیتا ہے اسکی صفحات رو پہ اور فلتات زبان پر اور نہین پوشیدہ
کیا کسی نے کوئی پوشیدہ کام مگر پہناتا ہے اللہ اسکو چادر اسکی اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر پس ریا کار
کا کام رواج نہین پاتا ہے اور نہ چل جاتا ہے مگر غبی پر رہے مومنین فراست والے سو وہ انپر رواج نہین
پاتا ہے بلکہ عنقریب ان پر کہل جاتا ہے اور عالم الغیب پر تو کوئی چہپی چیز چہپتی نہین ہے قولہ تبارک و
تعالے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے تمہارے باپ آدم کی خلق مٹی
سے کی ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ پہر تمہارے جوڑی جوڑے بنائی یعنے نر و مادہ اس
کی لطف و رحمت سے یہ ہے کہ تمہارے واسطے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے چین
پکڑو قولہ تعالے وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى الآیہ یعنے نہین حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس
کے علم سے مطلب یہ ہے کہ وہ عالم ہے اسکا اس سے اسپر کچہ بہی مخفی نہین ہے بلکہ نہین گرتا ہے کوئی پتا
مگر وہ اسکو جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی اندہیریون مین اور نہ کوئی گیلا اور نہ سوکہا مگر وہ ہے کہلی
کتاب مین اس آیت پر کلام گذر چکا ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ قولہ تعالے وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا
يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ یعنے بعض نطفون کو جو عمر طویل دی جاتی ہے وہ اسکے علم سے ہے اور وہ
اسکے نزدیک ہے کتاب اول مین ما ینقص من عمرہ کی ضمیر راجع ہے طرف جنس کی نہ طرف عین کی یعنے

معین کے کیونکہ جو شخص طویل العمر ہے کتاب مین اور اللہ تعالے کے علم مین اسکی عمر سے کم نہین کیا جاتا ہے ضمیر جو عمرہ مین راجع ہے سو جنس کیطرف ابن جریر نے کہا کہ یہ مثل اس قول عرب کے ہے عِندِی ثَوبٌ وَنِصفُهٗ اے ولنصف ثوب آخر یعنے میرے پاس کپڑا ہے اور آدہا دوسرے کپڑے کا مطلب یہ ہے کہ ضمیر نصفہ کی معین ثوب کی طرف راجع نہین ہے بلکہ جنس ثوب کی طرف پہرتی ہے اسی طرح ضمیر من عمرہ کی معمر معین کیطرف راجع نہین ہے بلکہ جنس کی طرف عائد ہوتی ہے بطریق عوفی حضرت ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہین ہے کوئی کہ حکم کرچکا مین واسطے اسکے ساتھ طول عمر دحیات کے مگر وہ پہونچنے والا ہے اس عمر کو جو مین نے اسکے لیے مقدر کی اور بیشتر مین قضا کر چکا اسکو واسطے اسکے پس وہ اسی کتاب تک پہونچیگا جو مین مقدر کر چکا ہون اسپر زیادہ نہ کیجاویگی اور نہین ہے کوئی کہ حکم کیا مینے واسطے اسکے اس بات کا کہ وہ قصیر العمر والحیات ہے پہونچنے والا عمر کو لیکن وہ پہونچے گا اس کتاب تک جو مین نے اسکے واسطے لکھی پس یہ وہ قول ہے اللہ تعالے کا وَلَا یُنقَصُ مِن عُمُرِہٖٓ اِلَّا فِی کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیرٌ فرماتا ہے کہ کل یہ کتاب مین ہے نزدیک اسکے اور اسی طرح ضحاک بن مزاحم نے کہا ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے راوی ہین کہ ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب وہ ادہورے بچے ہین جنکو رحمون نے پہینکدیا ہے اور عبد الرحمن نے اسکی تفسیر مین یون کہا ہے کیا تو دیکھتا نہین ہے لوگون کو کہ ایک آدمی زندہ رہتا ہے سو برس اور دوسرا پیدا ہوتے ہی مرجاتا ہے فہذا ہذا قتادہ نے کہا وہ شخص جسکی عمر سے کم کیا جاتا ہے پس وہ ہے جو ساٹھ برس سے پہلے مرجاتا ہے مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ اس کی مان کے پیٹ مین یہ اسکے واسطے لکھا جاتا ہے نہین پیدا کی گئی خلق ایک عمر پر بلکہ اسکے واسطے ایک عمر ہے کہ وہ اسکی عمر سے کمتر ہے اور وہ اسکا جاتا ہے ذرہ ذرہ کر کے سب معلوم ہے اللہ تعالی کے نزدیک برس بعد برس کے اور مہینا بعد مہینے کے اور جمعہ بعد جمعہ کے اور دن بعد دن کے اور ساعت بعد ساعت کے سب لکہا ہوا ہے نزدیک اللہ تعالے کے اسکی کتاب مین اسکو ابن جریر نے نقل کیا ہے ابو مالک سے اور اسی طرف سدی وعطاے خراسانی گئے ہین ابن جریر نے قول اول کو اختیار کیا ہے اور وہ ویسا ہے جیسا اس نے کہا یعنے واقع مین وہ قابل اختیار کے ہے نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مینے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسکو خوش کرے یہ بات کہ فراخی کی جائے واسطے اسکے اسکے رزق مین اور تاخیر کی جائے اسکے اثر مین یعنے عمر مین تو چاہیے کہ صلہ کرے اپنے رحم کا وَقَد رَوَاہُ البُخَارِیُّ وَمُسلِمٌ وَاَبُو دَاوٗدَ مِن حَدِیثِ یُونُسَ بنِ یَزِیدَ الاَیلِیِّ

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہمنے ذکر کیا نزدیک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے تو آپنے فرمایا بیشک اللہ تاخیر نہین دیتا ہے کسی نفس کو جبکہ اسکی اجل آجاتی ہے
زیادتی عمر کی جو ہے سو ساتھ ذریۂ صالحہ کے ہے جو بندے کو دی جاتی ہے تو وہ اسکے واسطے دعا کرتے
ہین بعد اسکے سو لاحق ہوتی ہے اسکو دعا انکی اس کی قبر مین پس یہ ہے زیادت عمر قولہ تعالے اِنَّ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ یعنے یہ اندازہ پر سہل ہے اسکا علم نزدیک اُسکے آسان ہے اور اسکی تفصیل اپنی ساری
مخلوقات مین کیونکہ اسکا علم تو سب کو شامل ہے ان مین سے اسپر کچہ بہی مخفی نہین ہے کذا فی ابن کثیر
جمہور نے الریاح بصیغہ جمع پڑہا ہے اور ابن کثیر وابن محیصن واعمش و یحییے وحمزہ وکسائی نے الریح
بصیغہ مفرد اور یہ سبعیہ ہے اللہ پاک نے اول اَرْسَلَ الرِّيَاحَ بصیغہ ماضی ذکر کیا بعد اسکے فَتُثِيْرُ سَحَابًا بصیغہ
مضارع فرمایا منظور اس سے اس صورت بدیع کا استحضار ہے جو کہ کمال قدرت وحکمت پر دال ہے کیونکہ عبرت
لینے والون کے عبرت لینے مین اسکو زیادہ تر دخل ہے معنے یہ ہین کہ ہوائین بدلی کو ابہارتی حرکت
دیتی جاتی ہین اس جگہہ سے جہان وہ ہے پہر فَسُقْنَاهُ مین التفات ہے غیبت سے طرف متکلم کے ابو عبیدہ
نے کہا طرز کلام یہ تہا کہ فتسوقہ ہوتا کیونکہ اول فَتُثِيْرُ سَحَابًا فرمایا ہے کہا ہے کہ بعد مضارع کے دو ماضیون
سے تعبیر کرنے مین نکتہ دلالت ہے تحقق پر بَلَدٍ مَّيِّتٍ سے مراد وہ زمین ہے جس مین نہ کچہ روئیدگی ہے
نہ چراگاہ بلد مذکر ومؤنث دونون طرح مستعمل ہوتا ہے بلدہ وبلد کے ایک معنی ہین مبرد نے کہا کہ میت
ومیت ایک ہین اور کہا کہ یہ قول بصریون کا ہے اور اسکی سند مین یہ شعر پڑہا ہے ؎ لَيْسَ مَنْ مَاتَ فَاسْتَرَاحَ
بِمَيْتٍ + اِنَّمَا الْمَيْتُ مَيِّتُ الْاَحْيَاءِ یعنے جو شخص مر گیا پہر اس نے راحت پائی وہ مردہ نہین ہے مردہ تو
زندون کا مردہ ہے یعنے مسافر جو کہ سفر کے مصائب مین مبتلا یار ودیار واہل وعیال سے مہجور پڑا ہے بالجملہ
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ مین ضمیر راجع ہے طرف مطر کے گو اول اسکا ذکر نہین گذرا ہے لیکن سحاب تو
اسپر دال ہے یا سحاب کی طرف پہرتی ہے اسلیے کہ سحاب سبب ہے مطر کا یعنے پہر زندہ کیا ہمنے ساتہ مطر
کے جو کہ اترنے والا ہے بدلی سے زمین کو بعد اسکی خشکی کے باین طور کہ اس مین روئیدگی اگائے احیا
کا استعارہ کیا واسطے نبات کے اور موت کا واسطے خشکی کے كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ یعنے اسی طرح اللہ تعالے
زندہ کرے گا بندون کو بعد انکے مرنے کے جس طرح کہ زندہ کیا زمین کو بعد اسکی خشکی کے نشور بمعنے بعث
ہے ماخوذ نشر الانسان نشورا سے حرف کاف محل رفع مین ہے بنا بر خبریت یعنے صحت مقدوریت مین
اور سہولت تحصل مین زندہ کرنا مردون کا مثل زندہ کرنے مردہ زمین کے ہے کیونکہ درمیان دونون کے
نہین ہے مگر اختلاف مادہ کا مقیس علیہ مین اور اسکو اس مین کچہ دخل نہین ہے پہر کیون تم اس کا

انکار کرتے ہو حالانکہ بارہا تم اس شے کا مشاہدہ کر چکے ہو جو اسکی شبیہ و مثل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ ایک فرشتہ صور لیکر کھڑا ہوگا درمیان آسمان و زمین کے پھر اس مین پھونکے گا تو باقی نرہیگی
کوئی خلق واسطے اللہ کے آسمانو نمین اور زمین مین مگر جسکو اللہ چاہے مگر وہ مرجائیگی پھر بھیجے گا اللہ عرش
کے نیچے سے منی مثل منی مردون کی تو اس پانی سے ان کے جسم اور گوشت اُگ اٹھین گے جس
طرح اگاتی ہے زمین تری سے پھر یہ آیت پڑہی اَخْرَجَہُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
قولہ تعالے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ الآیۃ قتادہ نے کہا جو شخص چاہتا ہے عزت تو چاہیے متعزز ہو ساتھہ طاعت
اللہ کے پس للہ العزۃ کے معنے ٹہیرائے بلا طرف طاعت کی اس شخص کی جسکے واسطے عزت ہے جس
طرح محاورے مین بولتے ہین من اراد المال فالمال لفلان یعنے جو کوئی چاہے مال تو مال واسطے
فلان کے ہے مطلب یہ ہے کہ اسکو چاہیے کہ اسے طلب کرے اُسکے پاس سے زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے
جو چاہتا ہے ساتھہ عبادت اللہ کے عزت تو عزت واسطے اللہ پاک کے ہے پس بیشک اللہ پاک اسکو عزت دیگا
دنیا و آخرت مین کسی نے کہا کہ مراد اس سے مشرکین ہین کیونکہ وہ متعزز ہوتے تہے ساتھہ عبادت اصنام
کے کما قال تعالے وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لِّیَکُوْنُوْا لَھُمْ عِزًّا ظاہر معنے آیت مین یہ ہے
کہ جو شخص چاہتا ہے عزت اور اسکو طلب کرتا ہے تو چاہیے کہ طلب کرے اسکو اللہ عز و جل سے پس واسطے
اللہ کے ہے عزت ساری نہین ہے واسطے اسکے غیر کے اس مین سے کچہ اب آیت شامل ہو جائیگی ہر ہر
شخص کو جس نے طلب کی عزت اور مقصود اس سے آگاہ کرنا ہوگا اصحاب اقدار وہمم کو اس بات پر کہ عزت
کہان سے ملتی ہے اور کہان سے اسکا استحقاق ہوتا ہے اور کس جہت سے طلب کی جاتی ہے پس الف
لام واسطے استغراق کے ہوگا اور اس سورت کی آیتون سے یہی سمجہا جاتا ہے صعود کہتے ہین حرکت
کرنے کو طرف فوق کی اور یہی عروج بہی ہے موضع ثواب کا فوق ہے اور موضع عذاب کا اسفل صعود کلم طیب
کا طرف اللہ تعالے کے اسکے معنے ہین قبول کرنا اسکا انکو یا فرشتون مین سے جو اعمال لکہنے والے ہین
ان کا چڑہنا ہے نامہائے اعمال لیکر جن کو وہ لکہتے ہین خاصکر کلم طیب کا ذکر اس لیے کیا کہ بنا ثواب کی
انہین پر ہے کلم طیب شامل ہے ہر اس کلام کو جو متصف ہوتا ہے ساتھہ طیب ہونے کے ذکر اللہ و امر بالمعروف
ونہی عن المنکر و تلاوت قرآن شریف وغیرہ اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ کلمہ توحید یا تحمید یا تمجید کے ساتھہ
اسکو خاص کرین کسی نے کہا کہ مراد انکی چڑہنے سے چڑہنا ان کا ہے طرف سمائے دنیا کی کسی نے کہا
کہ طرف اسکے آسمان کی اور اس محل کی جس مین سوا اسکے اور کسیکا کوئی حکم جاری نہین ہوتا ہے۔
فتح البیان مین ہے کہ اس مین دلیل ہے اللہ تعالے کے علو فوق الخلق اور اسپر کہ وہ بذاتہ بائن ہے خلق

سے جسطرح کہ اور آیتین صریح اور احادیث مستفیضہ صحیحہ اسپر دال ہین کسی نے کہا کہ مراد اسکی صعود سے علم اللہ پاک
کا ہے ساتھہ اسکی والاولی ما ذکرناہ انفا قولہ تعالی والعمل الصالح یرفعہ کے یہ معنے ہین کہ عمل صالح اٹھاتا ہے کلم
طیب کو جیسا کہ حضرت حسن وغیرہ نے کہا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ کلم طیب مقبول نہین ہوتا ہے مگر مع عمل صالح کی
کسی نے کہا کہ فاعل یرفعہ کا کلم طیب ہے اور عمل صالح اسکا مفعول ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ عمل صالح مقبول نہین ہوتا
ہے مگر مع توحید و ایمان کے کسی نے کہا کہ فاعل یرفعہ کا وہ ضمیر ہے جو اللہ پاک کی طرف پہرتی ہے معنے یہ ہین
کہ اللہ اٹھاتا ہے عمل صالح کو کلم طیب پر اس واسطے کہ عمل محقق کرتا ہے کلام کو کسی نے کہا کہ عمل صالح اٹھاتا ہے
اپنے صاحب کو یہ وہی شخص ہے جسنے عزت کا ارادہ کیا ہے قتادہ نے کہا معنے یہ ہین کہ اللہ اٹھاتا ہے عمل
صالح کو واسطے اسکے صاحب کے یعنے اسکو قبول فرماتا ہے اس بنیاد پر والعمل الصالح مبتدا ہوگا اور خبر
اسکی یرفعہ اور اسیطرح اسکے قول پر جسنے کہا ہے کہ یرفع صاحبہ جمہور نے یصعد پڑہا ہے صعد ثلاثی سے
اور الکلم کو برفع بنا بر فاعلیت اور حضرت علی وحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے بضم حرف مضارع اصعد
ثلاثی مزید سے اور الکلم کو بنصب بنا بر مفعولیت اور ضحاک نے بصیغہ مجہول کلم قرارت جمہور ہے اور
ابو عبد الرحمن نے الکلام پڑہا ہے اور والعمل الصالح کو جمہور نے برفع پڑہا ہے بنا بر عطف یا بنا بر ابتدار
اور ابن ابی عبلہ نے اور عیسے بن عمر نے بنصب بنا بر اشتغال السیئات یمکرون کا مفعول بہ نہین
ہے اس واسطے کہ مکر فعل لازم ہے پس نصب اسکا اس بنا پر ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے ای
یمکرون المکرات السیئات یہ بہی جائز ہے کہ یمکرون متضمن ہو یکسبون کے معنے کو تو اب سیئات اسکا
مفعول بہ ہو جائیگا مجاہد و قتادہ نے کہا یہ لوگ اہل ریا ہین ابو العالیہ نے کہا یہ وہ ہین جنہون نے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مکر کیا جبکہ دار ندوہ مین جمع ہوئے کلبی نے کہا وہ ہین جو دنیا مین سیئات
کرتے ہین مقاتل نے کہا کہ مشرکین ہین غرضکہ انکی سزا یہ ذکر کی کہ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے ان کے
واسطے وہ عذاب ہے جو شدت مین نہایت درجے کو پہونچنے والا ہے وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ یعنے مکر ان لوگون کا ہلاک
و فاسد و باطل ہوگا اسی باب سے ہے قولہ تعالی وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا بیشک اللہ پاک نے سبب انکے مکرون کی انکو خوب
ہی ہلاک کیا جبکہ انکو مکے سے نکالا اور انکو قتل کیا اور چاہ بدر مین ان کا اثبات کیا سوا انکے تینون مکر جن مین سے ایک
کے ساتھہ آپکے حق مین اکتفا کیا تہا ان سب کو انہین پر جمع کر دیا مکر اصل مین خدیعت و احتیال ہے یعنے فریب و
حیلہ گری کرنا اولئک کا اشارہ ہے طرف الذین یمکرون السیئات کے بنا بر اختلاف اقوال جملہ انکے مکر کی تفسیر مین ہے
جملہ ہو یبور خبر ہے مکر اولئک کی اولئک اسم اشارہ کو جو بجائے ضمیر ہم کے رکہا ہے سو مقصود اس سے آگاہ
کرنا ہے اس بات پر کہ جس شر و فساد پر وہ جمع ہوئے ہین بسبب اسکے انکو کمال تمیز حاصل ہوا ہے سارے مفسدون سے

اور بغایت اسکے ساتھ مشہور ہو رہے ہین گویا محسوس و مشاہد ہین پھر اللہ پاک نے صحت بعث و نشور پر ایک اور دلیل ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ الآیۃ یعنے اللہ نے پیدا کیا تم کو ابتدا اً تمہارے باپ آدم کے ضمن خلق مین مٹی سے قتادہ نے کہا کہ مراد آدم علیہ السلام ہین تقدیر اس بنا پر یہ ہے کہ پیدا کیا تمہارے اول باپ کو اور تمہاری اصل کو جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو مٹی سے پھر نطفہ سے جسکو تمہارے باپ کی پشت سے نکالا ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا کے یہ معنے ہین کہ جوڑا کیا بعض تمہارے کا بعض سے پس نر جوڑا ہے مادہ کا یا یہ معنے ہین کہ تمکو صنف صنف بنایا نر اور مادہ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ نہین ہوتا ہے حمل اور جننا مگر حال یہ ہے کہ اللہ اسکا عالم ہے اسکے علم و تدبیر سے کوئی شے خارج نہین ہوتی ہے کلمہ مِنْ زائدہ ہے وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ جمہور نے یُنْقَصُ بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور مِنْ عُمُرِهٖ بضمِ میم یعقوب و سلام نے یَنْقُصُ بصیغہ معروف اور ابو عمرو سے بھی مروی ہے اور حضرت حسن و اعرج و زہری نے مِنْ عُمْرِهٖ بسکون میم معنے یہ ہین نہین دراز ہوتی ہے عمر کسی کی اور نہین کم کیا جاتا ہے اسکی عمر سے مگر لوح محفوظ مین ہے فراء نے کہا کہ مِنْ عُمُرِهٖ کی ضمیر سے مراد دوسرا شخص ہے اول کا غیر سو اس ضمیر کے ساتھ کنایہ کیا ہے گویا وہ اول ہی ہے کیونکہ اگر ثانی کا لفظ ظاہر ہوتا تو وہ مثل کی ہوتا گویا یون کہا ولا ینقص من عمر معمر پس ضمیر من عمرہ کی پھرتی ہے طرف دوسرے کی جو کہ غیر اول ہے اسکی مثل تیرا یہ قول ہے کہ عندی درہم ونصفہ یعنے میرے پاس ایک درہم ہے اور نصف دوسرے درہم کا کہا ہے کہ ابتدا اً جو معمر کا نام معمر رکھا سو اس اعتبار سے کہ آخر کو وہ اسکی طرف منتقل ہوگا معنے یہ ہین کہ درازی نہین کی جاتی ہے کسی کی عمر مین اور نہ کمی کی جاتی ہے کسی کی عمر سے لیکن نہ اس معنے کی بنا پر کہ کمی نہین کی جاتی ہے اسکی عمر سے بعد اسکے زائد ہونے کے بلکہ اس معنے کی بنیاد پر کہ نہین کی جاتی ہے ابتدا سے ناقص مگر حال یہ ہے کہ وہ کتاب مین ہے سعید بن جبیر نے کہا نہین عمر دیا جاتا ہے کوئی معمر مگر لکھی جاتی ہے اسکی عمر کہ کتنے سال ہے کتنے مہینے کتنے دن کتنی گھڑی پھر دوسری کتاب مین لکھا جاتا ہے کہ اسکی عمر سے ایک گھڑی کم ہوئی ایک دن کم ہوا ایک مہینا کم ہوا ایک سال کم ہوئی یہانتک کہ اپنی اجل کو پورا کرلیتا ہے پس یہ نقصان ہے اور جس عمر کا استقبال کرتا ہے سو وہ ہے جو عمر دیا جاتا ہے نسفی کا حاصل یہ ہے کہ یہ کلام اس کلام کے قبیل سے ہے جس مین تسامح کیا جاتا ہے واسطے اعتماد کرنے کے افہام سامعین پر اسکی تاویل مین اور واسطے بھروسا کرنیکے انکے ٹھیک کرنے پر اسکے معنے کو اپنی عقلوں سے اور اسپر کہ طول و قصر کا ایک شخص کی عمر مین محال ہونا ان پر ملتبس نہ ہوگا اسی بنیاد پر لوگون کا یہ کلام ہے جو کہتے ہین کہ لَا یُثِیْبُ اللّٰهُ عَبْدًا وَلَا یُعَاقِبُهٗ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنے نہین ثواب دیتا ہے اللہ کسی بندے کو اور نہ عقاب کرتا ہے دوسرے بندے کو مگر ساتھ حق کے یا تاویل آیت کریمہ کی یہ ہے کہ صحیفے مین اسکی عمر لکھی جاتی ہے اتنے اتنے برس پھر اسکے نیچے یہ لکھا جاتا ہے کہ ایک دن گیا دو دن گئے یہانتک کہ آتا ہے اپنے آخر پر سو یہ ہے نقصان اسکی عمر کا انتہی کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ اللہ نے لکھی عمر انسان کی اتنی اگر وہ اطاعت کرے اور اس سے کم اگر وہ نافرمانی کرے پس ان میز

سے جسکو پہونچا سو وہ ہی کتاب مین اس بنا پر ضمیر راجع ہوگی طرف معمر کے کسی نے کہا معنے یہ ہین نہین عمر دیا جاتا ہی کوئی معمر بڑہاپے تک اور نہین کم کیا جاتا ہے دوسرا بڑہاپے کی عمر سے مگر اللہ کی کتاب مین ہے یعنے اللہ کی قضا سے یہ قول ضحاک کا ہے نحاس نے اسکو اختیار کیا ہے کہا اور یہ قول سب قولون سے زیادہ تر مشابہ ہی ساتہ ظاہر تنزیل کے **اولی** یہ ہے یون کہا جائے کہ ظاہر نظم قرآنی یہ ہے کہ تطویل و تقصیر عمر کی دونون اللہ پاک کی قضا و قدر سے ہین بوجہ کئی اسباب کی جو تطویل کے مقتضی ہوتے ہین اور بسبب کئی اسباب کے جن کا مقتضا تقصیر ہوتا ہے پس اسباب تطویل عمر مین سے وہ ہی جو صلہ رحم کے باب مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوا ہے جسکا ذکر اول ہو چکا ہے اور اسباب تقصیر سے اللہ پاک کے معاصی کی کثرت ہی پس وہ عمر جو آدمی کے واسطے مقرر کی گئی ہے جبکہ ہو مثلا ستر برس کی تو مقرر اللہ تعالی واسطے اسکی اسپر زیادتی فرماتا ہے جس وقت کہ وہ زیادت کی اسباب کرے اور کبہی اس سے کم کر دیتا ہے جبکہ وہ اسباب نقصان کی کرے اور کل کتاب مبین مین ہے اب کسی طرح کا تخالف نہین ہے درمیان اس آیت کے اور قولہ تعالی فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ اور قولہ تعالی یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اسکا مؤید ہے اول ہم اسکی تفسیر مین وہ شی ذکر کر آئے ہین جو وضوح و بیان مین اس جگہہ کے ذکر سے زیادہ ہے **ابو حذیفہ** بن اسید غفاری کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے داخل ہوتا ہے فرشتہ نطفے پر بعد اسکے کہ قرار پکڑتا ہے رحم مین چالیس یا پینتالیس رات پہر کہتا ہے اے رب کیا شقی ہے یا سعید کیا نر ہے یا مادہ پس اللہ فرماتا ہے اور لکہی جاتی ہین یعنے یہ دو باتین پہر لکہا جاتا ہے عمل اسکا اور رزق اسکا اور اجل اسکی اور اثر اسکا یعنے نقش قدم اور مصیبت اسکی پہر لپیٹا جاتا ہے صحیفہ اسکا سو نہ زیادہ کیا جائی اس مین اور نہ کم کیا جاوے اس سے اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِیُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ **حضرت ابن مسعود** رضی اللہ عنہ کہتے ہین قَالَتْ اُمُّ حَبِیْبَةَ اَللّٰهُمَّ اَمْتِعْنِیْ بِزَوْجِی النَّبِیِّ وَبِاَبِیْ اَبِیْ سُفْیَانَ وَبِاَخِیْ مُعَاوِیَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّكِ سَاَلْتِ اللّٰهَ لِاٰجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَاَیَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَاَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ وَلَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰهُ شَیْئًا قَبْلَ حِلِّهٖ اَوْ یُؤَخِّرَ شَیْئًا وَلَوْ كُنْتِ سَاَلْتِ اللّٰهَ اَنْ یُّعِیْذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ اَوْ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ كَانَ خَیْرًا وَاَفْضَلَ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ وَاَبُو الشَّیْخِ وَهٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ مُخَصَّصَةٌ بِمَا وَرَدَ مِنْ قَبُوْلِ الدُّعَاءِ وَاَنَّهٗ یَعْتَلِجُ هُوَ وَالْقَضَاءُ وَبِمَا وَرَدَ فِیْ صِلَةِ الرَّحِمِ اَنَّهَا تَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ فَلَا مُعَارَضَةَ بَیْنَ الْاَدِلَّةِ كَمَا قَدَّمْنَا قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ یعنے بے شک یہ خلق اور جو اسکے بعد ذکر ہوا ہے اللہ پر آسان ہے اس مین سے اللہ پر کوئی شی مشکل نہین ہے اور اس سے نہ کوئی کثیر غائب ہوتا ہے نہ قلیل اور نہ کبیر و صغیر کذا فی فتح البیان پہر اللہ پاک نے اپنی بدیع صنع و عجیب قدرت سے ایک اور نوع ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ

فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا
وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ؕ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا
لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ اور برابر نہین دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس ع ۲ ۱۴

بجھاتا ہے پینے مین رچتا اور یہ کھارا کڑوا اور دونون مین سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جسکو پہنتے ہو اور تو دیکھے جہاز اس مین چلتے ہین پھاڑتے تا تلاش کرو اسکے فضل سے اور شاید تم حق مانو رات پیٹھاتا ہے دن مین اور دن کو پیٹھاتا ہے رات مین اور کام لگایا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ٹہیرے وعدے پر یہ اللہ ہے تمھارا رب اسی کے لیے بادشاہی ہے اور جنکو تم پکارتے ہو اسکے سوا مالک نہین ایک چھلکے کے اگر تم انکو پکارو سنین نہین تمھاری پکار اور اگر سنین ہو جواب نہین تمھاری کام پر اور دن قیامت کے منکر ہونگے تمھارے شریک ٹھیرانے سے اور کوئی نہ بتاویگا تجھ کو جیسا بتاوے خبر رکھنے والا **ف** یعنے کفر و اسلام برابر نہین خدا کفر کو مغلوب ہی کریگا اگرچہ تم کو دونون سے فائدہ ملیگا مسلمانون سے قوت اور کافرون سے جزیہ خراج گوشت میٹھے کھارے دونون سے نکلتا ہے یعنے مچھلی اور گہنا یعنے موتی مونگا اور جواہر اکثر کھاری سے اور کبھی میٹھے سے اور یہ جو فرمایا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر زر اپہننا مردون کو حرام نہین **ف** یعنے رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کیطرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہین ہوتی ہے اس مین سے اللہ کی وحدانیت نکلی قطمیر کہتے ہین چھلکے کو جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے **ف** یعنے اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہین انتہے **ف** اللہ پاک نے جو اشیای مختلف پیدا کیے ہین سو اس نے پیدا کرنے مین اپنی قدرت عظیم پر آگاہ فرماتا ہے کہ اس نے دو دریا پیدا کیے ایک شیرین پیاس بجھاتا خوشگوار وہ یہی ندیان ہین بڑی چھوٹی جو درمیان لوگون کے بہ رہی ہین موافق اس حاجت کے جو انکی طرف ہے اقالیم و امصار مین اور آبادی و جنگل و بیابان مین یہ ندیان شیرین مین انکا پانی خوشگوار ہے و سہل اسکے جو اسکا ارادہ کرے وھذا ملح اجاج یعنے اور یہ کھارا کڑوا ہے یہ وہی دریای ساکن ہے جس مین بڑے بڑے جہاز چلتے ہین اور یہ جو ہے سو نہایت درجہ کا کھارا کڑوا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اے مُرّ یعنے کڑوا پھر اللہ پاک نے فرمایا وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ الاٰیۃ لحما طریا سے مراد مچھلی ہے اور حلیہ سے مراد موتی مونگا کما قال تعالیٰ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ مواخر کے یہ معنے ہین کہ جہاز پھاڑتے ہین دریا کو اپنی حیزوم سے یہ اسکی آگے کی جانب سینا کی شکل ہے جو مشابہ سینہ طائر کے ہوتی ہے مجاہد نے کہا تمخر الریح السفن ولا تمخر الریح من السفن الا العظام قولہ جل علا لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ یعنے تا کہ تم

تلاش کرو اسکے فضل سے اپنی تجارت کی سفر دن مین ایک قطر سے طرف دوسرے قطر کے ایک اقلیم سے طرف دوسری اقلیم
کے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور شاید شکر کرو اپنے رب کا اسپر کہ اس نے تمہارے واسطے اس خلق عظیم کو مسخر کر دیا یعنے دریا
جس مین تم تصرف کرتے ہو جسطرح چاہتے ہو اور چلے جاتے ہو جہان کا ارادہ کرتے ہو اس مین سے کوئی شئے تم پر ممتنع
نہین ہوتی ہے بلکہ اس نے تو مافی السموات والارض کو اپنی قدرت سے تمہارا مسخر کر دیا ہے یہ سب اسکی فضل و رحمت سے
ہے قوله تعالى يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ الآية یہ بھی اللہ پاک کی قدرت تام و سلطان عظیم سے ہے کہ اس نے رات کو مسخر
کیا ہے مع اسکی تاریکی کے اور دن کو مع اسکی روشنی کے اور لیتا ہے اس کی درازی سے تو اس کو بڑہاتا ہے
اس کی کوتاہی مین پس وہ برابر ہوجاتے ہین پھر لیتا ہے اُس سے اس مین تو یہ لنبا ہوجاتا ہے اور یہ گھٹ جاتا
ہے پھر گرمی و سردی کے موسم مین باہم ایک دوسرے کو کترتے ہین اور مسخر کیا سورج چاند کو یعنے اور نجوم سیارہ
کو اور ثوابت باقی ہے مع اپنی روشنیون کے ہتما فون کے حسبون مین سب کے سب چلتے ہین ساتھ ایک تعداد
معین کے اور ایک راہ پر جو مقرر و معین کی گئی ہے اندازہ کیا گیا ہے طرف سے عزیز علیم کے ایک مدت مقرر
تک یعنے روز قیامت تک ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یعنے جس نے یہ سب کام کیے وہی رب عظیم ہے جسکے سوا کوئی معبود
نہین ہے اور جن اصنام و انداد کو اسکی سوا تم پکارتے ہو جن کو تم ملائکہ مقربین کی صورت پر خیال کرتے ہو وہ
مالک نہین ہین قطمیر کے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و عطا و عطیہ عوفی و حسن و قتادہ وغیرہم نے کہا ہے
قطمیر وہ لفافہ ہے جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے یعنے وہ مالک نہین ہین سموات و ارض سے کسی شے کے
اور نہ بقدر اس قطمیر کے پھر اللہ پاک نے فرمایا اگر تم ان کو پکارو تو نہ سنین تمہاری پکار کو یعنے جن معبودون
کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری پکار کو سنتے نہین ہین اس واسطے کہ وہ تو جماد ہین ان مین روح نہین
نہین ہین اور اگر وہ سنین تو تم کو جواب نہ دین یعنے جو کچھ تم ان سے طلب کرتے ہو اس مین سے کسی شے
پر قدرت نہین رکھتے ہین وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن وہ تم سے بیزار
ہونگے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ وقال اللہ
تعالى وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ
ضِدًّا قوله تعالى وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ کے یہ معنے ہین کہ عواقب و مآل امور کی تجھے خبر دیگا مثل اس شخص
کے جو انکی خوب خبر رکھتا ہے واقف کار ہے قتادہ نے کہا کہ مراد اللہ تعالی کی خبیر سے اسکا نفس مقدس ہے
تبارک و تعالی کیونکہ واقع کی اس نے پکی خبر دی ہے اور جس شئ کا بالضرور وقوع ہونے والا ہے وہ بتائی ہے
کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ یعنے ایک ان مین کا نہا

درجہ شیرین سَآئِغٌ شَرَابُہٗ پینا اس کا رچتا ہے مادی اس کی شیرینی کے حلق مین اترنا سہل ہوتا ہے وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ یعنے دوسرا ان مین کا نہایت کھارا ہے کسی نے کہا وہ ہے جو بوجہ اپنے کھارے پن کے حلق کو جلا دیتا ہے پس مراد بحرون سے میٹھا اور کھاری دریا ہے عذب فرات تو دریاے شیرین ہوا اور اجاج کڑوا عیسے بن عمر نے سیغ بتشدید یاے تحتانی پڑھا ہے اور اسکا سکون بھی مروی ہے طلحہ وابونہیک نے ملح کو بفتح میم پڑھا ہے کسی نے کہا کہ مقصود آیت سے بیان کرنا مثل کا ہے اللہ پاک نے مومن وکافر کی مثل بیان فرمائی ہے قولہ تعالیٰ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا مراد لحم طری سے وہ حیوانات ماکول اللحم ہین جو میٹھے کھاری دریا سے شکار کیے جاتے ہین یہ آیت اور اسکا مابعد یا تو استطراد ہے بحرین کی صفت مین اور جو نعمتین اور منافع ان مین ہین یا تکملہ ہے تمثیل کا معنے یہ ہین کہ جس طرح دونون دریا اگرچہ مشترک ہین بعض فوائد مین برابر نہین ہوتے ہین اس حیثیت سے کہ وہ متفاوت ہین اس شے مین جو کہ مقصود بالذات ہے پانی سے اس لیے کہ ان مین سے ایک مین وہ شے مل گئی ہے جس نے اس کو فاسد کر دیا ہے اور اس کی فطرت سے اس کو بگاڑ ڈالا ہے ہی طرح کافر مومن سے برابر نہین ہوتا ہے اگرچہ کافر مومن کا شریک ہے بعض صفات مین جیسے شجاعت وسخاوت اور مثل ان کی اور صفات کے سبب ان کے تباین کے اس شے مین جو کہ خاصیت عظمیٰ ہے اس لیے کہ ان مین سے ایک تو اپنی اصلی فطرت پہ باقی ہے اور اپنے کمال لائق کا جامع ہے دوسرا ایسا نہین ہے یا تفضیل ہے اجاج کی کافر پر اس جہت سے کہ کھاری دریا مشارک ہے شیرین کا منافع کثیرہ مین اور کافر خالی ہے منافع سے بالکلیہ یہ تفضیل اس آیت کے طریقہ پر ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً الآیۃ قالہ ابوالسعود **حلیہ** سے مراد لؤلؤ ومرجان ہین مرجان چھوٹے موتیون کو کہتے ہین طرطوشی نے کہا مرجان سرخ عروق ہین دریا سے نکلتے ہین مثل انگشتان کف کے اور اسی طرح ہم نے بہت مشاہدہ کیا ہے مغارب ارض مین انتہے **ظاہر** یہ ہے کہ معنے یہ ہین کہ تم نکالتے ہو دونو دریا سے زیور مبرد نے کہا کہ حلیہ تو کھاری ہی دریا سے نکالا جاتا ہے **زجاج** سے مروی ہے کہ حلیہ ان مین سے جب ہی نکالا جاتا ہے کہ دونون مختلط ہون نہ ان مین کے ہر ایک سے تنہا نحاس نے مبرد کے قول کو ترجیح دی ہے معنے لبس حلیہ کے یہ ہین کہ تم پہنتے ہو ہر شے کو اس مین سے موافق اسکے یعنے جو شے جس عضو کے مناسب ہے اس کو اسی مین پہنتے ہو جیسے انگوٹھی کو انگلی مین کنگن کو ہاتھ مین گلوبند کو گردن مین اور خلخال کو پاؤن مین اور منجملہ اسکے جو پہنا جاتا ہے حلیہ سلاح ہے جو اٹھایا جاتا ہے جیسے تلوار اور زرہ اور مثل ان کی وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ کے یہ معنے ہین کہ دیکھتا ہے تو جہازون کو ہر ایک مین دونو دریا سے نحاس نے کہا کہ ضمیر فیہ کی خاصۃ راجع ہے طرف کھاری دریا کے اگر یہ بات نہ ہوتی تو اللہ پاک فیہما بضمیر تثنیہ فرماتا مخر کہتے ہین پھاڑنے کو محاورے مین بولتے ہین مخرت السفینۃ تمخر جبکہ وہ دریا مین اپنے چلنے سے پانی کو پھاڑے معنے یہ ہین دیکھے تو جہازون

کو دونو دریا مین پہاڑتے ہوے پانی کو بعض جہاز تو آگے آنے والے ہین اور بعض پیچھے جانے والے ایک ہوا
سے سورہ نمل مین اسپر کلام گذر چکا ہے حرف لام لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ مین متعلق ہے اس فعل سے جسپر کلام سابق
دال ہے لیے فعل ذلک لتبتغوا یعنے اللہ پاک نے یہ کام کیا کہ جہازون کو دریا مین چلایا تاکہ تم تلاش کرو اس کے
فضل سے مجاہد نے کہا کہ فضل کا تلاش کرنا تجارت ہے دریا مین طرف دور دور شہرون کے مدت قریب مین
جیسا کہ سورہ بقرہ مین گذر چکا ہے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور شاید تم شکر کرو اللہ کا ان نعمتون پر جنکا اس
نے تمپر انعام فرمایا ہے نعمتہاے مذکورہ سے يُولِجُ اللَّيْلَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بعض اجزا دن رات کے ملا دیتا
ہے طرف دوسرے کی تو بڑہا دیتا ہے ان کے ایک مین بسبب نقصان کے دوسرے مین اس کی تفسیر آل عمران
مین اور کئی جگہہ قرآن مین گذر چکی ہے قولہ تعالے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ الآیہ معطوف ہے یولج پر لیکن یولج مضارع
اور سخر ماضی سو یہ اختلاف صیغہ کا اسلیے ہے کہ داخل کرنا ایک کا دوسرے مین حینًا فحینًا متجدد ہوتا رہتا
ہے اور سورج چاند کی تسخیر ایک ایسا امر ہے جس مین کسیطرح کا تجدد و تعدد نہین ہے متعدد و متجدد جو
ہین سوا اسکے آثار ہین بالجملہ سورج اور چاند چلتے ہین اپنے فلک مین واسطے ایک مدت مقرر کے جس کو
اللہ نے ان کے چلنے کے لیے مقدر فرمایا ہے وہ قیامت کا دن ہے کسی نے کہا وہ مدت ہے جس مین قطع
کرتے ہین فلک کو اور وہ ایک برس ہے واسطے سورج کے اور ایک مہینا واسطے چاند کے کسی نے کہا کہ مراد
اس سے چلنا سورج کا ہے دن مین اور چاند کا رات مین اسکی تفسیر سورہ لقمان مین پورے طور پر گذر چکی
ہے ذٰلِكُمْ مبتدا ہے اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ اسکی خبر ہے یعنے فاعل ان افعال کا جن کا ذکر اول سورہ
سے یہانتک گذر چکا ہے اور جس کی صنعت سے امور مذکورہ ہین وہ خالق مقدر اور قادر مقتدر مالک عالم ہے
اور اس مین تصرف کرنے والا ہے یہ بھی جائز ہے کہ لَهُ الْمُلْكُ جملہ مستقلہ ہو مقابلے مین اس آیت کے وَ
الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الآیہ یعنے جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ قادر نہین ہین قطمیر پر اور نہ اس کے
پیدا کرنے پر قطمیر وہ رقیق پوست ہے جو درمیان کہجور کے اور گٹھلی کے ہوتا ہے اور اسپر مثل لفافہ کے ہوتا
ہے مبرد نے کہا کہ وہ شق نواۃ ہے قتادہ نے کہا وہ قمع ہے جو کہ گٹھلی کے سر پر ہوتا ہے جوہری نے کہا اور
کہتے ہین وہ نکتہ سفید ہے جو گٹھلی کی پیٹھہ مین ہوتا ہے جس سے کہجور کا درخت اگتا ہے حضرت ابن عباسؓ
نے فرمایا قطمیر قشر ہے اور ایک لفظ مین یہ ہے وہ جلد ہے جو گٹھلی کی پیٹھہ پر ہوتی ہے یہ بات معلوم ہے
کہ گٹھلی مین چار چیزین ہین جنکے ساتھ قلت مین مثل بیان کی جاتی ہے فتیل یہ وہ ہے جو گٹھلی کے شگاف
مین ہوتا ہے قطمیر لفافہ ہے نقروق یہ وہ ہے جو درمیان قمع اور گٹھلی کے ہوتا ہے نقیر یہ وہ ہے جو اسکی
پشت مین ہوتا ہے پہر اللہ پاک نے ان لوگون کا حال بیان کیا جن کو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا کہ وہ نہ

نفع دیتے ہین نہ ضرر پہونچاتے ہین ارشاد فرمایا اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ الآیہ یعنے اگر تم ان سے فریاد رسی چاہو حوادث مین تو وہ نسنین تمہاری پکار کو کیونکہ وہ تو جمادات ہین مدرکات مین سے کسی شئے کا ادراک نہین کرتے ہین اور اگر بالفرض و التقدیر سن لین تو تم کو جواب نہ دین اس لیے کہ وہ اس سے عاجز ہین قتادہ نے کہا معنے یہ ہین اگر وہ سن لین تو تم کو نفع نہ پہونچائین کسی نے کہا معنے یہ ہین اگر ہم ان کے واسطے سماع و حیات کرتے پھر وہ تمہاری پکار کو سنتے تو البتہ وہ زیادہ تر مطیع ہوتے واسطے اللہ کے تم سے اور جس کفر کی طرف تم نے انکو بلایا اس کی طرف تمہارے واسطے استجابت نہ کرتے یعنے تمہارا کہا نہ مانتے قولہ تعالی وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ بیزار ہونگے تمہارے پوجنے سے ان کو اور کہینگے کہ نہین تھے تم ہمکو پوجتے یہ بھی جائز ہے کہ قولہ تعالی وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ اور ما بعد اسکا راجع ہو طرف عقلاء معبودین کفار کے یہ لوگ ملائکہ و جن و شیاطین ہین یعنے یہ لوگ انکار کرینگے اس سے کہ جو کام تم نے کیا ہے وہ حق ہو اور اس کے منکر ہونگے کہ انہون نے تمکو اپنی عبادت کا امر کیا جسطرح کہ اللہ پاک نے حضرت عیسے علیہ السلام کیطرف سے خبر دی ہو کہ وہ یون کہینگے مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّ قرطبی نے کہا جائز ہے کہ اس مین اصنام بھی مندرج ہون یعنے اللہ سبحانہ ان کو زندہ کر دے تا کہ خبر دین اس بات کی کہ وہ لائق عبادت کے نہین ہین وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ کے خطاب مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے دوسرے یہ ہے کہ کسی کے ساتھ خاص نہین ہے یعنے مذکور ہوا جو کچھ مذکور ہوا اور اے سامع کوئی ہو تجھے خبر نہ دیگا مثل خبیر کے یا یہ معنے ہین اے شخص تو اسباب غرور کی وجہ سے جو مفتون ہو رہا ہے تجھے خبر نہ دیگا مثل اس شخص کے جو کہ اشیاء کی خوب خبر رکھتا ہے خبایا ہی امور کا عالم ہے اور وہ اللہ پاک ہے کیونکہ اس سے بڑھکر اس کی خلق کا اور انکے اقوال و افعال کا کوئی باخبر نہین ہے اسکو امور کی کنہ و حقائق کی خوب خبر ہے پھر اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ خلق کو اسکی طرف افتقار ہے اور اسکے فضل کی ان کو نہایت حاجت ہے پس ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۝ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَةٌ اِلٰى حِمۡلِهَا لَا يُحۡمَلۡ مِنۡهُ شَىۡءٌ وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ؕ اِنَّمَا تُنۡذِرُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنۡ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ۝ لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور وہی ہے بے پروا سب خوبیون سراہا اگر چاہے تمکو لے جاوے اور لے آوے ایک نئی خلقت اور یہ اللہ پر مشکل نہین اور نہ اٹھاوے گا کوئی اٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھون مرتا اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھاوے اس مین سے کچھ اگرچہ ہو ناتے والا تو تو ڈر سنا دیتا ہے

انکو جو ڈرتے ہین اپنے رب سے بن دیکھے اور کہڑی رکہتے ہین نماز کو اور جو کوئی سنوریگا سو یہی کہ سنوریگا اپنے
بہلے کو اور اللہ کی طرف ہے پہر جانا انتہے **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے اور
ساری مخلوقات اس کی طرف محتاج ہے اور اسکے سامنے ذلیل ومطیع ہے فرماتا ہے لوگو تم محتاج ہو اللہ کیطرف
مطلب یہ ہے کہ وہ ساری حرکات وسکناتمین اسکے محتاج ہین اور اللہ تعالی ان سے غنی بالذات ہے اسی
لیے یون فرمایا هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ یعنے وہی اکیلا غنی کے ساتہہ منفرد ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اور
اپنے ساری افعال و اقوال وقدر وشرع مین محمود ہے وہ ایسی قدرت والا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو لوگو تم کو لے
جاتا اور تمہاری سوا اور قوم کو لے آتا یہ اسپر کچہہ دشوار وممتنع نہین ہے اسی لیے یہ فرمایا وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
بِعَزِيزٍ قولہ تعالے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الایۃ یعنے نہ اٹہاویگا قیامت کے دن کوئی اٹہانے والا بوجہہ دوسرے
کا اور اگر پکارے کوئی نفس بوجہون بہرا اپنے گناہون سے طرف اس بات کی کہ جو گناہ اسپر ہین انکے
اٹہانے پر یا انکے بعض پر اس کی مساعدت ومدد کی جائے تو اس سے کچہہ نہ اٹہایا جائیگا گو وہ اسکا ناتے دار
ہی کیون نہ ہو یہانتک کہ گو اسکا باپ یا بیٹا ہر کوئی اپنے نفس وحال مین مشغول ہوگا عکرمہ نے وَإِنْ تَدْعُ
مُثْقَلَةٌ الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ پڑوسی ہے چمٹیگا اپنے پڑوسی سے قیامت کے دن پہر کہے گا یا رب
تو اس سے پوچہہ کہ کیون اپنا دروازہ بند کرتا تہا میرے در پے اور بیشک کافر البتہ چمٹے گا مومن سے قیامت
کے دن تو کہے گا اس سے اے مومن بیشک میرا تیرے پاس ایک احسان ہے مقرر تونے جانا ہے کہ مین
تیرے واسطے کیسا تہا دنیا مین اور مقرر آج مین تیری طرف محتاج ہوا ہون پس مومن ہمیشہ شفاعت کرتا
رہیگا اس کے واسطے نزدیک اپنے رب کے یہانتک کہ پہیر لیجاوے گا اسکو طرف ایک منزل کی جو اس کی
منزل سے کم درجے کی ہوگی اور وہ نار مین ہے اور بیشک والد البتہ چمٹے گا بیٹے سے قیامت کے دن
پہر کہے گا بیٹا مین کون والد تہا تیرے واسطے تو بیٹا ثنا کرے گا خیر کی پہر باپ اس سے کہے گا بیٹا
بیشک مین محتاج ہوا ہون طرف ذرہ بہر کے تیری نیکیون سے نجات پاؤن گا بسبب اسکے اس سے جو تو
دیکہہ رہا ہے تو اسکا بیٹا اس سے کہے گا ابا کیا ذرا سی شے ہے جو تم نے مانگی لیکن مین ڈر رہا ہون مثل
اُس کی جو تم ڈر رہے ہو سو مین طاقت نہین رکہتا ہون کہ تم کو کچہہ دون پہر اپنی جورو سے چمٹے گا تو کہیگا
اے فلانہ یا اے عورت کون خاوند تہا مین واسطے تیرے تو وہ ثنا کرے گی خیر کی پس اس سے کہے گا مین تو
طلب کرتا ہون حاجتمند ہو کر طرف تیری ایک نیکی کہ تو اسکو ہبہ کر دے واسطے میرے شاید مین نجات پاؤن
بسبب اسکے اس شے سے جسکو تو دیکہہ رہی ہے راوی نے کہا پہر وہ کہے گی کیا ذرا سی شے ہے جو تو نے
طلب کی لیکن مین طاقت نہین رکہتی ہون کہ تجہے کچہہ دون مین تو ڈر رہی ہون مثل اسکی جو تو ڈر رہا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تدع مثقلۃ الی حملھا اور تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے لَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ
جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا اور فرماتا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِیٍٔ
مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ بِسَنَدِہٖ پھر اللہ پاک نے فرمایا انما تنذر الآیۃ یعنے
جس شے کو تو بیکر آیا ہے اس سے وہی لوگ نصیحت پذیر ہوتے ہین جو دانائی بینائی عقل والے ہین اپنے رب سے ڈرنے
والے جس کلم کا ان کو حکم دیا ہے اسکے کرنے والے وَمَنْ تَزَکّٰی الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی نیک کام کرے گا تو اس کا
نفع اسی کی طرف رجوع کرے گا اور اللہ ہی کی طرف مرجع اور مآب ہے اور وہ جلد لینے والا ہے حساب کا ہر عامل کو اسکے
عمل کی جزا دیگا خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ لوگ سارے
امور دنیا و دین مین اللہ کی طرف محتاج ہین پس علے الاطلاق محتاج اس کی طرف وہی ہین اپنی جانون مین اور
باقی امور مین حیوان کو عارض ہوتے ہین فقراء کو جو معرف بالف ولام تعریف ذکر فرمایا سو مقصود اس سے مبالغہ ہے
انکے فقر مین گویا بسبب ان کی شدت افتقار و کثرت احتیاج کے وہی فقراء ہین اور باقی خلائق کا افتقار بہ نسبت
ان کے فقر کے غیر معتد بہ ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا تحقیر کے واسطے ان کا نام
فقراء نہین رکھا ہے بلکہ واسطے تعریض کے ہے استغنا پر اسی لیے اپنے نفس مقدس کو موصوف بغنا کیا ہے
جو کہ مطمع اغنیا ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ یعنے غنی علے الاطلاق اللہ ہی ہے اور
اپنے بندون سے مستحق حمد و ستائش کا وہی ہے اس لیے کہ اس نے ان پر احسان کیا ہے پھر جن امور کے واقع
ہونے کے وقت بندون کا افتقار اسکی طرف اور اسکا استغنا ان سے خوب ثابت ہوتا ہے ان کے انواع مین
سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الآیۃ یعنے اگر وہ چاہے تو تم سب کو عدم کی طرف لے
جائے اور تمکو فنا کر ڈالے پھر استغنا کے بیان پر اور زیادتی کی فرمایا اور لے آوے تمہارے عوض ایک نئی
خلق کہ وہ اسکی اطاعت کرین اور اس کی نافرمانی نہ کرین یا لے آئے ایک نوع انواع خلق سے اور ایک عالم
عالمون سے غیر اس کا جس کو تم پہچانتے ہو اور یہ تمہارا لیجانا اور دوسرون کا لے آنا اللہ پر ممتنع نہین ہے اور نہ
کچھ مشکل ہے اس مین کامل بلاغت ہے یعنی نہین ہے تمہارا لیجانا موقوف مگر اس کی مشیت پر اس کی تفسیر سورۂ
ابراہیم مین گزر چکی ہے وَلَا تَزِرُ کے معنے ہین لَا تَحْمِلُ وَازِرَۃٌ صفت ہے نفس محذوف کی اسکو بسبب معلوم
ہونے کے حذف کر دیا ہے یعنے نہ اٹھائیگا کوئی نفس گنہگار گناہ نفس دوسرے کا بلکہ ہر نفس اپنے گناہ کے
بوجھ کو آپ ہی اٹھائیگا قول تعالے وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ اس آیت کے مخالف نہین ہے اس
لیے کہ وہ اپنے اضلال کے اثقال کو اٹھائین گے مع اثقال اپنے ضلال کے اور یہ سب نہین گے اوزار سے ہی
نہ اپنے غیر کے اوزار سے اسی کے مثل یہ حدیث شریف ہے مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ

عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنے جو کوئی نکالے کوئی برا طریقہ تو اس پر اُس کا گناہ ہے اور گناہ اس شخص
کا جو اسپر عمل کرے روز قیامت تک کیونکہ جس شخص نے وہ برا طریقہ نکالا سو اس نے اپنے ہی طریقہ بد کا گناہ اٹھایا
اس آیت پر پورا کلام گذر چکا ہے فرا نے کہا مثقلۃ سے مراد نفس مثقلہ ہے یعنے وہ نفس جو اپنے گناہوں کے
بوجہ سے بوجھوں مر رہا ہے کہا اور یہ واقع ہوتا ہے واسطے مذکر اور مونث کے اخفش نے کہا یعنے اگر بلاوے
کوئی نفس مثقلہ کسی انسان کو طرف اپنے بوجہ کی مراد اس سے اسکے گناہ ہین تو نہ اٹھایا جائے گا اسکے بوجہ
سے کچہ حضرت ابن عباس نے یعنی فرمایا اس لیے کہ اس پر گناہ ہی نہین پاتا ہے کسی کو کہ اٹھاوے اسکی طرف سے اسکے
گناہ سے کسی شے کو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی یعنے اگرچہ ہو وہ شخص جسکو وہ نفس مثقلہ بلاتا ہے اسکا ناتے والا نہ اٹھائیگا
اس کے بوجہ سے کچہ معنے آیت کے یہ ہین اگر بلائے کوئی نفس جو کہ گناہوں سے بھاری ہو رہا ہے کسی دوسرے
نفس کو طرف اٹھانے کسی شے کی اسکے گناہوں سے اس کے ہمراہ تو جسکو بلایا ہے وہ نہ اٹھائیگا ان گناہوں
سے کچہ گو وہ اس کا قریب ہو نسب جیسے باپ ماں بیٹا بھائی پہر درمیان جس شخص کے اور بلانے والے کے کچہ
قرابت نہین ہے وہ بہلا کیونکر اٹھائے گا حِمل بالکسر وہ ہے جو ظہر و نحوہ پر اٹھایا جاتا ہے جمع اسکی احمال حمول
ہے حملت المتاع حملاً من باب ضرب فانا حامل والانثی حاملۃ بالتاء لانہا صفۃ مشترکۃ ابن سکیت نے کہا حمل بالفتح
وہ ہے جو پیٹ مین ہے یا درخت کے سر پر اور حِمل بالکسر وہ ہے جو پیٹہ پر ہے یا سر پر ازہری نے کہا صواب یہی ہے
اور یہی قول ہے اصمعی کا اور کہا کہ عورت جب پیٹ سے ہو تو اس کو امرأۃ حامل وحاملۃ کہتے ہین کسی نے ذُو قُرْبٰی پڑہا
ہے اس بنا پر کہ کَانَ تامہ ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ زمخشری نے کہا کہ نظم کلام خوب تر
ہے از روی ملائمت واسطے ناقصہ کے اس لیے کہ معنے یہ ہین کہ مثقلہ جس وقت بلاوے کسی کو طرف اپنے بوجہ کے تو
نہ اٹھایا جائے اس سے اگرچہ ہو اسکا بلایا ہوا صاحب قرابت یہ کلام ملتئم ہے اور اگر تو یون کہے اگرچہ پایا جائے ذو قربی
تو کلام اپنے التئام سے نکل جائیگا انتہی عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین فرمایا خبردار نہین جنایت کرتا ہے کوئی جنایت کرنے والا مگر اپنی جان پر نہین جنایت
کرتا ہے کوئی والد اپنے ولد پر اور نہ کوئی مولود اپنے والد پر اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ وَالنَّسَائِیُّ
وَابْنُ مَاجَۃَ ابو رمثہ کہتے ہین مین چلا ہمراہ اپنے باپ کے طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہر جب مین نے
آپ کو دیکھا تو میرے باپ سے فرمایا تیرا بیٹا ہے یہ اس نے کہا ہان قسم ہے رب کعبہ کی فرمایا خبردار بیشک وہ نہین
جنایت کرتا تجہ پر اور نہ تو جنایت کرتا ہے اس پر پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوُدَ
وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہُمْ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ملیگا باپ اور ماں
بیٹے سے تو دونون اس سے کہین گے اے میرے بیٹے تو اٹھا ہم سے بعض گناہ ہمارے تو وہ کہے گا مین طاقت

نہین یہ کہتا ہون بس ہے مجہ کو وہ جو مجہ پر ہے جملہ انما تنذر الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان کرنا اس شخص کا ہے جو کہ
انذار سے نصیحت پذیر ہوتا ہے یعنے تو تو انہین کو ڈراتا ہے جو ڈرتے ہین اپنے رب سے اس حال مین کہ غائب ہین
اسکے عذاب سے یا ڈرتے ہین اسکے عذاب سے اس حال مین کہ وہ عذاب ان سے غائب ہے یا ڈرتے ہین بس سے خلوتون
مین لوگون سے تنہا ہوکر زجاج نے کہا تاویل اسکی یہ ہے کہ انذار تیرا انہین کو نفع دیتا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے
ہین سو گویا تو ان کو ڈراتا ہے نہ انکے غیر کو ان لوگون مین سے جن کو انذار نفع نہین دیتا ہے کقولہ تعالی
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰهَا وقولہ تعا اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ اقاموا صلوۃ
کے یہ معنے ہین کہ نماز کے کام کا اہتمام و اعتنا کیا اس سے کسی شے کے ساتھ مشغول نہ ہوئے ان چیزون مین
سے جو ان کو مشغول کرین اور اسپر دوام کیا **تزکی** سے مراد پاک ہونا ہے شرک و فواحش کے میل کچیل سے معنے
یہ ہین جو شخص پاک ہوا معاصی چھوڑکر اور عمل صالح کثرت سے کیو تو وہ جو پاک ہوتا ہے سو واسطے اپنے نفس کے
کیونکہ اسکا نفع اسی کے ساتھ خاص ہے جس طرح کہ گناہ اس شخص کا جو چرک آلود ہوا نہ ہوگا مگر اس پر نہ اس کے
غیر پر **جمہور** نے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى پڑہا ہے اور ابو عمرو نے فانما یزکی ادغام تا کا زا مین کیا ہے
حضرت ابن مسعود و طلحہ نے وَمَنِ ازَّكّٰى فَاِنَّمَا یَزَّكّٰى اللہ پاک نے اولا یہ ذکر کیا کہ کوئی کسی کا گناہ نہین اٹہاتا
ہے پہر ثانیا یہ ذکر کیا کہ گنہگار اگر اپنے غیر کو بلائے گو وہ اس کے رشتہ دارون سے ہو طرف اٹہانے کسی شے
کی اس کے گناہون سے تو وہ اس کو نہ اٹہائیگا پہر ثالثا یہ ذکر کیا کہ ثواب طاعت کا اس کے فاعل کے ساتھ
خاص ہے اس کے غیر کے لیے اس مین سے کچہ نہین ہے پہر ایک مثل بیان کی واسطے مومن و کافر کے پہر
تنافی بیان کی اولا درمیان ان کی ذاتون کے اور ثانیا درمیان ان کی وصفون کے اور ثالثا درمیان
مستقر دو امدونون کے آخرت مین پس فرمایا وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ
بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا
خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝ وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ
بِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝ اور برابر نہین اندہا ع ۱۲ ۱۴
اور دیکہتا اور نہ اندہیرا اور نہ اجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور برابر نہین جیتے اور نہ مردے اللہ سناتا ہے جسکو
چاہے اور تو نہین سنانے والا قبر مین پڑون کو تو تو یہی ہے ڈر کی خبر پہونچانے والا ہم نے بہیجا ہے تجہ کو
سچا دین دیکر خوشی اور ڈر سناتا اور کوئی فرقہ نہین جس مین نہین ہو چکا کوئی ڈرانے والا اور اگر وہ تجہ کو
جہٹلاوین تو آگے جہٹلا چکے ہین اُن سے اگلے پہونچے ان پاس رسول ان کے لیکر کہلی باتین اور ورق

اور حکمتی کتاب بھیجکر سو منکرون کو تو کیسا ہوا انکا نہ ہرا ف یعنے سب خلق برابر نہین جن کو ایمان دیا
ہے انہین کو ملیگا تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے یہ جو فرمایا نہ اندہیرا نہ اجالا یعنے نہ اندہیرا برابر اُجالے
کے اور نہ اُجالا برابر اندہیرے کے اور فرمایا تو نہین سُناتا قبر مین پڑون کو اور حدیث مین ہے کہ مردون سے
سلام علیک کرو وہ سنتے ہین اور بہت جگہہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح
سنتی ہے اور قبر مین پڑا ہے دہڑ وہ نہین سن سکتا ف ڈرانے والا خواہ نبی ہو خواہ نبی کی راہ پر نائب
ف الله پاک فرماتا ہے کہ جسطرح یہ متباین مختلف اشیا برابر نہین ہین جیسے اندہا اور دیکہتا کہ دونو برابر
نہین ہین بلکہ باہم ان کے بڑا فرق ہے اور جس طرح کہ برابر نہین ہے اندہیرا اور نہ اُجالا اور نہ سایہ نہ لو اسی
طرح برابر نہین ہین زندے اور مردے یہ ایک مثل ہے کہ الله پاک نے اس کو بیان فرمایا ہے واسطے مومنون
کے یہ زندہ ہین اور واسطے کافرون کے یہ مردہ ہین کقولہ تعالے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ
نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا وقال عزوجل مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى
وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا پس مومن تو دیکہتا سنتا روشنی مین چلتا ہے سیدہی راہ
پر دنیا و آخرت مین یہانتک کہ یہ حال قرار پذیر کر دیگا اُس کو سایہ دار چشمے والے باغون مین اور کافر اندہا
اور بہرا ہے اندہیرون مین چلتا ہے اس کہان سے نکلنا نہین ہے بلکہ وہ اپنے غی و ضلال کے اندر دنیا
و آخرت مین حیران سرمارتا پہرتا ہے یہانتک کہ یہ حال اسکو پہونچا دے گا طرف حرور و سموم و حمیم کے اور سایے
کے دہوئین سے کہ وہ نہ سرد ہے نہ عزت کا ہے قولہ تعالے اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ کا یہ مطلب ہے کہ بے شک الله
جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اسکو حجت کے سننے کی اور اس کے قبول کی اور اسکے مطیع و منقاد ہونے کی
وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ کے یہ معنے ہین کہ جس طرح مردے بعد موت کے اور قبرون کی طرف پہونچ جانے
کے نفع نہین پاتے ہین ہدایت سے اور اسکی طرف بلانے سے یہ لوگ کفار ہین اسیطرح یہ مشرک ہین جن پر
شقاوت لکہا چکی ہے تیرے واسطے ان کے حق مین کوئی حیلہ و تدبیر نہین ہے نہ تو ان کی ہدایت کی طاقت
رکہتا ہے اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ یعنے تو جو ہے سو تیرے ذمے یہ پہونچا دینا اور ڈراتا ہے اور الله گمراہ کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا یعنے بیشک ہم نے
تم کو بہیجا خوشی سُنانے والا واسطے مومنون کے اور ڈرانیوالا واسطے کافرون کے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا
خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنے نہین گذر چکی کوئی امت بنی آدم سے مگر حال یہ ہے کہ الله تعالے نے ان کی طرف
ڈرانے والے بہیجدیے اور ان کی علتین اور بہانے دور کر دیے کما قال تعالے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ
قَوْمٍ هَادٍ وَكما قال تعالى وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ الآیہ آیات اس باب مین بہت ہین قولہ تبارک وتعالے
وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ الآیۃ بینات سے مراد معجزات باہرات اور ادلہ قاطعات ہین اور زبر کتب ہین اور کتاب منیر کتاب واضح
وبین یعنے باوجود اس سب کے انہون نے اپنے رسولون کو جھٹلایا اس شے مین جسکو وہ لیکر آئے پہر مینے انکو
پکڑا ساتہہ عقاب ونکال کے سو کیسا دیکہا تونے کہ میرا انکار ان پر عظیم وشدید وبلیغ ہوا واللہ اعلم کذا فی
ابن کثیر **ف** استوی منجملہ ان افعال کے ہے جنمین ایک (فاعل) کافی نہین ہوتا ہے پس اگر یون کہو کہ استوی
زید تو صحیح نہ ہوگا سو اسی وجہ سے اسکے فاعل پر عطف لازم ہے یا تعدد فاعل کا اعمے وہ ہے جس سے
حاسہ بصر سلب کر لیا گیا ہے اور بصیر وہ ہے جسکے واسطے ملکہ بصر کا ہے تشبیہ دی کافر کی اعمے سے
اور مومن کی بصیر سے کسی نے کہا کہ جاہل وعالم کی مثل ہے اور باطل کی تشبیہ دی ہے تاریکیون سے اور
حق کی نور سے ظلمات کو جمع اور نور کو مفرد ذکر کیا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ باطل کے اقسام متعدد ہین اور
حق متحد ہے اخفش نے کہا ہے کہ کلمہ لا قولہ تعالے وَلَا النُّوْرُ اور وَلَا الْحَرُوْرُ مین زائدہ ہے تقدیر یہ ہے
وَمَا یَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَالْحَرُوْرُ کلمہ حرور بالفتح سورج کی سخت گرمی کو کہتے ہین یہہ
خلاف برد ہے محاورے مین بولتے ہین حر الیوم والطعام یحر من باب تعب وحر حرا وحرورا من باب
ضرب وقعد لغۃ والاسم الحرارۃ فہو حار وحرت النار تحر من باب تعب توقدت واستعرت حرہ بالفتح سیاہ
پتہر والی زمین کو کہتے ہین جمع حرار ہے جیسے کلبۃ وکلاب اور حرور بروزن رسول گرم ہوا کو بولتے ہین اخفش
نے کہا حرور نہین ہوتا ہے مگر ساتہہ آفتاب روز کے اور سموم ہوتی ہے رات کو کسی نے اس کا عکس کہا
ہے رؤبہ بن عجاج نے کہا کہ حرور خاصہ رات مین اور سموم خاصۃً دن مین ہوتی ہے فراء نے کہا کہ سموم نہین
ہوتی ہے مگر دن مین اور حرور ہوتی ہے رات دن دونون مین نحاس نے کہا یہ قول اصح ہے قطرب نے
کہا حرور حر ہے اور ظل برد معنے یہ ہین برابر نہین ہوتا ہے وہ سایہ جس مین گرمی نہین ہے اور نہ ایذا
ہے اور وہ حر جو کہ ایذا دیتی ہے کسی نے کہا کہ مراد ثواب وعقاب ہے شدت حر مین مبالغہ کرنے کو حر کا
نام حرور رکہا ہے کیونکہ بنا کی زیادتی دال ہوتی ہے معنے کی زیادتی پر کلبی نے کہا کہ مراد ظل سے جنت
ہے اور حرور سے نار عطا نے کہا یعنے سایہ رات کا اور دہوپ دن کی پہر اللہ پاک نے مومن و کافر کی ایک
اور تمثیل اول سے ابلغ ذکر کی فرمایا اور نہین برابر ہین زندے اور نہ مردے سو مومنون کے زندون سے اور
کافرون کی مردون سے تشبیہ دی اس مین اول سے اسلیے زیادہ تر مبالغہ ہے کہ درمیان زندہ ومردہ
کے کمال منافات ہے اسی لیے فعل کا اعادہ کیا گیا ہے اور درمیان اعمے وبصیر کے جو منافی ہے سو
وہ پوری نہین ہے کیونکہ بہت سی ادراکات مین دونو کا اشتراک ممکن ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ احیا عقلا

ہین اور اموات جہال قتادہ نے کہا یہ سب امثال ہین یعنے جسطرح یہ اشیا برابر نہین ہوتے ہین اسیطرح کافر و مومن برابر نہین ہین تینون جگہہ مین کلمہ لا زیادہ کیا گیا ہے پانچ بار دو پہلے مین اور دو دوسرے مین اور ایک تیسرے مین اور سب کے سب واسطے تاکید نفی استوا کے ہین پس زیادت شامل ہو واسطے اصل زیادہ ان کی کے مثل اولی کے جملہ اولی سے اور واسطے تقریر اسکی کے ہے مثل ثانی کے ان مین سے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ یعنے بیشک اللہ سناتا ہے جس کو سنانا چاہتا ہے اپنے دوستون سے جن کو اس نے اپنی جنت کے واسطے پیدا کیا ہے اور اپنی طاعت کے واسطے ان کو توفیق دی ہے یہ شروع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی مین انتہا اسکی فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ہے مراد یُسْمِعُ سے یہ ہے کہ ہدایت کرتا ہے اور پہونچا دیتا ہے جس کا پہونچنا اور ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اس کو قبرون سے زندہ کر دیتا ہے مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد کفار ہین جن کے دلون کو کفر نے مردہ کر دیا ہے یعنے جس طرح وہ نہین سنتا ہے جو مر گیا ہے اسی طرح وہ نہین سنتا ہے جس کا دل مر گیا ہے جمہور نے بِمُسْمِعٍ کو بہ تنوین و بقطع اضافت پڑہا ہے اور حضرت حسن و عیسے ثقفی و عمرو بن میمون نے باضافت اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ کا یہ مطلب ہے کہ تو تو یہی ایک پیغمبر ہے ڈرانے والا تجہ پر یہی ڈرانا اور پہنچا دینا ہے ہدایت سے تیرے واسطے کچہ نہین ہے یعنے ہدایت کا تیرا ذمہ نہین ہے ہدایت و ضلالت تو اللہ عزوجل ہی کے ہاتہہ مین ہے بالحق جائز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال فاعل سے اے انا ارسلناک محقین یا مفعول سے اے محقا یا مصدر محذوف کی صفت ہو لے ارسالا متلبسا بالحق اے بالہدی یا متعلق ہے بشیرا سے اے بَشِیْرًا بِالْوَعْدِ الْحَقِّ وَنَذِیْرًا بِالْوَعِیْدِ الْحَقِّ اور یہ ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہو اور بشیر و نذیر کے یہ معنے ہین کہ خوشخبری دینے والا اہل طاعت کو اور ڈرانے والا اہل معصیت کو قولہ تعالے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ یعنے نہین ہے کوئی امت گذشتہ امتون سے مگر گذر چکا ہے اس مین کوئی نذیر کہ اسے ڈرائے انبیا مین سے امت کہتے ہین جماعت کثیرہ کو اور ہر اہل عصر کو بولتے ہین مراد اس جگہہ اہل عصر ہین ذکر نذیر پر قصر کیا بشیر کا ذکر نہین فرمایا اس واسطے کہ مقام سے یہی زیادہ ترچسپتا ہے پہر اگر کوئی کہے کہ جو فترت درمیان حضرت عیسے علیہ السلام کے اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اس مین کتنی امتین ہین جن مین کوئی نذیر نہین گذرا تو اس کا یہ جواب ہے جبکہ آثار نذارت کے باقی تہے تو نذیر سے خالی تر ہین مگر یہ کہ آثار نذارت مندرس ہو جاوین اور جس وقت عیسے علیہ السلام کے آثار نذارت مندرس ہو گئے تو اللہ پاک نے حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین افضل انبیا و رسل کو مبعوث فرمایا اور آپ کی نذارت کے آثار روز قیامت تک باقی ہین کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہین ہے فَہَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ کہ پہر ہے کوئی نصیحت پذیر یہ تقریر

اس بات کی مقتضی ہے کہ اہل فترت مکلف تھے اس لیے کہ آثار رسل متقدمین کے ان مین باقی تھے یہ بات اس امر کے خلاف ہے جو شرح ابن حجر علے الہمزیہ مین ہے اس مین یون کہا ہے کہ اہل فترت اہل جنت سے ہین گو انہون نے تغییر و تبدیل کی اور غیر اللہ کو پوجا اسلیے کہ ان کی طرف کوئی رسول نہین بہیجا گیا کیونکہ اگلے رسولون کی رسالت ان کی موت کے ساتھہ منتہی ہوگئی اس واسطے کہ بعد موت کے کسی رسول کی رسالت کا استمرار معلوم نہین ہوا مگر ہماری حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم پس اہل فترت غیر مکلف ہین ساتھہ اس چیز کے جسکو وہ کرتے ہین گو وہ صورۃً معصیت ہو لیکن بعض اہل فترت کی تعذیب مین نص وارد ہوئی ہے جیسے عمرو بن لحی تو اس نص کی تلقی کی جائے اور اعتقاد کیا جائے تعذیب کا خاص ان کے حق مین جنکے بارے مین وارد ہوئی ہے نہ اسلیئے کہ جو کچہ انہون نے کیا وہ کفر ہے بلکہ بسبب کسی حکمت کے جس کو اللہ تعالی جانتا ہے اور ہم اوسپر مطلع نہین ہوئے انتہے ملخصًا پس ظاہر یہ ہے کہ حاصل نہ ہوگا اتصال درمیان آیت کے اور اس تقریر کے جو بیان ہوئی مگر بایں طور کہ التزام کیا جائے اس بات کا کہ جملہ عرب ایک امت ہین اور صادق آئے تقدم نذیر کا اس مین ساتھہ تقدم حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور بنی اسرائیل ایک امت ہین اور صادق آئے تقدم نذیر کا ان مین ساتھہ تقدم حضرت عیسے علیہ السلام کے اور ان کے من قبل کے فتامل پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعزیت و تسلی کےلیے ارشاد فرمایا وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ الایۃ بینات سے مراد معجزات واضحہ و دلالات ظاہرہ ہین اور زبر سے مراد کتب مکتوبہ جیسے صحف ابراہیم علیہ السلام یہ تیس تہے اور جیسے صحف موسے علیہ السلام قبل توریت کے یہ دس تہے اور مثل صحف شیث علیہ السلام کے یہ ساٹہہ ہین پس جملہ صحیفے ایک سو ہوئے ان کے ساتھہ چارون کتابین ملائی جائین تو جملہ کتابین جو انبیا پہ اتاری گئین ایک سو چار ہوئین قالہ الحفناوی کتاب منیر جیسے توریت و انجیل کسی نے کہا کہ کتاب منیر داخل ہے زبر و بینات کے تحت مین عطف واسطے تغایر مفہومات کے ہے اگرچہ وہ صدق مین متحد مین اولے تخصیص بینات کی ہے ساتھہ معجزات کے اور زبر کے ساتھہ ان کتابون کے جن مین مواعظ ہین اور کتاب منیر کے ساتھہ اس کتاب کی جس مین شرائع و احکام ہین جواب شرط کا محذوف ہی اور مذکور اسکی دلیل ہی اے فاصبر کما صبروا یعنے پس تو صبر کر جیسا انہون نے صبر کیا ثم اخذتہم کی جگہہ اخذت الذین کفروا فرمایا ضمیر کے بجائے اسم ظاہر رکہا سو فائدہ اسکا تصریح کرنا ہے ان کی ذم کے ساتھہ اس شے کے جو صلہ کے تحت مین ہے اور اخذ کی علت کا اشعار کرنا ہے یعنے ان کے پکڑنے کا سبب ان کا کفر تہا یہی کفران کی تعذیب کا باعث ہوا استفہام فکیف کان نکیر کا تقریری ہے جیسا کہ کرخی نے کہا ہے حفناوی نے کہا کہ اس میں تامل کرنا چاہیے یعنے پہر کیسا ہوا میرا انکار ان پر اور میری عقوبت انکو مطلب یہ ہے کہ اپنے موقع مین

واقع ہوا نکیر یعنے انکار ہے انکار کرتے ہین تغییر منکر کو اسکا بیان عنقریب گذر چکا ہے کذا فی فتح البیان پہر اللہ پاک نے اپنی انواع قدرت باہرہ سے ایک نوع ذکر کی اور اپنی مخلوقات بدیعہ سے ایک خلق عجیب بیان فرمائی ارشاد کیا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○ تونے نہ دیکہا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پہر نکالے ہمنے اس سے میوے طرح طرح ان کے رنگ اور پہاڑون مین گہاٹیان ہین سفید اور سرخ طرح طرح رنگ انکے اور بہجنگ کالے اور آدمیون مین اور کیڑون مین اور چوپایون مین کئی رنگ کے ہین اسی طرح اللہ سے ڈرتے وہی ہین اس کے بندون مین جنکو سمجہ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا

ف سفید بہی کئی درجے اور سرخ بہی کئی درجے یہ سب بیان ہے قدرت رنگا رنگ کا اسی طرح انسان ہر ہر ایک کی طرح جدا ہے اسی طرح مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہوجاوے کب ہوسکے یہ تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **ف** یعنے سب آدمی ڈرنے والے نہین ڈرنا اللہ سے سمجہ والون کی صفت ہے اور اللہ کی معاملت بہی دو طرح ہے زبردست بہی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور غفور بہی ہے گنہگار کو بخشے انتہے **ف** اللہ پاک اپنی کمال قدرت پر آگاہ فرماتا ہے اس بات مین کہ اس نے ایک شے سے قسم قسم کی مختلف چیزین پیدا کین وہ شے پانی ہے جس کو آسمان سے اتارتا ہے یہ سبب اسکے نکالتا ہے میوے جن کے رنگ مختلف ہین زرد و سرخ و سبز و سفید ان کے سوا اور رنگ میوون کے یہ رنگ تو اصل ہین پہر ان کو ترکیب دیکر اور رنگ پیدا ہوتے ہین جس طرح کہ یہ بات میوون کے رنگ و مزہ و بو کے قسم قسم ہونے سے مشاہد ہے ہر قسم کا رنگ و مزہ و بو جدا جدا ہے چنانچہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین ارشاد فرمایا ہے وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ قولہ تعالیٰ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ الآیۃ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اسی طرح پہاڑون کو بہی مختلف رنگ پیدا کیا ہے چنانچہ یہ امر بہی مشاہد ہے کہ پہاڑ سفید و سرخ ہوتے ہین اور بعض مین راہین ہوتی ہین مختلف رنگ جدد یعنے طرائق جمع ہے جدہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدد طرائق ہین اسیطرح ابو مالک و حسن و قتادہ و سدی نے کہا ہے عکرمہ نے کہا کہ غرابیب لنبے سیاہ پہاڑ ہین اسی طرح ابو مالک و عطائی خراسانی و قتادہ نے کہا ہے ابن جریر نے کہا کہ عرب لوگ جس وقت سیاہ کا کثرت سیاہی سے وصف کرتے ہین تو اسود غربیب بولتے ہین اسی لیے بعض مفسرین نے اس آیت مین کہا ہے کہ یہ آیت مقدم و موخر کے باب سے ہے غرابیب سود یعنے سود غرابیب لیکن اس قول

مین نظر ہے قولہ تعالی وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْاَنْعَامِ الآیۃ یعنے اسی طرح حیوانات کا حال ہے آدمیون
اور دواب ہے کہ وہ بہی مختلف رنگ ہین دآبہ ہر وہ حیوان ہے جو دبیب کرتا ہے قوائم پہ اور انعام عطف خاص
علے العام کے باب سے ہے کیونکہ انعام دواب مین داخل ہین غرضکہ آدمیون مین سے بربر وحبوش وطماطم
ہین غایت سیاہی مین اور صقالیہ وروم غایت درجہ کی سفیدی مین اور عرب درمیان ان کے اور اہل ہند
ان سے کم اسی لیے اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا ہے وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ اور اسی طرح دواب وانعام مختلف الالوان ہین یہانتک کہ ایک جنس مین بلکہ ایک
نوع ان مین کی مختلف رنگ ہے بلکہ ایک ہی حیوان کا ابلق رنگ کردیا گیا ہے کہ اس مین یہ رنگ بہی ہے
فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما کہتے ہین کہ ایک شخص آیا طرف
نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو عرض کیا کیا رنگتا ہے تیرا رب آپنے فرمایا ہان ایسا رنگ جو کم نہین ہوتا
ہے سرخ و زرد و سفید رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْبَزَّارُ وَرُوِیَ مُرْسَلًا وَمَوْقُوْفًا واللہ اعلم اور اسی لیے اللہ
نے بعد اس کے یہ فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ یعنے اس سے جو ڈرتے ہین حق اس کے ڈرنے
کا سو وہ علماء عارفین ہین یعنے جن کو اس کا علم و معرفت ہے کیونکہ جب ہوگی معرفت واسطے عظیم قدیر علیم
کے جو موصوف ہے بصفت کمال اور منعوت ہے باسماء حسنے اور جب ہوگی معرفت ساتہہ اس کے تمام تر اور
علم ساتہہ اسکے کامل تر تو ہوگی خشیت واسطے اس کے اعظم و اکثر حضرت ابن عباس رض نے فرمایا علماء وہ ہین
جو یہ جانتے ہین کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے دوسری روایت مین ان سے یہ ہے کہ عالم رحمٰن اسکے بندون
سے وہ ہے جس نے شریک نہ کیا ساتہہ اسکے کسی شے کو اور حلال کیا اس کے حلال کو اور حرام کیا اس کے حرام
کو اور حفاظت کی اس کی وصیت کی اور یقین کیا اس کا کہ وہ اس سے ملنے والا ہے اور حساب لیا جائیگا ساتہہ
اپنے عمل کے سعید بن جبیر نے کہا خشیت وہ ہی جو حائل ہوتی ہے درمیان تیرے اور اللہ عزوجل کی معصیت
کے حضرت حسن بصری نے فرمایا عالم وہ ہے جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکہے اور رغبت کی اس شے مین جس کی
طرف اللہ نے رغبت دلائی اور بے رغبتی کی اس شے مین جس مین اللہ نے خفگی کی پہر حضرت حسن نے یہ آیت پڑہی
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہین ہے علم کثرت حدیث سے
ولیکن علم ہے کثرت خشیت سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ علم نہین ہے کثرت روایت سے
علم تو ایک نور ہے جسکو اللہ دل مین رکہدیتا ہے احمد بن صالح مصری نے کہا معنے اسکے یہ ہین کہ خشیت
کا اوراک نہین کیا جاتا ہے کثرت روایت سے اور وہ علم جو اللہ عزوجل نے فرض کیا ہے کہ اسی کی پیروی کی
جائے سو وہی کتاب و سنت ہے اور جو صحابہ رضے اللہ عنہم سے آیا ہے اور جو ان کے بعد مسلمانون کے امام

ہین ان سے آیا ہے پس اسکا ادراک نہین کیا جاتا ہے مگر ساتھ روایت کے اور ان کا یہ قول کہ وہ نور ہے سو اس
سے ان کی مراد فہم علم ہے اور معرفت اس کے معانی کی سفیان ثوری نے عن ابی حیان تیمی عن رجل روایت کیا
ہے کہا جاتا تھا کہ علما تین ہین عالم باللہ عالم بامر اللہ اور عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہین ہے اور عالم بامر اللہ جو عالم
باللہ نہین ہے پس عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اور فرائض وحدود کو جانتا ہے اور
عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہین ہے وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور حدود و فرائض کو نہین جانتا ہے اور عالم
بامر اللہ جو عالم باللہ نہین ہے وہ ہے جو حدود و فرائض کو جانتا ہے اور اللہ عز وجل سے نہین ڈرتا ہے کذا فی
ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ خطاب الم تر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یا ہر اس شخص کو
جو اس خطاب کی صلاحیت رکھتا ہو اور یہ رویت قلبی بمعنے علم ہے ماء سے مراد آب باران ہے یعنے کیا نہین
جانا تو نے کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی انّ مع اپنی اسم و خبر کے قائم مقام دو مفعول کے ہے دوسطر
الم تر کے پھر اللہ پاک نے بجای فاخرج بہ کے فاخرجنا بہ فرمایا بطور التفات کے غائب سے طرف تکلم کی
سو نکتہ اسکا یہ ہے کہ ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ فعل اخراج کے کیونکہ اس اخراج مین ایک
صنعت بدیعہ ہے اور اس لیے کہ منت اخراج کی ابلغ ہے انزال سے معنے یہ ہین پھر نکالے ہم نے
اس پانی سے میوے جنکے الوان مختلف ہین نصب مختلفا کا اس بنا پر ہے کہ ثمرات کی صفت ہے مراد
الوان سے اجناس و اصناف ثمرات ہین مثلا انار سیب انجیر انگور ان کے سوا اور بہت میوے جن کا حصر بیان
سے باہر ہے یا مراد الوان سے ان کی ہیئتین شکلین ہین یعنے بعض سفید بعض سرخ بعض زرد و بعض سبز
بعض سیاہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ سفید اور سرخ و سیاہ جدد جمع ہے جدہ بالضم کی جدہ کہتے ہین
طریق کو اخفش نے کہا کہ اگر یہ جمع جدید کی ہوتی تو اللہ تعالی جدد فرماتا بضم جیم و دال جیسے سریر کی جمع
سرر آتی ہے جمہور نے جُدَد بضم جیم و فتح دال پڑھا ہے اور زہری نے بضم جیم و دال جمع جدیدۃ محاورے
مین بولتے ہین جدیدۃ و جدد و جدایدا بو الفضل نے کہا معنے اس کے آثار جدیدہ و اضحۃ الالوان ہین زہری
سے بفتح ہر دو بھی مروی ہے ابو حاتم نے نقل و معنے کی جہت سے اسکو رد کیا ہے اور غیر ابو حاتم نے اس کو
صحیح کہا ہے اور کہا کہ جَدَد بفتح ہر دو طریق واضح بیّن کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ جدد بمعنے قطع ہے ماخوذ
جددت الشئ اذا قطعتہ سے ابن بحر نے اس کو حکایت کیا ہے جوہری نے کہا جُدّہ وہ خط ہے جو گدہے
کی پیٹھ مین ہوتا ہے مخالف اسکے رنگ کے اور جُدہ طریقہ ہے جمع جدد و جدائد ہے مبرد نے کہا جدد طرائق
و خطوط مین واحدی نے کہا اور مثل اسکی مفسرین نے جدد کی تفسیر مین کہا ہے فراء نے کہا وہ طرق
ہین جو پہاڑون مین ہوتے ہین مثل عروق کے سفید و سیاہ و سرخ واحد اسکا جُدّہ ہے معنے یہ ہین

کہ اللہ پاک نے طرائق جبال کی یا ان خطوط کی جو ان مین ہوتے ہین خبر دی کہ بعض کا رنگ سفید ہے اور بعض کا
سرخ یا یہ کہ شدت وضعف مین انکے رنگ مختلف ہین **غرابیب سُود** غرابیب جمع ہے غربیب کی غربیب
کہتے ہین سخت سیاہ کو جسکا رنگ کوّے کے رنگ کے مشابہ ہوتا ہے جوہری نے کہا تو کہے کہ ہذا اسود غربیب یعنے
یہ شے سخت سیاہ ہے اور جب تو یون کہے کہ غرابیب سود تو سود کو غرابیب سے بدل ٹھیرائیگا فرار نے کہا کہ کلام مین
تقدیم وتاخیر ہے تقدیر وسود غرابیب ہے اس واسطے کہ اسود غربیب بولتے ہین اور غربیب اسود بہت کم کہتے
ہین کسی نے کہا کہ غربیب اسود کی تاکید ہے جیسے احمر کی تاکید قانی سے ہوتی ہے حق تاکید سے یہ ہے کہ مؤکد
کی تابع ہو یہان جو اس کو مقدم کر دیا ہے سو واسطے مبالغہ کے مختلف الوانہا صفت ہے جدد کی اور وغرابیب
معطوف ہے جدد پر یا بین معنے اور پہاڑون سے جدد بیض وحمر ہین اور پہاڑون سے غرابیب ہین ایک رنگ کا
کہ وہ سیاہی ہے یا معطوف ہے حمر پر یا بین معنے اور پہاڑون سے جدد بیض وحمر وسود مین کسی نے کہا کہ بیض پر
معطوف ہے اور مضاف محذوف کی تقدیر ضرور ہے قبل جدد کے اے ومن الجبال ذو جدد اس واسطے
کہ جدد جو ہے سو وہ الوان مین بعض پہاڑون کے ہین قولہ تعالی وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ الآیہ مختلف
الوانہ صفت ہے موصوف محذوف کی اے ومنہم صنف او نوع او بعض مختلف الوانہ یعنے آدمیون اور
دواب وانعام سے ایک صنف یا ایک نوع یا بعض ایسے ہین جنکے رنگ مختلف ہین سرخی وسیاہی و
سفیدی وسبزی وزردی مین فرار نے کہا ان مین سے ایک خلق ایسی ہے کہ اس کے مختلف رنگ ہین
مثل اختلاف میوون کے اور پہاڑون کے اللہ پاک نے جو ان چیزون مین اختلاف رنگون کا ذکر فرمایا سو
اسی لیے کہ یہ اختلاف بزرگترین دلائل سے ہے اللہ سبحانہ کی بدیع قدرت اور عجیب صنعت پر زہری
نے دواب کو تخفیف باء پڑھا ہے اور ابن سمیفع نے الوانہا کذلک صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیر یہ ہے
مختلف الوانہ اختلافا کائنا کذلک یعنے مختلف ہین رنگ اسکے مختلف ہونے کر ایسا مختلف ہونا کہ
مثل اس اختلاف جبال اور ثمار کے ہے کسی نے کہا کہ کذلک ما بعد سے متعلق ہے معنے یہ ہین کہ مثل اس
نظر واعتبار کے اللہ کی مخلوقات مین اور انکے رنگون کے اختلاف مین ڈرتے ہین اللہ سے منجملہ اسکے
بندون کے علما اس قول کو ابن عطیہ نے اختیار کیا ہے لیکن مردود ہے باین طور کہ ما بعد انما کا اسکو
ما قبل مین عمل نہین کرتا ہے راجح وجہ اول ہے اور کذلک پر وقف تام ہے پھر اللہ پاک نے استیناف کلام
کیا اور یہ خبر دی اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ الآیہ یا یہ آیت اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ کے تتمہ سے
ہے باین معنے کہ اللہ پاک سے جو لوگ کہ بن دیکھے ڈرتے ہین سو وہی ہین جو اسکو جانتے ہین اور اسکے
صفات جلیلہ وافعال جمیلہ کو جو اسکی ذات پاک کے لائق ہین۔ بہر تقدیر اللہ پاک نے اس آیت مین اپنے

اہل خشیت کو معین کر دیا یہ لوگ علما ہین جو اسکو اور اسکی عظیم قدرت کو جانتے ہین مجاہد نے کہا عالم وہی ہے
جو اللہ عزوجل سے ڈرا اسی کی مثل شعبی سے مروی ہے مسروق نے کہا کَفٰی بِخَشْیَۃِ اللّٰہِ عِلْمًا وَکَفٰی بِالْاِغْتِرَارِ
جَھْلًا حضرت ابن مسعود رضہ سے بھی مثل اسکی مروی ہے پس جو شخص زیادہ تر اللہ پاک کا عالم ہوگا وہی اس کے
واسطے سب سے زیادہ تر خشیت رکھتا ہوگا ربیع بن انس نے کہا جو شخص اللہ سے نہ ڈرا وہ عالم نہین ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا علما باللہ وہ ہین جو اس سے ڈرتے ہین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کافی ہے
مومن کو علم سے یہ کہ اللہ سے خشیت رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کوئی شے کی پھر آپ نے اس مین رخصت دی تو ایک قوم نے اس سے تنزہ کیا یعنے وہ کام نہ کیا
پھر یہ بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے خطبہ پڑھا پس اللہ کی حمد کی پھر فرمایا کیا حال ہے اقوام کا
کہ تنزہ کرتے ہین شے سے جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہے اللہ کی بیشک مین البتہ زیادہ تر عالم ہون ساتھ اللہ کے
اور سخت تر ان کا ہون واسطے اسکے از روی خشیت کے اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نکتہ وجہ تقدیم مفعول
کی یہ ہے کہ مقام حصر فاعلیت کا مقام ہے اور اگر موخر کیا جاتا تو امر منعکس ہو جاتا حضرت عمر بن عبد العزیز
رضی اللہ تعالی عنہ نے برفع اسم شریف ونصب العلما پڑھا ہے اور یہی قرأت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کشاف مین کہا ہے کہ خشیت اس قرأت مین استعارہ ہے وَالْمَعْنٰی اَنَّہٗ یُجِلُّھُمْ وَیُعَظِّمُھُمْ
کما یجل المھیب المخشی من الرجال بین الناس یعنے اللہ ان کی تعظیم واجلال وعزت کرتا ہے جس طرح کہ
درمیان لوگون کے مردون مین سے جو شخص ہیبت ناک خوفناک ہوتا ہے اس کی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے
جملہ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ تعلیل ہے خشیت کی اس واسطے کہ یہ جملہ اس پر دال ہے کہ اللہ پاک اپنی معصیت
پر عقاب کرنے والا ہے اور جو بندہ اس کے بندون مین سے توبہ کرے تو اس کے واسطے بخشنے والا ہے پس
جس ذات پاک کی یہ صفت ہے تو اس سے خوف وخشیت رکھنا وجب ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ
اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ○ وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ ھُوَ
الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ ○ جو لوگ پڑھتے ہین کتاب اللہ کی
اور سیدھی کرتے ہین نماز اور خرچ کرتے ہین کچھ ہمارا دیا چھپے اور کھلے امیدوار ہین ایک بیوپار کے جو
کبھی نہ ٹوٹے تا پورے دے انکو نیگ ان کے اور بڑھتی دے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قبول کرنیوالا
اور جو ہم نے تجھ پر اتاری کتاب وہی ٹھیک ہے سچا کرتی آپ سے اگلی کو مقرر اللہ اپنے بندون سے خبر رکھتا
ہے دیکھتا انتہی **ف** اللہ تعالی خبر دیتا ہے حال سے اپنے مومن بندون کے جو کہ اسکی کتاب کو پڑھتے ہین

اور اسپر ایمان لاتے ہین اور جو کچھ اس مین ہے اسکے ساتھہ عمل کرتے ہین یعنے نماز کا قائم رکھنا مشروع
اوقات مین رات دن کے اور اللہ پاک نے جو ان کو روزی دی ہے اس مین سے خرچ کرنا چھپے اور کھلے امید
رکھتے ہین ثواب کی نزدیک اللہ کے اور اسکے حصول سے کوئی مخلصی نہین ہے یعنے ضرور ان کو ملیگا چنانچہ
اول تفسیر مین وقت ذکر فضائل قرآن کے ہم ذکر کر آئے ہین کہ قرآن شریف اپنے صاحب سے کہیگا کہ ہر تاجر اپنی
تجارت کے پیچھے ہے اور بیشک تو آج کے دن ورا کل تجارت سے ہے اسی لیے اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے
لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ الآیۃ یعنے تاکہ پورا دے انکو ثواب اس کام کا جو انہون نے کیا ہے اور بڑہائیگا اسکو واسطے
انکے ایسی زیادتیون سے جن کا خطرہ تک انکو دل پر نہین گذرا إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ یعنے بیشک وہ
بخشنے والا ہے ان کے گناہون کو اور قدردانی کرنے والا ہے واسطے قلیل کے ان کے اعمال سے قتادہ
نے کہا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالی جس وقت یہ آیت پڑہتے تو کہتے کہ یہ آیۃ القراء ہے **ابو سعید** خدری رضی
اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اللہ تعالی جس وقت راضی ہوتا ہے بندی سے تو ثنا
کرتا ہے اس پر ساتھہ سات اصناف کے خیر سے جن کو اس نے نہین کیا اور جس وقت خفا ہوتا ہے بندے
پر تو ثنا کرتا ہے اس پر ساتھہ سات اصناف کے شر سے جسکو اس نے نہین کیا رَوَاهُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تع
یہ حدیث نہایت درجہ غریب ہے قولہ تعالے وَالَّذِي أَوْحَيْنَا الآیۃ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور
مابین یدیہ سے اگلی کتابین جنکی قرآن تصدیق کرتا ہے جسطرح کہ وہ اسکے واسطے شرف کی گواہی دیتے ہین اور اس
کی کہ وہ رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے إِنَّ اللّٰهَ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک اپنے بندون کی
خوب خبر رکھتا ہے اور دیکھتا ہے اس شخص کو جو مستحق ہے اس شے کا جسکے ساتھہ اسکو فضیلت دی ہے اسکے
ماسوا پر اور اسی لیے انبیا و رسل کو ساری بشر پر فضیلت دی ہے اور بعض نبیون کو بعض پر فضیلت بخشی ہے
اور بعض کے بلند درجے کیے ہین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت و مرتبہ کو سب سے فوق کیا ہے صلوات اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ مراد کتاب سے قرآن شریف
ہے اور یہہ قول کہ مراد جنس کتب اللہ ہے بیوجہ ہے یعنے وہ لوگ جو استمرار و دوام کرتے ہین قرآن کی تلاوت
پر اور ادا کرتے مین ہین نماز کو اسکے وقتون مین مع پورا کرنے اسکے ارکان و اذکار کے حضرت ابن عباس
سے مروی ہے کہ ان الذین یتلون الآیۃ حق مین حصین بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف کے نازل
ہوئی ہے قولہ تعالے وَأَنْفَقُوا الآیۃ مین رغبت دلانا ہے خرچ کرنے مین کسی طرح میسر ہو پھر اگر پوشیدہ
کر کے میسر ہو تو افضل ہے ورنہ پھر علانیہ اور یہ گمان کہ ظاہر دینا ریا ہو جائیگا سو یہ خیال اس کو دینے سے باز
نہ رکھے کیونکہ اسکے خوف سے ترک خیر کا عین ریا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ مراد سر سے صدقہ مطلق ہو اور

علانیہ سے زکوۃ تقریر مین اسکی طرف اشارہ کیا ہے ذکرہ الکرخی کسی نے کہا کہ سر تو مسنونہ مین ہے اور علانیہ مفروضہ
مین یَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ کا یہ مطلب ہے کہ وہ امیدوار ہین ثواب طاعت کی جو ہرگز کاسد و ہلاک نہ ہوگا اللہ پاک
کا یہ خبر دینا کہ وہ اپنے ثواب اعمال کے امیدوار ہین سو بمنزلہ وعدہ کے ہے کہ ان کی امید حاصل ہوگی جملہ یرجون الخ
محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ اِنَّ کی خبر ہے جیسا کہ ثعلب وغیرہ نے کہا ہے حرف لام لیوفیہم مین متعلق ہے
لَنْ تَبُوْرَ سے بایں معنے کہ وہ تجارت ہرگز کاسد نہ ہوگی اسلیے کہ ہم انکو ان کے اعمال صالحہ کے اجر پورے دینگے
اسکے مثل یہ آیت ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ
کسی نے کہا کہ حرف لام متعلق ہے محذوف سے جسپر سیاق کلام دال ہے اَیْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ لِیُوَفِّیَهُمْ یعنے کیا
انہون نے یہ کام تاکہ ان کو پورے دے اجر ان کے الخ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ کے یہ معنے ہین کہ اللہ پاک ان پر تفضل
و مہربانی فرمائے گا ساتھ زیادتی کے ان کے اجرون پر جو کہ انکے اعمال کی جزا ہے کسی نے کہا کہ یہ زیادتی
یون ہوگی کہ ان کی قبرون کو فراخ کر دے گا یا ان کی سفارش قبول کرے گا حق مین اس کے جس نے ان پر
احسان کیا ہے یا ان کی نیکیون کی تضعیف کر دیگا یا اپنے وعدہ لقا محقق کر دے گا یعنے اپنے دیدار
فائض الانوار سے ان کو مشرف فرمائیگا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اٰمین جملہ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ تعلیل ہے ماقبل کی
یعنے پوری اجر دینا اور زیادہ عطا کرنا اسواسطے ہے کہ وہ بخشنے والا ہے انکے گناہ اور قبول کرنے والا
ہے ان کے طاعات کو کسی نے کہا کہ یہ جملہ خبر ہے اِنَّ کی اور جملہ یَرْجُوْنَ محل نصب مین ہے بنا بر حال کے
لیکن قول اول اولی ہے کتاب سے مراد قرآن شریف ہے کسی نے کہا لوح محفوظ اس بنا پر کہ حرف مِنْ تبعیضیہ
ہے یا ابتدائیہ هُوَ الْحَقُّ خبر ہے موصول کی مُصَدِّقًا منصوب ہے بنا بر حال اَیْ مُوَافِقًا لِمَا تَقَدَّمَهٗ مِنَ الْکُتُبِ
یعنے جو وحی کی ہم نے طرف تیری قرآن سے یا لوح محفوظ سے وہ حق ہے درانحال کہ موافق ہے اگلی کتابون سے
خبیر بصیر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک اپنے بندون کے ساتھ امور ظاہر و باطن کا احاطہ کرنے والا ہے ثُمَّ

اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج
وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ
اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۚ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرُ ۝ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا
فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ پہر ہم نے وارث کیے کتاب کے وہ جو چنے ہم نے اپنے بندون مین سے
پہر کوئی ان مین برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان مین ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان مین ہے کہ آگے بڑہ گیا
لیکر خوبیان اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی باغ ہین بسنے کے جن مین جاوینگے وہان گہنا پہنایا

انکو کنگن سونے کے اور موتی کے اور ان کی پوشاک وہان ریشمی ہے اور کہینگے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے
غم بیشک ہمارا رب ہی بخشتا ہے قبول کرتا ہے جس نے اتارا ہمکو رہنے کے گھر مین اپنے فضل سے نہ پہونچے
اس مین ہم کو مشقت اور نہ پہونچے ہم کو اس مین تھکنا ۲ ف۱ یعنے پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کیے
ایک اور چنے بندے یعنے یہ امت اس مین تین درجے بتائے ایک گنہگار ایک درمیانہ ایک اعلی سب
کو گن چنے بندون مین امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہون رسول اللہ نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور
درمیانہ سلامت ہے اور جو آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے ہے اللہ کریم ہے اسکے یہان کمی نہین ف۲
سونا بعد ریشم مسلمانون کو وہان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمی پہنے دنیا مین نہ پہنے
آخرت مین ف۳ غم دنیا کا دفع کیا بخشتا ہے گنہ قبول کرتا ہے طاعت ف۴ رہنے کا گھر اس سے
پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم اور دشمنون کا ڈر اور رنج اور مشقت وہان پہونچکر
سب گئے انتہے ف۵ اللہ پاک فرماتا ہے پھر ہم نے کیے قائم رکھنے والے کتاب عظیم کے جو کہ تصدیق
کرنے والی ہے اگلی کتابون کی وہ لوگ جو چن لیے ہم نے اپنے بندون سے وہ یہ امت ہے پھر ان کی
تین نوع پر تقسیم کی پس فرمایا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ یعنے ایک نوع ان مین کی اپنی جان کا برا کرنے
والا ہے یہ وہ ہے جو کمی کرتا ہے بعض واجبات کے کرنے مین مرتکب ہوتا ہے بعض محرمات کا وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ یہ ادا کرنے والا ہے واجبات کا تارک ہے محرمات کا اور کبھی بعض مستحبات کو ترک کر دیتا ہے اور بعض
مکروہات کو کر لیتا ہے وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ یہ واجبات و مستحبات کے کرنے والا ہے محرمات
و مکروہات و بعض مباحات کا تارک ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہین وارث کیا ان کو اللہ تعالی نے ہر کتاب کا جسکو نازل کیا سو ظالم انکا مغفرت
کی جائیگی واسطے اسکے اور مقتصد انکا محاسب ہوگا آسان حساب سے اور سابق ان کا داخل ہوگا
جنت مین بغیر حساب کے **ابو القاسم طبرانی** نے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ شفاعت میری واسطے اہل کبائر کے ہے میری امت سے
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سابق بالخیرات داخل ہوگا جنت مین بغیر حساب اور مقتصد داخل ہوگا جنت
مین اللہ تعالے کی رحمت سے اور ظالم لنفسہ اور اصحاب اعراف داخل ہونگے جنت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی شفاعت سے اور اسی طرح سلف مین کے غیر واحد سے مروی ہے کہ ظالم لنفسہ اس امت میں
کا چنے ہوؤن مین سے ہے باوجود اس کجی و تقصیر کے جو اس مین ہے **دوسرون** نے کہا بلکہ ظالم
لنفسہ اس امت سے نہین ہے اور نہ مصطفین وارثین کتاب سے ہے **ابن ابی حاتم** نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ فرمایا وہ کافر ہے اسی طرح عکرمہ نے ان سے روایت کیا ہے اور نیز عکرمہ بھی اسی کے قائل ہین فیمار رواہ ابن جریر مجاہد نے کہا یہ لوگ اصحاب مشامہ ہین امام مالک نے زید بن اسلم وحسن وقتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ منافق ہے پھر حضرت ابن عباس وحسن و قتادہ نے کہا ہے یہ اقسام ثلثہ مثل اس اقسام ثلثہ کے ہین جو سورہ واقعہ کے اول وآخر مین مذکور ہین **صحیح** یہ ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ اس امت سے ہے اور یہ قول اختیار ابن جریر ہے جس طرح کہ ظاہر آیت یہی ہے اور جس طرح کہ اس باب مین کئی حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہین ایسے طریقون سے کہ بعض بعض کی پختگی کرتے ہین اور ان مین سے جو حدیثین میسر ہوئین ہم ان کو انشاء اللہ تعالی لائین گے **حدیث اول** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا اس آیت مین کہ یہ لوگ کلھم بمنزلہ واحدہ ہین اور سب کے سب جنت مین اَخْرَجَهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي إِسْنَادِهٖ مَنْ لَمْ يُسَمَّ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ بِهٖ نَحْوَهٗ بمنزلہ واحدہ کے یہ معنے ہین کہ وہ ایک سبب مین ہین اس بات مین کہ وہ اس امت سے ہین اور وہ اہل جنت سے ہین اگرچہ درمیان ان کے منازل جنت مین فرق ہے **حدیث دوم** حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اللہ تعالے نے فرمایا ہے ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الآیۃ پس لیکن یہ لوگ جو سابق ہوئے سو وہ وہ ہین جو داخل ہونگے جنت مین بغیر حساب کے اور لیکن وہ جنھون نے اقتصاد کیا سو وہ وہ ہین جو محاسبہ کیے جائین گے حساب یسیر اور لیکن وہ لوگ جنھون نے ظلم کیا اپنی جانون پر سو وہ وہ ہین جو روکے جائین گے طول محشر مین پھر وہ وہ ہین جن کی تلافی کی اللہ نے ساتھ اپنی رحمت کے پس وہ وہی ہین جو کہینگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الآیۃ اَخْرَجَهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ **طریق دیگر** حضرت ابو الدرداء کہتے ہین مینے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الآیۃ فرمایا پس لیکن ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سو وہ روکا جائیگا یہانتک کہ پہونچیگا اس کو ہم وحزن پھر داخل ہوگا جنت مین رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ اعمش نے کہا کہ ابو ثابت نے ذکر کیا کہ وہ داخل ہوا مسجد مین پھر بیٹھا طرف پہلو ابو الدرداء کے پھر کہا اَللّٰهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِيْ وَارْحَمْ غُرْبَتِيْ وَيَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا یعنے اے اللہ تو انس دے میری وحشت کو اور رحم کر میری غربت پر اور میسر کر واسطے میرے کوئی نیک ہمنشین پس ابو الدرداء بولے البتہ اگر تو سچا ہے تو البتہ مین زیادہ تر بہرہ مند ہون ساتھ اسکے تجھ سے ابھی مین تجھ سے بیان کرتا ہون ایک حدیث جس کو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نہین بیان کیا مینے اس کو جب سے کہ

اس کو آپ سے سنا آپ نے یہ آیت ذکر کی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الآیہ پس لیکن سابق بالخیرات سو وہ داخل ہوگا اس مین بغیر حساب کے اور لیکن مقتصد سو وہ محاسبہ کیا جائیگا حساب یسیر اور لیکن ظالم لنفسہ سو پہونچیگا اسکو اس جگہ غم و حزن سے و ذلک قولہ تعالے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ **حدیث سوم** حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہین فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کل ان کی اس امت سے ہین اَخْرَجَہُ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبْرَانِیُّ

حدیث چہارم ابن ابی حاتم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت تین ثلث ہے پس ایک ثلث تو جنت مین داخل ہونگے بغیر حساب کے اور عذاب کے اور ایک ثلث حساب لیے جائینگے حساب یسیر پھر جنت مین داخل ہونگے و ثلث یمحصون و یکشفون پھر فرشتے آئینگے تو کہینگے پایا ہم نے ان کو کہتے ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اللہ تعالی فرمائیگا انھون نے سچ کہا نہین ہے کوئی معبود مگر مین داخل کرو ان کو جنت مین بسبب کہنے ان کے لا الہ الا اللہ وحدہ اور لادو انکے خطایا کو اہل نار پر اور یہ وہی بات ہے جو اللہ تعالے نے فرمائی ہے وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ اور تصدیق اسکی اس مین ہے جس مین ذکر فرشتون کا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الآیہ فَجَعَلَھُمْ ثَلَاثَۃَ اَفْوَاجٍ وَھُمْ اَصْنَافٌ کُلُّھُمْ فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ فَھٰذَا الَّذِیْ یُمَحَّصُ وَیُکَشَّفُ غَرِیْبٌ جِدًّا اثر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ **ابن جریر** نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ امت تین ثلث ہے روز قیامت مین ایک ثلث تو داخل ہونگے جنت مین بغیر حساب اور ایک ثلث حساب لیے جائینگے حساب یسیر اور ایک ثلث آئینگے بڑے گناہ لیکر یہانتک کہ اللہ عزوجل کہیگا کیا ہین یہ لوگ حالانکہ اللہ تبارک وتعالی جل و علی شانہ دانا تر ہے پس فرشتے کہینگے کہ یہ لوگ بڑے گناہ لیکر آئے ہین مگر انھون نے شریک نہین کیا ساتھ تیرے کسی شے کو تو رب عزوجل فرمائیگا داخل کرو ان کو میری وسعت رحمت مین اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی ثم اورثنا الکتاب الآیہ

اثر دیگر ابوداؤد طیالسی نے عقبہ بن صہبان ہنائی سے روایت کیا ہے کہا مینے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انھون نے فرمایا اے بیٹے میرے یہ لوگ جنت مین ہین لیکن سابق بالخیرات سو وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین گذرا گواہی دی واسطے اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ جنت کے اور لیکن مقتصد سو وہ ہے جسنے پیروی کی آپ کی اثر کی آپکے اصحاب سے یہانتک کہ ان سے جا ملا اور لیکن ظالم لنفسہ سو مثل میری ہے اور مثل تمہاری راوی نے کہا کہ حضرت عائشہ نے اپنے نفس کو ہمارے ساتھ ٹھیرایا یہ بات انکی کسر نفسی و تواضع کے باب سے ہے ورنہ

وہ تو برگزیدہ سابقین بالخیرات سے ہین اس واسطے کہ ان کا فضل تو عورتون پر مثل فضل ثرید کے ہے باقی طعام پر
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فَمِنْهُمْ
ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ کے بارے مین فرمایا کہ وہ واسطے ہمارے اہل بدو کے ہے اور مقتصد ہمارا ہمارے اہل حضر ہین اور سابق
ہمارا اہل جہاد ہین رواہ ابن ابی حاتم **عوف اعرابی** نے کہا ہمکو حدیث کی عبداللہ بن حارث بن نوفل
نے کہا ہم کو حدیث کی کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ظالم لنفسہ اس امت سے ہے اور مقتصد و سابق بالخیرات
کلہم جنت مین ہین کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا تا قولہ تعالی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ
جَهَنَّمَ کہا ایسے لوگ اہل نار ہین رواہ ابن جریر من طرق عن عوف پھر ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کعب سے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الآیۃ کا پوچھا تو کعب نے کہا تماست منا کبھم
ورب کعب ثم اعطوا الفضل باعمالھم یعنے جنت مین سب کے سب ایک ساتھ جائینگے ایک کا مونڈھا
دوسرے کے مونڈھے سے چھوتا جائیگا قسم ہے رب کعبہ کی پھر اپنے اعمال کے موافق فضیلت ملے گی جیسا جس کا
عمل ہوگا ویساہی درجہ پائیگا **پھر** ابن جریر نے ابو اسحاق سبیعی سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے
ابو اسحاق نے کہا اما ماسمعت من ذی ستین سنۃ فکلھم ناج **پھر محمد** بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ بیشک یہ امت امت مرحومہ ہے ظالم مغفور لہ ہے اور مقتصد جنتون مین ہے نزدیک اللہ کے اور
سابق بالخیرات درجون مین ہے نزدیک اللہ کے رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سَمِيْعٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ الْحَنَفِيَّةِ بِنَحْوِهٖ **ابو الجارود** نے کہا مینے محمد بن علی سے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہما سے فَمِنْهُمْ
ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ کا معنی پوچھا تو فرمایا یہ وہ ہے جس نے ملایا عمل صالح کو اور دوسرا بد عمل پس احادیث و آثار جو اس
مقام سے متعلق ہین بہت میسر ہوئے جن کا ذکر ہوا صاحب بات یہ ٹھیری تو آیت عام ہے جمیع اقسام ثلثہ مین
اس امت مین پس علماء سب سے بڑھ کر مغبوط ہین ساتھ اس نعمت کے اور زیادہ تر مستحق ہین اس رحمت کی
کیونکہ وہ تو ایسے ہین جیسا کہ **امام احمد** نے قیس بن کثیر سے روایت کیا ہے کہا ایک شخص آیا مدینہ سے
طرف ابو الدرداء کے اور وہ دمشق مین تھے تو انہون نے کہا اے کیا بھائی تجھے کون چیز لائی اس نے
کہا ایک حدیث مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ تم اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہو ابو الدرداء
نے کہا کیا تو نہین آیا واسطے کسی تجارت کے کہا نہین کہا کیا تو نہین آیا واسطے کسی حاجت کے کہا نہین
کہا کیا تو نہین آیا مگر طلب مین اس حدیث کے کہا ہان حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس بے شک
مینے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص چلا کسی راہ کو کہ طلب کرتا ہے اس مین
علم کو تو چلائیگا اللہ تعالے بسبب اسکے راہ طرف جنت کی اور بیشک فرشتے البتہ رکھتے ہین اپنے پر

واسطے رضا طالب علم کے اور بیشک شان یہ ہے کہ البتہ مغفرت مانگتا ہے واسطے عالم کے جو کوئی ہے آسمانوں
مین اور زمین مین یہانتک کہ مچھلیان پانی مین اور فضل عالم کا عابد پر مثل فضل چاند کی ہے باقی تارون پر
بیشک علما وہی ہین وارث انبیا کے اور بیشک انبیا نے وارث نہین کیا کسی دینار کا نہ کسی درہم کا اور
انہون نے جو وارث کیا ہے سو علم کا پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ اسکے تو اس نے اخذ کیا ساتھ حظ وافر
کے یعنے اس نے بڑا حصہ لیا وَاَخْرَجَہُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ
وَمِنْھُمْ مَنْ یَّقُوْلُ قَیْسُ بْنُ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین وَقَدْ ذَکَرْنَا
طُرُقَہٗ وَاخْتِلَافَ الرُّوَاۃِ فِیْہِ فِیْ شَرْحِ کِتَابِ الْعِلْمِ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ اول سورہ
طہ مین حدیث ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گذر چکی ہے فرمایا کہ فرمائیگا اللہ تعالی
قیامت کے دن علما سے کہ مینے نہین رکہا اپنا علم اور اپنی حکمت تم مین مگر حال یہ ہے کہ مین ارادہ
کرتا تہا اسکا کہ بخشون مین واسطے تمہاری اس شے پر جو تم سے ہوئی اور مین پروا نہین کرتا ہون قولہ تعالے
جَنّٰتُ عَدْنٍ الخ الآیۃ یعنے یہ لوگ جن کو اللہ تعالی نے اپنے بندون مین سے چن لیا اور اس کتاب کا
وارث کیا جو کہ رب العالمین کیطرف سے اتاری گئی ہے اللہ سبحانہ خبر دیتا ہے کہ ان کا ماوی ومسکن
جنات عدن ہے قیامت کے دن عدن سے مراد اقامت ہے یعنے باغ ہین رہنے لینے کے روز معاد
کے دن ان مین داخل ہون گے اور اللہ عز وجل کے حضور مین حاضر ہونگے وہان ان کو سونے اور موتی کے کنگن
پہنائینگے چنانچہ صحیح مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ پہونچے گا زیور مومن سے جہانتک پہونچتا ہے وضو اور پوشاک ان کی وہان حریر ہے اسی
لیے دنیا مین ان پر حرام کیا گیا تہا سو آخرت مین اللہ پاک نے اسکو ان کے واسطے مباح فرما دیا اور صحیح
مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے پہنا حریر دنیا مین تو وہ اس کو نہ
پہنے گا آخرت مین اور فرمایا کہ وہ ان کے واسطے ہے یعنے کفار کے دنیا مین اور واسطے تمہاری آخرت
مین ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حدیث
کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو حدیث کی اور اہل جنت کے زیور کا ذکر فرمایا تو ارشاد کیا کہ وہ
کنگن پہنائے جائین گے سونے چاندی کے جڑے ہوئے موتیون سے اور سر پر تاج ہین موتی اور یاقوت کے
متواصل اور ان پر ایک تاج ہے مثل تاج بادشاہون کے جوان ہونگے بے داڑہی مونچھ کے سرمگین چشم
اور کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ مراد حزن سے شے خوفناک سے ڈرنا ہے یعنے اللہ
نے اس کو ہم سے دور کر دیا اور ہموم دنیا و آخرت جن سے ہم ڈرا کرتے تہے ان سے ہم کو راحت دی۔

عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے لا الہ الا اللہ والون پر کوئی وحشت انکی قبرون مین اور نہ انکے نشور مین اور گویا مین لا الہ الا اللہ والون کے ساتھ ہون کہ وہ جھاڑ رہے ہین مٹی کو اپنے سرون سے اور کہہ رہے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِہٖ **طبرانی** کا لفظ حضرت ابن عمر سے مرفوعًا یہ ہے کہ نہین ہے اہل لا الہ الا اللہ پر کوئی وحشت موت مین اور نہ قبور مین اور نہ نشور مین اور گویا مین نظر کر رہا ہون طرف ان کی وقت صیحہ کے کہ وہ جھاڑ رہے ہین اپنے سرون کو مٹی سے کہہ رہے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ حضرت ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ بخشدیا واسطے انکے کثیر کو سیئات سے اور شکر کیا واسطے ان کے لیسیر کا حسنات سے یعنے گناہون کے انبار کے انبار بخشدیے اور ذرا سی نیکی قبول کر لی سبحان اللہ وہ ایسا ہی غفور شکور ہے بغیر اسکے ہم گنہگارون کا کیا ٹھکانا لگ سکتا ہے اللّٰھم تب علینا واغفر لنا آمین اَلَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِہٖ کہتے ہین کہ وہ ایسا غفور شکور ہے کہ اس نے اپنے فضل ومن ورحمت سے ہمکو یہ منزلت ومقام عطا فرمایا ہمارے اعمال اسکے مساوی نہ تھے جیسا کہ صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہرگز داخل نہ کریگا کسی کو تم مین سے عمل اسکا جنت مین صحابہ نے عرض کیا اور نہ آپ کو یا رسول اللہ فرمایا اور نہ مجھ کو مگر یہ کہ ڈھانک لے مجھ کو اللہ تعالی ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور فضل کے لَا یَمَسُّنَا فِیْھَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْھَا لُغُوْبٌ کا یہ مطلب ہے کہ نہین چھوتا ہے ہم کو اس مین کوئی عنا روا عیاء لنصب ولغوب مین سے ہر ایک کا تعب مین استعمال کیا جاتا ہے ان دونون کی جو اُن سے نفی کی سو گویا مراد یہ ہے کہ نہ ان کے بدنون پر کسی طرح کا تعب ہے اور نہ ان کی روحون پر واللہ اعلم پس وہ اسی وجہ سے اپنے نفوس کو خوگر کیا کرتے تھے بیچ عبادت کے دنیا مین سو اب بسبب دخول جنت کے تکلیف ان سے ساقط ہوگئی اور راحت دائمہ مستمرہ مین ہوگئے اللہ تعالے تبارک نے فرمایا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ

ف اصل عبارت یون ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا الْکِتٰبَ یعنے وارث کیا ہم نے ان لوگون کو جن کو ہمنے چن لیا اپنے بندون سے کتاب کا پس اول مفعول اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا ہے اور دوسرا الکتاب سو دوسرے مفعول کو اول پر صرف اسلیے مقدم کیا کہ تشریف وتعظیم کتاب کی ہے مراد کتاب سے قرآن شریف ہے یعنے حکم کیا ہم نے اور مقدر کیا ہم نے اس بات کو کہ وارث کرینگے ہم علماء کو تیری امت سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب کا جس کو نازل کیا ہمنے تجھ پر مجاہد نے کہا کہ اَوْرَثْنَا معنے اَعْطَیْنَا ہے اس بنیاد پر اس مین استعارہ تبعیہ ہوگا چونکہ ان کی طرف کتاب کے پہونچانے مین ان کو کسی طرح

کی محنت و مشقت نہین ہوئی اسلیے ان کو کتاب عطا کرنے کا نام ایراث رکہا غرض یہہ ہے کہ جس طرح وارث کو میراث
بدون تعب و مشقت ملتی ہے اسی طرح ان کو کتاب عطا ہوئی مِنْ عِبَادِنَا مین کلمہ مِنْ بیانیہ ہے یعنے وہ چنے
ہوئے لوگ ہمارے بندے ہین یا تبعیضیہ ہے یعنے وہ برگزیدہ لوگ ہمارے بعض بندے ہین نہ کل ان کے عباد
برگزیدہ سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اجابت ہے برابر ہے کہ انہون نے اس کتاب کا حفظ کیا یا
نہ کیا پس وہ عطیہ ہے واسطے ان سب کے حتے کہ جس نے اسکا حفظ نہ کیا اس کے لیے بہی کیونکہ وہ کتاب اس کا پیشوا
ہے اور اس مین اس کی ہدایت و برکت ہے معنے اصطفاء عباد کے ان کا اختیار و استخلاص ہے بتحقیق علماء
اس امت کے صحابہ و من بعدہم سے روز قیامت تک اللہ پاک نے ان کو شرف دیا ہے باقی بندون پر اور ان کو
امت وسط ٹہیرایا ہے ان کو عادل قرار دیا ہے تاکہ وہ گواہ ہون لوگون پر اور اس بات کے ساتہ انکا اکرام
کیا کہ امت سے خیر انبیاء و سردار اولاد آدم کے ٹہیرایا علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام اور بہترین کتب کے اتباع
کے ساتہ ان کو مخصوص فرمایا مقاتل نے کہا مراد یہ ہے کہ کیا ہم نے قرآن محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ منتہی ہوتا
ہے طرف ان لوگون کی جن کو ہم نے برگزیدہ کیا ہمارے بندون سے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ وارث کیا
ہمنے اس کو اگلی امتون سے یعنے ہم نے اس کو ان سے موخر کیا اور عطا کیا اس کو ان لوگون کو جن کو ہم نے
چن لیا و الا ول اولی پہر اللہ پاک نے ان لوگون کی تین قسمین بیان کین جن کو اپنی کتاب کا وارث کیا اور
اپنے بندون مین سے ان کو منتخب کیا پس ارشاد فرمایا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ الآیہ سابق بالخیرات کے بعد جو باذن
اللہ فرمایا سو اس مین آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ اس مرتبے کا ملنا صعب و دشوار ہے اللہ پاک کی تیسیر و توفیق
سے نصیب ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اللہ پاک کے امر و ارادہ یا اسکے علم سے ذٰلِكَ مبتدا ہے اور هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيرُ خبر ہے یعنے وارث کرنا کتاب کا اور برگزیدہ کرنا یا سبقت کرنا طرف خیرات کے و الا ول اولی وہ فضل
کبیر ہے جسکا اندازہ نہین ہو سکتا ہے بہت سے اہل علم نے اس آیت کے معنے کو مشکل شمار کیا ہے اس واسطے
کہ اللہ پاک نے ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ کی قسم کو عباد برگزیدہ مین سے ٹہیرایا ہے بہلا اللہ نے جس کو چن لیا وہ کیونکر ظالم
لنفسہ ہو سکتا ہے پس اس کے جواب مین کسی نے تو یون کہا کہ تقسیم راجع ہے طرف عباد کے یعنے ہماری بندون
مین سے ایک ظالم لنفسہ ہے مراد اس سے کافر ہے اور يَدْخُلُونَهَا کی ضمیر راجع ہوگی طرف مقتصد و سابق
کے کسی نے کہا کہ مراد ظالم لنفسہ سے وہ شخص ہے جو کتاب پر عمل کرنے مین تقصیر کرنے والا ہے یہ وہ ہے جو امر
الہی کا موخر کرنے والا ہے اور ضرورت وراثت کتاب سے اسکی مراعات حق رعایت نہین ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ
نے یون فرمایا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ اس قول مین نظر ہے اس واسطے کہ ظلم نفس
اصطفا کے مناسب نہین ہے کسی نے کہا ظالم لنفسہ وہ ہے جس نے صغائر گناہ کیے وہ قول حضرت عمر و عثمان

وابن مسعود وابوالدرداء وعائشہ سے مروی ہے یہی قول راجح ہے اس واسطے کہ عمل صغائر منافی اصطفا نہیں ہے اور نہ اس سی منع کرتا ہے کہ اس کا صاحب داخل ہو ہمراہ ان لوگون کے جو جنت مین داخل ہونگے اور اس کے ظالم لنفسہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس نے اپنے نفس کو ناقص کیا ثواب سے بسبب کرنے صغائر کے جو اسکے واسطے بخشے گئے کیونکہ اگر وہ بجائے ان صغائر کے طاعات کرتا تو اس کے نفس کے واسطے ان مین ثواب سے ایک حصہ عظیم ہوتا کسی نے کہا کہ ظالم صاحب کبائر منشا اشکال اس جہت سی ہے کہ وارثین کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماہی کو ٹہیرایا اس لیے کہ اگر وراثت ساری امت کے واسطے قرار دیجاتی تو اشکال دور ہوجاتا کیونکہ یہ امر قطعی یقینی ہے کہ ان مین سے ظالم لنفسہ ہے اور اصطفا کو منافی اس واسطے نہین ہے کہ وہ اور امتون پر فضیلت دی گئی ہے اس باب مین بہت کچھ وارد ہوا ہے چنانچہ یہ امر مخفی نہین ہے اور اس کی تایید آخر بحث مین آئیگی ان شاء اللہ تعالی واللہ اعلم سابق و مقتصد کی تفسیر مین سلف نے اختلاف کیا ہی پس عکرمہ وقتادہ وضحاک نے کہا کہ مقتصد مومن عاصی ہے اور سابق تقی علی الاطلاق ہے فراء بھی اسی کے قائل ہین مجاہد نے کہا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ اصحاب مشأمہ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ اصحاب میمنہ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سابقین ہین ساری لوگون سے مبرد نے کہا مقتصد وہ ہے جو دیتا ہے دنیا کو حق اسکا اور آخرت کو حق اس کا حضرت حسن نے کہا ظالم وہ ہے جس کی بدیان راجح ہوئین اس کی نیکیون پر اور مقتصد وہ ہے جس کی نیکیان بدیان برابر ہوئین اور سابق وہ ہے جسکی نیکیان بدیون پر راجح ہوئین مقاتل نے کہا ظالم لنفسہ اصحاب کبائر ہین اہل توحید سے اور مقتصد وہ ہے جو کسی کبیرہ کو نہ پہونچا اور سابق وہ ہے جس نے سبقت کی طرف اعمال صالحہ کے نحاس نے حکایت کیا ہے کہ ظالم صاحب کبائر ہے اور مقتصد وہ ہے جو جنت کا مستحق ہوا ہے بسبب زیادتی اسکی نیکیون کے بدیون پر پس قولہ تعالی جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا واسطے انکے ہوگا جنہون نے سبقت کی ساتھ خیرات کے اور بس اور یہ قول ہے ایک جماعت کا اہل نظر سے اس واسطے کہ حقیقت نظر مین ضمیر اس شے کے واسطے اولی ہے جو اس سے متصل ہے ضحاک نے کہا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ یعنی انکی ذریت سے ظالم لنفسہ سہل بن عبداللہ نے کہا کہ سابق عالم ہے اور مقتصد متعلم اور ظالم لنفسہ جاہل ہے ذو النون مصری نے فرمایا ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ اللہ کا ذکر کرنے والا ہے فقط اپنی زبان سے اور مقتصد ذکر کرنے والا ہے اپنے دل سے اور سابق وہ جو اسکو بھولتا نہین ہے انطاکی نے کہا کہ ظالم صاحب اقوال ہے اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال ابن عطا نے کہا ظالم وہ ہے جو اللہ کو دوست کہتا ہے بسبب دنیا کے اور سابق وہ ہے جس نے اپنی مراد کو ساقط کر دیا ہے بسبب مراد حق کے کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو دوزخ سے ڈر کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور مقتصد وہ ہے جو جنت مین طمع کرکے اس کو پوجتا ہے

اور سابق وہ ہے جو اسکی عبادت کرتا ہے نہ واسطے کسی سبب کے کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے اور مقتصد وہ ہے جو اپنے دین کو دوست رکھتا ہو اور سابق وہ ہے جو اپنے رب کو دوست رکھتا ہو کسی نے کہا اَلظَّالِمُ الَّذِیْ یَنْتَصِفُ وَلَا یُنْصِفُ وَالْمُقْتَصِدُ الَّذِیْ یُنْصِفُ وَیَنْتَصِفُ وَالسَّابِقُ الَّذِیْ یُنْصِفُ وَلَا یَنْتَصِفُ یعنے ظالم وہ ہے جو اپنے حق مین انصاف کرتا دوسرے کے حق مین نہین کرتا مقتصد وہ ہے جو اپنے اور غیر کے حق مین انصاف کرتا ہے سابق وہ ہے جو دوسرے کے حق مین انصاف کرتا ہے اور اپنے حق مین نہین کرتا کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو تاخیر کیا گیا ہے واسطے امر اللہ کے اور مقتصد وہ ہے جس نے خلط کیا عمل صالح کو اور دوسرے بد عمل کو **نسفی** نے کہا یہ تاویل تنزیل کے موافق ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ الآیۃ اور بعد اسکے فرمایا ہے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الآیۃ اور بعد اس کے فرمایا ہے وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ انتہی **ربیع بن انس** نے کہا ظالم صاحب کبائر ہے اور مقتصد صاحب صغائر اور سابق دونون سے بچنے والا ہے **امام ابو یوسف** رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے اس آیت کا پوچھا تو فرمایا کلہم مومنین ہین رہی صفت کفار کی سو بعد اسکے ہے یعنے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ الآیۃ اور لیکن تینون طبقے پس یہ وہی ہین جنکو اللہ تعالے نے چن لیا ہے اپنے بندون سے اور وہ اہل ایمان ہین جمہور اسی قول پر ہین **کسی** نے کہا ظالم وہ ہے جسکا ظاہر اسکے باطن سے بہتر ہے اور مقتصد وہ ہے جس کا ظاہر و باطن برابر ہے اور سابق وہ ہے جسکا باطن اسکے ظاہر سے بہتر ہے **کسی** نے کہا ظالم تلاوت کرنے والا قرآن شریف کا ہے اور اسکا عالم اور اسپر عامل نہیں ہے اور مقتصد اسکا تلاوت کرنے والا اور اسکا عالم اور اسپر غیر عامل ہے اور سابق اسکا تالی و عالم و عامل ہے اسپر **ثعلبی** وغیرہ نے بہت سے اقوال ذکر کیے ہین اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے کہ ظالم و مقتصد و سابق کے معانی لغوی معروف و مشہور ہین اور ظلم للنفس بمجرد اسکے صادق آتا ہے کہ اس کو حظ و بہرہ سے محروم کرے اور جو شے اس کے واسطے بہتر ہے اسکو فوت کرے پس جو شخص تارک استکثار طاعات کا ہے تو مقرر اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا باعتبار اس ثواب کے جو اس سے فوت کیا گو اس کام پر قائم ہے جسکو اللہ تعالی نے اس پر واجب کیا ہے اور اس کام کا تارک ہو جس سے اسکو منع فرمایا ہے سو وہ اس حیثیت سے منجملہ ان لوگون کے ہے جن کو اللہ سبحانہ نے برگزیدہ کیا ہے اور اہل جنت سے ہے اب آیت مین کسی طرح کا اشکال نہین ہے اور اسی باب سے قول حضرت آدم علیہ السلام کا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اور قول حضرت یونس علیہ السلام کا اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور مقتصد سے مراد وہ شخص ہے جو توسط کرتا ہے امر دین میں اور افراط و تفریط کی طرف مائل نہین ہوتا ہے یہ شخص اہل جنت سے ہے رہا سابق سو وہ شخص ہے

جوامور دین مین اپنے غیر سے سابق ہوا ہے وہ شخص خیر الثلاثہ ہے پھر اس مین اشکال کیا ہے کہ ظالم کو مقتصد پر اور دونون کو سابق پر مقدم کیا باوجود اسکے کہ مقتصد ظالم لنفسہ سے افضل ہے اور سابق دونو . . سے بہتر ہے سو اسکے جواب مین کسی نے تو یہ کہا کہ تقدیم کچہ تشریف کی مقتضی نہین ہوتی ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ اور اس کے مثل اور آیات قرآنی جن مین تقدیم اہل شر کی اہل خیر پر واقع ہوئی ہے اور تقدیم مفضولین کی فاضلین پر آئی ہے کسی نے کہا اس جگہہ وجہ تقدیم کی یہ ہے کہ ظالمین کثیر ہین اور مقتصدین بہ نسبت اہل معاصی کے قلیل اور سابقین بہ نسبت فریقین کے اقل قلیل ہین پس اکثر کو اقل پر مقدم کیا لیکن قول اول اولے ہے اس واسطے کہ نری کثرت کچہ تقدیم ذکر کی مقتضی نہین ہوتی ہے ابن عطاء نے کہا کہ ظالم کو جو مقدم کیا ہے سو اسی لیے کہ وہ اسکے فضل سے نا امید نہ ہوجائے کسی نے کہا اس واسطے کہ اس کو مقدم کیا ہے کہ اسے یہ بات معلوم کرائی کہ گناہ اسکا اسے دور نہ کرے گا اس کے رب سے کسی نے کہا کہ اول احوال معصیت ہی پہر توبہ پہر استقامت حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ظالمین سے ابتدا کی یہ بات بتانے کو کہ تقرب نہین کیا جاتا ہے طرف اسکے مگر ساتہہ اس کے کرم کے اور ظلم نفس اثر نہین کرتا ہے اصطفا مین پہر ثانیا مقتصدین کا ذکر کیا اس واسطے کہ وہ درمیان خوف و رجا کے ہین پہر سابقین کے ساتہہ ختم کیا تا کہ امن مین نہ ہو کوئی اس کے مکر سے اور کلمہ حسرت مین ہین جو وجوہ تقدیم کے ہمنے ذکر کیے انکے سوا اور وجوہ ذکر کیے ہین جن کی تطویل کیطرف کوئی حاجت نہین ہے . . . فتح البیان مین بعد اس کے حضرت ابن عباس کا قول ہے پہر حضرت ابو سعید خدری کی حدیث اس کے آخر مین فرمایا ہے کہ اسکی اسناد مین دو شخص مجہول ہین پہر حضرت ابو الدرداء کی حدیث ہے بعد اس کے بیہقی کا قول نقل فرمایا ہے اذا کثرت روایات فی حدیث ظہر ان للحدیث اصلا انتہے پہر کہا ہے کہ امام احمد کی اسناد مین محمد بن اسحاق ہین اور ابن ابی حاتم کی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے پہر عوف بن مالک کی حدیث ذکر کی ہے بعد اسکے حافظ ابن کثیر کا قول غریب جدا نقل کیا ہے بعد اسکے فرمایا ہے کہ یہ احادیث بعض بعض کو قوت دیتی ہین اور ان کی طرف جانا واجب ہے اور جس شخص نے ظالم لنفسہ کو کافر پر محمول کیا ہے اسکا قول ان حدیثون سے دفع کیا جاوے پہر حدیث اسامہ بن زید و عقبہ بن صہبان کو ان حدیثون کا مؤید ٹہیرایا ہے پہر حضرت ابن مسعود و حضرت عمر و حضرت ابن عباس و حضرت عثمان و حضرت براء بن عازب کے اقوال جو ظالم کے جنتی ہونے پر مشتمل ہین ذکر کیے ہین پہر حضرت ابن عباس کا قول جس مین ظالم لنفسہ کا کافر و ہالک ہونا مذکور ہے ذکر کیا ہے بعد اسکے فرمایا ہے کہ یہ قول جوانب سے مروی ہے اس بات کے مطابق نہین ہے جو نظم قرآنی سے ظاہر ہے اور نہ ان روایتون کے موافق ہے جو ہم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر آئے ہین اور ایک جماعت صحابہ سے پہر حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول نقل کیا جس مین
انہون نے کعبؓ سے سوال کیا ہے پہر فرمایا کہ ہم اول حضرت ابن عباسؓ سے وہ قول نقل کر آئے ہین جو اس کا مفید
ہے کہ ظالم لنفسہ ناجین سے ہے اب ان کے اقوال باہم متعارض ہوگئے اور قولہ تعالی جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا
مین ضمیر راجع ہے طرف اصناف ثلثہ کی پس کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کو صنف اخیر پر قصر کرین یہ سب احادیث
و اقوال اول مذکور ہو چکے ہین **جنات عدن** مبتدا ہے **یدخلونها** اس کی خبر ہے **زر بن حبیش**
وغیرہ نے جنت بافراد اور جحدری نے جنات کو بنصب پڑہا ہے بنا بر اشتغال ابو البقا رنے یہ بہی جائز رکہا ہے
کہ جنات برفع خبر ثانی ہو اسم اشارہ کی ابو عمرو نے یُدۡخَلُوۡنَهَا بصیغہ مجہول پڑہا ہے یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا خبر ثانی ہے
جنات عدن کی ماخوذ ہے حلیت المرءۃ فہی حال سے اس مین اشارہ ہے طرف سرعت دخول کی کیونکہ جنت
کے باہر انکے زیور پہنانے مین تاخیر ہے دخول کی پس جب یحلون فیہا فرمایا تو اس طرف اشارہ کیا کہ ان کا
دخول بطور سرعت ہے مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ مین اول حرف مِنۡ تبعیضیہ ہے اور دوسرا بیانیہ یعنے
پہنائے جائین گے بعض کنگن جو کہ کائن ہین سونے سے اَسَاوِرَ جمع ہے اسورہ کی اسورہ جمع ہے سوار
کی سوار کہتے ہین دست برنجن کو یعنے کنگن وَلُؤۡلُؤًا معطوف ہے من اساور کے محل پر کسی نے زیر سے پڑہا
ہے تو ذہب پر عطف کیا اول کے معنے یہ ہین کہ پہنائی جائین گے کنگن سونے کے اور موتی کے یعنے مرکب
ہونگے سونے اور موتیون سے سونے مین موتی جڑے ہونگے اولی وہی ہے جو منقول ہے کہ پہنائے جائینگے
کنگن سونے کے اور کنگن چاندی کے اور کنگن موتیون کے تذکرہ قرطبی مین کہا ہے مفسرین نے فرمایا
ہے نہین ہے کوئی اہل جنت سے مگر اس کے ہاتہ مین تین کنگن ہین ایک تو سونے کا اور ایک چاندی کا اور
ایک موتی کا صحیح مین وارد ہوا ہے کہ پہونچیگا زیور مومن کا جہان تک پہونچتا ہے وضو چنانچہ اول گذر
چکا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کا قول
جنات عدن الآیہ پڑہا پہر فرمایا بیشک ان پر تاج ہین اور بیشک ادنی موتی البتہ روشن کردیگا مابین
مشرق اور مغرب کو اَخۡرَجَهُ التِّرۡمِذِیُّ وَالۡحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ وَالۡبَیۡهَقِیُّ فِی الۡبَعۡثِ وَلِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا
حَرِیۡرٌ یعنے پوشاک ان کی وہان ریشمی کپڑا ہے اسلیے کہ اس مین لذت و زینت ہے اس آیت کی تفسیر
سورہ حج مین پورے طور پر گذر چکی ہے وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ جمہور
نے بفتح حا و زائے اور جناح بن حبیش نے بضم حا و سکون زا پڑہا ہے صیغہ ماضی کا اس لیے کہا کہ
تحقق پر دلالت کرے یعنے جس وقت وہ جنت مین داخل ہونگے تو یون کہین گے ساری خوبیان اللہ کو
جس نے دور کیا ہم سے حزن قتادہ نے کہا کہ حزن موت کا عکرمہ نے کہا کہ حزن سیئات و ذنوب کا اور

خوف رد طاعات کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حزن نار کا قاسم نے کہا کہ حزن نعمتون کے زوال
کا اور خوف عاقبت کا کسی نے کہا کہ حزن قیامت کے ہولون کا کلبی نے کہا وہ شے جو ان کو دنیا مین غمگین کیا
کرتی تھی امر روز قیامت سے سعید بن جبیر نے کہا کہ فکر روٹی کا دنیا مین کسی نے کہا کہ ہم معیشت یعنی معاش
کی فکر زجاج نے کہا اللہ نے اہل جنت سے ساری رنج دور کر دیے جو ان مین سے واسطے معاش کے تھا یا معاد
کے یہ قول ارجح الاقوال ہے کیونکہ دنیا کی نعیم گو کسی درجے کو پہونچے تو بھی وہ شوائب و نوائب سے خالی
نہین ہوتی ہے جن کے سبب سے رنج و غم بکثرت ہوتے ہین خاصکر اہل ایمان سو یہ تو ہمیشہ اللہ کے عذاب
و عقاب سے ڈرتے رہتے ہین ہر وقت انکے دل مضطرب و بیقرار رہتے ہین کہ آیا انکے اعمال قبول ہوتے
ہین یا رد کیے جاتے ہین عاقبت بد اور خاتمہ بشر سے ترسان اور ہراسان ہوتے ہین پھر ان کے ہموم و احزان
ہمیشہ رہتے ہین یہانتک کہ جنت مین داخل ہو جائین رہے اہل عصیان سو اگرچہ انکی گلے کی رسی ذرا
کشادہ کر دی گئی ہے زندگی دنیا مین جو کہ دہوکے کا گہر ہے اللہ دار قرار کو انہون نے بہلا رکہا ہے پس
ان کے زمانے سے کسی نہ کسی دن ضرور ہے کہ ان کا خوف سخت ہو اور ان کی مصیبت عظیم ہو جب کہ وہ پاس
آلگین گے موت کے اور آخرت کی منزلون سے قریب ہونگے پھر جب ان کی روحین قبض کی جائین گی اور ان
کے اعمال کی جزا کہل جائیگی جو کہ ان کو بری لگے گی تو ان کا ہم و غم زیادہ ہوگا پھر اللہ پاک نے مغفرت کی
ساتھ ان پر تفضل فرمایا اور جنت مین ان کو داخل کر دیا تو بیشک اس نے انکے احزان و غموم و ہموم دور
کر دیے بالجملہ وہ کہین گے بیشک ہمارا رب غفور ہے کہ اس نے ہمارے واسطے ہمارے بڑے گناہ کو بخشا شکور ہے کہ
ہماری اعمال سے قلیل کو قبول کر لیا بڑا قدردان ہے یا یہ معنے ہین کہ جنایات کو بخشتا ہے اور طاعات کو
قبول کرتا ہے کسی نے کہا غفور ہے واسطے اس کے جس نے اسکی نافرمانی کی شکور ہے واسطے اس کے جس نے
اسکی اطاعت کی الذی احلنا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس نے ہم کو اتارا اقامت کے گہر مین کہ جس مین ہمیشہ
رہنا ہے اور اس سے نکلنا نہین براہ تفضل و رحمت کے اپنی طرف سے نہین چہوتا ہے ہم کو جنت مین کوئی
عنا رنہ کوئی تعب نہ کوئی مشقت اور نہین چہوتا ہے ہم کو اس مین کوئی اعیاء تعب سے اور نہ کوئی کلال النصب
سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ ایک قوم ہے دنیا مین کہ اللہ سے ڈرتے
اور جیسے اللہ کیلیے عبادت مین اس کے واسطے سعی و کوشش کرتے ہین اور ان کے دلون مین ان گناہون
کا حزن ہے جو ان سے گذر چکے ہین سو وہ خائف ہین اس سے کہ یہ کوشش ان سے قبول نہ ہو بسبب انہ
گناہون کے جو گذر چکے ہین پس اس وقت وہ کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الآیۃ اخرجہ عبد بن حمید و
ابن المنذر و ابن ابی حاتم **غرضکہ** پھر جب اللہ پاک اپنے صالح بندون کی جزا کی ذکر سے فارغ ہوا تو اپنے

ظالم بندون کی جزا کا ذکر کیا ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا

وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَا

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ

النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ اور جو منکر ہین ان کو ہے آگ دوزخ کی نہ ان پر تقدیر پہونچتی ہے کہ مرجاوین اور نہ ان پر ہلکی ہوتی ہے وہان کی کچھہ کلفت یہ سزا دیتے ہین ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلاتے ہین اس مین اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچہ بھلا کام کرین وہ نہین جو کرتے تھے کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو جتنے مین سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہونچا تم کو ڈر سنانیوالا اب چکھو کہ کوئی نہین گنہگارون کا مددگار **ف** وہ نہین جو کرتے تھے یعنے اس وقت تو اسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ نہ کرین گے انتھے **ف** لایقضی علیہم فیموتوا مثل اس آیت کی ہے لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى **صحیح مسلم** مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیکن اہل نار جو کہ اس کے اہل ہین سو وہ نہ مرینگے اس مین اور نہ جیین گے اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ پس وہ اپنی اس حالت میں موت کو اپنے واسطے راحت خیال کرینگے لیکن اس کی طرف کوئی راہ نہ ہوگی فرمایا اللہ تعالے نے لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا الآیۃ جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ اور فرمایا ہے كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا پھر اللہ پاک نے فرمایا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ یعنے یہ بدلا ہے اس شخص کا جس نے اپنے رب کے ساتھہ کفر کیا اور حق کی تکذیب کی قولہ تعالے وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا کے یہ معنے ہین کہ دوزخ مین ندا کرتے ہین اللہ عزوجل کیطرف زاری کرتے ہین اپنی آوازون سے کہ ربنا اخرجنا الآیہ یعنے دنیا کی طرف رجوع کرنے کا سوال کرینگے تاکہ عمل کرین سوا اسے عمل اول کے اور رب عزوجل جان چکا ہے کہ اگر ان کو پھر بیجا طرف دار دنیا کے تو وہ رجوع کرین طرف اس کام کے جس سے وہ منع کیے گئے اور بیشک وہ البتہ جھوٹے ہین سو اسی لیے وہ انکے سوال کو نہ مانیگا جس طرح کہ ان کی طرف سے خبر دی ہے ان کے اس قول مین فَهَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا یعنے وہ تمہارا کہنا نہ مانیگا کیونکہ تم ایسے ہی تھے اور اگر پھیر دیے جاؤ تو البتہ رجوع کرو طرف اس شے کی جس سے تم منع کیے گئے اور اسی لیے اس جگہہ فرمایا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ الآیہ یعنے کیا تم دنیا مین اتنی عمر زندہ نہین رہے کہ اگر تم ان لوگون مین سے ہوتے جو کہ حق سے نفع لیتے ہین تو تم اس سے اپنی عمر مین نفع لیتے جو مقدار عمر اس جگہہ مراد ہے مفسرین نے اس مین اختلاف کیا ہے پس حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ **ستره برس** کا مقدار ہے **قتادہ** نے کہا جان رکھو کہ طول عمر حجت ہے پس تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے
اس سے کہ تو دھوکا کھائے ساتھ طول عمر کے مقرر یہ آیت اولم نعمرکم الآیۃ نازل ہوئی اور حال یہ ہے کہ ان مین
البتہ اٹھارہ برس کی عمر کا تھا اسی طرح ابو غالب شیبانی نے بھی کہا ہے **وہب بن منبہ** سے اس کی تفسیر مین بیس
برسین مروی ہین اور حضرت حسن سے چالیس برس مسروق کہا کرتے تھے کہ جس وقت پہونچے ایک تمھارا چالیس
برس کو تو چاہیے اپنا حذر لے یعنے بچاؤ اللہ عزوجل سے مطلب یہ ہے کہ ہوشیار ہوجائے عمل صالح مین مصروف
ہو حضرت ابن عباس سے بھی ایک روایت مین یہی ہے جیسا کہ ابن جریر نے بروایت مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کیا ہے کہ وہ عذر جو اللہ تعالے نے قطع کردیا ہے واسطے بنی آدم کے اولم نعمرکم الآیہ وہ چالیس برس ہے
یہ قول مختار ابن جریر ہے پھر ابن جریر نے بطریق دیگر بروایت مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ وہ عمر جس مین اللہ نے عذر قطع کیا ہے واسطے ابن آدم کے اولم نعمرکم الآیۃ مین ساٹھہ برس کی
ہے پس یہ روایت صحیح تر ہے حضرت ابن عباسؓ سے اور نفس الامر مین یہی صحیح ہے اس واسطے کہ اس مین
حدیث ثابت ہوئی ہے چنانچہ ہم اسکو لائینگے بات ویسی نہین ہے جو ابن جریر نے زعم کیا ہے کہ اس باب
مین حدیث صحیح نہین ہولی اس واسطے کہ اس کی اسناد مین وہ شخص ہے جس کے امر مین تثبت واجب ہے
اصبغ بن نباتہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عمر جس کے ساتھہ اللہ نے ان کو عمر دی
اپنے اس قول مین اولم نعمرکم الآیہ ساٹھہ برس ہے **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا
ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائیگا کہان ہین ساٹھہ برس کی
عمر والے اور یہ وہ عمر ہے جس مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے اولم نعمرکم الآیۃ وکذا رواہ ابن جریر بسندہ یعنی
عن علے بن شعیب عن اسمعیل بن ابی فدیک بہ وکذا رواہ الطبرانی من طریق ابن ابی فدیک بہ وہذا الحدیث
فیہ نظر لحال ابرہیم بن الفضل واللہ اعلم **حدیث دیگر** امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ مقرر عذر قطع کردیا اللہ تعالے طرف بندے کی جس کو
اس نے زندہ رکھا یہانتک کہ وہ پہونچا ساٹھ یا ستر برس کو لقد اعذر اللہ تعالی الیہ لقد اعذر اللہ تعالی الیہ اسی
طرح **بخاری**ؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
عذر قطع کردیا اللہ عزوجل نے طرف اس مرد کی جس کی عمر کو تاخیر دی یہانتک کہ وہ پہونچا ساٹھہ برس کو پھر بخاری
نے کہا ہے تَابَعَهٗ اَبُوْحَازِمٍ وَّابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پس **متابعت ابو حازم** کا لفظ نزدیک ابن جریر کے یہ ہے جو شخص کہ عمر دی اس کو
اللہ تعالے نے ساٹھہ برس کی تو مقرر عذر قطع کردیا طرف اسکی عمر مین وَقَدْ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

فِي الرِّقَاقِ جَمِيعًا عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٖ **بزار کا لفظ** یہ ہے کہ وہ عمر جس میں اللہ
تعالیٰ نے عذر قطع کردیا ہے طرف ابن آدم کی ساٹھ برس ہیں یعنے اولم نعمرکم الآیہ **اور متابعت ابن
عجلان کا لفظ** نزدیک ابن ابی حاتم کے یہ ہے وہ شخص کہ آ پہنچے اس پر ساٹھ برس تو مقرر عذر قطع
کردیا اللہ عزوجل نے طرف اسکی عمر میں وَكَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ الْمُقْرِيُّ بِهٖ
وَرَوَاهُ اَحْمَدُ اَيْضًا عَنْ خَلَفٍ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ **بطریق دیگر** حضرت ابی ہریرہ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ مقرر عذر قطع کردیا اللہ عزوجل نے عمر میں
طرف ساٹھ اور ستر والے کی اخرجہ ابن جریر **پس** یہ حدیث ان طریقوں سے صحیح ہوئی ہے پھر اگر کوئی
طریق نہ ہو سوا اس طریق کے جسکو ابوعبد اللہ بخاری شیخ صناعت حدیث نے پسند کیا ہے تو وہی کافی
ہے اور یہ قول ابن جریر کا کہ اسکے رجال میں بعض وہ ہے جس کے امر میں تثبت واجب ہے سو باوجود تصحیح بخاری
کے اسکی طرف التفات نہیں کیا جاتا ہے واللہ اعلم **بعض** نے ذکر کیا ہے کہ عمر طبیعی انسان کی نزدیک
اطبا کے ایک سو بیس برس کی ہے پس انسان ساٹھ برس کی پورے ہونے تک ازدیاد میں رہتا ہے پھر
بعد اس کے نقص وہرم میں شروع کرتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

اِذَا بَلَغَ الْفَتٰى سِتِّيْنَ عَامًا فَقَدْ ذَهَبَ الْمَسَرَّةُ وَالْفَتَاءُ

یعنے جس وقت جوان ساٹھ برس کو پہونچ گیا تو مقرر خوشی اور جوانی چلی گئی جب کہ یہ وہ عمر ہے جس سے اللہ
تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف عذر قطع کرتا ہے اور سبب اس کے ان سے علتیں بہانے دور کرتا ہے تو
اس امت کی عمروں پر یہی عمر غالب ہوئی چنانچہ اس باب میں حدیث وارد ہوئی ہے **حسن بن عرفہ** نے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عمریں میری
امت کی مابین ساٹھ کے ستر تک ہیں اور کمتر انکا وہ ہے جو اس سے تجاوز کرے وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَابْنُ مَاجَةَ جَمِيْعًا فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَرَفَةَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ
حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهٰذَا عَجَبٌ مِّنَ التِّرْمِذِيِّ فَاِنَّهٗ قَدْ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ
اَبِي الدُّنْيَا مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ وَطَرِيْقٍ اُخْرٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُمَرَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ كَامِلِ بْنِ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ فَ
اَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ اَيْضًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ
سَعِيْدِ الْجَوْهَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيْعَةَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ

اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْهُ هٰذَا نَصُّهٗ بِحُرُوْفِهٖ فِی الْمَوْضِعَیْنِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **حافظ ابو یعلی** کا لفظ عن المقبری عن ابی ہریرہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے معترک منایا یابین ساٹھہ کے ہے ستر تک اسی سند سے ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اقل امت میری ابناء سبعین ہین اسکی اسناد ضعیف ہے **اسی معنے** مین ایک اور حدیث ہو **حافظ ابو بکر بزار** نے اسکو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو خبر دین اپنی امت کے عمرون کی آپ نے فرمایا یابین پچاس کے ساٹھہ تک صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ستر کی عمر والے فرمایا کم ہے وہ جو اسکو پہونچے میری امت سے اللہ رحم کرے ابنائے سبعین کو اور اللہ رحم کرے ابنائے ثمانین کو پھر بزار نے کہا ہے کہ بایں لفظ مروی نہین ہے مگر اسی اسناد سے عثمان بن مطر راوی اہل بصرہ مین سے قوی نہین ہے صحیح مین ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تریسٹھہ برس زندہ رہے کسی نے کہا ساٹھہ کسی نے کہا پینسٹھہ مشہور قول اول ہے واللہ اعلم **حضرت** ابن عباس و عکرمہ و حضرت ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ مراد **نذیر** سے شیب ہے یعنے بڑھاپا سفید بال ہوجانا سدی و عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مراد اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ابن زید نے یہ آیت پڑہی هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی قتادہ سے یہی قول صحیح ہے شیبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہون نے یون کہا کہ اللہ تعالی نے ان پر حجت قائم کی ہے ساتھہ عمر و رسل کے اور یہ قول مختار ابن جریر ہے اور یہی ظاہر تر ہے اس لیے کہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ لَقَدْ جِئْنٰکُمْ بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَکُمْ لِلْحَقِّ کٰرِهُوْنَ یعنے البتہ مقرر بیان کردیا ہم نے واسطے تمہارے زبانون پر رسولون کی سو تم نے نہ مانا اور مخالفت کی اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور فرمایا کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ قولہ تعالی فَذُوْقُوْا الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ تم نے جو اپنی عمر کی مدت مین انبیا کی مخالفت کی سو اسکی جزا یہ ہے کہ چکھو عذاب آگ کا اب تمہارا آج کے دن کوئی مددگار نہین ہے کہ جس عذاب و نکال و اغلال مین تم پڑے ہو اس سے تم کو چھڑائے کذا فی ابن کثیر **ف** **جمہور** نے فیموتو پڑھا ہے بنصب بنیاد پر کہ نفی کا جواب ہے اور عیسی بن عمر و حسن نے فیموتون باثبات نون مازنی نے کہا اسکی بنا اسپر ہے کہ یقضی پر معطوف ہو ابن عطیہ نے کہا کہ یہ قرارت ضعیف ہے لیکن اسکی ضعیف کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ یہ تو مثل اس آیت کے ہے وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ معنے یہ ہین کہ منکرون کے واسطے دوزخ

کی آگ ہے حکم نہین کیا جائیگا ان پر کہ مر جائین اور عذاب سے راحت پائین اور نہ ہلکا کیا جائیگا ان سے اس کے
عذاب سے بلکہ جس وقت ان کے چمڑے پک جائینگے تو ہم انکو اور چمڑے بدل دینگے تاکہ چکھین عذاب اور جب بجھ
جائیگی آگ تو اسکا دہکانا زیادہ کیا جائیگا مثل اس جزائے سخت کے جزا دیتے ہین ہم ہر اس شخص کو جو کفر مین
حد سے بڑہا ہوا ہے نہ جزا اخف وادنی اس سے ابو عمرو نے یجزی بصیغہ مجہول پڑہا ہے **اصطراخ** ماخوذ
ہے صراخ سے صراخ بمعنے صیاح ہے یعنے چیخنا چلانا صارخ کہتے ہین مستغیث کو یعنے استغاثہ کرینگے آگ
مین اپنی آوازین بلند کرتے ہوئے کہینگے اے رب ہمارے یا درانحال کہ کہتے ہوئے ہونگے ربنا مقاتل نے
کہا ندا کرین گے ربنا یعنے اے پروردگار ہمارے نکال لے ہمکو ہم کرین گے عمل صالح سوائی اس شرک و
معاصی کے جو ہم کیا کرتے تھے پس جس کفر پر ہم تھے اسکے بدلے ایمان ٹھیرائینگے اور طاعت کو عوض
مین معصیت کے صالحًا کا نصب یا تو اس لیے ہے کہ مفعول مطلق محذوف کی صفت اے عملا صالحًا یا صفت
ہے موصوف محذوف کی اے نعمل شیئًا صالحًا کسی نے کہا کہ غیر الذی کنا نعمل کے زیادہ کرنے کا یہ فائدہ ہے
کہ جو غیر اعمال صالحہ انہون نے کیے اسپر حسرت وافسوس کرین گے مع اقرار اس بات کے کہ ان کے اعمال دنیا
مین غیر صالح تھے پس اللہ پاک نے ان کی بات کا یہ جواب دیا او لم نعمرکم الآیۃ استفہام واسطے دہمکانے سرزنش
کرنے کے ہے اور حرف واو کا عطف ہی مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوتا ہے اور کلمہ ما نکرہ موصوفہ ہے
یعنے کیا اب وہ یون کہتے ہین اور ہمنے عمر نہین دی ان کو ایسی عمر کہ جس کو نصیحت لینا ہو وہ اسمین نصیحت لے
سکے اس عمر مین اختلاف ہے کسی نے کہا ساٹھ برس کسی نے کہا چالیس کسی نے کہا اٹھارہ برس اول قول کی
ایک جماعت صحابہ قائل ہین منجملہ انکے حضرت ابن عباس ہین دوسرے قول کی حضرت حسن و مسروق وغیرہما قائل
ہین تیسرے کی عطا و قتادہ تفصیل اسکی اول گذر چکی ہے ایک قول حضرت ابن عباس سے چھیالیس برس کا
مروی ہے **واحدی** نے کہا کہ جمہور مفسرین اسکے قائل ہین کہ مراد نذیر سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
عکرمہ و سفیان بن عیینہ و وکیع و حسن بن الفضل و فراء و ابن جریر نے کہا کہ شیب ہے اس قول پر معنے یہ ہین
کیا نہین عمر دی ہم نے تم کو یہانتک کہ بوڑہے ہوگئے کسی نے کہا کہ مراد قرآن شریف ہے کسی نے کہا تپ
از ہری نے کہا معنے یہ ہین کہ تپ قاصد ہے موت کا گویا وہ موت کے آنے کا اشعار کرتی ہے اور اس کے
آنے سے ڈراتی ہے اور شیب بھی نذیر ہے کیونکہ میانہ سالی مین سفید بال آتے ہین اور یہ نشانی ہے اس
کی کہ سن صبا نے مفارقت کی جو کہ لہو و لعب کا سن تہا کسی نے کہا کہ مراد اہل و اقارب کی موت ہے کسی
نے کہا کمال عقل کسی نے کہا بلوغ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ مین جو ذوق کا امر کیا سو اس امر
کی ترتیب کے واسطے حرف فا ہے ماقبل پر جس مین عمر دینے کا اور نذیر آنے کا ذکر ہے اور فا فما واسطے

تعلیل ہے یعنی پس چکہو عذاب جہنم کا اس واسطے کہ تم سنکر نہ تو عبرت لی اور نہ نصیحت پذیر ہوئے سو اب تمہارے واسطے کوئی ناصر نہین ہے کہ اللہ تعالے کے عذاب سے تم کو روکے اور تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہوجائے مقاتل نے کہا فَذُوقُوا فَمَا لِلْمُشْرِكِينَ مِنْ مَانِعٍ يَمْنَعُهُمْ كذا فی فتح البیان - اِنَّ اللّٰہَ

عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي

الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا

يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝ اللہ بہید جاننے والا ہے آسمانون کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلون مین وہی جس نے کیا تم کو قائم مقام زمین مین پہر جو کوئی ناشکری کرے تو اس پر پڑے اسکی ناشکری اور منکرون کو نہ بڑہے گی انکے انکار سے انکے رب کے آگے مگر بیزاری اور منکرون کو نہ بڑہے گا انکے انکار سے مگر نقصان **ف** قائم مقام کیا زمین مین یعنے رسولون کے پیچہے ریاست دی یا اگلی امتون مین پیچہے اب اسکا حق ادا کرو انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وہ آسمان وزمین کے غیب کو جانتا ہے اور اس سے جس کو سرائر چہپاتے ہین اور جسپر ضمائر منطوی ہین اور وہ ضرور ہر عامل کو اسکے عمل کا بدلا دیگا پہر اللہ عز وجل نے فرمایا هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ یعنے وہی پاک ذات ہے جس نے تم کو خلیفہ کیا زمین مین کہ ایک قوم قائم مقام ہوتی ہے دوسرون کے جو اس سے قبل ہین اور ایک گروہ اپنے سے اگلی گروہ کا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ پہر جو کوئی ناشکری کرے تو اسکا وبال اسی کی جان پر لوٹے گا نہ اسکے غیر پر ولا یزید الکافرین الآیۃ کا یہہ مطلب ہے کہ جتنے وہ اپنے کفر پر چلتے رہین گے اتنا ہی اللہ تعالی ان سے بغض رکہے گا اور جسقدر وہ اس مین مستمر رہین گے اپنا اور اپنے گہر والون کا نقصان کرینگے روز قیامت مین بخلاف مومنون کے کہ ان مین کے ایک کی جتنی عمر دراز ہوتی جائیگی اور اسکا عمل اچہا ہوگا اتنا ہی اسکا درجہ ومنزلہ جنت مین بلند ہوگا اور اسکا اجر بڑہے گا اور اسکا خالق وباری رب العالمین اسسے راضی ہوگا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جمہور نے عالم کو غیب کی طرف مضاف کیا ہے اور جناح بن حبیش نے بہ تنوین عالم ونصب غیب پڑہا ہے معنے یہ ہین کہ وہ ہر شے کو جاننے والا ہے اسی مین سے تمہارے اعمال ہین اسپر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین رہتی ہے سو اگر وہ تم کو دنیا کی طرف پہیر دے تو تم عمل صالح نہین کروگے جیسا کہ فرمایا ہے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ جملہ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تعلیل ہے ماقبل کی کیونکہ جب وہ سینون کی چہپی باتون کو جانتا ہے حالانکہ ہر شے سے زیادہ مخفی ہین تو انکے مافوق کو تو بالاولی جانیگا کسی نے کہا کہ یہ جملہ مفسر ہے جملہ اولی کا کلمہ ذات تانیث ہے

ذو بمعنے صاحب کے یعنے بالامور صاحبۃ الصدور مطلب یہ ہے کہ وہ امور سینون سے مصاحب اور لگے ہوئے رہتے ہین مصاحبت امور کی سینون سے اس جہت سے ہے کہ وہ ان مین چھپے ہوئے دبے ہوئے رہتے ہین **خلائف** جمع ہے خلیفہ کی اور مستخلف کو خلیفہ بولتے ہین اور خلیف اول کی جمع خلائف اور دوسرے کی خلفاء آتی ہے یعنے تم کو کیا ایک امت قائم ہونے والی واسطے اگلون کے قتادہ نے کہا خلفا بعد خلف و قرنا بعد قرن یعنے ایک گروہ گیا بعد اسکے دوسرا آیا ایک قرن گذرا دوسرا آیا خلف سے مراد تالی ہے واسطے متقدم کے یعنے اگلے سے پیچھے جو آیا وہ خلف ہے کسی نے کہا کہ اللہ نے تم کو اپنا خلیفہ کیا اپنی زمین مین غرضکہ پھر جو کوئی تم مین سے اس نعمت کی ناشکری کریگا تو اس کی ناشکری کا ضرر اسی پر ہوگا اسکے غیر کی طرف تجاوز نہ کرے گا **مقت** کے معنے ہین غضب و بغض اور خسار کہتے ہین نقص و ہلاک کو معنے یہ ہین کہ کفر ان کو اللہ کے پاس نفع نہ دیگا اس جہت سے کہ نہ بڑھائیگا انکو مگر غضب و بغض اور نہ ان کی جانون کے حق مین ان کو نفع دے گا اس لیے کہ نہ بڑھائے گا انکو مگر نقص و ہلاک اس جگہہ تکرار واسطے زیادت تقریر و تنبیہ کے ہے اس بات پر کہ یہ دونون امر ہولناک و قبیح ان مین سے ہر ایک کو واسطے اقتضا کفر کا بطریق استقلال و اصالت ہے پھر اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو توبیخ و سرزنش کرین ارشاد فرمایا قُلْ اَرَاَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْہُ ج بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ○ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۵ وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ ط اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ○ تو کہہ بھلا دیکھو اپنے شریک جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا دکھاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انھون نے زمین مین یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانون مین یا ہمنے دی ہے انکو کوئی کتاب سو یہ سند رکھتے ہین اسکی کوئی نہین پر جو وعدہ بتاتے ہین گنہگار ایک دوسرے کو سب فریب ہے تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانون کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جاوین اور اگر ٹل جاوین تو کوئی نہ تھام سکے انکو اس کے سوا وہ ہے تحمل والا بخشتا انتہی **ف** اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ مشرکون سے کہین بھلا دیکھو اپنے شریک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنے اصنام و انداد دکھاؤ تو مجھ کو انھون نے کیا بنایا زمین مین یا کچھ انکا ساجھا ہے آسمانون مین یعنے ان کے واسطے اس مین سے کچھ بھی نہین ہے وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہین ہین قولہ تعالے ام اٰتیناھم الآیۃ کے یہ معنے ہین کیا ہم نے دی ہے انکو کوئی کتاب جس مین شرک و کفر ہے جسکے وہ قائل ہین ہرگز بات یون نہین ہے بلکہ انھون نے تو اس باب مین صرف پیروی کی ہے اپنی خواہشون اور رایون کی اور آرزوون کی جن کی اپنے واسطے تمنا کی ہے اور وہ سب فریب و باطل ہے اور جھوٹ ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت عظیم کی خبر دی جس کی وجہ سے آسمان و زمین

قائم رہتے ہین اور جو قوت ان کے تہامنے والی ان مین رکہی ہے پس فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ الآیۃ
یعنے اللہ تہامتا ہے آسمانون کو اور زمین کو کہ وہ اپنی جگہون سے مضطرب نہ ہو جائین کما قال عزوجل وَیُمْسِکُ
السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَقَالَ تَعَالٰی وَمِنْ اٰیَاتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ وقولہ
تعالی وَلَئِنْ زَالَتَا الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ انکے دوام پر اور انکے باقی رکہنے پر کوئی قادر نہین ہے مگر وہی اور وہ
باوجود اسکے حلیم غفور ہے یعنے وہ دیکہ رہا ہے اپنے بندون کو اس حال مین کہ وہ اسکے ساتہہ کفر کر رہے
ہین اور اسکی نافرمانی کر رہے ہین اور وہ حلم کرتا ہے سو تاخیر و مہلت دیتا ہے دیر لگاتا ہے جلدی نہین
کرتا اور دوسرون کی پردہ پوشی کرتا ہے اور بخشتا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا **ابن
ابی حاتم** نے اس جگہہ ایک حدیث غریب بلکہ منکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وارد کی ہے کہا مینے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے حکایت کرتے تہے منبر پر فرمایا کہ موسے علیہ
السلام کے جی مین واقع ہوا کہ آیا اللہ عزوجل سوتا ہے پس اللہ تعالے نے انکی طرف ایک فرشتہ بہیجا سو اس
نے انکو تین بار جگایا اور ان کو دو شیشیان دی تہین ہر ہاتہہ مین ایک شیشی اور ان کو امر کیا تہا کہ ان کو
حفاظت سے رکہین فرمایا پہر وہ سونے لگے اور قریب تہا کہ انکے دونون ہاتہہ ملجائین پہر وہ جاگتے تو ایک
کو دوسرے پر روک رکہتے یہانتک کہ ایسی نیند سوئے کہ انکے دونو ہاتہہ لڑ گئے تو دونون شیشیان ٹوٹ گئین
فرمایا کہ اللہ تعالی نے ان کے واسطے ایک مثل بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل اگر سو رہتا تو آسمان و زمین نہ تہامے
جاتے **ظاہر** یہ ہے کہ حدیث مرفوع نہین ہے بلکہ منجملہ اسرائیلیات منکرہ ہے کیونکہ حضرت موسے علیہ السلام
اس سے برتر ہین کہ اللہ سبحانہ پر نیند کی تجویز کرین اور اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز مین یہ خبر دی ہے ہُوَ
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور صحیحین مین حضرت ابوموسی
اشعری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالی سوتا
نہین ہے اور نہ اسے لائق ہے کہ سوئے یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ اٹہایا جاتا ہے طرف اس کے عمل رات کا قبل
دن کے اور عمل دن کا قبل رات کے حجاب اسکا نور ہے یا نار اگر وہ اس حجاب کو اٹہاوے تو البتہ جلا ڈالین
چمکاری اسکے مونہہ کے اس شے کو کہ پہونچے طرف اسکے بصر اسکے خلق اسکی سے **ابن جریر** نے ابو وائل
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا طرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تو فرمایا تو کہان سے آیا
اس نے کہا شام سے فرمایا کس سے ملاقات کی کہا مین کعب سے ملا فرمایا تجہے کعب نے کیا حدیث کی کہا مجہے یہہ
حدیث کی کہ آسمان چکر کہاتے ہین مونڈہے پر ایک فرشتے کے فرمایا پہر کیا تو نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب
کہا مین نے نہ اسکی تصدیق کی نہ تکذیب فرمایا البتہ دوست رکہی یعنے یہ بات کہ تو فدیہ کرتا اپنے سفر کرنے سے

طرف اسکی اپنی سواری کو اور اسکے کجاوے کو کعب نے جہوٹ کہا بیشک اللہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ
الآیۃ یہ اسناد صحیح ہے کعب تک اور حضرت ابن مسعود تک پہر ابن جریر نے بسند خود ابراہیم سے روایت کیا ہے کہا
جندب بجلی گئے طرف کعب کی شام مین پہر مثل روایت مذکورہ ذکر کیا حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ فقیہ یحیے بن
ابراہیم بن مزین طلیطلی کے سیر الفقہا نام کتاب مین مین نے دیکہا ہے کہ وہ اس اثر کو لائے ہین عن محمد بن عیسی
ابن الطباع عن وکیع عن الاعمش پہر بسند خود عن ابن وہب عن مالک روایت کیا ہے کہ آسمان پہرتا نہین
ہے اور اس آیت سے حجت پکڑی ہے اور اس حدیث سے کہ مغرب مین ایک دروازہ ہے واسطے توبہ کے وہ ہمیشہ
کہلا رہیگا یہانتک کہ سورج اس سے طلوع کرے حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث صحیح مین ہے واللہ سبحانہ و
تعالی اعلم **ف** فتح البیان کا حاصل یہ ہے کہ تم مجہے خبر دو اپنے شرکا سے جن کو تمنے معبود ٹہیرایا ہے اور ان
کو پوجا ہے اللہ کے سوا مراد اصنام وغیرہ ہین جملہ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ بدل اشتمال ہے ارأیتم سے
معنے یہ ہین خبر دو مجہکو اپنے شرکا سے دکہاؤ مجہکو کون چیز انہونے پیدا کی زمین سے کسی نے کہا دونون فعل
یعنے ارأیتم اور اَرُوْنِیْ باب تنازع سے ہین اور دوسرے فعل کو عمل دیا گیا ہے بنابر اختیار بصریین کے اَمْ لَھُمْ
شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ یعنے یا انکے واسطے کوئی شرکت ہی ساتہ اللہ کے آسمانون کے پیدا کرنے مین یا ان کے
ملک مین یا انکے تصرف مین یہانتک کہ اسکی وجہ سے وہ الٰہیت مین شرکت کے مستحق ہون یا ہم نے ان پر
کوئی کتاب نازل کی ہے ساتہ شرکت کے سو وہ ظاہر واضح حجت پر ہین اس کتاب سے مقاتل نے کہا کیا
ہم نے دی ہے کفار مکہ کو کوئی کتاب سو وہ اس کے بیان پر ہین کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہے بہتر یہ ہے
کہ ضمیر لھم کی اور آتینا ہم کی راجع ہو طرف شرکا کے بسبب تناسق ضمیرون کے کسی نے کہا کہ مشرکین
کی طرف پہرتی ہے اس صورت مین التفات ہوگا خطاب سے طرف غیبت کے کلمہ بل دونو جگہہ منقطعہ
بمعنے بل و ہمزہ کے پس اللہ پاک نے اول استفہام سے اضراب کیا اور دوسرے استفہام مین شروع فرمایا اور استفہام
انکاری ہے بینۃ کو ابن کثیر و ابو عمرو و حمزہ و حفص نے عاصم سے بصیغہ مفرد پڑہا ہے اور باقی قرا نے بینات
بجمع پہر اللہ پاک نے دونون استفہام سے اضراب کرکے ارشاد فرمایا بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ الآیۃ یعنے نہ
یہ بات ہے کہ ان کی بتون وغیرہ کو آسمانون مین کسی طرح کی شرکت ہی نہ یہ کہ کوئی کتاب شرک کے بارے مین اللہ نے
نازل کی بلکہ بات یہ ہے کہ وعدہ نہین دیتے ہین ظالم لوگ ایک دوسرے کو جس طرح کہ سردار اپنے اتباع کو وعدے
دیتے ہین مگر فریب کہ اس سے ان کو دہوکا دیتے ہین اور اسکو ان کے واسطے اچہا کر دکہاتے ہین غرض وہ باطل
وبے اصل باتین ہین جو دہوکا دین اور انکی کچہ حقیقت نہ ہو مراد اس سے یہ ہے کہ سردار اپنے اتباع سے کہتے
تہے کہ یہ معبود ان کو نفع دین گے اور اللہ کی طرف انکو قریب کردین گے اور اس کے پاس ان کی سفارش کرینگے

ع یعنی ... ان کی طرف رجوع ... ضمیرون کی ... ۱۲ منہ

ع یعنی ... ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ شیاطین مشرکین کو اسکا وعدہ دیتے ہین کسی نے کہا کہ جو وعدہ ایک دوسرے کو دیا کرتے ہین مراد اس سے
یہہ ہے کہ وہ مسلمانون پر مدد دیے جائینگے اور ان پر غالب ہونگے غرضکہ اول اللہ پاک نے بتون کا ضعف بیان
کیا اور ان کے عدم قدرت کسی شے پر پیدا کرنے پر اپنی قدرت و بدیع صنعت بجملہ مستانفہ بیان فرمائی کہ ان
اللہ یمسک السموات والارض الآیہ یعنے وہ ان دونون کو روکتا ہے زوال سے جیسا کہ زجاج نے کہا ہے یا روکتا ہے ان کو
واسطے کراہت اس بات کے کہ وہ زائل ہو جائین یا تاکہ ٹل نہ جائین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ شرک ان کا
مقتضی ہے زوال سموات و ارض کا جیسا کہ فرمایا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ
تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ زَالَتَا الآیۃ یعنے البتہ اگر وہ ٹل جائین تو نہ تھام
سکے انکو کوئی بعد اسکے تھامنے کے یا بعد انکے ٹلجانے کے جملہ ان امسکہما قائم مقام جواب قسم و شرط کو
ہے پہلا حرف من زائدہ ہے اور دوسرا ابتدائیہ فراء نے کہا اگر وہ ٹلجاتے تو نہ تھام سکتا ان کو کوئی کہا
اور یہ اس آیت کی مثل ہے وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ کسی نے
کہا کہ مراد ان کا زائل ہونا ہے قیامت کے دن جملہ انہ کان حلیما غفورا تعلیل ہے ماقبل کی یعنے اللہ پاک
تھامتا ہے آسمانون کو اور زمین کو اسواسطے کہ وہ تحمل والا ہے اور بڑا بخشنے والا ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ
مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝

اور قسم کہاتے تہے اللہ کی تاکید کی قسمین اپنی اگر آئیگا ان پاس کوئی ڈر سنانیوالا البتہ بہتر راہ چلینگے
اور کسی امت سے پہر جب آیا ان پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہوا ان کا بدکنا غرور کرنا ملک مین اور داؤ
کرنا برے کام کا اور برائی کا داؤ الٹے گا انہین داؤ والون پر پہر اب وہی راہ دیکہتے ہین اگلون کی
دستور کی سو نہ تو پاویگا اللہ کا دستور بدلنا اور نہ پاوے کا اللہ کا دستور ٹلنا **ف** عرب لوگ جب سنتے
یہود کی بے حکمیان اپنے نبی سے تو کہتے کبہی ہم مین ایک نبی آوے تو ہم اس سے بہتر رفاقت کرین سو منکر ہو
نے اور عداوت کی لینے **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے قریش و عرب کے کہ انہون نے قسمین کہائین
اللہ کی تاکید کی قسمین اپنے قبل بہیجنے رسول کے طرف انکی البتہ اگر آئیگا ان کی پاس کوئی ڈرانے والا
البتہ وہ بہتر راہ چلینگے ساری امتون سے جن کی طرف رسول بہیجے گئے یہ قول ضحاک وغیرہ کا ہے یہ آیت
مثل اس آیت کے ہے اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ
دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ

مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ومثل قوله تعالی
وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ اللہ تعالی نے فرمایا پھر جب آیا انکے پاس نذیر یعنے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اس کتاب
عظیم و قرآن مبین کی جو انکے ساتھ اتارا گیا تو نہ زیادہ کیا مگر کفر کو طرف اپنے کفر کی پھر اسکا بیان فرمایا
اس قول سے کہ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ یعنے انہون نے تکبر کیا پیروی کرتے آیات الٰہیہ سے وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور
مکر کیا لوگون سے اپنے روکنے مین ان کو اللہ کی راہ سے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ یعنے اسکا
وبال نہین اولٹے گا مگر خود انہین پر نہ انکے غیر پر ابو زکریا کوفی ایک شخص سے راوی ہین اس نے ان کو
یہ حدیث کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بچ تو داؤ کرنے سے برے کام کے پس بیشک نہین الٹا
داؤ برائی کا مگر انہین داؤ والون پر اور واسطے ان کے اللہ سے طالب ہے رواہ ابن ابی حاتم محمد بن
کعب قرظی نے کہا تین چیزین ہین جس نے ان کو کیا تو اس نے نجات نہ پائی یہانتک کہ وہ اس پر نازل ہون
جس نے مکر کیا یا بغاوت کی یا عہد شکنی کی اور تصدیق ان کی کتاب اللہ مین ہے ولا يحيق المكر السيئ الا باهله
قولہ تعالی فَهَلْ يَنْظُرُونَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ پھر اب وہی راہ دیکھتے ہین اللہ کی عقوبت کی اسپر کہ انہون نے
اللہ کے رسولون کی تکذیب کی اور اسکے حکم کی مخالفت اور تو ہرگز نہ پائیگا واسطے دستور اللہ کے کسی طرح
کا تغیر اور نہ تبدل بلکہ وہ اسی طرح جاری ہے ہر جھٹلانے والے ہین وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا یعنے
جس وقت اللہ پاک ارادہ کرتا ہے کسی قوم سے برائی کا تو اس کے واسطے کسی طرح کا رد نہین ہے اور نہ
کوئی اس کو ان سے کھولتا ہے نہ اس کو ان سے نقل کرتا ہے واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ مراد قریش ہین کہ انہون نے یہ قسم کھائی قبل اس کے کہ اللہ پاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو مبعوث فرمائے جبکہ ان کو یہ بات پہونچی کہ اہل کتاب نے اپنے رسولون کی تکذیب کی تو کہا لعنت
کرے اللہ یہود و نصاری کو کہ انکے پاس رسول آئے تو انکو جھٹلایا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اگر آئے گا
ہمارے پاس کوئی نذیر تو البتہ ہم ہونگے زیادہ تر راہ پانے والے از روی دین کے ان سے پھر جب اللہ
سبحانہ نے حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان کو جھٹلایا اسپر اللہ پاک نے یہ آیت
نازل فرمائی امم سے مراد وہ امتین ہین جنہون نے رسولون کی تکذیب کی اور نذیر سے مراد نبی اور ہدایت سے
مراد استقامت عرب یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ ان مین سے کوئی رسول ہو جس طرح کہ بنی اسرائیل مین رسول ہوئے
احدی کی تانیث اس لیے ہے کہ امت مونث ہے جیسا کہ اخفش نے کہا ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین من احدی
الامم علی العموم کسی نے کہا زیادہ تر راہ پانے والے اس امت سے جسکو احدی الامم کہا جاتا ہے واسطے

اسکے تفضیل کی یعنے جو اسمت فضیلت مین یکتا ہے روزگار ہے ہم اس سے بہی بڑہکر ہدایت یاب ہوتے فَلَمَّا جَآءَهُمْ
نَذِيْرٌ الآیہ یعنے پہر جب آئی انکے پاس وہ شے جس کی تمنا کی تہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اشرف نذر
واکرم رسل ہین اور وہ انہین مین کے تہے تو نہ بڑہا یا ان کو ان کے آنے نے مگر نفور یعنے ان سے نفرت
کی بدکے اور انکے ماننے سے دور ہوئے واسطے ہتکبار و سرکشی کے یا استکبارا بدل ہی نفورًا سے یا حال
ہے قال الاخفش بازادہم جواب ہے لما کا اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ لما حرف ہے ظرف نہین ہے اس
لیے کہ مابعد مَا نافیہ کا اسکے ماقبل مین عمل نہین کرتا ہے اس کے کئی نظائر گذر چکے رہی یہ بات کہ نسبت
زیادت کی طرف نذیر کے کی سو یہ مجازہی اسلیے کہ نذیر سبب ہے زیادت مین مثل قولہ تعالی فَزَادَتْهُمْ
رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ قولہ تعالی وَمَكْرُ السَّيِّءِ یعنے انہون نے نفور کیا واسطے ہتکبار کے اور واسطے مکر
عمل سيئ کے یا انہون نے مکر کیا مکر سیئے مکر موصوف ہی اور سیئے صفت موصوف کو صفت کی طرف مضاف
کر دیا ہے جسطرح کہ مسجد الجامع اور صلوۃ الاولی مین ہے مکر کے معنے مین حیلہ و خداع و عمل قبیح جمہور نے
مکر السیئ کو بخفض ہمزہ اور عمش و حمزہ نے بسکون ہمزہ وصل مین پڑہا ہے بہت سی نحویون نے اس قراءت کو
غلط ٹہیرایا ہے اور اعمش کی تنزیہ کی ہے باوجود ان کی جلالت کے اس سے کہ وہ اسکو پڑہین کہا کہ وہ تو
سکون کے ساتہ صرف وقف کیا کرتے تہے سو جس نے ان سے روایت کی اس نے غلطی کی کہ وہ وصل میز
سکون کے ساتہ پڑہتے تہے اس قراءت کی توجیہ ممکن ہے باین طور کہ جس نے اسکو پڑہا ہے تو وصل کو
بجائے وقف جاری کیا ہے اسی کی مثل قراءت اس شخص کی ہے جس نے مالیشعرکم کو بسکون را پڑہا
ہے اور مثل اسکے قراءت ابوعمرو کی ہے الی بارئکم بسکون ہمزہ انکے سوا اور نظائر بہت ہین ابوعلی فارسی
نے کہا کہ یہ بنا بر اجرائے وصل ہے مجرائے وقف کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکرا سیئا پڑہا ہے
قولہ تعالی ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ کے یہ معنے ہین کہ نہین نازل ہوتا ہے انجام برائی کا مگر اس پہ
جس نے برا کیا کلبی نے کہا یحیق بمعنے یحیط ہے اور حوق احاطہ کو کہتے ہین عرب کی بول چال مین کہتے
ہین حاق بہ کذا اے احاط بہ عرب کی لغت مین معنے یحیق سے ظاہر یہی ہے لیکن قطرب نے اس جگہہ
یحیق کی تفسیر ینزل سے کی ہے قولہ تعالے فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ یعنے پس نہین انتظار
کرتے ہین مگر اللہ کے دستور کا ان مین باین طور کہ نازل ہوا انپر عذاب جیسا ان پر نازل ہوا حرف
فا فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا مین واسطے تعلیل کے ہے یہ حکم جو ان پر لگایا کہ وہ عذاب کی منتظر
ہین اسکی یہ علت ہے یعنے وہ اب صرف عذاب کا انتظار کر رہے ہین اسواسطے کہ کوئی اسپر قادر نہین
ہے کہ اسپاک کے دستور کو بدل دے جسکو اس نے امم مکذبہ کے حق مین مقرر کیا ہے کہ اپنا عذاب ان پر

نازل کرتا ہے کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ اسکی جگہہ اسکے بدلے مین اسکے غیر کو رکہدے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا
کا یہ مطلب ہے کہ جس عذاب پر اللہ پاک کا دستور جاری ہوچکا ہے کسی کی تاب نہین ہے کہ اسکو نقل کردے پہیر دے
کہ اسکو ان سے دفع کرے اور ان کے غیر پر رکہدے تبدیل وتحویل کی وجدان کی نفی کنایہ ہے انکے نفی وجود
سے بطریق برہانی ان مین سے ہر ایک کی تخصیص ساتھ نفی مستقل کے واسطے تاکید انکی انتفا کے ہے اَوَلَمْ
يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ
النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۝ کیا پہرے نہین ملک مین کہ دیکہین آخر کیسا ہوا ان کا جو ان سے پہلے
تہے اور تہے ان سے سخت زور مین اللہ وہ نہین جسکو تہکاوے کوئی چیز آسمانون مین اور نہ زمین مین وہ ہے
سب جانتا کرسکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگون کو ان کی کمائی پر نہ چہوڑے زمین کی پیٹہہ پر ایک ہلنے چلنے والا
پر انکو ڈہیل دیتا ہے ایک ٹہیرے ہوئے وعدے تک پہر جب آیا ان کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ مین ہین اس کے سب بندے
انتہے **ف** اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے کہدے جو کہ تیری رسالت
کے جہٹلانے والے ہین جسکو تو ان کے پاس لیکر آیا ہے کہ تم پہرو ملک مین پہر دیکہو کیسا ہوا انجام ان کا جنہون
نے رسولون کو جہٹلایا کیسا اللہ نے ان کو ہلاک کرڈالا اور ویسا ہی منکرون کے واسطے ہونا ہے ان کے منازل
و مکانات ان سے خالی ہوگئے اور جس عیش وآرام و نار ونعم مین وہ تہے سب ان سے سلب کرلیا گیا بعد اسکے کہ
کمال قوت مین اور کثرت ساز وسامان مین اور کثرت شمار مردم و کثرت اموال و اولاد مین تہے سو یہ سب ان
کے کچہ کام نہ آئے نہ ان سے اللہ کا عذاب کچہ دفع کیا جب کہ تیرے رب کا حکم آپہونچا کیونکہ اللہ پاک جب کسی شے
کا ہونا آسمانون مین اور زمین مین چاہتا ہے تو کوئی شے اسکو نہین تہکاتی ہے بیشک وہ بڑا جاننے والا
ہے سب کچہ کرسکتا ہے یعنے ساری کائنات کا اسکو علم ہے اور مجموعہ کائنات پر قدرت رکہنے والا ہے پہر
اللہ پاک نے فرمایا ولو یواخذ اللہ الآیہ یعنے اگر اللہ پاک لوگون سے ان کے سارے گناہون کا مواخذہ کرتا تو سارے
آسمان وزمین والون کو اور دواب و ارزاق کو جن کے وہ مالک ہین ہلاک کرڈالتا ابن ابی حاتم نے
حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا قریب ہے جعل کہ عذاب کیا جائے اپنی سوراخ مین بہ
سبب گناہ ابن آدم کے پہر یہ آیت پڑہی وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ الآیۃ سعید بن جبیر وسدی نے مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا
مِن دَابَّةٍ کی تفسیر مین کہا ہے کہ البتہ نہ پلاتا انکو مینہ کا پانی تو سارے دواب مرجاتے لیکن وہ انکو مہلت دیتا
ہے روز قیامت تک پہر اس دن ان سے حساب لیگا اور پوری جزا دے گا ہر عامل کو اس کے عمل کی پس

اہل طاعت کو تو جزا دیگا ساتھ ثواب کے اور اہل معصیت کو ساتھ عقاب کے اسی لیے یون فرمایا ہے فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ الآیۃ کذا فی ابن کثیر۔ آخر تفسیر سورۂ فاطر وهه الحمد والمنة **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الأرض مین ہمزہ واسطے انکار کے ہے یا نفی کے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جو لائق مقام ہے اور جملہ ما قبل کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے یعنے اللہ کا دستور بدلتا نہین ہے کیا یہ لوگ پھرے نہین زمین شام و یمن و عراق مین کہ دیکھین اس عذاب کو جو ہم نے نازل کیا ہے عاد و ثمود و مدین پر اور انکے امثال پر جب کہ انہون نے رسولون کی تکذیب کی کیونکہ یہ عذاب نازل کرنا اللہ کے دستور سے ہے حق مین مکذبین کے کون دستور جو کہ تبدل و تحول نہین کیا جاتا ہے اللہ پاک نے جو کچھ ان پر نازل کیا اسکے آثار اور انکے عذاب کی نشانیان ان کے گھرون مین موجود و ظاہر ہین حالانکہ وہ ان سے قوت مین سخت تر عمرون مین دراز تر مالون مین اکثر بدنون مین قوی تر تھے سو نہ طول مدت نے ان کو کچھ نفع دیا نہ شدت قوت انکی کچھ کام آئی مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی تجارت کے سفرون مین انکے گھرون مین گئے ہین عذاب کے آثار مشاہدہ کیے ہین مگر ہمارے عناد و سرکشی کے کچھ اثر نہین ہوتا برابر رسول و قرآن کی تکذیب کیے جاتے ہین غرضکہ اس آیت سے یہ بات سمجھی گئی کہ اللہ پاک نے اگلی امتون کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ ڈالا ہلاک کر دیا پھر اس مضمون کی وَمَا كَانَ اللّٰهُ الآیۃ سے تقریر و تاکید فرمائی یعنے اللہ وہ نہین ہے جس سے آسمان و زمین کی کوئی شے سبقت کر جائے اور اس سے فوت ہو جائے پھر اس تقریر و تاکید کی علت ذکر فرمائی کہ انہ کان علیما قدیرا یعنے اس واسطے کہ وہ تو بڑے علم و قدرت والا ہے کوئی شے اس سے مخفی نہین رہتی ہے نہ کوئی امر اس پر مشکل و دشوار ہوتا ہے پھر اگر یہ وہم ہو کہ جب وہ ایسے علم و قدرت والا ہے تو کفار کو کیون نہین ہلاک کر ڈالتا ہے ان کو کیون چھوڑ رکھا ہے سو اس وہم کو اس آیت سے دور فرما دیا وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ الآیۃ یعنے اگر اللہ مواخذہ کرتا لوگون سے ان گناہون کا جو انہون نے کمائے اور ان خطاؤن کا جو انہون نے کین تو نہ چھوڑتا زمین کی پیٹھ پر کوئی دابہ دواب مین سے جو زمین پر ہلتے چلتے ہین کوئی سے ہون بنی آدم کو تو بسبب ان کے گناہون کے اور ان کے غیر کو بسبب شومی معاصی بنی آدم کے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ نہ چھوڑتا زمین کی پشت پر کوئی دابہ جو چلتا ہے بنی آدم و جن سے اول کی حضرت ابن مسعود و قتادہ قائل ہین اور ثانی کے کلبی ابن جریج و اخفش و حسین بن فضل نے کہا کہ اس جگہ دابہ سے مراد فقط آدمی ہین نہ انکے غیر کہا ہے کہ درمیان شرط و جزا کے مناسبت یہ ہے کہ جس وقت اللہ مواخذہ کرے لوگون سے ان کامون کا جو انہون نے کیے تو ان سے وہ نعمتین منقطع ہو جائین جن کے جملے سے مینہ کا پانی ہے پھر جب ان سے پانی منقطع ہو جائے تو زندگی منقطع ہو جائے پھر ساری حیوانات مر جائین پس ایک کنایہ ہے

جس ہی ملزوم مراد ہے عَلٰی ظَهْرِهَا مین استعارہ مکنیہ ہے زمین کو تشبیہ دی دابہ سے جس پر انسان سوار ہوتا ہی
اس جہت سے کہ انسان کو زمین پر قدرت و تمکن حاصل ہے پہر زمین کے واسطے وہ شے ثابت کی جو کہ مشبہ بہ یعنے
دابہ کے لوازم سے ہے وہ لفظ ظہر ہے یعنے پشت پہر اگر کوئی کہے کہ زمین سے جس جگہہ پر خلق رہتی بستی ہے
اسکو وجہ الارض و ظہر الارض کیون کہتے ہین باوجود اسکے کہ ظہر تو مقابل وجہ ہے پس اطلاق ضدین کی قبیل
سے ہوا ایک شے پر تو کہین گے کہ یہ ٹہیک ہو دو اعتبار سے کیونکہ ظاہر زمین کو ظہر الارض بولتے ہین اس جہت
سے کہ زمین مثل بوجہہ اٹہانے والے جانور کے ہے اور وجہ الارض اس کو اسلیے کہتے ہین کہ اس مین کا ظاہر
مثل وجہ حیوان کے ہے گو غیر اسکا مثل بطن کے ہے اور وہ اس ہین کا باطن ہے بالجملہ قتادہ نے کہا
کہ اللہ اسکو کر چکا زمانہ نوح علیہ السلام مین یحیے بن سلام نے کہا یعنے روک دے اللہ مینہ کا پانی تو ہر شے
ہلاک ہو جائے قولہ تعالی وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ الایۃ یعنے لیکن اللہ ان کو تاخیر دیتا ہے روز قیامت تک پہر جب آیا
ان کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ مین ہین اسکے سب بندے مطلب یہ ہے کہ وہ خوب جانتا ہے اسکو جو ان مین سے
مستحق ثواب کا ہے اور اُس کو جو ان مین سے عقاب کے لائق ہے اس آیت مین مومنون کے واسطے تسلی
ہے اور کافرون کو وعید عامل کلمہ اِذَا مین جَآءَ ہے بصیر عامل نہین ہے واللہ اعلم بالصواب ﷲ الحمد والمنۃ
کہ تفسیر اس سورہ مبارکہ کی وقت عشا دہم ماہ شعبان مکرم ۱۳۱۲ ہجری کو محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ
قبول فرمائے اور آیندہ لکہنے کی توفیق دی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۂ یٰس

اس سورہ مبارکہ کی بیاسی آیتین ہین محلی اسی کے قائل ہین انکے سوا اور مفسرین نے تراسی کہا ہے فتح البیان
مین اس قول کو اولی کہا ہے اس واسطے کہ اور مفسر اسی کے قائل ہین یہ سورت مکی ہے قرطبی نے کہا باجماع مگر ایک
فرقے نے کہا وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ نازل ہوئی حق مین انصار کے قبیلہ بنی سلمہ مین جبکہ انہون نے
یہ ارادہ کیا کہ اپنے گہرون کو چہوڑ دین اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار مین آ رہین اسکا بیان
آیندہ آئیگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورہ یٰس مکے مین نازل ہوئی رواہ ابن الضریس و
النحاس و ابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہی مثل اسکے مروی ہے رواہ
ابن مردویہ محلی نے کہا مکی ہے یا مگر قولہ تعالے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا الایۃ یا مدنی ہے انتہی جمل نے
کہا ہم نے نہین دیکہا کہ انکے غیر نے مفسرین مین سے اس اختلاف کو ذکر کیا ہوا انتہی **فضائل** (۱) حضرت انس

رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک واسطے ہر شے کے ایک قلب ہے اور قلب قرآن کا یٰس ہے جو شخص پڑہے یٰس کو تو لکہی جاویگی واسطے اسکے بسبب قرارت اسکی کے قرارت قرآن کی دس بار اَخْرَجَهُ الدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَفِي اِسْنَادِهٖ هَارُوْنُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ شَيْخٌ مَجْهُوْلٌ اسی باب مین حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ صحیح نہین ہے بسبب اس کے ضعف اسناد کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہی مروی ہے وہ بہی منظور فیہ ہے حضرت صدیق کی حدیث کو تو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے اپنی کتاب نوادر الاصول مین رہی حدیث حضرت ابوہریرہ کی سو بزار نے بسند خود یون روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک ہر شے کے واسطے ایک دل ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے ثُمَّ قَالَ یعنے اَلْبَزَّارُ لَا نَعْلَمُ رَوَاهُ اِلَّا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ حُمَيْدِ الْمَكِّيِّ مَوْلٰى اٰلِ عَلْقَمَةَ (۲) **حافظ** ابو یعلے نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص پڑہے یٰس کسی رات تو صبح کو اٹہے گا اس حال مین کہ اسکے واسطے مغفرت کی گئی ہوگی اور جو کوئی پڑہے حم کو جس مین دخان کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ صبح کو اٹہے گا اس حال مین کہ اسکے واسطے مغفرت کی گئی ہوگی حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ اسکی اسناد جید ہے (۳) دوسرا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑہے یٰس کو کسی رات واسطے چاہنے وجہ اللہ کے تو اس کے واسطے مغفرت کی جاویگی اس رات مین اَخْرَجَهُ الدَّارِمِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَابْنُ مَرْدُوْيَه وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ (۴) حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑہے یٰس کو کسی رات واسطے چاہنے وجہ اللہ عزوجل کے تو مغفرت کی جاویگی واسطے اس کے اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهٖ (۵) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْبَقَرَةُ سَنَامُ الْقُرْاٰنِ وَذِرْوَتُهٗ یعنے سورہ بقرہ کوہان ہے قرآن کا اور اس کی بلندی ہے اتری ساتہ ہر آیت کے اس سے اسّی فرشتے اور نکالا گیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ عرش کے نیچے سے فَوُصِلَتْ بِهَا او فوصلت بسورة البقرة یعنے وہ جوڑا گیا سورہ بقرہ سے اور یٰس دل ہے قرآن کا نہین پڑہے گا اسکو کوئی مرد کہ ارادہ کرتا ہوگا اللہ کا اور دار آخرت کا مگر مغفرت کی جاویگی واسطے اس کے اور پڑہو تم اسکو اپنے مردون پر اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهٖ (۶) امام احمد کا دوسرا لفظ بسند دیگر معقل بن یسار سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پڑہو تم اسکو اپنے مردون پر یعنے یٰس وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ بِهٖ اِلَّا اَنَّ فِیْ رِوَایَةِ النَّسَائِیْ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اسی لیے بعض علما نے کہا ہے کہ اس سورت کی خصائص سے ہے یہ کہ نہین پڑہی جائیگی وقت کسی امر مشکل کے مگر اللہ تعالی اسکو آسان کردے گا اور اسکا پڑہنا میت کی پاس اسلیے ہے کہ رحمت و برکت نازل ہو اور نکلنا روح کا اس پر آسان ہوجاے واللہ تعالی اعلم امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے صفوان سے روایت کیا ہے شیخ کہا کرتے تھے کہ جس وقت پڑہی جائے یعنے یٰس نزدیک میت کی تو تخفیف کرتا ہے اللہ اس سے بہ سبب اسکی (۷) بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ دوست رکہی مینے یہ بات کہ وہ دل مین ہر انسان کے ہو میری امت سے یعنے یٰس کذا فی ابن کثیر (۸) حسان بن عطیہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے یٰس پڑہی تو گویا اس نے قرآن پڑہا دس بار اَخْرَجَهٗ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالْبَیْهَقِیُّ (۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے مداومت کی یٰس کے پڑہنے پر ہر رات پہر وہ مرا تو مرا شہید اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ قال السیوطی بسند ضعیف (۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین جو کوئی یٰس پڑہے جس وقت کہ صبح کرے تو وہ دیا جائیگا آسانی اپنے دن کا یعنے آسانی یہانتک کہ شام کرے اور جو کوئی اسکو پڑہے اپنے رات کے شروع مین تو دیا جائیگا آسانی اپنے رات کی یہانتک کہ صبح کرے اَخْرَجَهُ الدَّارِمِیُّ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

قسم ہے اس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بہیجے ہوؤن مین سے اوپر سیدہی راہ کے اتارا زبردست رحم والے کا کہ تو ڈراوے ایک لوگون کو کہ ڈر نہین سنا انکے باپ دادون نے سو وہ خبر نہین رکہتے ثابت ہوچکی ہے بات ان بہتون پر سو وہ نہ مانین گے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اول سورہ بقرہ مین حروف مقطعہ پر کلام گزرچکا ہے حضرت ابن عباس و عکرمہ و ضحاک و حسن و سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ یٰس یعنے یا انسان ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ اسی طرح لغت حبشہ مین ہے مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ ایک نام ہے اللہ تعالے کے نامون سے **قرآن حکیم** یعنے قرآن محکم و مضبوط و پختہ دیرپا کہ جس کے پاس باطل اسکے آگے سے آتا ہے نہ پیچہے سے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے قسم ہے قرآن محکم کی کہ بیشک تو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ رسولون سے ہے سیدہی راہ پر اور

دین قویم و شرع مستقیم پر ہے تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ یعنے یہ راہ و دین جس کو تو لیکر آیا ہے اتارا ہے طرف سے رب العزت کے جو کہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہی کما قال سبحانہ و تعالی وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ **قولہ تعالے** لِتُنْذِرَ قَوْمًا الایۃ سے مراد عرب ہین کیونکہ آپ سے پہلے انکے پاس کوئی ڈرانے والا نہین آیا صرف ان کا ذکر کرنا ان کے اور لوگون کی نفی نہین کرتا ہے جس طرح کہ بعض افراد کا ذکر عموم کی نفی نہین کرتا ہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عموم بعثت مین جو آیات و احادیث متواترہ آئی ہین انکا ذکر زیر تفسیر کریمہ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اول گزر چکا ہے **قولہ تعالے** لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ ابن جریر نے کہا البتہ مقرر و واجب ہوا عذاب انکے اکثر پر اللہ تعالے کے اذن سے مقرر و واجب کی گئی ان پر ام الکتاب یعنے لوح محفوظ مین یہ بات کہ وہ ایمان نہ لائینگے سو وہ نہ اللہ پر ایمان لائین گے نہ اس کے رسولون کی تصدیق کرین گے **ف** جمہور نے یٰس کو بسکون نون ابن کثیر و ابو عمرو و حمزہ و حفص و قالون و ورش نے بادغام نون واو مین جو اسکے بعد ہے عیسی بن عمر نے بفتح نون حضرت ابن عباس و ابن ابی اسحاق و نصر بن عاصم نے بکسر نون یٰس فتحہ تو بنا کی بنیاد پر ہے یا اس بنا پر کہ مفعول ہے فعل مقدر کا تقدیر اتل یٰس ہے اور کسرہ بھی بنا پر بنا ہے مثل جیر کے کسی نے کہا کہ فتح و کسر التقاء ساکنین سے بچنے کو ہے رہی قراءت جمہور کی وجہ سو وہ یہ ہے کہ یٰس سرود و مذکور ہے بطور تعدید و شمار کے اس لیے اسکے واسطے کوئی اعراب کا حصہ نہین ہے ہارون اعور و محمد بن سمیفع و کلبی نے بضم نون پڑھا ہے بنا کی بنیاد پر مثل منذ و حیث و قط کے کسی نے کہا اس بنا پر ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہے لے ہذہ یٰس پر بسبب علمیت و تانیث کے غیر منصرف ہوا ہے اس لفظ کے معنے مین **اختلاف** ہے پس کسی نے کہا کہ اسکے معنے یا رجل یا یا انسان ہین یعنے لے مرد یا لے انسان **ابن انباری** نے کہا کہ یٰس پر وقف حسن ہے نزدیک اس شخص کے جو اسکا قائل ہے کہ یٰس افتتاح ہے واسطے سورت کے اور جو اسکا قائل ہے کہ اس کے معنے یا رجل ہین اس نے وقف نہین کیا ہے سعید بن جبیر وغیرہ نے کہا کہ یٰس ایک اسم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمای مبارک سے دلیل اسکی انک لمن المرسلین ہے اسی باب سے **قولہ تعالے** سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ہے لے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی باب سے یہ قول ہے سید حمیری کا ع یا نفس لا تمحضی بالنصح جاھدۃ + علی المودۃ الا ال یاسینا ۔ ال یاسین سے جو مراد ہے اسکا ذکر سورہ صافات مین آئیگا انشاء اللہ تعالی **واحدی** نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مفسرین نے کہا ہے کہ مراد یا انسان ہے یعنے حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم **ابوبکر** وراق نے کہا کہ معنے اسکے یا سید البشر ہین **مالک**

رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ یہ ایک نام ہے اللہ تعالی کے ناموں سے یہ قول اشہب نے ان سے روایت کیا ہے ابو عبد الرحمن
سلمی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حکایت کیا ہے کہ معنے اسکے یا سید ہیں کعب نے کہا کہ یہ
ایک قسم ہے اللہ تعالی نے اسکے ساتھ قسم کہائی ہے زجاج نے اسکو ترجیح دی ہے کہ معنے اس کے یا محمد ہین
اس مین اختلاف کیا ہے کہ یٰس عربی ہے یا غیر عربی ہے سو سعید بن جبیر وعکرمہ نے کہا کہ حبشی ہے کلبی
نے کہا کہ سریانی ہے عرب نے اسکے ساتھ تکلم کیا سو وہ ان کی لغت سی ہوگیا شعبی نے کہا کہ وہ طے کی لغت
مین ہے حضرت حسن نے کہا کہ کلب کے لغت مین طہٰ وسورہ بقرہ کے شروع مین وہ تقریر گذر چکی ہے جو اس جگہ
کی تطویل سے مغنی ہے اولی یہ ہے کہ یون کہین اللہ اعلم بمرادہ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ مجرور ہے اس بنا پر کہ قسم
ہ ابتدائیہ ہے کسی نے کہا کہ یٰس پر معطوف ہے اس تقدیر پر کہ وہ مجرور باضمار قسم ہو نقاش نے کہا کہ اللہ پاک
نے اپنے نبیون مین سے کسی کے واسطے رسالت کے ساتھ قسم نہین کہائی اپنی کتاب مین مگر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے واسطے آپ کی تعظیم و بزرگی کے لیے حکیم کے معنے ہین محکم یعنے اس مین نہ تناقض ہے نہ تخالف
یا قرآن حکیم کے یہ معنے ہین کہ اسکا قائل حکیم ہے یا بمعنے ذی حکمت ہے یا اسلیے اس کو حکیم کہا کہ دلیل
ناطق بحکمت ہے بطریق استعارہ یا متصف بحکمت ہی اور متصف بحکمت بنا بر اسناد مجازی ہے إِنَّكَ
لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ جواب ہے قسم کا یعنے بیشک تو البتہ رسولون سے ہے جو کہ بھیجے گئے ہین طریقہ مستقیم پر
کفار نے جو لَسْتَ مُرْسَلًا کہکر آپ کی رسالت کا انکار کیا سو یہ آیت ان پر رد ہے چونکہ ان کا انکار بڑہا
ہوا تھا اسلیے اللہ پاک نے اِنَّ و حرف لام تاکید کا لاکر آپ کی رسالت کا اثبات فرمایا عَلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ اِنَّ کی دوسری خبر ہے یعنے بیشک تو سیدہی راہ پر ہے جو کہ پہونچانے والی ہے طرف مطلوب
کی زجاج نے کہا یہ معنے ہین کہ تو ان نبیون کے طریقے پر ہے جو تجہ سے پہلے گذر چکے ہین یہ بہی جائز ہے کہ
محل نصب مین ہو بنا بر حال تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ کو نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابو بکر و نے برفع پڑہا
اس بنا پر کہ محذوف مبتدا کی خبر ہے اے ہو تنزیل یہ بہی جائز ہے کہ یٰس کی خبر ہو جب کہ اسکو سورت کا نام
ٹہیرائین باقی قرا نے منصوب پڑہا ہے بنا بر مفعول مطلق ای نزل اللہ ذٰلِكَ تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ
یعنے اتارا اسکو اللہ نے اتارنا عزیز رحیم کا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف اتارتا ہے عزیز رحیم کا کسی نے کہا کہ
یہ ہین بیشک تو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تنزیل ہے عزیز رحیم کا و الاول اولی کسی نے کہا کہ تنزیل منصوب
ہے بنا بر مدح بنصب کے قرارت پر اللہ پاک نے جو منزل کو بیرایہ مصدر مین ادا فرمایا سو واسطے مبالغہ کے بیان
تک کہ گویا قرآن شریف نفس تنزیل ہے ابو حیوہ و ترمذی و ابو جعفر و شیبہ نے بجر پڑہا ہے اس بنا پر کہ
قرآن کی صفت ہی یا اس سے بدل ہے حرف لام لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ مین جائز ہے کہ تنزیل

سے متعلق ہو یا فعل مضمر سے جس پر من المرسلین دال ہے اَیْ اَرْسَلْنٰکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا یعنے بھیجا ہمنے تجھ کو تا کہ ڈرائے
ایک قوم کو قوم سے مراد عرب وغیرہم ہین کلمہ مَا نافیہ ہے یعنے ایسی قوم کہ ان کے باپ دادے ڈرائے نہین گئے
یہ بھی جائز ہے کہ موصولہ یا موصوفہ ہو اَیْ لِتُنْذِرَ قَوْمًا الَّذِیْ اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ اَوْ لِتُنْذِرَھُمْ عَذَابًا اُنْذِرَہٗ
اٰبَاؤُھُمْ یعنے تاکہ تو ڈرائے ایک قوم کو اس شے سے جس سے ان کے باپ دادے ڈرائے گئے یا تاکہ تو ان کو ڈرائے
اس عذاب سے جس سے ان کے آبا ڈرائے گئے یا مصدریہ ہے اَیْ اِنْذَارَ اٰبَائِھِمْ یعنے تاکہ تو ان کو ڈرائے
ڈرانا ان کے آبا کا بنا بر قول نافیہ معنے یہ ہین تاکہ تو ڈرائے اس قوم کو جن کے آبا نہین ڈرائے گئے ساتھ
رسول کے جو انہین مین کا ہو یہ بھی جائز ہے کہ مراد یہہ ہو کہ نہین ڈرائے گئے ان کے اقرب آبا بسبب دراز
ہونے مدت فترت کے ورنہ ان کے آبا ابعد تو مقرر ڈرائے گئے ساتھ حضرت اسمٰعیل اور حضرت عیسے علیہما الصلوٰۃ
والسلام کے اور جو انبیاء ان سے قبل گزرے ہین **فَھُمْ غٰفِلُوْنَ** متعلق ہے نفی انذار سے بنا بر وجہ اول یعنی
نہین ڈرائے گئے ان کے آبا سو وہ اس سبب سے غافل ہین اور وجہ اخیر کی بنا پر متعلق ہے لتنذر سے یعنے
سو وہ غافل ہین اس شے سے جس کے ساتھ ہمنے ان کے باپ دادون کو ڈرایا محلی نے کہا کہ ضمیر فہم کی راجع
ہے طرف قوم کے یعنے وہ قوم غافل ہین ایمان و رشد سے ابوالسعود نے کہا کہ ضمیر فریقین کی طرف پھرتی
ہے یعنے قوم اور انکے آبا مطلب یہ ہے کہ وہ سب غافل ہین اکثر مفسرین اس طرف گئے ہین کہ معنی
نفی کی بنا پر ہین ظاہر نظم قرآنی سے یہی ہے بسبب ترتیب فہم غافلون کی اپنے ماقبل پر **لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ
عَلٰۤی اَکْثَرِھِمْ** مین حرف لام توطئہ قسم کا ہے یعنے قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر ثابت و متحقق و واجب ہوا حکم
و قضاے ازلی یا عذاب اکثر اہل مکہ پر یا علے الاطلاق اکثر کفار پر یا اکثر کفار عرب پر یہ وہ لوگ ہین کہ کفر
پھرے اور اپنی مدت حیات مین کفر پر جمے رہے اس اعتبار سے **فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ** اپنے ماقبل پر متفرع
ہوتا ہے اسواسطے کہ اللہ پاک ان سے اس بات کو جان چکا تھا کہ جس کفر مین وہ ہین اسپر جمے رہین گے اور اسی
پر مرین گے کسی نے کہا کہ قول جو اس جگہ مذکور ہے مراد اس سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۚ
لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین ابوجہل کے
اور اسکے دو ساتھیون کے جو مخزومی تھے کذا فی فتح البیان اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ
فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝
وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ
بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ ۚ وَکُلَّ
شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ ہمنے ڈالے ہین انکی گردنون مین طوق سو وہ ہین ٹھوڑیون تک پھر ان کے

سر اٹھائے ہیں اور بنائی ہم نے انکے آگے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو انکو نہیں سوجھتا اور برابر ہے تو نے ان کو ڈرایا یا نہ ڈرایا یقین نہیں کرتے تو تو ڈر سنا دے اسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے سو اسکو دے خوشخبری معافی کی اور عزت کے نیگ کی ہم ہیں جو جلاتے ہیں مردے اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور ان کے پیچھے نشان سے اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل میں ❊

ف جو آگے بھیج چکے یعنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد انتہے ❊

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے یہ لوگ جن پر شقاوت واجب ہو چکی ہے ہم نے ان کی نسبت طرف پہونچنے ہدایت کے ٹھیرائی ہے مثل نسبت اس شخص کے جس کی گردن میں ایک طوق ڈالا گیا سو اس کے دونوں ہاتھ مع گردن کے نیچے ٹھوڑی کے اکٹھے کیے گئے تو اس کا سر اونچا ہوا سو وہ مقمح ہو گیا اسی لیے فرمایا فھم مقمحون مقمح اپنے سر کو اوپر اٹھانے والا ہے جیسا کہ ام زرع نے اپنے کلام میں کہا ہے واشرب فاتقمح یعنے میں پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں اور اپنا سر اٹھا لیتی ہوں واسطے پینے اور سیراب ہونے کے غرض میں غل کا ذکر کرکے ہاتھوں کے ذکر سے کفایت کی ہے گو وہ دونوں بھی مراد ہیں عرب لوگ ایسا کیا کرتے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎ فما ادری اذا یممت ارضا + ارید الخیر ایھما یلینی + الخیر الذی انا ابتغیه + ام الشر الذی لا یاتلینی + اس میں ذکر خیر کے ساتھ ذکر شر سے کفایت کی ہے اسلیے کہ کلام و سیاق اسپر دال ہے اسی طرح یہ آیت ہے جب کہ غل اسی میں معروف ہو کہ دونوں ہاتھ گردن کے جمع کیے جائیں تو ذکر عنق کے ساتھ ہاتھوں سے کفایت کی گئی عوفی حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰی عُنُقِكَ مراد اس سے یہ ہے کہ انکے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں طرف انکی گردنوں کے وہ ان کو خیر کے ساتھ پھیلا نہیں سکتے ہیں مجاہد نے کہا کہ اٹھانے والے ہیں اپنے سروں کو اور ان کے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں انکے منہ پر سو وہ مغلول ہیں ہر خیر سے **قولہ تعالے** وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا مجاہد نے کہا عَنِ الْحَقِّ وَمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا مجاہد نے کہا عَنِ الْحَقِّ فَھُمْ یَتَرَدَّدُوْنَ یعنے بنائی ہمنے انکے آگے دیوار حق سے اور انکے پیچھے دیوار حق سے سو وہ متردد ہو رہے ہیں قتادہ نے کہا کہ گمراہیوں میں **قولہ تعالے** فَاَغْشَیْنٰھُمْ کا یہ مطلب ہے کہ ڈھانک دیا ہم نے انکی آنکھوں کو حق سے فھم لا یبصرون سو وہ خیر سے منتفع نہیں ہوتے ہیں اور نہ اسکی طرف راہ پاتے ہیں **ابن جریر** نے کہا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فَاَعْشَیْنٰھُمْ پڑھتے تھے بعین مہملہ ماخوذ عشا سے عشا ایک بیماری ہے آنکھ میں **عبد الرحمن** بن زید بن اسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے یہ دیوار بنائی درمیان انکے اور اسلام و ایمان کے سو وہ اسکی طرف نہیں پہونچتے ہیں اور یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ

عَلَیْهِمْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْھُمْ کُلُّ اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ پہر کہا کہ وہ شخص جسکو
اللہ تعالی منع کرے وہ طاقت نہین رکہتا ہے **عکرمہ** نے کہا کہ ابوجہل نے کہا البتہ اگر مین دیکہون محمد کو لَاَفْعَلَنَّ
وَلَاَفْعَلَنَّ یعنے تو البتہ ایسا کرون ایسا کرون اسپر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلْنَا اِلٰی قَوْلِہٖ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ
کہا لوگ کہتے تہے کہ یہ ہے محمد تو ابوجہل کہتا کہان ہے وہ کہان ہے وہ آپ کو نہین دیکہتا تہا روایت کیا داؤد بن
جریر محمد بن اسحاق نے کہا مجہے حدیث کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب سے محمد نے کہا کہ ابوجہل نے کہا اور لوگ
بیٹہے ہوے تہے کہ محمد یہ زعم کرتا ہے کہ اگر تم اسکی متابعت کروتو تم بادشاہ ہو جاؤ گے پہر جب تم مرجاؤ گے تو
اٹہائے جاؤ گے بعد مرنے تمہارے کے اور ہونگے واسطے تمہارے باغ بہتر اردن کے باغون سے اور بیشک
تم اگر اس کی مخالفت کرو گے تو ہوگا واسطے تمہاری اس سے ذبح پہر تم اٹہائے جاؤ گے بعد مرنے تمہارے کے
اور ہوگی واسطے تمہارے آگ کہ تم اس سے عذاب کیے جاؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ان پر
نکلے اور آپکے ہاتہ مین ایک بڑا کاسہ تہا مٹی کا یعنے اس مین مٹی بہری ہوئی تہی اور پکڑ لیا اللہ تعالی نے ان
کی آنکہون پر پوری آپ سو آپ اس کو بہانے لگے انکے سرون پر اور پڑہنے لگے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ یہانتک
تک کہ آپ پہونچے لَا یُبْصِرُوْنَ تک اور چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے اپنی حاجت کے اور ان لوگون
نے رات بسر کی تاکتے ہوئے آپکے دروازے پر یہانتک کہ نکلا ان پر بعد اس کے نکلنے والا گہر سے تو اس نے کہا
تم کو کیا ہے وہ بولے کہ ہم محمد کا انتظار کر رہے ہین اس شخص نے کہا کہ وہ تو نکل گئے تمپر پس باقی نہین رہا تم
مین سے کوئی سر مگر انہون نے رکہی اسکے سر پر مٹی پہر وہ چلے گئے واسطے اپنی حاجت کے پس ہر مرد
ان مین سے جہاڑنے لگا اس مٹی کو جو اسکے سر پر تہی کہا اور مقرر پہونچی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوجہل
کی بات تو آپنے فرمایا مین کہتا ہون یہ کہ بیشک واسطے ان کے مجہ سے البتہ ذبح ہے اور بیشک البتہ مین
ان کو پکڑون گا **قولہ تعالے** وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کا مطلب یہ ہے
کہ مقرر اللہ نے ان پر مہر لگادی ہے ساتہ گمراہی کے سو نہ ڈرانا ان مین فائدہ دیتا ہے اور نہ وہ اس سے اثر پذیر
ہوتے ہین اسکی نظیر اول سورہ بقرہ مین گذر چکی ہے اور جسطرح کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ
عَلَیْھِمْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ الاٰیۃ **اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ** یعنے تیرے ڈرانے سے تو مومنین ہی
نفع لیتے ہین جو کہ پیروی کرتے ہین ذکر کی مراد ذکر سے قرآن عظیم ہے **وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ** یعنی
اور ڈر الرحمن سے ایسی جگہہ مین کہ جہان اسکو کوئی نہین دیکہتا ہے مگر اللہ تبارک وتعالی جانتا ہے کہ بیشک اللہ
تعالی اسپر مطلع ہے اور جو کچہ وہ کرتا ہے اسکا عالم ہے **فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ** سو تو اسکو خوشخبری
دے معافی کی واسطے اسکے گناہون کے اور اجر کثیر وواسع وحسن وجمیل کی جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ پهر الله عزوجل نے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نُحْیِی
الْمَوْتٰی یعنے ہم ہین جو جلاتے ہین مردے قیامت کے دن اور اس مین اس طرف اشارہ ہے که الله تعالے
زنده کرتا ہے جس شخص کے دل کو چاہتا ہے کفار مین سے جن کے دل مر چکے ہین ساتهه گمراہی کے پهر ان کو
ہدایت کرتا ہے بعد اسکے طرف حق کے جس طرح که الله پاک نے بعد ذکر قسوت قلوب کے یون فرمایا ہے اِعْلَمُوْا
اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ **قوله تعالے** ۔ **وَنَکْتُبُ
مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ** یعنے اور لکهتے ہین ہم وه اعمال جن کو وه آگے بهیج چکے ہین اور ان کے پیچهے نشان ہے
آثار مین دو قول ہین ایک یه ہے که ہم لکهتے ہین انکے اعمال جن کو خود انہون نے اپنی ذات سے کیا ہے
اور ان کے آثار جن کو انہون نے اپنے بعد چهوڑا ہے سو اس پر بهی انکو جزا دیگا خیر ہین تو خیر اور شر ہین
تو شر جیسا که آنحضرت صلے الله علیه وآله وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی نکالے اسلام مین کوئی اچها طریقه تو ہوگا
واسطے اس کے اجر اسکا اور اجر اس شخص کا جو اس پر عمل کرے گا بعد اسکے بغیر اس کے که کم کرے
ان کے اجر سے کچه اور جو شخص نکالے اسلام مین کوئی برا طریقه تو ہوگا اس پر گناه اسکا اور گناه اس شخص
کا جو اس پر عمل کرے گا بعد اسکے بغیر اسکے که کم کرے ان کے گناہون سے کچه رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَرِیْرِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِیْهِ قِصَّةُ مُجْتَابِی النِّمَارِ الْمُضَرِیِّیْنَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ جَرِیْرِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَقَدْ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ مِنْ طَرِیْقٍ اُخْرٰی عَنْ جَرِیْرٍ اسی طرح دوسری حدیث جو که صحیح مسلم مین حضرت ابوہریره رضی الله
عنه سے مروی ہے که رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم نے فرمایا ہے جس وقت که مر گیا ابن آدم تو اس کا عمل منقطع
ہوا مگر تین علم سے که اوس کے ساتهه نفع لیا جاتا ہے یا نیک لڑکا که اس کے واسطے دعا کرتا ہے یا صدقه
جاریه بعد اسکے مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے ما اورثوا من الضلاله یعنے مراد آثار سے وه گمراہی
ہے جس کے وارث کر گئے سعید بن جبیر نے کہا که آثارہم سے مراد ما اثروا ہے یعنے وه طریقه جس کو نکال
گئے پهر اس پر عمل کیا ایک قوم نے بعد اس کی موت کے پس اگر وه خیر ہے تو واسطے اسکے مثل ان کے
اجور کے ہے کم نه کرے گا اجر سے اس شخص کے جس نے اس پر عمل کیا کسی شئے کو اور اگر وه شر ہے تو ان کے
مثل انکے گناہون کے ہے اور کم نه کرے گا گناہون سے اس شخص کے جس نے اس پر عمل کیا کسی
شئے کو ذَکَرَهُمَا ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بغوی کا مختار یہی قول ہے **دوسرا قول** یه ہے که مراد اس سے نشان
ہین ان کے قدمون کے طرف طاعت یا معصیت کے مجاہد نے کہا مَا قَدَّمُوْا اَعْمَالُهُمْ وَاٰثَارُهُمْ
قَالَ خُطَاهُمْ بِاَرْجُلِهِمْ اسی طرح حسن وقتاده نے کہا ہے که مراد آثارہم سے خطاہم ہے یعنے انکے

قدمون کے نشان قتادہ نے کہا لو کان اللہ عز وجل مغفلا شیئا من شانک یا ابن آدم اغفل ما تعفی
الریاح من ھذہ الآثار ولکن احصی علی ابن آدم اثرہ وعملہ کلہ حتی احصی ھذا الاثر فیما ھو من
طاعۃ اللہ تعالی او من معصیتہ فمن استطاع منکم ان تکتب اثرہ فی طاعۃ اللہ فلیفعل یعنے اللہ عز وجل
بیکار چھوڑنے والا ہوتا کسی کو تیرے حال سے اے ابن آدم تو بیکار چھوڑ دیتا ان قدمون کے نقش کو جن کو
ہوائین مٹا دیتی ہین لیکن اس نے تو گن رکھا ہے ابن آدم پر اسکے نشان قدم وعمل سب کو یہان تک کہ
شمار کر رکھا ہے اس نشان قدم کو کہ وہ اللہ تعالی کی طاعت مین ہے یا اس کی معصیت مین پس جو کوئی تم
مین سے اسکی طاقت رکہے کہ اسکا اثر لکہا جاے اللہ تعالی کی طاعت مین تو چاہیے کرے اس معنے
مین کئی حدیثین وارد کی گئین ہین **حدیث اول** حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
گرداگرد مسجد نبوی کے قطعات زمین خالی ہوئی تو بنی سلمہ نے ارادہ کیا کہ قرب مسجد مین نقل کر آئین پس
یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو آپنے ان سے فرمایا کہ بیشک مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ تم ارادہ
کرتے ہو کہ قرب مسجد مین اٹھ آؤ انہون نے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ مقرر ہم نے اس کا ارادہ کیا ہی
تو آپ نے فرمایا یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب آثارکم یعنے اے بنی سلمہ تم اپنے گھرون کو لازم پکڑے
رہو تمہارے نقش قدم لکھے جائینگے رواہ احمد وھکذا رواہ مسلم عن جابر **حدیث
دوم** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بنی سلمہ مدینے کے ایک کنارے مین تھے سو انہون
نے چاہا کہ مسجد کے قریب اٹھ آئین اسپر یہ آیت نازل ہوئی انا نحن نحیی الموتی ونکتب ما قدموا و
آثارھم پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہین تو انہون نے
نقل نہین کی اخرجہ ابن ابی حاتم تفرد باخراجہ الترمذی عند تفسیر ھذہ الآیۃ عن
محمد بن الوزیر بہ ثم قال حسن غریب من حدیث الثوری ورواہ ابن جریر من طریق الثوری
وقد روی من غیر طریق الثوری چنانچہ حافظ ابوبکر بزار نے بدون طریق ثوری کے دو طریق
سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ایک یہ ہے عن ابی نضرۃ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ کہا کہ بنی سلمہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ کیا اپنے گھرون کی دوری کا مسجد سے اسپر یہ آیت نازل ہوئی ونکتب ما
قدموا وآثارھم پھر وہ اپنی جگہہ ٹھیرے رہے دوسرا طریق بھی عن ابی نضرۃ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مثل اس کے ہے اس حدیث مین غرابت ہے اس جہت سے کہ اس آیت کا شان نزول ذکر کیا
ہے حالانکہ پوری سورت مکی ہے فاللہ اعلم **حدیث سوم** حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ انصار کے
گھر مسجد شریف سے دور تھے اور انہون نے ارادہ کیا کہ مسجد کی طرف نقل کر آئین اسپر یہ آیت نازل

ہوئی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ پس وہ بولے کہ ہم ثابت رہینگے اپنی جگہہ مین رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ ھٰکَذَا رَوَاہُ وَلَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ مَّرْفُوْعٌ یہ روایت تو بطریق عکرمہ نہی طبرانی کا لفظ بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے یہ ہی کہ انصار کے گہر مسجد سے دور تہے تو انہون نے ارادہ کیا کہ مسجد کی طرف اٹھہ آئین اسپر آیت مذکور نازل ہوی پس وہ اپنے گہرون مین ثابت رہی حدیث چہارم حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینے مین وفات دیا گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز پڑہی اور فرمایا اے کاش وہ مرتا اپنی غیر جائے پیدایش میں اس پر لوگون مین سے ایک شخص نے عرض کیا کیون یا رسول اللہ تو آپنے فرمایا بیشک مرد جس وقت وفات دیا جاتا ہے اپنی غیر جائے پیدایش مین تو ناپا جاتا ہے واسطے اس کے جائے پیدایش اسکی سے لیکے نقش قدم قطع ہونے کی جگہہ تک جنت مین رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادِھِمَا ابن جریر نے ثابت سے روایت کیا ہے کہا مین چلا ہمراہ انس رضی اللہ عنہ کے پس مین جلد چلا تو انہون نے میرا ہاتھہ پکڑ لیا پہر ہم آہستہ آہستہ چلے پہر جب نماز پوری کر چکے تو حضرت انس نے فرمایا کہ مین چلا ہمراہ زید بن ثابت کے سو مین جلد چلا تو انہون نے کہا اے انس کیا تو نے نہ جانا کہ آثار لکہے جاتے ہین درمیان اس قول کے اور اول کے کچہ منافات نہین ہے بلکہ اس مین تو بطریق اولی واحری تنبیہ و دلالت ہے اس پر کیونکہ جب یہ آثار لکہے جاتے ہین تو ان آثار کا لکہے جانا تو بطریق اولی ہے جن مین ان کے ساتھہ اقتدا ہے خیر یا شر سے واللہ اعلم **قولہ تعالے** وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ یعنے ساری کائنات کتاب مین لکھی ہوئی ہے لوح محفوظ مین مسطور و منضبط ہے اس جگہہ امام مبین سے مراد ام الکتاب ہے یہ قول مجاہد وقتادہ وعبدالرحمان بن زید بن اسلم کا ہے اور اسی طرح اس آیت مین ہے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ یعنے امام سے مراد ان کی کتاب اعمال ہے جو کہ ان پر گواہی دینے والی ہے اس خیر و شر کی جو انہون نے کیا ہے جیسا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ہے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ **وقال تعالے** وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَا لِھٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا **ف** جملہ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا تقریر ہے ماقبل کی کیونکہ ماقبل کا مضمون یہی ہے کہ انکے اکثر پر قضاے ازلی ثابت ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہ لائینگے اپنے کفر پر جمے رہینگے اس مضمون کی جملہ انا جعلنا الخ سے تقریر و تثبیت فرمائی ان کے حال کی تمثیل دی ان لوگون کے حال سے جنکی گردنون مین طوق ڈالے گئے ہین سو وہ طوق ہو بخنے والے ہین طرف ٹہوڑیون کے تو وہ قادر نہین ہین ادہر ادہر دیکہنے پر اور نہ گردنون کے موڑنے پر قدرت رکہتے ہین فہم مقمحون کے یہی معنے

ہین یعنے اوپر اٹھانے والے ہین اپنے سرون کو اور پست کرنے والے ہین اپنی نگاہون کو فرا رو زجاج نے کہا ہے
مقمح وہ ہے جو بعد اپنے سر اٹھانے کے اپنی نگاہ کو پست کرنے والا ہے اقماح کے معنے ہین اٹھانا سر کا اور پست
کرنا نگاہ کا جس وقت اونٹ اپنا سر اوپر اٹھا لیتا ہے اور پانی نہین پیتا ہے تو محاورہ عرب مین بولتے ہین اقمح البعیر
وقمح ازہری نے کہا اللہ تعالے نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان کے ہاتھ جبکہ مغلول و محبوس ہوئے نزدیک انکی گردنون
کے تو طوقین اٹھائی گئین ان کی تھوڑیون تک اور انکے سر اوپر کو چڑہے ہوئے پس وہ مرفوع الرؤس ہین بسبب
اٹھانے طوقون کے انکو یعنے طوقون نے ان کے سرون کو اوپر اٹھا دیا ہے قتادہ نے کہا کہ مقمحون کے معنے
مغلولون مین لیکن قول اول اولی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ اونٹ جب اپنا سر حوض سے اٹھا لیتا ہے اور پانی
نہین پیتا تو کہتے ہین قمح البعیر دوسرا قول ابو عبیدہ سے یہ مروی ہے کہ یہ ایک مثل ہے اللہ تعالی نے ان کے
واسطے اسکو بیان کیا ہے ان کے باز رہنے مین ہدایت سے مثل باز رہنے مغلول کے جس طرح بولتے ہین
کہ فلان حمار ہے یعنے ہدایت کو نہین دیکھتا ہے فرا نے کہا یہ ایک ضرب مثل ہے یعنے ہم نے ان کو روکا ہے
خرچ کرنے سے اللہ کی راہ مین یہ مثل اس آیت کی ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ ضحاک بہی اسی کے
قائل ہین بیضاوی بہی تمثیل کے قائل ہین محلی کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ڈالے ہین ان کی گردنون مین طوق بایں
طور کہ ملائے جائین طرف ان طوقون کے ہاتھ کیونکہ طوق جمع کرلیتا ہے ہاتھ کو طرف گردن کے پس وہ ہاتھ
جمع کیے گئے ہین طرف اذقان کے اذقان جمع ہے ذقن کی ذقن وہ جگہہ ہے جہان دونون جبڑے جمع
ہوتے ہین فہم مقمحون پس وہ اٹھانے والے ہین اپنے سرون کو ان کے پست کرنے کی طاقت نہین رکہتے ہین
یہ ایک تمثیل ہے مراد یہ ہے کہ کفار اذعان نہین کرتے ہین واسطے ایمان کے اور نہ اپنے سر اسکے لیے جہکاتے
ہین بیضاوی نے فہی کی ضمیر اغلال کی طرف راجع کی ہے اور محلی نے ایدی کی طرف راجع کی ہے اگرچہ
عبارت مین ایدی کا ذکر نہین ہوا لیکن غل کا لفظ اس پر دال ہے کیونکہ غل جمع کرتا ہے ہاتہون کو ساتھ گردنون
کے چنانچہ اسکا بیان آیندہ بہی آئے گا بالجملہ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت تمثیل ہے کسی نے کہا کہ آیت
اپنی حقیقت پر ہے اشارہ ہے طرف اس حال کے جو قیامت کے دن کئی قومون کے ساتھ کیا جائیگا دوزخ مین کہ ان
کی گردنون مین طوقین اور زنجیرین ڈالی جائینگی کما قال تعالے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ بہ
سبب تحقق وقوع کے بلفظ ماضی اس امر واقعہ کی خبر دی ہے اس قول کو قرطبی نے ذکر کیا ہے حضرت ابن عباس
نے یون پڑہا ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَيْمَانِهِمْ اَغْلٰلًا زجاج نے کہا کہ مراد ایمان سے ایدی ہین نحاس نے کہا کہ
یہ قرأت تفسیر ہے جو شے مصحف کے مخالف ہو اسکے ساتھ قرأت نہین کی جاتی ہے کہا کہ بنا بر قرأت جماعت
عبارت مین حذف ہے یعنے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَفِيْٓ اَيْدِيْهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ

پس لفظ ہی کی کنایہ ہے ایدی سے نہ اعناق سے یعنے ضمیر ہے کی راجع ہے طرف ایدی کے اعناق کی طرف راجع نہین ہے عرب لوگ ایسا حذف کیا کرتے ہین نظیر اس کی یہ آیت ہے سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْبَرْدَ کیونکہ جو شے گرمی سے بچاتی ہے تو وہ سردی سے بھی بچاتی ہے اُس واسطے کہ طوق جب کہ گردن مین ہوے تو ضرور ہے کہ ہاتھ مین بھی ہو خصوصًا اس حال مین کہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے ہاتھ ہین فَھُمْ مُقْمَحُوْنَ یعنے پس وہ اٹھانے والے ہین اپنے سرون کو جھکا نہین سکتے ہین اس واسطے کہ جس شخص کے دونون ہاتھ مغلول ہوے اس کی ٹھوڑی تک تو اس کا سر اونچا ہو گیا حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہون نے یون پڑہا ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَیْدِیْھِمْ اَغْلَالًا اور حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ انہون نے یون پڑہا ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَیْمَانِھِمْ اَغْلَالًا جس طرح کہ حضرت ابن عباسؓ سے سابقًا ذکر ہو چکا ہے ایک قول حضرت ابن عباسؓ کا یہ ہے کہ اَلْاَغْلَالُ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الذَّقَنِ فَھُمْ مُقْمَحُوْنَ کَمَا تُقْمَحُ الدَّابَّةُ بِاللِّجَامِ پھر اللہ پاک نے دوسری تمثیل بیان فرمائی وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا یعنے ہمنے ان کو منع کیا ہے ایمان سے ساتھ موانع کے سو وہ کفر سے ایمان کی طرف نکل نہین سکتے ہین مثل اس شخص کے جسکے آگے اور پیچھے دیوارین بنا دی گئی ہین سد بضم و فتح سین دو لغت ہین فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ یہان مضاف حذف ہے غطینا ابصارہم یعنے ہم نے انکی آنکھون کو ڈھانک دیا ہے سو وہ اس کے سبب سے کسی شے کے دیکھنے پر قدرت نہین رکھتے فرا نے کہا فَاَلْبَسْنَا اَبْصَارَھُمْ غِشَاوَةً اَیْ عَمًی فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ سَبِیْلَ الْھُدٰی یعنے ہم نے ان کی آنکھون پر اندھاپن پہنا دیا ہے سو وہ ہدایت کا رستہ نہین دیکھتے ہین اسی طرح قتادہ نے کہا ہے معنے یہ ہین کہ وہ ہدایت کو نہین دیکھتے ہین سدی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین دیکھتے ہین جب کہ آپکے قتل پر مشورہ کیا تہا ضحاک نے کہا کہ اول سد سے مراد دنیا ہے اور دوسری سے آخرت فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کا یہ مطلب ہے کہ وہ بعث سے اندہے ہو گئے اور شرائع کے قبول کرنے سے دنیا مین نابینا ہو گئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَھُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ یعنے زینت دی واسطے ان کے دنیا اور بلایا ان کو طرف تکذیب آخرت کے اور اسی بنا پر یون کہا گیا بین ایدیہم سدا یعنے غرور ساتھ دنیا کے ومن خلفہم سدًا یعنے تکذیب آخرت کی کسی نے کہا کہ ما بین ایدیہم سے مراد آخرت ہے اور ما خلفہم سے دنیا جمہور نے اغشینا کو بغین معجمہ پڑہا ہے حضرت ابن عباسؓ و عمر بن عبد العزیز و حسن و یحیی بن یعمر و ابو رجا و عکرمہ نے بعین مہملہ ماخوذ عشا سے عشا کہتے ہین ضعف بصر کو اسی معنے سے یہ آیت ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ بیضاوی نے کہا ہے کہ یہ ایک

اور تمثیل ہے ان لوگون کے ساتھہ جن کو دو دیوارون نے گھیر لیا ہے سو ان کی آنکھون کو ڈہانک دیا اس طور پر کہ وہ اپنے آگے پیچھے کو نہین دیکھتے ہین تمثیل اس بات مین ہے کہ کفار مطمورۂ جہالت مین محبوس ہین آیات و دلائل مین نظر و غور کرنے سے رک گئے ہین انتہے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ لوگ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گزر کرتے تھے سو آپ کو دیکھتے نہ تھے دوسرا لفظ اُنکا یہ ہے کہ قریش نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوئے آپکے نکلنے کا انتظار کرتے تھے تاکہ آپ کو ایذا پہونچائین سو یہ بات آپ پر شاق ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سورہ یٰس لیکر آپکے پاس آئے اور آپ کو ان پر نکلنے کا امر کیا پس آپنے ایک مٹھی مٹی لی اور نکلے اور آپ اسکو پڑہتے تھے اور ان کے سرون پر مٹی بُربُراتے تھے سو انہون نے آپ کو نہ دیکھا اور آپ گزر گئے پھر شروع کیا ایک انکے نے کہ اپنے سر کو چھوتا تھا تو مٹی کو پاتا تھا اور کوئی ان مین کا آیا تو کہا کون چیز تم کو بٹھاتی ہے وہ بولے کہ ہم محمدؐ کا انتظار کر رہے ہین پس اُس نے کہا البتہ مقرر مین نے اس کو دیکھا ہے اندر مسجد کے کہا تم اُٹھ کھڑے ہو مقرر اُس نے تم پر سحر کر دیا بالجملہ اللہ پاک نے اول تو کفار کا حال بطور تمثیل بیان کیا بعد اسکے ان کا حال بطریق توبیخ بیان فرمایا پس ارشاد کیا وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ یعنے تیرا ڈرانا ان کو اور نہ ڈرانا دونون برابر ہین جملہ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ مستانفہ ہے ماقبل مین جو استوا ہے اس کا بیان کرتا ہے یا حال مؤکد ہے یا بدل ہے اس سے اس آیت کی شان نزول مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین پڑہ رہے تھے پس آپنے جہر سے پڑہا یہانتک کہ قریش کے کچہ لوگون نے اس سے ایذا پایا تا آنکہ وہ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ کو پکڑین ناگاہ اُن کے ہاتھہ ان کی گردنون سے جمع کیے ہوئے تھے اور ناگاہ وہ اندہے تھے دیکھتے نہ تھے پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا اے محمدؐ ہم تجھ کو قسم دیتے ہین اللہ کی اور رحم کی کہا کوئی بطن بطون قریش سے نہ تھا مگر حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان مین قرابت تھی پس آپنے دعا فرمائی یہانتک کہ وہ حالت ان سے جاتی رہی اس پر یٰس الی قولہ لا یؤمنون نازل ہوئی کہا پھر اس گروہ مین سے کوئی ایمان نہ لایا شان نزول مین اس کے سوا کئی روایتین ہین یہ روایات ان سب سے احسن و اقرب ہے طرف صحت کے حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انہون نے یہ آیت غیلان قدری پر پڑہی تو وہ بولا کہ گویا مین نے اس کو پڑہا ہی نہین تم کو گواہ کرتا ہون کہ مین باب قدر مین اپنے قول سے تائب ہون تو انہون نے فرمایا الٰہی اگر اس نے سچ کہا تو تو اس پر رجوع ہو یعنے اس کی توبہ قبول کرے اور اگر وہ جھوٹ بولا ہے تو تو اس پر مسلط کر اس شخص کو جو اسپر رحم نہ کرے پھر ہشام بن عبد الملک نے اسکو انکے پاس سے پکڑ لیا پھر اسکے دونون ہاتھہ دونون پاؤن کاٹ ڈالے اور دمشق کے دروازے پر اسکو سولی چڑہا دیا زجاج نے آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ جس شخص کو اللہ گمراہ کرے یہ گمراہ کرنا تو اسکو ڈرانا نفع نہ دیگا ڈرانا تو اسی شخص کو نفع دیگا جس کا

ذکر اس آیت مین فرمایا ہے کہ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ بالغیب
محل نصب مین ہے بنا بر حال فاعل سے یا مفعول سے اور حرف فا واسطے ترتیب بشارت یا امر ببشارت کے ہے اتباع ذکر و
خشیت پر یعنے تو تو اسی کو ڈراوے جس نے پیروی کی قرآن کی اور ڈرا رحمٰن سے اس حال مین کہ وہ غائب ہے رحمٰن سے
یا رحمٰن اس سے غائب ہے دنیا مین پس تو خوشخبری دے اس شخص کو جس نے پیروی کی قرآن کی ایک عظیم مغفرت کی اور اجر
حسن کی مراد جنت ہے پھر اللہ پاک نے خبر دی مردون کے زندہ کرنے کی پس ارشاد فرمایا اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى یعنے
بیشک ہم زندہ اٹھا کھڑا کرین گے ان کو بعد موت کے یہ بیان ہے ایک شان عظیم کا جو کہ باشتمال اجمالی مشتمل ہے
انذار و تبشیر پر مطلب یہ ہے کہ انذار و تبشیر تو دنیا مین ہے اسکا ثمرہ قیامت کے دن معلوم ہوگا حسن و ضحاک نے کہا
یعنے ہم ان کو زندہ کرتے ہین ساتھ ایمان کے بعد جہل کے مطلب یہ ہے کہ نبی کا کام ڈرانا اور خوش خبری دینا ہے
بعد جہل کے ایمان کے ساتھ ان کے دلون کا زندہ کر دینا اللہ ہی کا کام ہے وہی جسکو چاہے ہدایت کرے اس مین
کسی کا اختیار نہین ہے قول اول اولی ہے پھر اللہ پاک نے انکے آثار لکھنے کی وعید سنائی ارشاد فرمایا وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا
وَاٰثَارَهُمْ یعنے ہم لکھتے ہین فرشتون کے صحیفون مین انکے اچھے برے اعمال جن کو وہ آگے بھیج چکے ہین اور وہ حسنات
جن کو باقی چھوڑ گئے ہین جن کا نفع بعد موت کے منقطع نہین ہوتا ہے مثلاً وہ شخص جو اچھا طریقہ نکال گیا ہے جیسے علم
جس کو سکھا گیا ہے یا کوئی کتاب تصنیف کر گیا ہے یا کوئی وقف کر گیا ہے یا مسجد یا رباط یا پل یا مثل اس کے کوئی
مکان عام نفع کا بنا گیا ہے یا وہ سیئات کہ جو بعد اپنے فاعل کے باقی رہتے ہین مثلاً وہ شخص جو کوئی برا طریقہ نکال
گیا ہے جیسے کوئی وظیفہ جس کو بعض ظالمون نے مسلمانون پر مقرر کر دیا یا کوئی سکہ نکالا جس مین ان کا نقصان ہے
یا کوئی ایسی شے ایجاد کر دی جس مین اللہ کے ذکر سے روکنا ہے مثلاً الحان و ملاہی و آلات لہو و لعب و مثل اس کے
مجاہد و ابن زید نے کہا کہ اس آیت کی نظیر یہ آیت ہے عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ و قولہ تعالیٰ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ
يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ کسی نے کہا کہ مراد اس آیت سے آثار مین ان لوگون کے جو مساجد کی طرف چلنے والے
ہین صحابہ و تابعین مین سے ایک جماعت اس کی قائل ہے نحاس نے کہا کہ جو کچھ اس آیت مین کہا گیا ہے یہ قول اس
سب سے اولی ہے کیونکہ اس کا نزول اسی مین ہوا ہے چنانچہ احادیث اس باب کی اول گذر چکی ہین اس کا یون
جواب دیا ہے کہ اعتبار عموم آیت کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب نزول کا عموم آیت اسکا مقتضی ہے کہ سارے
آثار خیر و شر لکھے جاتے ہین اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ یعنے ہر شے کا اعمال
عباد وغیرہا سے کوئی سی شے ہو شمار کر رکھا ہے ہم نے امام مبین مین یعنے ایسی کتاب مین کہ جسکا اقتدا کیا جاتا ہے
اور وہ واضح کرنے والی ہے ہر شے کی مجاہد و قتادہ و ابن زید نے کہا کہ مراد لوح محفوظ ہے ایک فرقے نے کہا کہ
مراد صحائف اعمال اگر کوئی کہے کہ کتابت تو قبل احیا کے ہے پھر کیون ذکر مین اس کو موخر کیا تو اس کا یہ جواب

ہے کہ کتابت امر احیا کی متمم ہے کیونکہ اگر احیا حساب کے واسطے نہ ہو تو کچھ عظیم نہین ہے اور اگر احیا و اعادہ نہ ہو تو فی
نفسہ کتابت کے واسطے اصلاً کچھ اثر باقی نہ رہے معتبر احیا ہی ہے اور کتابت اس کے امر کی مؤکد و متمم ہے اس لیے احیا
کو کتابت پر مقدم کیا ہے کذا قالہ الکرخی جمہور نے نکتب کو بصیغہ معروف پڑہا ہے اور زر و مسروق نے بصیغہ مجہول یعنے
یکتب اور جمہور کل شئ احصیناہ منصوب پڑہا ہے بنا بر اشتغال اور ابو السماک نے برفع بنا بر ابتدا کذا فی فتح البیان وَ

اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا
بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ

اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور بیان کر ان
کے واسطے ایک کہاوت اس گاؤن کے لوگون کی جب آئے اس مین بہیجے ہوئے جب بہیجے ہمنے ان کی طرف دونون
کو جہٹلایا پہر ہم نے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہین بہیجے وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور
رحمن نے کچھ نہین اتارا تم ساری جہوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف بہیجے آئے ہین اور ہمارا
ذمہ یہی ہے پہونچا دینا کہول کر **ف** یہ شہر تہا انطاکیہ حضرت عیسی علیہ السلام کے دو یار وہان پہونچے شہر والون نے
ٹال دیا پہر تیسرے یار پہونچے یہ تینون بڑے تہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد
تو بیان کر واسطے اپنی قوم کے جنہون نے تجھے جہٹلایا ایک کہاوت اس گاؤن والون کی جب کہ آئے اس مین
بہیجے ہوئے ابن اسحاق کو حضرت ابن عباس و کعب احبار و وہب بن منبہ سے جو کچھ پہونچا ہے اس مین یون ہے کہ
یہ قریہ شہر انطاکیہ ہے اس مین ایک بادشاہ تہا اس کو انطیخس بن انطیخس بن انطیخس کہتے تہے بتون کو پوجا کرتا
تہا پس اللہ تعالی نے اس کی طرف تین رسول بہیجے صادق و صدوق و شلوم سو اس نے ان کو جہٹلایا اسی طرح بریدہ
ابن خصیب و عکرمہ و قتادہ و زہری سے بہی مروی ہے کہ وہ انطاکیہ ہے بعض ائمہ نے اس کے انطاکیہ ہونے کو مشکل شمار
کیا ہے بسبب اس وجہ کے جس کو ہم بعد تمام ہونے قصہ کے ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی **قولہ تعالے** اِذْ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ الآیۃ یعنے جب بہیجے ہم نے ان کی طرف دو تو بسا درت کی ان کی ساتہہ تکذیب کے یعنے جہٹ پٹ
ان کو جہٹلا دیا پہر ہمنے ان کو قوت دی تیسرے رسول سے ابن جریر نے عن وہب بن سلیمان عن شعیب الجبائی
روایت کیا ہے کہ اگلے دو رسولون کا نام شمعون و یوحنا تہا اور تیسرے کا بولص اور قریہ انطاکیہ ہے فَقَالُوْٓا اِنَّآ
اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ یعنے تب تینون نے ان گاؤن والون سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرف آئے ہین بہیجے ہوئے
طرف سے تمہارے رب کے جس نے تم کو پیدا کیا ہے وہ تم کو امر فرماتا ہے تنہا اپنی عبادت کا کوئی اس کا شریک نہین ہے
قالہ ابو العالیہ قتادہ بن دعامہ نے زعم کیا ہے کہ یہ تینون حضرت مسیح علیہ السلام کے رسول تہے طرف انطاکیہ والون
کے قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنے وہ بولے پہر کیونکر وحی کی گئی طرف تمہاری حالانکہ تم بشر ہو اور ہم بشر

ہین پہر تمہارے مثل ہماری طرف کیون وحی نہ کی گئی اگر تم رسول ہوتے توالبتہ فرشتے ہوتے جہٹلانے والی امتون سی
بہت سونکا یہ ایک شبہ ہے چنانچہ اللہ پاک نے ان کی طرف سی یہ خبردی ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا یعنے بشر کے رسول ہونے سے انہون نے تعجب کیا اور اس کے منکر ہوئے و
قال تعالی قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ وقال تعالی وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ وقال تعالی
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا اسی لیے ان
کفار نے یون کہا کہ تم تو یہی ہو بشر ہم جیسے اور نہین اتارا رحمن نے کچہ نہین ہو تم مگر جہوٹ کہتے ہو تینون
رسولون نے ان کو یہ جواب دیا اللہ جانتا ہے کہ بیشک ہم اس کے بہیجے آئے ہین طرف تمہارے اگر ہم اس پر
جہوٹ باندہنے والے ہوتے تو وہ ضرور ہم سے سخت انتقام لیتا لیکن وہ تو ہم کو ضرور عزت و نصرت دیگا تم پر
اور تم آگے جان لوگے کہ عاقبۃ الدار کس کے واسطے ہوگی کما قال سبحانہ وتعالی قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ
وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ قولہ تعالے وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ یعنے ہمارا ذمہ تو یہی ہے کہ جو رسالت دیکر ہم
تمہاری طرف بہیجے گئے ہین اس کو تمہین پہونچا دین پہر جب تم اطاعت کروگے تو دنیا و آخرت مین تمہارے
واسطے سعادت و بہرہ مندی ہوگی اور اگر تم نہ مانوگے تو بعد اس کے عنقریب تم جان لوگے یعنے کیا کچہ اس کی سزا
تم کو ملیگی واللہ اعلم ف قولہ تعالے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا الآیہ کی نظیر پر سورہ بقرہ و سورہ نحل مین کلام
گذر چکا ہے معنے یہ ہین کہ بیان کر واسطے ان کے مثل یا بیان کر واسطے اپنے نفس کے اصحاب قریہ کی مثل یعنے
تو ان کی مثال دے نزدیک اپنے نفس کے ساتہ اصحاب قریہ کے پہلے قول کی بنا پر معنے یہ ہون گے کہ جب اللہ
تعالی نے یون فرمایا کہ انک لمن المرسلین اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا تو فرمایا کہ تو ان سے کہدے کہ مین کوئی
نیا نہین ہون رسولون سے کیونکہ ذرا مجہہ سے پہلے اصحاب قریہ کے پاس رسول آئے اور ان کو ڈرایا تہا
اس شے کے جس کے ساتہ مین نے تم کو ڈرایا اور توحید کا ذکر کیا اور قیامت سے خوف دلایا اور نعیم دار المقام
کی خوشخبری سنائی دوسرے قول کی بنیاد پر یہ مطلب ہوگا کہ جب یہ فرمایا کہ انذار اس شخص کو نفع نہ دیگا جس
کو اللہ تعالے نے گمراہ کیا اور اس پر لکہہ چکا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو بیان
کر واسطے اپنے نفس کے اور اپنی قوم کے ایک مثل یعنے مثال دے ان کے نزدیک اپنے نفس کی ساتہ اصحاب
قریہ کے اس حیثیت سے کہ ان کے پاس تین رسول آئے اور وہ ایمان نہ لائے اور رسولون نے ایذا پر صبر
کیا اور تو توان کی طرف ایک آیا ہے اور تیری قوم تینون کی قوم سے اکثر ہے کیونکہ وہ تو ایک بستی والون

کی طرف آئی اور تجہ کو بہینے ساری لوگون کی طرف بہیجا ہے معنے یہ ہین کہ تو بیان کرو اسطے ان کی مثل مثل اصحاب قریہ کی یعنے تو ذکر کرو اسطے ان کے ایک قصہ عجیب قصہ اصحاب قریہ کا پس کلمہ مثل کو چہوڑ دیا ہے اور اصحاب قریہ کو اعراب مین اسکے جگہہ رکہا ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل کے مقدر ماننے کی کچہ حاجت نہین ہے بلکہ معنے یہ ہین کہ ٹہیرا اصحاب قریہ کو واسطے ان کے مثل اس بنا پر کہ مثلاً و اصحاب قریہ دو مفعول ہوں اضرب کے یا اصحاب القریہ بدل ہو مثلاً سے وقد قدمنا الکلام علے المفعول الاول من ہذین المفعولین ہل ہو مثلاً او اصحاب القریہ کہا ہے کہ کبہی تو ضرب مثل کا اس بات مین استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک حالت غریب کی اسی کے مثل اور حالت سے تطبیق دی جائے جس طرح کہ اس آیت مین ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَةَ نُوْحٍ وَّامْرَاَةَ لُوْطٍ اور کبہی ضرب مین استعمال کیا جاتا ہے کہ ایک حالت غریب ذکر کی جائے اور لوگون کے واسطے اس کا بیان ہو بدون اسکے کہ اسکی نظیر کے ساتہہ اس کی تطبیق کا قصد کیا جائے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ یعنے ہم نے تمہاری واسطے بدیع و غریب و نادر احوال بیان کیے کہ وہ غرابت و ندرت مین مثلون کے مانند ہین پس یہان جو اللہ پاک نے واضرب لہم مثلاً فرمایا ہے سو اس مین دونون امر کا اعتبار ٹہیک ہو سکتا ہے **قرطبی** نے کہا ہے کہ ساری مفسرین کے قول مین یہ قریہ انطاکیہ ہے حضرت ابن عباس و بریدہ بہی اسی کے قائل ہین چنانچہ اول گذر چکا ہے اس قریہ مین چشمے ہین اس کی فصیل پتہرون کی ہے اندر اس کے پانچ پہاڑ ہین دورہ اس کا بارہ میل ہے عواصم کی بلاد مین انطاکیہ ان کا قصبہ ہے اور وہ ارض روم مین ہے قولہ اذ جاءها المرسلون بدل اشتمال ہے اصحاب القریہ سے اور مرسلون اصحاب عیسی علیہ السلام ہین انطاکیہ والون کی طرف ان کو بہیجا کہ اللہ تعالی کی طرف ان کو بلائین وہ لوگ بت پرست تہے اذ ارسلنا الیہم اثنین مین جو اللہ پاک نے انکا بہیجنا اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب فرمایا سو اس لیے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے اللہ سبحانہ کے امر سے ان کو بہیجا تہا یہ بہی ہو سکتا ہے کہ بعد رفع عیسے علیہ السلام کے طرف آسمان کے اللہ تعالی نے بغیر واسطہ ان رسولون کو ان کی طرف بہیجا ہو فَكَذَّبُوْهُمَا کے یہ معنے ہین کہ ان کی تکذیب کی کسی نے کہا کہ ان کو مارا اور قید کیا کسی نے کہا ہے کہ اول وہ رسولون کے نام یوحنا و شمعون ہین کسی نے کہا کہ تینون نے نام صادق و مصدوق و شلوم ہین قالہ ابن جریر وغیرہ کسی نے کہا کہ شمعان و یحیی و یونس کعب نے کہا کہ صادق و صدوق کسی نے کہا کہ تیسرے کا نام شمعون تہا کسی نے کچہ اور کہا **جمہور** نے عززنا کو بتشدید پڑہا ہے اور ابوبکر نے عاصم سے بتخفیف زاء جوہری نے کہا یخفف و یشدد اے قوینا و شددنا پس اس معنے کی بنا پر دونو قراتین بیک معنی ہین کسی نے کہا کہ مخفف بمعنے غلبنا و قہرنا ہے اسی معنے سے یہ آیت ہے فَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ اور مشدد بمعنے قوینا و کثرنا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے

کہ درمیان حضرت موسی بن عمران اور حضرت عیسے بن مریم علیہما السلام کے ایک ہزار نو سو برس تھے درمیان دونون کے فترت نہ تھی درمیان انکے بنی اسرائیل مین سے ایک ہزار نبی بھیجے گئے سوا ان کے جو ان کے غیر سے بھیجے گئے درمیان میلاد حضرت عیسی علیہ السلام کے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانسو اونہتر برس تھے ان کے اول مین تین نبی مبعوث ہوئے جن کا ذکر اس آیت مین ہے اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ جس نبی کے ساتھ قوت دی گئی وہ شمعون ہین یہ حواریون مین سے تھے جس فترت مین اللہ تعالی نے کوئی رسول مبعوث نہین کیا وہ چار سو چونتیس برس ہین اخرجہ ابن سعد و ابن عساکر غرض کہ پھر تینون رسولون نے ملکر کہا انا الیکم مرسلون یعنے بیشک ہم طرف تمہاری بھیجے ہوئے آئے ہین اپنے کلام کو مؤکد اس لیے کیا کہ دو کی تکذیب سابق ہو چکی تھی اور دو کی تکذیب تیسرے کی تکذیب ہے اس لیے کہ وہ سب ایک ہی شے کے ساتھ بھیجے گئے تھے وہ یہی بلانا ہے طرف اللہ عز وجل کے یہ جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب تیسرے رسول کے ساتھ ان کو قوت دی تو انہون نے کیا کہا سو یہ اس کا جواب ہے اسی طرح جملہ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا مستانفہ ہے گویا کسی نے کہا کہ اہل انطاکیہ نے رسولون سے کیا کہا سو یہ اسکا جواب ہے کہ انہون نے کہا کہ نہین ہو تم مگر بشر مثل ہماری یعنے تم تو بشریت مین ہمارے شریک ہو سو تم کو ہم پر کوئی مزیت و شرف نہین ہے جس کے ساتھ تم مختص ہو یہ خطاب تینون کو ہے پھر انطاکیہ والون نے کتب سماوی کے نازل کرنے کا بتصریح انکار کیا تو یون بولے وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ یعنے جس بات کا تم دعوی کرتے ہو اور تمہاری سوا اور رسول تم سے اگلے اور ان کے اتباع جس کے مدعی ہین رحمن نے اس مین سے کچھ نہین نازل کیا چونکہ اہل انطاکیہ سے تکرار انکار کی ہوئی اس لیے رسولون نے بتاکید بلیغ کلام کو مؤکد کر کے اپنی رسالت کی اثبات کا یہ جواب دیا کہ رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّا اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ یعنے رب ہمارا جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری طرف البتہ بھیجے آئے ہین اس جواب مین تین تاکیدین ہین ایک تو قسم جو کہ ربنا یعلم سے سمجھی جاتی ہے دوسری کلمہ اِنَّ حرف تحقیق کا تیسری لام تاکید زمخشری نے کہا وجہ تکرار کی یہ ہے کہ اول ابتدا اخبار ہے اور ثانی جواب ہے انکار کا انتہے یہ قول اس کے مخالف ہے جو مفتاح مین ہے کہ انہون نے اول بار مین کلام کو موکد کیا اس لیے کہ تکذیب دو کی تکذیب ہے تیسرے کی بسبب اتحاد مقالہ کے پھر جب انہون نے اپنی تکذیب مین مبالغہ کیا تو رسولون نے تاکید زیادہ کی زمخشری جس طرف گئے ہین وہ اس نظر کر کے ہے کہ مجموعہ ثلاثہ سے نہ اخبار سابق ہوا ہے نہ ان کے پہلے بار مین تکذیب ہوئی ہے پس پہلی بار مین تاکید واسطے اعتنا و اہتمام خبر کے ہے کذا قال الشہاب **قوله تعالى** وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ یعنے ہماری رب کی طرف سے ہم پر واجب نہین ہے مگر پہونچا دینا اس کی رسالت کا ظہور و وضوح کے طور پر ساتھ کھلی کھلی دلیلون کے یہ دلیلین بہی اچھا کرنا ہے مادرزاد اندھے

کا اور کوڑہی کا اور بیمار کا اور زندہ کردینا مردے کا اس کے سوا اور کچہ ہمارے ذمے نہین ہے کذا فی فتح البیان

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ بولے ہمنے نامبارک دیکہا تم کو اگر نہ چہوڑوگے ہم تم کو سنگسار کرین گے اور تم کو لگے گی ہماری طرف سے دکہہ کی مار کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتہہ ہے کیا اس سے کہ تم کو سمجہایا کوئی نہین پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہین رہتے اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بہیجے ہوؤن کی چلو راہ پر ایسون کی جو تم سے نیگ نہین مانگتے اور راہ سوجہے ہین اور مجہ کو کیا ہے کہ مین بندگی نہ کرون اس کی جس نے مجہ کو بنایا اور اسی کی طرف پہر جاؤگے بہلا مین پکڑون اس کے سوا اورون کو پوجنا کہ اگر مجہ پر چاہے رحمٰن تکلیف کچہ کام نہ آئے مجہ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجہ کو چہوڑا وین گے تو تو مین بہٹکا ہوں صریح مین یقین لایا تمہارے رب پر مجہ سے سُن لو **ف** شاید کفر کی شامت سی قحط ہوا ہوگا اس کو نامبارکی سمجہے یا آپس مین اختلاف ہوا ہو کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو کہا ہر طرح شامت انہین کی ہے **ف** آگے نقل کرتے ہین کہ قوم نے اس کو شہید کیا اور بعضے کہتے ہین اللہ نے جیتا اٹہا لیا انتہے **ف** جب رسولون نے بتاکید تبلیغ اپنی رسالت کا اثبات کیا تو اہل انطاکیہ نے کہا انا تطیرنا بکم یعنے ہم نے تمہارے چہرون پر کوئی خیر نہین دیکہی اپنے عیش مین قتادہ نے کہا وہ کہتے ہین کہ اگر ہم کو کوئی شر پہونچے تو وہ نہین ہے مگر تمہارے سبب سے مجاہد نے کہا وہ کہتے ہین کہ نہین داخل ہوا تم جیسا کسی بستی کی طرف مگر اس کے لوگ عذاب کیے گئے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ یعنے البتہ اگر باز نہ آوگے تو البتہ ہم تم کو رجم کرین گے قتادہ نے کہا پتہرون سے مجاہد نے کہا شتم سے یعنے ہم تم کو گالیان دین گے عذاب الیم سے مراد عقوبت شدید ہے پس ان کے رسولون نے ان سے کہا طائرکم معکم یعنے تمہاری نامبارکی تمہین پر مردود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کے حق مین فرمایا ہے فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اور قوم صالح علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ قتادہ و وہب نے اس کی تفسیر مین کہا ہے اعمالکم معکم یعنے تمہارے اعمال تمہارے ساتہہ مین وقال تعالیٰ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ

یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا **قولہ تعالیٰ** اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُوْنَ یعنے اس سبب کہ ہم نے تم کو نصیحت کی اور سمجھایا
اور اللہ کی توحید کا اور اس کے واسطے خالص عبادت کرنے کا تم کو امر کیا تم نے اس بات سے ہمارا مقابلہ کیا اور ہم کو
وعید سنائی اور ہم کو تہدید کی کوئی نہین بلکہ تم ایک قوم ہو حد سے بڑہنے والی قتادہ نے کہا اے اَاِنْ ذُکِّرْنَاکُمْ بِاللہِ
تَطَیَّرْتُمْ بِنَا بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُوْنَ یعنے اس سبب کہ ہم نے تم کو تذکیر کی ساتھ اللہ کے تم نے ہم سے بدشگونی لی بلکہ تم ایک
قوم مسرف ہو **قولہ تعالیٰ** وَجَآءَ مِنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ یَّسْعٰی حضرت ابن عباس و کعب احبار و وہب بن
منبہ سے ابن اسحاق کو جو کچھ پہونچا ہے اس مین یہ ہے کہ اہل قریہ نے اپنے رسولون کے قتل کا قصد کیا تو ایک شخص
شہر کے پرلے سرے سے آیا دوڑتا یعنے اس لیے کہ اپنی قوم سے ان کی مدد کرے کہا کہ یہ شخص حبیب ہے رسیان بنایا
کرتا تھا اور بیمار آدمی تھا جذام نے اس مین سرعت کی تھی صدقہ بہت دیا کرتا تھا اپنی آدہی کمائی خیرات کر دیتا تھا مستقیم
الفطرت تھا **ابن اسحاق** نے عن رجل سماہ عن الحکم عن مقسم یا عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ صاحب آلیٰسٓ
کا نام حبیب ہے جذام نے اس مین سرعت کی تھی **ثوری** نے عن عاصم الاحول عن ابی مجلز روایت کیا ہے کہ اس کا نام
حبیب بن مری تھا **شبیب** بن بشر نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ صاحب آلیٰسٓ
کا نام حبیب نجار تھا پس اسکو اسکی قوم نے مار ڈالا **اسدی** نے کہا کہ دہوبی تھا عمر بن الحکم نے کہا کہ کفش دوز
تھا **قتادہ** نے کہا کہ وہان ایک غار مین عبادت کیا کرتا تھا قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ یعنے اس نے کہا اے
میری قوم پیروی کرو رسولون کی اپنی قوم کو رغبت دلاتا ہے رسولون کے اتباع کی جو ان کے پاس آئے تھے اِتَّبِعُوْا
مَنْ لَّا یَسْـَٔلُکُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُهْتَدُوْنَ یعنے پیروی کرو اس شخص کی جو کہ رسالت کے پہونچانے پر تم
سے اجرت نہین مانگتا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف جو وہ تم کو بلاتے ہین اس مین وہ راہ پائے
ہوئے ہین وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے کون چیز مجھے منع کرتی ہے خالص عبادت کرنے سے
واسطے اس وحدہ لاشریک لہ کے جس نے مجھ کو پیدا کیا اور معاد کے دن اسی کی طرف پہر جاؤ گے پہر وہ تمکو تمہاری اعمال
پر جزا دیگا خیر ہین تو خیر اور شر ہین تو شر ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَۃً الآیۃ استفہام انکار و توبیخ و تقریع کا ہے یعنی
کیا مین پکڑون اسکے سوا اور معبود کہ اگر چاہے رحمٰن مجھ پر تکلیف کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ
کو چھڑائین یعنے یہ معبود جن کو تم اس کے سوا پوجتے ہو مالک نہین ہین کام سے کسی شے کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اگر
کسی برائی کا مجھ سے ارادہ کرے تو اس کا کوئی دور کرنے والا نہین ہے مگر وہی اور یہ بت اسکے دفع و منع کے مالک
نہین ہین اور نہ وہ مجھے چھڑائین گے اس شے سے جس مین مین ہون اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنے بیشک مین
اب البتہ کہلی گمراہی مین ہون اگر مین ان کو معبود پکڑون اللہ کے سوا اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ **ابن اسحاق**
کو حضرت ابن عباس و کعب و وہب سے جو پہونچا ہے اس مین یہ ہے کہ وہ اپنی قوم سے کہتا ہے بیشک مین ایمان لایا

تمہارے رب پر جس کے تم منکر ہوئے سو تم میری بات سُن کو یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب اس نے رسولون کو کیا کہ مین ایمان لایا
تمہارے رب پر جس نے تم کو بھیجا ہے سو تم اس کے نزدیک میرے واسطے اس کی گواہی دو اس قول کو ابن جریر نے حکایت
کیا ہے یون کہا وقال آخرون بل خاطب بذلک الرسل یعنے دوسرون نے یہ کہا بلکہ اس نے اسکا خطاب رسولون
کو کیا اور ان سے کہا کہ تم میری بات سن لو تاکہ تم میرے واسطے گواہی دو اس بات کی جو مین تم سے کہتا ہون نزدیک
میرے رب کے کہ مین ایمان لایا تمہارے رب پر اور تمہاری پیروی کی یہ قول جو ابن جریر نے ان لوگون سے حکایت
کیا ہے معنے مین ظاہر تر ہے واللہ اعلم **ابن اسحاق** کو جو حضرت ابن عباس و کعب و وہب سے پہونچا ہے اس مین
یہ ہے کہ پھر جب اُس نے یہ کہا تو قوم نے اس پر جست کی مثل جست کرنے ایک مرد کے پھر اس کو مار ڈالا اس کے واسطے
کوئی نہ تھا کہ اس سے منع کرے قتادہ نے کہا کہ وہ اس کو پتھرون سے مارتے تھے اور وہ کہتا تھا اللہم اہد قومی
فانہم لا یعلمون پھر وہ اس کو مارتے رہے یہانتک کہ علی الفور اسی جگہ اُس کو مار ڈالا اور وہ اسی طرح کہتا تھا
فقتلوہ رحمہ اللہ تعالی کذا فی ابن کثیر **ف** جملہ ربنا یعلم الخ مستانفہ ہے اسی طرح جملہ قالوا انا تطیرنا بکم الخ
مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ قوم نے رسولون کو کیا جواب دیا سو یہ اس کا جواب ہے کہ
قوم نے ان سے کہا ہم نے نامبارک دیکھا تم کو اس لیے کہ بارش ہم سے منقطع ہوگئی ہے تمہارے سبب سے انہون
نے سوا اس جواب کے اور کوئی جواب نہ پایا کہ رسولون کو دین یہ ایسا جواب ہے کہ جس کی بنا جہل و نادانی پر ہے
اور خبر دیتا ہے ان کی غباوت عظیم سے اور اس سے کہ انہون نے کوئی ایسی حجت و دلیل نہ پائی جس سے رسولون
کو دفع کرین جاہلون کی عادت ہوتی ہے کہ ہر شے جس کی طرف وہ مائل ہوتے ہین اور ان کی طبیعت اس کو قبول
کرتی ہے تو اس سے مبارکی لیتے ہین اور جس شی سے نفرت کرتے ہین اور اس کو مکروہ سمجھتے ہین تو اس سے
نامبارکی لیتے ہین پس اگر ان کو کوئی بلا یا نعمت پہونچتی ہے تو کہتے ہین کہ فلان شے کی شومی و نحوست سے یہ بلا
پہونچی اور فلان شے کی برکت سے یہ نعمت ملی مقاتل نے کہا کہ تین برس بارش ان سے روک دی گئی تھی
تو انہون نے رسولون سے کہا کہ تمہاری شومی سے روکی گئی کسی نے کہا کہ رسول دس برس ٹھیرے ان کو ڈراتے
رہے کسی نے کہا کہ انہون نے صرف اس لیے نامبارک سمجھا کہ ان کو یہ بات پہونچی کہ جس نبی نے جسوقت اپنی قوم
کو دعوت کی پھر انہون نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو انجام ان کا ہلاک ہوا **اصل تطیر** کی فال لینا ہے طیر
سے کیونکہ وہ یہ زعم کیا کرتے تھے کہ سانح خیر کا سبب ہوتا ہے اور بارح سبب شر کا پھر تطیر کا ہر اس شے مین
استعمال کیا گیا جس سے بد فالی لی جاتی ہے پھر جب ان کے سینے تنگ ہوئے اور علتون بہانون نے ان کو
تھکا دیا عاجز کر دیا تو تجبر و تکبر کی طرف رجوع ہو کر یون بولے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ حرف لام توطیہ قسم
کا ہے یعنے واللہ البتہ اگر تم اس دعوے کو نہ چھوڑو گے اور اس بات سے اعراض نہ کرو گے تو البتہ ہم تم کو رجم

کرین گے پتھرون سے فراء نے کہا عامتہ قرآن شریف مین جو رجم ہے مراد اس سے قتل ہے قتادہ نے کہا کہ رجم اپنے
باب پر ہے یعنی پتھرون سے رجم کرنا وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنے البتہ چھوئیگا تم کو ہماری طرف سے
عذاب الیم مراد اس سے عذاب شدید فظیع ہے یعنے نہایت درجے کا سخت عذاب کسی نے کہا معنے اسکے آگ سے
جلانا ہے یا قتل ہے کسی نے کہا گالیان دینا کسی نے کہا تعذیب درد دینے والی بدون تقیید کے ساتھ کسی
نوع خاص کے ظاہر یہی قول ہے غرضکہ رسولون کو خوب ڈرایا دہمکایا قتل و عذاب الیم کی وعید سُنائی لیکن
وہ اپنے اس قسم مین حانث ہوئے کیونکہ اس کے پورا کرنے کی ان کو قدرت نہ ہوئی اس واسطے کہ اللہ پاک نے ان
کو ہلاک کر ڈالا پھر جو رسولون سے بدشگونی لینے کا انہون نے زعم کیا تہا رسولون نے اس کے رفع کرنے کو ان
کو یہ جواب دیا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ یعنے تمہاری شومی تمہارے ساتھ ہے خود تمہاری طرف سے ہے تمہاری کفر
مین لازم ہے وہ ہماری شومی سے نہین ہے فراء نے کہا طائر سے مراد رزق و قدر و عمل ہے قتادہ کا بھی یہی
قول ہے مختار مین ہے طائر الانسان عملہ الذی قلدہ یعنے آدمی کا طائر اس کا عمل ہے جس کا پٹا اس کے
گلے مین ڈالا گیا ہے اور طیر بھی اسم ہے تطیر سے اسی باب سے ہے لاطیر الا طیر اللہ و تطیر من الشئ و بالشئ
اور اسم طیرہ بروزن عنبہ ہے **قولہ تعالے** قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ کی اصل تطیرنا ہے پہر اس مین ادغام
کیا گیا ہے جمہور نے طائرکم بصیغہ اسم فاعل پڑہا ہے اے ما طار لکم من الخیر والشر حضرت حسن نے اطیرکم
پڑہا ہے اے تطیرکم **قولہ تعالے** أَئِن ذُكِّرْتُم کو جمہور نے سبعہ وغیرہم سے بہمزہ استفہام پڑہا ہے بعد
اس کے ان شرطیہ مع اس اختلاف کے جو درمیان ان کے ہے تسہیل و تخفیف مین اور الف کے داخل کرنے
مین درمیان ہمزتین کے اور عدم ادخال الف ابو جعفر و زر بن حبیش و ابن سمیفع و طلحہ نے بدو ہمزہ مفتوحہ
پڑہا ہے اور اعمش و عیسے بن عمر و حسن نے این بصیغہ ظرف بفتح ہمزہ و سکون یائے تحتیہ سیبویہ و یونس کا
اختلاف ہے کہ جب استفہام و شرط دونون جمع ہون تو جواب کس کا دیا جائے سو سیبویہ اس طرف گئے ہین
کہ استفہام کا جواب دیا جائے اور یونس نے کہا کہ شرط کا پس دونون قولون کی بناء پر جواب اس جگہ محذوف ہے ای
ائن ذکرتم و وعظتم و خوفتم فتطیرتم جواب کو اس لیے حذف کیا ہے کہ ماقبل اس پر دال ہے ماجشون نے ان ذکرتم
بہمزہ مفتوحہ پڑہا ہے اے لان ذکرتم یہ ساری قرائتین سبعیہ ہین غرضکہ وعظ و نصیحت کرنا سبب شومی کا ہو
یا وعید سُنانی کا درست کرنے والا ہو جس کے استفہام و شرط مقتضی ہین رسولون نے اس سے اضراب کر کے یون
کہا بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ یعنے بات یون نہین ہے کہ وعظ و نصیحت شومی کی سبب ہو اور وعید سنانی
کی موجب ہو بلکہ شومی و نحوست کا سبب یہ ہے کہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ تمہاری عادت اسراف ہے معصیت
مین سو اس سبب سے تم کو شومی آئی ہے تمہاری طرف سے ہے اللہ کے رسولون کی جانب سے نہین ہے نہ ان کی

وعظ و نصیحت کرنے کی جہت سے ہے قتادہ نے کہا بلکہ تم مسرف ہو اپنی بد فالی لینے مین یحیے بن سلام نے کہا تم
مسرف ہو اپنے کفر مین ابن بحر نے کہا کہ سرف سے مراد اس جگہہ فساد ہے اصل مین اسراف کہتے ہین حد سے بڑہنے
کو مخالفت حق مین یعنے تم حد سے بڑہنے والے ہو بسبب اپنے شرک کے کرخی نے کہا یہ اسکو منافی نہین ہے کہ
اہل انطاکیہ اول مومنین ہون حضرت عیسے علیہ السلام کے رسولون پر کیونکہ بادشاہ اور اس کی قوم ایمان لے آئے
اور حبیب کے قاتلون کا ہلاک مستلزم نہین ہے اہل انطاکیہ کے ہلاک کو انتہے **مدینہ** سے مراد وہی قریہ ہے جس کا ذکر سابق
ہو چکا ہے اس کی بڑائی اور وسعت کی طرف اشارہ کرنے کو اس جگہہ اس کی تعبیر مدینہ سے کی ہے **رجل** کی تفسیر
مین کئی قول اوپر گذر چکے ہین ان کے سوا ایک یہ ہے کہ اس کا نام حبیب بن مری تہا مجاہد و مقاتل نے کہا کہ حبیب
بن اسرائیل نجار اور بت تراشا کرتا تہا یہ شخص حضرت عیسے علیہ السلام کے رسولون پر ایمان لے آیا تہا **ابوحیان**
نے ذکر کیا ہے کہ اس کے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ یہہ مجذوم تہا اس نے اپنی بیماری دور ہونے کے واسطے ستر
برس بتون کو پوجا سو وہ دور نہ ہوئی پہر جب رسولون نے الله کے پوجنے کی طرف اس کو بلایا تو ان سے کہا ہے
کوئی نشانی اونہون نے اس سے کہا کہ ہم اپنے رب قادر سے دعا کرین گے تو جو بیماری تجہے ہے اس کو تجہ سے
دور کر دے گا اس نے کہا بیشک یہ عجیب ہے کہ مین نے ان بتون کو ستر برس پوجا سو وہ اس کو دور نہ کر سکے پہر کیا تمہارا
رب ایک صبح مین اسکو دور کر سکتا ہے رسول بولے ہان ربنا علی ما یشاء قدیر یعنے ہمارا رب جس شئے کو چاہتا ہے
اس پر قادر ہے پس اونہون نے اپنے رب سے دعا کی تو جو بیماری اسکے تہی وہ دور کر دی پہر وہ ایمان لے آیا **قرطبی**
نے کہا ہے کہ یہ شخص ان مین سے ہے جو کہ نبی صلے الله علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہین درمیان ان کے چہ سو
برس کی مدت تہی جس طرح کہ تبع اکبر اور ورقہ بن نوفل وغیرہما آپ پر ایمان لائے سوائے ہمارے نبی صلے الله
علیہ وآلہ وسلم کے کوئی کسی نبی پر ایمان نہین لایا مگر بعد اس کے ظہور کے اور ہمارے نبی سو ان پر قبل ان کے ظہور
کے بہت سے ایمان لائے انتہے بعض نے اس قول کو بعید و ضعیف کہا ہے غرضکہ حبیب نجار کا گہر شہر کے پرلے سر
تہا جب اس نے سنا کہ قوم نے رسولون کی تکذیب کی تو وہان دوڑتا آیا قوم سے کہا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ یہ جملہ مستانفہ
ہے جواب ہی سوال مقدر کا گویا کسی نے پوچہا کہ اس نے اپنے آنے کے وقت قوم سے کیا کہا سو یہ اس کا جواب ہے
کہ اس نے یون کہا اے میری قوم پیروی کرو ان لوگون کی جو تمہاری طرف بہیجے آئے ہین اس لیے کہ وہ حق لائے
ہین پہر اس بات کی تاکید و تکرار کر کے یون کہا اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا یہ جملہ بدل ہے مرسلین سے یا علاوہ
عامل یا اسکا تابع ہے یعنے پیروی کرو ان کی جو مانگتے نہین ہین تم سے مزدوری اس ہدایت پر جس کو وہ تمہارے
پاس لیکر آئے ہین وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ راہ پائے ہوئے ہین اگر وہ متہم بعدم صدق ہوتے تو تم سے مال
کا سوال کرتے پس جیسے وہ راہ پائے ہوئے ہین ویسے تم بہی ان کی پیروی کر کے راہ پاؤ پہر اس نے اپنے نفس

کی نصیحت کے پیرایہ مین قوم کی نصیحت کرنا شروع کیا پس کہا وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ یعنے میری طرف سے
کون مانع ہے جو مجھے منع کرے پوجنے سے اس ذات کے جسنے مجھے پیدا کیا ہے پہر قوم کی طرف خطاب رجوع کیا یہ بات
بیان کرنے کو کہ مین نے جو تقریر کی اس سے مراد میرا نفس نہین ہے بلکہ مراد تم ہو پس کہا وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ یعنے اور
اسی کی طرف تم پہر کر جاؤ گے فطرت کی نسبت اپنی نفس کی طرف اور رجوع کی نسبت قوم کی طرف اس لیے کہ فطرت اثر
ہے نعمت کا اور وہ اس پر ظاہر تر تہا اور رجوع مین زجر کے معنے ہین سو یہ قوم کے ساتہہ زیادہ تر لائق تہا اور اسی
لیے اسنے الیہ ارجع نہ کہا ترجعون مین مبالغہ ہے تہدید مین یہ طریقہ جو مذکور ہوا احسن ہے اس سے کہ یہان
التفات کا ادعا کیا جائے پہر واسطے قصد تاکید و مزید الیضاح کے اسلوب اول کی طرف رجوع کیا یعنے ارشاد
و نصیحت مین تلطف و لینت کا لحاظ کر کے اپنے نفس کے پیرایہ مین ان کی نصیحت شروع کی پس کہا ءَاَتَّخِذُ
مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً الایہ انکار کو اپنے نفس کیطرف متوجہ کیا اور مراد اس سے قوم ہے یعنے کیا مین پکڑون اللہ کے سوا
اور معبود اور ان کو پوجون اور جو مستحق عبادت کا ہے اور اس نے مجھے پیدا کیا ہے اس کی عبادت چہوڑ دون
ہرگز ایسا نہ کرون گا مطلب یہ ہے کہ تم ایسا مت کرو پہر ان پر انکار کرنے کو اور ان کی عقول و ادراک کی
گمراہی و قصور بیان کرنے کو ان بتون کا حال بیان کیا جن کو وہ اللہ پاک کے سوا پوجتے ہین پس کہا اِنْ یُّرِدْنِ
الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ یہ شرط ہے جواب اس کا یہ ہے لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ یہ جملہ شرطیہ صفت ہے
آلہہ کی یا استانفہ ہے عدم نفع و دفع مین بتون کا حال بیان کرنے کو لایا گیا ہے یعنے جن بتون کو وہ پوجتے ہین
ان کا حال و صفت بیکسی و بیبسی مین یہ ہے کہ اگر رحمٰن کسی بدی و مکروہ کا مجہ پر ارادہ کرے تو نفع نہ دے
مجہ کو ان کی سفارش کسی طرح کا نفع مطلب یہ ہے کہ ان کے واسطے کسی طرح کی سفارش نہین ہے کہ وہ مجہے
نفع دے اور نہ وہ مجھے اس برائی سے چہڑائین کہ جس کا رحمٰن نے میرے ساتہہ ارادہ کیا ہے طلحہ بن مصرف نے
ان یردن کو بفتح یائے تحتیہ پڑہا ہے اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنے جس وقت مین پکڑون اللہ کے سوا اور معبود
اور غیر اللہ کو پوجون تو بیشک مین ظاہر و واضح گمراہی مین ہون کیونکہ جو شے کسی طرح پر نہ نفع دے نہ کسی ضرر کو دفع
کرے ایسی شے کا اس ذات پاک پر اختیار کرنا جو کہ خالق ہے اور نفع و ضرر پر پوری قدرت رکہتا ہے اور اس کو
اس کے ساتہہ شریک کرنا ایسی کہلی گمراہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین ہے یہ قول تعریض ہے قوم پر جیسا کہ اول گزر
چکا ہے ضلال سے مراد خسران و زیان ہے پہر اس نے بعد وعظ و نصیحت کے اپنے ایمان کی ایسی صاف تصریح
کی کہ جس کے بعد کسی طرح کا شک باقی نہ رہے پس کہا اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ بکسر نون یہ نون وقایہ ہے
لغت عالیہ یہی ہے کسی نے بفتح نون پڑہا ہے اور یہ غلط ہے مفسرین نے کہا ہے کہ قوم نے اس کے قتل کا ارادہ کیا
تو وہ مرسلین پر متوجہ ہوا پہر کہا اے رسولو بیشک مین ایمان لایا تمہارے رب پر سو تم سن لو میرے ایمان کو اور میرے

واسطے اس کی گواہی دو کسی نے کہا کہ اس نے اس کلام سے اپنی قوم کو خطاب کیا جب کہ انہون نے اس کے قتل کا
ارادہ کیا غرض اس سے اظہار سختی کا ہے دین مین اور شدت کا حق مین اور بے پروانہ کرنا قتل کی پھر جب اس نے یہہ
بات کہی اور ایمان کی تصریح کی تو وہ اس پر دوڑ پڑے پھر اسے قتل کر ڈالا کسی نے کہا کہ اپنے پاؤن سے اسے روند
ڈالا حضرت حسن نے کہا کہ جلا ڈالا اور شہر کی فصیل مین اسکو لٹکا دیا قبر اس کی انطاکیہ کی فصیل مین ہے ثعلبی نے
اس قول کو حکایت کیا ہے کسی نے کہا کہ اس کے واسطے ایک گڑہا کھودا اور اُس کو اس مین ڈالدیا کسی نے کہا
کہ اُسکو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالی نے اس کو آسمان کی طرف اٹھا لیا اور وہ جنت مین ہے حضرت حسن اسی کے
قائل ہین کسی نے کہا کہ اس کو آری سے چیر ایہانتک کہ وہ اسکے دونو پاؤن کے درمیان سے نکل گیا پس قسم
ہے اللہ کی کہ اس کی روح نہ نکلی مگر جنت مین سو وہ اس مین داخل ہوا پس وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا قِيلَ

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۝ وَمَا أَنْزَلْنَا
عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۝ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ۝ حکم ہوا کہ چلا جا بہشت مین بولا کسی طرح میری قوم معلوم کرین کہ بخشا مجہ کو میرے رب نے اور
کیا مجہ کو عزت والون سے اور اتاری نہین ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم اتارا
نہین کرتے یہی تہی ایک چنگھاڑ پہر تب ہی سب بجہ رہے **ف** قوم نے اُس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو
بہشت مین بہی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کرین میرا حال تو سب ایمان لادین لتہے **ف** حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے اس کو اپنے پاؤن سے روند ڈالا یہانتک کہ اس کی آنتیں
اس کی دبر سے نکل گئین اور اللہ نے اس سے کہا کہ چلا جا بہشت مین سو وہ اس مین چلا گیا پس وہ وہان کی ق
دیا جاتا ہے اللہ تعالے نے دنیا کی بیماری و حزن و تکلیف اس سے دور کر دی قالہ محمد بن اسحاق عن بعض
اصحابہ مجاہد نے کہا کہ حبیب نجار سے کہا گیا کہ تو جنت مین داخل ہو جا یہ اس لیے کہ وہ قتل کیا گیا سو وہ اس
کے واسطے واجب ہو گئی پہر جب اس نے ثواب دیکھا تو کہا یالیت قومی یعلمون **قتادہ** نے کہا نہ ملے گا
تو مومن سے مگر اس حال مین کہ وہ ناصح و خیر خواہ ہوگا نہ ملیگا تو اس سے اس حال مین کہ وہ غالش ہو یعنی
دہوکا دینے والا جب اس نے معائنہ کیا اس شے کا کہ جس کا معائنہ کیا اللہ تعالی کی کرامت سے تو کہا یالیت قومی
یعلمون . . . .

. . . .

. . . . الآیہ اس نے تمنا کی واللہ اس بات کی کہ معلوم کرین اُس کی قوم اس شے
کو جس کا اس نے معائنہ کیا اللہ تعالی کی کرامت سے اور اس شے کو جس نے اُس پر ہجوم کیا یعنے جو عزت و کرامت اس کو

ناگہان مل گئی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اپنی زندگی مین یہہ
بات کہکر کہ یاقوم اتبعوا المرسلین اور بعد اپنے مرنے کے اس قول مین کہ یالیت قومی یعلمون الآیۃ رواہ ابنُ
اَبِی حَاتِمٍ سفیان ثوری نے عن عاصم الاحول عن ابی مجلز روایت کیا ہے بما غفر لی ربی وجعلنی
من المکرمین یعنے کہ بخشا مجھہ کو میرے ربنے اور کیا مجھہ کو عزت والون سے بسبب ایمان لانے میرے کے
اپنے رب پر اور تصدیق کرنے میرے کے رسولون کو مقصود اس کا یہ ہے کہ اگر وہ اطلاع پائین اس شئے پر جو
مجھے حاصل ہوئی ہے اس ثواب وجزا ونعیم مقیم سے تو البتہ یہ ان کو کھینچ لے جائے طرف پیروی کرنے رسولون
کے پس اللہ اس پر رحم کرے اور اس سے راضی ہو کیس البتہ مقرر وہ حریص تھا اپنی قوم کی ہدایت پر عبد الملک
ابن عمیر کہتے ہین کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھکو بھیجیں
طرف میری قوم کے کہ مین ان کو بلاؤن طرف اسلام کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین ڈرتا
ہون کہ وہ تجھے مار ڈالین پس عروہ نے عرض کیا اگر وہ مجھ کو سوتا پائین تو مجھے نہ جگائین تو آپنے فرمایا چلا جا
پھر وہ چلا تو لات وعزی پر گزرا تو کہا البتہ کل مین صبح کو آؤن گا تیرے پاس وہ شئے لیکر جو تجھے بری لگے گی
اس پر ثقیف خفا ہوئے تو عروہ نے کہا اے گروہ ثقیف بیشک لات نہین ہے کوئی لات اور بیشک عزے
نہین ہے کوئی عزے اسلام لاؤ تو سلامت رہوگے اے گروہ احلاف ان العزی لا عزی وان اللات لا
لات اسلموا تسلموا یہ بات تین بار کہی پس ایک شخص نے اسے تیر مارا تو اس کی ہفت اندام رگ مین لگا سو اسکو
قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہونچی تو آپنے فرمایا یہ شخص مثل اسکی مانند مثل صاحب
یٰس کے ہے قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین اَخرَجَہُ ابنُ ابی حَاتِمٍ محمد
ابن اسحاق نے بسند خود کعب سے روایت کیا ہے کہ کعب سے حبیب بن زید بن عاصم برادر بنی مازن
بن نجار کا ذکر کیا گیا جس کو مسیلمہ کذاب نے یمامہ مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس وقت کہ مسیلمہ حبیب سے پوچھنے
لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سو اس سے کہنے لگا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ محمد اللہ کے رسول
ہین تو حبیب کہتا ہان پھر کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ مین اللہ کا رسول ہون تو حبیب کہتا مین سنتا
نہین ہون پس مسیلمہ لعنہ اللہ اس سے کہتا کیا تو اُس کو سنتا ہے اور اس کو نہین سنتا تو حبیب کہتا ہان
پھر وہ ایک ایک عضو کرکے اس کے ٹکڑے کرنے لگا جب مسیلمہ حبیب سے پوچھتا تو وہ اس پر اور کچھ زیادہ نہ کہتا
تھا یہانتک کہ اس کے ہاتھون مین مرگیا پس کعب نے کہا جب کہ اس سے کہا گیا نام اس کا حبیب تھا اور تھا
واللہ صاحب یٰس نام اس کا حبیب قولہ تعالے وَمَا اَنزَلنَا عَلٰی قَومِہٖ الآیۃ اللہ پاک خبر دیتا ہے
اس بات کی کہ بعد قتل کرنے قوم کے حبیب کو اس نے خفا ہو کر اس کی قوم سے انتقام لیا اس لیے کہ انہون نے

انکے رسولون کو جھٹلایا اس کے ولی کو قتل کیا اور اللہ عزوجل ذکر فرماتا ہے کہ اس نے ان پر کوئی لشکر فرشتون کا آسمان سے نازل نہین کیا اور نہ ان کے ہلاک کرنے مین اس کو اس کی احتیاج ہوئی بلکہ کام اس سے زیادہ تر آسان تھا کما قال ابنُ مَسْعُوْدٍ فِیْمَا رَوَاہُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِہٖ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ **قولہ تعالی** وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ الآیۃ ای ما کاثرناہم بالجموع الامر کان الیہ علینا من ذلک ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس بادشاہ کو اور اہل انطاکیہ کو ہلاک کیا سو وہ روے زمین سے ہلاک ہوگئے پھر ان مین سے کوئی باقی نہ بچا کسی نے کہا کہ وما کنا منزلین کے یہ معنے ہین نہین ہین ہم کہ اتارین فرشتون کو امتون پر جب کہ ہم ان کو ہلاک کرین بلکہ ہم بھیجتے ہین ان پر عذاب وہ ان کو ہلاک کر دیتا ہے کسی نے کہا من جند من السماء کے معنے مین من رسالۃ اخرے الیہم قالہ مجاہد و قتادۃ قتادہ نے کہا فلا واللہ ما عاتب اللہ قومہ بعد قتلہ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون **ابن جریر** نے کہا کہ قول اول اصح ہے اس واسطے کہ رسالت کا نام جند نہین رکھا جاتا ہے مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالے نے جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا تو انہون نے ان کے دروازہ شہر کے دونو بازو پکڑے پھر ان پر ایک چنگھاڑ لگائی تب ہی وہ سب کے سب بجھ رہے ان مین کوئی روح باقی نہ رہی کہ جسم مین آئے جائے **اول** بہتیرے سلف سے یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ قریہ انطاکیہ ہے اور یہ تینون رسول حضرت عیسے علیہ السلام کے پاس سے بھیجے ہوئے آئے تھے چنانچہ قتادہ وغیرہ نے اس پر نص کی ہے اور یہ وہ بات ہے کہ سوائے قتادہ کے اور کسی سے منجملہ مفسرین متاخرین کے ذکر نہین کی گئی اس مین کئی وجہ سے نظر ہے **ایک وجہ** یہ ہے کہ ظاہر قصہ اس پر دال ہے کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کے رسول تھے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے نہ تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون الے ان قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین اگر یہ لوگ حواریون مین سے ہوتے تو کوئی ایسی عبارت کہتے جو اس کے مناسب ہوتی کہ وہ مسیح علیہ السلام کے پاس سے ہین واللہ تعالی اعلم پھر اگر وہ مسیح علیہ السلام کے رسول ہوتے تو قوم ان سے یہ نہ کہتی کہ ان انتم الا بشر مثلنا **دوسری وجہ** یہ ہے کہ انطاکیہ والے حضرت مسیح علیہ السلام کے رسولون پر ایمان لائے ہین یہ پہلا شہر ہے جو مسیح علیہ السلام پر ایمان لایا اور اسی لیے نصاری کے نزدیک انطاکیہ ایک شہر ہے ان چار شہرون سے جن مین بتارکہ ہین وہ یہ ہین قدس اس واسطے کہ یہ مسیح علیہ السلام کا شہر ہے اور انطاکیہ اس لیے کہ یہ اول شہر ہے جو مسیح علیہ السلام پر ایمان لایا اس کے سارے شہر والے اور اسکندریہ اس واسطے کہ اس مین جملہ ہے اتخاذ بتارکہ و مطارقہ واساقفہ وقساقسہ وشمامسہ ورہابین پر پھر رومیہ ہے اس لیے کہ یہ قسطنطین بادشاہ کا شہر ہے جس نے ان کے دین کی مدد کی اور اس کو محکم واستوار کیا ہے اور جب اس نے قسطنطنیہ بنایا تو تبرک کو رومیہ سے نقل کرکے اس کی طرف لے گئے کما

ذکرہ غیر واحد من ذکر تواریخہم کسعد بن الطریق وغیرہ من اہل الکتاب والمسلمین پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ انطاکیہ اول شہر ہے جو ایمان لایا تو اس اہل قریہ کا اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ انہون نے اس کے رسولون کی تکذیب کی اور اس نے ان کو صیحہ واحدہ سے ہلاک کیا جس نے ان کو پکڑا واللہ اعلم **تیسری** وجہ یہ ہے کہ قصہ انطاکیہ کا حوارین اصحاب مسیح علیہ السلام کے ساتھ ہے بعد نزول توریت کے حالانکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور غیر واحد نے سلف مین سے یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعد نازل کرنے توریت کے کسی امت کو آسمان سے پورا ہلاک نہین کیا کسی عذاب سے کہ ان پر بھیجے بلکہ بعد اس کے مومنین کو مشرکین کے قتال کا امر فرمایا ہے اس بات کو اس آیت کی تفسیر مین ذکر کیا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى پس اس بنا پر یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ قریہ جو قرآن شریف مین مذکور ہے کوئی اور قریہ ہے سوائے انطاکیہ کے کما اطلق ذلک غیر واحد من السلف ایضاً یا اگر لفظ انطاکیہ کا اس قصے مین محفوظ ہو تو یہ انطاکیہ کوئی اور شہر ہے سوا اس مشہور و معروف شہر کے کیونکہ اس مین یہ امر معروف نہین ہے کہ وہ ہلاک کیا گیا نہ تو ملت نصرانیہ مین اور نہ اس سے قبل واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم رہی وہ حدیث جس کو ابو القاسم طبرانی نے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ سبق تین ہین پس سابق طرف موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون ہین اور سابق طرف عیسیٰ علیہ السلام کے صاحب یٰس ہے اور سابق طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علی بن ابی طالب ہین رضی اللہ عنہ سو یہ حدیث منکر ہے معروف نہین ہے مگر حسین اشقر کے طریق سے یہ شخص شیعی متروک ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر **ف** اول گزر چکا ہے کہ حبیب نجار کے باب مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ قتل کیا گیا دوسرا یہ ہے کہ قتل نہین ہوا آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا پس اول قول کی بنا پر قیل ادخل الجنۃ کے یہ معنے ہین کہ بعد قتل کے دخول جنت کے ساتھ اس کا اکرام کرنے کو اس سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو جا چنانچہ یہ اللہ پاک کا طریقہ ہے اپنے شہدائے عباد مین نظم آیت کریمہ مین لفظ لہ کا مذکور نہین ہوا اس کی یہ وجہ ہے کہ غرض بیان قول ہے مقول لہ کا بیان غرض نہین ہے اس واسطے کہ وہ تو معلوم ہے اور قول ثانی کی بنیاد پر یہ معنے ہون گے کہ جب قوم نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ پاک نے قتل سے اسے نجات دی اور اس سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو جا اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ جنت اب مخلوق و موجود ہے جب تو اس سے کہا کہ ادخل الجنۃ اس کی بنا پر امر ادخل کا امر تکوین ہے امر امتثال نہین ہے جس طرح کہ اَنْ نَّقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ مین امر تکوین ہے پس معنے یہ ہین کہ اللہ پاک نے اس کو بہشت عنبر سرشت مین جلد داخل کر دیا پھر جب وہ اس مین داخل ہوا اور اس کے نعیم و عیش و راحت کا مشاہدہ کیا تو کہا يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ الآیۃ یہ جملہ مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا مثلاً کسی نے کہا کہ جب اس سے ادخل الجنۃ

کہا گیا اور وہ جنت مین داخل ہوا تو بعد اس کے اس نے کہا کہا سو یہ اس کا جواب ہے کہ اس نے یون کہا یا لیت الخ قوم سے
مراد وہی لوگ ہین جنہون نے اس کو قتل کیا یا اس کے قتل کا ارادہ کیا بنا بر ہر دو قول مذکور سو اس نے حیات و ممات دونون
مین ان کی خیرخواہی کی ابن ابی لیلے نے کہا ہے کہ سُبّاق امم تین ہین جنہون نے طرفۃ العین اللہ تعالی
کے ساتھہ کفر نہین کیا علی بن ابی طالب اور یہ ان کے افضل ہین اور مومن آل فرعون اور صاحب یٰس اور یہ لوگ صدیق
ہین زمخشری نے اس کو مرفوعاً ذکر کیا ہے لیکن اسی مضمون کی ایک حدیث بروایت طبرانی حافظ ابن کثیر نے ذکر کی ہے
چنانچہ اول گزر چکی ہے اور اس کو حدیث منکر کہا ہے دوسرے صاحب یٰس کے ایمان کا قصہ اول گزر چکا ہے کہ اس
نے ستر برس بتون کو پوجا پھر رسولون پر ایمان لایا اگر یہ قصہ صحیح طور پر مروی ہے تو طرفۃ العین کفر نہ کرنے کے کیا معنی
ہین واللہ اعلم کلمہ ما بما غفر لی ربی مین مصدریہ ہے کسی نے کہا موصولہ اے بالذی غفر لی ربہ حرف با صلہ
ہے یعلمون کا اور عائد محذوف ہے ای غفرہ لی ربی اس قول کو ضعیف شمار کیا ہے اس واسطے کہ اس کی یہ تمنا کہ
اس کی قوم اس کے ذنوب مغفورہ کو معلوم کرین اس کے کچہ معنے نہین ہین مراد تو صرف اُس کی یہ تمنا ہے کہ اس کی قوم
اس بات کو جان لین کہ اللہ تعالے نے اسے بخشدیا تقریر مین اس طرف اشارہ کیا ہے قوی قول یہی ہے کہ ما مصدریہ ہے
اے بغفران ربہ لہ فراء نے کہا کہ ما استفہامیہ ہے اصل پر بمعنے تعجب آیا ہے اور حرف با صلہ ہے غفر کا گویا یون
کہا بائے شیٔ غفر لی ربی لیت قومی یعلمون کاش میری قوم جان لین کہ کس عجیب شے کے سبب مجھے میرے رب نے بخشا مراد اس
سے ان کے دین سے جدائی اختیار کرنا اور ان کی ایذا پر صبر کرنا ہے کسائی نے کہا اگر یہ قول صحیح ہوتا تو بِمَ
تعالی بِمَہ بدون الف فرماتا اس کا جواب دیا ہے کہ لغت عرب مین اثبات الف کا وارد ہوا ہے گو بنسبت حذف
الف کے قلیل ہے اس کی تمنا مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ اس نے یہ تمنا کی کہ اس کے حال کو جان لین تاکہ اس کا
حسن مآل و عاقبت محمود معلوم کرین غرض اس سے ان کا ذلیل کرنا ہے دوسرا یہ ہے کہ اس نے یہ تمنا کی کہ اسکے حال
کو معلوم کرین تاکہ ایمان لے آئین مثل اس کے ایمان کے تو آخر کو ان کا حال بھی مثل اس کے حال کے ہوجائے غرضکہ
جب قوم سے حبیب نجار کے ساتھہ واقع ہوا جو کچہ واقع ہوا تو اللہ پاک نے اس کے واسطے غصہ کیا اور ان کے واسطے
عقوبت کی جلدی کی اور صیحہ سے ان کو ہلاک کر ڈالا چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَآ اَنزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ الآیۃ یعنے نہین اتارا
ہم نے حبیب نجار کی قوم پر بعد اس کے کہ انہون نے اس کو قتل کیا یا بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو آسمان کی طرف
اٹھا لیا بنا بر اختلاف سابق کوئی لشکر آسمان سے ان کے ہلاک کرنے کو اور ان سے انتقام لینے کو مطلب یہ ہے
کہ ان کے ہلاک کرنے کے واسطے ہم اس کے محتاج نہین ہوئے کہ آسمان سے لشکر بھیجین جیسا کہ بدر کے دن نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کا وقوع ہوا کہ ان کی نصرت کے لیے اور ان کے دشمنون سے لڑنے کے
واسطے اللہ تعالے نے فرشتے بھیجے یہ اس لیے ہے کہ اللہ سبحانہ نے ہر قوم کا ہلاک بعض وجہ پر جاری کیا ہے

بعض پر بسبب کسی حکمت کے جو اس کے مقتضی ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے امم کفار کو انواع واقسام کے عذاب سے ہلاک کیا ہے کسی کو کسی عذاب سے کسی کو کسی آفت سے اس کی حکمت وہی خوب جانتا ہو

ولله سبحانه الحكمة البالغة لا يسأل عما يفعل وهم يسألون حضرت ابن مسعود کا لفظ اس کی تفسیر مین یہ ہے ما كابدناهم بالجموع الامر ايسر علينا من ذلك وما كنا منزلين یعنے ہماری قضا وحکمت مین یہ بات ٹھیک نہین ہوئی کہ ہم ان کے ہلاک کرنے کو کوئی لشکر اتارین اس لیے کہ ہماری قضا وقدر یون سابق ہوچکی تھی کہ ان کا ہلاک کرنا چنگھاڑ سے ہے لشکر نازل کرنے سے نہین ہے **قتادہ** ومجاہد وحسن نے کہا نہیں اتاری ہم نے ان پر کوئی رسالت آسمان سے اور نہ کوئی نبی بعد اس کے قتل کے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ مراد جند سے وہ فرشتے ہین جو وحی لیکر نبیون پر نازل ہوتے ہین **ظاہر** یہ ہے کہ نظم قرآنی کے معنے حقیر کرنا ان کی شان کا اور صغیر وذلیل کرنا ان کے کام کا ہے یعنے وہ اس لائق نہین ہین کہ ہم ان کے ہلاک کرنے کو کوئی لشکر آسمان سے نازل کرین بلکہ ہم نے تو ان کو ایک چنگھاڑ سے ہلاک کر ڈالا جس طرح کہ **قوله تعالے** اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً اس بات کا مفید ہے یعنے نہین تھی وہ عقوبت یا نقمت یا اخذہ یعنے پکڑ مگر ایک چنگھاڑ جس کو جبریل علیہ السلام نے چیخ دیا تھا سو ان کو ہلاک کر ڈالا فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ یعنے تب ہی وہ مردہ ہو رہے ان کے کوئی حس سنائی نہین دیتی تھی جیسے آگ جب کہ وہ بجھ جائے ان کے مرنے کی تشبیہ دی ہے آگ سے جب کہ وہ بجھ جائے اس لیے کہ حیات مثل آگ ساطع کے ہے حرکت والتہاب مین اور موت مثل اس کے بجھنے کے ہے جمہور نے صیحہ کو بہ نصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ کان ناقصہ ہے اسم اس کا ضمیر ہے جو پھرتی ہے طرف اس شے کے جو سیاق سے سمجھی جاتی ہے یعنے عقوبت وغیرہ چنانچہ اس کے مرجع کی طرف ترجمہ مین اشارہ ہو چکا ہے ابو جعفر وشیبہ واعرج ومعاذ قاری نے برفع پڑھا ہے بنا بر کان تامہ اے وقع وحدث ابو حاتم نے اور بہت سے نحویون اس کا انکار کیا ہے بسبب تانیث کے حیوان کانت مین ہے ابو حاتم نے کہا کہ اگر ویسا ہوتا جیسا ابو جعفر نے پڑھا ہے تو البتہ تعالے اِنْ كَانَ اِلَّا صَيْحَةً فرماتا زجاج نے اس قرارت کی یہ تقدیر کی ہے اِنْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ صَيْحَةٌ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً اور غیر زجاج نے یہ تقدیر کی ہے مَا وَقَعَتْ عَلَيْهِمْ اِلَّا صَيْحَةٌ وَّاحِدَةٌ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے اِنْ كَانَتْ اِلَّا زَقْيَةً وَّاحِدَةً پڑھا ہے زقیہ بمعنے صیحہ ہے نحاس نے کہا کہ یہ مصحف کے مخالف ہے اور نیز لغت معروف زقا یزقوا ذا صاح ہے اسی باب سے یہ مثل ہے اثقل من الزواقی پس اس بنا پر یہ واجب تھا کہ زقوۃ ہوتا اس کا جواب اس بات سے دیا ہے جو جوہری نے ذکر کی ہے کہ الزقو والزقی مصدر وقد زقا الصدا یزقو زقا اے صاح وکل صائح زاق والزقیۃ الصیحۃ کذا فی فتح البیان بمختصرہ

عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ○ وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ○ کیا افسوس ہے بندون پر کوئی رسول نہین آیا ان پاس جس سی ٹھٹھا نہین کرتے کیا نہین دیکھتے کتنی کھپا چکے ان سے پہلے سنگتین کہ وہ ان پاس پھر نہین آتے اور سارون مین کوئی نہین جو اکھٹے نہ آوین ہمارے پاس پکڑے آتے **ف**

علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے یاحسرۃ علی العباد کی تفسیر مین یا ویل العباد ہے یعنے کیا خرابی ہے بندون کی قتادہ کا لفظ یاحسرۃ العباد علی انفسہم علے ماضیعت من امر اللہ وفرطت فی جنب اللہ ہے یعنے کیا حسرت ہے بندون کی اپنی جانون پر اس شے پر جس کو ضائع کیا اللہ کے امر سے اور کمی کی اللہ کے امر مین یا قرب وجوار مین بعض قراآت مین یاحسرۃ العباد علی انفسہا ہے معنے اس کے یہ ہین کیا حسرت ہے ان کی اور ندامت ان کی قیامت کے دن جب کہ معاینہ کرین گے عذاب کا کہ کیونکر جھٹلایا اللہ کے رسولون کو اور مخالفت کی اللہ کے امر کی پس بیشک وہ تھے دار دنیا مین جھٹلانے والے ان مین کے نہین آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر اس سے ٹھٹھا کرتے تھے یعنے اس کو جھٹلاتے اور اس سے ٹھٹھا کرتے اور انکار کرتے اس حق کا جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا پھر اللہ تعالے نے فرمایا اَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا الآیہ یعنے کیا نصیحت پذیر نہین ہوئے رسولون کے جھٹلانے والون سے جن کو اللہ تعالے نے ان سے قبل ہلاک کر ڈالا ہے کہ کس طرح نہین ہوا ان کے واسطے لوٹنا طرف اس دنیا کے بات ویسی نہین ہے جو ان مین کے بہت سے جاہلون فاجرون نے کہی ہے کہ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وہی لوگ ہین دہریہ مین سے جو دور کے قائل ہین اور یہی لوگ اپنی جہالت سے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ پھر آئین گے طرف دنیا کے جیسے کہ اس مین تھے پس اللہ تبارک وتعالے نے ان کے قول باطل کو ان پر رد فرمایا یون ارشاد کیا الم یروا کم اہلکنا قبلہم الآیہ **قولہ تعالے** وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ○ یعنے ساری امتین گذشتہ اور آیندہ آنے والی عنقریب حاضر ہون گی واسطے حساب کے قیامت کے دن روبرو اللہ عزوجل کے پھر وہ ان کے سارے اعمال خیر وشر کی ان کو جزا دے گا اس آیت کے معنے مثل اس آیت کے ہین وَإِنْ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ قرا نے اس حرف کے ادا مین اختلاف کیا ہے سو ان مین سے کسی نے تو وَإِنْ كُلًّا لَمَا کو بہ تخفیف پڑھا ہے اس کے نزدیک ان واسطے اثبات کے ہے اور کسی نے لما کو مشدد پڑھا ہے اور ان کو نافیہ اور لما کو بمعنے الا قرار دیا ہے تقدیر یہ ہے وما کل الا جمیع لدینا محضرون کذا فی ابن کثیر **ف** جمہور نے یاحسرۃ منصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ منادی منکر ہے گویا حسرت کو پکارا اور اس سے کہا اے حسرت یہ تیرا وقت ہے سو تو حاضر ہو کسی نے کہا کہ منتو

ہے بنابر مصدریت اور منادی محذوف ہے تقدیر یہ ہے یا ہؤلاء تحسروا حسرۃ یعنے اے لوگو حسرت کرو حسرت کرنے کر
قتادہ نے یاحسرۃُ بالضم پڑہا ہے بنابر ندا اور یہی ابیؓ سے ایک روایت مین ہے فرا نے اس کی توجیہ مین کہا ہے
کہ اختیار نصب ہے اور اگر نکرہ رفع دیا جائے تو صواب ہے اور کئی اشیاء سے استشہاد کیا ہے جن کو عرب سے نقل کیا
ہے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عرب سے یون مسموع ہوا ہے یَا مُهْتَمُّ بِأَمْرِنَا لَا تَهْتَمَّ اور یہ مصرع پڑہا ہے ع
یَا دَارُ غَيَّرَهَا الْبِلَا تَغْيِيرًا ہ نحاس نے کہا کہ اس مین باطل کرنا ہے باب ندا کا یا اس کے اکثر کا کہا کہ فرا نے
جو ذکر کیا ہے اس کی تقدیر یہ ہے یا ایها المهتم بامرنا لا تهتم اور تقدیر مصرع کی یہ ہے یا ایتها الدار حقیقت
حسرت کی یہ ہے کہ انسان کو ندامت سے وہ شے لاحق ہو کہ جس کے سبب سے حسیر ہو جائے یعنے ماندہ و دریغ خوردہ
ابن جریر نے کہا معنے یہ ہین اے حسرت بندون سے ان کی جانون پر اور ندامت و افسوس ان کے ٹہٹہا
کرنے مین ساتہ اللہ تعالے کے رسولون کے اس معنے کے موید حضرت ابن عباس و حضرت علی بن الحسین رضی
اللہ تعالے عنہم کی قرارت ہے یاحسرۃ العباد بنا بر اضافت حضرت ابی سے بہی یہ قرارت مروی ہے حاصل یہ ہے
کہ حسرت کا صدور بندون سے ہے خدا سے نہین ہے **ضحاک** نے کہا کہ یہ حسرت فرشتون کی حسرت ہے کفار
پر جب کہ انہون نے رسولون کو جہٹلایا کسی نے کہا یہ اُس شخص کے قول سے ہے جو کہ شہر کے پہلے سرے سے آیا
تہا کسی نے کہا کہ یاحسرۃ علی العباد کے قائل کفار مکذبین ہین اور عباد سے مراد رسول ہین یہ یون ہے کہ
جس وقت کفار نے عذاب دیکہا تو رسولون کے قتل پر حسرت کی اور ایمان کے متمنی ہوئے یہ قول ابو العالیہ و
مجاہد کا ہے کسی نے کہا کہ ان پر حسرت کرنا طرف سے اللہ عزوجل کے ہے بطریق استعارہ مقصود اس سے
تعظیم ہے اس شے کی جو انہون نے جنایت کی یعنے ان کا جرم ٹہہا بہاری ہے کہ اللہ عزوجل بطور استعارہ
ان پر حسرت کرتا ہے۔ ابن ہرمز و مسلم بن جندب و عکرمہ و ابو الزناد نے یاحسرۃ بہ سکون ہا پڑہا ہے اس لیے
کہ وصل کو مجرائے وقف مین جاری کیا ہے کسی نے یاحسرتا پڑہا ہے چنانچہ سورہ زمر مین بہی اسی طرح پڑہا
گیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے اے یا ویلا للعباد دوسرا لفظ ان کا یہ ہے
اَلنَّدَامَةُ عَلَى الْعِبَادِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ **محلی** نے العباد کی تفسیر مین کہا ہے ھولاء ونحوہم ممن کذبوا الرسل
فاہلکوا کرخی نے کہا اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ الف و لام العباد مین واسطے تعریف جنس کے ہے یعنی
جنس کفار مکذبین اور یہ تحسر ملائکہ کی طرف سے ہے یا مومنین کی جانب سے یا اللہ پاک کی جہت سے بطور
استعارہ واسطے تعظیم ان کے جرم کے اس صورت مین حسرت کا لفظ منجملہ ان کلمات کے ہوگا جو کنایہ کے
حق مین وارد ہوئے ہین جیسے ضحک و نسیان و سخریہ و تعجب و تمنی انتہی جملہ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ الآیۃ
مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان کرنا ہے تکذیب رسل کا اور ان سے استہزا کرنے کا جس پر وہ قائم تہے

اور یہی ان پر حسرت کرنے کا سبب ہے پھر اللہ پاک نے ان کے حال سے تعجب دلایا اس لیے کہ انہون نے اپنی مثل
اگلی امتون کے حال سے عبرت نہ لی پس ارشاد فرمایا الم یروا کم اہلکنا الآیہ یعنے کیا انہون نے نہ جانی کثرت ان لوگون
کی جن کو ہم ہلاک کر چکے ہین ان سے پہلے گزشتہ امتون سے مطلب یہ ہے کہ بڑے تعجب کی بات ہے ان کو علم
ہے اس بات کا کہ اللہ تعالے نے بہت سی امتون کو بسبب تکذیب رسل کے ہلاک کر ڈالا ہے باوجود اس کے پھر بھی
تکذیب رسول کی کیے جاتے ہین اور اس سے باز نہین آتے **قولہ تعالے** اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ بدل
ہے کم اہلکنا سے بنابر معنے کیونکہ معنے یہ ہین کہ وہ یہ بات جان چکے ہین کہ ہم نے ہلاک کیا ہے بہت امتون کو
اگلی امتون سے یعنے یہ جان چکے ہین کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہین آتے ہین سیبویہ نے کہا کہ انہم بدل ہے
کم سے اور وہ خبریہ بمعنے کثیر ہے پس اسی لیے غیر استفہام کا اس سے بدل پڑنا جائز ہوا معنے یہ ہین کیا انہون
نے نہ جانا کہ اگلی امتین جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ ان کی طرف لوٹ کر نہین آتی ہین فراء نے کہا کہ کم
موضع نصب مین ہے دو وجہ سے ایک تو یروا سے دوسری وجہ یہ ہے کہ اہلکنا سے نحاس نے کہا کہ وجہ اول محال ہے
اس لیے کہ کم مین اس کا ماقبل عمل نہین کرتا ہے کیونکہ کم استفہام ہے اور یہ محال ہے کہ استفہام اپنے ماقبل کے
تحت مین داخل ہو اور اسی طرح کم کا حکم ہے جب کہ خبریہ ہو گو سیبویہ نے کچھ اس کی طرف اشارہ کیا ہے
کہ انہم کو کم سے بدل ٹھیرایا ہے مبرد نے خوب اس کا رد کیا ہے **محلی** نے الم یروا کے استفہام کو تقریری
کہا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ **بالجملہ** اول اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ جو لوگ
ہلاک ہو گئے ہین وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرین گے بعد اس کے یہ بیان کیا کہ سب کے سب محشر کی طرف رجوع
کرین گے پس ارشاد فرمایا وَاِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيْعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنے سب کے سب حاضر کیے جائین گے
ہمارے پاس قیامت کے دن واسطے حساب کے کسی نے کہا کہ محضرون بمعنے معذبون ہے اولی یہ ہے کہ محضرون
اپنے حقیقی معنے پر ہے یعنے حاضر کرنا واسطے حساب وجزا کے ابن عامر وعاصم وحمزہ نے لما کو بتشدید پڑھا ہے اور
باقی قراء نے بہ تخفیف قراء نے کہا کہ جس نے مشدد پڑھا ہے تو اس نے لما کو بمعنے اِلَّا اور ان کو بمعنے ما ٹھیرایا ہے
اے ما کل الا جمیع لدینا محضرون اور معنے جمیع کے مجموعون ہین پس فعیل بمعنے مفعول اور لدینا اس کا
ظرف ہے دوسری وجہ اس تفسیر کی یہ ہے کہ کلمہ جمیع کلمہ کل کے ساتھ مستدرک نہین ہے کیونکہ اس کے ساتھ
استدراک نہین کیا جاتا مگر جب کہ مستعمل ہو بطور تاکید کے حاصل یہ ہے کہ کل کے ساتھ تو اشارہ کیا گیا ہے
واسطے استغراق وشمول افراد کے اور جمیع سے اشارہ کیا گیا ہے واسطے اجتماع کل کے ایک جگہ مین کہ وہ
حشر ہے غرضکہ کلمہ جمیع تاکید نہین ہے تاسیس ہے کذا قال الخفاجی اور تخفیف کی بنا پر ان مخففہ ہے مثقلہ سے
اور مابعد اس کا مرفوع بابتداء ہے اور تنوین کل کے عوض ہے مضاف الیہ سے اے کل الخلائق اور مابعد اس کے

خبر ہے اور حرف لام وہی ہے جو فارق ہوتا ہے درمیان مخففہ و نافیہ کے ابو عبیدہ نے کہا کہ کلمہ ما اس قرارت کی بنا پر زائد ہے تقدیر اس کے نزدیک یہ ہے وان کل لجمیع پہر اللہ پاک نے توحید و حشر پر ان ذکر کی اور اس کے ساتھ ہی اپنی نعمتوں کا شمار کیا اور ان کو یاد دلایا تاکہ بندے اپنے منعم کی توحید کے قائل ہوں اور حشر و نشر کا اقرار کریں پس فرمایا وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۝ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اور ایک نشانی ہے ان کو زمین مردہ اس کو ہم نے جلایا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کہاتے ہیں اور بنائے ہم نے اس میں باغ کہجور کے اور انگور کے اور بہائے اس میں بعض چشمے کہ کہاویں اس کے میووں سے اور وہ بنایا نہیں ان کے ہاتھوں نے پہر کیوں شکر نہیں کرتے پاک ذات ہے جس نے بنائی جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور آپ ان میں اور جن چیزوں میں کہ ان کو خبر نہیں انتہی **ف** اللہ تبارک و تعالے فرماتا ہے وآیۃ لہم الارض المیتۃ یعنے ان کے واسطے ایک دلالت ہی صانع کے وجود پر اور اس کی قدرت تام پر اور اس کے زندہ کرنے پر مردوں کو زمین مردہ یعنے جب کہ وہ مری دبی پڑی ہوتی ہے روئیدگی سے اس میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے پہر جس وقت اللہ پاک اس پر پانی نازل کرتا ہے تو وہ ہلتی ہے اور ابھرتی ہے اور ہر قسم کی بارونق روئیدگی اگاتی ہے اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے یوں فرمایا ہے احیینا ہا واخرجنا منہا الآیہ یعنے زندہ کیا ہم نے اس کو اور نکالا ہم نے اس میں سے اناج سو اسی میں سے کہاتے ہیں یعنے ہم نے اس کو ان کا اور ان کے چوپایوں کا رزق کیا وَجَعَلْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ یعنے بنائیں ہم نے اس میں نہریں ندیاں جاری ہونے والی جگہوں میں جن کی طرف ان کو حاجت ہوتی ہے لیاکلوا من ثمرہ یعنے تاکہ کہائیں اس کے میووں سے جب کہ اللہ پاک نے اپنی خلق پر کہیتیاں پیدا کرنے کی منت رکہی تو عطف کیا ساتھ ذکر ثمار کے اور ان کے انواع و اقسام کے وما عملتہ ایدیہم یعنے یہ سب نہیں ہے مگر اللہ پاک کی رحمت سے ان پر نہ ان کی سعی و کد سے اور نہ ان کی حول و قوت سے یہ قول حضرت ابن عباسؓ قتادہ کا ہے اسی لیے یہ فرمایا افلا یشکرون یعنے پہر وہ کیوں نہیں شکر کرتی ان بے حد و بے حساب نعمتوں کا جن کا اس نے ان پر انعام کیا ہے ابن جریر نے اختیار کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ جزم کیا ہے اور سوا اس کے حکایت نہیں کیا مگر بطور احتمال کے کہ کلمہ ما وما عملتہ میں بمعنے الذی ہے تقدیر یہ ہے لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمِمَّا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ای غرسوہ و نصبوہ یعنے تاکہ کہائیں اس کے میوے سے اور اس شی سے جس کو انہوں نے لگایا ہے اور نصب کیا ہے کہا اور یہ حضرت ابن مسعود

رضی اللہ عنہ کی قرارت مین اسیطرح ہے کہ لیاکلوا من ثمرہ وما عملنہ ایدیھم افلا یشکرون پہر اللہ تبارک وتعالے نے
فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ یعنے پاک ذات ہے جسنے بنائے جوڑے سب
چیز کے اس قسم سے جس کو اگاتی ہے زمین یعنے کہیتیان او رمیوے اور روئیدگی وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنے اور خود
ان سے پس ان کو کیا نر و مادہ وممالا یعلمون اور اس مختلف مخلوقات سے جن کو وہ پہچانتے نہین ہین جیسا کہ اللہ
جلت عظمتہ نے فرمایا ہے وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ کذا فی ابن کثیر ف
آیۃ خبر مقدم ہے اور اس کی تنکیر واسطے تفخیم کے ہے اور لھم اس کی صفت ہے یا متعلق ہے آیۃ سے اس لیے
کہ آیت بمعنے علامت ہے اور الارض المیتۃ مع موصوف وصفت مبتدا ہے یعنے زمین مردہ ایک بڑی عظیم
الشان نشانی ہے بعث وتوحید پر ایسی نشانی کہ کائن ہے واسطے ان کے یہ بہی جائز ہے کہ آیۃ مبتدا ہو
کیونکہ صفت کے ساتھ اس کی تخصیص ہوگئی اور مابعد اس کا خبر ہے اہل مدینہ نے میتہ کو بتشدید پڑھا
ہے اور باقی قرار نے بتخفیف جملہ اَحْیَیْنٰهَا مستانفہ ہے ارض میتہ کی آیت ہونے کی کیفیت کا مبین
ہے یعنے زمین مردہ کا بعث وتوحید پر علامت ہونا یہ ہے کہ ہم نے اس کو پانی سے زندہ کیا کسی نے کہا کہ ارض
کی صفت ہے یعنے ایسی زمین مردہ کہ ہم نے اس کو زندہ کیا پس اللہ پاک نے زمین مردہ کے زندہ کرنے سے مردوں
کے زندہ کرنے پر آگاہی بخشی اور بندون کو اپنی نعمتین اور اپنی کمال قدرت یاد دلائی اس لیے کہ اس نے
اپنی کمال قدرت سے زمین کو روئیدگی اگا کر زندہ کر دیا اور اس سے دانے نکالے جن کو کہاتے ہین
اور ان سے غذا کرتے ہین قولہ تعالے وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْکُلُوْنَ کے یہی معنے ہین
حب وہ دانے ہین جن کو قوت کرتے ہین کلمہ مِنْهُ کو مقدم کیا تاکہ یہ بات معلوم ہوجائے کہ بڑی شے
جو کہائی جاتی ہے اور جس سے اکثر قیام معاش وگزران کا ہوتا ہے وہ اناج ہے پہر فواکہ کا ذکر کیا اور فرمایا
وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ یعنے ہم نے بنائے زمین مین باغ انواع خرما وانگور کے ان
دونون کو خاص کر کے اس لیے ذکر کیا کہ یہ سب میودن سے اعلے وانفع ہین واسطے بندون کے کلمہ نخل
ونخیل کے ایک معنے ہین واحد ان کا نخلہ ہے مصباح مین کہا ہے کہ نخل اسم جمع ہے اور واحد
نخلہ ہے جس جمع کے درمیان اور اس کے واحد کے حرف تا سے فرق کیا جاتا ہے تو حجاز والے اس کو مونث
استعمال کرتے ہین اور نجد وتمیم والے اس کو مذکر مستعمل کرتے ہین ابن ابی حاتم نے کہا کہ اس
باب مین کچہہ اختلاف نہین ہے اعناب جمع ہے عنب کی اور عنبہ واحد ہے عنب کا پہر اور نعمت
ذکر کی جس سے میوے پیدا ہوتے ہین فرمایا وَفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ کلمہ من تبعیض کا ہے ای بعضا
من العیون موصوف حذف کیا اور صفت کو اس کی جگہہ مین رکہا یعنے بہائے ہم نے زمین مین

بعض ایسے بعض کہ کائن ہین چشمون سے یا حرف مِن زائد ہے اس شخص کی راے پر جو کہ مِن کی زیادتی کو اثبات
مین جائز رکھتا ہے یعنے اخفش اور اس کے موافق لوگ اور العیون مفعول ہے مراد عیون سے پانی کے چشمے ہین
جمہور نے فجرنا کو بتشدید پڑھا ہے اور جناح بن حبیش نے بتخفیف فجر و تفجیر لفظ و معنے مین مثل فتح و تفتیح
کے ہین حرف لام لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ مین متعلق ہے جعلنا سے اور ثمرہ کی ضمیر راجع ہے طرف لفظ مذکور کے
جو کہ شامل ہے نخیل و اعناب کو ورنہ من ثمرہما چاہیے تھا یعنے ہم نے زمین مین باغ بنائے کھجور و انگور کے تاکہ
کھائین ان کے میوون سے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ماء عیون کے یعنے تاکہ کھائین ماء عیون کے
میوون سے کیونکہ میوہ اس سے ہوتے ہین یہ قول جرجانی کا ہے جمہور نے ثمرہ کو بفتح مثلثہ و میم پڑھا
ہے اور حمزہ و کسائی نے بالضم ہر دو اور اعمش نے بضم مثلثہ و اسکان میم سورۂ انعام مین اس باب مین کلام
گذر چکا ہے وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ کلمہ ما موصولہ ہے یعنے تاکہ کھائین اس کے میوون سے اور اس شے
جس کو ان کے ہاتھون نے بنایا جیسے عصیر و دبس اور مثل ان کے اور اشیاء جو کھجور و انگور سے بناتے ہین
اور اسی طرح وہ درخت جو بندون نے اپنے ہاتھون سے نصب کیے اور کنوین وغیرہ جو خود انھون نے اپنی
محنت و مشقت سے کھودے اس معنے کی بنا پر اس مین مجاز ہے کیونکہ حقیقت مین ان اشیاء کا بھی خالق
و فاعل اللہ ہی ہے کسی نے کہا کہ کلمہ ما نافیہ ہے معنے یہ ہین کہ بندون نے اس کو نہین بنایا بلکہ بنانے والا اس
کا اللہ عز و جل ہے یعنے انھون نے اشیاے مذکورہ کو بنا ہوا پایا ان کی ان مین کچھ صنعت و کاری گری
نہین ہے یہ قول ضحاک و مقاتل کا ہے کسی نے کہا کہ ما نکرہ موصوفہ ہے بمعنے شے کلام اس مین مثل ما موصولہ
کے ہے کسی نے کہا کہ ما مصدریہ ہے اے عمل ایدیہم مصدر موقع مفعول بہ مین واقع ہے پس معنے راجع
ہون گے طرف معنے موصولہ یا موصوفہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین مروی ہے
کہ وَجَدُوْهَا مَعْمُوْلَةً لَمْ تَعْمَلْهَا اَيْدِيْهِمْ یعنے الفرات و دجلہ و نہر بلخ و اشباہہا مراد چشمے اور نہرین
ہین جن کو مخلوق کے ہاتھ نے نہین بنایا جمہور نے عملتہ پڑھا ہے اور کوفیون نے عملت بحذف ضمیر
قولہ تعالے اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ مین استفہام تقریع و توبیخ کا ہے اور حرف فا واسطے عطف کے مقدر
پر جس کا مقام مقتضی ہے اے اَيَرَوْنَ هٰذِهِ النِّعَمَ اَوْ اَيَتَنَعَّمُوْنَ بِهَا فَلَا يَشْكُرُوْنَ یعنے مقصود اس
استفہام سے ان کو سرزنش کرنا ہے اس پر کہ وہ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین جن کا شمار کیا گیا یعنے
یہ ہین کیا وہ دیکھتے ہین ان نعمتون کو یا کیا مزہ لیتے ہین ان سے پھر ان کا شکر نہین کرتے **قولہ تعالے**
سُبْحَانَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا جملہ مستانفہ ہے مقصود اس سے اللہ پاک کا منزہ کرنا ہے اس شے سے
جو ان سے واقع ہوئی کہ انھون نے اس کی نعم مذکور کا ترک شکر کیا اور تعجب ہے اس سے کہ ان کے شکر

کرنے مین انہون نے خلل اندازی کی حقیقت مین یہ امر ہے بندون کو کہ جو بات اس کی بارگاہ عالی جاہ کو لائق
نہین ہے اس سے اس کی تنزیہ کرین سبحان کے معنے مین پورے طور پر کلام گذر چکا ہے ازواج سے مراد انواع
و اصناف ہین پس ہر زوج ایک صنف ہے اس واسطے کہ رنگ و مزہ و شکل و خردی و بزرگی مین وہ مختلف
ہوتی ہے سو اختلاف ان کا وہی ان کا ازدواج ہے مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ بیان ہے ازواج کا مراد کل
اشیاء مذکورہ وغیرہا ہین جو اس مین اگتی ہین اس لیے کہ وہ اصناف ہین وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنے اور پیدا
کیے جوڑے خود ان سے مراد ذکور و اناث ہین اور وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ سے مراد اصناف خلق الٰہی ہے
خشکی و دریا مین اور آسمان و زمین مین اپس جنگلون مین اور دریاؤن مین ایسی چیزین ہین کہ لوگ ان کو جانتے
نہین ہین اور نہ اللہ پاک نے ان کو ان پر مطلع کیا ہے اور نہ ان کی معرفت کی طرف ان کو وصول ہوا ہے
وجہ استدلال کی اس آیت مین یہ ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالے منفرد ہے ساتھ خلق کے تو لائق نہین ہے
کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے کذا فی فتح البیان پھر اللہ سبحانہ نے ایک اور نشانی ذکر کی جو کہ
دال ہے اس کی توحید و قدرت و وجوب الٰہیت پر پس فرمایا وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا
هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ
مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ
النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ اور ایک نشانی ہے ان کو رات او دھیڑ لیتے ہین ہم اس سے دن کو
پھر تبھی رہجاتے ہین اندھیرے مین اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھیری راہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست
باخبر کا اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہین منزلین یہانتک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی پرانی۔ نہ سورج کو ہو سکے
کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیرے مین پھرتے ہین ف چاند
اور سورج ملتے ہین مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا جب آگے بڑھا تو نظر آیا پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تاسہم
اسی طرح آ پہونچا ٹہنی سا نظر آیا پھر ٹہنی سا ہو کر چھپا بیچ مین بڑھکر پورا ہوا اور گھٹا منزلین ہین اٹھائیس
ف سورج چاند ملتے مین تو چاند پکڑتا ہے سورج کو سورج نہین پکڑتا چاند کو اور رات دن مین کوئی لگے
بڑھے یہ کہ دن پر دوسرا دن آوے بن بیچ رات آئے اور ہر ستارہ ایک ایک گھیرا رکھتا ہے اسی راہ پر پھرتا
ہے معلوم ہوا ستارے آپ چلتے ہین یہ نہین کہ آسمان مین گڑے ہین اور آسمان چلتا ہے نہین تو پھر نا نہ فرماتا
انتھے ف اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ان کے واسطے دلالت ہے اس کی قدرت عظیم پر پیدا کرنا رات
اور دن کا رات تو اپنے اندھیرے سے اس کی قدرت کو بتاتی ہے اور دن اپنی روشنی سے اس کے کمال
اقتدار کو بتاتا ہے اسنے دونون کو بنایا ہے اس طور پر کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگا رہتا ہے رات آتی

ہے تو دن جاتا ہے اور دن آتا ہے تو رات جاتی ہے **کما قال تعالے** یُغْشِی اللَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ
حَثِیْثًا اور اسی لیے اللہ عزوجل نے یون فرمایا ہے وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ یعنے ایک نشانی
ہے ان کو رات قطع کر لیتے ہین ہم اس سے دن کو تو وہ چلا جاتا ہے پھر رات آتی ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فَاِذَا
هُمْ مُّظْلِمُوْنَ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَ
غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ یعنے جس وقت مونہ کرے رات مشرق سے اور پیٹھ دیوے دن مغرب
سے اور سورج ڈوب جاوے تو سو افطار کرے روزہ دار آیت سے جو معنے ظاہر ہین وہ یہی ہین قتادہ کا یہ زعم
ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ **ابن جریر** نے قتادہ
کے قول کو اس جگہہ ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ ایلاج کے معنے تو یہی ہین کہ لینا رات سے دن مین اور دن سے
رات مین حالانکہ اس آیت مین یہ مراد نہین ہے یہ بات جو ابن جریر نے کہی حق ہے **لمستقر لها** کے معنے
مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ سورج کا مستقر مکانی مراد ہے اور وہ عرش کے نیچے ہے اس جانب سے جو کہ زمین
کے متصل ہے اور وہ کہین ہو عرش کے نیچے ہی ہے وہ اور ساری مخلوقات کا سقف ہے عرش کرہ نہین ہے
جیسا کہ ہیئت والون مین سے بہت سون کا زعم ہے وہ تو ایک قبہ ہے پایون والا فرشتے اس کو اٹھائے
ہوئے ہین اور وہ فوق العالم ہے اس جانب سے جو متصل سر ہائے مردم ہے پس سورج جس وقت قبہ فلک
مین ہوتا ہے دوپہر کے وقت تو سب اوقات سے بڑھکر عرش کی طرف قریب ہوتا ہے پھر جب وہ مستدیر ہوتا
ہے اپنے فلک رابع مین طرف مقابل اس مقام کے یہ وقت ہے آدہی رات کا تو سب وقتون سے بڑھکر دور
ہوتا ہے عرش سے سو وہ اس وقت سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے طلوع ہونے مین چنانچہ اس باب مین
حدیثین آئی ہین **بخاری** نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین ساتھہ تھا نبی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین وقت غروب شمس کے تو آپ نے فرمایا اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہان ڈوبتا ہے سورج
مین نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول دانا تر ہین آپ نے فرمایا پس بے شک وہ جاتا ہے یہانتک کہ
سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا الآیہ **دوسرا**
لفظ بخاری کا حضرت ابوذر سے یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچھا
تو آپ نے فرمایا مستقر اس کا زیر عرش ہے هٰکَذَا اَوْرَدَهٗ هٰهُنَا وَقَدْ اَخْرَجَهٗ فِیْ اَمَاکِنَ مُتَعَدِّدَةٍ
وَرَوَاهُ بَقِیَّةُ الْجَمَاعَةِ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٖ **امام احمد** کا لفظ حضرت ابوذر
رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہا مین تھا ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین جبکہ ڈوبا سورج
تو آپنے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے کہان جاتا ہے سورج مین نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول دانا تر

ہین آپ نے فرمایا پس بے شک وہ جاتا ہے یہانتک کہ سجدہ کرتا ہے سو بروا اپنے رب عزوجل کے پہر وہ اذن مانگتا ہے رجوع مین سو اذن دیا جاتا ہے اور گویا مقرر اس سے کہا گیا کہ لوٹ جا جہان سے تو آیا ہے سو وہ رجوع کرتا ہے طرف اپنے مطلع کی اور یہ اس کا مستقر ہے پہر آپنے پڑہا والشمس تجری الآیہ سفیان ثوری نے بسند خود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا جب کہ سورج ڈوبا گیا تو جانتا ہے وہ کہان جاتا ہے مین نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول دانا تر ہین آپ نے فرمایا پس بے شک وہ چلتا ہے یہانتک کہ سجدہ کرتا ہے نیچے عرش کے پہر اذن مانگتا ہے تو اس کو اذن دیا جاتا ہے اور قریب ہے کہ یہ کہ وہ سجدہ کرے تو اس سے قبول نہ کیا جاوے اور اذن مانگے تو اسے اذن نہ دیا جاوے اور اس سے کہا جائے لوٹ جا جہان سے تو آیا ہے تو وہ طلوع کرے اپنے مغرب سے پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا والشمس تجری الآیہ عبد الرزاق کا لفظ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ سورج طلوع کرتا ہے تو بنی آدم کے گناہ اس کو رد کرتے ہین یہانتک کہ جس وقت وہ ڈوبتا ہے تو سلام کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے تو اسے اذن دیا جاتا ہے یہانتک کہ جس وقت ہوگا ایک دن تو وہ ڈوبے گا پہر سلام کرے گا اور سجدہ کرے گا اور اذن مانگے گا تو اسے اذن نہ ملے گا پہر وہ کہے گا بیشک رستہ دور ہے اور مجھے اذن نہین دیا جاتا ہے مین نہ پہونچون گا پہر وہ روکا جائیگا جس قدر اللہ تعالے اس کا روکنا چاہے گا پہر اس سے کہا جاوے گا تو طلوع کر جہان سے تو غروب ہوا ہے کہا بیشک پہر اس دن سے روز قیامت تک نفع نہ دیگا کسی نفس کو ایمان اس کا جو ایمان نہ لایا تہا اس سے قبل یا کمائے اپنے ایمان مین کوئی خیر کسی نے کہا کہ مراد مستقر سے اس کا انتہائے سیر ہے اور وہ غایت ارتفاع اس کا ہے آسمان مین موسم گرما مین اور یہ اسکی اوج ہے پہر غایت انخفاض اسکا ہے موسم سرما مین یا اس کی حضیض ہے قول ثانی یہ ہے کہ مراد اس کی مستقر سے اس کا منتہائے سیر ہے یہ روز قیامت ہے اس کا سیر باطل ہو جائے گا اور اس کی حرکت ساکن ہو جائے گی اور وہ بے نور کر دیا جائے گا اور یہ عالم اپنی غایت کی طرف پہنچے ہوگا یا اس کا مستقر زمانی ہے قتادہ نے کہا لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اَے لِوَقْتِهَا وَلِاَجَلٍ لَا تَعْدُوْہُ یعنے سورج چلا جاتا ہے اپنے وقت پر اور اپنی مدت پر اس سے آگے نہین بڑہتا ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مطالع صیفی مین منتقل ہوتا رہتا ہے ایک مدت تک اس پر نہین بڑہتا ہے پہر انتقال کرتا ہے مطالع شتائی مین ایک مدت تک اس پر نہین بڑہتا ہے یہ قول حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم نے یون پڑہا ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا یعنے سورج چلتا ہے اس کو کوئی قرار و سکون نہین ہے بلکہ رات دن چلتا ہے نہ سست

ہوتا ہے ٹھیرتا ہے کما قال تبارک وتعالے وسخر لکم الشمس والقمر دائبین یعنے سورج و چاند سست
نہیں ہوتے ہیں اور نہ ٹھیرتے ہیں روز قیامت تک ذلک تقدیر العزیز العلیم یعنے یہ سادہا ہے اس زبر
دست کا جس کی نہ کوئی مخالفت کرتا ہے نہ ممانعت اور اس باخبر کا جو ساری حرکات و سکنات کو جانتا ہے اسنے
اس کا اندازہ کیا ہے اور اسکو مقرر کیا ہے ایسے طرز پر جس مین نہ کسی طرح کا اختلاف ہے نہ نقاکس کما قال
عزوجل فالق الاصباح وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز
العلیم اور اسی طرح سورہ حم سجدہ کو اس آیت سے ختم کیا ہے ذلک تقدیر العزیز العلیم پھر اللہ جل وعلا
نے فرمایا والقمر قدرناہ منازل یعنے بنایا ہم نے چاند کو چلتا ہے ایک اور چال جس سے مہینوں کے گذرنے
پر استدلال کیا جاتا ہے جس طرح کہ سورج سے رات اور دن پہچانا جاتا ہے کما قال عزوجل یسئلونک
عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج وقال تعالے ھو الذی جعل الشمس ضیاء
والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب الآیہ وقال تبارک و
تعالے وجعلنا اللیل والنھار ایتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النھار مبصرۃ
لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شئ فصلناہ تفصیلا
پس اللہ پاک نے سورج کے واسطے ایک ایسا ضوء بنایا ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے اور چاند کے لیے ایک
ایسا نور ٹھیرایا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے اور دونوں کی چالوں کے درمیان تفاوت رکھا ہے پس
سورج تو ہر روز طلوع کرتا ہے اور اس کے آخر مین ڈوبتا ہے ایک روشنی پر لیکن اپنے طلوع وغروب کی جگہون
مین گرمی و سردی مین منتقل ہوتا رہتا ہے اس کے سبب سے دن بڑھتا ہے رات گھٹتی ہے پھر رات لمبی ہوتی
ہے اور دن چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا تسلط دن مین رکھا ہے پس وہ کوکب نہاری ہے رہا چاند سو اسکی منزلین
مقرر کی ہین مہینے کی اول رات مین سکڑا ہوا کم نور طلوع ہوتا ہے پھر دوسری رات مین اسکا نور زیادہ
ہوتا ہے اور اس کی منزل مرتفع ہوتی ہے پھر جتنی وہ مرتفع ہوتی جاتی ہے اتنا ہی اس کا نور بڑھتا جاتا
ہے اگرچہ اس کی روشنی سورج سے مقتبس ہے ع کہ از مہر پرتو بود ماہ را ۔ یہانتک کہ چودھوین رات مین
اسکا نور پورا ہو جاتا ہے پھر کمی مین شروع کرتا ہے آخر ماہ تک یہانتک کہ مثل پرانی ٹہنی کے ہو جاتا ہے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرجون اصل عذق ہے مجاہد نے کہا کہ عرجون قدیم یعنے عذق
یابس مراد حضرت ابن عباس کی یہ ہے کہ اصل عنقود کی رطب سے جب کہ وہ پرانی اور خشک ہو جاوے
اور جھکی ہو جاوے اسی طرح ان کے سوا اوروں نے کہا ہے پھر اللہ پاک نے بعد اس کے اس کو جدید کرکے
ظاہر کرتا ہے دوسرے ماہ کے اول مین عرب لوگ مہینے کی ہر تین راتوں کا ایک نام رکھتے ہین چنانچہ

چاند کے پس اول کی تین راتون کو غرر کہتے ہین اور ان کے بعد کی راتون کو نفل اور ان کے بعد کو تسع اس واسطے کہ ان کے آخر کی رات نوین ہے پھر ان کے مابعد کو عشر اس واسطے کہ ان کے اول کی رات دسوین ہے اور ان کے مابعد کو بیض اس لیے کہ ان مین چاند کی روشنی ہوتی ہے ان کے آخر تک اور ان کے مابعد کو درع بولتے ہین یہہ جمع ہے درعا کی اس واسطے کہ ان کا اول سیاہ ہوتا ہے بسبب تاخر قمر کے ان کے اول مین شاۃ درعا وہ بکری ہے جس کا سر سیاہ ہوتا ہے بعد ان کے تین راتین ظلم ہین پھر تین حنادس ہین اور تین دراری اور تین محاق اس لیے کہ ان مین چاند یا مہینا بے نور ہوتا ہے ابو عبیدہ تسع و عشر کا انکار کرتے تھے کتاب غریب المصنف مین اسی طرح کہا ہے **کاتب حروف عفا اللہ عنہ** عرض کرتا ہے کہ علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی رحمہ اللہ تعالے نے ان نامون کو کیا خوب نظم فرمایا ہے ع غرر و نفل تسع است و عشر بود یا بیض ✤ درع ظلم حنادس دراری ست و محاق ✤ قولہ تعالے **لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر** مجاہد نے کہا کہ سورج اور چاند مین سے ہر ایک کے واسطے ایک حد ہے کہ وہ اس سے تجاوز نہین کرتا ہے اور نہ اس کے در پے قاصر ہوتا ہے جب اس کا سلطان آیا تو یہ چلا گیا اور جب یہ چلا گیا تو اس کا سلطان آیا حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ یہ شب ہلال ہے ابن ابی حاتم نے اس جگہہ عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہوا کے واسطے ایک بازو ہے اور چاند تہہ کا نا پکڑتا ہے طرف ایک غلاف کے پانی سے ثوری نے بسند خود ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ نہین پاتا ہے یہ اس کی روشنی کو اور نہ یہ اس کی روشنی کو عکرمہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے مراد یہ ہے کہ ان مین سے ہر ایک کے واسطے ایک سلطان ہے سو سورج کو لائق نہین ہے کہ رات مین طلوع ہو **قولہ تعالے ولا اللیل سابق النہار** کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت رات ہو تو یہ لائق نہین ہے کہ اور رات ہو جاوے یہانتک کہ دن ہو پس سلطان سورج کا تو دن مین ہے اور سلطان چاند کا رات مین ضحاک نے کہا نہین جاتی ہے رات اس جگہہ سے یہانتک کہ آتا ہے دن اس جگہہ سے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ دونون طلب کرتے ہین تیز اور دہیر اجاتا ہے ایک ان کا دوسرے سے مراد اس مین یہ ہے کہ درمیان رات اور دن کے کوئی فترت و مہلت نہین ہے بلکہ ہر ایک ان مین کا دوسرے کے عقب مین آتا ہے بدون مہلت و تراخی کے کیونکہ وہ دونون مسخر کیے گئے ہین دائمین باہم ایک دوسرے کو طلب کرتے ہین طلب کرنا تیز قولہ تعالے **کل فی فلک یسبحون** یعنے رات اور دن اور سورج اور چاند سب دور کرتے ہین فلک سما مین قالہ ابن عباس و عکرمۃ والضحاک والحسن و قتادۃ و عطاء الخراسانی عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا فی فلک بین السماء والارض یعنے دور کرتے ہین ایک گھیرے مین درمیان آسمان و زمین کے رواہ ابن ابی حاتم و ہو غریب جدا بل منکر حضرت ابن عباس و غیر واحد نے سلف مین سے

رحمہ [illegible] عبد الرزاق
بیان عبد الرحمن
[illegible] غفر [illegible]
رضی اللہ [illegible]

کہا ہے فی فلکہ کفلکۃ المغزل یعنے دور کرتے ہین ایک گھیرے مین مثل گھیرے نکلے کے فلکہ مغزل کا ڈمر کا ہے جو
مین تکلا لگا ہوتا ہے مجاہد نے کہا الفلک کحدیدہ الرحی او کفلکۃ المغزل لا یدور المغزل الا بہا ولا تدور الا بہ یعنی
فلک مثل لوہے چکی کی ہے یا مثل ڈمر کے تکلے کے تکلا نہین پہرتا ہے مگر ساتھ ڈمر کے کے اور ڈمر کا نہین
پہرتا ہے مگر ساتھ تکلے کے کذا فی ابن کثیر **ف** سلخ کشط و نزع کو کہتے ہین محاورے مین بولتے ہین سلخہ
اللہ من بدنہ یعنے پوست اتارے اللہ اس کا اس کے بدن سے پہر سلخ کا استعمال کیا جاتا ہے اخراج کے معنے
مین پس اللہ پاک نے روشنی کے جانے کو اور تاریکی کے آنے کو مثل سلخ کے ٹہیرایا شے سے اور یہہ استعارہ بلیغہ ہے
فاذا ہم مظلمون کلمہ اذا مفاجات کا ہے اور اظلام کہتے مین اندہیرے مین داخل ہونے کو محاورے
مین بولتے ہین اظلمنا یعنے ہم داخل ہوئے رات کی تاریکی مین اسی طرح اظہرنا و امسینا و صبحنا ہے یعنے
ہم داخل ہوئے ظہر کے وقت مین اور داخل ہوئے شام مین اور صبح مین کسی نے کہا منہ بمعنے عنہ ہے معنے یہ
ہین کہ ہم کھینچتے ہین رات سے دن کی روشنی کو تو اسی دم وہ تاریکی مین داخل ہوتے ہین اس لیے کہ دن کی
روشنی ہوا مین متداخل ہوتی ہے تو وہ روشن ہو جاتی ہے پہر وہ روشنی جب اس سے نکلتی ہے تو تاریک ہو
جاتی ہے فرّا نے کہا یرمی بالنہار علی اللیل فیاتی بالظلمۃ وجہ اس کی یہ ہے کہ ظلمت اصل ہے اور دن داخل
ہے رات پر پہر جب سورج ڈوب گیا تو سلخ کیا گیا دن رات سے یعنے کھینچا گیا اور زائل کیا گیا پس ظلمت
ظاہر ہو جاتی ہے محلی نے نسلخ کے معنے نفصل لکھے ہین کرخی نے کہا یعنے ہم زائل کرتے ہین اس سے داو
کو ظاہر اس کا اس بات کو مشعر ہے کہ دن طاری ہے رات پر **مرزوقی** نے کہا آیت اس پر دال ہے کہ رات
دن سے قبل ہے کیون کہ مسلوخ منہ قبل مسلوخ کے ہوتا ہے جس طرح کہ مغطی قبل غطا کے ہوتا ہے لیکن
کلام اس کا سورۂ رعد مین اس کا موذن ہے کہ درمیان رات اور دن کے تو الج و تداخل ہے **قال اللہ تعالیٰ**
یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ **قولہ تعالے والشمس** الآیہ مین یہ احتمال ہے
کہ حرف واو واسطے عطف کے ہے اللیل پر تقدیر یہ ہے وآیۃ لہم الشمس یعنے اور ایک نشانی ہے واسطے
ان کے سورج یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ حرف واو ابتدائیہ ہو اور الشمس مبتدا ہو اور ما بعد اس کے خبر اس صورت مین
یہ جملہ مستانفہ مشتمل ہوگا ایک مستقل آیت کے ذکر پر کسی نے کہا کہ کلام مین حذف ہے تقدیر یہ ہے تجری لمجری
مستقر لہا اس صورت مین حرف لام علت کا ہوگا یعنے وہ منتہی ہوتا ہے اپنے چلنے مین واسطے ایک مجری
کے جو اس کا مستقر ہے کسی نے کہا کہ حرف لام بمعنے الی ہے اور کسی نے اسی طرح پڑہا بھی ہے کسی نے کہا
کہ مراد مستقر سے روز قیامت ہے سو وہ اس وقت ٹہیر جائے گا اس کی حرکت باقی نرہے گی کسی نے کہا کہ مستقر
اس کا وہ دور تر جگہہ ہے جس کی طرف وہ منتہی ہوتا ہے اور اس سے آگے نہین بڑہتا ہے کسی نے کہا کہ نہایت

ارتفاع اسکا ہے صیف مین اور نہایت ہبوط اس کا ہے شتا مین کسی نے کہا مستقر اس کا زیر عرش ہے کیونکہ وہ وہان جاتا ہے پہر سجدہ کرتا ہے پہر رجوع مین اذن مانگتا ہے تو اسے اذن دیا جاتا ہے راجح قول یہی ہے حضرت حسن نے کہا کہ سورج کے واسطے برس مین تین سو ساٹھ مطلع ہے ہر روز ایک مطلع مین نزول کرتا ہے پہر وہ برس تک نزول نہین کرتا ہے سوان منزلون مین چلتا ہے یہی اس کا مستقر ہے کسی نے کہا کہ سورج رات مین چلتا ہے اور طلوع کرتا ہے ایک اور عالم پر اہل زمین سے اگرچہ ہم اس کو پہچانتے نہین ہین اس قول کی وہ بات تائید کرتی ہے جو فقہا نے باب مواقیت مین کہی ہے جیسے شمس ملی کہ پانچون وقت بسبب اختلاف جہات ونواحی کے مختلف ہوتے ہین پس مغرب ہمارے نزدیک عصر ہوتا ہے نزدیک دوسرون کے اور ظہر صبح ہوتی ہے نزدیک اورون کے اور اسی طرح اور اوقات ان کے سوا اور اقوال بہی ہین قول راجح یہی ہے کہ مستقر اس کا زیر عرش ہے چنانچہ حدیثین اس باب کی اول گذر چکی ہین امام **محی الدین نووی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مفسرین نے اس مین اختلاف کیا ہے پس ایک جماعت ظاہر حدیث کی قائل ہوئی واحدی نے کہا کہ اس قول کی بنا پر جس وقت سورج ڈوبتا ہے ہر روز تو عرش کے نیچے ٹہیرتا ہے یہانتک کہ طلوع ہو کسی نے کہا کہ چلتا ہے طرف ایک مستقر کے جو اس کے واسطے ہے اور ایک اصل کے جس سے تجاوز نہین کرتا ہے اس قول کی بنا پر مستقر اس کا انتہائے سیر اس کا ہے نزدیک پوری ہونے دنیا کے اور سجود شمس کا سو وہ ایک تمیز وادراک ہے کہ اللہ تعالی اس مین پیدا کر دیتا ہے واللہ سبحانہ اعلم انتہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس و عکرمہ اور حضرت امام زین العابدین اور ان کے فرزند امام محمد باقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہم نے لا مُستَقَرَّ لَهَا پڑہا ہے بلائے نفی جنس و بنائے مستقر بر فتح اور ابن ابی عبلہ نے لا مستقرٌ لہا بلا بمعنے لیس اور مستقر اسکا اسم اور لہا اس کی خبر **ذلک** کا اشارہ طرف جری شمس کے جو کہ تجری سے مفہوم ہوتی ہے یعنے یہ چلنا سورج کا اس حساب پر جس کے استخراج سے نظر بند ہوئی جاتی ہے اور اس کے استنباط سے افہام متحیر رہجاتی ہین **تقدیر العزیز العلیم** ساداہا ہے اس ذات پاک کا جو کہ غالب و قاہر ہے اپنی قدرت سے ہر مقدور پر اور جس کا علم محیط ہے ہر شئے کو یہ بہی احتمال ہے کہ ذلک کا اشارہ راجع ہو طرف مستقر کے یعنے یہ مستقر اللہ کی تقدیر ہے اس کا اندازہ کیا ہوا ہے **ف**

کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ جو کہ سجدہ شمس کے بارے مین اول مذکور ہو چکی ہے اس کے متعلق کسی کتاب مین ایک فائدہ لکہا دیکہا تہا اس کو لکہہ رکہا تہا کتاب کا نام یاد نہین ہے چونکہ یہ جگہہ اس کے مناسب ہے اور بات لطیف ہے اس لیے یہان لکہدی گئی وہ یہ ہے کہ اس روایت کی دوسری حدیث مین یون تفصیل کی گئی ہے کہ سورج جسوقت غروب ہوتا ہے تو چلتا رہتا ہے یہانتک

کہ عرش کے نیچے پہونچتا ہے تو اللہ کے واسطے سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے اپنے طلوع مین کل کو اہل دنیا پر تو اسے اذن دیا جاتا ہے اور ایک حلہ حلہا ے نور سے اس کو پہنایا جاتا ہے پہر وہ دنیا کی طرف آتا ہے اور اپنے نور و اشراق سے ان پر طلوع ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کے واسطے ہیئت عالم کی ایسی وجہ پر مروی ہے کہ ذکر اس کا مقتضی طول ہے اس مقام مین تحقیق اس روایت کی ہمارے نزدیک یہ ہے کہ سورج جس وقت پہونچتا ہے طرف دائرہ نصف النہار کے زیر زمین تو وہ ہماری طرف نسبت کر کے غایت درجے کے انحطاط مین ہوتا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ زمین کے اوپر ہے اپنے آسمان مین اور اس کا آسمان زیر عرش ہے وہ کسی جگہہ ہو لیکن اس مقام مین نظر اس کی طرف بہ نسبت ہمارے ہے اور بہ نسبت اس معنی کے جس کا فیضان اس کے سبب پر ہوتا ہے اور بلا شک اہل تنجیم کے واسطے معانی مختلفہ وکیفیات متنوعہ ہین اس بات مین کہ سورج وغیرہ ستارون سے ان کا فیضان ہوتا ہے موافق ان کے اوضاع کے بیوت دوازدہ گانہ مین پس یہہ مقام یعنے سورج کی غایت انحطاط کا مقام اس سے تعبیر کی جاتی ہے ساتہہ سجود کے اور شرع شریف کی معلومات سے یہ بات ہے کہ سب اوقات سے بڑہکر قریب ہوتا ہے بندہ طرف اپنے رب کے اس حال مین کہ وہ ساجد ہو اور یہہ امر بہی معلوم ہے کہ وہ سجود مین بعید ہوتا ہے آسمان سے اکثر اس کے بعد سے حالت قیام مین پس اسی طرح سورج کو ایک قرب معنوی حاصل ہوتا ہے طرف حق کے اتم و اکثر اس قرب سے جو اس کو غایت ارتفاع مین ہوتا ہے اور اس کے سوا اور اوضاع مین پہر جس وقت وہ مرتفع ہوا طلوع کرتا ہوا تو مثل شخص قاعد کے ہوا پہر جب مرتفع ہوا غایت ارتفاع تک تو مثل شخص قائم کے ہو گیا پہر جب پست ہوا طرف افق غربی کے تو مثل شخص راکع کے ہوا پس اس کا دورہ اس کی نماز ہے جس طرح کہ شیخ فارابی نے اپنی کتاب فصوص مین کہا ہے فقس صلت السماء بدورانہا والارض برجحانہا والماء بسیلانہ والمطر بہطلانہ وقد انت قد تصلے ولا تشعر ولذکر اللہ اکبر پس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس احوال کی خبر دی ہے اور اس کے حرکت کی صلوۃ سے تشبیہ دی ہے کہ وہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے اور بعد دروحانی اضاءت واشراق کی قوت اسے عطا کی جاتی ہے اور اسی طرح وہ دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے یہ بات موافق ان معانی روحانیہ کوکبیہ کے ہے جن کا انطباع آپ کے نفس شریف وکریم وصافی مین ہوا واللہ سبحانہ وتعالے اعلم وعلمہ اتم واسلم قولہ تعالے والقمر قدرناہ منازل نافع وابن کثیر وابو عمرو نے برفع قمر پڑہا ہے بنا بر ابتدا اور باقی قرا نے بنصب بنا بر اشتغال نصب منازل کا اس بنیاد پر ہے کہ مفعول ہے اس لیے کہ قدرنا بمعنے صیرنا ہے یعنے کر دیا ہم نے ان کو منزلین یہ بہی جائز ہے کہ منصوب ہو بنا بر حال یعنے مقدر کی ہم نے اس کی چال اس حال مین کہ وہ ذو منازل ہے یہ بہی جائز ہے کہ بنا بر ظرفیت منصوب ہو یعنی مقدر کی ہم نے اس کی

ع
دوران گردون بین
و جنبان جنبان
سیلان سیلان
غلطان غلطان
دوران دوران
۱۲

جال منزلون مین **ابو عبیدہ** نے القمر مین نصب کو اختیار کیا ہے کہا اس واسطے کہ اس کے قبل فعل ہے یعنے نسلخ اور اس کے بعد فعل ہے یعنے قدرنا **نحاس** نے کہا میرے علم مین ساری اہل عربیت بر خلاف قول ابو عبیدہ ہین منجملہ ان کے قرا ہین کہا کہ مجھے رفع زیادہ تر پسند ہے کہا کہ اہل عربیت کے نزدیک جو صرف رفع اولی ہوا سو اس لیے کہ وہ معطوف ہے اپنے ماقبل پر یعنے اس کے یہ ہین وآیۃ لہم القمر **ابو حاتم** نے کہا کہ رفع اولی ہے اس واسطے کہ تو نے اس سے فعل کو مشغول کر دیا ہے ساتھ ضمیر کے سو اس کو مرفوع بابتدا کیا ہے **منازل قمر** اٹھائیس ہین ان مین سے ایک مین ہر رات نزول کرتا ہے نہ اس سے آگے بڑھتا ہے نہ اس سے قاصر رہتا ہے ایک برابر اندازے پر ان منزلون مین چلتا ہے چاندرات سے اٹھائیسوین تک پھر دو رات یا ایک رات چھپ جاتا ہے جب کہ مہینا ناقص ہوتا ہے پھر جب چاند ان کے آخر مین ہوتا ہے تو ان کے اول کی طرف عود کرتا ہے پس اٹھائیس راتون مین فلک کو قطع کرتا ہے پھر دو رات چھپ رہتا ہے پھر ہلال ہو کر طلوع ہوتا ہے پس ان منزلون کے قطع کرنے مین فلک سے مثل عرجون کے عود کرتا ہے یہ منزلین معروف ہین چنانچہ **خطیب** نے **کتاب النجوم** مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اٹھائیس منزلین ہین جن مین چاند ہر ماہ نزول کرتا ہے ان مین کی چودہ تو شامی ہین اور چودہ یمانی ہین پس اول ان کی شرطین و بطین و ثریا و دبران و ہقعہ و ہنعہ و ذراع و نثرہ و طرف و جبہہ و زبرہ و صرفہ و عوا و سماک یہ آخر شامیہ ہے اور غفر و زبانی و اکلیل و قلب و شولہ و نعائم و بلدہ و سعد الذابح و سعد بلع و سعد السعود و سعد الاخبیہ و مقدم الدلو و مؤخر الدلو و حوت یہ آخر یمانیہ ہے پھر جب ان اٹھائیس منزلون کو چل لیتا ہے تو عود کرتا ہے مثل عرجون قدیم کے جیسا کہ اول ماہ مین تھا **ف** رملی سے کسی نے پوچھا کہ آیا قمر موجود ہر ماہ مین وہی موجود ہے دوسرے ماہ مین یا اس کا غیر ہے تو انہون نے یہ جواب دیا کہ ہر ماہ مین قمر جدید ہے انتہے یہ قول تجدد مثال کی صحت پر دال ہے اگر شارع کی نص سے ثابت ہو اور اسی طرح سورج مین بھی ممکن ہے لیکن اس سب پر کوئی دلیل نہین ہے دوسرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کا قول مذکور رملی کے قول کو دفع کرتا ہے فلیتامل بالجملہ چاند اپنی منزلون مین چلتا رہتا ہے **حتے عاد کالعرجون القدیم** یعنے یہانتک کہ عود کرتا ہے اپنی آخر منازل مین آنکھ کے دیکھنے مین مثل پرانی ٹہنی کے عرجون بالضم شمراخ کی لکڑی ہے جب کہ خشک ہو جائے اور ٹیڑھی پڑ جائے قدیم وہ ہے جس پر سال پھر گزر جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا عرجون قدیم اصل عذق عتیق ہے زجاج نے کہا کہ عرجون وہ عود عذق ہے جن مین شماریخ ہوتی ہین وزن اس کا فعلون ہے ماخوذ انعراج سے انعراج کہتے ہین انعطاف کو یعنے مڑنا مطلب یہ ہے کہ اپنی منازل مین چلتا ہے یہانتک کہ جس وقت اپنی آخر منازل مین ہوتا ہے تو باریک کمان و صغیر ہو جاتا ہے یہانتک کہ مثل عرجون قدیم کے ہو جاتا ہے اس

قول کی بنا پر نون زائد ہوگا قتادہ نے کہا کہ عرجون عذق یابس منحنی ہے نخلہ سے ثعلب نے کہا عرجون وہ ہے جو نخلہ مین باقی رہتا ہے جب کہ وہ قطع کی جاتی ہے اور قدیم بمعنے بالی ہے یعنے بوسیدہ اور پرانی خلیل نے کہا عرجون اصل عذق ہے اور وہ زرد عریض ہے ہلال اس سے تشبیہ دیا جاتا ہے جب کہ منحنی ہوجاتا ہے اور اسی طرح جوہری نے کہا ہے کہ عرجون وہ اصل عذق ہے جو ٹیڑھی ہوجاتی ہے اور شماریخ اس سے کاٹ لی جاتی ہین تو وہ نخل پر خشک باقی رہجاتا ہے اور عرجنہ کے یہ معنے ہین کہ مارا اس کو عرجون سے اس بنا پر نون اصلی ہوگا جمہور نے بضم عین وجیم پڑھا ہے اور سلیمان تیمی نے بکسر عین وفتح جیم یہہ دونون دو لغت ہین **شہاب** نے کہا کہ وجہ شبہ ہلال مین اور عرجون قدیم مین مرکب ہے یعنی زردی و باریکی و کجی **سمین** نے کہا کہ یہ تشبیہ بدیع ہے قمر کے عرجون قدیم کے ساتھ تشبیہ دی ہے تین چیزون مین ایک تو اس کا باریک ہونا دوسرے کمان کی طرح کج ہونا تیسرے زرد ہونا **قولہ تعالے لا الشمس الآیہ** مرفوع بابتدا ہے بسبب عدم جواز عمل لا کے معرفہ مین یعنے درست وممکن وراست و سہل نہین ہے سورج کو یہ کہ پاوے چاند کو سرعت سیر مین اور اس منزل مین نزول کرے جس مین چاند ہے اور اسکے ساتھ جمع ہو ایک وقت مین اور مداخلت کرے اس کی سلطان مین تو اس کا نور مٹا دے اس واسطے کہ یہ بات مخل ہے تکوین نبات کو اور تعیش حیوان کو اور اس لیے کہ ان مین سے ہر ایک کے واسطے ایک سلطان مستقل ہے پس ایک ان کا قادر نہین ہوتا ہے کہ دوسرے پر داخل ہو تو اس کے سلطان کو لے جائے یہانتک کہ اللہ پاک اذن دے قیامت کا تو سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو اس آیت سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حرکت سورج کی ساتھ تسخیر کے ہے اس کے ارادے سے نہین ہے اللہ پاک نے ادراک کی نفی شمس سے کی اس کا عکس نہ کیا اس واسطے کہ چاند کی چال زیادہ تر سریع ہے کیونکہ وہ تو مہینا بھر مین اپنے فلک کو قطع کرلیتا ہے اور سورج اپنے فلک کو قطع نہین کرتا ہے مگر سال بھر مین پس سورج مستحق ہوا اس بات کا کہ اس کا وصف کیا جائے ساتھ نفی ادراک کے بسبب بطی ہونے اس کے سیر کے اور قمر اس کے لائق ہوا کہ اس کا وصف کیا جائے ساتھ نفی سبق کے بسبب سریع ہونے اس کی سیر کے جس طرح کہ آیندہ اس کا ذکر آتا ہے ضحاک نے کہا معنے اس کے یہ ہین کہ جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے تو چاند کے واسطے روشنی نہین ہوتی ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو سورج کے واسطے روشنی نہین ہوتی مجاہد نے کہا کہ ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کے مشابہ نہین ہوتی ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ شب ہلال کو دونو خاصۃً آسمان مین جمع نہین ہوتے ہین اسی طرح یحیے بن سلام نے بھی کہا ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ جس وقت دونون آسمان مین جمع ہوتے ہین تو ایک ایک ان کا دوسرے کے آگے ہوتا ہے ایک منزل مین کہ جس مین دونون شریک نہین ہوتے

مین کسی نے کہا کہ چاند سماے دنیا مین ہے اور سورج چوتہے آسمان مین اس کو نحاس و مہدوی نے ذکر کیا ہے نحاس نے کہا کہ احسن و ابین اقوال جو اس کے معنے مین کہا گیا ہے یہہ ہے کہ چاند کی چال سریع ہے اور سورج اس کو نہین پاتا ہے چلنے مین رہی یہ آیت وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ سو یہ اس وقت ہوگا کہ سورج طلوع سے روکا جاے گا چنانچہ اس کا بیان انعام مین گذر چکا ہے اور سورہ قیامت مین بہی آوے گا سورج اور چاند کا جمع ہونا نشانی ہے دنیا کے منقضی ہونے کی اور قیام قیامت کی **بالجملہ** پہر اللہ پاک نے دوسری قدرت بیان فرمائی **ولا اللیل سابق النہار** یعنے اور نہ رات سبقت کرتی ہے دن سے کہ اس کو فوت کرے لیکن اس کے پیچہے لگی آتی ہے اور ان مین سے ہر ایک اپنے اپنے وقت مین آتا ہے اور اپنے صاحب سے سبقت نہین کرتا کسی نے کہا مراد لیل و نہار سے ان کی دو نشانیان ہین یعنے سورج اور چاند اس قول کی بنا پر یہ عکس ہوگا لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر کا یعنی چاند سبقت نہین کرتا ہے سورج سے اور سبق کا ادراک کی جگہہ مین لانا بسبب سرعت سیر قمر کے ہے یہ دونو نیر ہین ان کا حال اسی ترتیب پر ہمیشہ رہے گا یہانتک کہ قیامت قائم ہو پہر اللہ پاک درمیان شمس و قمر کے جمع کرے گا اور سورج اپنے مغرب سے طلوع ہوگا یہ بات اس کو منافی نہین ہے کہ لیل بجملتہ سابق ہے وجود من نہار یہ بجملتہ . . . . مہ یہ ایک قول ہے دو قولون مین کا بعض نے اس آیت سے اس پر استدلال کیا ہے کہ نہار مخلوق ہے قبل لیل کے اور لیل خلق مین اس سے سابق نہین ہوئی ہے وجہ استدلال کی یہ ہے کہ معنے یہ ہین کہ لیس اللیل سابق النہار یعنے بلکہ نہار ہی سابق ہے یہ بات ناظر ہے طرف مقابلہ جملہ لیل کے ساتہ جملہ نہار کے اور آیت دونون قولون مین ہر ایک کے محتمل ہے **قولہ تعالے وکل فی فلک یسبحون** تنوین کل مین عوض ہے مضاف الیہ سے اے وکل واحد منہما فلک جسم مستدیر ہے یا سطح مستدیر ہے یا دائرہ ہے **عماد ابن کثیر نے کتاب** [۵۲] **البدایۃ والنہایہ** مین کہا ہے کہ ابن حزم و ابن جوزی وغیر واحد نے اجماع حکایت کیا ہے اس بات پر کہ سموات کرہ یہ مستدیرہ ہین اور اوپر اس آیت سے استدلال کیا ہے حضرت حسن نے فرمایا یدورون اور حضرت ابن عباس نے فرمایا فی فلکۃ مثل فلکۃ المغزل لوگون نے کہا کہ اس پر یہ بات دال ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے مغرب سے پہر طلوع ہوتا ہے اس کے آخر مین مشرق سے ابن حجر نے کہا کہ ایک جماعت نے اس پر اجماع حکایت کیا ہے کہ سموات مستدیرہ ہین اور اس پر دلائل قائم کیے ہین اور اہل جدل کے تہوڑے فرقون نے اس مین مخالفت کی ہے ابن العربی نے کہا کہ سموات ساکن ہین ان مین کچہ حرکت نہین ہے اللہ پاک نے ان کو ثابت و مستقر بنایا ہے وہ ہمارے واسطے ایسے ہین جیسے گہر کے واسطے سقف ہوتا ہے اور اسی لیے اون کا نام سقف [۵۵] مرفوع رکہا ہے **اہل بدیع** نے کل فی فلک سے صنعت قلب نکالی ہے اور اسی کے مثل قولہ تعالے وربک [۵۶] فکبر ہے **سبح** وہ سیر ہے جو بانبساط و

سہولت ہو یسبحون کو بصیغہ جمع فرمایا باعتبار اختلاف مطالع شمس و قمر کے یس گویا وہ دونون بسبب تعدد مطالع
کے متعدد ہین یا مراد شمس و قمر و کواکب ہین یہ جن نعمتون کی اللہ پاک نے اپنے بندون پر منت رکھی ہے ان مین سے
ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ
مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا
اِلٰی حِیْنٍ ۝ اور ایک نشانی ہے ان کو کہ ہم نے اٹھائی ان کی نسل اس بھری کشتی مین اور بنا دی ہم نے ان کو
اس طرح کہ جس پر چڑھتے ہین اور اگر ہم چاہین توان کو ڈبا دین پھر کوئی نہ پہونچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ خلاص
کیے جاوین گے مگر ہم اپنی مہر سے اور کام چلانے کو ایک وقت تک **ف** یعنے حضرت نوح کے وقت نہین
توانسان کا تخم نہ رہتا انتہے **ف** اللہ پاک فرماتا ہے کہ اس کی قدرت پر ان کے واسطے ایک نشانی یہ
بھی ہے کہ اس نے دریا کو مسخر کر دیا ہے تاکہ کشتیون کو اٹھائے سوان مین سے بلکہ سب سے اول نوح علیہ السلام
کی کشتی ہے جس مین اللہ پاک نے ان کو اور ان کے ساتھ کے مومنون کو نجات دی جن کے سوا آدم علیہ السلام
کی اولاد سے روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ
فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ یعنے اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے یہ کہ اٹھایا ہم نے ان کے باپ دادون کو اس
کشتی مین جو کہ سامان و اسباب و حیوانات سے بھری ہوئی تھی وہ حیوان جن کے ہر زوجین سے دو کے لاد لینے
کا اس مین ان کو حکم دیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مشحون کے معنے ہین موقر یعنے بوجھل
سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و سدی نے بھی اسی طرح کہا ہے ضحاک و قتادہ و ابن زید نے کہا کہ یہ کشتی ہے
نوح علیہ السلام کی **وخلقنا لہم من مثلہ ما یرکبون** عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے روایت کیا ہے کہ مراد اس سے اونٹ ہین اس واسطے کہ وہ کشتیان ہین خشکی کی ان پر بوجھ
لادتے ہین اور ان پر سوار ہوتے ہین اسی طرح عکرمہ و مجاہد و حسن نے اور قتادہ نے ایک روایت مین اور
عبداللہ بن شداد وغیرہم نے کہا ہے سدی نے ایک روایت مین کہا ہے کہ انعام ہین یعنے چوپائے ابن
جریر نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے فرمایا
تم جانتے ہو کیا ہے **قولہ تعالے** وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ہم نے کہا نہین فرمایا
یہ وہ کشتیان ہین جو بعد سفینہ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے اس کے نمونے پر بنائی گئین اسی طرح
ابو مالک و ضحاک و قتادہ و ابو صالح و سدی نے بھی کہا ہے کہ مراد اس سے کشتیان ہین **قولہ تعالی**
اِنَّا لَمَّا طَغَی الْمَآءُ حَمَلْنٰکُمْ فِی الْجَارِیَۃِ ۝ لِنَجْعَلَھَا لَکُمْ تَذْکِرَۃً وَّتَعِیَھَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ ۝ معنی
مین اس مذہب کا مقوی ہے **قولہ تعالے** وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝

یعنے اگر ہم چاہین تو ڈبا دین ان لوگون جو کشتیون مین ہین پہر کوئی ان کا فریاد رس ہو اس بلا سے جس مین وہ
ہین اور نہ وہ خلاصی دیے جائین اس آفت سے جو ان کو پہونچے الا رحمۃ منا مین استثنا منقطع ہے تقدیر یہ
ہے ولکن رحمنا یعنے لیکن ہم اپنی رحمت سے تم کو سیر کراتے ہین خشکی و دریا مین اور سلامت رکھتے ہین تم کو
ایک مدت مقرر تک اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا ومتاعا الی حین یعنے اور کام چلانے کو ایک وقت تک
جو کہ معلوم و مقرر ہے نزدیک اللہ عزوجل کے کذا فی ابن کثیر **ف** وآیۃ لہم مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر مقدم
ہے اور مبتدا انا حملنا ہم ہے یا اس کا عکس مراد آیت سے دلالت و علامت ہے کسی نے کہا یہان آیت
کے معنے عبرت ہین کسی نے کہا نعمت کسی نے کہا نذارت یعنے ڈرانا انا حملنا ذریتہم کے معنے مین اختلاف
ہے اور ضمیر کس کی طرف پہرتی ہے کیونکہ آیۃ لہم کی ضمیر راجع ہے طرف اہل مکہ کے یا کفار عرب کے یا مطلق
کفار کے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین تہے پس کسی نے یہ کہا ہے کہ ضمیر راجع
ہے طرف قرون ماضیہ کے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے نے اٹھایا قرون ماضیہ کی ذریت کو فلک مشحون مین
اس قول کی بنیاد پر دونون ضمیرین مختلف ہین نحاس نے اس قول کو اخفش سے روایت کیا ہے کسی نے
کہا کہ دونون ضمیرین راجع ہین طرف کفار مکہ کے اور شل ان کے معنے یہ ہین کہ اللہ نے اٹھایا ان کی
ذریات کو ان کی اولاد و ضعفا سے کشتی پر پس اللہ پاک نے ان پر اس کی منت رکہی یعنے جس وقت وہ سفر
کرتے ہین یا بہیجتے ہین اپنی اولاد کو واسطے تجارت کے رہی یہ بات کہ ان کی ذریت کا ذکر کیا خود ان کا ذکر نہ
کیا سو اس لیے کہ یہ ابلغ ہے ان پر منت رکہنے مین اور ابلغ ہے تعجب مین اس کی قدرت سے کسی نے
کہا کہ ذریت سے مراد ان کے آبا و اجداد ہین اور فلک سے مراد سفینہ نوح علیہ السلام ہے یعنے اللہ پاک نے ان
لوگون کے باپ دادون کو نوح کی کشتی مین اٹہایا واحدی نے کہا کہ ذریت کا لفظ واقع ہوتا ہے آبا پر
جس طرح کہ واقع ہوتا ہے اولاد پر ابو عثمان نے کہا وہی الآباء ذریۃ لان منہم ذرء الابناء یعنے آباء کا نام
ذریت اس لیے رکہا ہے کہ ان سے ابناء کو پیدا کیا ہے کسی نے کہا کہ ذریت سے مراد نطفے ہین جو کہ عورتون کے
شکم مین ہوتے ہین اور شکم کی تشبیہ دی فلک مشحون سے قالہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضی
عنہ ذکرہ الماوردی راجح دوسرا قول ہے پہر پہلا پہر تیسرا اور چوتہا غایت بعد و نکارت مین ہے سورہ
بقرہ مین ذریت اور اس کے اشتقاق کے باب مین پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ لہم کی
ضمیر پہرتی ہے طرف عباد کے جن کا ذکر یاحسرۃ علی العباد مین ہوا ہے اس لیے کہ اس کے بعد یون کہا
ہے وآیۃ لہم الارض المیتۃ اور فرمایا وآیۃ لہم اللیل پہر فرمایا وآیۃ لہم انا حملنا ذریتہم تو گویا یون فرمایا
وآیۃ للعباد انا حملنا ذریات العباد اور یہ لازم نہین ہے کہ ایک ضمیر سے مراد ان مین کے بعض ہون

اور دوسری ضمیر سے بعض دیگر یہ قول ہے **فلک** کا اطلاق واحد وجمع دونون پر ہوتا ہے جیسا کہ سورۂ یونس
مین گذر چکا ہے اور مذکر ومؤنث مستعمل ہوتا ہے **وخلقنا لہم من مثلہ ما یرکبون** مین کلمہ من تبعیضیہ
ہے یا زائدہ بر ہر تقدیر یدخول اس کا محل نصب مین ہی بنا بر حال مفعول مؤخر سے یعنے ما یرکبون قالہ الخفتاوی
اور کلمہ ما موصولہ ہے **قرطبی** نے کہا ہے کہ مثل کے معنے مین تین قول ہین مذہب مجاہد وقتادہ کا
اور ایک جماعت کا مفسرین سے اور حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے یہ ہے کہ معنے اس کے اونٹ
ہین اللہ پاک نے سواری کے لیے ان کو ان کے واسطے پیدا کیا ہے خشکی مین مثل کشتیون کے جن پر
دریا مین سواری کی جاتی ہے عرب لوگ اونٹون کی کشتیون سے تشبیہ دیا کرتے ہین غرض یہ ہے کہ مثل سے
مراد خاص اونٹ ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مثل سے مراد اونٹ اور دواب ہین اور ہر وہ شے جس پر سوار
ہوتے ہین تیسرا قول یہ ہے کہ مراد کشتیان ہین نحاس نے کہا کہ یہ سب سے صحیح تر ہے اس واسطے کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے متصل الاسناد ہے انھون نے فرمایا ہے کہ خلق لہم سفنا امثالہا یرکبون فیہا
یعنے اللہ پاک نے پیدا کین واسطے ان کے کشتیان مثل کشتی نوح کے کہ ان مین سوار ہوتے ہین یہی قول
حضرت حسن وضحاک وابو مالک سے بھی مروی ہے چوتھا قول یہ ہے ابو مالک نے کہا کہ چھوٹی کشتیان ہین مثل
بڑی کشتیون کے ان کو پیدا کیا ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور حضرت
حسن وقتادہ سے ضحاک وغیرہ نے کہا وہ کشتیان ہین جو بعد سفینہ نوح علیہ السلام کے بنائی گئی ہین ایک پانچوان
قول بھی ہے وہ یہ ہے کہ عورتین پیدا کی گئی ہین واسطے سوار ہونے خاوندون کے قرطبی نے اس قول کے
بارے مین کہا ہے لم ارہ محکیا فتح البیان مین فرمایا ہے کہ عموم اولی ہے تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے پس
من مثلہ شامل ہے ہر اس شے کو جس پر سواری کی جائے حیوان ہو یا جماد دھوان ہو یا ہوا جیسے اس وقت
مین ریل ایجاد ہوئی ہے یا غبارہ اس کے سوا زمانہ آیندہ مین فکر وغور کے زور سے اور کوئی سواری ایجاد ہو
رہی یہ بات کہ جس وقت من مثلہ سے کشتیان مراد ہون تو خلق کی نسبت ان کی طرف کس طرح ٹھیک ہوگی
حالانکہ وہ تو بندون کی صنعت سے ہین سو وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کی اصل سفینہ نوح علیہ السلام چونکہ اللہ
پاک کے الہام وتعلیم سے ہوئی اس لیے سب کی طرف خلق کا نسبت کرنا ٹھیک ہوا **قولہ تعالے وان
نشا نغرقہم** الآیۃ تتمہ آیت سے ہے جس کی اللہ پاک نے بندون پر سنت رکھی ہے وجہ سنت رکھنے
کی یہ ہے کہ دریاؤن کی گہرائیون مین ان کو ڈبایا نہین باوجود اس کے کہ اللہ پاک اس پر قادر ہے صریخ
بمعنے مصرخ ہے بمصرخ کہتے ہین مغیث یعنے فریاد رس کو کسی نے کہا بمعنے متنعہ ہے شہاب نے کہا کہ جس
طرح صریخ کا اطلاق مغیث پر کیا جاتا ہے اسی طرح صارخ پر بھی بولا جاتا ہے صارخ کہتے ہین مستغیث

کو بہی اضداد مین سے ہے جس طرح کہ اہل لغت نے اس کی تصریح کی ہے اور صریخ بمعنے اغاثہ مصدر بہی ہوتا ہو
اس واسطے کہ اصل مین بمعنے صراخ ہے صراخ ایک آواز مخصوص ہے اس جگہہ ان مین سے ہر ایک صحیح ہے زادہ نے
کہا ہے یہ بات منقول نہین ہوئی کہ صریخ مصدر ہے اصرخ سے بمعنے اصراخ و اغاثہ ضمیر نغرقہم کی راجع ہے طرف
اصحاب ذریت کی یا ذریت کے یا سب کے بنا بر اختلاف اقوال **انقاذ** کہتے ہین خلاصی و نجات دینے کو جس وقت
کوئی شخص کسی شخص کو کسی مکروہ سے خلاصی دیتا ہے تو اس وقت محاورہ عرب مین یون بولتے ہین کہ انقذہ و
استنقذہ یعنے اس نے اس کو خلاصی دی **الا رحمۃ منا** کا نصب بنا بر مفعول لہ ہے اور استثنا مفرغ ہے
اعم علل سے یعنے اگر ہم چاہین تو ان کو ڈبا دین پہر نہ کوئی ان کا فریادرس ہو اور نہ وہ خلاصی دیے جائین واسطے
کسی شے کے اشیا سے مگر واسطے رحمت کے ہماری طرف سے کسائی و زجاج وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے کسی
نے کہا کہ استثنا منقطع ہے یعنے لیکن واسطے رحمت کے ہماری طرف سے کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر
مصدریت فعل مقدر سے ای نرحمہم رحمۃ یعنے ہم ان پر رحم کرتے ہین رحم کرنے کو **ومتاعا الی حین**
معطوف ہے رحمۃ پر یعنے اور واسطے برتنے کے یا برتواتے ہین ہم ان کو ساتھ زندگی دنیا کے ایک وقت
تک قتادہ نے کہا کہ مراد حین سے موت ہے یحییٰ بن سلام نے کہا کہ قیامت ہے **ف** حرف فا فلا صریخ لہم
مین رابطہ ہے اس جملے کو ماقبل سے ربط دیتی ہے پس لہم کی ضمیر راجع ہے طرف مغرقین کے ابن عطیہ نے اس
وجہ کو جائز رکہا ہے اور ایک اور وجہ کو احد اس کو اس سے احسن ٹہیرایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے دریا کے
مسافرون کی خبر دی ہے وہ ناجین ہون یا مغرقین ان کی یہی حالت ہے کہ ان کے واسطے کسی طرح کی
نجات نہین ہے مگر اللہ سبحانہ کی رحمت سے اور فلا صریخ لہم مغرقین سے مربوط نہین ہے **زادہ** نے کہا
معنے آیت کے یہ ہین کہ پہر کوئی فریادرس نہین ان کے واسطے کہ ان سے غرق کو روکے اور نہ وہ خلاصی
دیے جائین جب کہ ان کو غرق پائے کیونکہ خلاصی عذاب سے کبہی بدفع عذاب ہوتی ہے بعد اس کے وقوع
کے سو اللہ پاک نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ خلاصی کے دونون طریقے ان سے منتفی ہین اول کی انتفا کی طرف
تو فلا صریخ لہم سے اشارہ کیا یعنے ان کا کوئی فریادرس نہین ہے کہ غرق کو ان سے دفع کرے اور ثانی کی
طرف اشارہ کیا ہے ولا ہم ینقذون سے یعنے اور نہ وہ نجات دیے جائین بعد عذاب مین واقع ہونے کے
اور اگر یہ بات مسلم کی جائے کہ بسبب عدم غرق کے موت سے ان کو خلاصی ملتی ہے لیکن موت سے اصلاً
ان کو مفر نہین ہے جب کہ مدت مقرر پوری ہو جائے جس کو اللہ پاک نے ان کے واسطے مقدر کر رکہا ہے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ
رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور جب کہیے ان کو بچو اپنے سامنے
آئے سے اور اپنے پیچھے چھوڑے سے شاید تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہین پہونچا ان کو اپنے رب کے حکمون
سے جس کو نہین ٹالا اور جب کہیے ان کو خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا کہتے ہین منکر ایمان والون کو ہم کیون کہلاوین ایسے کو
کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلاتا تم لوگ تو نرے بہک رہے ہو صریح **ف** سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچھے چھوڑے
اپنے سوال **ف** یہی گمراہی ہے نیک کام مین تقدیر کا حوالہ اور اپنے سفری مین لالچ پر دوڑنا انتھے **ف**
اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ اپنی غی وضلال وگمراہی مین اور اپنے اگلے گناہون سے بے پروائی کرنے
مین اور جو شے ان کے آگے آئے گی قیامت کے دن اس سے اعراض کرنے مین متمادی ہین ان سب امور
پر جمے ہوئے ہین اِتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ یعنے تم بچو ان آفات ونوازل سے جو تمہارے
آگے اور پیچھے ہین کیونکہ وہ تمہارا احاطہ کیے ہوئے ہین قتادہ نے کہا بچو ان وقائع سے جو تم سے اگلی امتون
مین واقع ہو چکے ہین اور وہ جو تمہاری پیچھے ہین آخرت ہین سعید بن جبیر ومجاہد نے کہا مابین ایدیکم وہ گناہ
ہین جو گزر چکے اور ماخلفکم وہ ہین جو ان مین سے باقی ہین کسی نے اس کے بالعکس کہا ہے سفیان نے کہا کہ
مابین ایدیکم دنیا ہے اور ماخلفکم آخرت[لہ] ہے ثعلبی نے اس قول کا عکس ابن عباسؓ سے حکایت کیا ہے کسی
نے کہا مابین ایدیکم وہ شے ہے کہ جو تمہاری واسطے ظاہر ہوئی اور ماخلفکم وہ شے ہے جو تم سے مخفی رہی
جواب اذا کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے اذا قیل لہم ذلک اعرضوا چنانچہ قولہ تعالیٰ الا کانوا عنہا معرضین
اس پر دال ہے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ علت ہے اتقوا کی یا اسکے واو سے حال ہو اے رجاء ان ترحموا اوکی
ترحموا اور امین ان ترحموا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بچو ان آفات سے جو تم سے اگلی امتون
پر بسبب تکذیب رسل کے واقع ہو چکی ہین کہین ویسی ہی تم پر بھی واقع ہون اور اس عذاب سے جو آخرت
مین تمہارے واسطے طیار کیا گیا ہے واسطے امید اس بات کے کہ تم رحم کیے جاؤ یا تاکہ تم رحم کیے جاؤ
یا اس حال مین کہ امید کرنے والے ہو اس کے کہ تم رحم کیے جاؤ یعنے شاید اللہ پاک اس بچنے کے سبب سے
تم پر رحم کرے اور اپنے عذاب سے تم کو امن دے کیونکہ تم جان چکے ہو کہ مناط نجات کا نہین ہے مگر اللہ
تعالیٰ کی رحمت تو وہ اس بات کا کچھ جواب نہین دیتے ہین بلکہ اس سے اعراض کرتے ہین غرضکہ جب اللہ
پاک یہ بیان کر چکا کہ وہ لوگ آفاقی آیتون سے سونہہ موڑتے ہین جن کا مشاہدہ کرتے تھے اور ان مین غور و
تأمل نہین کرتے ہین تو بعد اس کے یہ بیان کیا کہ تنزیلی آیتون سے بھی اعراض کرتے ہین پس فرمایا وَمَا
تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ الآیۃ کلمہ ما نافیہ ہے اور پہلا من زائد ہے واسطے تاکید کے اور دوسرا
من تبعیض کا ہے صیغہ مضارع کا اس لیے ہے کہ تجدد معلوم ہو یعنے نہین آتی جاتی ہے اپنے رب

لہ یعنی ظاہر بدن آخرت

کی آیتون سے کوئی سی آیت ان کے پاس جو دلالت کرتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدق نبوت پر اور توحید کی صحت پر جس کی طرف وہ بلاتے ہین کسی حال مین احوال سے مگر ہوئے اس سے اعراض کرنے والے مراد اعراض سے یہ ہے کہ نہ اس کی طرف التفات کیا نہ اس مین نظر صحیح کی نہ اس کو سوچا سمجھا نہ اسے قبول کیا نہ اس سے منتفع ہوئے کسی نے کہا کہ ظاہر آیت شامل ہر تنزیلی و تکوینی آیتون کو کسی نے کہا کہ یہ آیت متعلق ہے قولہ تعالے یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ سے جب کہ ان کے پاس رسول آئے تو ان کی تکذیب کی اور جب آیتین لائے تو ان سے اعراض کیا بالجملہ کفار نے ساری تکالیف شرعیہ مین خلل اندازی کی کیونکہ جملہ تکالیف دو امر کی طرف راجع ہین کہ ایک تو تعظیم جانب الٰہی کے دوسرا شفقت و مہر خلق اللہ پر سو اول کا بیان تو ہو چکا کہ اللہ کے رسولون کی تکذیب کی اور اس کی آیتون سے اعراض کیا دوسرے امر کا بیان یہ ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا الآیہ یعنے جب کہا جاتا ہے ان سے کہ خیرات کرو فقرا پر اس مال سے جو اللہ نے تم کو عطا کیا ہے اور جس کا تم پر انعام فرمایا ہو حضرت حسن نے فرمایا کہ مراد یہود ہین ان کو فقرا کے کھلانے کا امر کیا گیا تھا مقاتل نے کہا کہ مومنین نے کفار قریش سے کہا کہ تم خرچ کرو مساکین پر اپنے اموال حرث و انعام سے جس کا تم نے زعم کیا ہے کہ وہ اللہ کے واسطے ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا پس ان کا یہ جواب ہوا جو اللہ پاک نے ان کی طرف سے اپنے اس قول مین نقل فرمایا ہے قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیہ یعنے کہا منکرون نے ایمان والون کو ان کی بات کا ٹھٹھا کر کے کیا ہم کھلاوین ایسے کو کہ اگر اللہ چاہتا تو اس کو کھلاتا یعنے وہ شخص کہ اگر اللہ چاہتا تو اسے رزق دیتا مسلمانون کو یہ بات کہتے سن چکے تھے کہ رازق اللہ ہی ہے اور وہی غنی کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور فقیر کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سو گویا اس بات سے مسلمانون کے الزام دینے کا قصد کیا اور کہا کہ ہم تو مشیت الٰہی کی موافقت کرتے ہین تو ہم نہین کھلاتے ہین اس شخص کو جسے اللہ نے نہین کھلایا حالانکہ یہ ان کی طرف سے غلط و مکابرہ و مجادلہ بالباطل ہے کیونکہ اللہ پاک نے واسطے ابتلا و امتحان کے اپنی بعض خلق کو غنی اور بعض کو فقیر کیا ہے سو بوجہ بخل کے فقیر سے دنیا کو نہین روکا اور نہ از راہ استحقاق کے غنی کو دنیا عطا کی ہے اور غنی کو امر فرمایا ہے کہ فقیر کو کھلائے اور اس کو فقیر سے مبتلا کیا ہے اس صدقے مین جس کو اس کے مال سے فقیر کے واسطے فرض کیا ہے کسی کا اعتراض نہین ہے اللہ کی مشیت و حکمت مین جو اس نے اپنی خلق مین رکھی ہے اور مومن اللہ پاک کے حکم کی موافقت کرتا ہے اور کفار کی یہ بات کہ من لو یشاء اللہ اطعمہ اگرچہ فی نفسہ ٹھیک ہے لیکن چونکہ انھون نے اس سے اللہ تعالی کی قدرت کا انکار اور جواز امر با تفاق کا انکار باوجود قدرت

اللہ کے قصد کیا ہے اس لیے بائین جہت ان کا حجت پکڑنا باطل ٹہیرایا **قولہ تعالے** اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تتمہ کلام کفار سے ہے یعنے اے مسلمانو تمہارا ہم کو یہ کہنا باوجود تمہارے اس اعتقاد کے اور فقرا کے واسطے مال کا سوال کرنا اللہ ہم کو فقرا کے کہلانے کا امر کرنا ان سب امور مین نہین ہو تم مگر ایسی کہلی گمراہی مین کہ جس کا وضوح وظہور غایت درجہ کا ہے کسی نے کہا کہ یہ کلام اللہ پاک کے کلام سے ہے کفار نے جو بات کہی تہی اللہ تعالے نے اس کا جواب دیا ہے ابن جریر نے کہا ہے احتمال ہے کہ یہ اللہ عزوجل کے کلام سے ہو واسطے کفار کے جب کہ انہون نے مسلمانون سے مناظرہ کیا اور ان پر رد کیا تو اللہ تعالی نے ان سے فرمایا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اس مین نظر ہے واللہ اعلم کسی نے کہا کہ صحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے ہے انہون نے یہ بات کفار سے کہی **قشیری** وماوردی نے کہا کہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے زنادقہ سے کفار قریش اور ان کے سوا باقی عربون مین ایک قوم زندیق تہی صانع پر ایمان نہین لاتی تہی سو انہون نے یہ بات مسلمانون سے استہزاء ومناقضہ کر کے کہی قرطبی نے مثل اس قول کے حضرت ابن عباس سے حکایت کیا ہے اور اسی لیے قال الذین کفروا کہا ہے اضمار کی جگہہ اظہار کیا ہے کسی نے کہا کہ عاص بن وائل سہمی سے جب مسکین سوال کرتا تو اس سے کہتا کہ تو جا اپنے رب کی طرف وہ اولی ہے مجہ سے ساتہہ تیرے اور کہتا کہ اللہ تعالے نے تو اس کو محروم کیا کیا پہر مین اس کو کہلاؤن کذا فی فتح البیان وابن کثیر **قرطبی** مین ہے کسی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ مساکین مسلمین کو کہانا کہلایا کرتے تہے پس ابوجہل ان سے ملا تو کہا اے ابوبکر کیا تو یہ زعم کرتا ہے کہ اللہ قادر ہے ان لوگون کے کہلانے پر کہا ہان ابوجہل بولا پہر کیا حال ہے اس کا کہ اس نے ان کو نہین کہلایا فرمایا کہ اس نے ایک قوم کو مبتلا کیا ہے ساتہہ فقر کے اور ایک قوم کو ساتہہ غنا کے اور فقراء کو امر کیا ہے صبر کا اور اغنیا کو عطا کرنے کا ابوجہل بولا واللہ اے ابوبکر نہین ہے تو مگر گمراہی مین کیا تو یہ زعم کرتا ہے کہ اللہ قادر ہے ان لوگون کے کہلانے پر حالانکہ وہ تو ان کو نہین کہلاتا ہے پہر تو ان کو کہلاتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى الآیتین انتہے **حفناوی** نے کہا کہ یہان دو نوع مختلف کفار کا ذکر ہے قال الذین کفروا سے مراد کفار زنادقہ ہین جو کہ وجود صانع مختار کے منکر ہین اسی لیے یہان قالوا نہ کہا بلکہ اظہار کیا اور قولہ تعالے الم یروا الآیۃ سے مراد کفار قریش ہین جو کہ اللہ پاک کے وجود کے معترف تہے باوجود اس کے کہ بتون کو پوجتے تہے تاکہ وہ ان کو اللہ کی طرف قریب کر دین پہر اللہ پاک نے انہین کفار قریش کے ساتہہ کلام رجوع کیا جو کہ اللہ کے وجود کے مقر ہین پس ارشاد فرمایا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى
اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ع اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو یہی راہ دیکہتے ہین ایک چنگہاڑ کی جوان ع
کو پکڑے گی جب آپس مین جہگڑ رہے ہون گے پہر نہ سکین گے کہ کچہ کہہ مرین اور نہ اپنے گہر کو پہر جا دین گے
ف یعنے قیامت ناگہان آوے گی اور وہ اپنے معاملات مین غرق ہون گے **ف** اللہ تعالی خبر
دیتا ہے کہ کفار قیامت کے قائم ہونے کو بعید سمجہتے ہین کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ جلدی مانگتے اُس کو
وہ لوگ جو اس پر ایمان نہین لاتے ہین اللہ عزوجل نے فرمایا کہ نہین انتظار کرتے ہین مگر ایک چنگہاڑ کا واللہ اعلم
یہ صیحہ نفخہ فزع ہے صور مین نفخہ فزع پہونکا جائے گا اور لوگ حسب عادت اپنے بازارون مین اور کام کاج
کی جگہون مین جہگڑتے ہونگے پس وہ اس حال مین ہون گے کہ اللہ جل وعلا اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا
تو وہ صور مین ایک پہونک پہونکین گے اس کو طول دین گے کہینچین گے پہر کوئی روئے زمین پر باقی
نہ رہے گا مگر وہ صفحہ گردن کو جہکائے گا اور اٹہائے گا تکلف کرکے آواز کو آسمان کی جانب سے
سنے گا پہر ہانکے جائین گے وہ لوگ جو موجود ہون گے طرف محشر قیامت کے ساتہ آگ کے وہ ان کو
ان کی جانب سے احاطہ کریگی اسی لیے اللہ تعالے یون فرمایا ہے فلا یستطیعون توصیۃ یعنے پہر وہ نہ
سکین گے کہ وصیت کرجائین اس شے پر جس کے وہ مالک ہین کام اس سے زیادہ ترمہم ہے یعنے ایسی سخت
ہولناک حالت ہوگی کہ وصیت کرنے کی بہی مہلت نہ ملے گی اور نہ وہ اپنے گہر کی طرف پہر جاوین گے بس
جگہہ آثار و احادیث وارد ہوئی ہین ہم نے ان کو اور جگہہ ذکر کیا ہے پہر بعد اس کے نفخہ صعق ہوگا جس
مین ساری زندے مرجائین گے سوائے حی قیوم کے پہر بعد اس کے نفخہ بعث ہوگا کذا فی ابن کثیر **ف**
فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کفار کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ بعث وعذاب و قیامت کا اور جنت
یا نار کی طرف جانے کا جس کا تم ہم کو وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو اس بات مین جو تم کہتے ہو اور جس کا
ہم کو وعدہ دیتے ہو . . . . یہ بات انہون
نے مومنین سے ٹہٹہا کرنے کو کہی مقصود ان کا امور مذکورہ کا بالکل انکار کرنا ہے اور نفی ہے ان
کے تحقق کی اور انکار ہے ان کے وقوع کا پس اللہ پاک نے ان کو اس بات کا یہ جواب دیا کہ وہ انتظار
نہین کرتے ہین مگر ایک صیحہ کا اللہ پاک نے جو ان کو منتظر ٹہیرایا حالانکہ یہ منتظر نہ تہے سو اس کی یہ
وجہ ہے کہ انہون نے مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کہا منتظر اس کے ان کو منتظر قرار دیا کیون کہ جو کوئی یون کہے
کہ فلان شے کب واقع ہوگی تو اس کے کلام سے یہ بات سمجہی جاتی ہے کہ وہ اس کے وقوع کا انتظار
کرتا ہے صیحہ سے مراد نفخہ اسرائیل علیہ السلام ہے صور مین یہ وہی نفخہ اولی ہے اور یہی نفخہ صعق

ہے جس سے جو کوئی روئے زمین پر ہوگا وہ مر جائے گا تَاخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ یعنے وہ ان کو آپکڑے گی اس حال میں کہ وہ خرید و فروخت وغیرہ امور دنیا میں باہم لڑتے جھگڑتے ہوں گے اور بازاروں مجلسوں میں اور کام کاج کرنے کے مقامات میں بات چیت کرتے ہوں گے کہ نہایت درجہ غفلت کی حالت میں قیامت ان پر آجائے گی فلا یستطیعون توصیۃ یعنے پھر طاقت نہ رکھے گا بعض ان کا اس کی کہ وصیت کرے طرف بعض کے اس حق کی جو اس کا کسی پر ہے یا اس پر کسی کا ہے یا یہ معنے ہیں کہ طاقت نہ رکھے گا اس کی کہ دوسرے کو وصیت کر جائے توبہ کی اور معاصی سے باز رہنے کی بلکہ اپنے بازاروں میں اور جگہوں میں مر جائیں گے وَلَا اِلٰى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ یعنے اور نہ رجوع کریں گے طرف اپنے گھروں کے جن کے باہر وہ مرے ہیں بلکہ جس جگہ جھگڑا سنیں گے اسی جگہ مر کر رہ جائیں گے کیونکہ قیامت ان کو کچھ مہلت نہ دے گی کسی نے کہا معنے یہ ہیں لَا يَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِهِمْ یعنے ایسے ہولناک ہوں گے کہ اپنے گھر والوں سے کوئی بات نہ کر سکیں گے قرّاء نے یخصمون میں اختلاف کیا ہے پس حمزہ نے تو بسکون خا و تخفیف صاد پڑھا ہے خصم یخصم سے معنے یہ ہیں یخصم بعضہم بعضا مفعول محذوف ہے ابو عمرو نے اور قالون نے باخفائے فتحہ خا و تشدید صاد اور نافع و ابن کثیر و ہشام نے اسی طرح مگر فتحہ خا کا اخلاص کیا ہے یعنے باظہار فتحہ خا باقی قرا نے بکسر خا و تشدید صاد اصل تینوں قراءتوں میں یختصمون ہے حرف تا کو صاد میں ادغام کیا ہے سو نافع و ابن کثیر نے و ہشام نے تو فتحہ تا کو ساکن ماقبل کی طرف بنقل کامل نقل کیا ہے اور ابو عمرو و قالون نے اس کی حرکت کا اختلاس کیا ہے اس بات پر آگاہ کرنے کو کہ اصل حرف خا کا سکون ہے اور باقی قرا نے اس کی حرکت کو حذف کیا ہے پھر دو ساکن ملے تو اول کو کسرہ دیدیا ابو عمرو و قالون سے یہ بھی مروی ہے کہ بتسکین خا و تشدید صاد پڑھا ہے یہ قراءت مشکل ہے اس لیے کہ اس میں دو ساکن جمع ہو گئے ہیں حضرت ابی نے یختصمون پڑھا ہے بنا بر اصل قیامت کے ناگہان آنے میں آثار و احادیث آئی ہیں منجملہ ان کے یہ ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فلا یستطیعون توصیۃ کی تفسیر میں مروی ہے کہ قائم ہوگی قیامت اور لوگ اپنے بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہوں گے اور کپڑے ناپتے ہوں گے اور اونٹنیاں دوہتے ہوں گے اور اپنی حاجتوں میں ہوں گے فلا یستطیعون الآیہ اَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْفِرْيَابِيُّ وَغَيْرُهُمَا زبیر بن العوام کہتے ہیں کہ قیامت قائم ہوگی اور مرد ناپتا ہوگا کپڑا اور مرد دوہتا ہوگا اونٹنی پھر آیت مذکور پڑھی اَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ وَغَيْرُهُمَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ قائم ہوگی قیامت اور مقرر پھیلایا دو مردوں نے اپنا کپڑا پھر وہ اس کو خرید و فروخت نہ کریں گے اور نہ اس کو لپیٹیں گے اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور

وہ درست کر رہا ہوگا اپنے حوض کو پہر نہ پلائے گا اس مین اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور مقرر لوٹا مرد اپنی اونٹنی کا دودہ لیکر پہر نہ کہائے گا اس کو اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور مقرر اٹھایا اس نے اپنا لقمہ طرف اپنے مونہہ کے پہر نہ کہائے گا اُس کو اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَغَیْرُہُمَا بالجملہ یہ حال تو پہلے نفخہ کے وقت کا ہے پہر اللہ پاک نے اس حال کی خبر دی جو کہ دوسرے نفخے کے وقت ہوگا پس فرمایا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اور پہونکا جاوے گا نرسنگھا پہر تب ہی وہ قبرون سے اپنے رب کی طرف پہیل پڑین گے کہین گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ دیا تہا رحمن نے اور سچ کہا تہا بہیجے ہوؤن نے یہی ہوگی ایک چنگہاڑ پہر تب ہی وہ ساری ہمارے پاس پکڑے آئے پہر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر کچہ اور وہی بدلا پاؤگے جو کرتے تہے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ تیسرا نفخہ ہے اور یہی نفخہ بعث ونشور ہے واسطے قیام کے قبرون سے اور اسی لیے اللہ تعالے نے یون فرمایا ہے فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ نسلان کہتے ہین جلدی چلنے کو **کما قال تعالے** يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ○ **مرقد** سے مراد ان کی قبرین ہین جن سے نہ اٹہنے کا دنیا مین اعتقاد کیا کرتے تہے پہر جس شے کی تکذیب کر چکے تہے جب اپنے محشر مین اس کا معائنہ کیا تو بولے اے خرابی ہماری کس نے اٹھایا ہم کو ہماری نیند کی جگہہ سے یہ بات قبرون مین ان کے عذاب ہونے کی نفی نہین کرتی ہے کیون کہ قبر کا عذاب بہ نسبت اس کے مابعد کے شدت مین مثل نیند کے ہے حضرت ابی بن کعب ومجاہد وحسن وقتادہ کہتے ہین کہ قبل بعث کے وہ ایک نیند سوئین گے قتادہ نے کہا کہ یہ نیند درمیان دو نفخون کے ہوگی سو اسی لیے وہ یون کہین گے مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا پہر جب وہ یہ کہین گے تو مومنین ان کو جواب دین گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ قالہ غیر واحد من السلف حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جواب تو ان کو فرشتے دین گے ان دونون مین کسیطرح کی منافاۃ نہین ہے کیونکہ جمع ممکن ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم یعنے ہوسکتا ہے کہ مومنین وفرشتے دونون جواب دین عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ جمیع یعنے یاویلنا تا صدق المرسلون سب کا سب قول کفار سے ہے ابن جریر نے اس کو نقل کیا ہی اور قول اول کو پسند فرمایا ہے اور وہ اصح ہے اور وہ مانند اس آیت کے ہے جو سورہ صافات مین مذکور ہی وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ اور فرمایا اللہ عزوجل نے

وقف لازم

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ **قولہ تعالے** اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً الآیہ مثل اس آیت کے ہے فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ **وقال تعالے** وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ **وقال تعالے** يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا یعنے ہم تو ان کو صرف ایک امر کرین گر پھر تب ہی وہ سب کے سب حاضر ہون گے۔ قولہ تعالے فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنے پھر آج کے دن ظلم نہ کیا جائے گا کوئی جی اپنے عمل سے کسی شے کا **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ یہ وہی نفخہ ہی جس کے باعث وہ اپنی قبرون سے مبعوث ہون گے مابین دونو نفخون کے چالیس برس ہین بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مابین نفختین کے اربعون ہین لوگون نے کہا اے ابوہریرہ چالیس دن کہا مین باز رہتا ہون کہا چالیس مہینے کہا مین باز رہتا ہون کہا چالیس برس کہا مین باز رہتا ہون پھر نازل کرے گا آسمان سے پانی تو وہ اگین گے جیسے اگتی ہے ترکاری اور نہین ہے انسان سے کوئی شے مگر وہ بوسیدہ ہو جاتی ہے مگر ایک ہڈی اور وہ عجب الذنب ہی اور اسی سے ترکیب دی جائے گی خلق قیامت کے دن **نُفِخَ** مین مستقبل کو پیرایہ ماضی مین ادا فرمایا اس لیے کہ منظور اس سے آگاہی بخشنا ہی اس کے تحقق وقوع پر نفخ صور گو زمانہ آیندہ مین ہوگا مگر اس کا ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کا وقوع ہو چکا جیسا کہ اہل بیان نے ذکر کیا ہے اور اس آیت کو اس کے مثال ٹھیرایا ہے **صور** باسکان واو وہ قرن ہے یعنے نرسنگا جس مین اسرافیل علیہ السلام پھونکین گے جس طرح کہ اس باب مین حدیث شریف وارد ہوئی ہے صور کا اطلاق قرن پر لغت عرب مین معروف ہی اور اس کا بیان تمام سورہ انعام مین گذر چکا ہے **قتادہ** نے کہا کہ صور بفتح واو جمع ہے صورۃ کی یعنے پھونکی جائینگی صورتون مین روحین **اجداث** جمع ہے جدث بمعنے قبر کے کسی نے اجداف بفا پڑھا ہے یہ بھی ایک لغت ہے فصیح لغت ثاے مثلثہ ہے **ینسلون** کے معنے مین یسرعون ویعدون یعنے قبرون سے زندہ ہو کر نکلین گے جلدی کرتے دوڑتے ہوئے جائین گے بطریق جبر وقہر کے نہ بطور اختیار کے نسل ونسلان کہتے ہین جلدی کرنے کو چلنے مین محاورے مین بولتے ہین نسل الذئب ینسل جیسے ضرب یضرب اور ینسل بضم بھی کہتے ہین غرضکہ جس وقت بسبب نفخہ صور کے اپنی قبرون سے مبعوث ہون گے تو کہین گے یا ویلنا اپنی ویل وخرابی کو پکارین گے گویا اس سے کہینگے کہ اے خرابی تو کہان ہے حاضر ہو یہ تو تیری حاضری کا وقت ہے **ویل** مصدر بمعنے ہلاک ہے اس کا فعل اس کے

لفظ سے نہین ہے بلکہ اس کے معنے سے ہے یعنے ہلکت قائل یا ویل کے کفار ہین **ابن انباری** کہتے ہین
کہ وقف یاویلنا پر وقف حسن ہے پہر مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا سے ابتدا رکلام ہوتی ہے جمہور نے یاویلنا پڑہا
ہے اور ابن ابی لیلے نے یاویلتنا بزیادت حرف تا اور جمہور نے من بعثنا کو بفتح میم بنا بر استفہام اور بعثنا
کو بصیغہ ماضی پڑہا ہے حضرت ابن عباس وضحاک وابونہیک نے بکسر میم بنا بر حرف جر اور بعثنا بصیغہ مصدر
یہ قراءت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہی مروی ہے اس کی بنا پر حرف من متعلق ہوگا ویل سے حضرت ابی رضی
اللہ عنہ کی قراءت مین من اہبنا ہے ماخوذ ہب من نومہ اذا انتبہ سے جب کوئی شخص اپنی نیند سے جاگتا ہے
تو کہتے ہین ہب من نومہ **مرقد** کہتے ہین مضجع کو مضجع کہتے ہین لیٹنے سونے کی جگہہ کو یعنے کس نے اٹہایا ہم
کو ہماری خوابگاہ سے چونکہ بسبب مشاہدہ ہول وفزع کے ان کی عقلین خلط ملط ہوگئین اس لیے خیال کیا
کہ وہ سوتے تہے کسی نے کہا یہ اس وقت کہین گے کہ جہنم کا معائنہ کرین گے ابوصالح نے کہا کہ جس وقت
پہلا نفخہ پہونکا جائے گا تو اہل قبور سے عذاب اٹہا لیا جائے گا اور دوسرے نفخے تک ایک نیند سو لین گے
مجاہد سے مروی ہے کہ وہ راحت پائین گے عذاب سے ذرا پہلے دوسرے نفخے سے اور نیند کا مزہ چکہین گے
کسی نے کہا کہ درمیان دونون نفخون کے اللہ پاک ان سے عذاب رفع کردے گا تو وہ سو جائین گے پہر دوسرے
نفخے مین جب مبعوث ہون گے تو اہوال قیامت کا معاینہ کرین گے اور ویل پکارین گے ان قولون کی بنا پر
ان کا قول من مرقدنا حقیقت ٹہیرے گا کیونکہ مرقد حقیقت خوابگاہ کو کہتے ہین قولہ تعالی هٰذَا مَا
وَعَدَ الرَّحْمٰنُ الآیہ جواب ہے ان کو فرشتون کی طرف سے یا مومنین متقین کی جہت سے کسی نے کہا
کہ منجملہ کلام کفار ہے ایک دوسرے کو یہ جواب دین گے اول کے فراء قائل ہین اور دوسرے کے مجاہد قتادہ
نے کہا کہ یہ اللہ پاک کے قول سے ہے کلمہ ما موصولہ ہے اور ضمیر اسکی محذوف اے ہذا الذی وعدہ الرحمن
وصدق فیہ المرسلون فحق علیکم ونزل بکم یعنے یہ جس کا رحمن نے وعدہ کیا اور رسول اس مین سچے ہوئے
تم پر ثابت ونازل ہوا وعد وصدق کے دونو مفعول محذوف ہین اے وعدکموہ الرحمن وصدقکموہ المرسلون
اصل وعدکم بہ وصدقکم فیہ ہے یا وعدناہ الرحمن وصدقناہ المرسلون ہے اس بنا پر کہ یہ مومنین کے
قول سے یا کفار کے قول سے ٹہیرے لیسے وقت مین اقرار کیا کہ اقرار ان کو نفع نہین دیتا ہے پہر اللہ
پاک نے اپنی قدرت ذکر فرمائی **ان كانت الا صيحة واحدة فاذا هم جميع لدينا**
محضرون یعنے نہین ہوگا یہ نفخہ ثانیہ جس کا ذکر ابہی گذرا ہے مگر ایک چنگہاڑ جس کو اسرافیل چیخے گا
اپنے پہونکنے سے صور مین پہر تب ہی وہ جلدی سے ہمارے پاس جمع کیے حاضر ہوئے ہون گے واسطے حساب
وعقاب کے **قرطبی** نے کہا یعنے ان کا اوٹہانا اور زندہ کرنا ہوگا ایک صیحہ سے وہ یہ قول ہے اسرافیل

علیہ السلام کا اَیَّتُھَا الْعِظَامُ النَّخِرَۃُ وَالْاَوْصَالُ الْمُنْقَطِعَۃُ وَالْعِظَامُ الْمُتَفَرِّقَۃُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَۃُ اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُنَّ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَآءِ یعنے او کھوکری ہڈیو اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جوڑو اور جدا جدا پڑی ہوئی ہڈیو اور ریزہ ریزہ ہوئے بالو بیشک اللہ تم کو امر فرماتا ہے کہ تم فیصلے کے واسطے اکٹھے ہو جاؤ اور یہیہ معنے ہین اس آیت کے یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَۃَ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ قولہ تعالے فاذا ہم جمیع مبتدا و خبر ہے جمیع نکرہ ہے محضرون اسکی صفت ہے محضرون کے معنے ہین مجموعون موقف حسابہین حاضر کیے جائینگے غرض کہ جو عذاب ان کے واسطے تیار کیا گیا ہے جس وقت وہ اس کو دیکھینگے تو حق کے ثابت کرنے کو اور ان کی سرزنش کرنے کو جو بات ان سے کہی جاےگی اللہ پاک نے اس کی حکایت فرمائی فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا الآیۃ یعنے پھر آج کے دن ظلم نہ کیا جاےگا کوئی نفس نفوس مین سے کچھ اس شی سے جسکا وہ مستحق ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے ثواب عمل سے کچھ بھی کمی نہ کی جاےگی اور نہ وہ اس مین ظلم کیا جاےگا ساتھ کسی نوع کے انواع ظلم سے اور نہ جزا دیے جاؤگے تم مگر جزا اس شے کی جس کو تم کرتے تھے دنیا مین یا مگر بسبب اس شے کے جس کو تم کرتے تھے یا اس کے مقابلہ مین زادہ نے کہا کہ فالیوم منصوب ہے لا تظلم سے اور شیئا مفعول لہ ہے یا مصدر اے شیئا من الظلم پس لا تظلم نفس تو واسطے امان مومن کے ہے اور لا تجزون واسطے یاس کافر کے کسی نے کہا اس مین کیا فائدہ ہے کہ جب یاس مجرم کی طرف اشارہ کیا تو طریق خطاب کو اختیار فرمایا اور امان مومن کی طرف اشارہ کرتے وقت خطاب سے عدول کیا سو اس کا یہ جواب ہے کہ لا تظلم نفس شیئا عموم کا فائدہ دیتا ہے اور اس مقام مین مقصود یہی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کسی پر ظلم نہ کرے گا مومن ہو یا کافر رہا لا تجزون سو یہ خاص ہے ساتھ کافر کے اس لیے کہ اللہ پاک جزا دے گا مومن کو ساتھ اس شے کے جو اس نے نہین کی وراثت کی جہت سے اور اختصاص الٰہی کی جہت سے وہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے جس طرح کہ اس کو جزا دے گا اعمال کی جہت سے لیں اس لیے اول خطاب کو ترک کیا اور ثانی مین خطاب لایا بالجملہ جب اللہ پاک نے کافرون کا حال ذکر کیا تو بعد اس کے اپنے نیک بندون کے حال کی حکایت فرمائی اور اس کو منجملہ ان باتون کے ٹھیرایا جو اس دن کفار سے کہی جائینگی ان کی حسرت وندامت بڑھانے کو اور ان کی جزع فزع کے کامل کرنے کو اور جو بلا ان پر نازل ہوئی اور جس شقا وبدبختی کا انہون نے مشاہدہ کیا اس کے پورا کرنے کو پھر جو عذاب اللہ پاک نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے اور جو انواع واقسام کے عیش وآرام اپنے دوستون کے واسطے مہیا رکھے ہین جب وہ اس کو دیکھینگے تو ان کے دلون مین نہایت ایذا پہونچےگی اور ان کے سینون مین اتنی تنگی پڑےگی

جسکا اندازہ غیر ممکن ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک دہندے مین ہین باتین کرتے وہ اور ان کی عورتین سایون بیز تختون پر بیٹھے ہین تکئے لگائے اُن کو وہان ہے میوہ اور ان کو ہے جو مانگ لین سلام بولنا ہے رب مہربان سے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اہل جنت کے کہ قیامت کے دن جس وقت وہ عرصات سے کوچ کرین گے تو جنتون کے چمنون مین نازل ہون گے اس بات کے کہ وہ شغل مین ہین اپنے غیر سے بسبب اس نعیم مقیم و فوز عظیم کے جس مین وہ ہین حضرت حسن بصری و اسمعیل بن خالد نے کہا کہ وہ شغل مین ہین اس عذاب سے جس مین اہل نار ہین مجاہد نے کہا فی شغل فاکہون اے فی النعیم معجبون اے یا اسی طرح قتادہ نے کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا فاکہون اے فرحون حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت ابن عباس و سعید بن مسیب و عکرمہ و حسن و قتادہ و اعمش و سلیمان تیمی و اوزاعی نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ شغل ان کا افتضاض ابکار ہے یعنے کنواری عورتون کا بکر توڑنا ایک روایت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لسماع الاوتار ہے یعنے باجون کے سننے سے وہ خوش ہوتے ہون گے ابو حاتم نے کہا شاید یہ سننے والے کی غلطی ہے وہ تو یہی افتضاض الابکار ہے **قولہ تعالے** **ہم وازواجہم** مجاہد نے کہا وحلائلہم فی ظلال اے فی ظلال الاشجار یعنے وہ اور ان کی بی بیان درختون کے سایون مین ہین **علی الارائک متکئون** حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و محمد بن کعب و حسن و قتادہ و سدی و خصیف نے کہا الارائک ہے السرر تحت الحجال یعنے ارائک سے مراد تخت ہین نیچے چھپر کھٹون کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین نظیرہ فی الدنیا ہذہ التخوت تحت الشباخین واللہ سبحانہ و تعالی اعلم یعنے نظیر ارائک کی دنیا مین یہی تخت ہین جو شباخین کے نیچے ہوتے ہین شاید مراد شباخین سے سہریان اور چھپر کھٹ ہین **لہم فیہا فاکہۃ** یعنے واسطے ان کے جنت مین میوے کے سارے اقسام ہین **ولہم ما یدعون** یعنے جو چیز طلب کرین گے پائین گے جمیع اصناف ملاذ سے غرض یہ ہے کہ لذت و مزے کی چیزون سے جو کچھ مانگین گے وہ پائین گے ابن ابی حاتم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَلَا هَلْ مُشَمِّرٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُوْرٌ كُلُّهَا يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَقَصْرٌ مُشَيَّدٌ وَنَهْرٌ مُطَّرِدٌ وَثَمَرَةٌ نَضِيْجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيْلَةٌ وَحُلَلٌ كَثِيْرَةٌ وَمَقَامٌ فِيْ اَبَدٍ فِيْ دَارِ سَلَامَةٍ وَفَاكِهَةٌ خَضِرَةٌ وَخَيْرَةٌ وَنِعْمَةٌ وَمَحَلَّةٌ عَالِيَةٌ

بِھِنَّۃٍ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ الْمُشَمِّرُوْنَ لَھَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقَالَ الْقَوْمُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کَذَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ فِیْ کِتَابِ الزُّھْدِ مِنْ سُنَنِہٖ یعنے خبردار ہے کوئی سعی وکوشش کرنے والا طرف جنت کے بیشک جنت کے واسطے کوئی عوض ومثل نہین ہے وہ قسم ہے رب کعبہ کی ایک نور ہے سب کے سب جھل جھلا رہا ہے اور ایک ریحانہ ہے کہ لہرا رہا ہے اور ایک محل ہے پکا اور ایک نہر ہے بہتی اور ایک میوہ ہے پختہ اور ایک بی بی ہے حسین جمیل اور جوڑے ہین بہت سے اور قیام گاہ ہے ہمیشگی مین گھر مین سلامتی کے اور ایک میوہ ہے سبز تر وتازہ اور خیر ونعمت ہے اور ایک محل ہے بلند روشن صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ہین سعی وکوشش کرنے والے واسطے اس کے آپنے فرمایا کہو ان شاء اللہ پس قوم نے کہا ان شاء اللہ ابن جریج نے کہا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی سلام قولا من رب رحیم فان اللہ تعالی لفسہ سلام علے اہل الجنۃ یہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مثل اس آیت کے ہے تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلَامٌ **ابن ابی حاتم** نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس درمیان مین کہ اہل جنت اپنی نعیم مین ہون گے کہ ایک نور ان پر ساطع ہوگا تو وہ اپنے سر اٹھائین گے پس ناگاہ رب تعالی نے سقر ان پر جھانکا ان کے اوپر سے پھر کہا السلام علیکم یا اہل الجنۃ پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا سلام قولا من رب رحیم کہا پس وہ ان کی طرف نظر کرے گا اور وہ اس کی طرف نظر کرین گے پھر وہ التفات نہ کرین گے طرف کسی شے کے نعیم سے جب تک کہ وہ اس کی طرف نظر کرین گے یہانتک کہ وہ حجاب کرے گا ان سے اور اس کا نور وبرکت ان پر اور ان کے گھرون مین باقی رہجائے گا وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ فِیْ کِتَابِ السُّنَّۃِ مِنْ سُنَنِہٖ **ابن جریر** نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اللہ سبحانہ وتعالی جس وقت فارغ ہوگا اہل جنت ونار سے تو متوجہ ہوگا سایون مین ابر وفرشتون کے کہا پھر وہ سلام کرے گا اہل جنت پر تو وہ اس کو سلام کا جواب دین گے محمد بن کعب قرظی نے کہا جو کہ عمر سے راوی ہین اور یہ اللہ تعالے کی کتاب مین ہے سلام قولا من رب رحیم پھر اللہ عزوجل فرمائے گا مجھ سے مانگو تو وہ کہین گے اے رب ہم تجھ سے کیا مانگین فرمائے گا ہان مجھ سے مانگو کہین گے اے رب ہم تجھ سے تیری رضا مانگتے ہین فرمائے گا کہ میری رضا نے تو تم کو میرے دار کرامت مین نازل کیا ہے کہین گے یا رب پھر وہ کیا شے ہے جسکو ہم تجھ سے مانگین پس قسم ہے تیری عزت وجلال وارتفاع مکان کی اگر تو قسمت کرتا ہم پر رزق ثقلین کا تو البتہ ہم ان کو کھلاتے اور پلاتے اور پہناتے اور ان کو خدمتی دیتے یہ سب ہمارا کچھ کم نہ کرتا اللہ تعالے فرمائے گا بیشک میرے پاس مزید ہے قال فیفعل ذلک بہم فی

در جہم حتے یستوی فی مجلسہ کہا پہر آئین گے ان کے پاس تحفے طرف سے اللہ عز و جل کے اٹھائے ہوئے ان کو طرف
ان کے فرشتے ثم ذکرہ نحوہ وہذا خبر غریب رواہ ابن جریر من طرق واللہ اعلم **ف** کوفیین وابن عامر نے شغل
کو بضمتین پڑہا ہے اور باقی قرار نے بضم شین وسکون غین یہ دونو دو لغت ہین جیسا کہ فرار نے کہا ہے مجاہد
وفرار و ابو السماک نے بفتحتین اور یزید نحوی و ابن ہبیرہ نے بفتح شین وسکون غین شغل وہ شان و حال ہے
جو روکتا ہے اور مشغول کرتا ہے آدمی کو اپنے سوا اس کے سب حالات سے اس لیے کہ وہ حال اس کے نزدیک
سارے حالات سی زیادہ تر مہم ہوتا ہے یا تو اس واسطے کہ موجب کمال مسرت و بہجت کا ہوتا ہے یا کمال برائی
اور غم کا بیان مراد اول ہے تنکیر و ابہام شغل سے یہ بات بتاتا ہے کہ وہ ایسا عالی درجہ شغل ہے کہ رتبہ بیان
سے بڑہا ہوا ہے اب رہی یہ بات کہ وہ کیا شغل ہے سو اس مین اقوال ہین ایک قول یہ ہے جو اول گزر چکا
ہے کہ کنواری عورتون کی بکارت توڑنے مین مشغول ہون گے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مومن ہر بار
جب اپنی بی بی کا ارادہ کرے گا تو اُس کو کنواری پائے گا اس کی مثل مرفوعًا بھی مروی ہے وکیع نے
کہا کہ شغل اُن کا سماع مین ہوگا ابن کیسان نے کہا کہ ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات مین مشغول
ہون گے کسی نے کہا کہ اس دن اللہ جبار کی ضیافت مین مشغول ہون گے کسی نے کہا کہ اہل نار جس حال
مین ہین علی الاطلاق اس سے ان کو شغل ہوگا یا ان کے گھر والے جو نار مین ہین ان سے مشغول ہون گے
ان کے حال کی اُن کو کچھ فکر نہ ہوگی اور ان کی کچھ پروا نہ کرین گے تاکہ ان کے عیش و آرام مین ان پر کسی
طرح کا منغص داخل نہ ہو اولی یہ ہے کہ کسی شی معین کے ساتھ شغل کی تخصیص نہ کی جائے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے
انواع و اقسام کی لذتون مین ہین جو اپنے ماسوا سے بالکل ان کو مشغول کرتی ہین کیونکہ وہان تو وہ چیزین
ہین جو نہ کسی آنکھ نے دیکھین اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا رہی یہ بات کہ اکابر
سلف سی جو تفسیر شغل مین خاص خاص اقوال مروی ہین جن کا ذکر اول ہو چکا ہے مثلًا کسی نے کہا کہ مراد اس
سے افتضاض ابکار ہین یا سماع ہے یا ضرب اوتار ہے یا تزاور ہے یا ضیافت جبار سو مراد ان کی اس سے
حصر شغل کا نہین ہے امور مذکورہ مین فقط بلکہ بیان ہے اس بات کا کہ یہ امور منجملہ ان کے اشغال کے ہین
اور ان مین سے ہر ایک نے جو ان امور مین سے ہر ایک کو خاص کر کے ذکر کیا سو یہ اس پر محمول ہے کہ مقام
بیان اُسکا مقتضی ہو **فاکہون** جمہور نے برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے ان کی اور فی شغل اس سے
متعلق ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر حال یہ بھی جائز ہے کہ مرفوع ہو بنا بر خبر ان اور فاکہون خبر ثانی اعمش
وطلحہ بن مصرف نے فاکہین پڑہا ہے بنصب بنا بر حال اور فی شغل خبر حضرت حسن و ابو جعفر و ابو حیوہ و
ابو رجا و شیبہ و قتادہ و مجاہد نے فکہون فرار نے کہا یہ دونون دو لغت ہین جیسے فارہ و فرہ اور حاذر و حذر

کسائی و ابو عبیدہ نے کہا کہ فاکہ ذو الفاکہہ ہے جیسے تامر و لابن بمعنے ذو التمر و ذو اللبن اور فکہ بمعنے متفکہ و متنعم ہے ابو زید نے کہا محاورے مین بولتے ہین رجل فکہ جب کہ وہ طیب النفس ضحوک ہو یعنے خوش طبع ہنسوڑ قتادہ نے کہا معجبون مجاہد و ضحاک نے مثل قول قتادہ کے کہا ہے اور سدی نے مثل قول کسائی کے کسی نے کہا ناعمون متلذذون فے النعمۃ ماخوذ ہے فکاہۃ سے فکاہۃ کے معنے ہین تمتع و تلذذ ماخوذ فاکہہ سے یعنے وہ نعمت مین لذت لیتے ہین مزے اٹھاتے ہین زادہ نے اس کی تفسیر بطیب عیش و نشاط کی ہے یعنے وہ اچھے عیش و نشاط مین ہین جملہ **ہم و ازواجہم** الآیۃ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان کرنا ہے ان کے شغل و تفکہ کا اور ان کا کامل کرنا ایسی شے کے ساتھ جو ان کے سرور و بہجت کو بڑہاتی وہ یہ ہے کہ ان کی بی بیان ان کے ساتھ ہین اس صفت پر کہ سایون کے نیچے تختون پر تکیے لگائے بیٹھی ہین ضمیر ہم کی مبتدا ہے اور و ازواجہم اس پر معطوف ہے اور متکئون خبر ہے یہ بھی جائز ہے کہ ہم تاکید ہو اس ضمیر کی جو فاکہون مین ہے اور و ازواجہم اس ضمیر پر معطوف ہو اور متکئون کا رفع اس بنا پر ہو کہ مبتدائے محذوف کی خبر ٹھیرے اور فی ظلال اس سے متعلق ہو یا حال ہو اور اسی طرح علے الارائک ابو البقاء نے یہ جائز رکہا ہے کہ فی ظلال خبر ہے اور علی الارائک کلام مستانف ہے جمہور نے ظلال بکسر ظاء و الف پڑہا ہے یہ جمع ہے ظل بمعنے سایہ کے حضرت ابن مسعود و عبید بن عمیر و اعمش و یحیی و حمزہ و کسائی و خلف نے ظلل بضم ظاء بدون الف پڑہا ہے ظلل جمع ہے ظلہ کی دونو قراءتون کی بنا پر مراد فرش و ستور ہین جو ان پر سایہ کرتے ہین جیسے خیمے اور جیبر کہت ظل وہ جگہہ ہے جس پر دہوپ نہین پڑتی ہے اور ظلہ وہ شے ہے جو بچاے دہوپ سے ستر کرتی ہے **ارائک** جمع ہے اریکہ کی جیسے سفائن جمع ہے سفینہ کی مراد اس سے وہ تخت ہین جو حجلون مین ہوتے ہین احمد بن یحیے ثعلب نے کہا ہے کہ اریکہ نہین ہوتا ہے مگر تخت قبے مین مقاتل نے کہا کہ مراد ظلال سے اکنان قصور ہین یعنے محلون کی چہتین جن سے دہوپ وغیرہ کا بچاؤ ہوتا ہے جملہ **لہم فیہا فاکہۃ** سے مقصود بیان کرنا ہے کہانے پینے کی چیزون کا اور جسمانی روحانی لذتون کا جن سے وہ جنت مین تمتع اٹھائین گے اور مزہ لین گے بعد بیان اسکے کہ وہان ان کے واسطے مجالس انس و محافل قدس ہین یعنے انواع فواکہ کے ہر نوع سے ان کے لیے بہت سا میوہ ہے **و لہم ما یدعون** کلمہ ما موصولہ ہے اور عائد محذوف اے ما یدعونہ یا موصوفہ ہے یا مصدریہ یدعون مضارع ہے ادعی کا اصل اس کی یدتعیون ہے بروزن یفتعلون ضمہ یا پر ثقیل تہا نقل کر کے ماقبل کو دیا پہر التقاء ساکنین کی وجہ سے حرف یا حذف کیا گیا تو یدتعون ہوا پہر تا کو دال سے بدلا اور دال کو دال مین ادغام کیا تو یدعون ہو گیا غرضکہ باب افتعال سے ہے و عا یدعو سے اور تمنا کے معنے اسکو بلائے گئے ہین ابو عبیدہ نے کہا

کہ یدعون بمعنے یتمنون ہے عرب بولتے ہین ادع علے ما شئت اے تمن یعنے تمنا کرمجھ پر جس شے کی تو چاہے و فلان فی خیر ما یدعی اے یتمنی مطلب یہ ہے کہ جنت مین ان کے لیے وہ شے ہے جس کی وہ تمنا کرین گے زجاج نے کہا کہ دعا سے ہے اے ما یدعونہ اہل الجنۃ یاتیہم من دعوت غلامی یعنے اہل جنت جس شے کو بلائین گے وہ انکے پاس آئے گی پس افتعال بمعنے فعل ہوگا جیسے اجتمال بمعنے حمل اور ارتحال بمعنے رحل کسی نے کہا کہ افتعل بمعنے تفاعل ہے اے ما یتداعونہ کقولہم ارتموا و تراموا کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ جو کوئی ان مین سے دعوی کرے گا کسی شے کا تو وہ اس کے واسطے ہوگی کیونکہ اللہ پاک نے ان کو مطبوع و مخلوق کیا ہے اس پر کہ کوئی ان مین کا دعوی نہ کرے کسی شے کا مگر اس حال مین کہ اس کا دعوی کرنا اس کو حسین و جمیل ہے کسی نے یدعون تخفیف پڑھا ہے معنے اس کے واضح ہین ما یدعون مبتدا ہے اور لہم خبر اور جملہ معطوف ہے ماقبل پر ابن انباری نے کہا کہ یدعون پر وقف حسن ہے پھر سلام سے ابتدائے کلام ہے باین معنے کہ لہم سلام کسی نے کہا کہ سلام خبر ہے ما کی اے مسلم خالص اور ذو سلامۃ اور لہم سلام سے متعلق ہے باین معنے کہ ما یدعون سلام خالص لہم لا ینازعہم فیہ منازع یعنے جس شے کی وہ تمنا کرین گے وہ سالم و خالص ہوگی ان کے واسطے کوئی نزاع کرنے والا اس مین ان سے نزاع نہ کرے گا رفع سلام کی ایک وجہ یہ ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ سلام بدل ہے ما سے اے ولہم سلام اے ان یسلم اللہ علیہم یعنے جنت والون کے واسطے یہ ہے کہ اللہ پاک ان پر سلام کرے گا اور یہ ان کی تمنا و مراد ہے یہ قول زجاج کا ہے اور زمخشری نے بھی یہی کہا ہے اس مین یہ خلل ہے کہ جب بدل ہوگا تو ما یدعون خاص ہو جائے گا حالانکہ ظاہر و اولی یہ ہے کہ لہم ما یدعون عموم پر محمول ہو اور یہ سلام بدخول اولی اس کے تحت مین داخل ہو ما یدعون کو کسی نوع خاص پر مقصور کرنا بے وجہ ہے گو سلام اس کی اشرف الانواع ہے عموم پر محمول کرنے سے غرض تحقیق ہے معنے عموم کے اور رعایت ہے اس شے کی جس کی نظم قرآنی مقتضی ہے اور جب عموم ہوگا تو اس سے بدل نہ ٹھیرے گا تیسری وجہ یہ ہے کہ سلام صفت ہے ما کی اس بنا پر کہ ما موصوفہ بمعنے شے ہے یدعون صفت اول اور سلام صفت ثانی موصولہ و مصدریہ کی صورت مین بہ سبب اختلاف تعریف و تنکیر کی صفت ہونا متعذر ہوگا چوتھی وجہ یہ ہے کہ سلام خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو او ذلک سلام پانچوین یہ ہے کہ سلام مبتدا ہے اور خبر اس کی وہ فعل ہے جو ناصب ہے قولا کا اے سلام یقال لہم قولا کسی نے کہا کہ تقدیر سلام علیکم ہے چھٹی یہ ہے کہ سلام مبتدا ہے اور خبر اسکی من رب رحیم ہے اور قولا مصدر مؤکد ہے واسطے مضمون جملہ کے اور یہ مصدر مع اپنے عامل کے جملہ معترضہ ہے درمیان مبتدا و خبر کے یہ سب وجوہ تو قرارت جمہور کی بنا پر تھے جو کہ مرفوع سلام ہے حضرت ابی و حضرت ابن مسعود و عیسی رضی اللہ تعالے عنہم نے سلاما نصب سے پڑھا

ہے اس بنیاد پر کہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اے سلم اللہ علیہم فی الجنۃ سلاماً یعنے اللہ پاک ان پر سلام کرے گا
جنت مین سلام کرنے کے واسطے ان کے تعظیم و اکرام کے یا منصوب ہے بنا بر حال بمعنے خالصاً اے لہم مرادہم خالصاً
یعنے واسطے ان کے مراد ان کی ہے درآن حال کہ وہ سالم وخالص ہے کوئی منازع ان سے اس مین نزاع
نہ کرے گا سلام یا تو تحیت سے ہے یا سلامت سے محمد بن کعب قرظی نے سلم پڑہا ہے گویا یون کہا کہ ما یدعون سلم لہم
لا یتنازعون فیہ نصب قولا کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اے قال اللہ لہم فلک قولاً
او یقول لہم قولا او یقال لہم قولا من رب رحیم اے من جہتہ کہا ہے کہ اللہ پاک ان کی طرف سلام بہیجے گا
مقاتل نے کہا کہ فرشتے اہل جنت پر داخل ہون گے ہر دروازے سے کہین گے سلام علیکم یا اہل الجنۃ من رب
رحیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان اللہ ہو یسلم علیہم یعنے خود اللہ پاک ان پر سلام کرے گا اور اسی
طرح حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین اول گذر چکا ہے کہ اللہ پاک فرمائے گا السلام علیکم یا اہل الجنۃ صرف محلی نے
کہا ہے کہ سلام مبتدا ہے اور قولا بنزع خافض منصوب ہے ای بالقول و من رب رحیم اس کی خبر ہے **غرض**
کہ جو بات مومنین سے کہی جائے گی جب اللہ پاک اس کا ذکر کر چکا تو جو کچھ مجرمین سے کہا جائے گا اس کا
ذکر کیا پس ارشاد فرمایا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ
لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝
وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور تم الگ ہو جاو آج اے گنہگارو
مین نے نہ کہہ کہا تہا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کہلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو
مجہ کو یہ راہ ہے سیدہی اور وہ بہکا لے گیا تم مین سے بہت خلق کو پہر کیا تم کو بوجہ نہ تہی انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اس شے کی جس کی طرف کفار کا حال رجوع
کرے گا قیامت کے دن وہ یہ ہے کہ ان کو حکم دے گا کہ مومنین سے اپنے موقف مین الگ ہو جائین کما
قال تعالے وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۔ وقال عزوجل وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۔ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ
یعنے وہ دو صدع دو فرقے ہو جائین گے اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ **قولہ تعالے** اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ الآیۃ تقریع
و سرزنش ہے طرف سے اللہ پاک کے کفار بنی آدم کو جنہون نے شیطان کی اطاعت کی حالانکہ وہ ان کا کہلا
دشمن ہے اور رحمٰن کی نا فرمانی کی اور اسی نے ان کو پیدا کیا اور رزق دیا اسی لیے یون فرمایا و ان
اعْبُدُوْنِيْ الآیۃ یعنے مین نے تم کو دار دنیا مین امر کیا تہا شیطان کے عصیان کا اور اپنی عبادت کا تم کو

حکم دیا تھا اور یہہ وہی سیدھی راہ ہے سو تم اس کے سوا چلے اور جس بات کا مین نے تم کو امر کیا تھا تم نے اس مین شیطان کی پیروی کر لی اسی لیے یہ فرمایا وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا جبلا کو بکسر جیم و تشدید لام بولتے ہین اور بضم جیم و با و تخفیف لام بہی اور بعض حرف با کو ساکن کرتے ہین مراد اس سے خلق کثیر ہے یہ قول مجاہد و قتادہ و سدی و سفیان بن عیینہ کا ہے **قولہ تعالیٰ** اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ یعنے کیا پہر تم کو عقل نہ تہی اس بات مین کہ تم نے اپنے رب کی مخالفت کی اس امر مین جس کا تم کو حکم دیا کہ اسی وحدہ لاشریک لہ کو پوجیو اور تم نے اتباع شیطان کی طرف میل کیا **ابن جریر** نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ قیامت کا دن ہوگا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ امر فرمائے گا تو نکلے گی اس سے ایک عنق ساطع مظلم کہے گی الم اعہد الیکم یا تعقلون ہذہ جہنم التی کنتم توعدون وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پس لوگ جدا ہو جائینگے اور گھٹنون کے بل بیٹھین گے اللہ یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰۤی اِلٰی کِتَابِهَا اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ **ف** یہان بہی قول مقدر ہے اے ویقال للمجرمین امتازوا اے اعتزلوا ماخوذ ہے مازہ یمیزہ سے جب تو کسی شے کو کسی سے الگ کرے گا تو حسب محاورہ عرب یون کہے گا مزت الشی من الشیٔ معنے یہ ہین کہ مجرمون سے کہا جائے گا الگ ہو جاؤ مقاتل نے کہا معنے یہ ہین اعتزلوا الیوم یعنے فی الآخرۃ من الصالحین یعنے تم الگ ہو جاؤ آخرت مین صالحین سے سدی نے کہا علیحدہ ہو جاؤ زجاج نے کہا انفردوا عن المومنین یعنے تنہا ہو جاؤ مومنین سے یہ اس وقت ہوگا کہ مومنین جمع کیے جائینگے اور ان کو جنت کی طرف لے جائینگے کسی نے کہا کہ ہر کافر کے واسطے نار مین ایک گہر ہے سو وہ اس گہر مین داخل کیا جائے گا اور اس کا دروازہ بند کر دیا جائیگا پہر وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس مین ہوگا نہ وہ کسی کو دیکہے گا نہ اسے کوئی دیکہے گا پس اس قول کی بنا پر خود مجرمین ایک دوسرے سے الگ الگ ہون گے قتادہ نے کہا کہ وہ ہر خیر سے علیحدہ کیے گئے ضحاک نے کہا کہ مجرمین بعض بعض سے جدا ہون گے پس یہود ایک فرقہ جدا ہوگا اور نصاریٰ ایک فرقہ اور مجوس ایک فرقہ اور بت پرست ایک فرقہ داؤد بن جراح نے کہا کہ مسلمین مجرمین سے جدا ہون گے مگر اصحاب اہواء سو وہ مجرمون کے ساتھ ہون گے پہر اللہ پاک نے ان کو توبیخ و تقریع کی ارشاد فرمایا الم اعہد الیکم الآیۃ یہ بہی منجملہ اس کے ہے جو ان سے کہا جائے گا **عہد** بمعنے وصیت ہے اور پہلے سے کہہ دینا کسی امر کا جس مین خیر و منفعت ہے یہان مراد وہ اوامر و نواہی ہین جن کے ساتھ اللہ پاک نے رسولون کی زبانوں پر ان کو مکلف کیا یعنے کیا مین نے تم کو وصیت نہین کی تہی اور اپنے رسولون کی زبانی یہ بات

تم کو نہین پہونچادی تہی کہ عبادت مت کرو شیطان کی یعنے اس کی اطاعت مت کرو زجاج نے کہا معنے یہہ ہین الم اتقدم الیکم علے لسان الرسل یابنی آدم یعنے کیا ہین نے پہلے سے نہین پہونچا دیا تہا طرف تمہاری رسولون کی زبان پر اے بنی آدم مقاتل نے کہا یعنے الذین امروا بالاعتزال مطلب یہہ ہے کہ مخاطب اس کے وہی لوگ ہین جن کو جدا ہونے کا امر ہوا کسی نے کہا مراد اس عہد سے یہان وہ میثاق ہے جو ان پر لیا گیا جب کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالے گئے تہے کسی نے کہا مراد وہ دلائل عقلی ہین جو اللہ پاک نے اُن کے واسطے نصب کیے اور ان ہین مرکوز فرمائے اپنے آسمان و زمین مین اور وہ نقلی دلائل جو اُن پر نازل کیے عبادت شیطان سے مراد اُس کی طاعت ہے اس شئے مین جس کا وسوسہ اُن کی طرف پہونچاتا ہے اور اس کو ان کے واسطے اچہا کر دکہاتا ہے اس طاعت کو جو پیرایہ عبادت مین ادا فرمایا سو مقصود اس سے زیادت تحذیر و تنفیر ہے طاعت شیطان سے گویا اس کا کہا ماننا اس کا پوجنا ہے غرض کہ طاعت شیطان سے اور اس کے وسوسے قبول کرنے سے جو نہی کی اس کی یہ تعلیل ذکر فرمائی کہ انہ لکم عدو مبین یعنے تم اس کا کہا مت مانو اور اس کے وسوسے قبول مت کرو اس واسطے کہ وہ تو تمہارا کہلا دشمن ہے پہر بعد اس کے اپنی عبادت کا امر فرمایا وَاَنِ اعْبُدُوْنِ کلمہ ان دونون جگہہ مفسرہ ہے عہد کا جس ہین قول کے معنے ہین یعنے وہ عہد یہ ہے کہ شیطان کو مت پوجو اور مجہے پوجو یہ بہی جائز ہے کہ دونون جگہہ مصدریہ ہوا ے الم اعہد الیکم بان لاتعبدوا و بان اعبدونی یا نفی ترک عبادۃ الشیطان ونفی عبادتی نہی کو امر پر مقدم کیا سو اس کے دو فائدے ہین ایک یہ ہے کہ تخلیہ مقدم ہوتا ہے تحلیہ پر یعنے نفس کا رذائل سے خالی کرنا مقدم ہے اس کے آراستہ کرنے پر ساتہہ فضائل کے جس طرح کہ کلمہ توحید مین نفی مقدم ہے اثبات پر دوسرا یہ ہے کہ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ اس سے متصل ہوجائے کیونکہ یہ اشارہ ہے طرف عبادت اللہ تعالے کے جو کہ عبارت ہے توحید و اسلام سے یعنے یہ توحید و اسلام نہایت درجے کا سیدہا رستہ ہے اس سے بڑہکر اور کوئی سیدہی راہ نہین ہے پہر اللہ پاک نے واسطے تشدید تقریع کے اور تاکید توبیخ کے جملۂ مستانفہ سے شیطان کی عداوت بنی آدم سے ذکر کی پس فرمایا وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا حرف لام توطیہ قسم کا ہے یعنے قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر اس نے بہکایا ہے تم مین سے خلق کثیر کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یا جموع کثیرہ کو جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے یا امم کثیرہ کو جیسا کہ کلبی نے کہا ہے نافع و عاصم نے بکسر جیم و با و تشدید لام اور ابو عمرو و ابن عامر نے بضم جیم و سکون با اور باقی قراء نے بضمتین مع تخفیف لام پڑہا ہے ابن ابی اسحاق و زہری و ابن ہرمز نے بضمتین مع تشدید لام اور اسی طرح حضرت حسن و عیسی بن عمر و نضر بن انس نے اور ابو یحیے و حماد بن سلمہ و اشہب عقیلی نے بکسر جیم و اسکان با و تخفیف لام نحاس نے کہا کہ اہین ان سب کے پہلے قرارت ہے

دلیل اس پر یہ ہے کہ والجبلۃ الاولین کو سب نے بکسر جیم وبا وتشدید لام پڑہا ہے پس جبلا جمع جبلہ کی ہوگی اور
اشتقاق سب کا جبل اللہ الخلق سے ہے اے خلقهم ثعلبی نے کہا کہ ساری قراتین بمعنے خلق ہین کسی نے
جبیلا بجیم ویاے تحتیہ پڑہا ہے ضحاک نے کہا کہ جبیل واحد دس ہزار کا ہوتا ہے اور کثیر کا شمار نہین کرسکتا ہے
مگر اللہ عزوجل یہ قرات حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے بہی مروی ہے **افلم تکونوا تعقلون**
کو جمہور نے بتاے خطاب پڑہا ہے اور طلحہ وعیسے نے بیاے غیبت ہمزہ واسطے تقریع وتوبیخ کے ہے اور حرف
فا واسطے عطف کی مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے چنانچہ اس کے نظائر ہین گذر چکا ہے اے اتشاہدون
آثار العقوبات فلم تکونوا تعقلون یعنے کیا تم مشاہدہ کرتے ہو عقوبتون کے نشانون کا پہر تم نہین بوجہتے
ہو یا یہ معنے ہین کیا پہر تم نہین بوجہتے ہو شیطان کی عداوت کو واسطے تمہارے یا کیا پہر تم نہین بوجہتے
ہو اصلا کسی شے کو کذا فی فتح البیان **پہر** جس وقت وہ دوزخ سے قریب ہون گے تو ان سے یہ کہا جائیگا

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى
اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى
اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا
مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○ع یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ تہا پیٹہو اس مین آج کے دن بدلا اپنے کفر کا آج ہم مہر کردینگے ع۴

ان کے موہنون پر اور بولین گے ہم سے ان کے ہاتہہ اور بتادین گے ان کے پاؤن جو کچہہ وہ کماتے تہے اور
اگر ہم چاہین مٹادین ان کی آنکہین پہر دوڑین راہ لینے کو پہر کہان سے سوجہی اور اگر ہم چاہین صورت بدل
دین ان کی جہان کی تہان پہر نہ سکین آگے چلنا نہ وہ اُلٹے پہرین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
کہ قیامت کے دن بنی آدم کے کفار سے واسطے تقریع وتوبیخ کے کہا جائے گا اس حال مین کہ جہنم ان کے
سامنے لائی گئی ہوگی **ہٰذہ جہنم التی کنتم توعدون** یعنے یہ وہ جہنم ہے جس سے تم کو رسولون
نے ڈرایا سو تم نے اس کی تکذیب کی **اصلوہا الیوم بما کنتم تکفرون کما قال تعالٰی**
يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ○ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ
لَا تُبْصِرُوْنَ **قولہ تعالے** اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ الآیۃ یہ حال ہے کفار ومنافقین کا قیامت کے
دن جب کہ انکار کرین گے اس جرم کا جس کو دنیا مین کرچکے ہین اور قسم کہائین گے کہ اس کو نہین کیا تو اللہ پاک
ان کے موہنہ پر مہر کردے گا اور ان کے اعضا کو بلوائے گا ساتہہ ان کاموں کے جو انہون نے کیے ہین
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تہے ہم تہے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آپ ہنسے
یہانتک کہ آپ کی کچلیان کہل گئین پہر فرمایا کیا تم جانتے ہو مین کس شے سے ہنسا ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور

اس کے رسول دانا تر ہین فرمایا کہ جہگڑنے سے بندی کے اپنے رب سے قیامت کے دن کہے گا رب میرے کیا تو نے
مجہے پناہ نہین دی ظلم سے تو فرمائے گا ہان پس کہے گا مین جائز نہین کہتا ہون اپنے اوپر کوئی گواہ مگر
میرے نفس سے تو فرمائے گا کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا و بالکرام الکاتبین شہودا یعنے کافی ہے تیرا
نفس آج کے دن تجہ پر حساب لینے والا اور کرام کاتبین گواہ پہر اس کے مونہہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس
کے اعضا سے کہا جائے گا بولو تو وہ بولین گے اس کے عمل کو پہر تخلیہ کیا جائے گا درمیان اس کے اور بات
کرنے کے تو کہے گا بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل یعنے تم کو دوری ہو مین تو تمہاری ہی طرف سے
جہگڑتا تہا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَقَدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ کِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِی النَّضْرِ
عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ سُفْیَانَ هُوَ الثَّوْرِیُّ بِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّسَائِیُّ
لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ سُفْیَانَ غَیْرَ الْاَشْجَعِیِّ وَهُوَ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاللّٰهُ تَعَالٰی
اَعْلَمُ کَذَا قَالَ وَقَدْ تَقَدَّمَ مِنْ رِوَایَةِ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عَمْرٍو الْاَسَدِیِّ وَهُوَ الْعَقَدِیُّ
عَنْ سُفْیَانَ **عبد الرزاق** نے کہا ہم کو خبر دی معمر نے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ آپ نے فرمایا اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ مُفَدَّمًا عَلٰی اَفْوَاهِکُمْ بِالْفِدَامِ فَاَوَّلُ مَا یُسْاَلُ عَنْ اَحَدِکُمْ
فَخِذُہٗ وَکَفُّهٗ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِهٖ یعنے تم بلائے جاؤگے اس حال مین
کہ تمہاری منہ دہان بند سے بند ہے ہون گے مطلب یہ ہے کہ بات کرنے سی ممنوع ہون گے مونہہ سی نہ بول
سکین گے پس اول شے جو سوال کی جاے گی ایک تمہاری سی اُس کی ران ہے اور دونون ہتیلیان سفیان
ابن عیینہ نے عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث طویل قیامت مین
روایت کیا ہے اس مین کہا ہے پہر ملاقات کرے گا تیسرے سے پہر فرمائے گا کیا ہے تو وہ عرض کرے گا
مین تیرا بندہ ہون مین ایمان لایا تجہ پر اور تیرے نبی پر اور تیری کتاب پر اور روزے رکہے اور نماز
پڑہی اور صدقہ دیا اور ثنا کرے گا ساتہہ بہتر اس شے کے جس کی طاقت رکہے گا کہا پہر اس سے کہا
جائے گا کیا نہ اُٹہائین ہم تجہ پر گواہ ہمارا پہر وہ اپنے جی مین فکر کرے گا وہ کون ہے جو اس پر گواہی دیگا
پس اس کے مونہہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا بول کہا پہر بولے گی اس کی ران
اور اس کا گوشت اور اُس کی ہڈیان ساتہہ اُس شے کے جو وہ کرتا تہا اور یہ منافق ہے اور یہ اُس لیے ہے
کہ عذر قطع کر دے اس کے نفس سے اور یہ وہ ہے جس پر اللہ سبحانہ وتعالی خفا ہو گا وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ
مِنْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ بِهٖ بِطُوْلِهٖ **پہر ابن ابی حاتم** نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے بیشک اول ہڈی انسان کی

جو کلام کہے گی جس دن کہ منہ پر مہر کی جاوے گی اس کی ران ہے بائین پاؤن کی وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ بِهٖ مِثْلَهٗ امام احمد نے اس کی اسناد کو
جید کہا ہے لفظ حدیث شریف کہ یہ ہین اِنَّ اَوَّلَ عَظْمٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ يَتَكَلَّمُ يَوْمَ يُخْتَمُ عَلَى الْاَفْوَاهِ
فَخِذُهٗ مِنَ الرِّجْلِ الشِّمَالِ **ابن جریر** نے حضرت ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بلایا
جاوے گا مومن واسطے حساب کے قیامت کے دن پس پیش کرے گا اس پر رب اس کا عمل اُس کے کو اُس
شے مین جو درمیان اُس کے اور اُس کے ہے تو وہ اقرار کرے گا پس کہے گا ہان اے میرے رب عمل کیا مینے
عمل کیا مین سے نے عمل کیا مین سے نے کہا پس بخشدے گا اللہ تعالی واسطے اُس کے گناہ اُس کے اور ستر
کرے گا اس کو اُن سے کہا پس نہین ہے زمین پر کوئی خلق کہ دیکھے اُن گناہون سے کسی شے کو اور
اس کی نیکیان ظاہر ہون گی تو دوست رکھے گا کہ سارے لوگ اُن کو دیکھین اور بلایا جاوے گا کافر و منافق
واسطے حساب کے تو پیش کرے گا اُس پر رب اُس کا اس کے عمل کو تو وہ انکار کرے گا اور کہے گا اے رب
قسم ہے تیری عزت کی البتہ مقرر لکھ لیا ہے مجھ پر اس فرشتے نے اس شے کو جو مین نے نہین کی تو فرشتہ اُس
سے کہے گا کیا تو نے نہین کیا ایسا فلان دن فلان مکان مین تو وہ کہے گا نہین قسم ہے تیری عزت کی
اے رب مین نے اس کو نہین کیا پس جب وہ یہ کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالی اس کے منہ پر مہر کردے گا حضرت
ابو موسیٰ فرماتے ہین پس مین گمان کرتا ہون کہ اول شے جو اسکی بولے گی سیدھی ران ہے پھر یہ آیت پڑھی
الیوم نختم الآیۃ **قولہ تعالی** وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ الآیۃ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت
ابن عباسؓ سے یہ ہے اگر ہم چاہتے تو البتہ گمراہ کردیتے ان کو ہدایت سے پھر وہ کیون کر راہ پاتے اور ایک بار
کہا اگر ہم چاہتے تو ان کو اندھا کردیتے حضرت حسن بصری نے فرمایا اگر اللہ چاہتا تو اُن کی آنکھین مٹا دیتا
تو ان کو کردیتا اندھے تردد کرتے سدی نے کہا اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھون کو اندھا کردیتے مجاہد
و ابو صالح و قتادہ و سدی نے کہا کہ مراد صراط سے طریق ہے ابن زید نے کہا اس جگہہ مراد صراط سے حق
ہے پھر وہ کہان سے دیکھتے حالانکہ ہم نے ان کی آنکھین مٹا دین عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے فانی یبصرون کی تفسیر مین لا یبصرون الحق ہے **قولہ تعالی** وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ
الآیۃ عوفی کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے اہلکنہم ہے سدی نے کہا یعنے لغیرنا خلقہم
یعنے البتہ ہم بدل دیتے ان کی خلق کو ابو صالح نے کہا البتہ کردیتے ہم ان کو پتھر حضرت حسن بصری و قتادہ
نے کہا البتہ بٹھا دیتا ان کو ان کے پاؤن پر اور اسی لیے اللہ تبارک وتعالے نے یون فرمایا ہے فما
استطاعوا مضیا ولا یرجعون یعنے پھر وہ نہ سکتے چلنا آگے کی طرف اور نہ وہ لوٹتے پیچھے کی طرف

بلکہ لازم پکڑتے ایک حال کو نہ آگے بڑہنے نہ پیچہے ہٹتے **ف** جملہ ہذہ جہنم التی کنتم توعدون مستانفہ ہے
بعد تمام توبیخ کے اُس کے ساتہہ اُن کو خطاب کیا جائے گا جب کہ کنارہ جہنم پر پہونچین گے یعنے فرشتے ان
سے کہین گے یہ وہ جہنم ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تہا دنیا مین رسولون کی زبان پر پہر ان سے کہین گے
اصلوہا الیوم بما کنتم تکفرون یہ امر سرزنش و اہانت کا ہے جس طرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے ذُق اِنَّکَ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ یعنے تم اس مین گہسو آج کے دن اور اسکی گرمی کہینچو اور انواع و اقسام کا عذاب
اُس مین چکہو اس سبب سے کہ دنیا مین تم اللہ تعالی کے ساتہہ کفر کرتے تہے اور شیطان کی طاعت کرتے تہے
اور بتون کو پوجتے تہے **الیوم نختم علی افواہہم** الآیہ مرتبط ہے اصلوہا الخ سے مروی ہے کہ جب
یہ ان سے کہا جائے گا تو اس شے کا انکار کرین گے جو دنیا مین ان سے صادر ہو چکی ہے یعنے شرک و
تکذیب رسل پس جہگڑین گے تو ان کے پڑوسی اور گہر والے اور کنبے والے ان پر گواہی دین گے پس
قسم کہا جائین گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور کہین گے ہم جائز نہین رکہتے ہین اپنے اوپر گواہ مگر
اپنی جانون سے پس اللہ پاک ان کے مونہہ پر ایسی مہر کر دے گا کہ اُس کے ساتہہ بات کرنے پر قادر نہ
ہون گے اور ان کے اعضا سے کہا جائے گا کہ بولو تو ان کے ہاتہہ بولین گے جو کچہہ وہ کرتے تہے اور
اُن کے پاؤن اُن پر گواہی دین گے اُس کام کی جو کرتے تہے یہان جو خطاب سے غیبت کی طرف التفات
کیا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ منظور بتانا ہے اس بات کا کہ ان کے افعال قبیحہ اس کے مستدعی ہین کہ ان کے
خطاب سے اعراض کیا جائے کسی نے کہا ہے کہ ان کے مونہہ پر مہر کرنے کا یہ سبب ہے کہ موقف والے
اُن کو پہچان لین کسی نے کہا یہ ہے کہ ان کے اعضا سے اقرار ہو جائے اس لیے کہ شہادت غیر ناطق
کی حجت مین ابلغ ہے ناطق کی شہادت سے کیونکہ یہ امر خارج ہے مخرج اعجاز مین کسی نے کہا یہہ
ہے کہ وہ اُس بات کو جان لین کہ اُن کے اعضا جو اُن کے مددگار تہے معاصی الٰہی مین وہی اُن پر گواہ
ہو گئے رہا یہہ امر کہ جس بات کے ساتہہ ان کے ہاتہون نے نطق کیا اُس کو تو کلام و اقرار ٹہیرایا اور جس کے
ساتہہ پاؤن نے نطق کیا اس کو شہادت قرار دیا سو اس کی حکمت یہ ہے کہ اکثر معاصی کے مباشر ہاتہہ
ہوتے ہین اور کلام فاعل کا اقرار ہوتا ہے اپنے نفس پر ساتہہ اس فعل کے جو اس نے کیا ہے اور پاؤن
ہر معصیت کے وقت حاضر ہوتے ہین اور کلام حاضر کا شہادت ہوتی ہے اُس کام کی جو اُس نے دیکہا
یہ وجہ باعتبار غالب کے ہے ورنہ کبہی خود پاؤن معصیت کے مباشر ہوتے ہین مثل ہاتہون کے کرخی
مین ہے امام نے کہا کہ اللہ پاک نے ختم کی نسبت تو اپنی طرف کی اور کلام و شہادت کو ہاتہون پاؤن
کی طرف منسوب کیا تا کہ اس مین یہ احتمال نہ ہو کہ یہ کلام اُن سے جبرًا یا قہرًا ہوا حالانکہ اقرار مع اجبار

کے غیر مقبول ہے پس فرمایا تکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم یعنے ان کے ہاتھ ہم سے بات کرین گے اور ان کے پاؤن گواہی
دین گے اپنے اختیار سے بعد اس کے کہ اللہ تعالی بات کرنے پر ان کو قادر کر دے گا تاکہ یہ زیادہ تر دال ہو ان سے
گناہ صادر ہونے پر الیوم ظرف ہے نختم کا اور کسی نے یختم بصیغہ مجہول پڑہا ہے نائب فاعل سکا علےٰ افواھھم ہے
پھر اگر کفار یہ خیال کرین کہ اعضا کا بولنا کیونکر ہو سکتا ہے سو اس پر اُن کو تہدید کی اور ارشاد فرمایا ولو
نشاء الآیہ یعنے اس کی قدرت کے سامنے اس کی کیا ہستی ہے وہ تو ہر شے پر قادر ہے وہ اگر چاہے تو دنیا میں
اُن کو اندہا کر دے اور اُن کی صورت بدل ڈالے یا پتھر کر دے جو اُس پر قادر ہے وہ اس پر بہی قادر ہے کہ
اُن کے ہاتھ پاؤن کو ناطق کر دے کسائی نے کہا طمس یطمس وطمیس ورطمیس وطموس اہل لغت کے نزدیک وہ
شخص ہے جس کی دونون آنکھون مین شق نہ ہو مفعول نشاء کا محذوف ہے اے لو نشاء ان نطمس علے اعینھم لطمسنا
فاستبقوا معطوف ہے لطمسنا پر اور صراط بنزع خافض منصوب ہے اے فاستبقوا الیہ اے تبادروا الی الطریق
لیجوزوہ ویمضوا فیہ فانی یبصرون اے فکیف یبصرون الطریق ویحسنون سلوکہ ولا ابصار لھم معنے یہ ہین اگر
ہم چاہین اس بات کو کہ مٹا دین اُن کی آنکھین تو مٹا دین یعنے اُن کی آنکھون کو لے جائین اور اُن کو ایسا کر دین
کہ نہ اُن کے واسطے شق ظاہر ہو نہ جفن یعنے پپوٹا مطلب یہ ہے کہ بالکل برابر کر دین جس طرح کہ اس آیت
مین ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ پہر وہ دوڑین طرف رستے کے تاکہ اس کو قطع کرین
اور اُس مین چلین پہر وہ کیونکر دیکھین رستے کو اور اچہی طرح اُس کو چلین حالانکہ اُن کی آنکھین نہین
ہین اس معنے کی بنا پر صراط سے مراد یہی طریق محسوس ہے اس آیت مین کئی قول ہین ایک قول تو یہی ہوا
شیخ زادہ رح نے کہا یعنے ہم نے اُن کے دلون کو اندہا کر دیا اور اگر ہم چاہین تو لے جائین ان کی ظاہر آنکھون
کو اس طور پر کہ ان کا جفن ظاہر ہو اور نہ شق پہر وہ ایسے ہو جائین کہ اگر دوڑین رستے کو تاکہ اُس پر چلین
واسطے اپنے بعض مقاصد کے تو وہ اس پر قادر نہ ہون پہر کیونکر دیکھین حالانکہ ہم نے اُن کی آنکھین اندہی
کر دین معنے اس کے یہ ہین کہ ہم اس پر قدرت رکہتے ہین کہ دنیا مین یہ کام ان کے ساتھ کر دین جس طرح کہ
عقبے مین اُن کے اعضا کو ناطق کر دیا اور وہ بسبب اپنے کفر کے اس بات کے مستحق ہو چکے ہین لیکن ہم نے اُن
پر عقوبت کی جلدی نہین کی تاکہ توبہ کرین اور میری نعمت جو اُن پر ہے اُس کا شکر ادا کرین بعد اس کے کہا کہ
یہ قول حسن وسدی کا ہے دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ومقاتل وقتادہ وعطا نے کہا معنے
یہ ہین اگر ہم چاہین تو اُن کی گمراہی کی آنکھون کو پہوڑ ڈالین پہر اُن کی گمراہی سے اُن کو اندہا کر دین اور اُن
کی ابصار کو گمراہی سے ہدایت کی طرف پہیر دین پہر وہ دوڑین رستے کو تو راہ پائین طرف راہ حق کے
اور اُس کو دیکہہ لین فانی یبصرون یعنے پہر وہ کیونکر دیکہین لیکن جب کہ ہم نے یہ نہ چاہا تو اُن کے ساتھ

نہ کیا انتہے اس قول کی بنا پر صراط سے مراد راہ محسوس نہین ہے بلکہ راہ حق مراد ہے فتح القدیر مین حضرت حسن و
سدی کا یہ قول نقل کیا ہے لترکناہم عمیاً یترددون لا یبصرون طریق الہدی واختار ہذا ابن جریر انتہے اس مین غور ا
غور کرو معنے بالعکس ہین معلوم ہوتا ہے کہ لترکناہم سہو کاتب ہی صحیح ترکناہم ہے اور یہ بعینہ دوسرے قول کا حاصل
ہے جو مذکور ہوا یعنے جب کہ ہم نے یہ نہ چاہا تو اُن کے ساتھہ یہ نہ کیا حاصل اس کا یہ ہوا کہ ہم نے اُن کو اندہا چھوڑ
رکہا ہے مین راہ ہدایت کو نہین دیکہتے ہین لو اب معنے ٹہیک ہو گئے ولله الحمد والله سبحانه اعلم اُن کے مادے کا
قصور ہے قابل ہدایت کے نہین ہے ورنہ ع اُن سے کیا ضد تہی اگر وہ کسی قابل ہوتے ÷ ولله سبحانه الحکمة
البالغة والحجة التامة فی کل ما فعل ولا یسأل عما یفعل وہم یسألون وقد قال تعالی فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ
عبد کا کام عبدیت ہی معبود کا کام وہ خود جانے ع چہ دانی تو اے بندہ کار خدائی ÷ پہر فتح القدیر مین عطا
ومقاتل وقتادہ کا قول باین لفظ ذکر کیا ہے المعنے لو نشاء لفقأنا اعینہم واعمیناہم عن غیہم وحولنا ابصارہم
من الضلالة الی الہدی فابصروا رشدہم واہتدوا وتبادروا الی طریق الآخرة حضرت ابن عباس کا اس مین
نام نہین لیا بلکہ ان کا یہ قول نقل کیا ہے اعمیناہم واضللناہم عن الہدی فانی یبصرون فکیف یہتدون
اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی الاسماء والصفات یہ قول بہی حاصل ہے قول دوم مذکور
کا یعنے ہم نے اُن کو اندہا کیا اور گمراہ کیا ہدایت سے پہر وہ کیونکر راہ پائین ابن کثیر مین قول مذکور باین
لفظ ہے ولو نشاء لاضللناہم عن الہدی فکیف یہتدون وقال مرة اعمیناہم اس مین بہی وہی خلل ہے
صحیح وہی لفظ ہے جو اول مذکور ہوا وقال الحسن البصری لو شاء الله لطمس علی اعینہم فجعلہم عمیاً یترددون
وقال السدی یقول ولو نشاء اعمینا ابصارہم انتہے فتح البیان مین بہی تین قول ذکر کیے ہین حقیقت مین
دو ہی قول ہین **غرض** کہ قول اول کی بنا پر الله پاک کی قدرت ونعمت کا اظہار ہے اور کفار کو تہدید
وتوبیخ ہے اور در پردہ وہی لطف وکرم سے توحید واتباع رسول کی طرف دعوت آور دوسرے قول کی
بنیاد پر بیان نفس الامری ہے اُن کفار کا جو کہ بوجہ قصور مادہ وشقاوت ازلی کے کفر ہی پر قائم رہین گے
اور درکات دوزخ مین جلین گے اعاذنا الله تعالے منہا پہر الله پاک نے دوسری تہدید سنائی پس ارشاد
فرمایا ولو نشاء لمسخناہم علی مکانتہم مسخ کہتے ہین تبدیل خلقت کو یعنے صورت کا بدلنا اور قوی
کا باطل کر دینا مثلاً پتہر یا کوئی اور جماد کر دینا یا چوپایہ بنا دینا مکانة بمعنے مکان ہے کسی نے کہا کہ مکانة اخص
ہے مکان سے مثل مقامہ ومقام کے جمہور نے بافراد پڑہا ہے اور حضرت حسن وزر بن حبیش وابوبکر نے عاصم
سے مکاناتہم بجمع پڑہا ہے معنے یہ ہین اگر ہم چاہین تو اُن کی خلق کو بدلدین اُس مکان پر جس مین وہ ہین
کسی نے کہا کہ ان کو مسخ کر دین اس مکان مین جس مین انہون نے معصیت کی ہے حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ نے کہا ہم اُن کو ہلاک کردین اُن کے مساکن مین **فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ** یعنے پہر وہ قادر نہون جانے پر اور نہ آنے پر حضرت حسن نے فرمایا کہ ہم اُن کو بٹہاوین پہر وہ طاقت نہ رکہین اس کی کہ وہ اپنے آگے جائین اور نہ اس کی کہ اپنے پیچہے پہرین جماد ایسا ہی ہوتا ہے کہ نہ آگے بڑہے نہ پیچہے ہٹے جمہور نے مضیا بضم میم پڑہا اور ابو حیوہ نے بفتح میم اُن سے بکسر میم بہی مروی ہے اور کسائی سے بہی روایت کی گئی ہے جسوقت کوئی زمین مین جائے تو محاورے مین بولتے ہین مضی یمضی مضیا اور جسوقت عود کرے جہان سے آیا ہے تو کہتے ہین رجع یرجع رجوعا کسی نے کہا کہ معنے ولا یستطیعون جو ہین فعل کو مصدر کی جگہہ مین رکہہ دیا ہے واسطے مراعات فاصلہ کے حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ پاک ان کا عذاب کرنا چاہتا بایں طور کہ اُن کی آنکہین مٹا دیتا اور اُن کو مسخ کر دیتا جس طرح کہ ان کے گناہ اسی کے مقتضی ہین لیکن اس نے طریقہ رحمت و حکمت پر لحاظ کرکے اس کو نہ چاہا یہ دونون اس کو چاہتے ہین کہ اُن کو مہلت دی جائے **یحیے بن سلام** نے کہا ہذا کلہ یوم القیامۃ یعنے یہ طمس و مسخ قیامت کے دن ہوگا قرطبی مین ہے کہ عبداللہ بن سلام سے اس آیت مین غیر ما تقدم مروی ہے انہون نے اس کی تاویل اس پر کی ہے کہ یہ روز قیامت مین ہے اور کہا ہے کہ جس وقت قیامت کا دن ہوگا اور پل صراط دراز کیا جائے گا تو ایک منادی ندا کرے گا چاہیے کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہڑے ہون اور اُن کی اُمت پس آپ کی امت کے نیک و بد کہڑے ہون گے آپ کے پیچہے ہون گے تا کہ پل صراط پر سے گزرین پہر جس وقت وہ اس پر ہو جاوین گے تو اللہ تعالی ان کے فجار کی آنکہون کو مٹا دے گا پہر وہ دوڑین گے پل صراط کو تو اس کو کہان سے دیکہین گے تا آنکہ اس کے پار ہون پہر اسی طرح حضرت عیسے علیہ السلام کو اور باقی انبیا کو علیہم الصلوۃ والسلام ندا ہوگی ذکرہ النحاس وقد ذکرناہ فی التذکرۃ انتہے لیکن اس قول سے صرف طمس کا معلوم ہوا مسخ کا ذکر نہین ہے **پہر** اللہ پاک نے بعث پر اور طمس و مسخ پر ایک دلیل ذکر کی ارشاد فرمایا **وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝**

اور جس کو ہم بوڑہا کرین آوندہا کرین خلقت مین پہر کیا بوجہ نہین سکتے اور ہم نے نہین سکہایا اس کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہین یہ تو نری سمجہوتی ہے اور قرآن ہے صاف تا ڈر سناوے اس کو جس مین جان ہو اور ثابت ہو بات منکرون پر **ف** یعنے جیسا لڑکا سست تہا بوڑہا پہر ویسا ہی ہوا یہ نشان ہے پہر پیدا ہونے کا **ف** جس مین جان ہو یعنے نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدے کو اور منکرون پر الزام اُتارنے کو نہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے ابن آدم کے حال کی کہ جون جون اُس کی عمر بڑہتی جاتی ہے دن و دن بعد قوت

ونشاط کے ضعف وعجز کی طرف پہرا جاتا ہے کما قال تبارک وتعالے سبحان ربی الاعلے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ **وقال عزوجل** وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا واللہ اعلم مراد اس سے خبر دینا ہے اس گہر کی کہ یہ گہر زوال وانتقال کا گہر ہے دوام واستقرار کا گہر نہیں ہے اسی لیے یون فرمایا ہے افلا یعقلون یعنے کیا پہر وہ فکر نہین کرتے ہین اپنی عقلون سے اپنی ابتدا ر پیدائش مین کہ آدمی پیدا ہوتے وقت کیا ضعیف وکمزور ہوتا ہے پہر قوت آتے آتے جوان قوی ہوتا ہے پہر بوڑہاپے کے آثار ظاہر ہوتے ہین بال سفید ہوجاتے ہین پہر انتہا کے بڑہاپے کو پہونچتا ہے تاکہ یہ جان لین کہ وہ ایک دوسرے گہر کے واسطے پیدا کیے گئے ہین جس کو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اس سے انتقال و سفر ہے یہ وہی دار آخرت ہے **قولہ تعالے** وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ الآیۃ اللہ پاک اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اس نے ان کو شعر کہنا نہین سکہایا اور نہ وہ ان کے لائق ہے یعنے اُن کی طبیعت مین نہین ہے سو وہ نہ اُسکو اچہی طرح کہہ سکتے ہین نہ اُسے دوست رکہتے ہین اور نہ ان کی جبلت اس کی مقتضی ہے اسی لیے وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وزن منتظم پر ایک بیت بہی یاد نہین کہتے تہے بلکہ اگر آپ اُس کو پڑہتے تو اُسے ناموزون کردیتے یا اس کو پورا نہ فرماتے تہے **شعبی** نے کہا مَا وَلَدَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ ذَكَرًا وَلَا اُنْثٰى اِلَّا يَقُوْلُ الشِّعْرَ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنے عبد المطلب کے جو لڑکا لڑکی پیدا ہوا تو وہ شعر کہتا تہا مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپنے شعر نہین کہا ابن عساکر نے عتبہ بن ابی لہب کے ترجمہ مین اس کو ذکر کیا ہے جس کو زرقا بن بشیر نے کہا لیا تہا حضرت **حسن البصری** کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بیت کے ساتہہ تمثل فرمایا کرتے تہے ع كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ نَاهِيًا + پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کفی الشیب والاسلام للمرء ناہیا یعنے بڑہاپا اور اسلام کافی ہے مرد کو مناہی سے منع کرنے والا حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہین اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اخرجہ ابن ابی حاتم اور اسی طرح **بیہقی** نے دلائل مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو قائل ہے ؎

اَتَجْعَلُ نَهْبِیْ وَنَهْبَ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ

تو عباسؓ نے عرض کیا وہ تو یون ہے بین عیینۃ الاقرع آپنے فرمایا کہ سب برابر ہے یعنے معنے مین صلوٰۃ

اللہ وسلم علیہ واللہ اعلم **سہیلی** رضی اللہ عنہ نے **الریاض الانف** مین ذکر کیا ہے کہ اس تقدیم و
تاخیر کے واسطے جو کہ آپکے کلام پاک مین واقع ہوئی ہیجہ اس بیت کی ایک مناسبت ہی کہ آپنے اس مین عزا
فرمائی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اقرع بن حابس کو آپنے عیینہ بن بدر فزاری پر شرف دیا ہے کیونکہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت مین یہ شخص مرتد ہوگیا بخلاف اس کے واللہ اعلم اسی طرح **ارموی** نے
اپنے مغازی مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگے درمیان مقتولون کے بدر کے
دن اور آپ یون فرماتے تھے نُفَلِّقُ هَامًا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت کے تمام کرنے کو یون کہتے
تھے مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّةٍ + عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَ اَظْلَمَا ؎ یہ شعر بعض شعراے عرب کا ہے اپنے قصیدے
مین یہ قصیدہ حماسہ مین ہے یعنے ہم چیرتے ہین کہو پریان مردون کی جو کہ ہم پر عزیز ہین اور وہ تھے نافرمان تر
اور ظالم تر **شعبی** نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم جس وقت شک کرتے خبر کا تو اس باب مین طرفہ کی بیت کے ساتھ تمثل فرمایا کرتے تھے ع وَيَاْتِيْكَ
بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ ؎ یعنے تیرے پاس خبرین لے آئیگا وہ شخص جس کو تو نے زاد راہ نہین دیا ہے
اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مِنْ طَرِيْقِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ
عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْهَا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ
هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ
صَحِيْحٌ **حافظ ابوبکر بزار** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تمثل فرمایا کرتے تھے اشعار سے ویاتیک بالاخبار من لم تزود ؎ یہ طرفہ بن العبد کی شعر
مین اس کے معلقہ مشہور مین ہے اور یہ مصرع مذکور اس کے بیت کا آخر ہے اول اسکا یہ ہے ستبدی لک
الایام ماکنت جاہلا ؎ ویاتیک بالاخبار من لم تزود ؎ ویاتیک بالاخبار من لم تبع لہ ؎ بتاتا ولم تضرب
لہ وقت موعد ؎ **سعید بن ابی عروبہ** نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا سے کہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمثل کرتے تھے ساتھ کسی شے کے شعر سے تو فرمایا
کان ابغض الحدیث الیہ یعنے شعر آپ کو سب باتون سے زیادہ تر مبغوض تھا سوا اس کے کہ اخی بن قیس
کے بیت کے ساتھ آپ تمثل کرتے تو اس کے اول کو آخر اور آخر کو اول کر دیتے تھے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ یون نہین ہے تو آپنے فرمایا مین واللہ نہین ہون شاعر اور نہ وہ مجھے لائق
ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ **معمر** نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہا مجھے
یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمثل فرماتے تھے ساتھ کسی شے کے شعر سے تو فرمایا نہین مگر طرفہ کی بیت ستبدی لک الایام الخ پس آپ کہتے وَیَأْتِیکَ مَن لَّمْ تُزَوِّدْ بِالاَخْبَارِ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ یون نہین ہے تو آپ نے فرمایا مین شاعر نہین ہون اور نہ مجھے لائق ہے حافظ **ابوبکر بیہقی** نے عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہا جمع نہین کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت شعر کو کبھی مگر ایک بیت کو ؎

تَفَاءَلْ بِمَا تَهْوَىٰ يَكُنْ فَلَقَلَّمَا	يُقَالُ لِشَيْءٍ كَانَ إِلَّا تَحَقَّقَا	

حافظ ابن کثیر کہتے ہین مینے اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی سے اس حدیث کا پوچھا تو فرمایا ہو منکر ولم یعرف شیخ الحاکم ولا الضریر صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کے دن عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ابیات کے ساتھ تمثل فرمایا لیکن اپنے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کے قول کی پیروی کر کے کیونکہ وہ خندق کھودنے کے حال مین رجز پڑہتے جاتے تھے پس یون کہتے تھے ؎

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا	
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا	وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا	
إِنَّ الْأُولَىٰ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا	إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا	

آپ اپنی آواز کو اَبَیْنَا کہنے کے ساتھ بلند کرتے اور اس کلمے کو کھینچتے تھے اور یہ صحیحین مین بھی زحاف کے ساتھ مروی ہے اور اسی طرح ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا حنین کے دن اور آپ خچر پر سوار تھے اس کو دشمنون کے مقابلے مین پڑہاتے تھے ؎

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ	أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ	

لیکن کہا ہے کہ یہ اتفاقاً واقع ہو گیا بغیر قصد وزن شعر کے بلکہ بدون قصد کے زبان پر جاری ہو گیا اسی طرح وہ ہے جو جندب بن عبداللہ رضے اللہ عنہ سے صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہا ہم تھے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غار مین فنکبت اصبعہ یعنے آپ کی انگشت مبارک کو ٹھہر لگ گئی تو آپ نے فرمایا ؎

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ	وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ	

یعنے تو تو یہی ایک انگلی ہے کہ خون آلود ہو گئی اور اللہ کی راہ مین ہے جس شے سے تو ملی اور آئندہ زیر تفسیر قولہ تعالے الا اللمم اس شعر کا پڑہنا آئیگا ؎ اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا ؛ وَاَيُّ عَبْدٍ لَّكَ مَا اَلَمَّا یعنے تیری شان سے تو بہت بڑے بڑے گناہون کا بخشنا ہے رہے چھوٹے چھوٹے گناہ سو اُن کی تیری طرف نسبت نہین کی جاتی ہے کیونکہ اُن سے تو کوئی خالی نہین رہتا ہے اور یہ سبب بچنے کبائر کے وہ مٹا دیے جاتے ہین غرضکہ یہ سب جو بذکور ہوا اُس کو منافی نہین ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر

نہین سکھایا گیا اور نہ وہ ان کے لائق ہے کیونکہ اللہ پاک نے تو آپ کو صرف قرآن عظیم سکھایا ہے جس کے نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ پیچھے سے اُتارا ہے طرف سے حکیم حمید کے اور وہ شعر نہین ہے جیسا کہ کفار قریش کے جاہلون مین کے ایک گروہ نے زعم کیا ہے اور نہ وہ کہانت ہے نہ بنایا ہوا ہے اور نہ سحر منقول ہے جس طرح کہ گمراہون جاہلون کے اقوال و آرا اس مین طرح طرح کے واقع ہوئے ہین آپ کی طبیعت صناعت شعر سے طبعا و شرعا نفرت کرتی تھی چنانچہ **ابوداؤد** نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مَا اُبَالِیْ مَا اَوْتِیْتُ اِنْ اَنَا شَرِبْتُ تِرْیَاقًا اَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِیْمَۃً اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ تَفَرَّدَ بِہٖ اَبُوْدَاؤدَ اور **امام احمد** نے ابونوفل سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک شعر جائز تھا تو فرمایا قد کان ابغض الحدیث الیہ اور یہ بھی ان سے روایت کیا کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہُ الْجَوَامِعُ مِنَ الدُّعَاءِ وَیَدَعُ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ **ابوداؤد** نے عن ابی ہریرہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے البتہ یہ کہ بھرے جوف ایک تمہارے کا پیپ سے بہتر ہے واسطے اس کے اس سے کہ بھرے شعر سے اِنْفَرَدَ بِہٖ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَاِسْنَادُہٗ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ **امام احمد** نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَرَضَ بَیْتَ شِعْرٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ یعنے جو کوئی کہے بیت شعر بعد عشا کے تو مقبول نہ ہوگی واسطے اس کے نماز اس رات کی یہ حدیث شریف اس وجہ سے غریب ہے کتب ستہ والون مین سے کسی نے اس کی تخریج نہین کی ہے مراد اس سے شعر کا نظم کرنا ہے پڑھنا نہین ہے علاوہ اس کے یہ بات ہے کہ شعر مین بعض قسم مشروع ہے یعنے مشرکون کی ہجو جس کو شعرائے اسلام کیا کرتے تھے جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ و کعب بن مالک و عبداللہ بن رواحہ اُن کے مثل اور شعرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک قسم شعر وہ ہے جس مین حکمت کی باتین اور نصائح و پند و آداب ہوتے ہین جس طرح کہ جاہلیت کی ایک جماعت کے شعر مین پائی جاتی ہین ان مین سے امیہ بن صلت ہے جس کے بارے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آمن شعرہ و کفر قلبہ یعنے اس کا شعر ایمان لایا اور اس کے دل نے کفر کیا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سو بیتین پڑہین آپ ہر بیت کے عقب مین فرماتے تھے ہیہ یعنے اس سے زیادت طلب فرماتے تھے تو وہ منجملہ ابیات زیادہ سناتا تھا **ابوداؤد** نے حدیث ابی بن کعب و بریدہ بن حصیب و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا وَّاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکَمًا یعنے بعض بیان سحر کا سا اثر کرتا ہے اور بعض اشعار حکمت آمیز ہوتے ہین اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنٰہُ

الشعر یعنے اللہ تعالیٰ نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر نہین سکھایا وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ ای ما یصلح لہ یعنے شعر آپکے واسطے لائق نہین ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ یعنے یہ شے جو ہم نے اس کو سکھائی ہی نہین ہے وہ مگر ذکر اور قرآن بین و واضح وجلی واسطے اس شخص کے جو اس کو سوچے سمجھے اسی لیے یون فرمایا لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا یعنے تاکہ ڈراوے یہ قرآن مبین ہر زندہ کو جو روئے زمین پر ہے مثل قولہ تعالےٰ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ وقال جل وعلا وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ قرآن کے ڈرانے سے وہی نفع لیتا ہے جو کہ زندہ دل منور البصیرۃ ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے حی القلب حی البصر ضحاک نے کہا یعنے عاقل وَیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یعنے قرآن رحمت ہو واسطے مومنون کے اور حجت ہے کافرون پر کذا فی ابن کثیر **ف** جمہور نے ننکسہ بفتح نون اولی وسکون نون ثانی وضم کاف مخفف پڑہا ہے اور عاصم وحمزہ نے بضم نون اولی وفتح ثانی وکسر کاف مشددہ اور یعقلون کو جمہور نے بیائے تحتیہ اور نافع وابن ذکوان نے بتائے خطاب اس آیت کی مثل یہ آیت ہے ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ معنی یہ ہین کہ جس شخص کی عمر ہم دراز کرتے ہین تو اس کی خلق کو تغیر کو دیتے ہین اور جس قوت وزور وطراوت وتازگی پر اول تہا اس کے برعکس اسکو کر ڈالتے ہین کیا پہر وہ اپنی عقلون سے اس بات کو نہین جانتے ہین کہ جو ذات پاک اس پر قادر ہے وہی بعث ونشور پر بہی قادر ہے **غرضکہ** جب کفار مکہ نے قرآن شریف کو شعر کہا جو کہ مشتمل ہے اثبات بعث وتوحید پر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس کو لیکر آئے ان کو شاعر کہا تو اللہ پاک نے آیہ وما علمناہ الشعر نازل کرکے کفار کے قول کو رد فرمایا اول قرآن کے شعر ہونے کی نفی کی کہ ہم نے اس کو شعر نہین سکھایا ہے کیونکہ شعر تو ایک ایسا کلام ہے کہ تکلف کرکے اس کو بناتے ہین اور ایک مزخرف ومزین قول ہے کہ وزن وقافیہ کے طرز پر اُس کو درست کرتے ہین اُس کی بنا واہی خیالات واوہام پر ہوتی ہے پہر بہلا شعر کہان اور تنزیل جلیل کہان جو کہ کلام بشر کے مماثلت سے منزہ وبہر الحکمتہائے گوناگون اور احکام ظاہرہ وباہرہ سے مشحون اور سعادت دنیا وآخرت کی طرف موصل ہے پہر نبی کے شاعر ہونے کی نفی کی فرمایا وما ینبغی لہ یعنے شعر اس کے لیے ٹہیک نہین ہے نہ وہ اس سے بن سکتا ہے نہ اس پر سہل وآسان ہوتا ہے اگر وہ اس کو چاہے اور اس کے کہنے کا ارادہ کرے اس کی طبیعت وسجیت وفطرت اسکی مقتضی نہین ہے جیسا کہ ہم نے اس کو امی کیا ہے خط وکتابت کی طرف راہ نہین پاتا ہے تاکہ حجت ثابت تر ہو اور شبہ زائل تر بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ ارادہ کرتے کہ کسی شاعر کی بیت تمثل کرکے پڑہین تو اس کے وزن کو توڑ دیتے تہے کیونکہ جب آپنے طرفہ کے شعر کو پڑہا تو یون پڑہا ویاتیک من لم تزود بالاخبار اس کے سوا اور اشعار جو آپ نے پڑہے ہین جن کا ذکر

اول ہوچکا ہے آپ سے ایسا بہت واقع ہوا ہے رہا وہ کلام موزون جو آپ سے صادر ہوا جس کا ذکر اول ہوا ہے سو وہ
اتفاق سے ہے کہ بدون قصد کے اسکا ورود ہوگیا چنانچہ قرآن شریف مین بعض آتیین موزون واقع ہوئین ہین
حالانکہ وہ شعر نہین ہین اور نہ شعر ان سے مراد ہے بلکہ اتفاقاً اُن کا اتفاق ہوگیا ہے جس طرح کہ لوگون کی بہت
سی باتون مین اس کا وقوع ہوجاتا ہے کیونکہ کبہی وہ ایسا کلام بولتے ہین کہ اگر کوئی معتبر اسکا اعتبار کرے تو شعر
کے وزن پر ٹہیک ہوجاے حالانکہ اس کو شعر شمار نہین کرتے ہین قرآن شریف مین جیسے یہ آیت کریمہ ہے
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ **وقولہ تعالی** وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رَّاسِیَاتٍ علاوہ
یہ ہے کہ اخفش کہہ چکا ہے کہ النبی لا کذب الخ شعر نہین ہے خلیل نے کتاب العین مین کہا ہے کہ جو سجع دو جزو پر
آیا ہے وہ شعر نہین ہوتا ہے ابن العربی نے کہا ظاہر تر آپکے حال سے یہ ہے کہ آپنے برفع بائے لا کذب اور
بخفض بائے عبد المطلب فرمایا نحاس نے کہا بعض نے کہا ہے کہ روایت جو ہے سو باعراب ہی ہے اور جب باعراب
ہوئی تو شعر نہوا کیونکہ جس وقت کذب کے حرف با کو فتحہ دیا یا ضمہ یا اس کو منوّن کیا اور ثانی کی با کو کسرہ دیا
تو شعر کے وزن سے نکل گیا کسی نے اس جہگڑے کا لحاظ کرکے کہا ہے کہ لہٗ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع
ہے یعنی لائق نہین ہے واسطے قرآن کے کہ وہ شعر ہو لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو اول
گزر چکی ہے اُس مین ہے واللہ ما انا بشاعر ولا ینبغی لی یہ حدیث قول مذکور کو رد کرتی ہے بیضاوی و
خازن نے کہا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ مُتَّزِن نہین ہوتی تہی واسطے آپکے بیت شعر اور اگر آپ تمثل فرماتے
ساتھ کسی بیت شعر کے تو آپ کی زبان مبارک پر بکسر جاری ہوتی تہی اور اگر آپ ان لوگون مین سے ہوتے جو کہ
شعر کہتے ہین تو عقلا تہمت راہ پاتی اس بات مین کہ جو کچہ آپ لیکر آئے وہ خود ان کے پاس سے ہے اور اسی
لیے فرمایا ویحق القول الخ کیونکہ اب باقی نہین رہا مگر عناد جو کہ موجب ہلاک ہے **قرطبی** نے کہا کہ حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض احیان مین وزن کا ٹہیک ہونا اس بات کا موجب نہین ہے کہ آپ شعر جانین
کقولہ انا النبی لا کذب الخ اس کے مان لینے پر کہ یہ شعر ہے معول علیہ الفضال مین یہ بات ہے کہ تمثل کرنا ساتھ
بیت کے اس کو واجب نہین کرتا ہے کہ اس کا قائل عالم بالشعر ہے اور نہ اس کو کہ اس کا نام شاعر رکہا جائے
باتفاق علما جس طرح کہ کسی نے اتفاقاً بخیہ لیا تو وہ خیاط نہین ہوتا ہے زجاج نے کہا ای ما جعلناہ
شاعرا یعنی ہم نے اس کو شاعر نہین کیا ہے یہ اس کو منافی نہین ہے کہ وہ کوئی شعر انشا کرین بغیر قصد
اس کے شعر ہونے کے نحاس نے کہا کہ جو کچہ اس باب مین کہا گیا ہے یہ قول اس سب سے بہتر ہے کسی نے
کہا کہ اللہ عزوجل نے صرف یہ خبر دی ہے کہ اُس نے اُن کو شعر نہین سکہایا یہ خبر نہین دی کہ وہ شعر
انشا نہین کرتے ہین حالانکہ لوگون نے یون کہا ہے ہر وہ شخص جو کوئی قول موزون کہے اس سے

شعر کا قصد نہ کرے تو وہ شاعر نہیں ہوتا ہے سو اس کے نہیں کہ وہ شعر کے موافق ہو گیا بس جو موزون کلام زبان پر جاری ہو جاتا ہے وہ شعر شمار نہیں کیا جاتا ہے شعر سے تو وہی معدود ہوتا ہے جو وزن شعر پر جاری ہو مع قصد کے خلیل نے کہا ہے کہ کَانَ الشِّعْرُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ کَثِیْرٍ اِلْکَلَامِ وَلٰکِنْ لَّا یَتَاَتّٰی مِنْہُ انتہٰی یعنے شعر آپ کو بہت سے کلام سے محبوب تر تھا مگر آپ سے بن نہیں آتا تھا محبوب ہونے کی تائید اس حدیث سے ہو سکتی ہے جس میں ذکر ہے کہ آپ نے سو شعر سُنے محبوب وہی شعر ہے جس میں کفار کی ہجو ہے یا اللہ کی حمد و ثنا اور حضور کی نعت ہو یا کوئی حکمت و پند ہے اور مذموم وہ ہے جس میں مسلمانوں کی ہجو یا ہزلیات و اہیات باتیں ہیں قول فیصل یہ ہے کہ الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح سید آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے تسلیۃ الفواد میں اس کی خوب تنقیح کی ہے اور سیدنا ابو الوفا صاحب ترجمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلیل الطالب وغیرہ میں **بالجملہ** جب کہ قرآن کے جنس شعر سے ہونے کی نفی کی تو جو وہ حقیقت میں ہے اس کا ذکر فرمایا ان ھو الا ذکر الآیۃ یعنے نہیں ہے قرآن مگر ایک ذکر ہے اذکار سے اور ایک موعظہ ہے مواعظ سے کہ جن و انس اس کے ساتھ وعظ کیے جاتے ہیں اور ایک کتاب ہے اللہ کی آسمانی کتابوں سے مشتمل ہے احکام شرعیہ پر پڑھا جاتا ہے محرابوں میں تلاوت کیا جاتا ہے عبادت خانوں میں اس کی تلاوت سے اور اُس پر عمل کرنے سے فوز دارین حاصل کی جاتی ہے اور درجے ملتے ہیں پھر بھلا اس میں اور شعر میں کتنا بڑا فرق ہے کہاں قرآن جو کہ کلام رب العالمین ہے اور کہاں شعر جو کہ ہمزات شیاطین واقاویل شعراے کا ذمین سے ہے جمہور نے لینذر بیاے تحتیہ پڑھا ہے اور نافع وابن عامر نے بتاء فوقیہ اول کی بناء پر ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اور ثانی کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے معنے یہ ہیں تاکہ ڈراوے قرآن یا تو اس شخص کو جو کہ زندہ ہے سمجھتا ہے اس شے کو جس کے ساتھ خطاب کیا جاتا ہے یعنے مومن جس کا دل صحیح و سالم ہے حق کو مانتا ہے باطل کا انکار کرتا ہے کیونکہ کافر تو مثل مردے کے ہے نہ سوچتا ہے نہ سمجھتا ہے اور تاکہ واجب ہو کلمہ عذاب کا کافروں پر جو کہ اصرار کرنے والے ہیں کفر پر پابند رہنے والے ہیں ایمان لانے سے اللہ پر اور اس کے رسول پر کفار کا من کان حیا کے مقابلے میں لانا اشعار ہے اس بات کا کہ وہ بسبب ان کے خالی ہونے کے آثار حیات سے جو کہ معرفت ہے فی الحقیقت مردے ہیں پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت عظیم ذکر کی اور اپنا انعام جو اس کے بندوں پر ہے اور انکار کرنا کافروں کا اس کی نعمت کو پس ارشاد فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا

خَلَقْنَا لَھُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ ۝ وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝ کیا اور نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے ان کو اپنے ہاتھوں بنائے سے چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کر دیا اُن کو اُن کے آگے پھر ان میں کوئی ہے

ان کی سواری اور کسی کو کہاتے ہین اور اُن کو اُن مین فائدے ہین اور پینے کے گہاٹ پہر کیون شکر نہین کرتے انتہے **ف** قتادہ نے کہا کہ مالکون کے معنے مطیقون ہین یعنے اللہ پاک نے اپنی خلق کو چوپایون پر قاہر کردیا وہ اُن کے آگے عاجز و مطیع ہین ان سے سرتابی نہین کرتے ہین بلکہ اگر چھوٹا بچہ اونٹ کی طرف آوے تو اس کو بٹھاوے اور اگر چاہے تو اٹھاوے اور ہانک لے جاوے اور وہ اس کے ہمراہ عاجز و مطیع ہوتا ہے اسی طرح اگر سو اونٹ کی قطار ہو یا اکثر کی تو بچے کے چلانے سے سب کے سب چلتے ہین پہر ان مین سے بعض پر سوار ہوتے ہین اپنے سفرون مین اور اُن پر بوجھ لادکر ملکون ملکون پہرتے ہین اور کسی کو ان مین سے کہاتے ہین جب چاہتے ہین نحر کر لیتے ہین اور اُن کے واسطے ان مین فائدے ہین صوف و وبر و اشعار ان کے اپنے کام مین لیتے ہین یہ سب اشیاء اثاث و متاع ہین ایک وقت تک مشارب کے یہ معنے ہین کہ ان کے دودہ پیتے ہین اور دوا کے واسطے اُن کے پیشاب کام مین لاتے ہین اس کی مثل اور فائدے ہین افلا یشکرون کے یہ معنے ہین کہ جو ان اشیاء کا پیدا کرنے والا اور مطیع کرنے والا ہے اس کی توحید کیون نہین کرتے کہ اس کو ایک جانین اس کی نعمتون کا شکر کرین اور اس کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرین کذا فی ابن کثیر **ف** اولم یروا مین ہمزہ واسطے انکار و تعجیب کے ہے ان کے حال سے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوتا ہے اور رویت قلبی بمعنے علم ہے لے الم تیفکروا ولم یعلموا الخ کے معنے ہین لاجلہم و انتفاعہم کلمہ ما موصولہ ہے اور عائد کو بسبب طول صلہ کے حذف کر دیا ہے یہی جائز ہے کہ مصدریہ ہو انعاما مفعول ہے خلقنا کا انعام جمع ہے نعم کی نعم کہتے ہین گاو و بز و شتر کو ان کا خاص کرکے ذکر کیا گو ساری اشیاء اللہ کے خلق و ایجاد سے ہین اس لیے کہ اکثر اموال عرب کی یہی ہین اور نفع ان کے ساتھہ عام تر ہے انعام کی تحقیق مین کلام گزر چکا ہے معنے یہ ہین کیا انہون نے غور و فکر نہین کی اور نہ جانا تفکر و اعتبار سے اس بات کو کہ پیدا کیے ہم نے ان کے لیے اور ان کے نفع لینے کے واسطے ان اشیاء مین سے جن کو ہمارے ہاتہون نے بنایا یعنے ہم نے ان کو ایجاد کیا اور بنایا بغیر واسطہ و شرکت کے چوپائے نسبت عمل کی ہاتہون کی طرف کی واسطے مبالغے کے اختصاص و تفرد بالخلق مین جس طرح کہ ہم مین کا ایک یون کہتا ہے کہ مین نے فلان شے کو اپنے ہاتہون سے بنایا غرض اس سے یہ بات بتانا ہے کہ مین اس کے بنانے کے ساتھہ متفرد ہون اس مین کسی کی شرکت نہین ہے خلقنا کی بعد جو مما عملت ایدینا فرمایا سو اس مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ ان نعم کا پیدا کرنا اللہ تعالی مین محصور ہے اور وہی ان کے ساتھہ مستقل ہے پس یہ کنایہ عرفی ہے کسی نے کہا تمثیلی ہے یعنے اُن اشیاء مین سے جن کے احداث و ایجاد کے ہم متولی ہوئے ہین اور ان کی ایجاد پر غیر ہمارا قادر نہین ہے

پھر اللہ پاک نے وہ منافع ذکر کیے جو کہ خلق انعام پر مترتب ہین فرمایا فہم لہا مالکون یعنے وہ ان کے ضابط و
قاہر ہین ان مین تصرف کرتے ہین جس طرح چاہتے ہین اگر ہم ان کو وحشی پیدا کرتے تو ان سے نفرت کرتے
اور وہ ان کے ضبط پر قادر نہ ہوتے یا یہ مراد ہے کہ وہ ان کی املاک ہین ہو گئے اور جب اموال اُن کی طرف
بہ نسبت ملک منسوب ہین منجملہ ان کے معدود ہو گئے یہ قول ظاہر تر ہے تاکہ قولہ تعالیٰ وذللناہا لہم ایک مستقل
نعمت کے واسطے تاسیس ہو جاوے اور ماقبل کا تتمہ نہ ٹھیرے یعنے ہم نے ان کو واسطے ان کے مسخر کر دیا
ہے سرتابی نہین کرتے ہین ان منافع سے جن کا ان سے ارادہ کرتے ہین یہانتک کہ ذبح اور ایک بچہ ان
کو کھینچ لے جاتا ہے تو اس کے مطیع و منقاد ہو جاتے ہین اور ان کو زجر کرتا ہے تو منزجر ہو جاتے ہین حرف
فامنہا رکوبہم مین واسطے تفریع احکام تذلیل کے ہے اُن پر یعنے سو اُن مین سے مرکوب ان کا ہے
جس پر سوار ہوتے ہین سوار ہونے کا ذکر اس لیے کیا کہ معظم منافع ان کا رکوب ہے اور بوجھہ لادنے
سے تعرض نہ کیا اس واسطے کہ یہ تتمہ رکوب کا ہے جمہور نے رکوبہم بفتح را پڑہا ہے رکوب بمعنے مرکوب
آتا ہے جس طرح کہ ناقہ حلوب بمعنے محلوبہ بولتے ہین اعمش و حسن و ابن سمیفع نے بضم را پڑہا ہے بنابر
مصدر اور حضرت ابی و حضرت عائشہؓ نے رکوبتہم رکوب و رکوبہ کے ایک معنے ہین جیسے حلوب و حلوبہ
و حمول و حمولہ ابو عبیدہ نے کہا کہ رکوبہ واحد و جماعت کے واسطے ہوتا ہے اور رکوب نہین ہوتا ہے
مگر واسطے جماعت کے ابو حاتم کا زعم یہ ہے کہ رکوبہم بضم را جائز نہین ہے اس لیے کہ یہ مصدر ہے اور
رکوب وہ ہے جس پر سواری کی جاتی ہے فراء نے اس کو جائز کہا ہے جس طرح کہ یون بولتے ہین فمنہا اکلہم
نتر بہم اکل و شرب بمعنے ماکول و مشروب ہے ومنہا یاکلون حرف من تبعیض کا ہے اے ما یاکلونہ من
لحمہا یعنے اور ان مین سے وہ ہے جس کو وہ کہاتے ہین اس کے گوشت سے اس جگہہ اسلوب کلام کو صرف
اس لیے بدلا ہے کہ اکل عام ہے ساری انعام کو بخلاف رکوب کے کہ وہ ان مین سے خاص ہے ساتہہ اونٹ
کے ولہم فیہا منافع کا یہ مطلب ہے کہ واسطے ان کے انعام مین سوا اس کے دونون قسمون کے فائدے
ہین سوائے سوار ہونے اور کہانے کے یہ وہی فائدے ہین کہ ان کے صوف و وبر و شعر سے نفع لیتے ہین
اور ان کی چربی سے دہن بناتے ہین اور اسی طرح اُن پر بوجہ لادنا ہے اور ان سے کشتکاری
کرنا ہے اور ان کے چمڑون سے اور نسل سے نفع لینا ہے ومشارب یعنے اور واسطے ان کے ان مین
مشارب ہین ان کے دودہ سے جو حاصل ہوتا ہے مشارب جمع ہے مشرب کی مشرب بجائے شرب ہے یا شراب
ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے ان کے تہن ہین افلا یشکرون یعنے کیا پہر شکر نہین کرتے ہین اللہ پاک کا ان
نعمتون پر اور اسکی توحید نہین کرتے ہین اور عبادت کے ساتہہ اسکو خاص نہین ٹھیراتے ہین مطلب یہ

ہے کہ ضرور ایسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ منعم ہے اور منعم کا شکر واجب کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ جاہل و مغرور ہیں بجائے شکر نعمت کے کفران نعمت کرتے ہیں خالق و رازق و منعم کو چھوڑ کر غیر کو پوجتے ہیں پس ارشاد فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ۝ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ اور پکڑے ہیں اللہ کے سوا اور حاکم کہ شاید اُن کو مدد پہونچے نہ سکیں گے اُن کی مدد کرنی اور یہ اُن کی فوج ہو کر پکڑے آویں گے اب تو غم نہ کھا اُن کی بات سے ہم جانتے ہیں جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں انتہے **ف** اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکوں پر اس بات میں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ انداد کو معبود ٹھیرایا ہے اس سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ معبود اُن کی مدد کریں گے اور ان کو روزی دیں گے اور اللہ کے پاس ان کا درجہ قریب کردیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہ سکیں گے ان کی مدد کرنی یعنے معبود اپنے عابدوں کی مدد پر قدرت نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ تو اس سے ضعیف تر و قلیل تر و حقیر و مدحور تر ہیں بلکہ اپنی جانوں کے واسطے بدلا لینے پر قادر نہیں ہیں اس شخص سے جو اُن کے ساتھ کسی بُرائی کا ارادہ کرے کیونکہ وہ تو جماد ہیں نہ سنتے ہیں نہ عقل رکھتے ہیں وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ مجاہد نے کہا یعنے حساب کے وقت یہ بُت محشور مجموع ہوں گے قیامت کے دن وقت حساب ان کے عابدوں کے تاکہ یہ اُن کے حزن میں ابلغ ہو اور اولیٰ ہو ان پر ان کے اوپر حجت قائم کرنے میں قتادہ نے کہا کہ طاقت نہ رکھیں گے معبود ان کی مدد کی اور حال یہ ہے کہ یہ مشرک غصہ کرتے ہیں واسطے معبودوں کے دنیا میں اور وہ نہ کوئی بھلائی ان کی طرف کھینچ لاتے ہیں نہ کوئی بُرائی اُن سے دفع کرتے ہیں وہ تو یہی بُت ہیں اور اسی طرح حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے یہ قول خوب ہے ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختار یہی ہے فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ کے یہ معنے ہیں کہ اُن کا جھٹلانا تجھ کو اور کفر کرنا ان کا ساتھ اللہ کے تجھے غمگین نہ کرے اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ یعنے جس حال میں وہ ہیں ہم اس سب کو جانتے ہیں اور ہم ان کو ان کی اس وصف و بیان کا بدلا دیں گے اور ان سے معاملہ کریں گے جس دن کہ وہ گم نہ پائیں گے اپنے اعمال سے کسی جلیل و حقیر کو اور نہ کسی صغیر و کبیر کو بلکہ نئے پُرانے اعمال جو کچھ وہ کرتے تھے وہ سب انپر پیش کیے جائیں گے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے پکڑے انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بتوں وغیرہ سے ان کو پوجتے ہیں حالانکہ اُن کو کسی شے پر کچھ قدرت نہیں ہے اور نہ ان سے انکو کوئی فائدہ حاصل ہوا نہ کوئی نفع ان کے پوجنے سے ان کو لعلهم ینصرون یعنے واسطے امید اس بات کے کہ اُن کو اُن کے طرف سے مدد ملے گی اگر کوئی عذاب اُن پر نازل ہو یا کوئی امر امور سے اُن کو آ دبائے لا یستطیعون نصرہم جملہ مستانفہ ہے اللہ پاک نے اس جملے سے

صاف بیان کر دیا کہ جس نفع کی انہون نے اُن سے امید رکھی وہ باطل ہے اور ان کی تدبیر منعکس ہے وہ ہرگز ان کی مدد
نہ کر سکین گے بتون کے واسطے بواو دونون عقلا کی جمع ذکر فرمائی بنابر زعم مشرکون کے کہ وہ نافع وضار ہین اور
عقلا کہتے ہین وہم لہم جند محضرون یعنے حال یہ ہے کہ کفار ایک لشکر ہین واسطے بتون کے دنیا مین ان کے
پاس حاضر ہوتے ہین زجاج نے کہا کہ بدلا لیتے ہین واسطے بتون کے اور وہ ان کی مدد نہین کر سکتے ہین حضرت
حسن نے فرمایا کہ ان سے منع کرتے ہین اور ان سے دفع کرتے ہین قتادہ نے کہا کہ ان کے لیے غصہ کرتے
ہین دنیا مین یعنے دنیا مین اگر کوئی بتون سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو مشرک لوگ ان کی طرف سے غصہ
کر کے اُن کا بدلا لیتے ہین اور ان کی مدد کرتے ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ کفار بتون کو پوجتے ہین اور
اُن کی خدمت کرتے ہین سو یہ ان کے واسطے بمنزلہ لشکر ہین یہ سب قول اس بنیاد پر ہین کہ ضمیر ہُم کی طرف
کفار کے اور لہُم کی ضمیر آلہہ کی طرف راجع ہو کسی نے کہا کہ ہم کی ضمیر آلہہ کی طرف اور لہم کی مشرکون کی
طرف پھرتی ہے یعنے بُت واسطے مشرکون کے ایک لشکر ہین کہ تیار کیے گئے ہین اور حاضر کیے گئے ہین
ساتھ اُن کے آگ مین پس بعض اُن کا بعض سے دفع نہ کرے گا کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ یہ بت اُن
کافرون کے واسطے اللہ کے لشکر ہین ان پر جہنم مین کیونکہ وہ ان پر لعنت کرین گے اور ان سے بیزار
ہون گے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ کفار یہ اعتقاد کرتے ہین کہ بت ان کے واسطے ایک لشکر ہین قیامت
کے دن ان کی اعانت کے واسطے حاضر ہون گے پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تسلی فرمائی فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ حرف فا واسطے ترتیب نہی کے ہے ماقبل پر کیونکہ بالضرور
اس سے یہ مراد ہے کہ جس شے کے ساتھ اُنہون نے خالی طمعین متعلق کی تہین اس سے خائب وخاسر ومحروم
ہوئے اور ان کی بیکار طمع ان پر اُلٹی ہو گئی باین طور کہ جس شے کو اُنہون نے واسطے امید خیر کے مرتب
کیا تہا اس پر ضرر کو مرتب کر دیا تو یہ بات اس قسم سے ہے کہ کام کو آسان کر دے اور تسلی کی موجب ہو
سو تو تسلی رکہہ اُن کی بات تجہے غمگین نہ کرے یہ نہی گو بحسب ظاہر ان کے قول کی طرف متوجہ ہے
لیکن حقیقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب متوجہ ہے قول سے مراد وہی بات ہے جو وَاتَّخَذُوا
مِن دُونِ اللّٰهِ الآیۃ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ لابد یہ کہین گے کہ یہ لوگ ہمارے معبود ہین اور معبود ہیت
مین اللہ کے شریک ہین اور اسکی مثل اور خرافات باتین کہا ہے کہ یہ نہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ان باتون کے ساتھ اثر پذیر ہونے سے بطریق کنایہ بوجہ ابلغ وآکد کسی نے کہا یہ نہی ہے کفار کو
ان اسباب سے جو آپ کو حزین کرین اور آپ کو نہی ہے اثر پذیر ہونے سے واسطے ان باتون کے
جو کفار سے صادر ہوتی ہین یہ نہی لا اربنک ہہنا کے باب سے ہے کیونکہ مراد متکلم کی اس سے نہی

کرنا مخاطب کا ہے اس کے پاس حاضر ہونے سے خود متکلم اپنے نفس کو رویت سے نہی نہین کرتا ہے یہ قول بعید ہے اولی
قول اول ہے اور کلام تسلی کے باب سے ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے یہہ بہی جائز ہے کہ مراد قول مذکور سے کفار کا
یہ قول ہو کہ وہ ساحر ہے شاعر ہے مجنون ہے **قولہ تعالے** اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ تعلیل
ہے نہی مذکور کی کیونکہ اللہ پاک کا جاننا ان کے چھپے کھلے کاموں کو مستلزم ہے اس کا کہ وہ ان کو اس کی
جزا دے گا اور جو کچھ ان سے صادر ہوتا ہے وہ سب اس سے غائب نہین ہے خواہ وہ چھپا ہو یا کھلا اسرار
کو اعلان پر مقدم کیا واسطے مبالغے کے اس بات مین کہ اللہ پاک کا علم ساری معلومات کو شامل ہے کلمہ انا
کو مکسور و مفتوح پڑہا ہے نسفی نے کہا کہ جس شخص نے یہ زعم کیا کہ جس نے انا نعلم کو بفتح پڑہا تو اس کی نماز فاسد
ہو گئی اور اگر اس کے معنے کا اعتقاد کیا تو کافر ہو گیا سو اس نے خطا کیا کیونکہ فتح کا حمل کرنا حذف لام تعلیل
پر ممکن ہے اور یہہ حذف کثیر ہے قرآن مین اور شعر مین اور ہر کلام مین اور اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کا تلبیہ ہے ان الحمد والنعمة لك امام ابو حنیفہ رح نے مکسور پڑہا ہے اور امام شافعی رح نے مفتوح رضی
اللہ تعالے عنہما اور دونون تعلیل ہین کما تقدم اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا
الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ
اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ کیا دیکھتا نہین آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا ایک بوند سے پہر تبہی وہ ہو گیا جھگڑتا
بولتا اور بٹہاتا ہے ہم پر کہاوت اور بہول گیا اپنی پیدایش کہنے لگا کون جلاوے گا ہڈیان جب کہو کری
ہو گئین تو کہہ ان کو جلاوے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی تم کو سبز
درخت سے آگ پہر اب تم اس سے سلگاتے ہو **ف** یعنے پتہر سے نکال لیتے ہین یا بعضے درخت سے سبز ٹہنیا
اس کی آپس مین رگڑتے ہین تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار اتنہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے
ہین مجاہد و عکرمہ و عروہ بن زبیر و سدی و قتادہ نے کہا ہے کہ ابی بن خلف لعنہ اللہ تعالی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف آیا اور اس کے ہاتہہ مین ایک بوسیدہ ہڈی تہی اور وہ اس کو ریزہ ریزہ کرتا تہا
اور اسے ہوا مین اڑاتا تہا اور کہتا تہا اے محمد کیا تو زعم کرتا ہے کہ اللہ اسکو اٹہائے گا آپ نے فرمایا ہان
اللہ تعالے تجہے مارے گا پہر تجہے مبعوث کرے گا پہر تیرا حشر کرے گا طرف آگ کے اور نازل ہوئین یہ آیتین
آخر یٰسٓ کی اولم یر الانسان سے آخر تک ہین **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے
روایت کیا ہے فرمایا کہ عاص بن وائل لے ایک ہڈی لی بطحا سے پہر اس کو اپنے ہاتہہ سے ریزہ ریزہ کیا
پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کیا اللہ اس کو زندہ کرے گا بعد اس شے کے جس کو مین دیکہتا

ہوں پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تجھے مارے گا پہر تجھ کو زندہ کرے گا پہر تجھے جہنم میں داخل کرے گا کہا اور نازل ہوئیں آیتیں آخر یٰسٓ کی اس روایت میں عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ہے ابن جریر نے اس کو سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا اور بطریق عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی ایک ہڈی لایا پہر اس کو پارہ پارہ کیا اور مثل روایت مذکور کے ذکر کیا یہ حدیث منکر ہے اس واسطے کہ سورت مکی ہے اور عبداللہ بن ابی جو تہا سو مدینے میں تہ پہر تقدیر برابر ہے کہ یہ آیتیں ابی بن خلف کے باب میں نازل ہوئی ہوں یا عاص بن وائل کے بارے میں یا دونو کے حق میں کچہ بہی ہو آیات مذکورہ عام ہیں حق میں ہر منکر بعث کے الف ولام الانسان میں جنسی ہے عام ہے ہر منکر بعث کو **انا خلقناہ من نطفۃ** الآیۃ کا یہ مطلب ہے کیا منکر بعث نے استدلال نہیں کیا ساتہ بدء کے اعادے پر کیونکہ اللہ پاک نے ابتدا کی ہے پیدائش انسان کی من سلالۃ من ماء مھین یعنے خلاصے سے ایک بے قدر پانی کے پس اس کو بنایا ہے ایک حقیر ضعیف بے قدر شے سے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ إِلَىٰ قَدَرٍ مَعْلُومٍ **وقال تعالے** إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ یعنے ہم نے بنایا انسان متفرق خلطوں کی ایک بوند سے پس جس ذات پاک نے اس کو اس ضعیف نطفے سے بنایا کیا وہ قادر نہیں ہے اس کے اعادے پر بعد موت کے جیسا کہ **امام احمد** نے بشر بن جحاش سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنی ہتیلی میں تہوکا پہر اس پر اپنی انگلی رکہی پہر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اے ابن آدم کیا تو مجہے عاجز کرے گا حالانکہ میں نے تجہ کو بنایا ہے اس کی مثل سے یہانتک کہ جس وقت میں نے تجہ کو ٹہیک بنایا اور برابر کیا تو چلا درمیان اپنی دو چادروں کے حالانکہ واسطے زمین کے تجہ سے وئید ہے پہر تو نے جمع کیا اور منع کیا یہانتک کہ جس وقت جان پہونچی ہانس کو تو تو نے کہا میں صدقہ کرتا ہوں اور کہاں ہے وقت صدقے کا ابن ماجہ نے بہی اس کو روایت کیا ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے یوں فرمایا وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ الایۃ یعنے وہ بعید سمجہا اس بات کو کہ اللہ تعالے جسموں کو اور بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ پیدا کرے گا وہ اللہ جو بڑی قدرت والا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور بہول گیا اپنی جان کو اور اس کو کہ اللہ تعالے نے اس کو پیدا کیا ہے عدم سے طرف وجود کے پس وہ جان چکا ہی اپنے نفس سے اس شے کو جو کہ عظیم تر ہے اس شے سے جس کو بعید سمجہا ہے اور اس کا انکار کیا ہے اسی لیے اللہ تعالے نے یہ فرمایا ہے قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ یعنے ان کو جلاوے گا وہی جس نے ان کو بنایا پہلی بار وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ یعنے وہ جانتا ہے ہڈیوں کو ساری اطراف واکناف زمین

مین جہان وہ گئین اور جہان متفرق و ریزہ ریزہ ہوئین امام احمد نے ربعی سے روایت کیا ہے کہ عقبہ بن عمرو نے حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہما سے کہا تو ہم کو کیون نہین حدیث کرتا اس شے کی جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہی تو حذیفہ بولے مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تہے ایک شخص کو موت حاضر ہوئی سو جب وہ زندگی سے ناامید ہوا تو اس نے اپنے گہر والون کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو میرے واسطے بہت سی موٹی پکی لکڑیان جمع کیجو پہر ان مین آگ جلائیو یہانتک کہ جب وہ میرا گوشت کہالے اور میری ہڈی کو بہونچ پہر مین کوئلا ہوجاؤن تو ان کو لیجیو پہر باریک کوٹیو پہر ان کو دریا مین بربرا دیجیو پس اس کے گہر والون نے ایسا ہی کیا پس اللہ تعالے نے اس کو اپنی طرف جمع کیا پہر اس سے فرمایا کہ تو نے یہ کیون کیا وہ بولا تیرے ڈر سے اس پر اللہ عزوجل نے اس کو بخشدیا پس عقبہ بن عمرو نے کہا مین نے بہی آپ کو سنا کہ یہ فرماتے تہے اور آپ پیدل چل رہے تہے صحیحین مین بہی اس کی تخریج کی ہے عبد الملک بن عمیر کی حدیث سی جو کہ ربعی سے راوی ہے بہت سی الفاظ سے منجملہ ان کے ایک لفظ یہ ہے کہ اس نے اپنے بیٹون کو امر کیا کہ اسے جلا ڈالین پہر اس کو پیسین پہر آدہا اس کا تو جنگل مین اڑا دین اور آدہا دریا مین جس دن کہ بہت ہوا چلتی ہو سو انہون نے یہی کیا پہر اللہ تعالے نے دریا کو حکم دیا تو جو کچہ اس مین تہا اس نے اس کو جمع کر دیا اور جنگل کو حکم دیا تو جو کچہ اس مین تہا اس نے اس کو اکٹہا کر دیا پہر اس سے کہا ہوجا تب ہی وہ ایک مرد کہڑا ہوگیا پہر اس سے فرمایا کون شے تجہے باعث ہوئی اس پر جو تو نے کیا بولا تیرا خوف اور تو دانا تر ہے فما تلافاہ ان غفر لہ یعنے پہر جس شے کے ساتہ اس کی تلافی کی وہ یہ ہے کہ اس کو بخشدیا قولہ تعالے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا الآیۃ جس ذات پاک نے ابتدا کی اس درخت کی پیدایش کی پانی سے یہانتک وہ سبز و تر و تازہ ہوگیا پہر وہ بارور ہوا اور پکا پہر اس کو عود کیا طرف اس کے کہ سوکہی لکڑی ہوگیا جس سے آگ جلائی جاتی ہے اسی طرح وہ پیدا کرنے والا ہے جس شے کو چاہتا ہے قادر ہے اس شے پر جسکا ارادہ کرتا ہے کوئی شے اس کو منع نہین کرتی ہے قتادہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ جس ذات نے یہ آگ نکالی اس درخت سی وہ قادر ہے اس پر کہ اس کو مبعوث کرے کسی نے کہا کہ مراد اس شجر سے مرخ و عفار کا درخت ہی زمین حجاز مین اگتا ہے پس آتا ہے جو شخص کہ آگ نکالنا چاہتا ہے اور اس کے پاس چقماق نہین ہوتی تو اس درخت سی دو سبز ٹہنیان لیتا ہے اور ایک کو دوسرے سے رگڑتا ہے تو ان کے درمیان سی آگ پیدا ہوجاتی ہے مثل چقماق کے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے مثل مین بولتے ہین لکل شجر نار واستمجد المرخ والعفار اور حکما نے کہا ہے کہ ہر درخت مین آگ ہے مگر عناب **ف** جملہ اولم یر الانسان الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے

بیان ہے حجت قائم کرنے کا منکر بعث پر اور تعجب دلاتا ہے اس کے جہل سے اس واسطے کہ خود بنی آدم کا پیدا کرنا
اس صفت پر بداہت سے نہایت تک اس کا مشاہدہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قادر حکیم کی قدرت کا اقرار کریں
اُس شے پر جو اُس سے کم ہے یعنے اجسام کا مبعوث کرنا اور پھر اُن کو ویسا ہی کر دینا جیسے وہ اول تھے اس آیت
مین جو انسان مذکور ہے مراد اُس سے جنس انسان ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ[له]
اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا اس کی کوئی وجہ نہین ہے کہ انسان معین کے ساتھ اس کی تخصیص
کی جائے جس طرح کہ بعض نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن اُبی ہے یا اُس سے کہا گیا جب کہ اُس نے بعث کا انکار
کیا حضرت حسن نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ عاص بن وائل سہمی ہے قتادہ و مجاہد نے
کہا کہ ابی بن خلف جمحی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو جہل ہے اکثر قول ان میں
کے اول گزر چکے ہین کیونکہ اگرچہ ان لوگون مین سے کوئی سبب نزول ہے آیت کا لیکن مراد آیت سے خطاب
ہے مطلق انسان کو نہ انسان معین کو اور جو شخص سبب نزول ہے وہ جنس انسان کے تحت مین بدخول
اولی داخل ہے جملہ فاذا ہو خصیم مبین معطوف ہے جملہ منفیہ پر جو اس سے قبل ہے داخل ہے اُس کے ساتھ
انکار کے تحت مین جو کہ استفہام سے سمجھا جاتا ہے کلمۂ اذا فجائیہ بمعنے ناگاہ ہے معنے یہ ہین کیا دیکھتا
نہین آدمی کہ اللہ پاک نے اُس کو پیدا کیا ایک ذرا سے پانی گندے حقیر و ضعیف سے جو کہ نکلنے والا ہے
سوراخ ذکر سے جو کہ نکلی ہے نجاست کی پھر تب ہی وہ ہو گیا ہم سے جھگڑتا اس امر مین جس مین اللہ تعالی کی
حجتین براہین اس پر قائم ہو چکین اور جس کی صحت و تحقیق کی اس کے سد فطرت نے کھلی گواہی دی
مطلب یہ ہے کہ تعجب ہے اس جھگڑنے والے کی جہالت سے کہ باوجود اپنی ذلت اصل و حقارت اول کے
کیونکر پیشدستی کرتا ہے واسطے مخاصمہ جبار کے اور ظاہر ہوتا ہے اس کے مجادلے کو انکار بعث مین
اور اپنی ابتداے خلق مین فکر نہین کرتا ہے اور اس مین کہ وہ ایک ذرا سے گندے پانی سے ہے
حالانکہ یہ غایت درجے کا مکابرہ ہے خصیم کہتے ہین شدید الخصومت کثیر الجدال کو یعنے سخت جھگڑالو مبین
کے معنے یہ ہین کہ جس بات کو کہتا ہے اسکو ظاہر کرتا ہے اپنے رحسار کی قوت اور زبان کی تیزی سے
اسکو واضح کرنے والا ہے یعنے بڑی تڑاق پڑاق سے اپنی حجت کو خوب کھول کھول کر بیان کرتا ہے
جملہ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ معطوف ہے جملہ منفیہ پر داخل ہے انکار کے تحت مین جو کہ استفہام
سے مفہوم ہے پس یہ تکمیل ہے واسطے تعجب دلانے کے انسان کے حال سے اور بیان ہے اسکا کہ وہ حقائق
سے جاہل ہے اور اس نے اپنے نفس مین فکر کرنے کو چھوڑ رکھا ہے باقی مخلوقات الٰہی مین فکر کرنے کا کیا ذکر
ہے یہ بھی جائز ہے کہ جملہ فاذا ہو خصیم مبین معطوف ہو خلقنا پر اور یہ جملہ اُسی پر معطوف ہو یعنے اُس نے

[له] کیا یاد نہین کرتا آدمی کہ ہم نے اسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا منہ

وارد کیا ہماری شان مین ایک قصہ عجیب نفس الامر مین مانند مثل کے غرابت مین وہ قصہ اُس کا انکار کرنا ہے ہمارے زندہ کرنے کو واسطے ہڈیون کے یا وہ قصہ عجیب ہے اُس کے زعم مین اور اُس کو بعید سمجھا ہے اور مثل کے قبیل سے اس کو شمار کیا ہے او اُسکا سخت منکر ہوا ہے وہ قصہ یہی ہمارا زندہ کرنا ہے ہڈیون کو یا یہ معنے ہین کہ اس نے ہمارے واسطے ایک مثل و نظیر ٹہیرائی ہے خلق سے اور ہماری قدرت کا اُن کی قدرت پر قیاس کیا ہے اور نفی کل کی علے العموم اس مثل کا بنا بر قول اول انکار ہے اللہ کے زندہ کرنے کا ہڈیون کو کیون کہ نفس الامر مین ایک امر عجیب ہے بسبب اپنی غرابت کے اور عقول سے دور ہونے کے اس لائق ہے کہ مثل شمار کیا جائے واسطے ضرورت اس بات کے کہ عقول جزم کرتے ہین بطلان انکار کا اور منکر کے وقوع کا کیونکہ وہ مثل انشا کے ہے بلکہ وہ تو قیاس عقل مین انشا رسے بھی زیادہ تر آسان ہے دوسرے قول کی بنیاد پر مثل زندہ کرنا اللہ تعالی کا ہے ہڈیون کو کیونکہ یہ ایک امر عجیب ہے اُس کے زعم مین اُس نے اس کو بعید سمجہا ہے او قبیل مثل سے شمار کیا ہے باوجود اس کے کہ قریب تر شے ہے وقوع سے کیون کہ مثل انشا کے ہے یا اس سے بھی زیادہ سہل ہے اور تیسرے قول کی بنا پر کچھ فرق نہین ہے درمیان اس کے کہ مثل انکار ہو یا منکر وَنَسِیَ خَلْقَهٗ کا یہ مطلب ہے کہ بھول گیا اس بات کو کہ ہم نے اُس کو پیدا کیا منی سے جو کہ دال ہے بطلان پر اُس مثل کے جو اُس نے بیان کی اور اس سے غافل ہو گیا اور اس کا ذکر چھوڑ دیا بطریق خصومت و مکابرہ کے پس منی سے پیدا کرنا غریب تر ہے ہڈی کے زندہ کرنے سے یہ جملہ معطوف ہے ضَرَبَ پر یا محل نصب مین ہے بنا بر حال بتقدیر قد اور جملہ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا مثل ہے جو اس نے بیان کی سو اُس کا یہ جواب ہے کہ اس نے یون کہا کون زندہ کرے گا ہڈیون کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہین یہ استفہام انکار کا ہے کیونکہ اُس نے اللہ پاک کی قدرت کا قیاس کیا بندے کی قدرت پر سو اس کا انکار کیا کہ اللہ تعالے بوسیدہ ہڈیون کو زندہ کرے اس لیے کہ یہ بات مقدور بشر مین نہین ہے رَمِیْمٌ کہتے ہین پرانے بوسیدہ کو ہڈی جب بوسیدہ ہو جاتی ہے تو محاورے مین یون بولتے ہین رم العظم یرم رما فہو رمیم ورمام اور رمیم فرمایا رمیمۃ نہ فرمایا باوجود اس کے کہ یہ خبر ہے مونث کی سو اس لیے کہ رمیم اسم ہے بوسیدہ ہڈیون کا صفت نہین ہے جیسے رمہ و رفات کسی نے کہا یہ وجہ ہے کہ رمیم معدول ہے فاعلۃ سے اور ہر معدول جو اپنی وجہ سے ہے وہ مصروف ہوتا ہے اپنے اعراب سے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا کیونکہ یہ مصروف ہے باغیۃ سے بغوی و قرطبی نے اسی طرح کہا ہے اور اول قول کے صاحب کشاف قائل ہین اور لے یہ ہے یون کہین کہ رمیم بروزن فعیل بمعنے فاعل ہے رَمَّ الشَّیْءُ سے بسبب غلبہ کے اسم ہو گیا ہے یا بمعنے مفعول ہے اور فعیل بمعنے مفعول مین مذکر و مونث برابر ہوتے

بیان ہے حجت قائم کرنے کا منکر بعث پر اور تعجب دلاتا ہے اس کے جہل سے اس واسطے کہ خود بنی آدم کا پیدا کرنا اس صفت پر بدایت سے نہایت تک اس کا مشاہدہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قادر حکیم کی قدرت کا اقرار کریں اُس شے پر جو اُس سے کم ہے یعنے اجسام کا مبعوث کرنا اور پھر اُن کو ویسا ہی کر دینا جیسے وہ اول تھے اس آیت مین جو انسان مذکور ہے مراد اُس سے جنس انسان ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے اَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ[لہ] أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا اس کی کوئی وجہ نہین ہے کہ انسان معین کے ساتھ اس کی تخصیص کی جائے جس طرح کہ بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ بن اُبَی ہے یا اُس سے کہا گیا جب کہ اُس نے بعث کا انکار کیا حضرت حسن نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ عاص بن وائل سہمی ہے قتادہ و مجاہد نے کہا کہ ابی بن خلف جمحی ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل ہے اکثر قول ان میں کے اول گزر چکے ہین کیونکہ اگرچہ ان لوگون مین سے کوئی سبب نزول ہے آیت کا لیکن مراد آیت سے خطاب ہے مطلق انسان کو نہ انسان معین کو اور جو شخص سبب نزول ہے وہ جنس انسان کے تحت مین بدخول اولی داخل ہے جملہ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ معطوف ہے جملہ منفیہ پر جو اس سے قبل ہے داخل ہے اُس کے ساتھ انکار کے تحت مین جو کہ استفہام سے سمجھا جاتا ہے کلمۂ اذا فجائیہ بمعنے ناگاہ ہے معنے یہ ہین کیا دیکھتا نہین آدمی کہ اللہ پاک نے اُس کو پیدا کیا ایک ذرا سے پانی گندے حقیر و ضعیف سے جو کہ نکلنے والا ہے سوراخ ذکر سے جو کہ نکلی ہے نجاست کی پھر تب ہی وہ ہو گیا ہم سے جھگڑتا اس امر مین جس مین اللہ تعالی کی حجتین برہانین اس پر قائم ہو چکین اور جس کی صحت و تحقق کی اس کے سید فطرت نے کھلی گواہی دی مطلب یہ ہے کہ تعجب ہے اس جھگڑنے والے کی جہالت سے کہ باوجود اپنی ذلت اصل و حقارت اول کے کیونکر پیش دستی کرتا ہے واسطے مخاصمہ جبار کے اور ظاہر ہوتا ہے اس کے مجادلے کو انکار بعث مین اور اپنی ابتداء خلق مین فکر نہین کرتا ہے اور اس مین کہ وہ ایک ذرا سے گندے پانی سے ہے حالانکہ یہ نہایت درجے کا مکابرہ ہے خصیم کہتے ہین شدید الخصومت کثیر الجدال کو یعنے سخت جھگڑالو مبین کے معنے یہ ہین کہ جس بات کو کہتا ہے اسکو ظاہر کرتا ہے اپنے رخسار کی قوت اور زبان کی تیزی سے اسکو واضح کرنے والا ہے یعنے بڑی تڑاق پڑاق سے اپنی حجت کو خوب کھول کھول کر بیان کرتا ہے جملہ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ معطوف ہے جملہ منفیہ پر داخل ہے انکار کے تحت مین جو کہ استفہام سے مفہوم ہے پس یہ تکمیل ہے واسطے تعجب دلانے کے انسان کے حال سے اور بیان ہے اسکا کہ وہ حقائق سے جاہل ہے اور اس نے اپنے نفس مین فکر کرنے کو چھوڑ رکھا ہے باقی مخلوقات الٰہی مین فکر کرنے کا کیا ذکر ہے یہ بھی جائز ہے کہ جملہ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ معطوف ہو خلقنا پر اور یہ جملہ اُس پر معطوف ہو یعنے اُس نے

[لہ] کیا یاد نہین کرتا آدمی ... [illegible]

وار و کیا ہماری شان مین ایک قصہ عجیب نفس الامر مین مانند مثل کے غرابت مین وہ قصہ اُس کا انکار کرنا ہے ہمارے
زندہ کرنے کو واسطے ہڈیون کے یا وہ قصہ عجیب ہے اُس کے زعم مین اور اُس کو بعید سمجھا ہے اور مثل کے قبیل سے
اس کو شمار کیا ہے او اُسکا سخت منکر ہوا ہے وہ قصہ یہی ہمارا زندہ کرنا ہے ہڈیون کو یا یہ معنے ہین کہ اُسنے ہمارے
واسطے ایک مثل و نظیر ٹھیرائی ہے خلق سے اور ہماری قدرت کا اُن کی قدرت پر قیاس کیا ہے اور نفی کل کی
علی العموم پس مثل بنا بر قول اول انکار ہے اللہ کے زندہ کرنے کا ہڈیون کو کیون کہ نفس الامر مین ایک امر عجیب
ہے بسبب اپنی غرابت کے اور عقول سے دور ہونے کے اس لائق ہے کہ مثل شمار کیا جائے واسطے ضرورت
اس بات کے کہ عقول جزم کرتے ہین بطلان انکار کا اور منکر کے وقوع کا کیونکہ وہ مثل انشا کے ہے بلکہ وہ تو
قیاس عقل مین انشا سے بھی زیادہ تر آسان ہے دوسرے قول کی بنیاد پر مثل زندہ کرنا اللہ تعالی کا ہے ہڈیون
کو کیونکہ یہ ایک امر عجیب ہے اُس کے زعم مین اُس نے اس کو بعید سمجھا ہے اور قبیل مثل سے شمار کیا ہے
باوجود اس کے کہ قریب تر شے ہے وقوع سے کیون کہ مثل انشا کے ہے یا اس سے بھی زیادہ سہل ہے
اور تیسرے قول کی بنا پر کچھ فرق نہین ہے درمیان اس کے کہ مثل انکار ہو یا منکر وَنَسِيَ خَلْقَهُ کا یہ مطلب
ہے کہ بھول گیا اس بات کو کہ ہم نے اُس کو پیدا کیا منی سے جو کہ دال ہے بطلان پر اُس مثل کے جو اُس نے
بیان کی اور اس سے غافل ہو گیا اور اس کا ذکر چھوڑ دیا بطریق خصومت و مکابرہ کے پس منی سے
پیدا کرنا غریب تر ہے ہڈی کے زندہ کرنے سے یہ جملہ معطوف ہے ضَرَبَ پر یا محل نصب مین ہے بنا بر حال
بتقدیر قد اور جملہ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا
وہ کیا مثل ہے جو اس نے بیان کی سو اُس کا یہ جواب ہے کہ اس نے یون کہا کون زندہ کرے گا ہڈیون کو
حالانکہ وہ بوسیدہ ہین یہ استفہام انکار کا ہے کیونکہ اُس نے اللہ پاک کی قدرت کا قیاس کیا بندے کی قدرت
پر سو اس کا انکار کیا کہ اللہ تعالے بوسیدہ ہڈیون کو زندہ کرے اس لیے کہ یہ بات مقدور بشر مین نہین
ہے رَمِيمٌ کہتے ہین پرانے بوسیدہ کو ہڈی جب بوسیدہ ہو جاتی ہے تو محاورے مین یون بولتے ہین
رم العظم یرم رما فھو رمیم و رمام اور رمیم فرمایا رمیمۃ نہ فرمایا باوجود اس کے کہ یہ خبر ہے مونث کی سو اس لیے
کہ رمیم اسم ہے بوسیدہ ہڈیون کا صفت نہین ہے جیسے رمہ و رفات کسی نے کہا یہ وجہ ہے کہ رمیم معدول
ہے فاعلۃ سے اور ہر معدول جو اپنی وجہ سے ہے وہ مصروف ہوتا ہے اپنے اعراب سے جس طرح کہ اس آیت
مین ہے وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا کیونکہ یہ مصروف ہے باغیۃ سے بغوی و قرطبی نے اسی طرح کہا ہے اور اول
قول کے صاحب کشاف قائل ہین اولے یہ ہے یون کہین کہ رمیم بروزن فعیل بمعنے فاعل ہے رَمَّ الشَّيْءُ
سے بسبب غلبہ کے اسم ہو گیا ہے یا بمعنے مفعول ہے اور فعیل بمعنے مفعول مین مذکر و مؤنث برابر ہوتے

ہین جس طرح کہ جریح وصبور مین کہتے ہین **مسئلہ** جو شخص ہڈیون مین حیات کو ثابت کرتا ہے اور مردار کی ہڈیون کو نجس کہتا ہے اس لیے کہ موت ان مین اثر کرتی ہے بوجہ اس کے کہ حیات اُن مین حلول کرتی ہے وہ اس آیت سے حجت پکڑتا ہے اور وہ حنفیہ کے نزدیک طاہر ہین اور اسی طرح بال اور پٹھے کیونکہ حیات ان مین حلول نہین کرتی ہے تو موت بھی ان مین مؤثر نہین ہوتی ہے اور مراد ہڈیون کے زندہ کرنے سے اس آیت مین پھیر دینا ان کا ہے اُس حال پر جس پر وہ اول تھین تر و تازہ حی وحساس بدن مین حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اصحاب امام شافعی رضی اللہ تعالے عنہم نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ہڈیان اس قسم سے ہین جس مین حیات حلول کرتی ہے امام شافعی فرماتے ہین کہ حیات اُن مین حلول نہین کرتی ہے اور مراد من یحیی العظام سے من یحیی اصحاب العظام ہے بر تقدیر مضاف محذوف اس قول کا یون رد کیا ہے کہ یہ تقدیر خلاف ظاہر ہے **پھر** اللہ پاک نے اس مثل بیان کرنے والے کا جواب دیا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا کہ تو یون کہہ دے یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنے اس کو زجر و سرزنش کر اور وہ جو اپنی فطرت کو بھول گیا ہے جو کہ حقیقت حال پر دال ہے وہ اس کو یاد دلا اور کہہ اُن کو وہی زندہ کرے گا جس نے اُن کی ابتدا کی ہے اور پہلی بار بغیر کسی شے کے اُن کو بنایا ہے اور جو ذات پاک اول پیدائش پر قادر ہوا ہے وہی دوسرے پر بھی قادر ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے اس پر کوئی پوشیدہ شے مخفی نہین ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی شے خارج ہے کوئی سی شے ہو مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے علم سے مخلوقات کی تفاصیل کو جانتا ہے اور ان کے خلق کی کیفیت سے واقف ہے بس جو جسم کہ پارہ پارہ متفرق ہو چکے ہین اُن کے اصول و فصول کے اجزا کو اور اُن کے گرنے کی جگہون کو اور اُن کے تمیز کو اور بعض کو بعض کی طرف جوڑنے کو سابق طرز پر اور اعراض و قوٰی کے اعادے کو جو اُن مین تھے یا ان کی مثل نئے پیدا کرنے کو جانتا ہے کرخی نے کہا کہ وہ ہر خلق کو مجملاً و مفصلاً جانتا ہے یعنے قبل اس کے پیدا کرنے کے اور بعد اُس کے پیدا کرنے کے یہ **آیت** حجت ہے اُس شخص پر جو اس کا منکر ہے کہ اللہ پاک جزئیات کو جانتا ہے نظیر اس آیت کی یہ آیت ہے وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا **پھر** اللہ تبارک و تعالےٰ نے رجوع کیا طرف تقریر ما تقدم کے یعنے کفار جو بعث کو بعید سمجھتے تھے پھر اس کا دفع کرنا شروع کیا ارشاد فرمایا اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا پس اللہ پاک نے تنبیہ کی اپنی وحدانیت پر اور آگاہی بخشی اپنی قدرت پر کہ وہ مُردون کو زندہ کر سکتا ہے ساتھ اُس شے کے جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہین کہ اُس سے جلانے والی آگ سبز تر و تازہ لکڑی سے نکالی یہ وہی مرخ و عفار کا درخت ہے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے حکما نے کہا ہے کہ ہر درخت مین آگ ہے مگر عناب کہ کپڑے کوٹنے کی مصلحت سے اس مین آگ نہین رکھی گئی اسی لیے دھوبیون کے سونٹے کپڑے کوٹنے کے درخت عناب سے بنائے جاتے ہین **بالجملہ**

اللہ پاک کے بدائع خلق سے یہ ہے کہ ہرے بھرے درخت سے آگ نکل آتی ہے باوجود اس کے کہ آگ اور پانی مین
باہم بیر ہے آگ پانی سے بجھہ جاتی ہے بس جو قادر حکیم ہرے درخت مین پانی اور آگ کے جمع کرنے پر قادر ہے
وہی اس پر بھی قادر ہے کہ درمیان موت وحیات کے بشر مین معاقبہ کرے ایک کو دوسرے کے عقب مین لائے
ایک ضد کا دوسری ضد پر تعقیب جاری کرنا عقل مین اُس سے زیادہ تر سہل ہے کہ دونون ضدون کو بلا ترتیب
جمع کرے رہی یہ بات کہ اخضر فرمایا خضراء نہ کہا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ لفظ شجر کا اعتبار کیا کسی نے شجر کے معنے کا
اعتبار کرکے خضراء پڑہا ہے یہ بات بجائے خود ثابت ہو چکی ہے کہ اسم جنس کی تذکیر وتانیث دونون جائز ہین چنانچہ
قرآن شریف مین تذکیر وتانیث دونون آئی ہین اللہ پاک نے فرمایا ہے نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ وَنَخْلٍ خَاوِيَةٍ بس بنی تمیم
تو اسم جنس کا مذکر استعمال کرتے ہین اور اہل حجاز مونث مگر بادر ہو موصول ثانی یعنے الذی جعل الخ بدل ہے
موصول اول سے فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی کتنی کھلی قدرت ہے کہ جب تم نے
مرخ وعفار کی دو سبز ٹہنیان تر و تازہ پانی ٹپکتی آپس مین رگڑین تو اسی دم اُس مین سے آگ نکل پڑی بلا کلفت
حضرت سعدی کا ترجمہ یہ ہے پس ناگہان شما ازان درخت آتش مے افروزید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ
ہے پس آن ہنگام شما ازوے افروزید حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا یہ ہے پس اُس وقت تم اُس مین سے
روشن کرتے ہو ذرا ان ترجمون مین غور کرو ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست کو خوب سمجھو محلی نے خوب کہا ہے
کہ یہ دال ہے قدرت علے البعث پر کیونکہ اللہ پاک نے اس درخت مین درمیان پانی اور آگ اور لکڑی کے جمع کیا
ہے سو نہ تو پانی آگ کو بجھاتا ہے نہ آگ لکڑی کو جلاتی ہے سبحانہ ما اقدرہ پھر اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ خلق
مین انسان سے نہایت درجہ بڑی ہے پس ارشاد فرمایا أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ
أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ○ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○
فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا
کہ بنا دے ویسے اور کیون نہین اور وہ ہے اصل بنانے والا جاننے والا اس کا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہ
کہے اُس کو ہو پس ہو جاتی ہے سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور طرف اُسی کے پھر جاؤ گے
انتہے **ف** اللہ پاک اپنی قدرت عظیم پر آگاہ فرماتا ہے کہ اُس نے ساتون آسمان بنائے مع کواکب سیارہ
و ثوابت کے جو اُن مین ہین اور ساتون زمینین بنائین اور جو کچھ اُن مین ہے پہاڑ اور ریت اور دریاؤ
جنگل وغیرہ اور پیدا کیا جو کچھ کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے اور راہ بتاتا ہے اس کی کہ ان بڑی بڑی
چیزون کے پیدا کرنے سے اعادہ اجساد پر استدلال کرین **کما قال تعالے** لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ اور اس جگہہ فرمایا ہے اولیس الذی خلق السموات الآیہ مثلہم کے معنے مین

مثل البشر یعنے کیا جس نے ایسی بڑی بڑی چیزین بنائین وہ قادر نہین ہے کہ مثل بشر کے بنائے پہر ان کا اعادہ
کرے جس طرح کہ اُن کو اول بنایا یہ قول ابن جریر کا ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِی
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی بَلٰی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور اس جگہہ یون فرمایا بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنے وہ تو شے
کو صرف ایک امر کرتا ہے تکرار و تاکید کا محتاج نہین ہے

	اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ اَمْرًا فَاِنَّمَا	یَقُوْلُ لَهٗ قَوْلُهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ	

یعنے اللہ پاک جس وقت کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو یہی اُس کو کن کہدیتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے
بندو تم سب کے سب گنہ گار ہو مگر جس کو مین عافیت دون سو تم مجہ سے مغفرت مانگو مین تم کو بخشون گا
اور تم سب محتاج ہو مگر جس کو مین غنی کرون بیشک مین جواد ماجد واجد ہون کرتا ہون جو چاہتا ہون عطا
میری کلام ہے اور عذاب میری کلام ہے جب مین ارادہ کرتا ہون کسی شے کا تو یہی اُس سے کہدیتا ہون
کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ **قولہ تعالے** فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ
مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے تنزیہ و تقدیس و تبریہ ہے برائی سے واسطے حی قیوم کے یعنی
حی قیوم کو منزہ و مقدس و مبرا و پاک کرتا ہے ہر برائی سے جس کے ہاتہہ مین ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی
اور اسی کی طرف ساری کام رجوع ہوتے ہین اور اسی کا ہے خلق و امر اور اسی کی طرف معاد کے دن بندی رجوع
کرین گے پہر وہ ہر عامل کو اس کے عمل کا بدلہ دیگا اور وہ عادل و منعم و متفضل ہے قولہ تعالے فسبحان الذی الآیہ
کے معنے مثل اس آیت کے ہین قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ اور مثل اس آیت کے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ
پس ملک و ملکوت معنے مین ایک ہین جیسے رحمت و رحموت و رہبۃ و رہبوت و جبر و جبروت لوگون مین سے کسی کا
یہ زعم ہے کہ ملک تو عالم اجسام ہے اور ملکوت عالم ارواح ہے صحیح قول اول ہے اور اسی پر جمہور مفسرین
وغیرہم ہین **حضرت حذیفہ** رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین کہڑا ہوا ساتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک
رات سو آپ نے سات رکعتون مین سبع طوال سورتین پڑہین اور آپ جس وقت رکوع سے اپنا سر اُٹہاتے
تو فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ پہر فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَةِ اور
رکوع آپ کا مثل آپکے قیام کے تہا اور سجود آپ کا مثل آپکے رکوع کے پہر آپ فارغ ہوئے اور میرے دونو
پاؤن ٹوٹنے کے قریب ہو گئے تہے اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ **لفظ ابوداؤد** و ترمذی کا شمائل مین اور
نسائی کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ انہون نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم

کوکہ انہ پڑہ رہے ہین رات کو اور آپ فرماتے تہے اللہ اکبر تین بار ذی الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ پہر آپ نے شروع کیا تو سورہ بقرہ پڑہی پہر رکوع کیا سو آپ کا رکوع قریب تہا آپ کے قیام سے اور آپ فرماتے تہے اپنے رکوع مین سبحان ربی العظیم پہر آپ نے اپنا سر اٹہایا رکوع سے تو آپ کا قیام قریب تہا آپ کے قیام سے فرماتے تہے لربی الحمد پہر آپ نے سجدہ کیا تو آپ کا سجود قریب تہا آپ کے قیام سے اور اپنے سجدے مین فرماتے تہے سبحان ربی الاعلے پہر آپ نے اپنا سر اٹہایا سجود سے اور درمیان دونون سجدون کے بیٹہتے تہے قریب اپنے سجود سے اور فرماتے تہے رب اغفر لی رب اغفر لی پس آپ نے چار رکعتین پڑہین سو ان مین بقرہ وآل عمران ونساء ومائدہ یا انعام پڑہین شعبہ نے شک کیا ہے یہ لفظ ابو داؤد کے ہین **ابو داؤد** نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین کہڑا ہوا ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک رات سو آپ کہڑے ہوئے پہر آپ نے سورہ بقرہ پڑہی نہین گزرتے تہے کسی آیت رحمت پر مگر ٹہیرتے اور سوال کرتے اور نہین گذرتے کسی آیت عذاب پر مگر ٹہیرتے اور پناہ مانگتے کہا پہر آپ نے رکوع کیا بقدر اپنے قیام کے اپنے رکوع مین فرماتے تہے سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ پہر آپ نے سجدہ کیا بقدر اپنے قیام کے پہر آپ نے اپنے سجدے مین مثل اس کے کہا پہر آپ کہڑے ہوئے تو آل عمران پڑہی پہر ایک ایک سورہ پڑہی وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِی الشَّمَائِلِ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ صَالِحٍ آخر تفسیر سورہ یٰس وللہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر **ف** اولیس الذی خلق الآیۃ جملہ مستانفہ ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے تحقیق جواب کے جس کا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ کفار کو مخاطب کر کے دین اور ہمزہ انکار اور نفی کا ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوا کرتا ہے

اے الیس الذی انشاہا اول مرۃ ولیس الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا او لیس الذی خلق السموات والارض الآیۃ یعنے کیا نہین ہے وہ جس نے ہڈیون کو اول بار بنایا اور نہین ہے وہ جس نے تمہارے لیے ہرے درخت سے آگ بنائی اور نہین ہے وہ جس نے آسمان و زمین بنائے قادر اس پر کہ پیدا کرے مثل ان آدمیون کے جو کہ مر گئے مراد وہ اور ان کے امثال ہین بطور تقدیم و تاخیر کے یا مراد وہی ہین بر طریق کنایہ جس طرح کہ مثلک لفعل کذا مین ہے کہ مراد مثل سے خود مخاطب ہے کذا قال الشہاب مطلب یہ ہے کہ جو ذات پاک قادر ہے بنانے پر آسمانون کے اور زمین کے حالانکہ یہ دونون نہایت درجہ بڑے ہین اور ان کے اجزا بڑے بڑے ہین وہی قادر ہے اعادہ خلق بشر پر جو کہ صغیر الشکل ضعیف القوۃ ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ البتہ پیدا کرنا آسمان کا اور زمین کا اکبر ہے لوگون کے پیدا کرنے سے جمہور نے بقادر بصیغہ اسم فاعل پڑہا ہے اور جحدری وغیرہ نے یقدر صیغہ فعل مضارع پڑہا ہے اللہ سبحانہ وتعالے نے انکار تقریری

کا جو کہ استفہام سے معلوم ہوتا ہے خود جواب دیا فرمایا بَلیٰ یعنے ہان وہ اس پر قادر ہے وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ یعنے
وہ خلق و علم مین اکمل و اتم وجہ پر بڑے مبالغہ والا ہے مطلب یہ ہے کہ کثیر الخلق ہے اور ہر شے کو جانتا ہے کسی نے
خَالِقُ بھی پڑہا ہے پھر اللہ پاک نے وہ بات ذکر کی جو دال ہے اس کی کمال قدرت پر اور اُس پر کہ اول پیدا کرنا
اور دوبارہ بنانا اس پر سہل و آسان ہے پس فرمایا إِنَّمَا أَمْرُهُ الآیۃ یعنے اس کی شان تو یہ ہے کہ جس وقت
اُس کا ارادہ کسی شے کے ساتھہ متعلق ہوتا ہے کوئی سی شے ہو تو اُس سے کہہ دیتا ہے حادث ہو جا تو وہ حادث
ہو جاتی ہے بدون توقف کے کسی دوسری شے پر اصلا کسی طرح کی دیر نہین ہوتی ہے اُس کی تفسیر سورہ نحل
و سورہ بقرہ مین گزر چکی ہے جمہور نے فیکون کو برفع پڑہا ہے بنا بر استیناف اور کسائی نے بنصب یقول پر عطف
کیا ہے پھر اللہ پاک نے اپنی ذات کی تنزیہ فرمائی اس سے کہ غیر قدرت کے ساتھہ اُس کا وصف کیا جائے پس ارشاد
فرمایا فسبحان الذی الآیہ یہ تنزیہ ہے اللہ تعالی کی اس شے سے جس کے ساتھہ کفار نے اُس کا وصف کیا اور تعجب
دلاتا ہے اُن باتون سے جو اُنہون نے اُس کی شان مین کہین کلام عرب مین ملکوت مبالغے کا لفظ ہے ملک
مین جس طرح کہ جبروت و رحموت ہے گویا یون کہا پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھہ مین مالکیت اشیاء کلیہ ہے
قتادہ نے کہا ملکوت ہر شے ہے مفاتح ہر شے ہے جمہور نے ملکوت پڑہا ہے اور اعمش و طلحہ و ابراہیم تیمی نے ملکہ بروزن
شجرہ اور کسی نے مملکۃ بروزن مفعلۃ اور کسی نے ملک لیکن ملکوت سب سے ابلغ ہے جمہور نے ترجعون کو تا خطاب
بصیغہ مجہول اور سلمی و زر بن حبیش و اصحاب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیائے تحتیہ بصیغہ مجہول اور زید
ابن علی نے بصیغہ معروف پڑہا ہے معنے یہ ہین کہ تم اس کی طرف رجوع کیے جاؤگے نہ طرف اس کے غیر کے اور
پھیرے جاؤگے اور عود کیے جاؤگے بلا فوت یہ دار آخرت مین ہوگا بعد بعث کے کذا فی فتح البیان فاضل طیبی
نے کہا ہے کہ یہ سورت اپنے فاتحہ سے خاتمہ تک امہات علم اصول و جمیع مسائل معتبرہ کی تقریر مین ہے جن کو علما
اپنی مصنفات مین لائے ہین ان سب کی تقریر اس مین بابلغ و اتم وجہ ہے پھر اس کی وجہ مفصل بیان کی ہے
یہانتک کہا ہے کہ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ مثل فذلکہ ہے واسطے مذکورات
کے اور فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شے والیہ ترجعون مثل خاتمہ کے ہے جو کہ مشتمل ہے اسرار عجیبہ پر پس اُس
مین افہام متحیر ہوتے مین اور زبان و قلم اُس کی شرح سے کُند ہوتی ہین اسی لیے حبر امت حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا ہے کہ سورہ یٰس کی فضیلت مین جو کچہ مروی ہے وہ اسی آیت کی وجہ سے ہے کسی نے
کہا کہ یٰس جو قلب قرآن یعنے اصل و لب قرآن ٹھیرائی گئی ہے سو اسی لیے کہ مقصود اہم انزال کتب سے بیان
ہے اسکا کہ لوگ حشر کیے جائین گے اور سب کے سب اُس کے پاس حاضر ہون گے اور مطیع لوگ جزا دیے جائین گے
ساتھہ احسن اس عمل کے جو وہ کرتے تھے اور مجرم لوگ اُن سے جدا ہون گے یہ سب امور اس سورت مین بابلغ و اکد

وجہ تقریر کیے گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا پڑہو سورہ یٰسٓ اپنے مردوں پر امام نے کہا اس کی وجہ ہے کہ مرتے وقت زبان ضعیف القوت ہوتی ہے اور اسی طرح اعضا لیکن قلب بالکل اللہ پاک پر متوجہ ہوتا ہے پہر جب یہ سورہ کریمہ پڑہی جاتی ہے تو اُس کے دل کی قوت بڑہتی ہے اور باصول دین کے سا اُس کی تصدیق سخت ہوتی ہے تو اُس کے دل کا اشراق نور ایمان سے اور بڑہتا ہے اور لوامع عرفان کے ساتھ اُس کی بصیرت قوت پکڑتی ہے کذا فی شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالے الحمد للہ والمنۃ کہ یہ سورت تمام ہوئی وقت یک ساعت شب بست و دوم ماہ شوال ۱۳۲۳ ہجری محلہ امیر گنج میں اللہ پاک قبول فرمائے اور آگے لکہنے کی حول و قوت دے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلے العظیم القوی العزیز اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ فِیْ رِضَاكَ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَارْزُقْنِیْ سُرْعَۃَ الْقَلَمِ وَسُرْعَۃَ الْکِتَابَۃِ مَعَ الْاِدْرَاكِ التَّامِّ بِالضَّبْطِ وَالْاِتْقَانِ عَلَی التَّمَامِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَارْزُقْنَا وَاجْبُرْنَا وَاسْتُرْنَا وَاَحْسِنْ عَوَاقِبَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْنَ

تفسیر سورۂ صفٰت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورہ مبارکہ کی ایک سو بیاسی آیتین ہین اور مکی ہے قرطبی نے کہا سب کے قول مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ مکے مین نازل ہوئی ہے اَخْرَجَہُ ابْنُ الضُّرَیْسِ وَابْنِ النَّحَاسِ وَابْنُ مَرْدُوْیَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَآئِلِ حضرت ابن عمر رضے اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر فرماتے تھے ہم کو تخفیف کا اور امامت کرتے تھے ہماری ساتھہ صافات کے اَخْرَجَہُ النَّسَآئِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ وَقَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ تَفَرَّدَ بِہٖ النَّسَآئِیُّ حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پڑہے یٰس و صافات جمعے کے دن پہر سوال کرے اللہ سے تو وہ اُس کو اُس کا سوال دے اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ فِیْ فَضَآئِلِ الْقُرْاٰنِ وَابْنِ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِہٖ نیز حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کہ ملوک حضرت نے سوال کیا وقت اُن کے آنے کے آپکے پاس کہ اُن پر پڑہین کچہہ اُس شے سے جو آپ کی طرف نازل کی گئی تو آپ نے پڑہا والصافات صفا یہانتک کہ پہونچے رب المشارق کو الحدیث اَخْرَجَہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَآئِلِ وَالسِّلَفِیُّ فِی الطُّیُوْرِیَاتِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ قسم ہے صف باندہنے والون کی قطار ہوکر پہر ڈانٹنے والون کی جہڑک کر پہر پڑہنے والون کی یاد کر بیشک حاکم تمہارا ایک ہے رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے اور رب مشرقون کا **ف** فرشتے کہڑے ہوتے ہین قطار ہو کر سننے کو حکم اللہ کا پہر جہڑکتے ہین شیطانون کو جو سننے کو جا لگتے ہین پہر جب اُتر چکا اُس کو پڑہتے ہین ایک دوسرے کے بتلانے کو **ف** شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہین سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین انتہے **ف**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا والصافات صفا فرشتے ہین فالزاجرات زجرا فرشتے ہین فالتالیات ذکرا فرشتے ہین رواہ سفیان عن الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق عنہ اسی طرح حضرت ابن عباس و مسروق و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و سدی و قتادہ و ربیع بن انس نے بہی کہا ہے قتادہ نے کہا کہ فرشتے صفین ہین آسمان ہین **مسلم** نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے فضیلت دیے گئے ہم لوگون پر ساتہ تین باتون کے ٹہیرائی گئین صفین ہماری مثل صفون فرشتون کے اور ٹہیرائی گئی واسطے ہمارے زمین سب کی سب سجدا اور ٹہیرائی گئی خاک اس کی پاک کرنے والی جب کہ ہم نہ پائین پانی **نیز** مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے تم کیون نہین صف باندہتے جیسے فرشتے صف باندہتے ہین نزدیک اپنے رب کے ہم نے عرض کیا اور کیونکر صف باندہتے ہین فرشتے نزدیک اپنے رب کے فرمایا پورا کرتے ہین اگلی صفون کو اور ملکر کہڑے ہوتے ہین صف مین سدی وغیرہ نے کہا فالزاجرات زجرا کے یہ معنے ہین کہ فرشتے ڈانٹتے ہین بادل کو ربیع بن انس نے کہا فالزاجرات زجرا وہ شے ہے جس سے اللہ تعالے نے قرآن مین زجر فرمایا ہے اسی طرح امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فالتالیات ذکرا سدی نے کہا کہ فرشتے لاتے ہین کتاب و قرآن کو اللہ کے پاس سے طرف لوگون کے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا عُذْرًا اَوْ نُذْرًا **قولہ تعالے** اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ الآیۃ جس پر قسم کہائی ہے وہ یہی ہے کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالے رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات اُن کے درمیان ہین ہے ورب المشارق یعنے مالک و متصرف خلق مین وہی ہے باین طور کہ جو کچہ اس مین ثوابت و سیارے تارے ہین اُن کو مسخر کیا ہے مشرق سے ظاہر ہوتے ہین اور مغرب سے ڈوبتے ہین مشارق کے ذکر کے ساتہ مغارب

سے اکتفا کیا ہے کیونکہ مشارق مغارب پر دال ہے اس آیت مین مغارب کی تصریح فرمائی ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ اور دوسری آیت مین یون فرمایا ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مراد سردی وگرمی کے دو مشرق ومغرب ہین واسطے سورج اور چاند کے کذا فی ابن کثیر **ف** ابوعمرو وحمزہ نے کسی نے کہا فقط حمزہ نے یون پڑھا ہے کہ صَآفَّاتْ کے تا کا صَفًّا کے صاد مین اور زاجرات کے تا کا زجرًا کے زے مین اور ذاکرات کے تا کا ذِکرًا کی ذال مین ادغام کیا ہے امام احمد بن حنبل نے جب اس قراءت کو سنا تو اس کا انکار کیا نحاس نے کہا کہ عربیت مین تین وجہ سے یہ بعید ہے پہلی یہ ہے کہ حرف تا صاد کے مخرج سے نہین ہے اور نہ زا سے و ذال کے مخرج سے اور نہ ان کے اخوات سے دوسری یہ ہے کہ حرف تا ایک کلمے مین ہے اور مابعد اس کا دوسرے کلمے مین تیسرے یہ ہے کہ جب تم نے ادغام کیا تو دو کلمون کے دو ساکنون مین جمع کیا ایسے موقع مین درمیان دو ساکن کے جمع کرنا اسی وقت جائز ہے کہ دونون ایک کلمے مین ہون واحدی نے کہا کہ ادغام تا کا صاد مین اچھا ہے بسبب مقاربت دونو حرفون کے کیا تم دیکھتے نہین کہ دونون کنارہ زبان سے نکلتے ہین باقی قراء نے سب حرفون کے اظہار سے پڑھا ہے **صف** کہتے ہین ترتیب جماعت کو ایک خط مستقیم پر جس طرح کہ نماز مین صف باندھی جاتی ہے **صَآفَّات** مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد وہ فرشتے ہین جو آسمان پر صف باندھتے ہین مثل صفوف خلق کے دنیا مین یہ قول حضرت ابن مسعود وابن عباس وعکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد وقتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ اپنے پرون کی صف باندھتے ہین ہوا مین اس مین ٹھیرے رہتے ہین یہانتک کہ اللہ پاک ان کو امر فرمائے جس شے کا چاہے یعنے چڑھنے اترنے وغیرہ کا حضرت حسن نے فرمایا صف باندھنے والے ہین صف باندھ کر مثل اپنے صفون کے نزدیک اپنے رب کے اپنی نماز مین دوسرا قول یہ ہے کہ مراد طیور ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَآفَّاتٍ تیسرا یہ ہے کہ مراد مومن لوگون کی جماعت ہے جب کہ وہ کھڑے ہوتے ہین نماز مین اور لڑائی مین اس کو قشیری نے ذکر کیا ہے اولی قول اول ہے اسی طرح **زاجرات** مین کئی قول ہین زجر اصل مین قوت سے دفع کرنے کو کہتے ہین یہان مراد قوت تصویت ہے یعنی زور سے آواز کرنا اسی معنے سے زجرت الابل والغنم ہے جب کہ تو اپنی آواز سے اونٹون کو اور بکریون کو ڈرائے ایک قول یہ ہے کہ مراد زجر کرنے والے فرشتے ہین یا تو اس لیے زاجرات ان کو کہتے ہین کہ وہ بادلون کو زجر کرتے ہین جیساکہ سدی نے کہا ہے یا اس لیے کہ مواعظ ونصائح معاصی سے زجر کرتے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مراد زواجر قرآنی ہین یعنے ہر وہ حکم جو کہ بری بات سے زجر ونہی کرتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مراد علما ہین کیونکہ یہی لوگ اہل معاصی کو معاصی سے زجر کرتے ہین قول اول اولے ہے اسی طرح **تالیات** مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ مراد وہ

فرشتے ہین جو کہ قرآن کی تلاوت کرتے ہین جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ و حسن و مجاہد و ابن جبیر و سدی نے
کہا ہے دوسرا یہ ہے کہ تنہا جبرئل علیہ السلام مراد ہین اُن کی تعظیم کے واسطے جمع کا لفظ ذکر کیا ہے اس کے ساتہ
ہی یہ بات بھی ہے کہ ان کے تابع فرشتون سے وہ خالی نہین رہتے ہین تیسرا یہ ہے کہ مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ ذکر
اللہ و کتب الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے قال قتادہ چوتہا یہ ہے کہ مراد آیات قرآن شریف ہین ان کو موصوف بتلاوت
کیا اگرچہ وہ متلو ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کسی نے کہا
آیات کو تالیات اس لیے کہا کہ ایک آیت دوسری آیت کے پیچہے لگی رہتی ہے پانچوان یہ ہے کہ مراد انبیا علیہم السلام
ہین ذکر کو اپنی امتون پر تلاوت کرتے ہین ذکرہ الماوردی **نصب** صفا و زجرا کا بنا بر مفعول مطلق ہے
صافات و زاجرات کی تاکید کے واسطے آئے ہین اور ذکرًا کا نصب بنا بر مفعول بہ ہے یہ بھی جائز ہے کہ
مثل صَفًّا زَجْرًا کے مفعول مطلق ہو تالیات کے معنے سے کیونکہ وہ ذاکرات کے معنے مین ہے یہ وجہ ماقبل کے
ساتہ زیادہ تر موافق ہے **حرف** واو تینون جگہہ قسم کا ہے مقسم بہ مین دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ
مقسم بہ ان اشیا کا خالق ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کہانے سے منع فرمایا ہے
دوسرے یہ ہے کہ ایسی جگہہ مین قسم محلوف بہ کی تعظیم کے واسطے ہوتی ہے اور ایسی تعظیم سواے اللہ پاک کے اور
کسی کو لائق نہین ہے اس لیے تقدیر عبارت یہ ہے ورب الصافات والزاجرات والتالیات دوسرا قول جس پر
اکثر ہین یہ ہے کہ مقسم بہ یہی چیزین ہین یہ سبب ظاہر لفظ کے پس اس سے عدول کرنا خلاف دلیل ہے رہی غیر
اللہ کی قسم کہانے سے نہی سو وہ مخلوق کو نہی ہے کہ غیر اللہ کی قسم نہ کہائین اور خالق جل جلالہ اس سے مستثنی
ہے وہ اپنی بعض مخلوقات کی قسم کہاتا ہے واسطے ظاہر کرنے ان کی تعظیم کے جیسے والشمس واللیل والضحی و
الطور والنجم والتین والزیتون وغیرہ **حرف** فا قولہ تعالے فالزاجرات فالتالیات مین یا تو خود صفات
کی ترتب کے واسطے ہے وجود مین یا واسطے ترتب اُن کے موصوفات کے ہے فضل مین اور ان دونون
قولون مین نظر ہے تفصیل اس کی شیخزادہ وغیرہ مین خوب لکہی ہے **بالجملہ** اللہ پاک نے صافات وغیرہ کی
قسم کہا کے فرمایا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ یعنے بیشک معبود تمہارا البتہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہین ہے یہ جواب
ہے قسم کا جواب قسم مین ان مکسورہ آتا ہے کسائی نے ایسے ان کا فتح بہی جائز رکہا ہے اشیاے مذکورہ کے
ساتہ قسم کہانے کے کئی فائدے ہین ایک یہ ہے کہ ان چیزون کی شرف ذات و کمال مراتب پر آگاہ کرنا ہے
دوسرا یہ ہے کہ عابدین اصنام کے قول کا رد کرنا ہے وہ کہتے تہے کہ یہ معبود ہین تیسرا یہ ہے کہ منظور تاکید
ہے ماتقدم کی کیونکہ اللہ پاک نے اکثر سورتون مین توحید و صحت بعث و قیامت کو یقینی دلیلون سے ثابت
کیا ہے چنانچہ سورہ یٰسٓ کے آخر مین ابہی گزر چکا ہے پس جب کہ ان دلیلون کا ذکر سابق ہو لیا ہے تو ماتقدم

کی تاکید کے واسطے ساتھ ذکر قسم کے اُن کا ثابت کرنا کچھ بعید نہین ہے خاص کر قرآن شریف تو لغت عرب مین اُتارا گیا ہے اور قسم سے مطالب کا ثابت کرنا ان کے نزدیک ایک طریقہ مالوف ہے تیسرا یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے اشیاء مذکورہ کی قسم کھائی ایک معبود ہونے پر تو بعد اس کے دلیل یقینی ذکر فرمائی یعنے رَبُّ السَّمٰوٰتِ الآیۃ یعنے وہ رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اس مخلوقات و کائنات کا جو ان کے درمیان مین ہے اور رب ہے مشرقون کا مطلب یہ ہے کہ وجود اس مخلوقات کا ایسی شکل بدیع و نادر پر واضح ترین دلائل سے ہے صانع قادر کے وجود و قدرت پر اور اس پر کہ وہ اس سب کا خالق و مالک ہے رَبُّ السَّمٰوٰاتِ خبر ثانی ہے ان کی یا بدل ہے لواحد سے جیسا کہ نحاس نے کہا ہے یا خبر ہے مبتدائے محذوف کی جیسا کہ ابن انباری نے کہا ہے کہ لواحد پر وقف حسن ہے اور رب السموات سے ابتدائے کلام ہے بایں معنے کہ ہو رب السموات والارض کلمہ رب دوبارہ ذکر فرمایا اس لیے کہ مشارق مین آثار ربوبیت کا ظہور بغایت ہے اور وہ ہر دن نئے نئے ہوتے رہتے ہین اللہ پاک نے سورج کے واسطے ہر دن کا ایک مشرق و مغرب پیدا فرمایا ہے موافق عدد ایام سال کے ہر روز ایک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مغرب مین ڈوبتا ہے ابن انباری و ابن عبد البر نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد مشارق کواکب مین ظاہر یہ ہے کہ مراد مشارق آفتاب ہین مشارق پر قصر کیا واسطے اکتفا کے جس طرح کہ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ مین اکتفا کیا ہے یعنے والبرد اور خود مشارق مغارب پر دال ہے رہی یہ بات کہ اس کا عکس کیون نہ کیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ شروق شمس سابق ہے اس کے غروب پر دوسری یہ بات ہے کہ شروق ابلغ ہے نعمت مین اور اکثر ہے نفع مین غروب سے پس مشرق کا ذکر کیا اس بات پر آگاہ کرنے کو کہ اللہ پاک کا احسان اپنے بندون پر بکثرت ہے اور اسی دقیقہ کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرق کے ساتھ استدلال کیا تو یون فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

یہان تو مشارق بصیغہ جمع فرمایا اور اس کے مقابل کو حذف کیا اور سورہ رحمٰن مین رب المشرقین و رب المغربین بہ تثنیہ اور سورہ معارج مین رب المشارق والمغارب بجمع اور سورہ مزمل مین رب المشرق والمغرب بافراد اور تینون جگہ مقابل کو ذکر کیا پس اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف کلام عرب کے اسالیب و فنون پر نازل ہوا ہے جو اُن کے نزدیک معہود و معلوم ہین سو منجملہ ان کے اجمال و تفصیل و ذکر و حذف و تثنیہ و جمع و افراد ہے باعتبارات مختلف پس مزمل مین تو افراد و اجمال کیا مراد مشرق و مغرب گرما و سرما ہے سورۂ معارج مین جمع و تفصیل کی مراد سال کے ساری مشارق و مغارب ہین یہ سب سات سو سے زیادہ ہین سورۂ رحمٰن مین تثنیہ و تفصیل کی مراد گرما و سرما کے دو مشرق و مغرب ہین اور اس جگہہ جمع و حذف کیا مراد سال کے سارے مشارق ہین ان پر قصر اس لیے کیا کہ محذوف پر دال ہین چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے اس جگہہ

جمع کا صیغہ اس لیے خاص کیا کہ اول سورت کی جمع کے ساتھ موافق ہو کیونکہ وہ سب جمع کے صیغے ہین اور حذف کو زینت کی مناسبت کے واسطے مخصوص کیا کیونکہ زینت غالباً ضیا و نور ہی سے ہوتی ہے اور یہہ دونون مشرق سے پیدا ہوتے ہین نہ مغرب سے اور رحمٰن مین جو تثنیہ کو خاص کیا سو واسطے موافقت لیسجدان و فبای آلاء ربکما تکذبان کے اور متقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت بسط صفات و انعامات اللہ تعالی کے بہر معارج مین جمع کو خاص کیا واسطے موافقت جمع قبل و بعد کے اور متقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت کثرت تاکید کو قسم و جواب قسم مین اور مزمل مین افراد کو خاص کیا واسطے موافقت ماقبل کے کہ اس کے پہلے افراد ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اس کے بعد افراد ذکر اللہ تعالے ہے اور متقابلین کا ذکر کیا واسطے موافقت حصر کے جو کہ لا الٰہ الا ہو مین ہے اور اس لیے کہ وہان بسط ہے امر الٰہی کا واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کذا قال الکرخی واللہ اعلم اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۣالْکَوَاکِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ۖ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۔ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہین اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے سن نہین سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہین ہر طرف سے ہانکے گئے اور ان کو مار ہے ہمیشہ مگر جو کوئی اُچک لایا جھپٹ سے پھر پیچھے لگا اُس کے انگار اچمکتا ف معلوم ہوتا ہے تارے سب ورلے آسمان مین ہین اگرچہ پھیر ہر ایک کا اُوپر ہو یا نیچے ہو ف انہین تارون کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانون کو مار پڑتی ہے جیسے سورج اور آتشی شیشے سے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اُس نے رونق دی سماے دنیا کو واسطے زمین والون کے جو اس کی طرف نظر کرنے والے ہین ایک رونق جو تارے ہین زینت کو باضافت و تنوین دونون طرح پڑھا ہے اور تنوین کی بنا پر کواکب کو زینت کا بدل ٹھیرایا ہے دونون کے ایک معنی ہین پس کواکب سیارہ و ثوابت کی روشنی آسمان شفاف کے جرم کو پھاڑتی ہے تو وہ چمکتے ہین واسطے اہل زمین کے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ۔ وقال تعالے وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ۙ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۔ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِیْنٌ ۔ پس اس جگہہ جو اللہ پاک نے فرمایا ہے وحفظا من کل شیطان مارد تقدیر اسکی یہ ہے وحفظناہا حفظا یعنے محفوظ رکھا ہے ہم نے اُس کو محفوظ رکھنے کر ہر شیطان متمرد و عاتی و سرکش سے جب کہ وہ ارادہ کرتا ہے جب کہ سننے کا تو آتا ہے اس کو انگار اچمکتا تو اس کو جلا دیتا ہے اسی لیے یون فرمایا لا یسمعون الی الملا الاعلی یعنے تاکہ

وہ نہ پہونچین ملا اعلی تک مراد آسمان ہین اور فرشتے جو اُن ہین ہین جب کہ وہ بات چیت کرتے ہین اس شے کی خبر
کی اللہ تعالے وحی کرتا ہے اپنے شرع وقدر سے جس طرح کہ اس کا بیان ان حدیثون ہین گذر چکا ہے جن کو ہم نے
تفسیر حتی اذا فزع عن قلوبہم الآیہ ہین وارد کیا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے ویقذفون من کل جانب دحورا
یعنے پہینکے جاتے ہین ہر طرف سے جس سو آسمان کا قصد کرتے ہین پہینکنے کہ جس سے ہانکے جاتے ہین اور زجر
ومنع کیے جاتے ہین وہانتک پہونچنے سے اور رجم کیے جاتے ہین ولہم عذاب واصب یعنے دار آخرت ہین
اُن کے واسطے عذاب دائم وستمر ودرد دہندہ ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ
السَّعِيرِ قولہ تعالی اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مگر جو کوئی اچک لا یا شیطانون ہین سے خطفہ کو مراد وہ کلمہ ہے
جس کو آسمان سے سُن لیتا ہے پہر اس کو ڈال دیتا ہے طرف اس شیطان کے جو اس کے نیچے ہے اور وہ اپنے
ماتحت کی طرف اسکا القا کرتا ہے پہر کبہی تو انگارا اس کو پالیتا ہے قبل اس کے کہ اس کو ڈالے اور کبہی
اس کو ڈالدیتا ہے اللہ تعالی کی قدر سے قبل اس کے کہ اُس کو انگارا آئے تو اُسے جلائے پہر وہ دوسرا
اس کو لیجاتا ہے طرف کاہن کے چنانچہ حدیث شریف ہین گذر چکا ہے اور اسی لیے یون فرمایا ہے اِلَّا مَنْ
خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ اسے ستنیر یعنے انگارا روشن ابن جریر نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے کہ آسمان مین شیطانون کی بیٹھکین تہین فرمایا پس شیاطین کان
رکہتے تہے وحی سننے کو فرمایا اور تارے چلتے نہ تہے اور شیاطین مارے نہ جاتے تہے فرمایا پہر جب وہ
وحی سنتے تو زمین کی طرف اُترتے پہر ہر ایک کلمے مین نو یعنے ایک کلمہ تو آسمانی ہوتا نو کلمے اور زیادہ کر دیتے
تہے فرمایا پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو جس وقت بیٹھنے لگا شیطان اپنی بیٹھک
مین تو آیا اُس کو انگارا پہر وہ اس سے چوکتا نہ تہا یہانتک کہ اسے جلا ڈالتا فرمایا پہر وہ اس کی شکایت لے
گئے طرف ابلیس لعنہ اللہ کے تو وہ بولا یہ نہین ہے مگر کسی امر سے جو نیا ہوا ہے فرمایا پہر اُس نے اپنے لشکروں
کو پہیلایا تو کیا دیکھتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے نماز پڑہ رہے ہین درمیان جبلی نخلہ کے
فرمایا پہر وہ لوٹے طرف ابلیس کے تو اسے خبر دی پس اس نے کہا یہ وہ ہے جو حادث ہوا ہے اس باب مین جو
حدیثین وارد ہوئی ہین مع آثار تفسیر سورہ جن زیر آیۃ وانا لمسنا السماء الایہ مذکور ہین **ف** مراد سماے
دنیا سے وہ آسمان ہے جو زمین سے متصل ہے ماخوذ ہے دنو سے دنو بمعنے قرب ہے پس یہ آسمان سب آسمانوں
سے بڑہکر قریب ہے طرف زمین کے جمہور نے زینت کو کواکب کی طرف مضاف کیا ہے معنے یہ ہین کہ زینت
دی ہم نے سماے دنیا کو ساتہ زینت دینے کواکب کے یعنے ساتہ حسن کواکب کے مسروق وغیرہ نے بہ تنوین زینت
وخفض کواکب پڑہا ہے بنا بر بدل زینت سے اس بنیاد پر کہ مراد زینت سے اسم ہے مصدر نہین ہے تقدیر

بعد طرح سبدل سنہ کی یہ ہے اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِالكَوَاكِبِ یعنے زینت دی ہم نے سماے دنیا کو ساتھہ ستارون
کے کیونکہ خود تارے ایک زینت عظیم ہین اسلیے کہ اندہیری رات مین دیکہنے والون کی آنکھون مین ایسے دکہائی
دیتے ہین جیسے کہ نیلگون سطح پر جواہر آبدار چمک دمک رہے ہین عاصم نے ابوبکر کی روایت مین بتنوین زینت
ونصب کواکب پڑہا ہے اس بنا پر کہ زینت مصدر ہے اور فاعل اس کا محذوف تقدیر یہ ہے بان اللہ زین الکواکب
بکونہا مضیئۃ حسنۃ فی انفسہا یعنے زینت دی ہم نے سماے دنیا کو باین طور کہ اللہ نے زینت دی کواکب کو
ساتھہ ہونے اُن کے کے فی نفسہ روشن وخوب صورت یا کواکب منصوب ہے باضمار اعنی یا بدل ہے سماے سے
بدل اشتمال کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ زینت دی ہم نے سماے دنیا کو ساتھہ ضوء کواکب کے کیونکہ ضوء و
نور احسن و اکمل صفات سے ہین اگر یہ تارے آسمان مین موجود نہ ہوتے تو وقت غروب آفتاب کے سخت تاریک
ہوتا کسی نے کہا کہ مراد زینت کواکب سے ان کے اشکال متناسب ومختلف ہین شکل مین جیسے شکل جوزا و
بنات النعش وغیرہ کی اس کے سوا اور اقوال بہی ہین **وحفظا** منصوب ہے اس بنا پر کہ فعل محذوف کا مفعول مطلق
ہے اے حفظنا ہا حفظا یا مفعول لہ ہے اے زینا ہا بالکواکب للحفظ یا معطوف ہے بزینۃ کے محل پر گویا یون کہا کہ
انا خلقنا الکواکب زینۃ للسماء وحفظا **مارد** کے معنے ہین عاتی ستمگر وسرکش طاعت سے نکلنے والا اس قسم کے
شیطان کو تارون سے اور انگارون سے مارتے ہین جملہ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ مستانفہ
ہے مقصود اس سے بیان ہے شیاطین کے مآل کا بعد حفظ آسمان کے کسی نے کہا جواب ہے سوال مقدر کا
گویا کسی نے کہا کہ بعد حفظ آسمان کے اُن کا کیا حال ہوا سو یہ جملہ اسکا جواب ہے کسی نے کہا کہ یہ جملہ صفت
ہے کل شیطان کی ابو حاتم نے کہا لا یسمعون کے معنے لئلا یسمعوا ہین پہر کلمہ لام وانْ حذف کیا گیا تو فعل
مرفوع ہوگیا اسی طرح کلبی نے بہی کہا ہے نسفی نے کہا کہ اس قول مین تعسف ہے ایسے تعسف سے قرآن
شریف کا بچانا واجب ہے کیونکہ لام اوران کا الگ الگ حذف کرنا مردود نہین ہے لیکن یکبارگی دونو
کا حذف کردینا منکر ہے اور درمیان سَمِعْتُ فُلَانًا يتحدث وسمعتُ الیہ یتحدث وسمعتُ حدیثہ والی حدیثہ
کے فرق ہے جو خود متعدی ہوتا ہے وہ تو ادراک کا فائدہ دیتا ہے اور جو کلمہ الی کے ساتھہ متعدی ہوتا ہے
وہ اصغا کا مفید ہے مع ادراک کے انتہے غرضکہ جملہ مذکورہ مین کئی قول ہین ایک تو استیناف بیانی دوسرا
جواب سوال مقدر تیسرا صفت شیطان چوتہا یہ کہ اس سے حال ہے پانچوان یہ کہ تقدیر لئلا یسمعوا علت
ہے حفظ کی سمین نے ان سب قولون کو فاسد کہا ہے اور فساد کو بیان کیا ہے مختار قول یہ لکہا ہے کہ
یہ جملہ ماقبل سے منقطع ہے اعراب مین **ملأ الاعلے** سے مراد اہل سماے دنیا مین اور اس سے اوپر کے
آسمانون کے لوگ ان مین سے کل کا نام اعلے رکہا بہ نسبت ملا ارض کے کیونکہ وہ لوگ سکان آسمان ہین

ضمیر لا یسمعون کی راجع ہے طرف شیاطین کے جمہور نے بسکون سین وتخفیف میم پڑہا ہے اور حمزہ وکسائی نے
اور عاصم نے حفص کی روایت مین بتشدید سین ومیم اصل تسمعون ہے حرف تا کو سین مین ادغام کر دیا ہے پس
پہلی قرارت تو دال ہے انتفاے سماع شیاطین پر نہ استماع پر اور دوسری دال ہے سماع واستماع دونون کی
انتفا پر پہلی کے معنے مین یہ آیت ہے اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُوْنَ مجاہد نے کہا کہ وہ بتکلف سننے کو کان لگاتے
لیکن سنتے نہ تہے ابو عبید نے دوسری قرارت پسند کی ہے اس واسطے کہ عرب لوگ سمعت الیہ نہین کہتے مین اور
تسمعت الیہ بولتے ہین حضرت ابن عباس تخفیف پڑہتے تہے اور فرماتے کہ وہ تسمع کرتے تہے لیکن سنتے
نہ تہے قولہ وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا محاورے مین بولتے ہین دحرتہ دحرا ودحورا طردتہ پس
دحور بمعنے طرد ہے نصب اس کا یا تو اس بنا پر ہے کہ مفعول لہ ہے یا حال ہے بمعنے مدحورین یا مفعول مطلق
ہے فعل مقدر کا اسے یدحرون دحورا یا منصوب بنزع خافض ہے اصل بدحور ہے پہر حرف با کو حذف کر دیا تو
منصوب ہو گیا جیسا کہ فرا نے کہا ہے کہ معنے یہ ہین یقذفون بما یدحرہم اسے بدحور جمہور نے دحورا بالضم دال
پڑہا ہے اور علی وسلمی ویعقوب حضرمی وابن ابی عیلہ نے بفتح دال کسی نے کہا کہ دحور جمع ہے داحر کی جیسے
قاعد کی جمع قعود ہے اس صورت مین حال ہو گا ابو عمرو سے یقذفون بصیغہ معروف مروی ہے یہ قرات غیر مطابق
ہے اس شے سے جو کہ نظم قرآنی سے مراد ہے معنے یہ ہین کہ پہینکے جاتے ہین آسمان کی جوانب ونواحی وجہات
کی ہر جانب سے ساتہ انگارون کے واسطے ہانکنے کے یا اس حال مین کہ وہ ہانکے گئے ہین جب کہ ارادہ کرتے
ہین چڑہنے کا واسطے چہپ کر سننے کے اس مین اختلاف ہے کہ آیا انگارون سے ان کو مارنا قبل مبعث کے
تہا یا بعد مبعث کے سو ایک گروہ تو اول کا قائل ہے اور دوسرا دوسرے کا اور ایک گروہ نے جمع بین القولین
کیا ہے کہ شیاطین قبل مبعث کے ایسا مارنا نہین مارے جاتے تہے کہ سننے سے ان کو قطع کر دے لیکن
ایک وقت مارے جاتے اور دوسرے وقت نہین اور ایک جانب سے مارے جاتے دوسری سے نہین پہر بعد
مبعث کے ہر وقت مین اور ہر جانب سے مارے گئے یہانتک کہ ایسے ہو گئے کہ کسی شے کے سننے پر قدرت
نہین رکہتے ہین **عذاب واصب** بمعنے دائم غیر منقطع ہے مراد اس سے آخرت کا عذاب ہے سوائے
اس عذاب کے جو دنیا مین انگارے مارنے سے ہوتا ہے مقاتل نے کہا یعنے دائما الی النفخة الاولی یعنی
یہ بہی شہب کا عذاب ان کے واسطے دائم رہے گا پہلے نفخے تک لیکن قول اول اولے ہے جمہور مفسرین
اس طرف گئے ہین کہ واصب بمعنے دائم ہے سدی وابو صالح وکلبی نے کہا واصب وہ عذاب دردمندہ ہے
جس کا درد قلب کی طرف پہونچتا ہے ماخوذ ہے وصب یا وصوب بمعنے مرض سے کسی نے کہا بمعنے شدید
ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مین استثنا یا تو لا یسمعون سے ہے یا یقذفون سے کسی نے کہا یہ استثنا

راجع ہے طرف غیر وحی کے کیونکہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وانہم عن السمع لمعزولون یعنے شیاطین سننے سو کنارے کر دیے گئے ہین بلکہ اُن مین کا ایک اچک لیتا ہے کوئی کلمہ اُن باتون سے جن مین فرشتے گفتگو کرتی ہین اور درمیان اُن کے دائر ہوتی ہین منجملہ اُن امور کے جو آیندہ عالم مین ہون گے قبل اس کے کہ زمین والے اُن کو جانین کسی نے کہا یہ استثنا منقطع ہے خطف کہتے ہین چوری سے جھپٹ لینے کو اور جلدی سے کسی شے کے لے لینے کو جمہور نے خطف کو بفتح خا و کسر طاے مخففہ پڑھا ہے اور قتادہ و حسن نے بکسر ہر دو و تشدید طا یہ لغت تمیم بن مر و بکر بن وائل کا ہے اور عیسے بن عمر نے بفتح خا و کسر طاے مشددہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے بکسر ہر دو مع تخفیف طا **فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ** یعنے پھر لاحق ہوتا ہے اس کو اور پیچھے لگتا ہے اس کے شہاب ثاقب یعنی نجم مضیئی یا مستوقد پھر اسے جلا دیتا ہے یا مار ڈالتا ہے یا مجنون کر دیتا ہے اور کبھی اس کو ایسا نہین کرتا ہے تو جو بات اچک لایا ہے اس کو اپنے اخوان کی طرف ڈالدیتا ہے یہ شہب جن سے شیطانون کو مارتے ہین ثوابت تارون سے نہین ہین بلکہ غیر ثوابت سے ہین اصل ثقوب کی اضارت ہے کسائی نے کہا جس وقت آگ روشن ہوتی ہے تو بولتے ہین ثقبت النار تثقب ثقابۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس وقت شہاب پھینکا جاتا ہے تو وہ خطا نہین کرتا اُس سے جس کو وہ مارا گیا اور یہ آیت پڑھی فاتبعہ شہاب ثاقب اور فرمایا کہ وہ قتل نہین کیے جاتے ہین شہاب سے اور نہ وہ مرتے ہین لیکن وہ جلاتا ہے اور مجنون کرتا ہے اور زخمی کرتا ہے بدون قتل کے کہا ہے کہ مراد یہ نہین ہو کہ وہ اجرام کواکب سے مارے جاتے ہین بلکہ جائز ہے کہ تارون سے کوئی شعلہ جدا ہو جس سے شیطان مارا جائے اور تارے اپنے حال پر باقی رہین یہ مثل اس قبس کے ہے جو کہ آگ سے لیا جاتا ہے اور وہ اپنے حال پر رہتی ہے رہی یہ بات کہ شیطان جانتا ہے کہ شہاب اسے لگے گا اور اپنے مقصود کو نہ پہونچے گا باوجود اس کے دوبارہ کیون جاتا ہے سو اس کی یہ وجہ ہے کہ نیل مطلوب کی امید اور سلامتی کی طمع کر کے جاتا ہے جیسے دریا پر سوار ہونے والا کہ کبھی غرق کا مشاہدہ کر لیتا ہے لیکن بامید سلامتی و نیل مقصود پھر سوار ہوتا ہے جمل نے خازن سے اسی طرح نقل کیا ہے کذا فی فتح البیان فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا
اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ
فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

الربع

اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ۝ اب پوچھ ان سے یہ مشکل ہین بنانے یا جتنی خلقت ہم نے بنائی ہم ہی نے ان کو بنایا ہے ایک گارے چپکتے سے بلکہ تو رہتا ہے اچنبے مین اور وہ کرتے ہین ٹھٹھے اور جب سمجھائیے نہین سوچتے اور جب دیکھین کوئی نشانی ہنسی مین ڈال دیتے ہین اور کہتے ہین اور کچھ نہین یہ جادو ہے کھلا کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم کو پھر اُٹھانا ہے کیا اور ہمارے باپ دادون اگلون کو تو کہہ ہان اور تم ذلیل ہو گے سو وہ تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر تب ہی یہ لگین گے دیکھنے اور کہین گے اے خرابی ہماری یہ آیا دن جزا کا یہ ہے دن فیصلے کا جس کو تم جھٹلاتے تھے جمع کرو گنہگارون کو اور ان کے جوڑون کو اور جو کچھ پوجتے تھے اللہ کے سوا ۓ پھر چلاؤ ان کو راہ پر دوزخ کی ف[1] یعنی تجھ کو ان سے تعجب آتا ہے کہ کیون ایمان نہین لاتے اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا ف[2] یہ حکم ہو گا فرشتون کو ان کے جوڑے یا تو جورُون کو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو کٹھے ہین اُن کو کہا انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے تو ان بعث کے منکرون سے کہہ کہ کون سخت تر ہے خلق مین یا یہ آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان مین ہے فرشتے اور شیاطین اور مخلوقات عظیم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اَمْ مَّنْ عَدَدْنَا پڑہا ہے یعنے یا وہ لوگ جن کا ہم نے شمار کیا ہے کیونکہ وہ اس کا اقرار کرین گے کہ یہ مخلوقات سخت تر ہے اُن سے خلق مین اور جب بات ایسی ہے تو پھر کیون بعث کا انکار کرتے ہین حالانکہ وہ مشاہدہ کر رہے ہین اس شے کا جو کہ نہایت درجہ بڑی ہے اس شے سے جس کا انکار کیا ہے کما قال تعالے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ پھر یہ بات بیان کی کہ وہ تو ایک ضعیف شے سے پیدا کیے گئے ہین پس فرمایا اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ مجاہد و سعید بن جبیر و ضحاک نے کہا یہ وہ عمدہ گارا ہے جس کا بعض بعض سے چپکتا ہے حضرت ابن عباس و عکرمہ نے کہا ہو اللزج الجید یعنے عمدہ چپکتا گارا قتادہ نے کہا وہ ہے جو ہاتھ سے چپکتا ہے قولہ تعالے بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ کا یہ مطلب ہے بلکہ اے محمد تو نے تعجب کیا ان منکرین بعث کی تکذیب سے اور جس امر عجیب کی اللہ تعالے نے تجھے خبر دی ہے تو اس پر یقین کرنے والا اور اسکی تصدیق کرنے والا ہے یعنے جسمون کا اعادہ کرنا بعد ان کے فنا ہونے کے اور یہہ لوگ برخلاف تیرے امر کے مارے اپنی شدت تکذیب کے ہنستے ہین اُس شے سے جو تو اُن کو کہتا ہے قتادہ نے کہا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تعجب کیا اور گمراہان بنی آدم نے ہنسی کی وَاِذَا رَاَوْا اٰیَۃً یَّسْتَسْخِرُوْنَ یعنے جس وقت دیکھین کوئی واضح دلالت اس پر تو ہنسی مین ڈالدیتے ہین مجاہد و قتادہ نے کہا یستسخرون کے معنی ہین یستہزؤن وَقَالُوْٓا اِنْ ھٰذَآ الآیہ یعنے اور کہتے ہین نہین ہے یہ شے جسکو تو لیکر آیا ہے مگر کھلا جادو ءَاِذَا مِتْنَا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بعث کو بعید سمجھتے ہین اور اُس کی تکذیب کرتے ہین قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ

یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اُن سے کہہ ہان تم اُٹھائے جاؤ گے قیامت کے دن بعد اس کے کہ تم ہو
جاؤ گے مٹی اور ہڈیان اور تم ذلیل وحقیر ہو گے زیر قدرت عظیم کے کما قال تبارک وتعالے وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ
وقال تعالے اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ پھر فرمایا
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ الآیہ یعنی وہ تو صرف ایک امر ہے طرف سے اللہ عزوجل کی کہ اُن کو ایک پکار زار پکارے گا
تو وہ زمین سے نکلین تو وہ اُسی دم اس کے روبرو کھڑے ہوئے قیامت کے ہولون کو دیکھتے ہون گے وَ
قَالُوْا يٰوَيْلَنَا الایۃ کا یہ مطلب ہی کہ کفار قیامت کے دن ملامت کرنے کو اپنی جانون پر لوٹ پڑین گے اور اقرار
کرین گے اس بات کا کہ وہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے دار دنیا مین پھر جب قیامت کے ہولون کا معاینہ کرین گے
تو نہایت درجہ پشیمان ہونگے ایسی جگہہ کہ اُن کو پشیمانی کچھہ نفع نہ دے گی اور کہین گے اے خرابی
ہماری یہ ہے دن جزا کا تو فرشتے اور مومنین ان سے کہین گے یہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے
یہ بات بطور تقریع وتوبیخ اُن سے کہی جائے گی اور اللہ پاک فرشتون کو حکم دے گا کہ کافرون کو مومنین سے
جدا کر دین موقف مین ان کے محشر ومنشر مین اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
وَاَزْوَاجَهُمْ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد ازواجہم سے اُن کے اشباہ وامثال ہین اسی طرح
حضرت ابن عباس وسعید بن جبیر وعکرمہ ومجاہد وسدی وابوصالح وابوالعالیہ وزید بن اسلم نے بھی کہا ہے
سفیان ثوری نے عن سماک عن النعمان بن بشیر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ روایت کیا ہے فرمایا
کہ اخوانہم اور شریک نے عن سماک عن النعمان روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ
اس کی تفسیر مین فرماتے تھے اشباہہم فرمایا کہ زنا والے زنا والون کے ساتھہ آئین گے اور سود والے سود
والون کے ہمراہ اور شراب والے شراب والون کے ساتھہ خصیف نے عن مقسم عن ابن عباس روایت کیا
ہے کہ ازواجہم نساءہم یعنے ازواج سے مراد اُن کی عورتین ہین یہ قول غریب ہے معروف ومشہور قول اُن سے
قول اول ہے جیسا کہ مجاہد وسعید بن جبیر نے اُن سے روایت کیا ہے کہ ازواجہم قرناءہم وما کانوا یعبدون
من دون اللہ یعنے اصنام وانداد اُن کے ساتھہ حشر کیے جائین گے اُن کی جگہون مین **قولہ تعالی**
فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ یعنے ان کو راہ بتاؤ جہنم کی یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَنَحْشُرُهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝
ف فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ اب تو کفار منکرین بعث سے پوچھہ کیا وہ سخت تر ہین خلق مین
اور قوی ترین جسمون مین اور بزرگ ترین اعضا مین اور محکم تر ہین بنیہ مین اور زیادہ تر مشقت والے
ہین ایجاد مین اور مشکل تر ہین بنانے مین یا وہ جن کو ہم نے بنایا آسمان وزمین وپہاڑ وملائکہ وغیرہ زجاج

نے کہا معنے یہ ہین تو ان سے پوچھہ پوچھنا تقریر کا کیا وہ محکم تر ہین صنعت مین یا وہ اگلی امتین جن کو ہم نے اُن سے قبل بنایا مراد یہ ہے کہ یہ لوگ محکم تر نہین ہین خلق مین اپنے سوا اور امتون سے حالانکہ بسبب تکذیب کے ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا ہے پہر وہ کون شے ہے جو ان کو عذاب سے بیخوف کر رہی ہے جمہور نے امن بتشدید میم پڑہا ہے یہ ام متصلہ ہے اس نے من کا عطف کیا ہے ضمیر ہم پر اور اعمش نے امن بتخفیف میم پڑہا ہے ان کی قرارت پر یہ دوسرا استفہام ہے کلمہ من مبتدا ہے خبر اس کی محذوف ہے ای الذین خلقنا ہم اشد یعنے کیا وہ لوگ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے سخت تر ہین پس یہ دونون جملے مستقل ہین عاقل کو غیر عاقل پر غلبہ دیا ہے اسی لیے کلمہ من کا ذکر کیا ہے کذا قال امن مین کلمہ ام کا اس جگہہ کلمہ من سے جدا لکھا جاتا ہی پہر اللہ پاک نے خلق انسان کا ذکر کیا فرمایا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ یعنے ہم نے ان کے باپ آدم کی ضمن خلق مین اُن کو پیدا کیا ہے چپکتے گارے سے لازب بمعنے لاصق ہے جب کوئی شے کسی شی سے چپکتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین لزب یلزب لزوبا باب اسکا دخل ہے قتادہ وابن زید نے کہا لازب لاصق ہے عکرمہ نے کہا لزج سعید بن جبیر نے کہا الجید الذی یلصق بالید یعنے عمدہ گارا جو ہاتہہ سے چپکتا ہے۔ مجاہد نے کہا لازم عرب لوگ طین لازب ولازم دونون طرح بولتے ہین حرف با کو میم سے بدل لیتے ہین لازم بمعنے ثابت ہے جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین صار الشی ضربۃ لازب یعنے فلان شے ثابت ہوگئی اسی معنے سے نابغہ کا قول ہے ؎

	وَلَا يَحْسَبُوْنَ الشَّرَّ ضَرْبَةَ لَازِبٍ	لَا يَحْسَبُوْنَ الْخَيْرَ لَا شَرَّ بَعْدَهُ	

فرا نے عرب سے طین لاتب حکایت کیا ہے بمعنے لازم اور لاتب بمعنے ثابت ہی اصمعی نے کہا لاتب لاصق ہے مثل لازب کے مجاہد وضحاک نے کہا ہے کہ لازب بمعنے منتن ہے یعنے بدبودار کہا ہے کہ لازم ولاتب پڑہا گیا ہے مگر معلوم نہین کس نے یون پڑہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ لازب ملتصق دوسرا لزج جید تیسرا یہ ہے کہ لازب حما وطین ایک ہین اول اس کا تو خاک تہا پہر سیاہ بدبودار ہوا پہر چپکتا گارا ہو گیا پہر اللہ تعالے نے اس سے آدم کو بنایا معنے یہ ہین کہ یہ لوگ کس طرح بعید جانتے ہین معاد کو حالانکہ یہ تو اس ضعیف خلق سے بنائے گئے ہین اور جو اُن سے خلق مین اقوی واعظم واکمل واتم ہے اس نے اسکا انکار نہین کیا یہ آیت اُن پر ضعف کی شہادت دیتی ہے کیونکہ جو شے گارے سے بنائی جاتی ہے وہ موصوف بصلابت وقوت نہین ہوتی ہے یا اُن پر حجت ہے باین طور کہ جو طین لازب جس سے وہ بنائے گئے تراب ہے پہر اسی کے مثل تراب سے پیدا کیے جانے کو کہان سے او پرا سمجھا جب کہ یون کہا أَئِذَا كُنَّا تُرَابًا الآیہ اس معنے کی تائید اُن کا انکار بعث کرتا ہی

ف ٥ [illegible]

جسکا ذکر بعد مین آتا ہے غرض اس سیاق سے اثبات معاد ہے اور اس کے محال ہونے کا جو وہ دعوی کرتے ہین
اس مین اُنپر رد ہے پھر اللہ پاک نے کلام سابق سے اضراب کر کے ارشاد فرمایا بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ یعنے ای
محمد صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ تونے تو تعجب کیا اللہ کی قدرت سے یا اُن کے جھٹلانے سے تجھ کو اور یہ لوگ مارے
اپنے جہل کے اس سے ہنسی کرتے ہین حرف واو حالیہ ہے یا استیناف کا معنے یہ ہین وہ تجھ سے ہنسی کرتے ہین بہ
سبب تیرے تعجب کے یا بہ سبب اثبات معاد کے جس کو تو کہتا ہے جمہور نے بفتح تاء عَجِبْتَ پڑہا ہے اس
بنا پر کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے اور حمزہ وکسائی نے بضم تا بصیغہ متکلم یہ قرارت حضرت علی وابن
مسعود وابن عباس رضے اللہ تعالے عنہم سے بہی مروی ہے اور اسی کو ابو عبید وفرار نے اختیار کیا ہے فرار
نے کہا کہ لوگون نے اس کو بفتح وضم پڑہا ہے اور بضم مجہ کو زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اصحاب مذکورین سے
مروی ہے کہا عجب کی نسبت اگر اللہ پاک کی طرف کی جائے تو اس کے معنے اللہ کی طرف سے ویسے نہین
ہوتے جیسے کہ اس کے معنے بندون کی طرف سے ہوتے ہین ہروی نے کہا بعض ائمہ نے کہا ہے معنی
بل عجبت کے بل جازیتہم علے عجبہم ہین کیونکہ اللہ پاک نے کئی جگہہ ان کی طرف سے تعجب کی خبر دی ہے
چنانچہ فرمایا ہے وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ اور فرمایا ہے وَقَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ اور فرمایا
اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ پس معنے یہ ہوئے کہ کفار نے جو امور مذکورہ سے
تعجب کیا مین اس تعجب کا اُن کو بدلا دونگا علی بن سلیمان نے کہا دونون قرارتون کے ایک معنے ہین
تقدیر یہ ہے قل یا محمد بل عجبت کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے ساتھہ مخاطب ہین نحاس نے
کہا یہ قول خوب ہے اور قول کی تقدیر بہت ہوتی ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے جو خود اپنی طرف سے
تعجب کی خبر دی اس کے یہ معنے ہین کہ اس کے امر وسخط سے اس کے منکرون پر وہ شے ظاہر ہوئی
جو کہ قائم مقام عجب کے ہے مخلوق کی طرف سے ہروی نے کہا کہتے ہین کہ عجب ربکم کے یہ معنے ہین کہ رضی
ربکم واثاب یعنے تمہارا رب راضی ہوا اور ثواب دیا پس اُس کا نام عجب کہدیا ہے حالانکہ حقیقت
مین عجب نہین ہے پس عجبت کے معنے اس جگہہ یہ ہین کہ عظم فعلہم عندی یعنے میرے نزدیک اُن کا
فعل بڑا ہوا النقاش نے حکایت کیا ہے کہ معنے بل عجبت کے بل انکرت ہین حسن بن فضل نے کہا کہ تعجب
اللہ کی طرف سے انکار وتعظیم شے ہے اور یہہ عرب کا لغت ہے کسی نے کہا کہ معنے اس کے الکار و
ذم ہین حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس آیت کا پوچھا تو فرمایا اللہ سبحانہ وتعالے کسی شے سے
تعجب نہین کرتا ہے لیکن اس نے اپنے رسول کی موافقت کی اور جب اس کے رسول نے تعجب کیا
تو فرمایا وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ یعنے وہ ویسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے کسی نے کہا اس کے

یہ سعنے ہین کہ اللہ پاک اپنی کمال قدرت وکثرت مخلوقات مین وہان تک ہونچا کہ اس سے تعجب کیا اور یہہ لوگ مارے
اپنی نادانی کے اس سے ہنسی کرتے ہین وَاِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ یعنے جس وقت مواعظ آلہی یا مواعظ رسالت
پناہی مین سے کسی موعظت کے ساتھہ وعظ کیے جاتے ہین تو اس سے نصیحت پذیر نہین ہوتے اور نہ جو کچہ اس
مین ہے اس سے نفع لیتے ہین سعید بن مسیب نے کہا کہ اگلے مکذبین پر جو بلا نازل ہوئی ہے جب اس کا ذکر ان
سے کیا جاتا ہے تو اس سے اعراض کرتے ہین اور سوچتے نہین وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ کے یہ سعنے ہین کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات مین سے کوئی معجزہ دیکھتے ہین جیسے انشقاق قمر تو ہنسی مین مبالغہ
کرتے ہین قتادہ نے کہا یسخرون یعنے ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ایک سحر یہ ہے محاوری مین سخر واستسخر
بیک سعنے آتا ہے جیسے قر واستقر وعجب واستعجب لیکن قول اول اولے ہے یعنی بنسبت سخر کے استسخر مین مبالغہ
سخریہ کا ہے کیونکہ زیادتی بنا کی دال ہوتی ہے معنے کی زیادتی پر کسی نے کہا یہ سعنے ہین کہ اپنے غیر سے سخریہ
کے طالب ہوتے ہین مجاہد نے کہا یعنے يَسْتَهْزِءُوْنَ ہے وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یعنے نہین ہے یہ
جس کو تو ہمارے پاس لاتا ہے مگر جادو ہے وضح وظاہر اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ استفہام
انکار کا ہے اے انبعث اذا متنا یعنے کیا ہم اٹھائے جائینگے جب کہ مر چکے عامل کلمہ اذا مین انبعث ہے
جس پر انا لمبعوثون دال ہے خود مبعوثون عامل نہین ہے اس لیے کہ درمیان مین وہ شے آگئی ہے جو اس کو
منع کرتی ہے اذا مین عمل کرنے سے کفار نے جملۂ فعلیہ کو اسمیہ سے بدلا اور ظرف کو مقدم کیا اور ہمزہ
کو مکرر لائے انکار مین مبالغہ کرنے کو اور یہ بات بتانے کو کہ بعث فی نفسہ ایک اوپری بات ہے اور اس
حالت مین تو نہایت درجہ اوپری شے ہے یہ انکار بعث کا جو ان سے صادر ہوا یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے
انہون نے رسولون کو جھٹلایا اور جو کچہ بلا ان پر نازل ہوئی اور جو معجزے وہ لائے ان سے ٹھٹھا کیا کئی جگہہ
اس آیت کے سعنے کی تفسیر گذر چکی ہے اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ مبتدا ہے خبر اس کی محذوف ہے اے مبعوثون
یعنے کیا اور ہمارے باپ دادے اٹھائے جائینگے مطلب یہ کہ وہ تو بڑے پرانے ہین سو ان کا اٹھانا تو اور بھی
زیادہ تر بعید و باطل ہے کسی نے کہا کہ انّ اور اس کے اسم پر معطوف ہے کسی نے کہا کہ مبعوثون مین جو ضمیر ہے
اس پر معطوف ہے اس لیے کہ درمیان ان کے فصل واقع ہوگئی ہے اور ہمزہ انکار کا ہے حرف عطف پر داخل
ہوا ہے اسی واسطے جمہور نے بفتح واو پڑہا ہے اور نافع وابن عامر وقالون نے بسکون واو اس بنا پر
کہ او عاطفہ ہے اور ہمزہ استفہام کا نہین ہے پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ
ان کے ڈانٹنے کو یہ جواب دین قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ یہ جملہ حال ہے مبعوثون کے نائب فاعل سے جس
پر نعم دال ہے واحدی نے کہا کہ دخور سخت تر ذلت کو کہتے ہین اور خطاب ان کو اور ان کے آبا کو ہے بطریق

تعلیک ہے یعنے ہان تم سب کے سب اٹھائے جاؤگے اس حال مین کہ تم نہایت درجہ ذلیل وحقیر ہوگے پھر اللہ پاک
نے ذکر کیا کہ اُن کا اٹھانا تو زجرہ واحدہ سے واقع ہوگا پس فرمایا فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ یہ جملہ جواب ہے شرط
مقدر کا یا علت ہے نہی مقدر کی اور ضمیر قصہ کی ہے یا راجع ہے طرف بعثت کے جو ماقبل سے معلوم ہوتی ہے
یعنے جب امر ایسا ہوگا تو قصہ بعث کا یا بعثت صرف ایک جھڑکی ہوگی یا تم بعث کو مشکل مت سمجھو اس لیے کہ وہ
صرف ایک چیخ ہوگی اسرافیل کی کہ بعث کے وقت صور مین پھونک دیگا حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ نے
فرمایا کہ مراد نفخہ ثانیہ ہے صیحہ کا نام زجرہ اس واسطے رکھا ہے کہ مقصود اس سے زجر ہے ماخوذ ہے اس محاورہ
سے کہ جس وقت چرواہا اونٹون پر یا بکریون پر چیختا ہے تو اس وقت یون بولتے ہین کہ زجر الراعی الابل و الغنم
فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ یعنے جب بعث کا زجرہ ہوگا تو اسی دم وہ زندہ اور دیکھتے ہون گے اپنے بد اعمال کو نظر
کرتے ہون گے کسی نے کہا ینظرون بمعنے ینتظرون ہے یعنے انتظار کرتے ہون گے اس معاملے کا جو ان
کے ساتھ کیا جائے گا یعنے عذاب کا لیکن قول اول اولے ہے اور یہ مبعوثین جب بعث کا معاینہ کرین گے
جس کی دنیا مین تکذیب کیا کرتے تھے تو کہین گے یَا وَیْلَنَا یعنے اپنی جانون پر ویل پکارین گے زجاج
نے کہا ویل ایک کلمہ ہے جس کو کہنے والا وقت ہلاکت کے کہتا ہے فراء نے کہا اصل اس کی یا وی لنا
ہے وے بمعنے حزن ہے گویا یون کہا یا حزن لنا یعنے اے رنج وغم واسطے ہمارے نحاس نے کہا اگر ویسا
ہوتا جیسا کہ فراء نے کہا تو وہ منفصل ہوتا حالانکہ مصحف مین متصل ہے ہم نہین جانتے ہین کہ کوئی اس کو
لکھے مگر متصل اور وقف اس جگہہ تام ہے اس لیے کہ مابعد اس کا کلام مستقل ہے جیسا کہ محلی نے اس طرف
اشارہ کیا ہے کہ فرشتے ان سے کہین گے هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ یا یہ جملہ تعلیل ہے ان کے ویل پکارنے کی اور دین
بمعنے جزا ہے گویا انہون نے کہا اے خرابی ہماری تو آ یہ تیرا وقت ہے اس واسطے کہ یہ وہ دن ہے جس مین
ہم اپنے اعمال کفر و تکذیب رسل کی جزا دیے جائین گے کہ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ
یہ بھی جائز ہے کہ کفار کے قول سے ہو بعض بعض سے کہین گے فصل بمعنے حکم و قضا ہے اس واسطے کہ اس
مین فیصلہ کیا جائے گا درمیان نیک و بد کے اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ یہ امر ہے اللہ پاک کی
طرف سے فرشتون کو کہ جمع کرین مشرکون کو اور ان کے ازواج کو یا خود فرشتے ایک دوسرے کو خطاب کرینگے
ظالمون کے جمع کرنے کا اُن کے مقام سے طرف موقف کے کسی نے کہا موقف سے طرف جحیم کے چنانچہ حضرت
ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ یہ بات فرشتے کہین گے زبانیہ مراد ازواج سے ان کے مشابہ و مماثل
ہین شرک مین اور ان کے تابع کفر مین اور ان کے پیرو تکذیب رسل مین قتادہ و ابو العالیہ نے اسی طرح کہا
ہے حضرت حسن و مجاہد نے کہا کہ مراد ازواج سے ان کی مشرک جورویں ہین جو کہ ظلم و کفر پر ان کے موافق تھین

ضحاک نے کہا کہ مراد ان کی قرین ہین شیطانون مین سے ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھہ حشر کیا جائے گا مقاتل بھی اسی کے قائل ہین یہ تین قول ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مثل قول اول کے مروی ہے فرمایا کہ ازواج کے امثال جو کہ ان کے مثل ہین آئینگے اصحاب ربا ہمراہ اصحاب ربا کے اور اصحاب زنا ساتھہ اصحاب زنا کے اور اصحاب خمر ساتھہ اصحاب خمر کے ازواج ہین جنت مین اور ازواج ہین نار مین حضرت ابن عباسؓ کا لفظ اشباہہم ہے دوسرا لفظ نظرائوہم یعنے ان کی نظیر گنہگارون مین سے بت پرست ہمراہ بت پرستون کے اور ستارہ پرست ہمراہ ستارہ پرستون کے کقولہ تعالے وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً اس سے کوئی مانع نہین ہے کہ آیت سب قولون پر محمول ہو وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے اور جمع کرو اس شے کو جس کو وہ پوجتے تہے اللہ کے سوا بتون اور شیطانون وغیرہ سے یہ عموم جو مائے موصولہ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ مراد معبود ہین عابد نہین ہین جیسا کہ کہا گیا ہے مخصوص ہے اس لیے کہ کفار کے طائفون مین سے کسی نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجا ہے اور کسی نے فرشتون کو سو یہ لوگ اس عموم سے بسبب اس آیت کے خارج ہون گے اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ بتون کے حشر کرنے کی وجہ باوجود اس کے کہ وہ جماد ہین عقل نہین رکہتے ہین یہ ہے کہ منظور توبیخ ہے ان کے عابدون کی اور ان کو خجل کرنا ہے اور ظاہر کرنا ہے اس بات کا کہ وہ نہ نفع دیتے ہین نہ ضرر کسی نے کہا کہ موصول عبارت ہے مشرکون سے خاصۃ اس کو لائے ہین واسطے تعلیل حکم کے ساتھہ اس شے کے جو اس کے صلہ کے تحت مین ہے پس نہ عموم ہے نہ تخصیص ہے فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ یعنے بتاؤ ان محشورین کو رستہ آگ کا اور ہانکو ان کو طرف اس کے محاورے مین بولتے ہین ہدیتہ الطریق وہدیتہ الیہا اے دللتہ علیہا اس مین ان کے ساتھہ تہکم ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کا لفظ یہ ہے وجہوہم ودلوہم الے طریق النار یعنے ان کو متوجہ کرو اور راہ بتاؤ ان کو آگ کی وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اور کہڑا رکہو ان کو ان سے پوچہنا ہے کیا ہوا تمکو ایک دوسرے کی مدد نہین کرتے کوئی نہین وہ آج آپ کو پکڑواتے ہین اور مونہہ کیا بعضون نے بعضون کی طرف لگے پوچہنے بولے

تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر داہنے سے وہ بولے کوئی نہین پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور نہتا پر تم ہی تھے لوگ بیحد چلنے والے سو ثابت ہوئی ہم پر بات ہمارے رب کی ہم کو مزہ چکھنا پھر ہمنے تم کو گمراہ کیا ہم تھے آپ گمراہ سو وہ اس دن تکلیف مین شریک ہین ہم ایسا کچھ کرتے ہین گنہگارون کے حق مین وہ تھے کہ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہین سوائے اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینگے اپنے ٹھاکرون کو کہے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہین وہ لایا ہے سچا دین اور سچ مانا ہے سب رسولون کو **ف** حکم کے بعد ٹھیر کر آپس مین لڑوا دینگے **ف** یعنے ہم پر چڑہے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رعب دہنا ہاتھ زور کا ہے **ف** بات رب کی وہی لاملئن جہنم منک الآیۃ انتہے **ف** قولہ تعالی وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ یعنے ان کو ٹھیراؤ یہانتک کہ وہ پوچھے جائین اپنے اقوال و اعمال سے جو دار دنیا مین ان سے صادر ہوئے ہین جیسا کہ ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے احبسوہم انہم محاسبون یعنے ان کو روکو ان سے حساب لیا جائیگا **ابن ابی حاتم** نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بلانے والا کہ اس نے بلایا طرف کسی شے کے ہوگا ٹھیرایا ہوا ساتھ اس کے قیامت کے دن نہ وہ اُسے چھوڑے گا اور نہ اس سے مفارقت کرے گا اگرچہ بلایا ہو ایک مرد نے ایک مرد کو پہر آیت مذکور پڑہی ترمذی نے اس کو حدیث لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے عن رجل عن انس رضے اللہ عنہ مرفوعًا عبد اللہ بن مبارک نے کہا مینے عثمان بن زائدہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ اول جس شے سے مرد پوچھا جائے گا وہ اس کے ہمنشین ہین پہر بطور تقریع و توبیخ کے اُن سے کہا جائیگا مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ یعنے جیسا تم نے زعم کیا تھا کہ تم جمیع منتصر ہو بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ یعنے بلکہ وہ آج کے دن مطیع و منقاد ہین واسطے امر اللہ تعالے کے نہ اس کی مخالفت کرینگے نہ اس سے بہاگینگے واللہ اعلم وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ اللہ پاک ذکر فرماتا ہے کہ کفار عرصات قیامت مین ایک دوسرے کو ملامت کرینگے جس طرح کہ درکات نار مین جھگڑینگے يَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ **وقال تعالے** وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ اسی طرح یہان بہی ضعفا نے ستکبرون سے یہ کہا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ضعفا کہتے ہین کہ تم ہم کو اپنی قدرت سے دباتے تہے جو تم کو ہم پر حاصل تہی کیونکہ ہم تو ذلیل اور دبے ہوئے تہے اور تم عزیز وغالب مجاہد نے کہا یعنے عن الحق والکفار تقولہ للشیاطین مطلب یہ ہے کہ کافر شیاطین سے کہتے ہین کہ تم ہم کو حق سے مانع آتے تہے قتادہ نے کہا کہ آدمیون نے جنون سے کہا کہ تم ہمارے پاس خیر کی جانب سے آتے تہے سو ہم کو اس سے روکتے تہے اور سست کرتے تہے سدی نے کہا کہ تم حق کی جانب سے آتے تہے اور باطل کو ہمارے واسطے اچہا کرکے دکہاتے تہے اور حق سے ہم کو باز رکہتے تہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے واللہ یاتیہ عند کل خیر یریدہ فیصدہ عنہ ابن زید نے کہا معنے یہ ہین کہ تم حائل ہوتے تہے درمیان ہمارے اور خیر کے اور تم نے ہم کو اسلام سے اور ایمان سے اور خیر کے ساتہ عمل کرنے سے پہیرا جس کا ہم کو حکم کیا گیا تہا یزید رشک نے کہا من قبل لا الہ الا اللہ یعنے تم لا الہ الا اللہ کی طرف سے آتے تہے مطلب یہ ہے کہ اس سے ہم کو روکتے تہے خصیف نے کہا من قبل میا منہم عکرمہ نے کہا ایسی جگہہ سے کہ ہم تم کو امین جانتے تہے قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ جن والنس کے سردار اپنے فرمان برون سے کہین گے کہ بات ویسی نہین ہے جو تم خیال کرتے ہو بلکہ تمہارے ہی دل ایمان کے منکر اور کفر وعصیان کے قابل تہے وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ یعنے ہماری تم پر کوئی حجت نہ تہی اس شے کی صحت پر جس کی طرف ہم نے تم کو بلایا بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ یعنے بلکہ تمہین ہین طغیان وسرکشی اور حق سے تجاوز کرنا تہا سو اسی لیے تمنے ہمارا کہا مان لیا اور اس حق کو چہوڑ دیا جس کو انبیا تمہارے پاس لائے اور اس کی صحت پر تمہارے واسطے حجتین قائم کین پہر تم نے اُن کی مخالفت کی فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ کبرا ضعفا سے کہتے ہین کہ ثابت ہوئی ہم پر اللہ کی بات کہ ہم بدبختون سے ہین جو کہ چکہنے والے عذاب کے ہین قیامت کے دن فَاَغْوَيْنٰكُمْ یعنے پہر ہم نے تم کو بلایا طرف گمراہی کے اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ یعنے پہر ہم نے بلایا طرف اس شے کے جس مین ہم تہے سو تم نے ہمارا کہا مان لیا اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ یعنے وہ سب کے سب آگ مین ہین ہر کوئی اپنے موافق اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ٥ ہم ایسا ہی کیا کرتے ہین مجرمون سے اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ یعنے جب ان سے دنیا مین لا الہ الا اللہ کہنے کا کہا جاتا تو اس کے کہنے سے تکبر کرتے جس طرح کہ مومنین اسے کہتے تہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین حکم کیا گیا ہون اس بات کا کہ لڑون لوگون سے یہانتک کہ وہ کہین لا الہ الا اللہ پس

جس شخص نے کہا لا الہ الا اللہ تو سقر راس نے بچا لیا مجھہ سے اپنا مال وجان مگر ساتھہ اس کے حق کے اور حساب اس کا اللہ عزوجل پر ہے اور نازل کیا اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین اور ذکر کیا اس قوم کا جنہون نے تکبر کیا پس فرمایا انہم کانوا اذا قیل لہم الآیہ نیز ابن ابی حاتم نے ابو العلاء سے روایت کیا ہے کہا لائے جائین گے یہود قیامت کو دن پہر ان سے کہا جائے گا تم کیا پوجتے تہے تو کہین گے اللہ کو اور عزیر کو پس ان سے کہا جائے گا لو بائین جانب پہر نصاری لائے جائین گے توان سے کہا جائیگا تم کیا پوجتے تہے سو وہ کہین گے کہ ہم پوجتے تہے اللہ کو اور مسیح کو پس ان سے کہا جائیگا لو بائین طرف پہر مشرک لائے جائین گے پس ان سے کہا جائے گا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے پہر ان سے کہا جائیگا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے پہر ان سے کہا جائیگا لا الہ الا اللہ تو وہ تکبر کرینگے پس ان سے کہا جائے گا لو بائین جانب ابو نضرہ نے کہا پہر وہ پرندون سے بہی بڑہکر تیز چلین گے ابو العلاء نے کہا پہر مسلمان لائے جائین گے توان سے کہا جائیگا تم کیا پوجتے تہے تو وہ کہین گے ہم پوجتے تہے اللہ تعالے کو پہر ان سے کہا جائے گا کیا تم اسے پہچان لوگے جب کہ اسے دیکہوگے تو کہین گے ہان پہر ان سے کہا جائیگا پس کیونکر تم اسے پہچانوگے حالانکہ تم نے اسے دیکہا نہین ہے تو وہ کہین گے یہ ہم خوب جانتے ہین کہ اس کا کوئی عدل نہین ہے یعنے مثل ونظیر کہا پس اللہ تبارک وتعالی وتقدس ان کے واسطے جان پہچان کا ہو جائیگا اور اللہ تعالی مومنون کو نجات دے گا **قولہ تعالے** وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ یعنے کیا ہم چہوڑ دین پوجنا ہمارے معبودون کا اور ہمارے باپ دادون کے معبودون کا کہنے سے اس شاعر مجنون کے مراد ان کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کی جہٹلانے کو اور ان پر رد کرنے کو فرمایا بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ یعنے وہ شاعر ومجنون نہین ہے بلکہ اللہ کا رسول ہے حق لیکر آیا ہے ساری اخبار وطلب مین جس کو اللہ تعالے نے اس کے واسطے مشرع ٹہیرایا ہے وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ یعنے جن صفات حمیدہ کی اور مناہج سدیدہ کی رسولون نے خبر دی ہے ان مین ان کی تصدیق کی ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے اس کی شرع وقدر مین خبر دی جیسی انہون نے خبر دی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ الآیہ کذا فی ابن کثیر **ف** محاورے مین بولتے ہین وقفت الدابۃ اقفہا وقفا فوقفت ہی وقوفا یعنے ٹہیرایا مین نے سواری کو تو وہ ٹہیر گئی مطلب یہ ہے کہ وقوف لازم ومتعدی دونون طرح آتا ہے قفوہم مین متعدی ہے فرشتون کو حکم ہوگا کہ ان کو روکو سو قفا مین یہ روکنا ان کا جہنم کی طرف ہانکنے سے قبل ہوگا یعنے حساب کے واسطے ان کو ٹہیراؤ پہر بعد اس کے جہنم کی طرف ہانکیو گویا فرشتون کو جو جہنم کی طرف ان کے ہانکنے کا حکم ہوا تہا سو انہون نے اس حکم کی طرف سرعت کی اس لیے ان کو یہ فرمایا کہ ان کو ٹہیراؤ انہم مسئولون تعلیل ہے اول جملے کی یعنے اس لیے کہ ان سے پوچہنا

مطلب یہ ہے کہ یہ ٹھیرانا کچھ اس واسطے نہین ہے کہ ان سے عفو و درگذر کی جاے نہ اس لیے کہ فی الجملہ تاخیر عذاب سے
آرام پائین بلکہ اس واسطے ہے کہ ان سے پوچھا جاے لیکن اس سوال سے مراد ان کے عقائد و اعمال کا سوال
نہین ہے جیسا کہ بعض نے کہا ہے کیونکہ یہ تو جہنم کی طرف حکم ہونے سے قبل واقع ہو چکا ہے بلکہ یہ سوال اس شے
سے ہے جس پر مالکم لاتناصرون ناطق ہے بطور سخریہ و توبیخ کے یعنے تم کو کیا ہوا ہے کہ بعض تمہارا بعض کی مدد
نہیں کرتا ہے جیسے کہ تم دنیا مین تھے اس سوال کی تاخیر اس وقت تک اس لیے کی کہ یہ وقت تنجیز عذاب کا ہے اور
سخت حاجت کا موقع ہے طرف مدد کے اور اس سے بالکل امید ٹوٹنے کی حالت ہے سو ایسے وقت مین توبیخ
نہایت درجہ پر تاثیر ہوتی ہے یہ حاصل ہے ابو السعود کا بیضاوی نے اس سوال کو عقائد و اعمال کا سوال ٹھیرایا
ہے اور تقدیم و تاخیر کا یہ جواب دیا ہے کہ حرف واو ترتیب کا فائدہ نہین دیتا ہے دوسرے یہی جائز ہے کہ
سبب وقف کا اس موقف مین یہی سوال ہو اور اس کی جگہ جہنم ہو پوری تقریر شیخ زادے مین ہے کسی نے
کہا کہ مالکم کا اشارہ ہے طرف قول ابو جہل کے جو اس نے بدر کے دن کہا تھا نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنْتَصِرٌ کلبی نے کہا
کہ اپنے اعمال و اقوال و افعال سے پوچھے جائین گے یعنے سب ضحاک نے کہا اپنی خطایا سے کسی نے کہا لا الہ الا
اللہ سے کسی نے کہا ظلم عباد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے نہ زائل نہ ہون گے دونون قدم بندے کے قیامت کے دن یہانتک کہ پوچھا جاے گا
چار چیزون سے اس کی عمر سے کہ کس شے مین اس کو فنا کیا اور اس کے علم سے کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال
سے کہ کہان سے اس کو کمایا اور کس شے مین اُسے اُٹھایا اور اس کے جسم سے کہ کس شے مین اس کو بوسیدہ کیا
اور ایک روایت مین یہ ہے اور اس کی جوانی سے کہ کس شے مین پرانی کی اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ جمہور نے
انہم کو بکسر ہمزہ اور عیسے بن عمر نے بفتح ہمزہ پڑھا ہے کسائی نے کہا اے لانہم او بانہم اصل تناصرون کی
تتناصرون ہے ایک تا کو تخفیف کے واسطے گرا دیا ہے **پھر** اللہ پاک نے ماقبل کے مضمون سے
اضراب کر کے وہ حالت بیان کی جس پر وہ وہان ہون گے پس فرمایا بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ یعنے بلکہ وہ
آج مطیع و منقاد ہین اس لیے کہ حیلہ و تدبیر سے عاجز ہین قتادہ نے کہا کہ خاضع ہین اللہ کے عذاب مین اخفش
نے کہا ڈالنے والے ہین اپنے ہاتھون سے جب کوئی شخص کسی شے کے واسطے منقاد و خاضع ہوتا ہے تو
بولتے ہین اِسْتَسْلَمَ لِلشَّیْءِ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ یعنے متوجہ ہون گے بعض کفار بعض
پر باہم ایک دوسرے کو ملامت کرینگے اور آپس مین جھگڑین گے کہا ہے کہ یہ لوگ اتباع و رؤسا ہین ایک
دوسرے سے سوال کرین گے سوال توبیخ و تقریع و مخاصمت کا حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا
کہ یہ اُس وقت ہوگا جب کہ اُٹھائے جائین گے دوسرے نفخے مین مجاہد نے کہا کہ یہ قول کفار کا ہے شیاطین کو

قتادہ نے کہا کہ انسانون کا ہے جنون کو لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ یہ قول اِنَّکُمْ کُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ اتباع کا ہے رؤسا کو یعنے تم آتے تھے ہمارے پاس حق و دین وطاعت کی جہت سے اور ہم کو ان سے روکتے تھے زجاج نے کہا کہ دین کی طرف سے سو تم ہمارے خیال مین یہ بات ڈالتے تھے کہ دین وحق وہی شے ہے جس کے ساتھ تم ہم کو بہکاتے ہو یمین عبارت ہے حق سے یہ مثل اس قول کے ہے جس کی خبر اللہ تعالے نے ابلیس کی طرف سے دی ہے ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ واحدی نے کہا اہل معانی نے کہا ہے کہ رؤسا نے ان اتباع کے واسطے قسم کھائی تھی کہ جس شے کی طرف وہ ان کو بلاتے ہین حق وہی ہے سو انہون نے ان کی قسمون پر اعتماد کیا پس تاتوننا عن الیمین کے یہ معنے ہین کہ تم ہمارے پاس آتے تھے قسمون کی طرف سے جن کو تم کھاتے تھے سو ہم نے ان پر وثوق کیا کہا اور مفسرین قول اول پر ہین کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ تم آتے تھے داہنی طرف سے جس کو ہم دوست رکھتے ہین اور اس سے نیک فال لیتے ہین تا کہ تم اُس کے ساتھ ہم کو دھوکا دو نصح وخیر خواہی کی جہت سے جو شے داہنے جانب سے آتی ہے عرب لوگ اس سے نیک فال لیتے ہین اور اس کا نام سانح رکھتے ہین کسی نے کہا کہ یمین بمعنے قوت ہے یعنے تم ہم کو منع کرتے تھے ساتھ قوت وغلبہ وقہر کے جس طرح کہ اس آیت مین ہے فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ یعنے بقوت جملہ مذکور مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے پوچھا کہ اتباع نے رؤسا سے کیا کہا سو یہ جواب ہے کہ انہون نے کہا کنتم تاتوننا الآیہ اسیطرح جملہ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ مستانفہ ہے گویا کسی نے کہا کہ رؤسا نے ان کو کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ رؤسا نے اتباع سے کہا یا شیاطین نے کہا بلکہ تم مومن نہ تھے اور ہم نے تم کو ایمان سے نہین روکا مطلب یہ ہے کہ تم کبھی مومن ہی نہ تھے یہانتک کہ ہم تم کو ایمان سے کفر کی طرف نقل کرین بلکہ تم تو اصل سے کفر پر تھے سو اُسی پر جمے رہے غرضکہ رؤسائے یا شیاطین نے پانچ جواب دیے ایک تو یہ ہو لیا دوسرا یہ ہے وَمَا كَانَ لَنَا الآیہ یعنے ہم کو تم پر کوئی قوت وقدرت وتسلط نہ تھا ساتھ قہر وغلبے کے یہانتک کہ ہم تم کو کفر مین داخل کرین اور ایمان سے نکالین تیسرا جواب یہ ہے بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ یعنے تم خود کفر وضلال مین حد سے بڑھنے والے تھے چوتھا یہ ہے فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ الآیہ یعنے واجب ولازم ہوا ہم پر اور تم پر قول ہمارے رب کا مراد یہ قول ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ کہ ہم سب البتہ چکھنے والے ہین اس عذاب کو جس کی وعید وارد ہوئی زجاج نے کہا یعنے گمراہ کرنے والا اور گمراہ آگ مین ہین پانچوان یہ ہے فَاَغْوَیْنٰكُمْ الآیہ یعنے ہم نے تم کو بہکایا راہ ہدایت سے اور تم کو بلایا طرف اس گمراہی کے جس مین ہم تھے اور جس کفر پر تم تھے ہم نے اس کو تمہارے واسطے

اچھا کر دکھایا پس تم نے ہمارا کہا مانا اپنے اختیار سے اور اپنے محبوب کہنے سے گمراہی کو ہدایت پر ہم خود بہکنے والے تھے پس ہم پر کسی طرح کا عتاب نہیں ہے آہین کہ ہم نے تمہارے اغوا کا تعرض کیا ساتھ اس بلانے کے کیونکہ ہم نے چاہا کہ تم بھی گمراہی میں ہم جیسے ہو جاؤ معنے آیت کے یہ ہین کہ ہم نے اقدام کیا تمہارے گمراہ کرنے پر کیونکہ ہم خود موصوف بہ گمراہی تھے پس یہان یہ اقرار کیا کہ وہ اُن کے گمراہ کرنے کے سبب ہوئے لیکن نہ بطور قہر و غلبے کے اور سابق مین اپنے نفوس سے قہر و غلبے کی نفی کی تھی یون کہا ما کان لنا علیکم من سلطان پھر اللہ پاک نے تابعین و متبوعین کی طرف سے یہ خبر دی فَاِنَّھُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ یعنے جس دن وہ آپس مین سوال کرین گے اور لڑین جھگڑین گے اس تقریر سے جس کا ذکر ہو چکا سب کے سب عذاب مین شریک ہون گے جس طرح کہ گمراہی مین شریک تھے اِنَّا کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ یعنے ہم ایسا ہی کیا کرتے ہین جرم والون سے مراد مجرمین سے مشرکین ہین جس طرح کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ یعنے جب اُن سے کہا جاتا کہ لا الہ الا اللہ کہو تو اس کے قبول سے تکبر کرتے تھے فتح البیان مین حدیث ابوہریرہ رض جو مذکور ہو چکی ہے بعد لیت تکبرون کے اتنا زیادہ ہے وَقَالَ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا یہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے مشرکون نے اس سے تکبر کیا دن حدیبیہ کے جس دن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے مکاتبہ کیا قضیہ مدت پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ جس وقت شرک نہ کیا جاتا ساتھ اللہ کے تو استنکاف کرتے تھے حق سے مراد قرآن شریف ہی جو کہ مشتمل ہے توحید و وعد و وعید پر صدق المرسلین کا یہ مطلب ہے کہ جس توحید و وعد و وعید و اثبات دار آخرت کو رسول لیکر آئے اُن مین ان کی تصدیق کی اور اُن کی مخالفت نہین کی اور وہ شے نہین لائے جس کو ان سے قبل کے رسول نہین لائے کذا فی فتح البیان اِنَّکُمْ

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاکِہُ وَھُمْ مُّکْرَمُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ بَیْضَآءَ لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝ لَا فِیْھَا غَوْلٌ وَّلَا ھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ ۝ وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ۝ کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ ۝

بیشک تم کو چکھنی دکھ والی مار اور وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے مگر جو بندے اللہ کے ہین چنے ہوئے وہ جو ہین ان کو روزی ہے مقرر میوے اور اُن کی عزت ہے باغون مین نعمت کے تختون پر ایک دوسرے کے سامنے لوگ لیے پھرتے ہین اُن کے پاس پیالہ شراب

نہری کا سفید رنگ مزہ دیتی ہے پینے والون کو نہ اس مین سر پہرتا ہے اور نہ اس سے بکتے ہین اور ان کے پاس ہین عورتین نیچے نگاہ رکہتیان بڑی آنکہون والیان گویا وہ انڈے ہین چہپے دہرے **ف** یعنے ان کے گناہون کے بدلے معاف نہین ہوئے **ف** بعض کہتے ہین مراد ہین شتر مرغ کے انڈے کہ بہت خوش رنگ ہوتے ہین انتہے **ف** اللہ پاک لوگون سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے بیشک تم البتہ چکہنے والے ہو عذاب الیم کے اور بدلا نہ دیے جاؤگے مگر وہی جو تم کرتے تہے پہر اس سے اپنے مخلص بندون کو نکالا فرمایا الا عباد اللہ المخلصین جس طرح کہ فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا اور **فرمایا** لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ **اور فرمایا** كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ اسی لیے اس جگہہ یون فرمایا الا عباد اللہ المخلصین یعنے اللہ کے مخلص بندے عذاب الیم نہ چکہین گے اور نہ حساب مین ان سے باریکی کی جائے گی بلکہ اُن کے گناہون سے تجاوز کیا جائے گا اگر اُن سے گناہ ہون گے اور نیکی کا دس گنا بدلا دیے جائین گے سات سو گنے تک بہت سے گنون تک جتنے گنے تک اللہ چاہیے گا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ قتادہ وسدی نے کہا کہ رزق معلوم سے مراد جنت ہے پہر خود اپنے قول سے اس کی تفسیر کی فرمایا فَوَاكِهُ یعنے میوے ہین انواع واقسام کے وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ یعنے خدمت کے واسطے ان کو خادم ملینگے اور رفاہیت ونعمت وعیش وآرام ملے گا نعمت کے باغون مین عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ تختون پر ایک دوسرے کے سامنے ہون گے مجاہد نے کہا ایک دوسرے کی گدی کی طرف نظر نہ کرے گا مطلب یہ ہے کہ تختون پر سب آمنے سامنے بیٹہین گے ایک کا مونہہ دوسرے کے مقابل ہوگا **ابن ابی حاتم** نے زید بن ابی اوفی سے روایت کیا ہے کہا نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر آپ نے یہ آیت پڑہی علٰی سرر متقابلین نظر کرے گا بعض انکا طرف بعض کے حدیث غریب ہے **قولہ تعالے** يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ الآیۃ جیسا کہ اللہ عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا ہے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ اللہ پاک نے جنت کی شراب کو ان آفتون سے بری کیا جو کہ دنیا کی شراب مین ہوتی ہین درد سر ودرد شکم غول یہی ہے اور عقل کو بالکل لے جاتی ہے یہ باتین ان کی شراب مین نہین ہین پس فرمایا کہ لوگ پیے پہرتے ہین ان پر پیالہ معین کا یعنے شراب کا بہتی نہرون سے کہ جن کے ہو چکنے کا خوف نہ کرین گے امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بہتی ہوئی شراب سفید یعنے رنگ اس کا چمکتا حسین بارونق ہوگا دیکہنے مین مثل شراب دنیا کے نہ ہوگی جیسی وہ مکروہ ردی

وسرخی یا سیاہی یا زردی یا کدورت لیے ہوتی ہے ان کے سوا اور امور جن سے طبع سلیم نفرت کرتی ہے وہان
سب باتون سے پاک ہوگی لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ یعنے جیسی خوش رنگ ہوگی ویسی ہی خوش مزہ ہوگی اور اس کا خوش
مزہ ہونا دلیل ہے خوشبو ہونے پر بخلاف شراب دنیا کے ان سب امور مین لَا فِیْهَا غَوْلٌ یعنے اثر نہ کرے گی
ان مین غول کا غول کہتے ہین درد شکم کو یہ قول حضرت ابن عباس ومجاہد وقتادہ وابن زید کا ہے جس طرح
کہ دنیا کی شراب مارے کثرت مائیت کے قولنج وغیرہ پیدا کرتی ہے کسی نے کہا غول سے یہان مراد درد سر ہے
یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے قتادہ نے کہا کہ غول درد سر و درد شکم ہے قتادہ
وسدی سے مروی ہے کہ لا تغتال عقولھم یعنے ان کی عقلون کو نہ لے جائین گی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

	وَتَذْهَبُ بِالْاَوَّلِ الْاَوَّلِ		فَمَا زَالَتِ الْكَاْسُ تَغْتَالُنَا

یعنے پھر پیالہ شراب ہم کو مدہوش کرتا رہا اور لیجاتا رہا اول اول کو یعنے جو جو کوئی پیتا رہا اس کی عقل جاتی
رہی سعید بن جبیر نے کہا کہ اس مین نہ کسی طرح کا مکروہ ہے نہ کوئی ایذا قول صحیح مجاہد کا ہے کہ غول درد شکم ہے وَ
لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ مجاہد نے کہا کہ ان کی عقلین نہ جائین گی اسی طرح حضرت ابن عباس ومحمد بن کعب وحسن
وعطا بن ابی سلم خراسانی وسدی وغیرہم نے بھی کہا ہے ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ شراب مین چار خصلتین ہین نشا ودرد سر وقے وپیشاب پس اللہ پاک نے شراب جنت کا
ذکر فرمایا سو اس کو ان خصلتون سے منزہ کیا جس طرح کہ سورۂ صافات مین ذکر کیا ہے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ
الطَّرْفِ یعنے اُن کے پاس ہین عورتین عفیف وپارسا اپنے خاوندون کے سوا غیر کی طرف نظر نہین کرتی
ہین حضرت ابن عباس ومجاہد وزید بن اسلم وقتادہ وسدی وغیرہم نے اسی طرح کہا ہے عِیْنٌ یعنے
حسین آنکھون والیان کسی نے کہا بڑی بڑی آنکھون والیان یہ قول اول کی طرف راجع ہے یعنے نجلا
عینا یعنے فراخ وبزرگ چشم پس اللہ پاک نے ان عورتون کی آنکھون کا حسن وعفت کے ساتھ وصف
کیا جیسا کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق مین کہا جبکہ ان کو سنوارا اور ان عورتون پر نکالا
پھر ان کو عظیم وکبیر سمجھا اور خیال کیا کہ وہ ایک فرشتے ہین فرشتون مین سے یہ سب ان کے حسن اور
رونق چہرہ کے تو کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ یعنے وہ
باوجود اس حسن وجمال کے عفیف وتقی ونقی ہے اسی طرح حور عین خیرات حسان ہین اور اسی لیے
اللہ عز وجل نے فرمایا وعندہم قاصرات الطرف عین کانہن بیض مکنون یعنے وہ نازک بدن ہین اُن کا رنگ
بہترین الوان ہے گویا انڈے ہین چھپے دھرے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کانہن بیض مکنون یقول اللؤلؤ المکنون یعنے گویا موتی ہین چھپے دھرے اور اس جگہہ

[illegible]

ابو دہبل شاعر کی بیت پڑھتے تھے یہ بیت اس کے قصیدہ مین کی ہے ؎	
وَھِیَ زَھْرَاءُ مِثْلُ لُؤْلُؤَۃٍ	الْغَوَّاصِ مِیْزَتْ مِنْ جَوْھَرٍ مَکْنُوْنٍ

کسی عورت کے حسن وجمال کا وصف کرتا ہے کہ وہ ایسی گوری چمکتی بارونق ہے جیسے غواص کا موتی کہ چھپے ہوئے جواہر سے جدا کیا گیا حضرت حسن نے فرمایا یعنے محصون لم تمسہ الایدی یعنے گویا وہ انڈے ہین محفوظ جن کو ہاتھون نے نہین چھوا سدی نے کہا البیض فی عشہ مکنون یعنے انڈے اپنے گھونسلے مین محفوظ ہین سعید بن جبیر نے کہا یعنے لطن البیض مطلب یہ ہے کہ بیض مکنون سے مراد انڈون کا مغز ہے کیونکہ وہ اندر سے بہ نسبت باہر کے زیادہ صاف ہے و شفاف ہوتے ہین عطاے خراسانی نے کہا وہ جھلی ہے جو درمیان اوپر کے پوست کے اور سفیدی و زردی انڈے کی ہوتی ہے سدی نے کہا بیاض البیض حین ینزع قشرہ یعنے انڈون کی سپیدی جب کہ ان کا پوست کھینچا جاتا ہے ابن جریر نے بہ سبب لفظ مکنون کے اس لفظ کو اختیار کیا ہے کہا اور اوپر کے پوست کو پرندون کے پر اور گھونسلا چھوتا ہے اور اُسے ہاتھ لگتے ہین بخلاف اندرونی پوست کے یعنے وہ ان امور سے محفوظ رہتا ہے واللہ اعلم ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے خبر دین قول اللہ عزوجل کی کہ حور عین ہے فرمایا العین ضخام العیون شفر الحوراء مثل جناح النسر یعنے عین بڑی بڑی آنکھون والیان ہین پلکین حور کی مثل پر گدھ کے ہین مینے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے خبر دین قول اللہ عزوجل کی کہ کانھن بیض مکنون ہے فرمایا رقتین کرقۃ الجلدۃ التی رأیتھا فی داخل البیضۃ التی تلی القشر وھی الغرقی یعنے ان کی جلد کی باریکی و نزاکت مثل باریکی اس جلد کے ہے جس کا سر انڈے کے اندر ہوتا ہے جو کہ چھلکے سے لگی ہوتی ہے اس جلد کو غرقی کہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین اول لوگون کا ہون از روے نکلنے کے جب کہ وہ مبعوث ہون گے اور مین ان کا خطیب ہون جب کہ وہ آئین گے اور مین ان کا خوش خبری دینے والا ہون جب کہ غمگین ہون گے اور مین ان کا شفیع ہون جب کہ وہ روکے جائین گے نشان حمد کا اس دن میرے ہاتھ مین ہوگا اور مین بزرگتر ولد آدم کا ہون اللہ عزوجل پر اور کچھ فخر نہین ہے پھرین گے مجھ پر ہزار خادم گویا وہ بیض مکنون ہین یا لولو مکنون واللہ تعالے اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر ف جمہور نے لذائقوا بحذف نون ونخفض العذاب پڑھا ہے اور ابان بن تغلب نے عاصم سے اور ابو السماک نے بحذف نون ونصب عذاب سیبویہ نے اس جیسی قرارت مین شاعر کا قول پڑھا ہے ؎

[illegible]

فَأَلْفَيْتُهُ غَيْرَ مُسْتَعْتِبٍ وَلَا ذَاكِرَ اللّٰهِ إِلَّا قَلِيلًا

یعنے مین نے اس کو اس حال مین پایا کہ نہ تو وہ رضامندی چاہنے والا تہا اور نہ ذکر کرنے والا اللہ کا مگر تہوڑا اور
اسی توجیہ کی بنا پر سیبویہ نے والمقیمی الصلوۃ کو بہی بنصب صلوۃ جائز رکہا ہے کسی نے باثبات نون ونصب
عذاب پڑہا ہے بنا بر اصل اس آیت مین اللہ پاک نے واسطے اظہار غضب کے غیبت سے خطاب کی طرف التفات
فرمایا یعنے لوگو بیشک تم بسبب اپنے شرک وتکذیب کے البتہ چکہنے والے ہو عذاب سخت تر بیان کیا کہ جس
عذاب کو انہون نے چکہا وہ نہین ہے مگر بسبب ان کے اعمال کے پس فرمایا وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
یعنے تم بدلا نہ دیے جاؤگے مگر بسبب اس کفر ومعاصی کے جس کو تم کیا کرتے تہے یا مگر بدلا اس کفر ومعاصی کا
جس کو تم کرتے تہے غرض یہ ہے کہ اصل مین جزاء ما کنتم ہے یا بما کنتم پہر مومنین کا استثنا کرکے فرمایا إِلَّا
عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ اہل مدینہ وکوفہ نے بفتح لام پڑہا ہے یعنے وہ لوگ جن کو اللہ پاک نے اپنی طاعت
وتوحید کے واسطے خالص کر لیا ہے باقی قراء نے بکسر لام پڑہا ہے یعنے وہ لوگ جنہون نے اخلاص
عبادت وتوحید کیا واسطے اللہ کے استثنا یا تو متصل ہے اس تقدیر پر کہ تجزون مین خطاب سارے
مکلفین کو عام ہو یا منقطع ہے باین تقدیر کہ خطاب کفار کو ہو خاصۃ یعنے لیکن اللہ کے مخلص بندے
عذاب نہ چکہین گے أُولٰئِكَ کا اشارہ ہے مخلصین کی طرف اور مبتدا ہے خبر اس کی لَهُمْ رِزْقٌ
مَّعْلُومٌ ہے یعنے یہ مخلص لوگ ان کے واسطے ہے رزق جو اللہ ان کو عطا فرمائے گا ایسا رزق کہ اپنی
خوبی شکل وپاکیزگی ولذت ورائحہ ومزہ وعدم انقطاع مین معلوم ہے کسی نے کہا کہ اس کا وقت معلوم
ہے وہ وقت یہ ہے کہ صبح وشام اس مین سے ان کو ملے گا جس طرح کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَلَهُمْ
رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا اور نفس کو اس طرف زیادہ تر سکون ہوتا ہے کہ معلوم الوقت ہو
کسی نے کہا کہ اس کے خصائص معلوم ہین کہ وہ ہمیشہ رہے گا اور اسکی لذت خالص ہوگی کسی نے کہا کہ
معلوم القدر ہے جس کے وہ مستحق ہون گے بسبب اپنے اعمال کے اللہ پاک کے ثواب سے کسی نے کہا رزق
معلوم یہی ہے جس کا ذکر بعد اس کے کیا گیا ہے یعنے فواکہ کیونکہ یہ بدل ہے رزق سے یا خبر ہے مبتدا
محذوف کی اے ہو فواکہ ظاہر یہی ہے فواکہ جمع ہے فاکہہ کی فاکہہ سارے تر وخشک میوون کو کہتے
ہین خاصکر کے فواکہ کا ذکر اس لیے کیا کہ ارزاق اہل جنت کے سب فواکہ ہین اسی طرح کہا گیا
ہے اولی یہ ہے کہ یون کہین کہ فواکہ کا ذکر اس واسطے کیا کہ یہ خوش ترین اشیا ہے جن کو وہ کہائین گے
اور لذیذ تر ہے ان چیزون کا جن کو ان کے جی چاہین گے کسی نے کہا کہ فواکہ اتباع سائر اطعمہ سے ہین
پس ان کا ذکر مغنی ہے ان کے غیر کے ذکر سے جملۂ وَهُمْ مُكْرَمُونَ حالیہ ہے یعنے حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل

کی طرف سو ان کے واسطے اکرام عظیم ہے باین طور کہ اس کے پاس اُن کے درجے بلند ہون گے اور اس کا کلام سنینگے
اور اس سے ملاقات کرین گے جنت مین یا مکرمون ہین ثواب کے پانے مین جو ان کی طرف پہونچیگا بدون تعب و سوال
کے برخلاف رزق دنیا کے کہ اس مین تعب و سوال ہوتا ہے جمہور نے مکرمون بتخفیف را پڑہا ہے اور ابو مقسم نے
بتشدید فِي جَنّٰتِ النَّعِيْمِ یا تو متعلق ہے مکرمون سے یا خبر ثانی ہے یا حال ہے عَلٰى سُرُرٍ مین بہی احتمال ہے کہ
حال ہو یا خبر ثالث مُتَقَابِلِيْنَ حال ہی مکرمون کی ضمیر سے یا علی سرر کے متعلق کی ضمیر سے عکرمہ و مجاہد نے کہا
کہ تقابل کے یہ معنے ہین کہ مواصلت و محبت باہمی کی راہ سے بعض ان کا نظر نہ کرے گا طرف قفا بعض کے کسی نے
کہا کہ تخت انکو لیکر چکر کہائین گے جس طرح وہ جاہین گے تو بعض انکا بعض کی قفا کو نہ دیکہے گا جمہور نے
سرر بضم را پڑہا ہے اور ابو السماک نے بفتح را یہ لغت ہے بعض تمیم کا کہا ہے کہ جنتی موتی و یاقوت و زبرجد
سے جڑے ہوئے تختون پر ہون گے اور تخت اتنا بڑا ہوگا کہ جتنا فاصلہ ہے درمیان صنعا و جابیہ کے اور
درمیان عدن و ایلہ کے کسی نے کہا کہ تخت ایک گہر والون کو لیکر دور کرین گے واللہ اعلم ذکرہ القرطبی پہر
اللہ پاک نے اہل جنت کی اور صفت ذکر فرمائی يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ ہوسکتا ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہو جواب
سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ وہان شراب بہی ہوگی یا نہین سو یہ اس کا جواب ہے کہ ہان لوگ اُن پر شراب
کے پیالے لیے پہرتے ہون گے یہ بہی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال متقابلین کی ضمیر سے کاْس
اہل لغت کے نزدیک وہ ہے جو شیشے سے ہو اور یہ ایک اسم شامل ہے واسطے ہر برتن کے جس مین شراب
ہوتی ہے پہر اگر وہ خالی ہو تو کاس نہین ہے کبہی خود شراب کا نام کاس رکہتے ہین بطور تسمیہ شے باسم محل
کما قال الشاعر ؎ وَكَاْسًا شَرِبْتُ عَلٰى لَذَّةٍ ❊ وَاُخْرٰى تَدَاوَيْتُ مِنْهَا بِهَا ضحاک و سدی نے کہا
کل کاس فی القرآن فہی الخمر یعنے ہر جگہہ قرآن شریف مین کاس بمعنے خمر ہے نحاس نے کہا اہل لغت مین سے
جس شخص پر وثوق کیا جاتا ہے اس نے یہ حکایت کیا ہے کہ عرب لوگ قدح کو کاس بولتے ہین جب کہ اس مین
شراب ہو پہر جب اس مین شراب نہ ہو تو وہ قدح ہے جس طرح کہ خوان کو مائدہ کہتے ہین جب کہ اس مین کہانا
ہو پہر جب اس پر کہانا نہ ہو تو اس کو مائدہ نہین کہتے مِنْ مَّعِيْنٍ محذوف سے متعلق ہو کر کاس کی صفت
ہے زجاج نے کہا یعنے پیالہ شراب سے جو کہ بہتی ہے جس طرح کہ چشمے روئے زمین پر بہتے ہین ظاہر جن کو
آنکہین دیکہتی ہین اور معین کہتے ہین بہتے پانی کو بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ دونو صفتین ہین کاس کی زجاج
نے کہا کہ لذت بمعنے ذات لذۃ ہے مضاف محذوف ہے یعنے وہ لذت والی ہے واسطے پینے والون کے
یہ بہی جائز ہے کہ اس کی لذت ہونے مین بقصد مبالغہ مصدر کے ساتہہ موصوف ہو یعنے ایسی لذیذ مزے
دار ہے کہ مارے لذت کے خود لذت ہوگئی ہے اس صورت مین حذف کی حاجت نہین ہے حضرت حسن نے

فرمایا کہ جنت کی شراب دودھ سے بھی زیادہ تر سفید ہے اور اسکی لذت لذیذ ہے یعنے نہایت درجہ مزہ دار جس طرح کہ محاورے مین لذیذ شراب کو شراب لذ و لذیذ بولتے ہین جیسے تر و تازہ روئیدگی کو نبات غض وغضیض کہتے ہین لذیذ ہر شئے مستطاب ہی اسی معنے سے شاعر کا قول ہے ؎

بحدیثھا اللذ الذی لو کلمت	اسد الفلاۃ بہ اتین سراعا

معشوق کی سرسدار باتون کا وصف کرتا ہے کہ اگر وہ اپنی مزے دار بات سے جنگل کے شیرون سے بات کرے تو وہ دوڑتے چلے آئین کسی نے کہا ہیضا وہ شراب ہے جس کو آدمیون نے نہین نچوڑا پھر اللہ پاک نے اس شراب کے پیالے کا اور وصف کیا فرمایا لا فیھا غول یعنے اس مین وہ وصف نہین ہے جو دنیا کی شراب مین ہوتا ہے کہ عقلون کو کھو دیتی ہے یہ ان کی عقلون کو نہ کھوئے گی نہ اس سے ان کو مرض لگے گا نہ درد سر ہوگا فراء نے کہا عرب لوگ بولتے ہین لیس فیھا غیلۃ وغائلۃ وغول یہ سب برابر ہین ابو عبیدہ نے کہا الغول ان تغتال عقولھم یعنے غول یہ ہے کہ ان کی عقلون کو کھو دے واحدی نے کہا غول کی حقیقت اہلاک ہے جب کوئی کسی کو ہلاک کر ڈالے تو بولتے ہین غالہ غولا و اغتالہ اے اہلکہ اور غول ہر وہ شے ہے جو تجھے ہلاک کرے اسی معنے سے غول الضم ہے جو ایک شئے ہے کہ عرب نے اسکا توہم کر لیا ہے اور اس باب مین ان کے اشعار مین مثل عنقا کے دوسرا وصف اسکا یہ ہے ولا ھم عنھا ینزفون یعنے اور نہ وہ اس سے مست ہونگے جس وقت کوئی مست ہوتا ہے تو بولتے نزف الشارب فھو منزوف ونزیف جمہور نے ینزفون بضم یا وفتح زا بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور حمزہ وکسائی نے بالضم یا وکسر زاے ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے نشے سے تو بولتے ہین انزف الرجل فھو نزیف ومنزوف ومنزف جس طرح کہ جب کھیتی کے کٹنے کا وقت آجاتا ہے تو کہتے ہین احصد الزرع اور جب انگور توڑنے کا وقت آجاتا ہے تو بولتے ہین اقطف الکرم فراء نے کہا کہ جس نے بکسر زاے پڑھا ہے تو اس کے دو معنے ہین ایک یہ ہین کہ جب آدمی کی شراب فنا ہو جاتی ہے تو کہتے ہین انزف الرجل دوسرے یہ ہین کہ جب اس کی عقل جاتی رہتی ہے نشے سے تب بھی بولتے ہین انزف الرجل یہ قرارت اس معنے پر حمل کی جاے گی کہ اُن کی شراب فنا نہ ہوگی کیونکہ اس معنی مین فائدہ زیادہ ہے نحاس نے کہا کہ پہلی قرارت واضح تر اور صحیح تر ہے معنے مین کیونکہ معنے ینزفون کے نزدیک جمہور مفسرین کے یہ ہین کہ اُن کی عقلین نہ جائینگی پس اللہ عزوجل نے جنت کی شراب سے ان آفتون کی نفی کی جو کہ دنیا مین اس کی شراب سے لاحق ہوتی ہین جیسے درد سر اور سکر زجاج وابو علی فارسی نے کہا کہ معنے لا ینزفون بالکسر کے لا یسکرون ہین یعنے وہ مست نہ ہونگے مہدوی نے کہا کہ ینزفون کے معنے یسکرون نہین ہوسکتے ہین کیونکہ اس سے قبل لا فیھا غول ہے اس کے معنے یہین کہ ان کی عقلون

کو نہ کھوئیگی پس اس کے اور اس کے ایک معنی ہوئے تو تکرار ہوگی یہ بات قتادہ کے قول کو قوت دیتی ہے کہ غول درد
شکم ہے اور ایسا ہی ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور حضرت حسن نے فرمایا کہ غول درد سر ہے اسی کے
حضرت ابن عباس بھی قائل ہین ابن کیسان نے کہا کہ غول مغص ہے پس معنے آیت کے یہ ہون گے کہ اس
مین کوئی نوع انواع فساد سے نہ ہوگی جو کہ دنیا مین شرب خمر کے ساتھہ لگی رہتی ہین مغص یا درد شکم یا درد
سر یا بدمستی یا لغو یا تاثیم وگناہ اور نہ وہ اس سے مست ہون گے اس معنی کی یہ بات تائید کرتی ہے کہ اصل
غول کی وہ فساد ہے جو خفا مین لاحق ہوتا ہے جب کوئی شخص کسیکا کام خفیہ مین فاسد کر دیتا ہے تو
محاورے مین بولتے ہین اغتالہ اغتیالا اور اسی معنے سے غول وغیلہ خفیہ مار ڈالنے کو کہتے ہین ابن
ابی اسحاق نے ینزفون بفتح یا وکسر زا سے اور طلحہ بن مصرف نے بفتح یا وضم زا سے پڑھا ہے حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شراب مین چار خصال ہین سکر و درد سر وقے وبول پس اللہ تعالی نے
خمر جنت کو ان سے منزہ کیا پس فرمایا لا فیہا غول یعنے وہ اُن کی عقل کو نہ کھوئے گی سکر سے ولا ہم عنہا
ینزفون فرمایا وہ اس سے قے نہ کرین گے جس طرح کہ دنیا کی شراب والا اس سے قے کرتا ہے یہی ان سے
مروی ہے کہ وہ شراب ہے جس مین درد شکم نہین ہے بحر مین کہا ہے کہ اللہ پاک نے اول تو رزق کا ذکر
کیا رزق وہ شے ہے جس سے جسم لذت لیتے ہین پھر اکرام کا ذکر فرمایا اس سے نفوس مزہ لیتے ہین پھر اس
محل کا ذکر کیا جس مین وہ ہین یعنے جنات النعیم پھر اشرف محل کا ذکر فرمایا یہ تخت ہوئے پھر تانس کی لذت
کا ذکر کیا کہ بعض ان کا بعض کے مقابل ہوگا یہ تمام تر دمونس تر سرور ہے پھر پینے کی شے کا ذکر کیا
اور یہ کہ وہ اپنی ذات سے اس کو نہ لین گے بلکہ لوگ شراب کے پیالے لیے اُن پر پھرتے ہون گے پھر اس
شراب کا وصف کیا جس کو اُن پر لیے پھرین گے کہ وہ پاک صاف لذیذ وخوش گوار مفاسد سے منزہ
ہوگی پھر پوری جسمانی نعمت کا ذکر فرمایا اور اس سے خاتمہ کیا جس طرح کہ رزق سے ابتدا کی تھی جو کہ لذت
جسمانی ہے وہ پوری جسمانی لذت سب لذتون سے نہایت درجہ بڑہی ہوئی ہے یعنے تانس عورتون سے
پس ارشاد فرمایا وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ یعنے ان کے پاس عورتین ہین آنکھین روکنے والی پست
کرنے والی جنہون نے اپنی نگاہ اپنے خاوندون پر روکی ہے سو ان کے غیر کو نہین چاہتے ہین قصر
کہتے ہین حبس کو کسی نے کہا کہ قاصرات محبوسات ہین اپنے ازواج پر لیکن قول اول اولے ہے اس واسطے
کہ قاصرات الطرف فرمایا ہے مقصورات نہین کہا ہے امرئ القیس نے نزاکت ولطافت جسم کی صفت مین
کیا خوب کہا ہے ؎

مِنَ الْقَاصِرَاتِ الطَّرْفِ لَوْ دَبَّ مُحْوِلٌ		مِنَ الذَّرِّ فَوْقَ الْاِتْبِ مِنْهَا لَاَثَّرَا	

یعنے وہ محبوبہ نازک بدن لطیف تن اُن نگاہ روکنے والیون سے ہے کہ اگر ذرا سی چیونٹی اسکی کرتی پہ چلے تو اس کے جسم لطیف پر نشان ڈالدے شاعر فارسی نے اس سے بہی بڑہکر مبالغہ کیا ہے ؎

نزاکت آنچنان ہیرزد از جسم لطیف او	کہ در حمام مے آرد خیال سیر مہتابش

قولہ تعالے عین یعنے بڑی بڑی آنکہون والیان یہ جمع ہے عیناء کی عیناء کہتے ہین زن فراخ چشم کو اور مرد کو اعین زجاج نے کہا عین کے معنے ہین کبار الاعین حسانہا یعنے بڑی بڑی خوب صورت آنکہون والیان عظام المقلہ کسی نے کہا نجل العیون بضم نون جمع ہے نجلار کی نجلار وہ عورت ہے جس کی آنکہہ کی پہاڑ فراخ ہو مگر بفراخی مفرط نہین حضرت حسن نے فرمایا وہ ہین جن کی آنکہون کی سپیدی و سیاہی شدید ہے والاول اولی کانہن بیض مکنون بیض جمع ہے بیضہ کی مکنون بمعنے مصون و مستور ہے ماخوذ کننتہ سے اذا جعلتہ فی کن جب تو کسی شی کو مستور جگہہ مین رکہے تو کہے گا کننتہ یعنے مین نے اس کو محفوظ مستور جگہہ مین رکہا حضرت حسن و ابن زید نے کہا کہ اُن کی تشبیہ دی ہے شتر مرغ کے انڈون سے شتر مرغ اُن کو پرون کے ساتہ ہوا و غبار سے محفوظ و مستور رکہتا ہے تو ان کا رنگ سپید زردی مائل ہوتا ہے عرب کے نزدیک یہ رنگ حسین ترین الوان لنسا ہے ورنہ عجم و روم کے نزدیک احسن الوان سپید مائل بسرخی ہے سعید بن جبیر و سدی نے کہا کہ ان کی تشبیہ دی ہے بطن بیض سے قبل اس کے کہ ان کا چہلکا نکالا جاوے اور ان کو ہاتہہ چہوئین ابن جریر اسی کے قائل ہین مبرد نے کہا کہ عرب لوگ جب شے کا حسن و لطافت کے ساتہہ وصف کرتے ہین تو کہتے ہین گویا وہ انڈے ہین شتر مرغ کے جو کہ پرون سے ڈہکے ہوتے ہین کسی نے کہا مکنون کے یہ معنے ہین کہ وہ محفوظ ہین کسر سے یعنے وہ کنواریان ہین کسی نے کہا کہ بیض سے مراد لولو ہین جس طرح اس آیت مین ہے وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ لیکن قول اول اولے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین اللؤلؤ المکنون مروی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ بیاض بیضہ کہ کہینچا جاوے اس سے پوست اسکا اور جہلی اس کی رہی یہ بات کہ بیض کی صفت مین مکنون کہا مکنونات نہ فرمایا سو اس لیے کہ وصف بیض کا کیا ہے باعتبار لفظ کے کذا فی فتح البیان فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۙ○ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ○ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۙ○ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۙ○ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○

پہر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف لگے پوچہنے بولا ایک بولنے والا اُن مین کا مجہ کو تہا ایک ساتہی کہتا کیا تو

یقین کرتا ہے کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم کو بدلا ملنا ہے کہنے لگا بہلا تم جہانک کر دیکہو گے پہر جہانکا تو اس کو دیکہا بیچون بیچ دوزخ کے بولا قسم اللہ کی تو تو لگا تہا کہ مجہہ کو گڑہے مین ڈالے اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو مین بہی ہوتا ان مین جو پکڑے آئے کیا اب ہم کو نہین مرنا مگر جو پہلی بار مر چکے اور ہم کو تکلیف نہین ہونچنی بیشک یہی ہے بڑی مراد ملنی ایسی چیزون کے واسطے محنت کرین محنت کرنے والے ف یعنی وہ ساتہی پڑا ہے دوزخ مین اُس کو جہانک کر دیکہین کس حال مین ہے ف یہ کہنے لگا اپنی خوشی سے انتہے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اہل جنت کے حال کہ ایک دوسرے پر متوجہ ہون گے باہم سوال کرین گے اپنے احوال کا کہ دنیا مین کیونکر تہے اور اس مین کیا کیا محنت و مشقت اُٹہاتے تہے یہ سبب ہوگا کہ اپنی مجلسون مین جمع ہون گے شراب پر باہم منادمت و معاشرت کرین گے آپس مین بات چیت کرین گے تختون پر جلوس فرما ہون گے خادم ان کے روبرو دوڑتے ہون گے ہر خیر عظیم کہانے پینے پہننے وغیرہ کی چیزین لارہے ہون گے جو نہ کسی آنکہہ نے دیکہین نہ کسی کان نے سنین نہ کسی بشر کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا ایسے عیش و عشرت کے وقت دنیا مین جو حال گذرا ہے اسکا ذکر کرین گے چنانچہ ان مین کا ایک کہنے والا یون کہے گا اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ مجاہد نے کہا کہ قرین سے مراد شیطان ہے عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ مرد مشرک ہو کہ اس کا کوئی ساتہی ہو اہل ایمان سے دنیا مین مجاہد و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام مین کوئی تنافی نہین ہے اس لیے کہ شیطان جنون سے ہوتا ہے تو نفس مین وسوسہ ڈالتا ہے اور انسانون سے ہوتا ہے تو ایسی بات کہتا ہے جس کو کان سنتے ہین اور دونون ملکر ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہین فرمایا اللہ پاک نے یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا اور ان مین سے ہر ایک وسوسہ ڈالتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اسی لیے ان مین کے قائل نے یہ کہا کہ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ یعنے میرا ایک ساتہی تہا کہتا کیا تو یقین کرتا ہے بعث و نشور و حساب و جزا کا یعنے یہ بات لطور تعجب و تکذیب و استبعاد و کفر و عناد کے کہتا تہا کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم البتہ مدینون ہین مجاہد و سدی نے کہا محاسبون یعنے کیا ہم سے محاسبہ ہوگا حضرت ابن عباس و محمد بن کعب قرظی نے کہا لمجزیون باعمالنا یعنے کیا ہم اپنے اعمال کی جزا دیے جائین گے دونون قول صحیح ہین مومن اپنے اصحاب و جلساسے کہے گا جو کہ اہل جنت سے ہین هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ اے ہمنشینون یعنے بہلا تم جہانک کر دیکہو گے پہر جہانکا تو دیکہا اس کو سواء الجحیم مین حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر و خلید عصری و قتادہ و سدی و عطاء خراسانی نے کہا کہ مراد وسط جحیم ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ وسط جحیم

ع
بیچ سے اس کی جو ذہینا ہو۔ اور یہ بیچ نیچ سے وہ ہو۔ خیال ہو اور انسانوں سے یعنی آدم زاد۔ شیطان یعنی جنوں میں اور آدم زاد سے انسانوں میں

مین گویا وہ ایک انگارا ہے کہ دہک رہا ہے قتادہ نے کہا ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اس نے جہانکا تو دیکہا کہ قوم کی کہوپریان جوش کہا رہی ہین اور ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ کعب احبار نے کہا کہ جنت مین طاق ہین جس وقت جنت والون مین سے کوئی چاہے گا کہ اپنے دشمن کی طرف نظر کرے دوزخ مین تو اس مین جہانکیگا پس زیادہ شکر کرے گا سو مومن کافر سے مخاطب ہوکر کہے گا تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ یعنے واللہ تو تو لگا تہا کہ مجہے ہلاک کر ڈالے اگر مین تیری اطاعت کر لیتا وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ یعنے اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل مجہ پر تو البتہ مین ہوتا مثل تیرے بیچون بیچ دوزخ مین جس جگہہ تو ہے حاضر کیا گیا تیرے ساتہہ عذاب مین لیکن اس نے مجہ پر تفضل و رحم کیا سو اس نے مجہے ہدایت کی ایمان کی اور راہ بتائی طرف اپنی توحید کے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ **قولہ تعالے** اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ تتمہ کلام مومن سو ہے اللہ پاک نے جو جنت مین ان کو خلود عطا کیا اور دار کرامت مین بدون موت و عذاب کے اقامت روزی فرمائی اس کا اپنی جان پر غبطہ کر کے کہتا ہے کیا پہر ہم نہین ہین مرنے والے مگر ہماری اگلی موت اور نہین ہین ہم عذاب کیے گئے اسی لیے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنے بیشک البتہ یہی ہے بڑی مراد ملنی **ابن ابی حاتم** نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے اہل جنت سے فرمائیگا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فرمایا ہنیئا سے یہ مراد ہے کہ وہ جنت مین نہ مرینگے پس اس وقت انہون نے کہا افما نحن بمیتین الآیہ حضرت حسن بصری نے فرمایا علموا ان کل نعیم فان الموت یقطعہ یعنے انہون نے جانا کہ کوئی سی نعیم ہو موت اس کو قطع کر دیتی ہے تو کہا افما نحن بمیتین الآیہ کہا گیا نہین تو وہ بولے ان ہذا لہو الفوز العظیم **قولہ تعالے** لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ قتادہ نے کہا کہ یہ اہل جنت کے کلام سے ہے ابن جریر نے کہا کہ اللہ تعالے کے کلام سے ہے یعنے یہ ہین کہ ایسے نعیم اور ایسے فوز کے واسطے پس چاہیے عمل کرین عمل کرنے والے دنیا مین تاکہ وہ اس کی طرف جائین آخرت مین دو مردون کا قصہ ذکر کیا ہے کہ وہ شریک تہے بنی اسرائیل مین سو وہ داخل ہے ضمن مین عموم اس آیت کریمہ کے **ابوجعفر ابن جریر** نے فرات بن ثعلبہ بہرانی سے تفسیر مین انی کان لی قرین کے روایت کیا ہے کہا کہ دو مرد شریک تہے سو جمع ہوئے واسطے ان کے آٹہہ ہزار دینار اور ان مین سے ایک کے واسطے حرفہ تہا اور دوسرے کے واسطے کوئی حرفہ نہ تہا تو جس کے واسطے حرفہ تہا اس نے دوسرے سے کہا کہ تیرے پاس کوئی حرفہ نہین ہے مین نہین خیال کرتا ہون اپنے آپ کو مگر تجہ سے مفارقت کرنے والا اور مقاسمہ کرنے والا پہر اس نے اس سے مقاسمہ کیا اور مفارقت کی پہر اس مرد نے ہزار دینار مین ایک گہر خریدا کہ کسی بادشاہ کا تہا وہ مر گیا

تہا پہر اسنے اپنے یار کو بلایا تو اُس کو دکہایا پہر کہا اس گہر کو تو کیسا دیکہتا ہے مین نے اس کو ہزار دینار مین
خریدا ہے وہ بولا کیا خوب ہے پہر جب وہ نکلا تو کہا الٰہی میرے اس یار نے یہ گہر ہزار دینار کو خرید لیا ہے اور مین
تجہ سے ایک گہر مانگتا ہون جنت کے گہرون سے پس ہزار دینار خیرات کر دیے پہر ٹہیرا رہا جتنا اللہ تعالے نے
چاہا کہ ٹہیرے پہر اُس مرد نے ہزار دینار مین ایک عورت سے بیاہ کیا پہر اُس کو بلایا اور اُس کے واسطے کہانا
طیار کیا پہر جب وہ اس کے پاس آیا تو کہا مین نے اس عورت سے ہزار دینار مین بیاہ کیا ہے تو وہ بولا یہ کیا
خوب ہے پس جب لوٹا تو کہا یا رب میرے یار نے ہزار دینار مین ایک عورت سے بیاہ کیا ہے اور مین تجہ سے
سوال کرتا ہون ایک عورت کا حور عین سے پس اُس نے ہزار دینار خیرات کر دیے پہر وہ ٹہیرا رہا جس قدر اللہ
تعالی نے چاہا کہ ٹہیرے پہر اس نے دو ہزار دینار مین دو باغ خریدے پہر اس کو بلایا تو وہ باغ دکہائے پہر کہا کہ
مین نے دو ہزار دینار کو یہ دو باغ خریدے ہین اُس نے کہا کیا خوب ہین یہ پہر جب وہ نکلا تو کہا یا رب میرے
یار نے دو باغ دو ہزار دینار مین خریدے ہین اور مین تجہ سے دو باغ مانگتا ہون جنت مین پس دو ہزار دینار
خیرات کر دیے پہر ان دونون کے پاس فرشتہ آیا تو اُس نے اُن کو وفات دی پہر اُس خیرات کرنے والے کو
لے چلا تو اُس کو ایک گہر مین داخل کیا جو اس کو تعجب مین ڈالتا ہے اور ناگاہ ایک عورت جہانک رہی ہے
روشن ہو رہا ہے ماتحت اُسکا اُس کے حسن سے پہر اُس کو داخل کیا دو باغون مین اور ایسی شے مین جس کو
اللہ خوب جانتا ہے پس اُس وقت اُس نے کہا کیا خوب مشابہ ہے یہ اس شخص کے ساتہ کہ جس کے حال سے ایسا
ایسا تہا فرشتہ بولا کہ یہ وہی ہے اور یہ مکان اور دو باغ اور عورت تیرے واسطے ہین اس نے کہا پس بیشک
میرا ایک ساتہی تہا کہتا کیا تو یقین لانے والون سے ہے اُس شخص سے کہا گیا کہ وہ تو دوزخ مین ہے کہا
کیا تم جہانکنے والے ہو پہر جہانکا تو اُس کو دیکہا بیچون بیچ دوزخ مین پس اُس وقت اُس نے کہا تو تو لگا تہا
کہ مجہے گرا دے گڑہے مین اور اگر نہ ہوتی نعمت میرے رب کی تو البتہ مین ہوتا محضرین سے الآیات ابن جریر نے
کہا کہ یہ قصہ قوت دیتا ہے اس شخص کی قرارت کو جس نے لمن المصدقین کو تشدید پڑہا ہے یعنے اس لیے کہ
اس مین صدقہ و خیرات کا ذکر ہے کیونکہ مصدقین بتشدید صاد تصدق سے ہے ابن ابی حاتم نے ابو
حفص سے روایت کیا ہے کہا مین نے اسمعیل سدی سے اس آیت کا پوچہا قال قائل منہم انی کان لی قرین
الآیہ ابو حفص نے کہا کہ سدی نے مجہ سے کہا کہ یہ بات تجہے کس شے نے یاد دلائی مین نے کہا کہ مین نے اُس کو
ابہی پڑہا سو مین نے محبوب کہی یہ بات کہ تم سے اسکا پوچہون پس سدی نے کہا اما فاحفظ یعنے تو نے
جو اُس کا پوچہا سو یاد رکہنا دو شریک تہے بنی اسرائیل مین ایک تو ان مین کا مومن تہا اور دوسرا کافر پہر وہ
چہہ ہزار دینار پر جدا ہوئے ہر ایک کو تین تین ہزار دینار ملے پہر وہ ٹہیرے رہے جس قدر اللہ تعالی نے چاہا

کہ ٹہیرین پہر وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا کہ تو نے اپنے مال مین کیا کیا کیا تو نے اس سے کسی شے کو مارا اس سے کسی
شے مین تجارت کی مومن نے اس سے کہا نہین پہر تو نے کیا کیا تو اس نے کہا کہ مین نے اس سے زمین اور کہجور کے
درخت اور میوی اور نہرین خریدکین ہزار دینار مین کہا پس مومن نے اس سے کہا کیا تو نے کیا ہے وہ بولا ہان کہا
پہر مومن لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات ہوئی تو نماز پڑہی جس قدر اللہ تعالے نے چاہا کہ پڑہے پہر جب فارغ ہوا
تو ہزار دینار لیے پہر اُن کو اپنے سامنے رکہے پہر کہا الٰہی بیشک فلان یعنے اس کے شریک کافر نے زمین اور
کہجور کے درخت اور میوی اور نہرین ہزار دینار مین خریدی ہین پہر وہ کل مرے گا اور اُن کو چہوڑ جائیگا الٰہی مین
نے بعوض اس ہزار دینار کے زمین اور کہجور کے درخت اور میوے اور نہرین تجہ سے خریدین جنت مین پہر
صبح کو اُٹہا تو مساکین مین اُن کو تقسیم کر دیا کہا پہر وہ ٹہیرے رہے جس قدر اللہ تعالے نے چاہا کہ ٹہیرین پہر
وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال مین کیا کیا مارا تو نے اس سے کسی شے مین تجارت کی تو نے
اس سے کسی چیز مین مومن نے کہا نہین کہا پہر تو نے کیا کیا کہا کہ میری زمین کی محنت و مشقت مجہ پر سخت
گذری تہی تو مین نے ہزار دینار کے غلام خریدے کہ وہ میرے واسطے اس مین کام کاج کرین مومن نے
کہا کیا تو نے کیا ہے کہا ہان کہا پہر مومن لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات ہوئی تو نماز پڑہی جس قدر اللہ تعالے
نے چاہا کہ پڑہے پہر جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے پہر ان کو اپنی روبرو رکہا پہر کہا الٰہی بیشک فلان یعنی
اس کے شریک کافر نے غلام خریدے ہین دنیا کے غلامون سے ہزار دینار مین وہ کل مرے گا تو ان کو چہوڑ جائیگا
یا وہ مرینگے تو اسے چہوڑ جائینگے الٰہی اور مین نے بعوض ان ہزار دینار کے تجہ سے غلام خریدے جنت مین
کہا پہر وہ صبح کو اُٹہا تو ان کو مساکین مین تقسیم کر دیا کہا پہر وہ ٹہیرے رہے جس قدر اللہ تعالے نے چاہا کہ ٹہیرین
پہر وہ ملے تو کافر نے مومن سے کہا کہ تو نے اپنے مال مین کیا کیا تو نے اس سے مارا کسی شے مین تجارت
کی تو نے اس سے کسی چیز مین مومن نے کہا نہین پہر تو نے کیا کیا کہا کہ میرا سب کام تو پورا ہو چکا تہا مگر ایک
شے فلان عورت کا خاوند مر گیا تہا سو مین نے ہزار دینار مہر اس کو دیا پہر وہ عورت وہ ہزار دینار اور اُن
کے ساتہ اتنے ہی اور لیکر میرے پاس آگئی مومن نے اس سے کہا کیا تو نے کیا ہے کہا ہان کہا پہر مومن
لوٹ آیا یہانتک کہ جب رات ہوئی تو نماز پڑہی جس قدر اللہ تعالے نے چاہا کہ پڑہے پہر جب فارغ ہوا تو ہزار
دینار باقی لیے پہر ان کو اپنے روبرو رکہا اور کہا الٰہی بیشک فلان یعنے اس کے کافر شریک نے ایک بی بی
بیاہی ہے دنیا کی بی بیون سے ہزار دینار مین پہر وہ کل مرے گا تو اس کو چہوڑ جائیگا یا وہ کل مرے گی تو اسے
چہوڑ جائے گی الٰہی اور مین تیری طرف پیام نکاح بہیجتا ہون بعوض اس ہزار دینار کے ایک حور بڑی
آنکہون والی کا جنت مین کہا پہر وہ صبح کو اٹہا تو درمیان مساکین کے ان کو بانٹ دیا کہا پس مومن رہ گیا

کہ کوئی شے اس کے پاس نہین کہا پہر اس نے ایک کرتا روئی کا پہنا اور ایک کملی صوف کی پہر اس نے ایک مضبوط
رسی لی تو اس کو اپنی گردن پر رکہا کہ کوئی شے بنائی اور کوئی شے اپنی قوت سے کہودی کہا پہر اس کے پاس
ایک شخص آیا تو کہا اے اللہ کے بندے کیا تو اپنی جان کو میرا مزدور کرتا ہے ماہ بماہ کے ماہوار پر کہ تو میرے
جانورون کی خدمت کرے ان کو چارہ کہلائے اور ان کا لید وگوبر صاف کرے کہا مین کرتا ہون کہا پہر اس
نے ماہ بماہ کی ماہوار پہ اپنی جان کو اس کا مزدور بنایا کہ اس کے جانورون کی خدمت کیا کرے کہا اور
جانورون کا مالک ہر روز صبح کو آتا اپنے جانورون کو دیکہتا تہا پہر جب ان مین سے کسی جانور کو دبلا دیکہتا
تو اسکا سر پکڑتا پہر اس کی گردن کو مارتا پہر اس سے کہتا کہ آج کی رات کے جو تو نے چرا لیے کہا پہر جب مومن
نے یہ شدت دیکہی تو کہا کہ البتہ مین جاؤن گا اپنے شریک کافر کے پاس تو اس کی زمین مین کام کرون گا
پس وہ روز بروز یہ ٹکڑا مجہے کہلائے گا اور یہ دو کپڑے مجہے پہنائے گا جب کہ پرانے پڑ جائین گے کہا
پہر وہ چلا اس کا ارادہ کرتا ہوا تو اس کے دروازے تک پہونچا اس حال مین کہ شام ہو گئی تہی تو کیا دیکہتا
ہے کہ ایک محل جو بنا گچ ہے آسمان مین یعنے بلند اور اس کے گرد دربان ہین پس ان سے کہا کہ تم میرے
واسطے اذن مانگو اس محل کے مالک سے بیشک جب تم یہ کام کرو گے تو یہ بات اسے خوش کرے گی انہون
نے اس سے کہا تو چلا جا اگر تو سچا ہے پس کسی کونے مین سو رہ پہر جب تو صبح کو اٹہے تو اس کے سامنے
آنا کہا پہر مومن چلا تو اس نے اپنی آدہی کملی تو نیچے اور آدہی اپنے اوپر ڈالی پہر سو رہا پس جب صبح
کو اٹہا تو اپنے شریک کے پاس آیا تو اس سے تعرض کیا تو اسکا شریک کافر نکلا اور وہ سوار تہا پہر جب
اس کو دیکہا تو پہچان لیا اس پر اکہڑا ہوا اور سلام و مصافحہ کیا پہر اس سے کہا کیا تو نے مال سے نہین لیا
مثل اس کے جو مین نے لیا کہا ہان کہا تو مجہے بتا تو نے اپنے مال مین کیا کیا کہا تو مجہ سے اس کا مت
پوچہ کہا پہر تجہے کون شے لائی کہا مین آیا کہ تیری اس زمین مین کام کرون تو تو مجہے یہ ٹکڑا کہلائے روز
بروز اور یہ دو کپڑے مجہے پہنائے جبکہ پرانے ہو جائین کہا نہین ولیکن مین تو تیرے واسطے وہ شی کرونگا
جو اس سے بہتر ہو گی لیکن تو مجہ سے کوئی خیر نہ دیکہے گا یہانتک کہ تو مجہے خبر دے کہ تو نے اپنے مال میں
کیا کیا کہا مین نے اسے قرض دیدیا ہے کہا کس کو کہا کہ ملی وفی کو یعنے ایسے کو قرض دیا ہے جو بڑا غنی
اور بڑا قرض ادا کرنے والا ہے کہا وہ کون ہے کہا وہ اللہ ہے میرا رب کہا اور وہ اس سے مصافحہ
کر رہا تہا سو اپنا ہاتہ اس کے ہاتہ سے کہینچ لیا پہر کہا ائنک لمن المصدقین ائذا متنا وکنا ترابا و
عظاما ائنا لمدینون سدی نے کہا محاسبون کہا پہر وہ کافر چلا اور اس کو چہوڑ دیا کہا پہر جب
مومن نے اسے دیکہا اس حال مین کہ وہ اس پر رجوع نہین ہوتا ہے تو لوٹ آیا اور اس کو چہوڑ دیا

مومن تو زمانے کی سختی مین گزران کرتا ہے اور کافر زمانے کی فراخی مین زندگانی بسر کرتا ہے کہا پھر جب قیامت کا دن ہوگا اور سا اللہ تعالی مومن کو جنت مین داخل کرے گا وہ گزرے گا تو کیا دیکھے گا کہ وہ زمین ونخل واشجار وانہار مین ہے پس کہے گا یہ کس کے واسطے ہے تو کہا جایگا یہ تیرے لیے ہے پس کہے گا اے سبحان اللہ کیا پہونچا ہے میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر وہ گزرے گا تو کیا دیکھے گا کہ وہ غلامون مین ہے جن کا شمار نہین ہوسکتا ہے کہے گا یہ کس کے واسطے مین تو کہا جائے گا یہ تیرے لیے ہین پس کہے گا اے سبحان اللہ کیا پہونچا ہے میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر گذر کرے گا تو کیا دیکھے گا کہ ایک قبہ سرخ یاقوت مجوف کا ہے جس مین ایک حور بڑی آنکھون والی ہے کہے گا یہ کس کے لیے ہے تو کہا جائے گا یہ تیرے واسطے ہے پس کہے گا اے سبحان اللہ کیا پہونچا میرے فضل عمل سے یہ کہ مین ایسا ثواب دیا جاؤن کہا پھر وہ مومن اپنے شریک کا ذکر کو یاد کرے گا تو کہے گا انی کان لی قرین الآیہ کہا پس جنت تو عالیہ ہے اور نار ہاویہ کہا پھر اللہ تعالی اُسے دکھائے گا اس کے شریک کو وسط جحیم مین درمیان سے اہل نار کے پھر جب مومن اُسے دیکھے گا تو پہچان لے گا پس کہے گا تاللہ ان کدت لتردین الے قولہ تعالی لمثل ہذا فلیعمل العاملون یعنے واسطے ویسی شے کے جس کا اُس پر احسان کیا پس چاہیے عمل کریں عمل کرنے والے کہا پھر مومن یاد کرے گا اس شدت کو جو دنیا مین اُس پر گذر چکی ہے تو یاد نہ کرے گا اس شدت سے جو دنیا مین اسپر گذری کہ اشد ہو اس پر موت سے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ فاقبل الآیہ معطوف ہے یطاف پر تقدیر یہ ہے فیقبل بعضہم علی بعض مستقبل کو بپیرایہ ماضی مین صرف اس لیے ادا کیا ہے کہ تاکید ہو اور اس کے تحقق وقوع پر دلالت کرے سنے یہ ہین کہ جنت مین اہل جنت پر لوگ شراب کے پیالے لیے پھرین گے پھر وہ شراب پینے کی حالت مین ایک دوسرے پر متوجہ ہون گے دنیا مین جو حالات اُن پر گذر چکے ہین اور جو کام کیے ہین بعض بعض سے اُن کا سوال کرے گا یا سر سے پوچھے گا اور وہ اس سے کہ کیون جی فلان کام کیا ہوا تھا اور فلان قصہ کیسا گزرا تھا کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ شراب پئین گے اور شراب پر بات چیت کرین گے جس طرح کہ شراب پینے والون کی عادت ہوتی ہے کہ بات چیت کرنے مین جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

فما بقیت من اللذات الا ۔۔ احادیث الکرام علی المدام

یعنے فساد زمان کی وجہ سے ساری لذتین جاتی رہین اب کوئی لذت باقی نہین رہی مگر یہی کرام کی قصے کہانیان شراب پینے کی حالت مین کہ شراب پیتے جاتے ہین اور سخی مردون کی سخاوت کے قصے بیان کرکے لذت لیتے ہین غرضکہ جنت مین شراب پینے کے وقت دنیا کے احوال کا ذکر کرنا تتمہ نعیم جنت سے ہے کیونکہ تکلیف

کی حالت کا راحت ابدی مین یاد کرنا موجب تمام سرور ہوتا ہے اسی لیے جنت والے جس وقت بعض بعض سے
بات چیت کرنے مین متوجہ ہون گے اور ایک دوسرے سے سوال کرین گے تو ان مین سے ایک کہنے والا یہ کہے گا
کہ میرا ایک قرین تھا یعنے دنیا مین میرا ایک یار ملازم بعث کا منکر و کافر تھا چنانچہ ائنک لمن المصدقین
اس پر دال ہے کسی نے کہا کہ قرین سے مراد شیطان ہے کسی نے کہا یہ دو بھائی تھے کسی نے کہا دو شریک
تھے ایک تو کافر قطروس نام اور دوسرا مومن یہوذا نام یہ وہی دونون ہین جن کی خبر اللہ پاک نے سورہ کہف
مین دی ہے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ الآیہ غرضکہ کوئی بھی ہو مومن کہے گا کہ دنیا مین میرا ایک یار تھا
مجھ سے یون کہتا تھا کیا تو بعث و جزا کے یقین کرنے والون مین سے ہے یہ استفہام قرین کی طرف سے واسطے
زجر و توبیخ اس مومن کے ہے اس پر کہ اللہ پاک نے جو بعث کا وعدہ دیا اس نے اس کو مانا اور اس کی تصدیق
کی جمہور نے مصدقین تخفیف صاد پڑھا ہے تصدیق سے ای لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ بِالْبَعْثِ اور کسی نے بتشدید صاد
پڑھا ہے لیکن یہ معلوم نہین ہے کہ اس طرح کس نے پڑھا ہے معنے اس کے بعید ہین کیونکہ یہ تصدق سے
ہے تصدیق سے نہین ہے اس کی تاویل یون ممکن ہے کہ مومن نے جو اپنا مال واسطے طلب ثواب کے خیرات
کیا قرین نے اس کا اس پر انکار کیا اور اس کی یہ علت بیان کی کہ بعث تو مستبعد ہے پس یون کہا کیا جب
ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کیا ہم جزا دیے جائین گے یعنے کیا ہم کو ہمارے اعمال کا بدلا ملے گا
اور ان پر ہم سے حساب لیا جائے گا بعد اس کے کہ ہم مٹی اور ہڈیان ہو گئے کسی نے کہا کہ مدینون کے معنے
مسوسون ہین یقال دانہ اذا ساسہ یعنے کیا بعد مٹی ہو جانے کے ہماری سیاست کی جائے گی یہ تین استفہام
جو آیت مین ہین قرار نے ان مین اختلاف کیا ہے پس نافع نے تو اول اور دوسرے کو بیک ہمزہ استفہام
پڑھا ہے اور تیسرے کو بکسر الف بدون استفہام کسائی بھی ان کے موافق ہین مگر تیسرے کو بدو ہمزہ
استفہام پڑھتے ہین اور ابن عامر نے اول اور تیسرے کو دو ہمزون سے اور دوسرے کو بکسر الف بدون استفہام
اور باقی قرار نے سب مین باستفہام پڑھا ہے پھر اختلاف کیا ہے سو ابن کثیر تو ہمزہ واحدہ غیر مطولہ استفہام
کرتے ہین اور بعد اس کے ہمزہ ساکنہ خفیفہ اور ابو عمرو مطولہ اور عاصم و حمزہ نے بدو ہمزہ بالجملہ جب مومن اپنی
جنت کے ہمنشینون سے وہ قول حکایت کر چکا جو دنیا مین اس کے یار نے اس سے کہا تھا تو بعد اس کے ان سے
کہا هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ یعنے اے میرے بھائیو کیا تم جھانک کر دیکھنے والے ہو طرف اہل نار کے تاکہ
مین تم کو دکھاؤن وہ قرین جس نے قول مذکور کہا تھا کہ اس کی کیا گت ہے نار مین پس جنت والے کہین گے
کہ تو اس کو ہم سے خوب پہچانتا ہے ابن اعرابی کہا کہ استفہام بمعنے امر ہے اے اطّلعوا یعنے تم جھانکو
کسی نے کہا کہ قائل اس قول کا اللہ پاک ہے کسی نے کہا فرشتے ہین لیکن قول اول اولی ہے فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ

فِي سَوَآءِ الْجَحِيْمِ یعنے پہر اس مومن نے جہانکا آگ پر تو دیکہا اپنے قرین کو وسط دوزخ مین زجاج نے کہا سواء ہر
شے وسط ہر شے ہے جمہور نے مطلعون بتشدید طاے مفتوحہ وفتح نون اور فاطلع بصیغہ ماضی معروف طلوع
سے پڑہا ہے اور حضرت ابن عباس نے بسکون طا وفتح نون اور فاطلع بقطع ہمزہ مضمومہ وکسر لام بصیغہ ماضی
مجہول یہی قرارت ابو عمرو سے بہی مروی ہے نحاس نے کہا کہ فاطلع مین اس قرارت کی بنا پر دو قول ہین ایک
یہ ہے کہ فعل مضارع متکلم ہو اور بنا بر جواب استفہام منصوب ہو دوسرا یہ ہے کہ فعل ماضی ہو حماد بن ابی عمار
نے مطلعون کو بتخفیف طا وکسر نون اور فاطلع بصیغہ مجہول پڑہا ہے ابو حاتم وغیرہ نے انکار اسکا کیا ہے نحاس
نے کہا یہ لحن ہے اس لیے کہ نون واضافت کا جمع کرنا جائز نہین ہے اگر مضاف ہوتا تو یون کہتا ہل انتم مطلعی
گو سیبویہ وفراء نے اس کی مثل حکایت کیا ہے لیکن شاذ ہے اور کلام عرب سے خارج غرضکہ جب مومن نے اپنے
قرین کو جہانکا اور اسکو آگ مین دیکہا تو کہا تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ جو قسم حرف تا سے ہوتی ہے اس مین
تعجب کے معنے ہوتے ہین یعنے اس نے تعجب کی قسم کہا کر کہا قسم ہے اللہ کی بیشک تو قریب تہا کہ مجہے ہلاک
کر ڈالے بہکا کر کسائی نے کہا کہ لتردین کے معنے فتہلکنی مین ردی بمعنے ہلاک ہے مبرد نے کہا اگر لتردین
لتوقعنی فی النار کہا جاتا تو بہی جائز ہوتا مطلب یہ ہے کہ ارداء بمعنے القاع آتا ہے مقاتل نے کہا معنے یہ
ہین واللہ البتہ مقرر تو قریب ہوا تہا اس سے کہ مجہے اغوا کرے تو مین اتار اجاؤن تیری جگہہ مین معنے قریب
یک دیگر ہین پس جس شخص نے کسی انسان کو بہکایا تو مقرر اس نے اس کو ہلاک کیا بالجملہ پہر اس مومن نے کہا
وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ یعنے اگر نہ ہوتی میرے رب کی رحمت وانعام مجہ پر ساتہ اسلام
کے اور ہدایت اس کی کے مجہہ کو طرف حق کے اور بچانا اسکا مجہہ کو گمراہی سے تو البتہ مین ہوتا حاضر کیے
گئون سے ساتہہ تیرے آگ مین فراء نے کہا البتہ مین ہوتا ساتہہ تیرے آگ مین حاضر کیا گیا ماوردی نے کہا
کہ احضر مستعمل نہین ہوتا ہے مگر شر مین پہر جب مومن اپنی بات پوری کر چکا اس قرین کے ساتہ
جو کہ نار مین ہے تو اپنے جنتی ہمنشینون کی طرف مخاطب ہو کر کہا اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ہمزہ استفہام تقریری
کا ہے اور اس مین تعجب کے معنے ہین حرف فا واسطے عطف کے ہے جیسا کہ اس کے نظائر مین ہوا
کرتا ہے اے انحن مخلدون منعمون فما نحن بمیتین اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى یعنے کیا ہم ہمیشہ عیش وعشرت
مین رہنے والے ہین پہر ہم نہین ہین مرنے والے مگر ہماری اگلی موت جو دنیا مین ہو چکی یہ بات اس نے
اس طور پر کہی کہ اللہ پاک نے جو جنت والون پر ایسی نعیم جنت کا انعام فرمایا جو کہ منقطع نہ ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ
وہان رہینگے کبہی نہ مرینگے سو اس نے اس سے مسرور ہو کر یہ کہا کسی نے کہا کہ جنت والے یہ سوال فرشتون
سے کرینگے جب کہ موت ذبح کی جاوے گی کسی نے کہا کہ یہ بات اہل جنت کفار کی زجر و توبیخ کے واسطے کہینگے

کیونکہ بعث کا انکار کیا کرتے تھے اور کہتے کہ صرف دنیا کا مرنا ہے لیکن قول اول اولے ہے نصب الاموتتنا
کا بنا بر مصدریت ہے اور استثنا مفرغ ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منقطع ہو یعنے لکن زید بن علی نے باتین پڑہا
ہے وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ تمہ کلام مومن سے ہے یعنی ہم کو عذاب نہ ہوگا جس طرح کہ کفار معذب ہون گے پہر
جس عیش و آرام مین کہ اہل جنت ہین مومن نے اس کی طرف اشارہ کرکے یون کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ
یعنے بیشک یہ امر عظیم و نعیم مقیم و خلود دائم جس مین ہم ہین البتہ یہ فوز عظیم ہے جس کا نہ اندازہ ہوسکتا ہے نہ اس
کے وصف کا احاطہ ممکن ہے قولہ تعالے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ تمہ کلام مومن سے ہے یعنے واسطے
پانے ایسی عطائے جسیم و فضل عظیم کے پس چاہیے کہ عمل کرین عمل کرنے والے کیونکہ تجارت راجحہ یہی ہے
وہ عمل نہین جو کہ دنیا ے زائل کے واسطے ہوتا ہے اور اس کے حظوظ و بہرہ مندیان جو آلام و افکار سے ملی
ہوتی ہین اور جلد تمام ہوجاتی ہین کیونکہ یہ صفقہ خاسرہ ہے اس کی نعیم زخیر منقطع و زائل ہوتی ہے اور اس کا
صاحب عنقریب اس سے کوچ کر جاتا ہے سب ٹہاٹہ پڑا رہ جاتا ہے اور بنجارہ چلدیتا ہے کسی نے کہا کہ ان ہذا
الخ اللہ پاک کے قول سے ہے قالہ ابن عباس کسی نے کہا فرشتون کے قول سے والاول اولے ابن
مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین چلا جاتا تھا ہمراہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا دست مبارک میرے ہاتھ مین تہا پس آپ نے ایک جنازہ دیکہا تو جلد چلے یہانتک
کہ قبر پر آئے پہر اپنے دونون گہٹنون پر بیٹھے پہر آپ رونے لگے یہانتک کہ خاک نمناک کو تر کیا پہر فرمایا لمثل
ہذا فلیعمل العاملون نیز ابن مردویہ نے حضرت انس رضے اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا
ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مریض پر اس حال مین کہ اس کی جان کنی ہورہی تھی تو آپ نے فرمایا لمثل
ہذا فلیعمل العاملون اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّهَا شَجَرَةٌ
تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا
الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا
اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ بہلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینہڈ کا ہم نے اس کو رکہا
ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ مین اس کا شگوفہ جیسے سر شیطانون کے
سو وہ کہاوین گے اس مین سے پہر بہرین گے اس سے پیٹ پہر ان کو اس کے اوپر ملونی جلتے پانی کی پہر ان کو لے
جانا آگ کے ڈہیر مین انہون نے پائے اپنے باپ دادے بہکے ہوئے سو وہ انہین کے قدمون پر دوڑتے ہین ؞
ف یعنے آخرت مین اسکو کہاوین گے اور گلے مین پہنسے گا ایک عذاب یہ بہی ہوگا یا خراب کرنا دنیا مین
یہ کہ سنکر گمراہ ہوتے ہین کہ سبز درخت دوزخ مین کیونکر اُگا ف مدہنا شیطان کہا سانپون کو ف

یعنے بہت بہو کے ہونگے تو آگ سے ہٹا کر یہ کہانا پانی کہلا پلا کر پہر آگ مین ڈالین گے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے کیا یہ نعیم جنت جس کا ذکر کیا اور وہ کہانے پینے نکاح وغیرہ لذت کی چیزین جو اس مین ہین بہتر ہین ضیافت وعطا ہے یا درخت زقوم کا یعنے وہ جو جہنم مین ہے احتمال ہے کہ مراد اس درخت سے ایک درخت معین ہو جیساکہ بعض نے کہا ہے کہ وہ ایک درخت ہے اس کی شاخین جہنم کی ساری جگہون کی طرف دراز ہونگی جس طرح کہ درخت طوبے ہے کہ جنت مین کوئی گہر نہین ہے مگر اس مین اُس کی ایک ٹہنی ہے یہ بہی احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس شجر ہو جس کو زقوم کہتے ہین جیساکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْآكِلِينَ مراد زیتونہ ہے اور اسی کی مؤید یہ آیت ہے ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ **قولہ تعالے** إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ قتادہ نے کہا کہ شجرہ زقوم کا ذکر کیا گیا تو اس سے اہل ضلالت فتنے مین پڑے اور بولے کہ تمہارا صاحب تم کو خبر دیتا ہے کہ آگ مین ایک درخت ہے حالانکہ آگ تو درختون کو کہا جاتی ہے اس پر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ وہ درخت آگ سے غذا دیا گیا اور اسی سے مخلوق ہوا مجاہد سے مروی ہے کہ ابو جہل لعنہ اللہ نے کہا کہ زقوم تو یہی خرما ومسکہ ہے مین اس کے خوب لقمے مارون گا اور خوب کہاؤن گا حافظ ابن کثیر کہتے ہین معنے آیت کے یہ ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھے شجرہ زقوم کی خبر دی ہے سو جانچنے کو کہ ہم اس سے لوگون کو جانچین دیکہین اُن مین سے کون مانتا ہے کون نہین مانتا کقولہ تعالے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا **قولہ تعالے** إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ یعنے اصل اس کی اُگنے کی جگہہ آگ کی تہ مین ہے طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ سے مراد اس کی برائی کرنا ہے اور اس کے ذکر کی کراہت دلانا ہے **وہب** بن منبہ نے کہا کہ شیطانون کے بال آسمان کی طرف کہڑے ہوتے ہین درخت زقوم کی تشبیہ جو رؤس شیاطین سے دی گو وہ نزدیک مخاطب لوگون کے معروف نہین ہین سو صرف اس لیے کہ نفوس مین یہ بات جمی ہوئی ہے کہ شیاطین مکروہ شکل ہوتے ہین کسی نے کہا مراد اس سے ایک قسم کے سانپ ہین ان کے سر بدصورت ہوتے ہین کسی نے کہا ایک جنس ہے نبات سے اسکا خوشہ بغایت بدہیئت ہوتا ہے ان دونون احتمالون مین نظر ہے اور ابن جریر نے ان کو ذکر کیا ہے قول اول اقوے واولی ہے واللہ اعلم **قولہ تعالے** فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس درخت سے کہائین گے کہ جس سے بڑہ کر بدصورت وبدشکل کوئی درخت نہین ہے مع اس بدمزہ وبدبو وبدطبع کے جس سے وہ مخلوق ہوا ہے سو البتہ وہ مضطر ہون گے طرف کہانے کے اس سے کیونکہ وہ نپائین گے

ع اور وہ درخت جو نکلتا ہے طور سینا پہاڑ سے ...

مگروہی اور جو اس کی مثل ہے کما قال تعالے لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ
ابن ابی حاتم نے عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی
اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ پس اگر ایک قطرہ زقوم کا ٹپکایا جائے دنیا کے دریاؤن مین تو البتہ فاسد کردی
زمین والون پر ان کی معایش کو پہر اُس کا حال کیسا ہوگا جس کا وہ کہانا ہوگا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قولہ تعالے
ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ مراد پینا حمیم کا ہے زقوم
پر ان سے ایک روایت مین مزاجا من حمیم ہے ان کے غیر نے کہا مراد یہ ہے کہ ملایا جائے گا واسطے ان کے
ساتہہ صدید وغساق کے اس شئے سے جو بہے گی ان کی شرمگاہون اور آنکہون سے ابن ابی حاتم
نے عن ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے
تہے قریب کیا جائے گا یعنے طرف اہل نار کے پانی تو وہ اس سے کراہت کرے گا پہر جب اس سے نزدیک
کیا جائے گا تو اس کے مونہہ کو بہون دے گا اور اس کے سر کا چمڑا اُس مین گر پڑے گا پہر جب اس کو پیئے گا
تو اس کی آنتون کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا یہانتک کہ وہ اس کی دبر سے نکل جائین گے نیز
ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اہل نار بہوکے ہونگے تو استغاثہ کرین گے
پس اُنکی فریاد رسی کی جائے گی درخت زقوم سے پہر وہ اس سے کہائین گے تو وہ اچک لیگا اُن کے چہرون
کے چمڑون کو پس اگر کوئی گزرنے والا اُن پر سے گزرے گا جو ان کو پہچانتا ہوگا تو البتہ اُن کو پہچان لے گا
اُن کے چہرون سے جو ان چمڑون مین ہین پہر اُن پر پیاس ڈالی جائے گی تو فریاد رسی چاہین گے پس اُن
کی فریاد رسی کی جائے گی اس پانی سے جو مثل مہل کے ہوگا مہل وہ پگلا تانبا ہے جس کی گرمی انتہا کو پہنچی
ہوگی پہر جب اُس کو اُن کے مونہہ سے قریب کرین گے تو اُس کی گرمی سے اُن کے چہرون کے چمڑے بہن
جائین گے کون چہرے جن سے چمڑے گر پڑے ہون گے اور گلا ڈالے گا اس شئے کو جو اُن کے پیٹ
مین ہوگی فَيُسْحَبُوْنَ اَمْعَاءَهُمْ اور ان کے چمڑے گر پڑین گے پہر لوہے کی موگریون سے ان کو مارین گے
تو ہر عضو اپنے مقابل پر گر پڑے گا ثبور و ہلاک کو پکارین گے ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ یعنی
پہر ان کا پہر آنا ہے بعد اس قصے کے البتہ طرف آگ کے جو شعلہ مارتی ہوگی اور جحیم کی جو جل رہا ہوگا
اور سعیر کی جو لپٹ مارتا ہوگا سو کبہی تو اُس مین اور کبہی اس مین کما قال تعالے يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ قتادہ نے وقت تفسیر اس آیت کے یہ آیت اسی طرح پڑہی ہے یہ تفسیر حسن وقوی
ہے سدی نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ کی قرارت مین یون ہے ثُمَّ اِنَّ مَقِيْلَهُمْ

لَاِالَی الْجَحِیْمِ حضرت عبداللہ فرماتے تھے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے دو پہر نہ ہوگی قیامت
کے دن یہانتک کہ قیلولہ کرین گے اہل جنت جنت مین اور اہل نار نار مین پھر یہ آیت پڑہی اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا **ثوری** کا لفظ حضرت عبداللہ رضی سے یہہ ہے لَا
یَنْتَصِفُ النَّهَارُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یَقِیْلَ هٰؤُلَاءِ وَیَقِیْلَ هٰؤُلَاءِ قَالَ سُفْیَانُ اَرَاهُ ثُمَّ
قَرَأَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا ثُمَّ اِنَّ مَقِیْلَهُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ
حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ اس تفسیر کی بنیاد پر صرف ثم عاطفہ ہوگا واسطے خبر کے خبر پر قولہ
تعالے اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو اُن کو یہہ خبر دی سو اسی
لیے کہ اُنہون نے اپنے باپ دادون کو پایا گمراہی پر تو انہون نے مجرد اس پانے کے اُس مین اُن
کی پیروی کی بغیر کسی دلیل و برہان کے اسی لیے یون فرمایا فَهُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ مجاہد نے
کہا شبیہ بالہرولہ سعید بن جبیر نے کہا یسفہون **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ
ہے طرف نعیم جنت کے جس کا ذکر کیا ہے اور یہہ مبتدا ہے خیر اس کی خبر ہے اور نزلا تمیز ہے نزل
اصل لغت مین فضل و ریع کو کہتے ہین پھر اس کا استعارہ کیا گیا واسطے اس شے کے جو کسی شے
سے حاصل ہوتی ہے اور وہ رزق جو اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کے ساتھہ نزول کرین اور
اس مین مقیم ہون اور رہین بسین خیریت بنسبت اس شے کے ہے جس کو کفار نے اس کے غیر پر
اختیار کیا معنے یہ ہین کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی قوم سے بطور زجر و توبیخ و سخریہ
یون کہہ دے کیا وہ رزق معلوم جس کا حاصل لذت و سرور ہی بہتر ہے از روے مہمانی کے یا درخت
زقوم جس کا حاصل غم و الم ہے زجاج نے کہا معنے یہ ہین کیا وہ بہتر ہے باب انزال مین جن کے
سبب سے باقی رہتے ہین از روے نزل کے یا نزل اہل نار کا یعنے زقوم زقوم وہ شے ہے جس
کے تناول کو مکروہ رکھتے ہین مشتق ہے تزقم سے تزقم کہتے ہین مشقت سے نکلنے کو بسبب کراہت
و بدبو زقوم کے اس کو تزقم سے بنا لیا ہے **زقوم** مین اختلاف ہے کہ آیا وہ ان درختون مین کی
ہے جن کو عرب لوگ جانتے پہچانتے ہین یا نہین اس مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ وہ ایک
معروف درخت ہے دنیا کے درختون سے پس قطرب نے کہا وہ ایک درخت تلخ کریہ الرائحہ ہے
تہامہ مین ہوتا ہے خبیث تر درختون سے ہے غیر قطرب نے کہا بلکہ وہ ایک قاتل روئیدگی ہے
کسی نے کہا کہ ایک مسموم درخت ہے جب وہ کسی کے بدن سے چھو جائے تو ورم کر آئے پھر مر جائے
اضافت شجرہ کی طرف زقوم کے اضافت مسمی سے ہے طرف اسم کے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دنیا

کے درختون مین غیر معروف ہے کسی نے کہا کہ ابن زبعری نے سرداران قریش سے کہا تہا کہ محمد صلعم کو زقوم
سے ڈراتا ہے حالانکہ وہ تو زبان بربر مین مسکہ و خرما ہے کسی نے کہا کہ یمن کی لغت مین قتادہ نے
کہا جب کہ اللہ سبحانہ و تعالے نے اس درخت کا ذکر فرمایا تو ظالم اس کے سبب فتنے مین پڑے
بولے کیونکر نار مین کوئی درخت ہوگا اس پر اللہ سبحانہ و تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّا جَعَلْنٰهَا
فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ زجاج نے کہا یعنے جب کہ وہ اس کی وجہ سے فتنے مین پڑے اور اس کے وجود
کی تکذیب کی اور یہ نہ جانا کہ جو ذات پاک حیوان کے پیدا کرنے پر قادر ہے یعنے سمندر جو کہ آگ مین
جیتا ہے اور اس سے لذت لیتا ہے وہی اس پر بہی قادر ہے کہ آگ مین درخت پیدا کرے اور اس کو
اس سے محفوظ رکہے کسی نے کہا کہ ظالمون کے واسطے زقوم کے فتنہ کرنے کی یہہ معنے ہین کہ وہ
ان کے واسطے محنت ہے اس لیے کہ وہ اس سے عذاب کیے جاینگے ظالمین سے مراد اس جگہہ
کفار ہین یا وہ اہل معاصی جو کہ مو جب نار ہین پہر اللہ پاک نے اس کے منکرون پر رد کرنے
کو اس کے اوصاف بیان کیے ارشاد فرمایا اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ یعنے وہ تو
ایک درخت ہے کہ اگتا ہے جحیم کے قعر و اسفل مین حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کی جڑ تو جہنم کے قعر
مین ہے اور اس کی ٹہنیان بلند ہوتی ہین طرف اس کے درکات کی ابن مردویہ نے حضرت ابن
عباس رضے اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابو جہل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر سے گذر کیا اور آپ بیٹہے ہوئے تھے پہر جب وہ دور ہوا تو آپ نے فرمایا اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى یعنے تیری خرابی ہو تیرا برا ہو پہر جب ابو جہل نے سنا تو کہا اے محمد تو کس کو وعید
سناتا ہے آپ نے فرمایا تجہ کو کہا تو کس شئے کے ساتہہ مجہے وعید سناتا ہے فرمایا اُوْعِدُ لَكَ
بِالْعَزِيْزِ الْكَرِيْمِ تو ابو جہل بولا کیا مین نہین ہون عزیز کریم اُس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل
فرمائی اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ الے قولہ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ پہر
جب ابو جہل کو وہ بات پہونچی جو اس کے بارے مین نازل ہوئی تو اس نے اپنے یارون کو جمع کیا پہر
اُن کی طرف مسکہ و خرما نکالا پہر کہا تَزَقَّمُوْا مِنْ هٰذَا فَوَاللّٰهِ مَا يَتَوَعَّدُكُمْ مُحَمَّدٌ اِلَّا
بِهٰذَا یعنے تم اس مین سے خوب کہاؤ پس قسم ہے اللہ کی محمد صلعم تم کو وعید نہین سناتا ہے مگر اس
کی اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ الاٰیۃ پہر اللہ پاک
نے زقوم کا دوسرا وصف بیان کیا ارشاد فرمایا طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ طلعہ حقیقۃً نام
ہے ثمر نخل کا جو کہ پہلے پہل نکلتا ہے سو اس درخت کے ثمر پر اطلاق اسکا مجاز یا استعارہ ہے

یعنے یہہ ہین کہ زقوم کا ثمر اور وہ شے جس کا وہ حامل ہے گویا اپنے قبح وہول وبدشکلی مین سر ہین شیطانون کے پس محسوس شے کی تشبیہ دی ہے متخیل شے سے گو وہ دکھائی نہین دیتی ہے منظور بتانا اس بات کا ہے کہ قبح وبدصورتی مین غایت کو پہونچا ہوا ہے جیسے جس شخص کی برائی بیان کرتے ہین تو اس کی تشبیہ مین کہتے ہین گویا وہ شیطان ہے اور جس کی خوبی بیان کرتے ہین تو اس کی تشبیہ مین بولتے ہین گویا وہ فرشتہ ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ اسی باب سے امرئ القیس کا یہ شعر ہے ؎

اَیَقْتُلُنِیْ وَالْمَشْرَفِیُّ مُضَاجِعِیْ	وَمَسْنُوْنَةٌ زُرْقٌ کَاَنْیَابِ اَغْوَالِ

یعنے کیا تو مجھے قتل کرے گا اس حال مین کہ مشرفی تلوار میرے ہم بستر ہو اور نیزے بارٖہ رکھے ہوے کبود رنگ مثل دانتون غولون کے **حکایت** تذکرۃ الالباب فی طبقات الادبا مین ذکر کیا ہے کہ ابو عبیدہ معمر بن مثنے سے فضل بن ربیع کی مجلس مین کسی نے پوچھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے طلعہا کانہ رؤس الشیاطین حالانکہ وعدہ ووعید اسی شے کے ساتھہ واقع ہوتی ہے جس کا مثل معروف ہو اور یہہ معروف نہین ہے تو ابو عبیدہ نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالے نے جو عرب سے بات کی ہے سوا نہین کے کلام کے انداز پر کی ہے کیا تو نے امرئ القیس کا قول نہین سنا ایقتلنی الخ حالانکہ عرب نے کبھی غول کو نہین دیکھا ہے لیکن چونکہ غول کا حال ان کو ہولناک کرتا تھا اس لیے اس کے ساتھہ وعید کیے گیے فضل نے اور سائل نے اس بات کی تعریف کی پورا قصہ اس کا کتاب مذکور مین مسطور ہے زجاج وفرا نے کہا کہ شیاطین ہولناک سانپ ہین انکے سر اور اعراف ہوتے ہین یہ سانپ سب سے بڑھکر قبیح وخبیث وخفیف ہوتے ہین جسم مین کسی نے کہا کہ رؤس شیاطین نام ہے ایک قبیح روئیدگی کا جو یمن مین معروف ہے اور اس کو استن وشیطان کہتے ہین نحاس نے کہا کہ یہ عرب کے نزدیک معروف نہین ہے کسی نے کہا کہ خشن وبدبو وتلخ وبدصورت درخت ہین ان کے پھلون کو رؤس الشیاطین بولتے ہین کسی نے کہا وہ درخت ہین جن کو صرم کہتے ہین اس بنیاد پر عرب کو خطاب ہوا اس شے کے ساتھ جس کو وہ جانتے ہین اور یہ درخت موجود ہے پس کلام حقیقت ہوگا کسی نے کہا کہ ان کو شعارات سے خطاب کیا جن کے وہ خوگر ہو رہے تھے **بالجملہ** پھر اگر یہ خیال ہو کہ ایسی بدبو اور بدشکل درخت کی طرف دیکھین گے کھائین گے نہین خیر شامہ وباصرہ ہی کو ایذا ہوگی کھانا تو نہ پڑے گا پس فرمایا فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا یعنے وہ تو اس سے کھانے والے ہین

بالضرور کہائین گے مارے شدت بہوک کے یا اس کے کہانے پر ان کو زبردستی کرین گے
ضمیر منہا کی شجرہ کی طرف راجع ہے یا طرف طلع کے چونکہ وہ مضاف ہے طرف شجرہ کے
اس لیے طلع نے اس سے تانیث حاصل کرلی ہے پہر اگر یہ وہم ہو کہ ایسے برے درخت
کہانا پڑے گا تو خیر زبردستی کچہ چکہہ لیا جائے گا اس لیے فرمایا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ
یعنے چکہنا کیسا اس سے تو ان کو پیٹ بہرنا ہوگا اس لیے کہ وہ تو اس کے کہانے پر زبردستی
کیے جائین گے یہانتک کہ اُن کے پیٹ بہر جائین گے سو یہ ان کا طعام و میوہ ہے بعوض رزق
اہل جنت کے جب کہانا اور میوہ کہا چکے تو پانی چاہیے پس ارشاد فرمایا ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا
لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ یعنے پہر ضرور اُن کے واسطے ہے اس درخت پر بعد کہانے کے اس
سے البتہ ملونی گرم پانی کی شوب بمعنے خلط ہے یعنے ملانا فراء نے کہا محاورے مین
بولتے ہین شاب طعامه و شرابه اذا خلطهما بشئ یشوبهما شوبا و شیابة جمہور نے شوبا بفتح
شین پڑہا ہے اور یہ مصدر ہے اور شیبان نحوی نے بالضم زجاج نے کہا کہ مفتوح
تو مصدر ہے اور مضموم اسم ہے بمعنے مشوب جیسے نقض بمعنے منقوض بالجملہ اللہ پاک نے
خبر دی کہ ان کا کہانا اس درخت سے ملایا جائے گا واسطے ان کے ساتہ گرم پانی کے تا
کہ شدید تر ہو واسطے ان کے عذاب کے اور سخت تر ہو واسطے ان کے حال کے جس طرح
کہ اس آیت مین ہے وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ پہر اگر یہ خیال ہو کہ بعد
کہانے زقوم کے اور پینے حمیم کے کچہ چہٹی ملجائے گی سو ایسا نہ ہوگا فرمایا ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ
لَاِلَى الْجَحِيْمِ یعنے بعد اس کے اُن کا پہر آنا ہے طرف جحیم کے یہ یون ہے کہ حمیم خارج ہو
جحیم سے اس کے پینے کو اس پر وارد کیے جائین گے جس طرح اونٹ وارد کیے جاتے ہین
پہر اُن کو جحیم کی طرف پہیر لیے جائین گے جس طرح کہ اس آیت مین ہے يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا
وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ یہ قول اقل کا ہے جمہور اس پر ہین کہ حمیم داخل جحیم ہے اور وہ اس سے
کبہی نہ نکلین گے کسی نے کہا زقوم و حمیم وہ نزل ہے جو قبل اس کے دخول سے ان کے سامنے
لایا جائے گا ابو عبیدہ نے کہا کہ ثم بمعنے واو ہے جملہ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ تعلیل
ہے ماقبل کی یعنے وہ جو زقوم و حمیم و جحیم کے مستحق ہوئے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہون نے
اپنے باپ دادون کو دنیا مین گمراہ پایا پہر تقلید و ضلالت کی راہ سے اُن کی پیروی کی نہ
بسبب کسی حجت و دلیل کے اصلاً ابو السعود نے کہا بسبب تقلید اُن کے آبا کے بغیر

اس کے کہ ان کے لیے یا ان کے آبا کے واسطے کوئی ایسی شے ہو جس سے تمسک کیا جائے ہرگز
نہین فَهُمْ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ سو وہ ان کے قدمون پر دوڑتے ہین بدون اس کے
کہ سوچین اس بات کو کہ وہ حق پر ہین یا نہین باوجود اس کے کہ ادنے تامل سے اُن کا باطل
پر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اہراع بمعنے اسراع شدید ہے یعنے تیز دوڑنا فرار نے کہا اسراع
برعدہ ہے ابو عبیدہ نے کہا يُهْرَعُوْنَ يَسْتَحِثُّوْنَ مِنْ خَلْفِهِمْ جس وقت سردی کسی کو تیز
دوڑاتے ہوئے لائے طرف آگ کے تو اس وقت محاورے مین بولتے ہین جَآءَ فُلَانٌ يُهْرَعُ
اِلَى النَّارِ مفضل نے کہا يُزْعَجُوْنَ مِنْ شِدَّةِ الْاِسْرَاعِ زجاج نے کہا هَرَعَ اَهْرَعَ اِذَا
اسْتَحَثَّ وَاُزْعِجَ معنے یہ ہین کہ پیروی کرتے ہین اپنے آبا کی سرعت مین گویا وہ برانگیختہ
کیے جاتے ہین طرف اتباع اپنے آبا کے وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ع اور بہک چکے ہین ان سے آگے بہت لوگ پہلے اور ہم نے بھیجے ہین ان مین ع ۵۳ ۶
ڈر سنانے والے اب دیکھہ کیسا ہوا آخر ڈرائے ہوؤن کا مگر جو بندے اللہ کے ہین چنے
ہوئے **ف** ڈر سبھی کو سناتے ہین اُن مین نیک بچتے ہین اور بد کھپتے ہین انتہے
ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی کہ اکثر ان مین کے گمراہ تھے اللہ کے ساتھہ
اور معبود ٹھیراتے تھے اور یہ ذکر کیا کہ اُس نے اُن مین ڈرانے والے بھیجے کہ اللہ تعالے
کے بأس وسطوت سے ڈرائین کہ جو کوئی اس کا منکر ہوگا اور اس کے سوا غیر کو پوجے گا
تو اس پر عذاب الٰہی نازل ہوگا اور انھون نے اپنے رسولون کی مخالفت وتکذیب پر اصرار
کیا پھر اس نے جھٹلانے والون کو ہلاک کر ڈالا اور مومنون کو بچا لیا اور ان کو منصور و
مظفر کیا اسی لیے یون فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ
كَذَا فِي ابْنِ كَثِيْرٍ **فتح البیان** مین ہے کہ قبل ان لوگون کے جن کا ذکر ہوا اکثر گذشتہ
امتون مین سے گمراہ ہوئے باین طور کہ آبائے ضالین کی تقلید کی دلیل کو چھوڑا نظر
کو ترک کیا تاویل اختیار کی اور اللہ پاک نے اُن اگلی امتون مین رسول بھیجے جنھون نے
اُن کو عذاب سے ڈرایا اور تقلید کی انجام بد سے اُن کو خوف دلایا اور حق اُن سے بیان
کیا پھر اُس نے اُن مین کچھہ اثر نہ کیا خطاب فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ کا نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا ہر اس شخص کو جس کو اُن کے آثار کے مشاہدہ کرنے کی قدرت

حاصل ہے یعنے اب دیکھہ کیسا ہُوا انجام اُن لوگون کا جن کو رسولون نے ڈرایا کیونکہ وہ نار کی طرف گئے مقاتل نے کہا اللہ سبحانہ وتعالے فرماتا ہے کہ ان کا انجام عذاب ہوا کفار مکہ کو خوف دلاتا ہے پھر اللہ پاک نے اُن مین سے اپنے مومن بندون کو نکال لیا فرمایا اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ یعنے مگر وہ لوگ جن کو اللہ سبحانہ وتعالے نے خالص کر لیا باین طور کہ ایمان و توحید و اختیار دلیل و ترک تقلید کی ان کو توفیق دی کسی نے مخلصین کو بکسر لام پڑہا ہے یعنے وہ لوگ جنہون نے اپنی طاعت خالص کی واسطے اللہ کے اور جو چیزین اس کو متغیر کرتی ہین ان مین سے کسی شے کے ساتھہ اُس کو نہین ملایا پھر جب کہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اُس نے اگلی امتون مین ڈرانے والے بہیجے تو اس اجمال کی کچھہ تفصیل کی آرشاد فرمایا وَلَقَدْ

نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

اور ہم کو پکارا تہا نوح نے سو کیا خوب پہونچنے والے ہین پکار پر اور بچا دیا اُس کو اور اس کے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھی اُس کی اولاد وہی رہجانے والی اور باقی رکھا اس پر پچھلی خلق مین کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والون مین ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی والون کو وہ ہے ہمارے بندون ایماندار مین پہر ڈبو دیا ہم نے دوسرون کو ف کشتی مین اسی یا اسّی آدمی بچے تہے اُن کی اولاد نہین چلی اُنہین کے تین بیٹون سے چلی سام بسا بیچ زمین کے عرب اور توران اور ایران پیدا ہوئے یافث بسا شمال کو ترک اور خلیج اور یاجوج و ماجوج پیدا ہوئے حام بسا جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے ف یعنے ہمیشہ خلق اُن پر سلام بہیجتے ہین سارا جہان ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جب کہ اللہ تعالے نے اکثر الاولین کا یہ حال ذکر کیا کہ وہ راہ نجات سے بہک گئے تو اس کا مفصل بیان کرنا شروع فرمایا۔ پس حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کیا اور جس تکذیب کے وہ اپنی قوم سے ملاقی ہوئے اور باوجود طول مدت کے ان مین سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے پچاس کم ایک ہزار برس اُن مین رہے پہر جب اُن پر یہہ زمانہ دراز ہوا اور قوم کی تکذیب اُن پر سخت گذری اور جس قدر انہون نے اُن کی دعوت کی اسی قدر اُن کی نفرت اور بڑہی تو اُنہون نے اپنے رب کو پکارا کہ مین مغلوب ہون سو تو بدلا لے

پس اللہ پاک خفا ہوا سبب انکی خنگی کے قوم پر اسی لیے یون فرمایا وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ الآیہ یعنے ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب ہم ہین جواب دینے والے ہین پکار پر واسطے اس کے جو بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو کرب عظیم سے مراد تکذیب و ایذا ہے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ کی تفسیر مین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ ہے کہ باقی نہ رہی مگر ذریت نوح علیہ السلام کی سعید بن ابی عروبہ کا لفظ قتادہ سے یہ ہے کہ سارے لوگ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی ذریت سے ہین ترمذی و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بحدیث سعید بن بشیر عن قتادہ عن الحسن عن سمرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے فرمایا کہ سام وحام و یافث ہین امام احمد کا لفظ سمرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سام عرب کے باپ ہین اور حام حبش کے باپ اور یافث روم کے باپ ہین وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ بِشْرِ بْنِ مُعَاذٍ الْعَقَدِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَهُوَ الْحَافِظُ اَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ مراد روم سے اس جگہہ روم اول ہین یعنے یونان جو کہ منتسب ہین طرف رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے سام و یافث وحام پھر ان تین مین سے ہر ایک کے تین تین بیٹے ہوئے پس سام کے عرب و فارس و روم پیدا ہوئے اور یافث کے ترک و صقالیہ و یاجوج و ماجوج اور حام کے قبط و سودان و بربر و وہب بن منبہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے واللہ اعلم **قولہ تعالی** وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا یذکر بخیر یعنے ان کا ذکر بھلائی سے کیا جاتا ہے مجاہد نے کہا یعنے لسان صدق للانبیا کلہم قتادہ و سدی نے کہا کہ اللہ نے باقی رکھی اُن پر ثناے حسن آخرین مین ضحاک نے کہا کہ سلام و ثناے حسن **قولہ تعالے** سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ تفسیر ہے اس ذکر جمیل و ثناے حسن کی جو اللہ نے ان پر باقی رکھی کہ جمیع طوائف و امم مین انپر سلام بھیجا جاتا ہے اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ یعنے ہم یون بدلا دیتے ہین اس شخص کو جو کہ بندون مین سے اللہ تعالے کی طاعت مین احسان کرتا ہے اس کے واسطے لسان

صدق کرتے ہین جس سے وہ اپنے بعد ذکر کیا جاتا ہے موافق اپنے مرتبہ کے جواس کواس باب مین
ہے پہر فرمایا اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے بیشک وہ ہے ہمارے بندون مین سے جو کہ تصدیق
د توحید ویقین کرتے ہین ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ یعنے ہم نے دوسرون کو ہلاک کرڈالا پہر نہ ان
مین سے کوئی پلک مارتی آنکھہ باقی رہی نہ ذکر رہا نہ عین و اثر اور اُن کو نہین پہچانتے ہین مگر اُسی
قبیح صفت سے **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ حرف لام لقد مین توطیۂ قسم کا
ہے مراد **نادانا** سے یہ ہے کہ نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے اپنی قوم پر بددعا کی
جب کہ قوم نے ان کی نافرمانی کی تو اللہ پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور اُن کی قوم کو طوفان
سے ہلاک کرڈالا پس ندا اس جگہہ ندائے دعا و استغاثہ ہے **کقولہ تعالے** رَبِّ لَا تَذَرْ
عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا **وقولہ تعالے** اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ **قولہ**
فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ مین حرف لام توطیۂ قسم کا ہے اے وَاللہِ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ لَہٗ نَحْنُ
کسائی نے کہا اَیْ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ لَہٗ کُنَّا اور حرف واو واسطے تعظیم کے ہے مطلب یہ
ہے کہ اُس نے ہم کو پکارا تو ہم نے اُس کی پکار سن لی اور اس کی قوم کو ہلاک کرڈالا اور نجات
دی اُس کو اور اس کے اہل کو مراد اہل سے ان کے اہل دین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اُن پر
ایمان لے آئے تہے اسّی آدمی تہے یا مراد ان کی بی بی اور اولاد ہین تین بیٹے اور ان
کی تین بی بیان کرب عظیم سے مراد غرق ہے یا تکذیب ان کی قوم کی اور انواع و اقسام کی
ایذا جو اُن سے صادر ہوتی تہی وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ کا مطلب یہ ہے کہ تنہا انہیں
کی اولاد کو باقی رکہا نہ اُن کے سوا اور کسی کو چنانچہ ضمیر فصل اسی بات کی مشعر ہے وجہ اس
کی یہ ہے کہ اللہ پاک نے ان کی دعا سے کافرون کو ہلاک کرڈالا اُن مین سے کسی کو باقی نہ
چہوڑا اور جو مومنین اُن کے ساتہہ تہے کشتی مین وہ مر گئے جیسا کہ کہا گیا ہے اور باقی
نہ رہے مگر اولاد حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت نوح علیہ
الصلوۃ والسلام کے تین بیٹے تہے اور سارے لوگ اُن کی اولاد سے ہین پس سام تو
باپ ہے عرب و فارس و روم و یہود و نصاری کا اور حام باپ ہے سودان کا مشرق سے
مغرب تک سند و ہند و نوب و زنج و حبشہ و قبط و بربر وغیرہم اور یافث باپ ہے صقالبہ
و ترک و خزر و یاجوج و ماجوج وغیرہم کا کسی نے کہا کہ جو لوگ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام
کے ہمراہ تہے اُن کی یہی ذریت تہی چنانچہ یہ دو آیتین اُسپر دال ہین ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا

مَعَ نُوحٍ دوسری آیت قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمَمٍ مِّمَّن
مَّعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ پس اس بنا پر معنے آیت کے
یہ ہون گے کہ اللہ پاک نے ان کی ذریت کو اور اُن کے ہمراہیون کی ذریت کو باقی رکھا نہ اُن
کی ذریت کو جو کافر ہوئے کیونکہ اُن کو تو اللہ پاک نے ڈبو دیا پھر اُن کے واسطے کوی ذریت
باقی نہ رکھی لیکن قول اول اولے ہے اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ وَحَسَّنَهُ وَابنُ جَرِیرٍ وَ
ابنُ اَبِی حَاتِمٍ عَن سَمُرَةَ بنِ جُندُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِی
الْاٰیَةِ قَالَ حَامٌ وَسَامٌ وَیَافِثُ وَاَخرَجَ اَحمَدُ وَابنُ سَعدٍ وَالتِّرمِذِیُّ وَحَسَّنَهُ
وَاَبُو یَعلٰی وَابنُ المُنذِرِ وَالطَّبرَانِیُّ وَالحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ عَن سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ سَامٌ اَبُو العَرَبِ وَحَامٌ اَبُو الحَبَشِ وَیَافِثُ اَبُو
الرُّومِ وَالحَدِیثَانِ هُمَا مِن سَمَاعِ الحَسَنِ عَن سَمُرَةَ وَفِی سَمَاعِهٖ مِنهُ مَقَالٌ مَعرُوفٌ
وَقَد قِیلَ اَنَّهُ لَم یَسمَع مِنهُ اِلَّا حَدِیثَ العَقِیقَةِ فَقَط وَمَا عَدَاهُ فَبِوَاسِطَةٍ
قَالَ ابنُ عَبدِ البَرِّ وَقَد رُوِیَ عَن عِمرَانَ بنِ حُصَینٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثلَهُ وَاَخرَجَ البَزَّارُ وَابنُ اَبِی حَاتِمٍ وَالخَطِیبُ فِی تَالِی
التَّلخِیصِ عَن اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَدُ نُوحٍ ثَلٰثَةٌ سَامٌ وَحَامٌ وَیَافِثُ فَوَلَدُ سَامٍ العَرَبُ وَفَارِسُ
وَالرُّومُ وَالخَیرُ فِیهِم وَوَلَدُ یَافِثَ یَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَالتُّرکُ وَالصَّقَالِبَةُ وَ
لَا خَیرَ فِیهِم وَوَلَدُ حَامٍ القِبطُ وَالبَربَرُ وَالسُّودَانُ وَهُوَ مِن حَدِیثِ اِسمٰعِیلَ بنِ
عَیَّاشٍ عَن یَحیَی بنِ سَعِیدٍ عَن سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ عَنهُ

بیان عموم طوفان

سیدنا **ابو الوفا الصدیق** صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین آیت مین
دلیل ہے اس پر کہ طوفان عام ہوا کل بلاد کو اور شامل ہوا جمیع عباد کو آدمیون مین سے
کوئی باقی نہ رہا سوا ان لوگون کے جو ان کے ساتھ تھے کشتی مین فرس وسائر مجوس اور کلدانی
اہل بابل وہند واہل چین واصناف امم مشرقیہ طوفان کا انکار کرتے ہین بعض فرس نے
اقرار کیا ہے لیکن یون کہا ہے کہ طوفان نہین ہوا سوائے شام ومغرب کے اور کل عمران

کو عام نہین ہوا اور نہین ڈبایا مگر بعض لوگون کو عقبہ حلوان سے اس نے تجاوز نہین کیا اور ممالک مشرق کی طرف نہین پہونچا کہا اور واقع ہوا زمانہ طہمورث مین اور اہل مغرب کو جب اُن کے حکیمون نے طوفان سے ڈرایا تو انہون نے بڑے بڑے مکان بنائے جیسے کہ مصر مین ہرم ہین اور مثل انکے تاکہ جب طوفان ہو توان مین داخل ہوجائین جب کہ ایک سو اکتیس برس قبل طوفان سے طہمورث کو طوفان کا انذار پہونچا تو اُس نے حکم دیا کہ اس کی مملکت مین ایسی جگہین اختیار کرین جن کی ہوا اور مٹی صحیح ہو تو ایسی جگہین اصبہان مین پائین پس اُس نے حکم دیا کہ علوم کی تجلید کرین اور وہان اسلم مواضع مین دفن کرین اس بات کی یہ امر شہادت دیتا ہے کہ بعد تین سو سن ہجری کے شہر اصفہان کے کسی قبیلے مین ٹیلے پائے گئے جو کہ شق ہو گئے تھے ان مین کئی گھر نکلے جو کہ بہت سی گٹھون سے بھرے ہوئے تھے اُن مین اُن درختون کے پوست بھرے تھے جن کو کمانون پر لپیٹا کرتے ہین ان کو تور کھتے ہین وہ ایک ایسے خط سے لکھے ہوئے تھے جس کو کوئی جانتا نہ تھا مقریزی نے خطط مین اس کا ذکر کیا ہے **ہنود** کے بعض محققین نے کہا ہے کہ سری کشن ہندی نے اپنے مرنے سے سات دن پہلے یہ خبر دی تھی کہ شہر دوارکا عنقریب ڈوب جائے گا زمین ہند مین طوفان ہونے کی طرف اشارہ کیا **حق** وہی ہے جس کے اوپر یہ آیت اور اس کے سوا اور آیتین دال ہین کہ عموم غرق و شمول طوفان ساری زمین و آبادی و نوع انسان کو ہوا جس کسی نے طوفان کا انکار کیا یا تاویل کی یا اُس کو بعض امکنہ کے ساتھ خاص کیا اس کا قول قابل التفات نہین ہے کیونکہ اِذَا جَاءَ نَهْرُ اللّٰهِ بَطَلَ نَهْرُ مَعْقِلٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ **قولہ تعالے** وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ یعنے چھوڑ رکھا ہم نے نوح علیہ السلام پر اُن اُمتون مین جو اس کے بعد آئین گی روز قیامت تک یہ کلام یعنے سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ یعنے بعینہ یہ کلام ہم نے اُس پر چھوڑ رکھا رفع سلام کا بنا بر حکایت ہے سلام سے مراد ثناے حسن ہے یعنے پچھلی اُمتین اُن پر ثناے حسن کرین گی اور ان کے واسطے دعا کرین گی اور اُن پر رحمت بھیجین گی زجاج نے کہا چھوڑ رکھا ہم نے اس پر ذکر جمیل روز قیامت تک وہ ذکر یہی سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ ہے کسائی نے کہا کہ سلام کے رفع مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ يُقَالُ سَلٰمٌ دوسری یہ ہے کہ معنے یہ ہین کہ وَاَبْقَيْنَا عَلَيْهِ اور کلام پورا ہوگیا پھر ابتدا کی تو

کہا سلام علی نوح یعنے سلامتی ہے اس کو اس سے کہ آخر کے لوگون مین برائی سے ذکر کیا
جائے تبرد نے کہا اسے ترکنا علیہ ہذہ الکلمۃ باقیۃ یعنے لوگ اُن پر سلام بھیجتے ہین اور ان
کے واسطے دعا کرتے ہین اور یہہ منجملہ کلام محکی ہے **کقولہ تعالے** سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا
کسی نے کہا کہ ترکنا متضمن ہے معنے قلنا کو کوفیون نے کہا کہ جملہ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی
الْعٰلَمِیْنَ محل نصب مین مفعول ہے ترکنا کا اس لیے کہ وہ متضمن ہے معنے قلنا کو کسائی
نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کی قرارت مین سلامًا بنصب ہے ای ترکنا
علیہ ثناءً حسنًا کسی نے کہا کہ آخرین سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت
ہے فی العالمین متعلق ہے اس سے جس سے علی نوح متعلق ہے جو کہ خبر واقع ہوا ہے
ای سَلَامٌ ثَابِتٌ اَوْ مُسْتَمِرٌّ اَوْ مُسْتَقِرٌّ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْجِنِّ
وَالْاِنْسِ یہ اس پر دال ہے کہ اس کا اختصاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے
ساتھ نہین ہے جیسا کہ کہا گیا ہے جملہ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ تعلیل ہے ما قبل
کی یعنے یہ تعظیم وتکریم جو نوح علیہ السلام کی کی گئی کہ ان کی دعا قبول کی اور ثنا ان پر باقی
رکھی اور ان کی ذریت کو بقا بخشا اس لیے ہے کہ ہم اسی طرح جزا دیتے ہین اس شخص
کو جو اپنے اقوال و افعال مین محسن احسان مین راسخ و معروف ہوتا ہے حرف کاف
کذلک مین صفت ہے مصدر محذوف کی اے نجزی جزاءً مثل ذلک الجزاء قولہ تعالے
اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بیان ہے اس کا کہ نوح علیہ السلام منجملہ محسنین ہین اور اس
کی یہ علت ہے کہ وہ عبد مومن مخلص تھے واسطے اللہ پاک کے اس مین اجلال و شرف
ہے شان ایمان کا اور ترغیب ہے اس مین کہ اس کو حاصل کرین اور اس پر ثابت رہین اور
اس کو بڑھامین جیسا کہ اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کی مدح مین فرمایا ہے وَاِنَّہٗ فِی
الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اس مین جو ایمان وصلاح کی جلالت قدر پر دلالت ہے وہ
مخفی نہین ہے اب یہ بات وارد نہ ہوگی کہ رسول کی اس بات کے ساتھ کیون مدح کی باوجود
اس کے کہ رسل کا مرتبہ فوق ہے مرتبہ مومنین سے ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ یعنے پھر ڈبو دیا
ہم نے اُن کافرون کو جو اللہ پر ایمان نہ لائے اور نہ نوح علیہ السلام کی تصدیق کی یہہ
جملہ معطوف ہے نجیناہ پر اور ترتیب حقیقی ہے کیونکہ اُن کی نجات ساتھ سوار ہونے
کشتی کے حاصل ہوئی قبل غرق باقین کے شہاب نے یہ سمجھا کہ معطوف ہے وجعلنا ذریتہ

پہر اس ترتیب کو اختیار ہی ٹہیرایا اس لیے کہ اغراق آخرین کا اس سے قبل تہا کہ ان کی ذریت کو باقی
رکہیں اللہ پاک نے اس سورت میں سات قصے ذکر فرمائے ہیں اول قصہ نوح علیہ السلام کا چنانچہ
اس کا ذکر تو ہو چکا دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیسرا حضرت اسمعیل علیہ السلام کا
چوتہا حضرت موسی وہارون علیہما السلام کا پانچوان حضرت الیاس علیہ السلام کا چہٹا حضرت
لوط علیہ السلام کا ساتوان حضرت یونس علیہ السلام کا پہر اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا قصہ ذکر کیا اور یہہ بات بیان کی کہ وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی
مشایعت وموافقت کی پس ارشاد فرمایا وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ
اللَّهِ تُرِيدُونَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اور اسی کی راہ والون میں سے ابراہیم
جب آیا اپنے رب پاس لیکر دل نروگا جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے
ہو کیون جہوٹ بنائے حاکمون کو اللہ کے سوا چاہتے ہو پہر کیا خیال کیا ہے تم نے جہان
کے صاحب کو ف دل نروگا یعنے گمراہی وعیب سے پاک انتہے ف علی ابن ابی طلحہ
کا لفظ حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے من شیعتہ کی تفسیر میں من اہل دینہ ہے
یعنے حضرت ابراہیم حضرت نوح علیہما الصلوہ والسلام کے اہل دین سے ہیں مجاہد کا لفظ
علی منہاجہ وسنتہ ہے یعنے حضرت نوح علیہ السلام کے طریق پر ہیں قلب سلیم کی تفسیر
میں حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما نے فرمایا یعنے شہادت ان لا الہ الا اللہ سے مراد
یہ ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین
سے روایت کیا ہے کہا وہ ہے جو یہہ جانتا ہے کہ اللہ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے
اس میں کسی طرح کا شک نہین ہے اور اللہ اٹہائے گا ان لوگون کو جو قبرون میں ہیں
حضرت حسن نے فرمایا سلیم من الشرک یعنے شرک سے صحیح وسالم ہو عروہ نے کہا کہ لعان
نہ ہو قولہ تعالے اذ قال لابیہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم
پر اصنام وانداد کی عبادت کا انکار کیا ہے اسی لیے اللہ عز وجل نے فرمایا أَئِفْكًا آلِهَةً
دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ قتادہ نے کہا کیا خیال ہے تمہارا
اس بات کو کہ وہ تمہارے ساتہہ کرنے والا ہے جس وقت تم اس سے ملوگے اس حال میں
کہ تم نے اس کے ساتہہ اس کے غیر کو پوجا ہے کذا فی ابن کثیر فتح البیان میں فرمایا ہے

بیشک نوح کے اہل دین سے اور ان لوگون مین سے جنہون نے اُس کی متابعت وموافقت
کی ہے بلانے پر طرف اللہ کے اور اس کی توحید کے اور اس پر ایمان لانے کے البتہ ابراہیم
ہے اصمعی نے کہا ہے کہ شیعہ بمعنے اعوان ہے ماخوذ ہے شیاع سے شیاع وہ ذرا ذراسی
لکڑیان ہین جو بڑی لکڑیون کے ساتھ جلائی جاتی ہین یہانتک کہ وہ جلنے لگتی
ہین درمیان حضرت نوح وحضرت ابراہیم کے دو ہزار چھہ سو چالیس برس کی مدت ہے اوران
کے درمیان مین صرف دو نبی ہوئے حضرت ہود وحضرت صالح علیہما السلام اور حضرت
نوح علیہ السلام سے قبل تین نبی ہوئے حضرت ادریس وحضرت شیث وحضرت آدم علیہم
السلام پس حضرت ابراہیم سے قبل جملہ چھہ نبی ہوئے معنے یہ ہین کہ حضرت ابراہیم حضرت
نوح کے اتباع سے تھے اصل دین مین گو ان کے شرائع کے فروع مختلف ہوئین یا درمیان
دونون کی شریعت کے اتفاق کلی تھا یا اکثری اگرچہ زمانہ دراز گزرا فراء نے کہا معنے یہ
ہین کہ وان من شیعتہ محمد صلے اللہ تعالے علیہ والہ وسلم لابراہیم پس اس معنے کی بناپر ضمیر
شیعتہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے اور اسی طرح کلبی نے کہا ہے
لیکن جو ضعف ومخالفت سیاق اس قول مین ہے وہ مخفی نہین ہے قلب سلیم کے یہ معنے
ہین کہ شرک وشک سے خالص کیا ہوا یا آفات قلوب سے کسی نے کہا نصیحت کرنے والا
واسطے اللہ تعالے کے اس کی خلق مین اپنے رب کی طرف آنے کے معنے مین دو احتمال
ہین ایک یہہ ہے کہ اپنے رب کی طرف آئے قلب سلیم لیکر وقت اُن کے بلانے کے
طرف اس کی توحید وطاعت کے دوسرا یہہ ہے کہ وقت اُن کے ڈالنے کے آگ مین
جار استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے اُنہون نے جو اپنے دل کو خالص کیا اس خالص کرنے
کی تشبیہ دی ان کے تحفہ لانے سے گویا وہ دل کو تحفہ لائے اپنے پاس سے اس بات
مین کہ ان کو وہ شے مل گئی جس سے رب کی رضا وخوشی حاصل کی جاتی ہے ناصب کلمہ
اذ کا فعل محذوف ہے یعنے اُذکر کسی نے کہا معنے متابعت کے ہین جو کہ لفظ شیعہ مین
ہین ابوحیان نے کہا یہ جائز نہین ہے کیونکہ اس مین فصل ہوتی ہے درمیان عامل
ومعمول کے ساتھ اجنبی کے یعنے کلمہ ابراہیم اولے یہ ہے کہ یون کہین کہ لام ابتدا کا
منع کرتا ہے اپنے ماقبل کو عمل کرنے سے مابعد مین قولہ تعالے اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ
وَقَوْمِہٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ بدل ہے جملہ اول سے یا ظرف ہے سلیم کا یا ظرف ہے جاء کا

یعنے وہ آیا اپنے رب کے پاس قلب سلیم لیکر اس وقت کہ کہا اپنے باپ آزر اور اس کی قوم کفار
سے تم کیا شئے پوجتے ہو نصب افکا کا بنا بر مفعول لہ ہے اور آلہۃ کا اس بنا پر کہ تریدون کا
مفعول ہے تقدیر یہہ ہے اتریدون آلھۃ من دون اللہ للافک یعنی کیا تم چاہتے اور معبو
اللہ کے سوا واسطے جہوٹ بنانے کے معمولات فعل کو فعل پر مقدم کر دیا ہے واسطے اہتمام
کے کسی نے کہا کہ افکا مفعول بہ ہے تردن کا اور الہۃ اس سے بدل ہے مبالغہ کے لیے
اس کو نفس افک قرار دیا ہے یہ وجہ اول وجہ سے اولے ہے کسی نے کہا کہ افکا کا نصب
بنا بر حال ہے فاعل تریدون سے اے اتریدون الہۃ آفکین او ذوی افک بہر دنے کہا کہ
افک بدترین کذب ہے یعنے وہ کذب جو ثابت نہین ہوتا ہے اور مضطرب ہوتا ہے ایسی
معنے سے اِئتفکت بِھِمُ الْاَرْضُ ہے یعنے زمین ان کو لیکر جہک پڑی فَمَا ظَنُّکُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ یعنے پہر کیا خیال کیا ہے تم نے رب العالمین کو جب کہ تم اس سے ملو گے حالانکہ
تم نے تو اس کے غیر کو پوجا ہے اور کیا گمان کرتے ہو اس کو کہ وہ تم سے کیا کرے گا یہان
کو ڈرانا ہے مثل اس آیت کے مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ کسی نے کہا یہ معنے ہین کیا
شے ہے جس کا تم نے اللہ کے ساتہہ وہم کیا ہے یہانتک کہ تم نے اس کے ساتہہ شریک کیا
اس کے غیر کو فَنَظَرَ نَظْرَۃً فِی النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْہُ مُدْبِرِیْنَ ۝
فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِھَتِھِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ ۝ مَا لَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَیْھِمْ
ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْہِ یَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰہُ
خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَہٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْہُ فِی الْجَحِیْمِ ۝ فَاَرَادُوْا
بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ۝ پہر نگاہ کی ایک بار تارون مین پہر کہا مین بیمار ہون
پہر اُلٹے گئے اس سے پیٹہہ دیکر پہر جا گہسا اُن کے بتون مین پہر بولا تم کیون نہین کہاتے
تم کو کیا ہے کہ نہین بولتے پہر گہسا ان پر مارتا داہنے ہاتہہ سے پہر لوگ آئے اس پر دوڑتے
گہبراتے بولا کیون پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو بولے
چنو اس کے واسطے ایک چنائی پہر ڈالو اس کو آگ کے ڈہیر مین پہر چاہنے لگے اس پر
بُرا داو پہر ڈالا ہم نے انہین کو نیچے ف وہ لوگ نجومی تہے ان کے دکہانے کو تارون
کی طرف دیکہکر کہا مین بیمار ہون یعنے ہوا چاہتا ہون وہ شہر سے باہر نکلتے تہے ایک
عید کو اور بت پوجنے کو اُن کو چہوڑ چلے گئے یہ ایک جہوٹ ہے اللہ کی راہ مین عذاب

ثواب ہے **ف** ۲ ان کے آگے کہانے رکہہ گئے تہے **ف** ۳ یعنے زور سے مار مار کر توڑا **ف** ۴ یعنے الزام دینے لگے جب ثابت ہوچکا انتہے **ف** حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے جو انی سقیم کہا سو صرف اس لیے کہ شہر مین مقیم رہین جب کہ وہ لوگ اپنی عید کی طرف جائین کیون کہ ان کی عید کی طرف نکلنے کا وقت قریب آگیا تہا سو انہون نے یہ بات محبوب رکہی کہ ان کے بتون مین تنہا رہین تاکہ اُن کو توڑ ڈالین پس ان سے ایک ایسی بات کہی جو کہ نفس الامر مین حق تہی جس سے انہون نے اپنے اعتقاد کے مقتضا پر یہہ سمجہ لیا کہ وہ بیمار ہین پہر وہ اُلٹے گئے اُن سے پیٹہہ دیکر قتادہ نے کہا کہ جو شخص فکر کرتا ہے اس کے واسطے عرب لوگ کہتے ہین کہ نظر فی النجوم مراد قتادہ کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمان کی طرف نظر کی اس حال مین کہ وہ فکر کرنے والے تہے اس شے مین جس سے اُن کو بہلا دین تو بولے اِنِّیْ سَقِیْمٌ یعنے مین ضعیف ہون اب رہی وہ حدیث جس کو ابن جریر نے اس جگہہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین جہوٹ بولا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے سوائے تین جہوٹ کے دو اللہ تعالے کی ذات مین قولہ انی سقیم وقولہ بل فعلہ کبیرہم ہذا۔ اور قول ان کا بی بی سارہ کے حق مین کہ وہ میری بہن ہے سو یہ حدیث صحاح وسنن مین کئی طریقون سے تخریج کی گئی ہے لیکن یہ کذب حقیقی کے باب سے نہین ہے جس کے فاعل کی ذم کی جاتی ہے حاشا وکلا ولما اس پر جو اطلاق کذب کا ہوا ہے سو صرف مجازا ہے یہ تو منجملہ معاریض ہے کلام مین واسطے شرعی دینی مقصد کے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ فِی الْمَعَارِیْضِ لَمَنْدُوْحَۃً عَنِ الْکِذْبِ یعنے بیشک معاریض مین البتہ گنجائش ہے کذب سے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے تین کلمون مین جو انہون نے کہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے ان مین سے کوئی کلمہ مگر مکر کیا ساتہہ اس کے اللہ سبحانہ وتعالے کے دین سے پس کہا کہ مین بیمار ہون اور کہا بلکہ کیا اس کو ان کے اس بڑے نے اور بادشاہ سے کہا جب کہ اس نے اُن کی بی بی کا ارادہ کیا کہ وہ میری بہن ہے اَخْرَجَہُ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ سفیان نے کہا کہ سقیم سے مراد طعین ہے یعنے وہ آدمی جس کو طاعون کی بیماری ہو وہ لوگ مطعون سے بہاگتے تہے سو انہون نے چاہا کہ ان کے معبودون مین تنہا رہین اسی

طرح عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے کہ قوم نے اُن سے
کہا اور وہ اُسکے بتخانے مین تہے کہ نکل تو وہ بولے کہ مین تو مطعون ہون پہر وہ طاعون کے
خوف سے اُن کو چہوڑ گئے قتادہ نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ انہون نے ایک
تارا دیکہا کہ طلوع ہوا تو کہا انی سقیم کاید نبی اللہ عن دینہ فقال انی سقیم یعنے نبی نے اپنے
دین کی طرف سے کید کیا تو کہدیا کہ مین بیمار ہون دوسرے لوگون نے کہا کہ انی سقیم بنسبت
زمانہ آیندہ کہا مراد مرض موت ہے کسی نے کہا ان کی مراد یہ ہے کہ تم جو اللہ کو چہوڑ کر بتون کو
پوجتے ہو اس پوجنے سے مین مریض القلب ہون حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ نے
فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اپنی عید کی طرف نکلی تو قوم نے چاہا کہ وہ
بہی نکلین سو وہ اپنی پشت پر لیٹ گئے اور کہا مین بیمار ہون اور آسمان کی طرف نظر کرنے
لگے پہر جب قوم نکل گئی تو وہ ان کے بتون کی طرف آئے پہر ان کو توڑ ڈالا رواہ ابن ابی
حاتم اسی لیے اللہ تعالے نے یون فرمایا ہے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ یعنے پہر وہ الٹے
گئے پشت دیکر طرف اپنی عید کے فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ یعنے پہر وہ گیا جلدی چہپتا ہوا طرف
اُن کے بتون کے بعد اس کے کہ وہ نکل گئے تہے فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ کیون جی تم
کہاتے نہین ہو یہ اس لیے کہا کہ وہ بتون کے روبرو کہانا رکہ گئے تہے واسطے تقرب
چاہنے کے تاکہ وہ اس مین ان کے واسطے برکت کردین سدی نے کہا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام بتخانے کی طرف داخل ہوئے تو کیا دیکہا کہ وہ ایک بہو عظیم مین ہین اور دروازہ
بہو کے سامنے ایک بڑا بت ہے اُس کے پہلو کی طرف اس سے چہوٹا بت بعض بت بعض کے
پہلو سے لگے ہوئے ہین ہر بت پچہلا پہلے سے چہوٹا ہے یہانتک کہ وہ دروازہ بہو کو
پہونچے ہین انہون نے کہانا طیار کیا اور اس کو بتون کے روبرو رکہا تہا اور کہا تہا کہ جس
وقت ہم لوٹ کر آئینگے اور بتون نے ہمارے کہانے مین برکت کردی ہوگی تو ہم اسے
کہائینگے پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ کہانا اُن کے روبرو دیکہا تو کہا کیون
جی تم کہاتے نہین ہو تم کو کیا ہوا تم بولتے نہین ہو فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ فراء
نے کہا معنے یہ ہین پہر جہکے اُن پر مارنے کو سیدہے ہاتہ سے قتادہ و جوہری نے کہا فاقبل
علیہم ضربا بالیمین سیدہے ہاتہ سے ان کو صرف اس لیے مارا کہ سیدہا ہاتہ زیادہ سخت
و قوی و زور دار ہوتا ہے اور خوب زخم لگاتا ہے اور اسی لیے اُن کو ریزہ ریزہ کر چہوڑا اگر

ان کا ٹوٹا شاید وہ اس کی طرف رجوع کرین جس طرح کہ اس کی تفسیر سورہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
مین گذر چکی ہے اور بیان اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ مجاہد وغیرہ وامدنے
کہا یسرعون یعنے وہ لوگ آئے طرف اس کی دوڑتے ہوئے یہ قصہ اس جگہہ مختصر ہے اور سورہ انبیا
مین مبسوط ہے کیونکہ جب وہ لوٹ کر آئے تو پہلے پہل انھون نے نہ جانا کہ یہہ کام کس نے کیا
یہانتک کہ اُس کی تلاش کی اور علم حاصل کیا تو پہچان گئے کہ یہہ کام ابراہیم ہی نے کیا ہے پہر
جب قوم آئی کہ اُن کو عتاب کرے تو وہ لگے ان کی سرزنش وعیب کرنے مین پس بولے اَتَعْبُدُوْنَ
مَا تَنْحِتُوْنَ یعنے کیا تم پوجتے ہو اللہ تعالے کے سوا بتون کو جن کو تم آپ تراشتے ہو اور اپنی ہاتہون
سے بناتے ہو وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ احتمال ہے کہ کلمہ ما مصدریہ ہو تو تقدیر یہہ ہوگی خلقکم
وعملکم یعنے اللہ تعالے نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو اور احتمال ہے کہ بمعنے الذی
ہو تقدیر یہہ ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْ تَعْمَلُوْنَهٗ یعنے اللہ تعالے نے تم کو بنایا اور اس شے کو
جسے تم کرتے ہو دونون قول باہم متلازم ہین لیکن قول اول ظاہر تر ہے اس لیے کہ بخاری فی
کتاب افعال العباد مین حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی
یَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَّصَنْعَتَهٗ یعنے اللہ تعالے بناتا ہے ہر کاریگر کو اور اسکی کاریگری کو پس
اس وقت جب کہ اُن پر حجت قائم ہو چکی تو اس طرف مائل ہوئے کہ اُن پر ہاتھ چلائین اور اُن
کو مقہور کرین پس بولے ابنوا لہ الآیۃ اور وہ قصہ ہوا جس کا ذکر سورۂ انبیا مین گذر چکا ہے
اللہ تعالے نے اُن کو آگ سے نجات دی اور ان کو قوم پر غالب کیا اور ان کی حجت بلند فرمائی
اور اس کی مدد کی اسی لیے یون فرمایا وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا الآیۃ کذا فے ابن کثیر **ف**
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے واحدی نے کہا ہے مفسرین نے کہا ہے کہ وہ لوگ علم نجوم کا استعمال
کیا کرتے تہے سو حضرت ابراہیم نے بھی اُس کے ساتھہ اُن سے معاملہ کیا تاکہ وہ اُن پر انکار نہ کرین
وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اُن کے بتون کے بارے مین اُن
سے مکیدین تاکہ اُن کو حجت لازم ہو جائے اس بات مین کہ بت معبود نہین ہین کل ان کی عید
کا دن تہا جس کی طرف وہ نکلا کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اُن کے پیچھے
رہ جائین تو بیماری کا بہانہ کیا قوم نے اُن کو تکلیف دی تہی کہ اُن کے ساتھہ عید کی طرف
نکلین پس اُنھون نے نظر کی نظر نجوم کر یعنے نجوم کے علم مین یا اس کی کتابون مین اُن کو دکہاتے تہے
کہ وہ اپنی حال پر نجوم سے استدلال کرنے والے ہین پہر جب نجوم کی طرف نظر کی تو کہا مین بیمار ہون

یعنے آیندہ ہوؤنگا حضرت حسن رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب قوم نے ان کو اپنے ساتھ نکلنے کی
تکلیف دی تو انھون نے فکر کی اس شے مین جس کو کرین پس اس بنا پر معنے یہ ہین کہ انھون نے
نظر کی اس رائے مین جو ان کو ظاہر ہوئی تو جانا کہ ہر شئے سقیم ہوتی ہے پس کہدیا کہ مین سقیم ہون
خلیل و مبرد نے کہا یُقَالُ لِلرَّجُلِ اِذَا فَكَّرَ فِي الشَّيْءِ يُدَبِّرُهٗ نَظَرَ فِي النُّجُوْمِ یہی قول بروایت
قتادہ اول گذر چکا ہے کسی نے کہا جس ساعت مین اپنے ہمراہ جانے کی طرف ان کو بلایا تھا یہ وہ ساعت
تھی جس مین اُن کو تپ آنے کی عادت تھی ضحاک نے کہا انی سقیم کے معنے یہ ہین کہ عنقریب مین بیمار
ہوؤنگا بیماری موت کی کیونکہ جس شخص پر موت لکھی گئی وہ سقیم ہوتا ہے غالب مین پھر مرجاتا ہے
یہ ایک توریہ و تعریض ہے جیسا کہ بادشاہ سے کہا تھا جب کہ اس نے بی بی سارہ کا اُن سے پوچھا کہ
وہ میری بہن ہے مراد دینی اخوت ہے راغ جب کوئی مائل ہوتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین
راغ یروغ روغا و روغانا اسی معنے سے راہ مائل کو طریق رائغ کہتے ہین سدی نے کہا راغ
الی الہتہم کے معنے ہین ذہب الیہم ابومالک نے کہا جاء الیہم کلبی نے کہا اقبل علیہم یہ سب معنی
قریب یکدیگر ہین **ان کے بت** پتھر لکڑی سونے چاندی تانبے لوہے سیسے کے تھے
اور سب سے بڑا بت سونے کا تھا جواہر سے جڑا ہوا غرض کہ ابراہیم نے براہ استہزاء و تمسخر یہ اُن بتوں
سے کہا اَلَا تَاْكُلُوْنَ یعنے کیون نہین کھاتے اس کھانے سے جس کو وہ ان کے واسطے تیار کیا کرتی
تھے بتون کو عقلا کا خطاب اس لیے کیا کہ قوم نے ان کو عقل کے مرتبے مین نازل کیا اسی طرح مالکم
لاتنطقون کا خطاب بھی عقلا کا ہے اور استفہام واسطے استہزاء کے ہے کیونکہ وہ خوب جانتے
تھے کہ وہ جمادات ہین بولتے نہین ہین کسی نے کہا کہ وہ لوگ بتون کے پاس اپنا کھانا چھوڑ گئے
تھے تاکہ وہ ان سے متبرک ہو جائے اور جب اپنی عید سے لوٹ کر آئین تو اسے کھائین کسی نے
کہا کہ بتون کے خادمون کے واسطے چھوڑ گئے تھے کسی نے کہا کہ خود حضرت ابراہیم نے بتون
کی طرف کھانا قریب کیا تھا ان سے استہزاء کرکے فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ اسے فمال
علیہم یضربہم ضربا یعنے پھر حضرت ابراہیم جھک پڑے بتون پر مارتے تھے ان کو مارنے کر سیدھے
ہاتھ سے اس معنے کی بنا پر ضربا مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا یا مصدر ہے راغ کا اس لیے کہ راغ
یعنے ضرب ہے **واحدی** نے کہا مفسرین نے کہا ہے یعنے اپنے سیدھے ہاتھ سے بتون کو مارتے
تھے سدی نے کہا کہ قوت و قدرت سے اس لیے کہ سیدھا ہاتھ دونون ہاتھون مین زیادہ تر قوی ہوتا
ہے فراء و ثعلب نے کہا کہ بالیمین اسے بالقوۃ یمین بمعنے قوت ہے ضحاک و ربیع بن انس نے کہا

ع
[illegible]

کہ مراد یمین سے وہ قسم ہے جو انہون نے کہا لی تہی جب کہ کہا تہا وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ کسی نے
کہا کہ اس جگہہ مراد یمین سے عدل ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ
الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ اے بالعدل یمین کنایہ ہے عدل سے جیسے شمال کنایہ ہے
جور سے اول قول اولے الاقوال ہے فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ یعنے پہر آئے طرف ابراہیم علیہ السلام
کے پوجنے والے ان بتون کے جلدی کرتے ہوئے جب کہ انہون نے جانا اس کام کو جو حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰة والسلام نے ان کے بتون کے ساتہہ کیا تو کہا کہ ہم تو ان کو پوجتے ہین اور تو ان کو توڑتا
ہے یَزِفُّوْنَ محل نصب مین ہے بنا بر حال اَقْبَلُوْا کے فاعل سے جمہور نے یزفون کو بفتح یائے
تحتیہ پڑہا ہے ماخوذ اس محاورے سے کہ زف الظلیم یزف اذا عدا بسرعة یعنے جب وقت شتر مرغ
نر جلدی سے دوڑتا ہے تو اس وقت بولتے ہین زف الظلیم حمزہ نے بضم یا پڑہا ہے ماخوذ از
زف سے اے دخل فی الزفیف زفیف کہتے ہین شتابی کو ازف کے یہ معنے ہوئے کہ داخل
ہوا شتابی مین یا یہ معنے ہین کہ وہ آمادہ کرتے تہے اپنے غیر کو زفیف پر اصمعی نے کہا ازففت
الابل کے یہ معنے ہین کہ آمادہ کیا مین نے اونٹون کو جلدی چلنے پر کسی نے کہا کہ زف و
ازفاف دو لغت ہین یعنے ایک معنے مین محاورے مین بولتے ہین زف القوم وازفوا یعنی
قوم نے جلدی کی وزففت العروس وازففتہا یعنے بہیجی گئی دلہن دولہ کے پاس اور بہیجا مین نے
اُس کو یہ قول خلیل سے حکایت کیا گیا ہے نحاس نے کہا ابو حاتم نے زعم کیا ہے کہ یہہ
لغت معروف نہین ہے یعنے یزفون بضم یا اور علما کی ایک جماعت نے اس کو پہچانا ہے منجملہ
ان کے فراء ہین اور اس کی تشبیہ دی ہے عرب کے اس قول سے اطردت الرجل اے صیرتہ
اے ذلک یعنے صیرتہ طریدا مبرد نے کہا زفیف بمعنے اسراع ہے زجاج نے کہا زفیف اول
عدو نعام ہے یعنے اول دوڑ شتر مرغ کی قتادہ وسدی نے کہا یزفون بمعنے یمشون ہے ضحاک
نے کہا یسعون یحیی بن سلام نے کہا یرعدون غضبا یعنے غصے کے مارے کانپتے ہوئے
آئے مجاہد نے کہا یختالون اے یمشون مشی الخیلاء یعنے اکڑ کر چلتے ہوئے آئے جیسے تکبر
والے چلتے ہین کسی نے کہا یتسللون تسللا بین المشی والعدو یعنے درمیانی چال چلتے آئے اسناد
تفسیر یزفون کی یسعون کے ساتہہ ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے یزفون
یخرجون کسی نے یزفون بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور کسی نے یزفون بر وزن یرمون ثعلبی نے حضرت
حسن ومجاہد وابن سمیفع سے حکایت کیا ہے کہ ان لوگون نے یرفون برائے مہملہ پڑہا ہے رف بمعنی

رکفش ہے درمیان شے وعدد کے بالجملہ جب قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر انکار کیا ہر
فعل کا جو انہون نے بتون کے ساتھ کیا تو انہون نے قوم کے واسطے دلیل ذکر کی جو کہ فساد عبادت
اصنام پر دلالت کرتی ہے اور اُن کو عاجز کرکے اور ان پر انکار کرکے یون کہا اَتَعْبُدُوْنَ
مَا تَنْحِتُوْنَ یعنے کیا تم پوجتے ہو بتون کو جن کو تم خود تراشتے ہو نحت بمعنے نجر و بری ہے یعنی
تراشنا نحتہ ینحتہ بالکسر نحتا اے براہ اور نحاتہ بمعنے برایہ ہے یعنے تراشہ وجہ زجر و توبیخ کا ظاہر ہے
یعنے لکڑی اور پتھر قبل نحت و اصلاح کے بالکل معبود نہ تھا پھر جب اس کو تراشا اور ایک وجہ مخصوص
پر اس کی شکل بنائی تو اس مین صرف یہی کچھ آثار حادث ہوئے جو کہ اس کو اپنی ہیئت سے پھیر
دیتے ہین پس اگر وہ اس وقت ان کا معبود ہوگیا تو یہ بات لازم آئے گی کہ جو شے معبود نہ تھی
جبکہ اس مین آثار حاصل ہوئے تو وہ معبود ہوگئی حالانکہ اس بات کا فساد ظاہر ہے جملہ وَاللّٰهُ
خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ محل نصب مین ہے بنا برحال تعبدون کے فاعل سے یا جملہ مستانفہ ہے
اور کلمہ ما موصولہ ہے یعنے کیا تم پوجتے ہو اس شے کو جسے تم خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ تعالے نے
تم کو پیدا کیا ہے اور اس شے کو جسے تم بناتے ہو علے العموم اور جن بتون کو وہ تراشتے تھے
وہ اس مین بدخول اولی داخل ہین اور معنے عمل کے اس جگہہ صورت بنانے اور تراشنے کے
ہین اور مثل اس کے جیسے کہتے ہین عمل الصائغ السوار اے صائغ یعنے گڑہا سونار نے
کنگن مائے موصولہ کا مرجع ما تنحتون ہے کیونکہ اس مین موصولہ ہے اے التعبدون الذے
تنحتونہ یہ بھی جائز ہے کہ ما تعملون مین مائے مصدریہ ہو یعنے خلقکم وخلق عملکم اس کی اول قول
پر یون ترجیح دی ہے کہ اس مین حذف نہین ہے اشعریہ نے اس کو دلیل ٹھیرایا ہے اس پر
کہ افعال عباد اللہ تعالے کی مخلوق ہین اور یہی مذہب حق ہے کیونکہ بندون کا فعل ساتھ خلق
اللہ پاک کے ہے ان مین تو ان کا مفعول جو کہ متوقف ہے ان کے فعل پر وہ زیادہ تر اس کا مستحق
ہے کہ اللہ کا مخلوق ہو یہ بھی جائز ہے کہ کلمہ ما استفہامیہ ہو لے اے اے شے تعملون یعنے اور تم کیا شے
کرتے ہو معنے استفہام کے توبیخ و تقریع ہین یہ بھی جائز ہے کہ نافیہ ہو یعنے عمل حقیقت مین تمہارے
واسطے نہین ہے پس تم نہین کرتے ہو کسی شے کو جو شخص مصدریہ کا قائل ہے صاحب کشاف
نے اُس کے رد مین طول دیا ہے لیکن الیسا دہ ہے کہ اس مین کوئی فائدہ نہین ہے اور موصولہ
کو اوسے مقام دا وفق بسیاق الکلام ٹھیرایا ہے جملہ قَالُوا ابْنُوا الخ مستانفہ ہی جواب ہے سوال
مقدر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو حجت واضحہ ان پر وارد کی جب کہ اس کے جواب سے عاجز

٩ یعنے بنانا جیسے بنانے

ہوئے تو یہ کہا اور باہم مشورہ کیا کہ اُن کے واسطے ایک دیوار پتھروں کی بنائیں اور اُسے لکڑیوں
سے بھریں اور اُن کو جلائیں پھر اُن کو اس میں ڈالدیں جحیم کہتے ہیں نہایت کی جلتی آگ کو زجاج
نے کہا ہر آگ جس کا بعض بعض کے اوپر ہو وہ جحیم ہے الجحیم میں حرف لام عوض ہے مضاف الیہ
سے اسے فی جحیم ذلک البنیان یعنے اس چنائی کی آگ میں پھر جب حضرت خلیل جلیل
علیہ السلام کو اس میں ڈالا تو اللہ پاک نے اس سے ان کو نجات دی اور اس کو ان پر برد
وسلام کر دیا یہی معنے ہیں اس قول کے فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ یعنے
قوم نے ان کے ساتھ مکر وحیلہ چاہا ان کے ہلاک کرنے کی تدبیر کی تو اللہ پاک نے قوم ہی
کو مقہور ومغلوب کر دیا بایں طور کہ اُن کے کید ومکر کو باطل کیا اور اس کو ایک برہان
روشن ٹھیرایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علوشان پر کیونکہ اس سے اُن پر
وہ حجت قائم ہو گئی جس کے دفع پر نہ ان کو قدرت ہے نہ اس کا انکار ان کو ممکن ہے کیونکہ
نہایت درجہ کی بڑی دہکتی آگ جس کے انگارے تہ بر تہ جب وہ بردو سلام ہو گئی بعد ان کے
ڈالنے کے اس میں اور اس نے کچھ ان میں تاثیر نہ کی تو یہ حجت کی ایسے مرتبے میں ہے
کہ ہر عاقل اس کو سمجھ جاتا ہے اور اس کا منکر سافل ولپست وساقط الحجۃ ظاہر التعسف
واضح التعصب ہو گیا فسبحان من جعل الحق لمن یدعوا الی دینہ منجا ویسوق
البھیم الخبیث بما ھو من صور القتیل پھر جب یہ واقعہ ہو چکا اور آنکھوں کے الوان
کے واسطے صبح روشن ہو گئی اور اللہ پاک کی حجت حضرت خلیل علیہ السلام کے واسطے ظاہر
ہوئی اور ان کی نبوت کی براہین قائم ہو چکی اور ان کے معجزات کے انوار چمکے تو یوں کہا

قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ
بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا
عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ اور بولا میں جاتا ع ۳ ۲۹

ہون اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دے گا اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اُس کو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا پھر جب پہونچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے مین دیکھتا ہون خواب مین کہ تجھ کو ذبح کرتا ہون پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا پھر جب دونو نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل اور ہم نے اُس کو پکارا یون کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی کرنے والون کو بیشک یہی ہے صریح جانچنا اور اُس کا بدلا دیا ہم نے ایک جانور ذبح کو بڑا اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلی خلق مین کہ سلام ہے ابراہیم پر ہم یون بدلا دیتے ہین نیکی کرنے والون کو وہ ہے ہمارے بندون ایمان دار مین اور خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحاق کی جو نبی ہوگا نیک بختون مین اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اسحاق پر اور دونون کی اولاد مین نیکی والے ہین اور بدکار بھی ہین اپنے حق مین صریح ف جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف کہتے ہین آٹھوین شب ذیحجہ کے خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہون کل کو فکر مین رہے کہ اس کی تعبیر کیا پھر نوین شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر مین پھر دسوین شب دیکھا وہی خواب تب بیٹے پاس کہا انھون نے بھی شتاب قبول کر لیا ہزار رحمت اُس باپ پر اور بیٹے پر ف تا مونھہ سامنے نظر نہ آوے بیٹے کا کہ محبت جوش کرے کہتے ہین یہ بات بیٹے نے سکھائی آگے اللہ تعالی نے نہین فرمایا کہ کیا گذرا یعنے کہنے مین نہین آتا جو حال گذرا اس کے دل پر اور فرشتون پر ف یعنے ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہین پھر ان کو قائم رکھتے ہین تب درجے بلند دیتے ہین ف یعنے بڑے درجے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابھی آنکھین پٹی سے باندھکر چھری چلائی زور سے اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا جبرئیل علیہ السلام نے بیٹے کو سرکا دیا اور ایک دنبہ رکھدیا آنکھین کھولین تو دنبہ ذبح پڑا تھا ف معلوم ہوا کہ پہلی خوشخبری اسمعیل کی تھی اور سارا قصہ ذبح کا اُنہین پر تھا یہود کہتے ہین ذبح کیا اسحاق کو لیکن خلاف ہے اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی سورہ ہود مین ہو چکا اور خبر تھی نبی ہونے کی یہ سنکر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پوچھتے کہ ابھی دونون باتین ظہور مین نہین آئین ذبح کیونکر ہوگا ف یہ دونون کہا

دو نو بیٹون کو دونون سے بہت اولاد پہیلی اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین نبی گذرے بنی اسرائیل سکے اور اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مین عرب جن مین ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے انتہے **ف** اللہ سبحانہ وتعالے خبر دیتا ہے طرف سے اپنے خلیل جلیل کے کہ جب اللہ پاک نے ان کو ان کی قوم پر نصرت دی اور وہ ان کے ایمان سے نا امید ہوئے باوجود مشاہدہ آیات عظیمہ کے تو بعد اس کے اپنی قوم کے درمیان سے ہجرت کی اور کہا مین جاتا ہون اپنے رب کی طرف وہ مجھے راہ دیگا رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ سے مراد مطیع وفرمان بردار اولاد ہے کہ وہ ان کی قوم اور کنبے سے عوض ہوجاے جن سے انہون نے مفارقت کی اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا پھر ہم نے اس کو خوش خبری دی ایک فرزند حلیم کی یہ فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین کیون کہ پہلے پہل جس فرزند کی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی گئی وہ یہی ہین اور باتفاق اہل اسلام واہل کتاب یہ بڑے ہین حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلکہ اُن کی کتاب مین یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس حال مین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چھیاسی برس کے تھے اور حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اس حال مین کہ ان کی عمر ننانوے ۹۹ برس کی تھی اور ان کے نزدیک یہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالے نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ امر کیا کہ ذبح کرین اپنے ابن کو اپنے وحید کو دوسرے نسخے مین بکرہ ہے یعنے اپنے پہلے پہل کے بیٹے کو پھر اہل کتاب ملے اس جگہ کلمہ اسحاق کو ٹھونس دیا براہ کذب وبہتان اور یہ جائز نہین ہے اس لیے کہ ان کی کتاب کی نص کے مخالف ہے کلمۂ اسحاق کو صرف اس لیے ٹھونسا کہ وہ ان کے باپ ہین اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عرب کے باپ سو اہل کتاب نے عرب پر حسد کیا اس لیے اس کو زیادہ کر دیا اور وحیدک کی تحریف کی باین معنے کہ وہ لڑکا کہ نہین ہے تیرے پاس غیر اس کا کیونکہ حضرت اسمٰعیل کو اور ان کی والدہ کو مکے کی طرف لے گئے تھے حالانکہ یہ تاویل وتحریف باطل ہے اس لیے کہ وحیدک نہین کہتے ہین مگر واسطے اس شخص کے جس کے لیے اس کا غیر نہ ہو ونیز اس واسطے کہ آدمی اپنے پہلے پہل کے بیٹے کو جتنا عزیز رکھتا ہے اتنا اس کے بعد کی اولاد کو عزیز نہین رکھتا ہی پس پہلے بیٹے کے ذبح کرنے کے لیے امر کرنا ابلغ ہے ابتلا و اختبار و امتحان مین اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام ہین یہ قول

سلف کے ایک طائفہ سے حکایت کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم سے بہی منقول ہوا ہے اور اس باب مین نہ کتاب ہے نہ سنت تیرا گمان یہی ہے کہ یہ قول احبار اہل کتاب سے سیکہہ لیا گیا اور بدون حجت کے مسلم لے لیا گیا ہے دیکہو یہہ کتاب اللہ شاہد و مرشد ہے اس طرف کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین کیونکہ غلام حلیم کی بشارت کا ذکر کیا اور یہہ ذکر کیا کہ وہ ذبیح ہے پہر بعد اس کے فرمایا وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور جب فرشتون نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دی تو کہا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ اور فرمایا اللہ پاک نے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ یعنے اُس کے واسطے پیدا کیا جائے گا دونون کی حیات مین ایک لڑکا جس کا نام یعقوب رکہا جائے گا پہر اس کی ذریت سے عقب ونسل ہوگی ہم وہان ذکر کر آئے ہین کہ بعد اس کے یہ جائز نہین ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا امر کیا جاوے اور وہ صغیر السن ہون کیونکہ اللہ پاک نے دونون سے یہ وعدہ کیا کہ آیندہ اُس کی عقب ونسل ہوگی پہر بعد اس کے یہ کیونکر ممکن ہے کہ حالت صغر مین حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا اُن کو امر ہو حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس جگہہ موصوف بحلیم کیا اس لیے کہ یہ اس مقام کے مناسب ہے، فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ یعنے پہر جب بڑا ہوا اور جوان ہوا اور اپنے باپ کے ساتہہ جانے اور چلنے لگا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر وقت جاتے اپنے لڑکے اور اُس کی مان کی خبر لیتے تہے بلاد فاران مین اور اُن کے حال مین نظر کرتے ذکر کیا ہے کہ براق پر سوار ہوتے وہانتک جلد پہونچتے تہے واللہ اعلم حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر وعطاء خراسانی وزید بن اسلم وغیرہم سے مروی ہے کہ جوان ہوا مرد بنا اور جس سعی وعمل کو اس کا باپ کرتا تہا اس کی طاقت رکہی پہر جب پہونچا اُس کے ساتہہ سعی کو تو کہا يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ الآیۃ عبید بن عمیر نے کہا کہ انبیا کے خواب وحی ہین پہر آیت مذکور پڑہی ابن ابی حاتم نے عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے رویا انبیا کا خواب مین وحی ہے لَيْسَ هُوَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ السِّتَّةِ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے فرزند ارجمند کو ذبح کا اعلام کیا سو اس لیے کہ ذبح اُن پر سہل وآسان ہو جاوے اور ان کی صبر رستی وچستی وعزم کو جانچین کہ اللہ تعالے کی طاعت پر اور اپنے باپ کی طاعت پر

حالت صغر مین کس قدر ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بولے یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یعنے اے
باپ اللہ تعالے نے جو تجہ کو میرے ذبح کا امر فرمایا ہے سو تو اس کام کو کر ڈال سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ
شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ یعنے مین صبر کرون گا اور اللہ تعالے کے پاس اسکا اجر و ثواب طلب
کرون گا اس عہد مین حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہوئے اسی لیے اللہ پاک نے
اُن کی تعریف مین یون فرمایا ہے وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ
الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ
رَبِّہٖ مَرْضِیًّا **قولہ تعالے** فَلَمَّآ اَسْلَمَا ای فلما تشھّدا وذکر اللہ تعالی ابراھیم
علی الذبح والولد شھادۃ الموت یعنے شہادت دی دونون نے اور ذکر کیا اللہ تعالی
کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو ذبح پہ اور فرزند نے شہادت موت کا کسی نے کہا کہ اسلما
یعنے استسلما وانقادا ہے حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اللہ تعالی کے امر کا
امتثال کیا اور حضرت اسمٰعیل نے واسطے طاعت اللہ کے اور اپنے باپ کے قالہ مجاہد وعکرمۃ و
قتادۃ والسدی وابن اسحاق وغیرہم وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ کے یہ معنے ہین کہ پچھاڑا اس کو اس
کے منہ کے بل تاکہ اسے ذبح کرے اس کی گدی کی طرف سے اور اس کے ذبح کرتے وقت اس
کے چہرہ کا مشاہدہ نہ کرے تاکہ اس پر زیادہ تر آسان ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے
عنہما ومجاہد وسعید بن جبیر وضحاک وقتادہ نے کہا کبہ علی وجہہ یعنے اوندہا ڈالا اس کو
اس کے منہ کے بل امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مناسک کا حکم ہوا تو شیطان ان کے واسطے ظاہر
ہوا وقت سعی کے پہر ان کے ساتھ دوڑا آگے ہونے کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس
سے آگے بڑہ گئے پہر جبرئیل علیہ السلام ان کو لے گئے طرف جمرہ عقبہ کے پہر شیطان
ان کے واسطے ظاہر ہوا تو اس کو سات کنکریان مارین یہانتک کہ چلدیا پہر جمرہ وسطی
کے نزدیک ان کے واسطے ظاہر ہوا تو اس کو سات کنکریان مارین ثم تلہ للجبین یعنے
پہر پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک سفید کرتہ تہا تو انہون
نے اپنے باپ سے کہا ابا میرے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا نہین ہے جس مین آپ مجھے
کفناوینگے سو آپ اس کو اتار لین تاکہ آپ اس مین مجھے کفناوین فعالجہ لیخلصہ یعنے
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اتارنے لگے تاکہ اسے جدا کردین پس ان کے پیچھے

سے ندا کی گئی اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا انہون نے پھر کر دیکھا تو ناگہان ایک
کبش ابیض اقرن اعین ہے یعنے ایک دنبہ سپید بڑے بڑے سینگون اور آنکھون والا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا لَقَدْ رَاَیْتُنَا نَتَتَبَّعُ ذٰلِکَ الضَّرْبَ مِنَ الْکِبَاشِ
یعنے بقسم ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ ہم اس قسم کے دنبے کی تلاش کرتے تھے وَذَکَرَ
هِشَامٌ الْحَدِیْثَ فِی الْمَنَاسِکِ بِطُوْلِهٖ ثُمَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ
حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ
اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَکَرَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اِسْحَاقُ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے
تسمیۂ ذبیح مین دو روایتین ہین ظاہر تر روایت ان سے یہی ہے کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ
الصلوۃ والسلام ہین بسبب اس وجہ کے جس کا بیان آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالے محمد بن
اسحاق کا لفظ بسند خود عن حفص بن ایاس عن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما وَفَدَیْنَاهُ
بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کی تفسیر مین یہ ہے قَالَ خَرَجَ عَلَیْهِ کَبْشٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَدْ رَعٰی قَبْلَ ذٰلِکَ
اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا فَاَرْسَلَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِبْنَهٗ وَاتَّبَعَ الْکَبْشَ
فَاَخْرَجَهٗ اِلَی الْجَمْرَةِ الْاُوْلٰی فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ ثُمَّ اَفْلَتَهٗ عِنْدَهَا فَجَاءَ
اِلَی الْجَمْرَةِ الْوُسْطٰی فَاَخْرَجَهٗ عِنْدَهَا فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ ثُمَّ اَفْلَتَهٗ فَاَدْرَکَهٗ
عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْکُبْرٰی فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ فَاَخْرَجَهٗ عِنْدَهَا ثُمَّ اَخَذَهٗ
فَاَتٰی بِهِ الْمَنْحَرَ مِنْ مِّنًی فَذَبَحَهٗ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِیَدِهٖ لَقَدْ کَانَ اَوَّلَ
الْاِسْلَامِ وَاِنَّ رَاْسَ الْکَبْشِ لَمُعَلَّقٌ بِقَرْنَیْهِ فِیْ مِیْزَابِ الْکَعْبَةِ حَتّٰی وَحَشَ یَعْنِیْ
یَبِسَ۔ عبد الرزاق نے بسند خود قاسم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ اور کعب جمع ہوئے سو ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ تو نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث
کرنے لگے اور کعب نے کتابون سے حدیث کرنا شروع کیا پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک واسطے ہر نبی کے ایک دعائے مستجاب
ہے اور بیشک مین نے رکھ چھوڑی ہے اپنی دعا اپنی شفاعت واسطے اپنی امت کے روز
قیامت مین اس پر کعب نے اُن سے کہا تو نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سُنا ہے کہا ہان کعب بولے میرے مان باپ تجھ پر سے قربان ہون یا ان پر سے قربان ہون
کیا پھر مین تجھے خبر دون ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی کہ جب وہ خواب مین اپنے فرزند

اسحاق علیہ السلام کا ذبح کرنا دکھائے گئے تو شیطان بولا کہ اگر مین ان لوگون کو اس حالت کے وقت
فتنے مین نہ ڈالون تو اُن کو کبھی فتنے مین نہ ڈالون گا پھر حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو لے کر نکلے
تا کہ اُسے ذبح کرین پس شیطان چلا تو حضرت سارہ پر داخل ہوا پھر کہا ابراہیم تیرے بیٹے کو کہان
لے گیا ہے وہ بولین کہ اپنے کسی کام کے واسطے اس کو صبح لے گئے ہین شیطان نے کہا کہ
وہ اُسے کسی کام کے لیے صبح نہین لے گیا ہے وہ تو اُس کو اسی لیے لے گیا ہے کہ ذبح کرے
وہ بولین اُسے کیون ذبح کرتے ہین شیطان بولا اُس کا زعم یہ ہے کہ اُس کے ربنے اُسے اس کا
امر کیا ہے وہ بولین تو مقرر اُس نے خوب کیا کہ اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے پھر شیطان باپ
بیٹے کے پیچھے چلا تو بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ تجھے کہان لیے جاتا ہے اس نے کہا کہ اپنے کسی
کام کو شیطان نے کہا وہ تجھے کسی کام کو نہین لیے جاتا ہے لیکن وہ تو تجھے اس لیے لیجاتا
ہے کہ ذبح کرے اُس نے کہا وہ مجھے کیون ذبح کرتا ہے شیطان نے کہا وہ یہ زعم کرتا ہے کہ
اُس کے ربنے اُسے اس کا امر کیا ہے لڑکے نے کہا تو واللہ البتہ اگر اللہ ہی نے اِس کا اُسے امر
کیا ہے تو وہ ضرور ہی کرے گا راوی نے کہا پھر شیطان اُس سے نا امید ہوا تو اُسے
چھوڑ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے جا ملا پھر کہا کہ تو اپنے بیٹے کو صبح کہان
لایا ہے وہ بولے کسی کام کو شیطان بولا تو تو اُسے کسی کام کو صبح نہین لایا ہے اس کو تو تو
اسی لیے لایا ہے کہ ذبح کرے فرمایا مین اُسے کیون ذبح کرتا ہون کہا تو یہ زعم کرتا ہے کہ تیرے
ربنے تجھے اس کا امر کیا ہے فرمایا تو قسم ہے اللہ کی اگر اللہ ہی نے مجھے اس کا امر کیا ہے تو مین
ضرور ہی کرون گا کہا پھر اُن کو چھوڑ دیا اور اس سے نا امید ہوا کہ اُس کی بات مانی جائے ابن جریر
نے بھی اِس کو بسند خود لطولہ ذکر کیا ہے اور اس کے آخر مین یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اسحاق علیہ
الصلوۃ والسلام کی طرف یہ وحی بھیجی کہ مینے تجھے ایک دعا عطا کی مین اس کو تیرے واسطے
قبول کرون گا حضرت اسحاق نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَدۡعُوۡكَ اَنۡ تَسۡتَجِیۡبَ لِیۡ اَیُّمَا عَبۡدٍ لَقِیَكَ
مِنَ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ لَا یُشۡرِكُ بِكَ شَیۡئًا فَاَدۡخِلۡهُ الۡجَنَّةَ یعنے الٰہی مین تجھے
پکارتا ہون کہ تو میرے واسطے قبول کرے کوئی بندہ جو تجھ سے ملے اگلون اور پچھلون
مین سے جو تیرے ساتھ شریک نہ کرتا ہو کسی شے کو تو تو اُسے جنت مین داخل کرنا ابن
ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تبارک وتعالے نے مجھے اختیار دیا درمیان

اس کے کہ بخشدے میری آدہی امت کو اور اس کے کہ قبول کرے میری شفاعت سو مین نے اختیار
کیا اپنی شفاعت کو اور امید کی اس بات کی کہ وہ عام تر ہو واسطے میری امت کے اور اگر نہ ہوتی
وہ شے جس کی طرف سبقت کی بندۂ صالح نے تو البتہ مین جلدی کرتا اس مین اپنی دعا کو بیشک
اللہ تعالے نے جب کہ کشایش کی اسحاق علیہ السلام سے کرب ذبح کی تو ان سے کہا گیا اے
اسحاق مانگ تجھے دیا جاے گا تو کہا خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان
ہے البتہ مین جلدی کرون گا اس کی قبل نزغات شیطان کے الٰہی جو کوئی مرا اس حال مین
کہ شریک نہین کرتا ہے تیرے ساتھ کسی شے کو تو تو اس کو بخش دے اور داخل کر اس کو جنت
مین یہ حدیث غریب منکر ہے عبدالرحمان بن زید بن اسلم ضعیف الحدیث ہی حافظ ابن کثیر کہتے
ہین مین ڈرتا ہون اس سے کہ حدیث مین زیادت مدرجہ ہو یعنے ان اللہ تعالے لما فرج عن اسحٰق
الخ واللہ اعلم پس یہ اگر محفوظ ہے تو اشبہ یہی کہ سیاق حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی
طرف سے ہے اہل کتاب نے مارے حسد کے اسمٰعیل کی اسحاق کے ساتھ تحریف کر دی ہے چنانچہ
اول گزر چکا ہے ورنہ مناسک وذبائح کا محل جو ہے سو زمین مکہ کی موضع منے مین ہے جہان
حضرت اسمٰعیل تھے بخلاف حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ وہ بلاد کنعان مین تھے جو کہ
زمین شام سے ہین **قولہ تعالے** وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا کا
مطلب یہ ہے کہ تو نے جو اپنے بیٹے کو ذبح کے واسطے لٹا دیا اس سے جو مقصود تیرے خواب سے
تہا وہ حاصل ہو چکا سُدّی وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی گردن پر چھری چلائی سو اس نے کچہ نہ کاٹا بلکہ چھری کے اور ان کے درمیان ایک
تختی تانبے کی حائل ہوگئی اور اس وقت حضرت ابرہیم کو یہ ندا کی گئی کہ قد صدقت الرؤیا **قولہ
تعالے** اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ یعنے جس طرح ہم نے ان سے بلا دور کر دی اسی
طرح ہم دور کرتے ہین مکارہ وشدائد کو اس شخص سے جس نے ہماری اطاعت کی اور اس کے واسطے
ہم کشایش وراہ کر دیتے ہین کقولہ تعالے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ
جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا **علماے اصول** کی ایک جماعت نے اس آیت وقصہ سے
اس پر استدلال کیا ہے کہ فعل پر قادر ہونے سے پہلے نسخ صحیح ہے معتزلہ کے ایک گروہ کا اس
مین خلاف ہے حالانکہ دلالت صحت نسخ پر اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اللہ پاک نے حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے ان کے فرزند کا ذبح کرنا مشروع فرمایا پھر اس حکم کو ان سے منسوخ کیا اور اس کو فدیہ کی طرف پھیر دیا اول جو ذبح کو مشروع کیا سو مقصود اس سے صرف ثواب دینا تھا خلیل کو اس پر کہ اپنے بیٹے کے ذبح پر صبر و عزم کیا اسی لیے یون فرمایا اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ یعنے بیشک یہ آزمانا البتہ واضح وجلی آزمانا یہی ہے اسی لیے کہ اُن کو اپنے فرزند کے ذبح کا حکم ہوا تو انھون نے اللہ پاک کے امر وطاعت کے مطیع ومنقاد ہو کر اس کی طرف جلدی کی اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی قولہ تعالے وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کی تفسیر مین سفیان کا لفظ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ ایک سفید دنبہ بڑی آنکھون والا بڑے سینگون والا ببول کے درخت سے بندھا ہوا تھا ابوالطفیل نے کہا جو کہ حضرت علی سے راوی ہین کہ اس کو بندھا ہوا پایا ببول کے درخت سے جو ثبیر پہاڑ مین تھا ثوری کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ ہے کہ ایک دنبہ جو کہ جنت مین چالیس برس چر چکا تھا ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا وہ پتھر جو منی مین ثبیر کی جڑ مین ہے یہ وہی پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدیہ کو ذبح کیا ثبیر پہاڑ سے ایک دنبہ بڑی آنکھون والا بڑے سینگون والا ان پر اُترا تھا اس کے واسطے آواز تھی سو انھون نے اس کو ذبح کر دیا یہ وہی دنبہ ہے جس کی حضرت آدم کے بیٹے نے قربانی کی تھی پھر وہ اس سے قبول ہوا تھا سو وہ رکھ چھوڑا گیا تھا یہانتک کہ حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُس سے فدیہ ہوا یہ بھی سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ دنبہ جنت مین چرتا تھا یہان تک کہ ثبیر پہاڑ اس سے شق ہوا اور اُس پر سرخ اُون تھی حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دنبے کا نام جریر تھا ابن جریج کہتے ہین عبید بن عمیر نے کہا کہ اس کو مقام مین ذبح کیا مجاہد نے کہا کہ اس کو ذبح کیا منے مین نزدیک نحر کے بزدات عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ انھون نے فتوی دیا تھا اس شخص کو جس نے اپنے ذمہ پر ٹھیرایا تھا کہ خود کو نحر کرے سو اس کو سو اونٹون کا حکم دیا پھر بعد اس کے فرمایا کہ اگر مین اس کو ایک دنبے کا فتوے دیتا تو اسے کافی ہوتا کہ ایک دنبہ ذبح کر دے اس لیے کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ صحیح قول یہی ہے اکثر ہین یہ ہے کہ دنبہ کا فدیہ دے ثوری کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذبح عظیم

لہ ابراہیم کی جی منز پہ الله

کی تفسیر میں وعل ہے یعنے پہاڑی بکرا محمد بن اسحاق کا لفظ حضرت حسن سے یہ ہے
مَا فُدِیَ اِسْمٰعِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَّا بِتَیْسٍ مِّنَ الْاَرْوٰی اُھْبِطَ عَلَیْہِ مِنْ ثَبِیْرٍ یعنے حضرت
اسمعیل علیہ الصلوۃ السلام کا فدیہ نہیں کیا گیا مگر ساتھ ایک نرکے پہاڑی بکروں سے ثبیر پہاڑ
سے اُن پر اتار اگیا تھا امام احمد نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا ہے کہا بنی سلیم
کی ایک عورت نے خبر دی جس نے ہمارے عامہ اہل وار کو جنا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف آدمی بھیجا ایک بار اس عورت نے یوں کہا کہ خود
اس نے عثمان سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے کیوں بلایا تو عثمان نے کہا آپ نے
مجھ سے یہ فرمایا کہ مین نے دنبے کے دو سینگ دیکھے تھے جب کہ میں بیت اللہ میں داخل ہوا سو
مین بھول گیا کہ تجھے یہ حکم دوں کہ تو ان کو ڈھانک دے کیونکہ یہ لائق نہیں ہے کہ بیت اللہ میں
ایسی شے ہو جو کہ نماز پڑھنے والے کو مشغول کرے سفیان امام احمد کے استاد کہتے ہیں کہ
اُس دُنبے کے دونوں سینگ بیت اللہ میں لٹکے رہے یہاں تک کہ بیت اللہ جلا تو وہ بھی جل گئے
یہ ایک مستقل دلیل ہے اسپر کہ ذبیح حضرت اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام ہیں کیونکہ جس دنبے
کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے فدیہ کیا تھا اس کے سینگوں کے قریش باہم
ایک دوسرے کے وارث ہوتے چلے آئے خلف سلف سے اور ایک گروہ بعد دوسرے کے یہاں تک
کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا واللہ اعلم **فصل**
اس میں ذکر ہے ان آثار کا جو سلف سے وارد ہوئے ہیں اس باب میں کہ ذبیح کون ہے ذکر اُن
لوگوں کا جو اس کے قائل ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ الصلوۃ والسلام ہیں (۱) حمزہ زیات
نے ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے بادشاہ
سے فرمایا اس کے مواجہہ میں تو یہ رغبت کرتا ہے کہ میرے ساتھ کھائے حالانکہ میں واللہ یوسف
بن یعقوب نبی اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں (۲) ثوری نے عن ابی
سنان عن ابی الہذیل روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے بادشاہ سے اسی
طرح کہا (۳) سفیان ثوری نے عن زید بن اسلم عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن ابیہ روایت
کیا ہے قَالَ قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَا رَبِّ یَقُوْلُوْنَ بِاِلٰہِ اِبْرَاھِیْمَ وَ
اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ فَبِمَ قَالُوْا ذٰلِکَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَمْ یَعْدِلْ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا
اخْتَارَ عَلَیْہِ وَاِنَّ اِسْحَاقَ جَادَلِیْ بِالذَّبْحِ وَھُوَ بِغَیْرِ ذٰلِکَ اَجْوَدُ وَاِنَّ یَعْقُوْبَ کُلَّمَا

زِدۡنٰہٗ ہٰذَا آخِرُ زَادِیْ حُسۡنُ ظَنِّیْ (۴) ربیعہ نے عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص روایت کیا ہی
کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس فخر کیا تو کہا کہ مین فلان بن فلان
ابن اشیاخ کرام ہون بس حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو یوسف بن یعقوب
ابن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہین یہ قول حضرت ابن مسعودؓ سے صحیح ہے (۵)
اسی طرح عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت
اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین (۶) اوران کے والد ماجد حضرت عباس اور (۷) حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مثل اس کے مروی ہے اور اسی طرح (۸) عکرمہ و (۹) سعید
ابن جبیر (۱۰) مجاہد و (۱۱) شعبی و (۱۲) زید بن اسلم و (۱۳) عبداللہ بن شقیق و (۱۴)
زہری و (۱۵) قاسم بن ابی بزہ و (۱۶) مکحول و (۱۷) عثمان بن ابی حاضر و (۱۸) سدی
و (۱۹) حسن و (۲۰) قتادہ و (۲۱) ابن سابط نے کہا ہے یہ قول اختیار ابن جریر ہے اور
ان کی روایت کعب احبار سے گذر چکی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام ہین اور اسی طرح
ابن اسحاق نے بسند خود عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن کعب الاحبار روایت کیا
ہے کہا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین یہ اقوال سارے واللہ اعلم کعب احبار سے
ماخوذ ہین کیونکہ کعب جب دولت عمری مین مسلمان ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی
کتب قدیم سے حدیث کرنے لگے لبا اوقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کی باتون
کو سنا اس پر کعب کے پاس جو اقوال تھے ان کے سننے مین لوگون نے رخصت سمجھی اور جو
باتین کعب کے پاس تھین غثّ و سمین ان کو ان سے نقل کیا حالانکہ کعب کی باتون
مین سے ایک حرف کی طرف بھی واللہ اعلم اس امت کو کوئی حاجت نہین ہے یہ قول
کہ ذبیح حضرت اسحاق ہین بغوی نے اس کو حضرت عمر اور حضرت علی و حضرت ابن مسعود و
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حکایت کیا ہے اور منجملہ تابعین کعب احبار و سعید بن
جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطا و مقاتل و زہری و سدی سے کہا یہ قول احدی الروایتین
ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور اس باب مین ایک حدیث وارد ہوئی ہے
اگر وہ ثابت ہوتی تو ہم بسر و چشم اس کے قائل ہوتے لیکن اس کی سند صحیح نہین ہوئی
ابن جریر نے بسند خود عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک حدیث مین ﷺ جس کو ذکر کیا ہے کہا ہے کہ وہ اسحاق ہین بس اسکی اسناد مین دو

شخص ضعیف ہیں ایک تو حسن بن دینار البصری متروک دوسرے علی بن زید بن جدعان منکر الحدیث وَقَدْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جَدْعَانَ بِہٖ مَرْفُوْعًا ثُمَّ قَالَ قَدْ رَوَاہُ مُبَارَکُ بْنُ فَضَالَۃَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَوْلَہٗ وَھٰذَا اَشْبَہُ وَاَصَحُّ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ذکر ان آثار کا جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں یہی قول صحیح مقطوع ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت اول گذر چکی ہے کہ وہ حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں واللہ اعلم (۱) سعید بن جبیر وعامر شعبی و یوسف ابن مہران ومجاہد وعطا وغیر واحد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں ابن جبیر نے عن عطا بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت کیا ہے فرمایا کہ جس کا فدیہ دیا گیا وہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہود نے زعم کیا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہود نے جھوٹ کہا (۲) بنی اسرائیل نے عن ثور عن مجاہد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ فرمایا کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں (۳) ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اسی طرح (۴) یوسف بن مہران نے کہا ہے (۵) شعبی نے کہا کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور میں نے اس دُنبے کے سینگوں کو کعبہ میں دیکھا ہے (۶) محمد بن اسحاق نے عن الحسن بن دینار وعمرو بن عبید عن الحسن البصری روایت کیا ہے کہ وہ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو بیٹوں میں سے جس کے ذبح کا حکم کیا گیا وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں (۷) ابن اسحاق نے کہا اور میں نے سنا محمد بن کعب قرظی کو اس حال میں کہ وہ کہتے تھے بیشک وہ جس کے ذبح کا اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امر فرمایا ان کے دو بیٹوں میں سے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بیشک ہم البتہ اس کو پاتے ہیں اللہ تعالےٰ کی کتاب میں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جب فارغ ہوا اس شخص کے قصے سے جو ذبح کیا گیا حضرت ابراہیم کے دو بیٹوں میں سے تو یوں فرمایا وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو خوشخبری دی بیٹے کی اور بیٹے کے بیٹے

کی سوہ ایسا نہین ہے کہ اُن کو امر فرمائے اسحاق کے ذبح کا حالانکہ اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف
سے وعدہ دیا گیا ہے اُس شئے کا کہ جس کا اس کو وعدہ دیا ہے اور نہین ہے وہ جس کے ذبح کا اس کو امر
فرمایا مگر اسمٰعیل علیہ السلام بن اسحاق نے کہا کہ مین نے محمد بن کعب بن احبار کو سنا کہ وہ اس کو بہت کہتے
تھے (۸) ابن اسحاق بریدہ بن سفیان بن بردہ اسلمی سے راوی ہین اور بریدہ محمد بن کعب قرظی
سے روایت کرتے ہین کہ محمد نے لوگون کو یہ حدیث کی کہ اس نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے اس کا ذکر کیا اس حال مین کہ وہ خلیفہ تھے جب کہ محمد ان کے ہمراہ شام مین تھے تو عمر نے
محمد سے کہا کہ بیشک یہ البتہ ایک ایسی شئے ہے کہ مین اس مین نظر و غور نہین کرتا تھا اور بیشک
مین البتہ اُس کو ویسا خیال کرتا ہون جیسا تو نے کہا پھر عمر نے آدمی بھیجا طرف ایک شخص کے
جو کہ ان کے نزدیک شام مین تھا یہ شخص یہودی تھا پھر اسلام لے آیا تھا اور اس کا اسلام
اچھا ہوا تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ ان کے علما مین سے ہے پس عمر بن عبد العزیز رضی
اللہ عنہ نے اس سے اس کا پوچھا محمد بن کعب نے کہا اور اس نے ہم کو خبر دی نزدیک عمر بن عبد العزیز
کے پس عمر نے اس سے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونو بیٹیون مین سے کون سے کے ذبح
کا امر کیا گیا تو اس نے کہا اسمٰعیل کا واللہ یا امیر المومنین اور بیشک یہود البتہ اس کو جانتے ہین لیکن اے
گروہ عرب وہ تمہارا حسد کرتے ہین اس پر کہ وہ تمہارا باپ ہو کون باپ جس کے حق مین اللہ کا وہ امر
و فضل ہوا جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے ذکر کیا ہے بسبب اس کے صبر کے واسطے اس
شئے کے جس کا اُس کو امر ہوا سو وہ جان بوجھکر اُس کا انکار کرتے ہین اور یہ زعم کرتے ہین کہ وہ
اسحاق علیہ السلام ہین اس لیے کہ وہ ان کے باپ ہین اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ ان مین کا کون
فرزند تھا اور ہر ایک طاہر و طیب اور مطیع تھا واسطے اللہ عزوجل کے (۹) عبد اللہ بن امام احمد
ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزہد مین ذکر کیا ہے کہ مین نے اپنے والد سے ذبیح کا پوچھا
کہ وہ حضرت اسمٰعیل ہین یا حضرت اسحاق علیہما السّلام تو کہا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہین (۱۰) ابن ابی حاتم نے کہا اور مین نے اپنے والد کو سُنا وہ کہتے تھے صحیح یہ ہے کہ
ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین کہا (۱۱) اور حضرت علیؓ و (۱۲) حضرت ابن عمرو
(۱۳) حضرت ابوہریرہ و (۱۴) ابو الطفیل و (۱۵) سعید بن مسیب و (۱۶) سعید بن جبیر و
(۱۷) حسن و (۱۸) مجاہد و (۱۹) شعبی و (۲۰) محمد بن کعب قرظی و (۲۱) ابو جعفر محمد بن
علی و (۲۲) ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ ان سب نے کہا کہ ذبیح حضرت

اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین بغوی نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو سعید بن مسیب و
سدی و حسن بصری و مجاہد و ربیع بن انس و محمد بن کعب قرظی و کلبی اسی طرف گئے ہین اور یہی ایک
روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو عمرو بن العلاء سے بہی اس کو حکایت
کیا ہے ابن جریر نے اس باب مین ایک حدیث غریب صنابحی سے روایت کی ہے کہا ہم تھے
نزدیک حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پس لوگون نے ذکر کیا کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل
ہین یا حضرت اسحاق علیہما السلام تو حضرت معاویہ نے فرمایا علی الخبیر سقطتم یعنے تم خبردار و واقف کار
پر آگرے ہم تھے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا تو اس
نے عرض کیا یا رسول اللہ عد علی مما افاء اللہ علیک یا ابن الذبیحین یعنے اے فرزند دو ذبیح
کے آپ کو جو اللہ نے عطا کیا ہے اس مین سے آپ مجھے دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ہنس دیا پہر حضرت معاویہ سے کہا گیا اے امیر المومنین دو ذبیح کیا ہین تو کہا عبدالمطلب نے
جب کہ چاہ زمزم کے کہودنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ نذر کی کہ اگر اللہ اُسکا کام اس
پر آسان کر دے گا تو البتہ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرے گا کہا پس عبداللہ پر سہم نکلا تو ان
کے ماموون نے ان کو روکا اور کہا کہ تو اپنے بیٹے کے فدیہ مین سو اونٹ قربان کر ڈال پس عبدالمطلب
نے عبداللہ کے فدیہ مین سو اونٹ دیے اور دوسرے ذبیح حضرت اسمٰعیل ہین هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ
جِدًّا وَقَدْ رَوَاهُ الْاُمَوِیُّ فِیْ مَغَازِیْهِ حَدَّثَنَا بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ
عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ کَرِیْمَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
اَلْعُتْبِیُّ مِنْ وُلْدِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا الصُّنَابِحِیُّ
قَالَ حَضَرْنَا مَجْلِسَ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَذَاکَرَ الْقَوْمُ الذَّبِیْحُ اِسْمٰعِیْلُ اَوْ اِسْحَاقُ
وَذَکَرَهٗ کَذَا کِتَابَتُهٗ مِنْ نُسْخَةٍ مَغْلُوْطَةٍ ابن جریر نے جو یہ اختیار کیا ہے کہ ذبیح
حضرت اسحاق علیہ السلام ہین سو اس باب مین اس آیت پر اعتماد کیا ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ
حَلِیْمٍ پس اس بشارت کو وہی بشارت حضرت اسحاق کی ٹھہرالی ہے جو اس آیت مین مذکور ہے
وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت کا یون جواب دیا ہے کہ وہ
پہونچا ساتھ اس کے سعی کو یعنے عمل کو اور یہ ممکن ہے کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ
ان کی اور اولاد بہی ہوئی ہو کہا اور وہ دو سینگ جو کعبہ مین لٹکے ہوئے تھے سو ہو سکتا ہے
کہ وہ بلاد کنعان سے نقل کیے گئے ہون کہا اور اول یہ گذر چکا ہے کہ لوگون مین سے وہ

ہین جو اس طرف گئے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ الصلوۃ والسلام کو وہان ذبح کیا یہ وہ بات ہے جس پر ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اعتماد کیا ہے اور جس طرف وہ گئے نہ وہ مذہب ہے نہ لازم ہے بلکہ وہ نہایت بعید ہے اور محمد بن کعب قرظی نے جس بات کے ساتھ اس پر استدلال کیا ہے کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہین اصح واثبت واقوی ہے واللہ اعلم **قولہ تعالے** وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ جب کہ ذبیح کی بشارت یعنی حضرت اسمعیل کی اول گذر چکی تو اُن کے بہائی حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ عطف کیا اور یہ بشارت سورۂ ہود و حجر مین گذر چکی ہے نبیا حال مقدرہ ہے یعنے عنقریب اس سے نبی صالح ہوگا **ابن جریر** نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا ذبیح اسحاق علیہ السلام ہین کہا اور قولہ تعالے وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ کہا کہ ان کی نبوت کی بشارت دی کہا قولہ تعالے وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا کہا کہ حضرت ہارون۔ حضرت موسی علیہ السلام سے بڑے تھے ولیکن مراد یہ ہے کہ بخشی واسطے اس کے نبوت اس کی عن عکرمہ عن ابن عباس اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے قال انما بشر بہ نبیا من الصالحین قال انما بشر بہ نبیا حین فداہ اللہ عزوجل من الذبح ان کے پیدا ہونے کے وقت نبوت کی بشارت نہ تھی ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس یون روایت کیا ہے قال بشر بہ حین ولد و حین نبی یعنے ان کی ولادت و نبوت کے وقت بشارت دی سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے قَالَ بَعْدَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ لَمَّا جَادَ لِلّٰهِ تَعَالَى بِنَفْسِهِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ **قولہ تعالے** وبارکنا علیہ الخ کقولہ تعالے قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا مین جانے والا ہون طرف اپنے رب کے یعنے مین اپنے مولد اور اپنی قوم کے شہر سے ہجرت کرنے والا ہون کون قوم جنہون نے اپنے بتون کے واسطے تعصب کرکے اور اللہ پاک کے کافر و منکر ہوکر اور اس کے رسولون کو جھٹلا کر کیا جو کچھ کیا طرف اس جگہ کے جس کی طرف ہجرت کرنے کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے یا طرف اس جگہ کے جہان مین اسکی عبادت کرنے پر قدرت پاؤن گا کسی نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے زمین شام کی طرف جانیکا اُن کو امر

کیا تھا کسی نے کہا ذاہب اسے ربی کے یہ معنے ہین کہ مین اپنے عمل و عبادت و قلب و نیت کے
ساتھ جانے والا ہون اس قول کی بنا پر اُن کا جانا عمل کے ساتھ ہے اور قول اول کی بنا پر بدن
کے ساتھ جانا ہے ظاہر تر یہی قول ہے یہ آیت باب ہجرت و عزلت مین اصل ہے پہلے پہل یہہ کام
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جب کہ اللہ پاک نے آگ سے اُن کو خلاصی دی اس ہجرت کا بیان
پورے طور پر سورہ کہف مین گزر چکا ہے سَيَهْدِينِ کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کی مین نے نیت
کی ہے اس مین میرا رب مجھے راہ بتائے گا طرف اس جگہہ کے جس کی طرف جانے کا مجھے امر
کیا ہے یا میرے مقصود و مطلب کی طرف مجھے راہ بتائے گا حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما
نے فرمایا کہ یہ بات جب کہی کہ اُنھون نے ہجرت کی مقاتل نے کہا پہر جب وہ ارض مقدس مین
آئے تو اپنے رب سے لڑکے کا سوال کیا بارگاہ الٰہی مین یون عرض کیا کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ
الصَّالِحِينَ یعنے اے میرے رب تو مجھے بخش ایک نیک لڑکا نیکون مین سے جو کہ تیری طاعت
پر میری اعانت کرے اور غربت و سفر مین مجھے انس دے مفسرین نے اسی طرح کہا ہے اور اس
کی علت یہ بیان کی ہے کہ ہبہ کے معنے ولد مین غالب ہوئے ہین پس جب مطلق ہبہ بولا جائیگا
تو ولد پر محمول ہوگا اور جب مقید وارد ہوگا تو اسی شے پر محمول ہوگا جس کے ساتھ مقید کیا گیا ہی
جس طرح اس آیت مین ہے وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا اور اگر یہ فرض
کر لیا جائے کہ ہبہ طلب ولد مین غالب نہین ہے تو بھی قولہ تعالے فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ
اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد رب ہب لی من الصالحین سے ولد ہی
ہے معنے یہ ہین کہ ہم نے اس کو بشارت دی غلام حلیم کی زبان پر فرشتون کے جو کہ مہمانون
کی صورت مین اس کے واسطے آئے تھے پہر وہ ان کی بستی سے لوط علیہ السلام کی بستی کی
طرف نقل کر گئے جیسا کہ سورہ ہود مین گذر چکا ہے اور سورۂ ذاریات مین آئے گا حلیم کے
معنے یہ ہین کہ وہ لڑکا حلیم ہوگا وقت بڑے ہونے اپنے کے تو گویا اس لڑکے کے باقی رہنے
کی بشارت دی یہانتک کہ وہ بڑا ہوگا اور حلیم ہو جائے گا کیونکہ صغیر موصوف بحلم نہین ہوتا
ہے زجاج نے کہا یہ بشارت اس پر دال ہے کہ ان کو ولد مذکر کی بشارت دی گئی اور اسکی
کہ وہ باقی رہے گا یہانتک کہ سن مین پہونچے گا اور موصوف بحلم ہوگا فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ
مین عبارت محذوف ہی چنانچہ یہ فاے فصیحہ اسکا اشعار کر رہی ہے تقدیر کلام یہ ہے فوہبنا
لہ الغلام فنشا حتے صار الی السن التی یسعے فیہا مع ابیہ فی امور دنیاہ معینا لہ علی اعمالہ

یعنے پہر بخشا ہم نے اُس کو وہ لڑکا پہر وہ بڑہا اس نے پرورش پائی یہانتک کہ اس سن کو پہونچا جس میں
اپنے باپ کے ساتہہ سعی کرے اس کے دنیاوی امور مین اس کا معین و مددگار ہو کر اس کے کامون پر
مجاہد نے کہا جب کہ وہ جوان ہوا اور اس کی سعی نے سعی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ جوان ہوا یہانتک کہ اس کی سعی پہنچے باپ
کی سعی کو پہونچی کام مین مقاتل نے کہا جب کہ چلا اس کے ساتہہ فرا نے کہا کہ اس وقت ان کی
عمر تیرہ برس کی تہی حضرت حسن نے کہا کہ یہ سعی عقل کی سعی ہے جس کے ساتہہ حجت قائم ہوتی ہے
ابن زید نے کہا کہ مراد سعی فی العبادۃ ہے کسی نے کہا کہ مراد احتلام ہے یعنے جب بالغ ہوا قَالَ
يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَذْبَحُكَ بُنی کو بفتح و کسر یائے تحتیہ پڑہا ہے اور دونون سبعیہ
ہین یعنے جب وہ لڑکا اس عمر کو پہونچا کہ کام کاج مین اپنے باپ کی اعانت کرے تو حضرت
ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے بیشک مین دیکہتا ہون خواب مین یہ کہ مین ذبح
کرتا ہون تجہ کو اَذْبَحُكَ مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ بمعنے افعل الذبح ہے یا امر بہ یعنے
مین فعل ذبح کر رہا ہون یا مین امر کیا جاتا ہون ذبح کا پہلے احتمال کی طرف تو قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّؤْيَا اشارہ کرتا ہے اور دوسرے کی طرف افعل ما تؤمر کہ بہی ہو مطلب یہ ہے کہ مین نے خواب
مین یہ رویا دیکہا ہے مقاتل نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین رات پے در پے یہ خواب
دیکہی قتادہ نے کہا رویا انبیا کا حق ہے جس وقت کہ وہ کسی شے کو دیکہتے ہین تو اسے کر ڈالتے
ہین فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ حمزہ وکسائی نے بضم تاے فوقیہ و کسر را پڑہا ہے اور دونون مفعول
محذوف ہین اے انظر ماذا ترے ایاہ من صبرک و احتمالک یعنے دیکہہ تو کیا شے ہے کہ دکہاتا
ہے تو مجہے اس کو اپنے صبر و برداشت سے اور ساتون مین سے باقی قاریون نے بفتح تا و را
پڑہا ہے راے سے یہ مضارع ہے رَاَيْتُ کا اور ضحاک و اعمش نے ترے بضم تا و فتح را
بصیغہ مجہول لے ماذا یخیل الیک و یسنح لخاطرک یعنے کیا شے تیرے خیال مین ڈالی جاتی ہے
اور ظاہر ہوتی ہے تیرے دل مین فرا نے پہلی قرارت کے بیان معنے مین یون کہا ہے انظر
ماذا تری من صبرک و جزعک یعنے دیکہہ کیا شے تو دکہاتا ہے اپنے صبر و بے صبری سے
زجاج نے کہا کہ فرا کے سوا کسی نے یہ بات نہین کہی ہے اور علما نے جو کہا ہے وہ یہی ہے کہ
تو کیا مشورہ دیتا ہے یعنے تیرا جی تجہے کیا راے دکہاتا ہے ابو عبید نے کہا کہ یہ جو ہوتا
ہے سو خاص رؤیت عین سے ہوتا ہے اسی طرح ابو حاتم نے بہی کہا ہے نحاس نے ان دونون

کے قول کو غلط کہا ہی اور کہا کہ یہ رویت عینی و غیر رویت عینی دونو سے ہوتا ہے دوسری قرارت کے معنے ظاہر و واضح ہین غرضکہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنی بیٹے سے صرف اسیلیے مشورہ لیا کہ اسکے صبر کو جان لین واسطے امر آلہی کے ورنہ انبیا علیہم السلام کیخواب تو وحی ہوتے ہین اور ان کا امتثال ان کو لازم اور ان پر واجب ہوتا ہے قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ای مَا تُؤْمَرُ بِہٖ حرف ما موصولہ ہے یعنے بیٹے نے کہا ای میری باپ تو کر ڈال اس شئے کو جس کا تجھے امر کیا جاتا ہے یعنی میرا ذبح کرنا جس کی تیری طرف وحی کی گئی ہے کسی نے کہا کہ ما مصدریہ ہی باین معنے کہ فعل امر کی اور مصدر مضاف ہے طرف مفعول کے اور مامور بکا امر نام رکھدیا ہے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ اس مین یہ جھگڑا نہین ہی جو اس مین ہے بالجملہ پھر بیٹے نے اپنے باپ کی تسلی کو یون کہا سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ یعنے عنقریب تو مجھے پائیگا اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والون مین سی اس ذبح پر جس کے ساتھ میرا امتحان کیا ہے اپنی بات کو جو اللہ کی کے مشیت کے ساتھ معلق کیا سو یہ واسطے تبرک کے ہی فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا ای استسلما لامر اللہ واطاعاہ وانقادا لہ وخضعا یعنے پھر جب باپ بیٹے دونون مطیع و منقاد ہوی اور تواضع و فروتنی کی واسطے امر آلہی کے جمہور نے اسلما پڑھا ہے اور حضرت علی و حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم نے سلما یعنے تفویض کیا دونون نے اپنے کام کو طرف اللہ کے حضرت ابن عبّاس سے یہی مروی ہی کہ انہون نے استسلما پڑھا ہے قتادہ نی کہا اسلم احدہما نفسہ للہ واسلم الآخر ابنہ یعنے ان مین سے ایک نی تو سونپ دیا اپنے نفس کو واسطے اللہ کے اور دوسرے نے سونپ دیا اپنے بیٹے کو سلم لامر اللہ واسلم واستسلم ایک معنی مین بولتے ہین لما کے جواب مین اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے سو کسی نے تو کہا کہ محذوف ہے تقدیر یہ ہے ظہر صبرہما یا اجرنا لہما اجرہما یا فَدَیْنٰهُ بِکَبْشٍ بصریون نے اسی طرح کہا ہے یعنے جب باپ بیٹے امر الٰہی کے مطیع ہوئے تو ان کا صبر ظاہر ہو گیا یا ہم نے ان کو ثواب جزیل دیا یا فدیہ کیا ہم نے اس کا ساتھ دنبے کے کوفی کہتے ہین کہ جواب وَنَادَیْنٰهُ ہے اور حرف واو زائد ہے نحاس نے ان پر یون اعتراض کیا ہے کہ حرف واو حروف معانی مین سے ہے یہ جائز نہین ہے کہ وہ زیادہ کیا جائے اخفش کہتے ہین کہ جواب وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ہے اور حرف واو زائد ہے کوفیون سے بھی یہ قول مروی ہے وہی نحاس کا اعتراض اس پر بھی وارد ہوتا ہے جیسا کہ اول پر وارد ہو چکا ہے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ یعنے بچھاڑا اور گرا دیا اس کو اس کے پہلو پر کسی نے کہا ہے کہ تل کہتے ہین قوت سے پھینکنے کو اصل اسکی رماہ علی التل سے ہے تل کہتے ہین بلند جگہہ کو یا ماخوذ ہے تلیل سے تلیل بولتے ہین گردن کو یعنے پھینکدیا اس کو اس کی گردن کے بل پھر تل بولا گیا واسطے ہر اسقاط کے گو نہ تل پر ہو نہ گردن پر قاموس مین ہے تلہ تلا من باب قتل فہو متلول و تلیل صرعہ والقاہ علی عنقہ وخدہ یعنے ڈالدیا اس کو اس کی گردن و رخسار پر محاورے مین بولتے ہین تَلَلْتُ الرَّجُلَ اِذَا اَلْقَیْتَهٗ اور تل بمعنے صرع و دفع آتا ہے مراد یہ ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ الصلوۃ والسلام

نے اپنے بیٹے کو لٹایا اس کی جبین کے بل زمین پر **جبین** وہ ہے جو کہ منکشف ہے جبہہ سے قالہ
السمین **مصباح** مین کہا ہے کہ جبین ناحیہ جبہہ ہے نزعہ کے محاذاۃ سے صدغ تک جبہہ کے راست و چپ
سے دو جبین ہین قالہ الازہری و ابن فارس وغیرہما پس جبہہ درمیان دو جبین کے ہے جمع جبین
کی جبن بضمتین ہے جیسے برید و برد اور اجبنہ جیسے اسلحہ کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ اس کو اوندہا ڈالا
اس کے مُنہ کے بل تاکہ اس سے وہ شے نہ دیکھین جو کہ ان کے دل کی رقت کے موثر ہو اُس جگہہ مین
اختلاف ہے جہان اس کے ذبح کا ارادہ کیا پس کسی نے کہا کہ وہ جگہہ مکہ مکرمہ ہے مقام مین کسی نے
کہا کہ منی کی منحر مین نزدیک جمار کے کسی نے کہا کہ اس پتھر پر جو ثبیر پہاڑ کی جڑ مین ہے کسی نے کہا
شام مین **مفسرین** نے کہا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کے واسطے لٹایا تو
پہاڑ کی طرف سے اُن کو یہ ندا کی گئی **یَآاِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا** یعنے جو بات تونے خواب مین
دیکھی اس کے کرنے پر تونے عزم کر لیا بمجرد عزم کے جوان کو مصدق ٹہرایا اگرچہ بیٹے کو ذبح نہین
کیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ جو کام اُن کے امکان مین تہا وہ انہون نے کر دیا اور مقصود دونون
کا منقاد ہونا تہا واسطے امر الٰہی کے اور وہ اس کو کر چکے **قرطبی** رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
علمائے اہل سنت نے فرمایا ہے کہ نفس ذبح واقع نہین ہوا اور اگر واقع ہو جاتا تو اس کا رفع مقصود
نہ ہوتا پس یہہ نسخ **قبل الفعل** کے باب سے تہا کیونکہ اگر امر بذبح کے امتثال سے
فراغ حاصل ہو جاتا تو فدیہ کا تحقق نہ ہوتا کہا اور صدقت الرؤیا کے یہ معنے ہین کہ جو
کام تیرے امکان مین تہا وہ تونے کر دیا پہر تو رک گیا جب کہ ہم نے تجہے روک دیا اس بابت
جو کچہہ کہا گیا ہے یہ قول اس سب سے زیادہ تر صحیح ہے ایک گروہ نے یون کہا کہ یہہ اس
قبیل سے نہین ہے جو کسی طرح منسوخ ہو کیونکہ ذبحت الشئ کے یہ معنے ہین کہ مین نے اس
شے کو قطع کیا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام چہری لیتے تہے پہر اسے اپنے بیٹے کی
گلے پر چلانے تو وہ لوٹ جاتی تہی جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے بعض نے کہا جب وہ کسی جز کو قطع کرتے تب ہی
وہ ملجاتا تہا ایک گروہ نے یہ کہا ہے منجملہ اس کے سدی ہین کہ اللہ تعالی نے ان کے بیٹے کی گردن پر ایک
صفحہ تانبے کا لگا دیا تہا پس حضرت ابراہیم نے کاٹنا شروع کیا حالانکہ وہ کسی شے کو نہین کاٹتے تہے قدرت
الٰہیہ مین یہ سب کچہ جائز ہے لیکن یہ بات نقل صحیح کی محتاج ہے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ نظر سے اس کا ادراک
نہین کیا جاتا ہے اسکا طریقہ تو خبر ہی ہوتی ہے اور اگر یہ بات گزری ہوتی تو اللہ پاک واسطے تعظیم رتبہ حضرت ابراہیم
و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے ضرور اس کو بیان فرما دیتا اور اسکا بیان فدا کی بیان سے اولی ہوتا بعض نے یہ کہا کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو ذبح حقیقی کا امر نہین ہوا تہا جو کہ گردن کی رگون کا کاٹنا اور خون بہانا ہے اُنہون نے تو
صرف یہہ دیکہا تہا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کے واسطے لٹایا ہے سو یہہ تو ہم کیا کہ اُنکو ذبح حقیقی کا امر ہوا ہے
پہر جس لٹانے کا اُنکو امر ہوا تہا جب اُس کو کر چکے تو اُن سے کہا گیا قد صدقت الرؤیا یہ سب مفہوم آیت سے
خارج ہے حضرت خلیل و ذبیح علیہما السلام کے ساتہہ یہہ گمان نہین کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس امر سے وہ
بات سمجہین جس کے واسطے کوئی حقیقت نہو یہان تک ان سے توہم صادر ہو و نیز اگر یہ چیزین صحیح
ہوتین تو فدیہ کی طرف حاجت نہ ہوتی اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ یعنی جیسی ہمنے تجہے جزا دی ویسی
ہی جزا دیتے ہین محسنین کو بسبب امتثال حکم کے باین طور کہ سختیون سے انکو خلاصی دیتے ہین اور محنتون
سے انکو صحیح و سالم رکہتے ہین پس یہہ جملہ مثل تعلیل کے ہے واسطے ما قبل کے مقاتل کے قول کا حاصل یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک کی طاعت مین احسان و اخلاص کیا تو اُس نے اُنکو یہ جزا دی کہ اُن کے
بیٹے کے ذبح کرنے سے عفو فرمایا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓؤُا الۡمُبِیۡنُ ابتلا و بلا کے معنے ہین اختبار و
امتحان یعنے آزمانا جانچنا معنے یہ ہین کہ بے شک البتہ یہی ہے کہلا ہوا جانچنا اس لیے کہ اللہ پاک نے
اپنی طاعت مین انکو آزمایا ساتہہ ذبح کرنے اُن کے فرزند ارجمند کے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ
بیشک البتہ یہی ہے ظاہر نعمت کیونکہ اللہ تعالی نے اُن کے فرزند کو ذبح سے سالم رکہا اور دُنبہ
کے ساتہ اُس کا فدیہ کیا جس وقت اللہ پاک کسی پر انعام کرتا ہے تو محاورہ عرب مین یون کہتے ہین
کہ ابلاہ اللہ ابلاء و بلاء لیکن قول اول اولی ہے اگرچہ ابتلا خیر و شر کے ساتہ آزمانے مین مستعمل ہوتا
ہے اسی باب سے یہ آیت کریمہ ہے وَنَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَیۡرِ فِتۡنَةً لیکن مناسب مقام معنی
اول ہین ابو زید نے کہا یہ اُس بلا کے بارے مین ہے جو اُن پر نازل ہوئی تہی اس مین کہ وہ اپنے
بیٹے کو ذبح کرین کہا اور یہہ منجملہ بلائے مکروہ ہے وَفَدَیۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ذبح بالکسر اسم ہے مذبوح کا
جیسے طحن اسم ہے مطحون کا جمع اسکی ذبوح ہے اور بالفتح مصدر ہے عظیم کے معنے عظیم القدر ہین عظیم
الجثہ مراد نہین ہے اُس کی قدر اس لیے عظیم ہوئی کہ اُس کے ساتہہ ذبیح کا فدیہ کیا گیا یا اس
لیے کہ وہ مقبول ہے نحاس نے کہا کہ عظیم لغت مین واسطے کبیر کے اور واسطے شریف کے آتا
ہے اہل تفسیر اس جگہہ اس پر ہین کہ واسطے شریف کے ہے یعنی قبول کیا ہوا مطلب یہہ
ہے کہ مقبولیت کی شرافت جو اُسے حاصل ہوئی اس لیے اُسکو عظیم کہا یا اس واسطے
کہ وہ دُنبہ چالیس برس جنت مین چر چکا تہا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کا قول اول گزر چکا
ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے اور قول اول گزر چکے ہین منجملہ معلوم و مقرر یہ بات ہے کہ ہر شے

جو جنت کی ہے آگ اُس مین اثر نہین کرتی ہے پس اُس دنبے کا گوشت پکا یا نہین گیا بلکہ درندون
پرندون نے اُس کو کہا لیا فقاتل معنی یہہ ہین کہ کر دیا ہم نے اُس ذبح عظیم کو فدیہ واسطے اُس
کے اور خلاصی دی ہمنے اسکو بسبب اس کے ذبح سے ابو السعود نے کہا جبکہ حضرت ابرہیم علیہ
الصلوۃ و السلام نے اُس دنبے کو ذبح کیا تو حضرت جبریل علیہ الصلوۃ و السلام نے کہا
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر پہر ذبیح نے کہا لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر پہر ابرہیم علیہ الصلوۃ
و السلام نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد پس یہہ سُنت باقی رہی انتھی حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا مین نے نذر مانی کہ البتہ مین
اپنے نفس کو ذبح کرونگا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنے البتہ مقرر ہے واسطے تمہارے اللہ
کے رسول مین اقتدائے نیک پہر یہہ آیت پڑہی و فدیناہ بذبح عظیم پس اُسکو امر
فرمایا ایک دنبے کا تو اُس نے اُس کو ذبح کر دیا اخرجہ عبد الرزاق و ابن جریر و ابن
المنذر و الطبرانی و ابن مردویۃ عنہ و اخرجہ الطبرانی من طریق اُخری عنہ نحوہ حضرت
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت سے استشہاد فرمایا ہے اُس
شخص کے حق مین جس نے اپنے بیٹے کے ذبح کی نذر مانی کہ اُس کو ایک بکری ذبح
کرنا لازم ہے انتہی بیضاوی نے بعد نقل اس قول کے یہ کہا و لیس فیہ ما یدل علیہ انتہی یعنی
آیت مین وہ شے نہین ہے جو قول مذکور پر دال ہو حضرت محی الدین شیخ زادہ رضی اللہ
تعالی عنہ نے اسپر کہا ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس اعتراض کے جو صاحب تقریب نے
اس استدلال پر وارد کیا ہے باین قول کہ فیہ نظر اس لیے کہ آیت مین نہ تو نذر کا ذکر
ہے نہ لزوم ذبح کا بلکہ اللہ تعالے نے اُن پر تفضل بفدا فرمایا اور نیز یہ شرع من قبلنا ہے
انتہے شارح یمنے نے اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ مروی ہے کہ کہ فرشتون نے جب حضرت
خلیل علیہ السلام کو غلام حلیم کی بشارت دی تو فرمایا کہ اب وہ اللہ کے واسطے ذبیح ہے
اور یہہ نذر بذبح ولد ہے اسی لیے جس وقت وہ لڑکا اُن کے ساتہ حد سعی کو پہونچا تو اُن
سے کہا گیا کہ اپنی نذر کو وفا کر پس اپنے بیٹے سے کہا انی اری فی المنام انی اذبحک باین
معنی کہ مین دیکہتا ہون خواب مین وہ شے جس کی تعبیر تیرا ذبح ہے رہا لزوم ذبح کا
سو اس لیے ہے کہ اگر وہ لازم نہ آتا تو فدیہ کی طرف حاجت نہ ہوتی اور شرع من

قبلنا جبکہ نسخ نہ ہو توہم اُس کے ساتھہ مکلف ہین علی حسب الخلاف انتہی قولہ تعالیٰ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
فِي الْآخِرِينَ پر وقف نہین ہے اسواسطے کہ قولہ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ مفعول ہے
ترکنا کا سلام سے مراد ثنائے جمیل ہے یعنے چھوڑ رکہا ہم نے اُس پر پچہلی اُمتون مین جو اُس کے
بعد آئین گی اس قول کو کہ سلام علی ابرٰہیم مطلب یہہ ہے کہ پچہلے لوگ اُن کا ذکر خیر سے
کرین گے اُن کی ثنا وصفت کرین گے عکرمہ نے کہا کہ سلام ہماری طرف سے کسی نے کہا کہ سلامتی
آفات سے اس مین ویسا ہی کلام ہے جیسا کہ سلام علی نوح فی العالمین مین ہے اسی سورت
مین اُس کے معنے واعراب کا بیان گذر چکا ہے كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ یعنے مثل اس جزائے
عظیم کے جزا دیتے ہین ہم اُس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کے امر کے واسطے مطیع ومنقاد ہوتا ہے
یہان انا کذٰلک نہین فرمایا جیسا کہ اُس کے غیر مین کہا ہے اس لیے کہ اسی قصے مین سابق
ہو چکا ہے پاس خفت ایک بار کے ذکر پر اکتفا فرمایا إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ یعنے بیشک
وہ ہمارے اُن بندون مین سے ہے جنہون نے عبودیت کو اُسکا حق دیا ہے اور اللہ پر ایمان
لانے مین اور اُس کے یکتا سمجھنے مین راسخ دم اور ثابت قدم ہین وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا
مِنَ الصَّالِحِينَ یعنے بشارت دی ہم نے ابرٰہیم کو ایک لڑکے کی جو اُس کے واسطے
پیدا کیا جاوے گا اور نبی بنے گا بعد اس کے کہ اُس عمر کو پہونچے گا جس مین اُس کے لائق
ہو گا نبیًا منصوب ہے بنا بر حال اور یہہ حال مقدرہ ہے زجاج نے کہا اگر ذبیح حضرت اسحٰق
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہون تو حال کا مقدرہ ہونا ظاہر ہے اولیٰ یہہ ہے یون کہین کہ جس نے
ذبیح کی تفسیر حضرت اسحٰق کے ساتھہ کی ہے تو اُس نے بشارت کو اس جگہہ اُنکی نبوت کے
ساتھہ خاص ٹہیرایا ہے اور ذکر صلاح مین بعد نبوت کے تعظیم ہے شان صلاح کی اور وقت
بشارت کے وجود مبشر بہ کی حاجت نہین ہے کیونکہ ذوالحال کا وجود کچھہ شرط نہین ہے شرط
جو ہے سو وہ مقارنت ہے واسطے فعل کے من الصالحین جس طرح یہ جائز ہے کہ نبیا کی صفت
ہو اسی طرح یہ بہی جائز ہے کہ اُس مین کی ضمیر مستتر سے حال ہو تو اب متداخل حال ہو جائینگے
وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ یعنے برکت دی ہمنے ابرٰہیم پر اور اسحٰق پر بایں طور کہ
ہم نے اپنی نعمتین پے در پے انکو عطا کین کسی نے کہا کہ ہم نے اُن کی اولاد بڑہائی کسی نے
کہا کہ علیہ کی ضمیر حضرت اسمٰعیل کی طرف پہری ہے لیکن یہ قول بعید ہے کسی نے کہا کہ اس جگہہ
مبارکہ سے مراد ثنائے حسن ہے اُن پر روز قیامت تک کسی نے کہا کہ ہم نے اُسکی پشت سے

ہزار نبی نکالے اول انکو تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہین اور اُن کے آخر حضرت عیسی ہین علیہم الصلوۃ والسلام یہ قول گویا کثرت اولاد کی تفصیل ہے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ یعنے انکی اولاد دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو ایمان لاکر توحید اختیار کر کے اپنے عمل مین حسان و اخلاص کرنے والا ہے دوسرا وہ ہے جو کہ کفر و معاصی کر کے اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے جبکہ اللہ پاک نے ذریت مین برکت و کثرت کا ذکر کیا تو یہہ بہی بیان فرمادیا کہ اس عنصر شریف و اصل مبارک سے ذریت کا ہونا کچہ اُن کو نافع نہین ہے اور نہ پلیدی و پاکی کا امر عرق و عنصر پر جاری ہوتا ہے کیونکہ کبہی نیک کے بد پیدا ہوتا ہے اور بد کے نیک یہ بات اُس قبیل سے ہے جو کہ طبائع و عناصر کی بنا کو منہدم کرتی ہے بلکہ وہ جو نفع یاب ہونگے سو اپنے اعمال سے نہ اپنے باپ دادون سے کیونکہ یہود و نصاری اگرچہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہین پر جس کہلی گمراہی کی طرف وہ گئے سو گئے اور عرب گو حضرت اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اصل ثابت کی فرع ثابت ہین پر شرک پہ مرے مگر جسکو اللہ پاک نے بسبب اسلام کے بچالیا

	حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم		ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست	

اس مین ایک تنبیہ عظیم ہے اس پر کہ ظلم جو اُن کی اولاد مین ہے وہ اُن پر کوئی عیب و نقصان عائد نہین کرتا ہے اور آدمی کا جو عیب کیا جاتا ہے سو بسبب اُسی کے بد فعل کے اور اسی کام پر عتاب کیا جاتا ہے جس کو اُس کے ہاتہون نے کمایا نہ اُس شے پر جو اُسکی اصل و فرع سے وجود مین آئے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اِس مضمون کی دلیل روشن ہے **ف** فتح البیان مین ذبیح کے باب مین جو دو قول ہین جنکا ذکر ہوچکا ہے اُن کا مع دلائل ہر قول کے ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر قول کی دلیل کا جواب ممکن ہے اور اُس کے واسطے مناقشہ ہوسکتا ہے یہ مسئلہ اُن عقائد مین سے نہین ہے جن کی معرفت کے ہم مکلف ہین پس قیامت کے دن ہم سے اُس کا سوال نہ ہوگا تو اس قبیل سے ٹہیرا کہ نہ اُس کا علم نافع ہے نہ اُس کا جہل مضر پہر کہا ہے کہ ہم نے جو اختلاف بیان کیا اور اختلاف والون کے دلائل ذکر کیے ہین اُس سے تم جانتے ہو کہ اس مقام مین وہ شے نہین ہے جو موجب قطع ہو یا بتعیین ظاہر اس کا رجحان متعین ہو محققین مصنفین مین سے ایک گروہ نے ہر قول کو ترجیح دی ہے جیسے ابن جریر کہ انہون نے اُس قول کو ترجیح دی ہے کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ الصلوۃ والسلام ہین لیکن اسپر صرف بعض اقوال سے استدلال کیا ہے اُن قولون مین سے جنکو ہم نے یہان بیان کیا ہے

اور جیسے ابن کثیر کہ انہوں نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اس پر دلائل کو اقوی و اصح ٹہیرایا ہے حالانکہ بات ویسی نہیں ہے جو انہوں نے ذکر کی کیونکہ یہ دلائل اُرکم رتبہ کے نہیں ہیں اُن لوگوں کی دلیلوں سے جو قائل اُس کے ہیں کہ ذبیح حضرت اسحق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو ان سے فوق ہی نہیں اور نہ ان سے ارجح ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات میں کوئی شے صحیح نہیں ہوئی ہے اور جو آپ سے مروی ہے سو یا تو موضوع ہے یا سخت ضعیف اب باقی نہ رہی مگر مجرد استنباطات قرآن شریف سے چنانچہ سابق میں ہم نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور وہ محتمل ہیں اور محتمل سے حجت قائم نہیں ہوتی ہے پس جس بات سے کہ آگے بڑہنا نہ چاہیے اور جس میں ترجیح بلا مرجح اور استدلال بمحتمل سے سلامتی حاصل ہوتی ہے وہ بات وقف ہے چنانچہ زجاج رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ اللہ اعلم ایہما الذبیح یعنی اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ دونوں بیٹوں میں سے ذبیح کون ہے یہ تیسرا مذہب ہے یعنے احد القولین کے ساتھہ جزم کرنے سے توقف کرنا اور اُس کے علم کو اللہ سبحانہ کے سپرد کرنا واقع میں وقت تعارض دلائل کے یہ طریقہ بغایت اسلم ہے بالجملہ جب اللہ پاک یہہ بیان کر چکا اُس نے ذبیح کو ذبح سے نجات دی اور بعد اُس کے اُن پر نبوت کا احسان کیا تو جو منت و احسان اُس نے حضرت موسے و حضرت ہارون علیہما السلام پر کیا تہا اُسکا ذکر فرمایا پس ارشاد کیا۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم نے احسان کیا موسی اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے اُنکو اور اُن کی قوم کو اُس بڑی گبہراہٹ سے اور اُن کی مدد کی تو وہی رہے زبر اور دی ہم نے اُن کو کتاب واضح اور سجہائی اُنکو سیدہی راہ اور باقی رہا اُن پر پچہلی خلق میں کہ سلام ہے موسی اور ہارون علیہما السلام پر ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو وہ دونوں ہمارے بندوں ایمان داروں میں ہیں انتہی **ف** اللہ پاک اُس انعام کا ذکر فرماتا ہے جو اُس نے حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام پر کیا وہ یہہ ہے کہ دونوں کو نبوت عطا فرمائی اور فرعون اور اُسکی قوم جو بنی اسرائیل پر قہر و زبردستی کرتے تہے اور اُن کے حق میں بڑی بُرائی کا قصد کیا کرتے کہ اُن کے بیٹوں کو مار ڈالتے اور

اور عورتوں کو زندہ چھوڑتے اور ذلیل سے ذلیل کام ان میں اُن کو لگاتے تھے اللہ پاک نے اُن دونوں کو اور انکو جو اُن پر ایمان لائے تھے اس بلا سے نجات دی اور ہس سب کے بعد اُن کو اُن پر مظفر و منصور کیا اور اُن کی آنکھوں کو اُن کے ہلاک ہونے سے ٹھنڈا کیا سو یہ اُن پر غالب ہوئے اور اُن کے زمین و مال اور جو کچھ اپنی مدت عمر میں جمع کیا تھا یہ سب لے لیا پھر اللہ عز و جل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب عظیم واضح و جلی و ظاہر نازل فرمائی یعنے توریت شریف کما قال تعالی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً اور اس جگہہ یوں ارشاد فرمایا وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنے ہم نے انکو وہی کتاب کھلی اور بتائی ہم نے انکو راہ سیدھی اقوال و افعال میں وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ یعنے باقی رکھا ہم نے واسطے اُن کے بعد اُن کے ذکر جمیل و ثنائے حسن پھر اسکی تفسیر فرمائی اپنے اس قول سے سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الآیہ کذا فی ابن کثیر

فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ منت و احسان سے مراد نبوت وغیرہ منہائے عظیم ہیں جنکا اللہ پاک نے اُن پر انعام فرمایا تھا قوم سے مراد مومنین بنی اسرائیل ہیں کرب عظیم سے مراد فرعون کا اُن کو غلام بنا لینا ہے جس میں وہ مبتلا تھے اور وہ بلا و ایذا جو اُس کی طرف سے انکو پہونچتی تہی کسی نے کہا مراد غرق ہے جس نے فرعون کو اور اُس کی قوم کو ہلاک کر دیا قول اول اولی ہے کیوں کہ وہ عام ہے یہہ بھی اُس میں داخل ہے نصرناھم میں ضمیر جمع کی ذکر فرمائی فرا نے کہا حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام اور اُن کی قوم کی طرف پہرتی ہے اس لیے کہ اس سے قبل ونجینا ہما وقومہما ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی و حضرت ہارون دونوں کی طرف راجع ہے ضمیر جمع اُن کی تعظیم کے واسطے ہے قول اول اولے ہے اسواسطے کہ ماقبل میں قرینہ اُس کا موجود ہے نصر سے مراد تائید ہے واسطے اُن کے دشمنوں پر یعنے پہر وہ ہو گئے بسبب ہماری تائید و نصر کے وہی غالب اپنے قبطی دشمنوں پر بعد اُس کے کہ اُن کے قید و قہر کے تحت میں تھے ضمیر ہم تاکید کی ہے یا بدل ہے یا ضمیر فصل سے ظاہر تر یہی ہے کتاب مستبین سے مراد توریت شریف ہے یعنی جن حدود و احکام کو وہ لائی ہے اُن میں ظاہر و واضح ہے محاورے میں بولتے ہیں استبان کذا ای صار بینا یعنے فلان شے ظاہر و واضح ہو گئی صراط مستقیم وہ سیدہی راہ ہے جس میں کسی طرح کی کجی نہ ہو مراد دین اسلام ہے کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو حق و صواب عقلا و سمعا ہے اسکی طرف پہونچا دیتی ہے یا مطلوب کیطرف الصیا کر دیتی ہے جواب جنت ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنے جس طرح ہم نے اُن کو جزا دی اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں احسان

کرنے والون کو بہر اس احسان کی یہ علت بیان کی کہ انہ من عبادنا المومنین یعنے وہ محسنین اس
واسطے ہوئے کہ ہمارے ایمان دار بندون مین سے تہے اس مین ایمان کی جلالت قدر و
اصالت امر کا اظہار ہے یعنے ایمان ایسی جلیل القدر واصل شے ہے کہ محسنین کا درجہ ایمان
ہی سے ملتا ہے بہر اللہ پاک نے حضرت الیاس علیہ السّلام کا ذکر فرمایا وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ
رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور تحقیق الیاس ہے رسولون مین جب
کہا اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہین کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو
جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادون کا بہر اسکو جہٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہین مگر جو بندے
ہین اللہ کے چنے اور باقی رکہا ہم نے اس پر پچہلی خلق مین کہ سلام ہے الیاسؑ پر ہم یون بدلا
دیتے نیکی کرنے والون کو وہ ہے ہمارے بندون ایمان دار مین **ف** حضرت الیاس
اولاد مین حضرت ہارون کے ہین شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بہیجا وہ پوجتے تہے بت
اُس کا نام بعل تہا **ف** الیاس کو الیاسین بہی کہتے ہین جیسے طور سینا اور طور سینین اور
آل یاسین بہی پڑہا ہے کسی نے تو یاسین اُن کے باپ کا نام ہے انتہے **ف** قتادہ و ابن
اسحاق نے کہا کہتے ہین کہ الیاس وہی ادریس علیہ الصلوۃ والسّلام ہین ابن ابی حاتم نے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ الیاس وہی ادریس علیہ الصلوۃ
والسلام ہین اسی طرح ضحاک نے بہی کہا ہے وہب بن منبہ نے کہا کہ یہ الیاس بن نسی بن فنحاص بن
العیزار بن ہارون بن عمران علیہم الصلوۃ والسلام ہین اللہ تعالی نے بنی اسرائیل مین انکو بہیجا
بعد حزقیل علیہما السلام کے اُنہون نے ایک بُت کو پوجا تہا جس کو بعل کہتے تہے پس الیاس
علیہ السّلام نے اُن کو اللہ تعالی کی طرف بلایا اور ماسوے اللہ کے پوجنے سے اُن کو منع
کیا اُن کا بادشاہ حضرت الیاس علیہ السّلام پر ایمان لے آیا تہا پہر وہ لوگ مرتد ہو گئے اور
اپنی گمراہی پر مستمر رہے اور اُن مین سے کوئی اُن پر ایمان نہ لایا پہر حضرت الیاس نے اُن کی
بد دعا کی تو تین برس اُن سے بارش روکی گئی پہر اُن سے یہ درخواست کی کہ یہ بلا اُن سے
دور کی جائے اور اُن پر ایمان لانے کا اُن سے وعدہ کیا اگر اُن پر پانی برسے پس حضرت

الیاس نے اُن کے لیے دعا کی تو پانی برسا پہر وہ اُسی خبیث ترین کفر پر مستمر رہے جسپر وہ پہلے
قائم تہے پہر حضرت الیاس نے اللہ تعالی سے یہہ سوال کیا کہ اُن کو اپنی طرف قبض کرے اور
اور یسع بن اخطوب نے حضرت الیاس کے ہاتہون پر پرورشس پائی تہی سو یسع نے حضرت
الیاس کو امر کیا کہ فلان فلان مکان کی طرف جائین پہر جو شئے اُن کے پاس آئے تو اُس پر
سوار ہولین سو اُن کے پاس ایک گہوڑا آیا آگ کا تو وہ سوار ہوگئے اللہ تعالی نے انکو نور
پہنایا اور اُن کو پر پہنائے فرشتون کے ساتہہ اُڑتے تہے ملک اِنسی سماوی آرضی ہوگئے
وہب نے انکو اہل کتاب سے اسی طرح حکایت کیا ہے واللہ اعلم بصحتہ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ
اَلَا تَتَّقُوْنَ یعنے جب کہا اپنی قوم کو کیا تم نہین ڈرتے ہو اللہ عز وجل سے اس بات مین کہ
تم اُس کے غیر کو پوجتے ہو حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و سُدی نے کہا بعلا یعنی ربًا
عکرمہ و قتادہ نے کہا یہہ لغت ہے اہل یمن کا یعنے رب کو بعل کہتے ہین قتادہ سے ایک
روایت مین ہے کہ یہہ لغت ہے ازدشنوءہ کا ابن اسحق نے کہا مجہے بعض اہل علم نے
خبر دی کہ وہ لوگ ایک عورت کو پوجا کرتے تہے جس کا نام بعل تہا عبد الرحمن بن زید
بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ ایک بت کا نام ہے اُسکو وہ شہر
والے پوجا کرتے تہے جس کو بعلبک کہتے ہین جو کہ دمشق کے غربی جانب مین ہے ضحاک
نے کہا وہ ایک بت ہے جس کو وہ پوجتے تہے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنے کیا تم پوجتے ہو ایک
بت کو وَتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے اور چہوڑتے ہو
بہتر پیدا کرنے والے کو جو کہ اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادون کا یعنے
مستحق عبادت کا وہی وحدہ لا شریک لہ ہے فرمایا اللہ پاک نے فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ
یعنے پہر قوم نے اُس کو جہٹلایا سو بے شک البتہ وہی حاضر کیے جائینگے واسطے عذاب
کے روز حساب مین اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ یعنے گروہ اللہ کے چُنے بندے جو اُن
مین سے موحد ہین یہ استثنائے منقطع ہے کلام مثبت سے الیاسین ایسا ہے
جیسا کہ اسمعیل مین اسمعین کہتے ہین یہہ لغت ہے بنی اسد کا بعض بنی تمیم نے گوہ مین
جس کو اُس نے شکار کیا تہا یہ شعر پڑہا ہے ؎

یَقُوْلُ رَبُّ السُّوْقِ لَمَّا جِیْنَا	هٰذَا وَرَبِّ الْبَیْتِ اِسْرَائِیْنَا

اور میکال و میکائیل و میکائین و ابراہیم و ابراہام و اسرائیل و اسرائین و طور سیناء و

وطورسینین بولتے ہین یہہ ایک موضع ہے اور یہہ سب جائز ہے دوسرون نے سلامٌ علٰے
آل یاسین پڑہا ہے یہہ قرارت حضرت ابن مسعود رضے اللہ تعالی عنہ کی ہے اور لوگون نے کہا ہے
سلامٌ علی آل یاسین یعنے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ اعلم کذا فی ابن کثیر **ف**
فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ مفسرین نے فرمایا ہے حضرت الیاس ایک نبی ہین انبیائے
بنی اسرائیل سے انکا قصہ جو اپنی قوم کے ساتہہ گزرا وہ مشہور ہے کسی نے کہا یہ الیاس بن یاسین
ہین حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہما السلام کے سبط سے ابن اسحق وغیرہ نے کہا ہے
کہ بعد یوشع علیہ السلام کے یہی حضرت الیاس بنی اسرائیل کے کام کے قیم تہے کسی نے کہا کہ
الیاس برادر عم زاد یسع علیہ السلام کے ہین قول اول اولی ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالے
عنہما کہتے ہین رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخضر ہو الیاس یعنے خضر ہی الیاس
ہین اخرجہ ابن مردویہ کسی نے کہا کہ الیاس ہی خضر ہین کسی نے کہا نہین بلکہ خضر ہی یسع ہین
ایک قوم نے یہہ توہم کیا کہ یسع ہی الیاس ہین حالانکہ بات یون نہین ہے اس لیے کہ اللہ
پاک نے ہر ایک کا ذکر علیحدہ کیا ہے وہب نے کہا کہ یسع صاحب الیاس ہین یہ دونون
حضرت زکریا و یحیے و حضرت عیسے علیہم السلام سے قبل تہے کسی نے کہا الیاس ہی ادریس
ہین یہہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے
دادا ہین اور حضرت الیاس اُن کی ذریت سے ہین حضرت الیاس و حضرت خضر علیہما السلام
کے حق مین کہا گیا ہے کہ یہہ دونون زندہ ہین کسی نے کہا کہ حضرت الیاس تو بیابانون پر
مقرر کیے گئے ہین جس طرح کہ حضرت خضر دریاؤن پر موکل ہین امام سیوطی رحمہ اللہ تعالی
نے اتقان مین فرمایا ہے وہب نے کہا کہ حضرت الیاس عمر دیے گئے ہین جس طرح کہ حضرت
خضر کو عمر دی گئی ہے اور وہ آخر دنیا تک باقی رہین گے ٥

مرے جو عشق کے عاشق کبہو بیان کرتے		مسیح و خضر بہی مرنے کی آرزو کرتے	

حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ دونون یعنے حضرت الیاس و حضرت خضر مر چکے اور ہم
نہین کہتے ہین جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین ادلہ مین نظر کر کے یہی قول راجح ہے
واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم پہر اس مین اختلاف ہے کہ حضرت خضر نبی مرسل تہے یا
فقط نبی یا منجملہ اولیائے کرام تہے رہے حضرت الیاس سو وہ باتفاق نبی مرسل ہین ✣
ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام کی صفت پر تہے

غضب وقوت مین اُنہون نے اچھی طرح نشو ونما پایا تہا اللہ تعالے کی عبادت کرتے
تہے اللہ پاک نے اُن کو نبی رسول کیا اور اُن کو نشانیان عطا کین اور پہاڑ اور شیر
وغیرہ اُن کے لیے مسخر کر دیے جمہور نے الیاس کو ہمزہ مکسورہ مقطوعہ پڑہا ہے اور
ابن ذکوان نے بوصل ہمزہ یہ دونون سبعیہ مین آخیر کی ابن عامر سے بہی مروی ہے
توجیہ دونون کی یہہ ہے کہ الیاس اسم اعجمی ہے عرب نے اس کے ساتہہ تلاعب
کیا سو کبہی تو اُس کے ہمزہ کو قطعی کیا اور کبہی وصلی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ واعمش ویحیے بن وثاب نے وان ادریس لمن المرسلین پڑہا ہے حضرت
اُبیّ نے ایلیس پڑہا ہے کلمہ اذ ظرف ہے لمن المرسلین کا یا متعلق ہے محذوف
سے اے اذکر یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ یعنی ای
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یاد کر اُس وقت کو جبکہ الیاس نے اپنی قوم سے کہا کیا
تم نہین ڈرتے ہو اللہ تعالی کے عذاب سے پہر اُن پر انکار کر کے یون کہا اَتَدْعُوْنَ
بَعْلًا یعنے تم پکارتے ہو بت کو اور طلب کرتے ہو اُس سے خیر کو ثعلب نے
کہا لوگون نے بعل مین اختلاف کیا ہے سو ایک گروہ نے کہا کہ بعل اس جگہہ بت ہے
شیطان اُس کے جوف مین گہس جاتا اور گمراہی کے ساتہہ تکلم کرتا خادم لوگ اُسکو یاد
کر لیتے اور لوگون کو سکہاتے تہے طول اُس کا بیس گز کا تہا اور اُس کے چار موہنہ
تہے پس وہ اُس کا اعتنا و اہتمام و تعظیم کرتے تہے اور اُسکی خدمت مین چار
سو خادم رکہے تہے اور اُنکو اُس کے بیٹے قرار دیے تہے اُس کے موضع کو بک کہتے
تہے پہر دونون اسم مرکب کیے گئے اور بعلبک ہو گیا یہ شہر بلاد شام سے ہے
ایک جماعت نے کہا بعل سے مراد یہان بادشاہ ہے ابن اسحق نے کہا وہ ایک
عورت تہی اُس کی پوجا کیا کرتے تہے واحدی نے کہا مفسرین کہتے ہین کہ بعل بمعنے
رب ہے لغت یمن مین سید ورب کو بعل کہتے ہین نحاس نے کہا دونون قول
صحیح ہین یعنے کیا تم پکارتے ہو بت کو جس کو تمنے رب بنایا ہے قولہ تعالی وَتَذَرُوْنَ
اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ جملہ حالیہ ہے یا معطوف ہے تدعون پر انکار کے تحت مین داخل
ہے جیسا کرسمین نے کہا یعنے کیا تم پکارتے ہو بعل کو اس حال مین کہ چہوڑتے ہو احسن
الخالقین کی عبادت کو یا یہ معنے ہین کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور کیا چہوڑتے ہو احسن

الخالقین کی عبادت کو مطلب یہہ ہے کہ تم دونون کام بُرے کرتے ہو نہ تو تمکو یہ یہہ پہونچتا ہے کہ بعل کو پکارو اور نہ یہہ کہ احسن الخالقین کی عبادت کو چھوڑو بلکہ یون چاہیے کہ بعل کے پکارنے پوجنے کو ترک کرو اور احسن الخالقین ہی کو پوجو احسن الخالقین سے مراد احسن المقدرین ہے اس واسطے کہ خلق اختراع اشیا مین حقیقت ہے اور کبھی بمعنے تقدیر بھی مستعمل ہوتا ہے یہان یہی مراد ہے اب وہ وہم دور ہو گیا کہ ثبوت خلق کا واسطے غیر اللہ کے لازم آتا ہے کیونکہ افعل تفضیل بعض ہوتا ہے اُس شے کا جس کی طرف اُس کی اضافت کیجاتی ہے جیسے زید افضل القوم کہ زید بعض ہے قوم سے اور بہترین قوم ہے اسی طرح بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اور خالق ہین اور اللہ اُنمین کا بہتر خالق ہے حالانکہ خالق اللہ ہی ہے اور ماسوائے اسکا ہرگز کوئی خالق نہین ہے اور جیسے یون کہو کہ اللہ پاک بہتر ہے سب اندازہ کرنے والون کا کیونکہ جیسا اللہ کا اندازہ ٹھیک ہوتا ہے ویسا کسی کا اندازہ درست و راست نہین ہوتا تو اب ثبوت خلق کا غیر اللہ کے واسطے نہ ہوگا یا یون کہو کہ اضافت خلق کی اللہ تعالیٰ کی طرف بمعنی ایجاد ہوتی ہے اور بندون کی طرف بمعنی کسب کیونکہ مراد یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن ہے اُس کا جس پر خالق کا اطلاق کیا جاتا ہے کسی معنے کے ساتھہ ہو جیسا کہ آمدی نے کہا ہے اور معتزلہ کے قول پر خود ظاہر ہے اس لیے کہ اُن کے نزدیک خود بندے اپنے افعال کے خالق ہین اور اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے سابق مین اسکی بحث گزر چکی ہے حمزہ وغیرہ[1] نے اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ بنصب اسمائے ثلاثہ پڑھا ہے یہہ نصب بنا بر بدل ہے احسن سے کسی نے کہا بنا بر مدح کسی نے کہا بنا بر عطف بیان ابو عُبید نے اُس کا نصب بنا بر نعت حکایت کیا ہے نحاس نے کہا یہ غلط ہے یہ جو ہے سو بدل ہے اور نعت جائز نہین ہے اس لیے کہ یہ تحلیہ نہین ہے یعنی اسم مبارک اللہ اسم ذات ہے ہمیشہ موصوف ہوا کرتا ہے یہ کسی کی صفت نہین پڑتا ہے قرارت نصب کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے ابن کثیر وغیرہ[2] نے برفع پڑھا ہے نحاس نے کہا باین معنے کہ ہو واللہ ربکم یعنے اسم شریف خبر ہے مبتدا سے محذوف کی نحاس نے کہا اولی قول یہ ہے کہ اللہ مبتدا ہے اور ربکم خبر بدون اضمار و حذف کے اخفش سے حکایت کیا گیا ہے کہ رفع اولی و احسن ہے ابن انباری نے کہا کہ جس نے برفع پڑھا ہے یا بنصب تو اُس نے احسن الخالقین پر بجہت تمام وقف

[1] یعنی کسائی و یعقوب و حفص
[2] یعنی نافع و ابو عمرو و ابن عامر و ابو بکر

نہین کیا ہے اس لیے کہ اسم شریف اللہ مترجم ہے احسن الخالقین سے یعنے اُس کا بیان ہے
دونون وجہون کی بنیاد پر معنے یہہ ہین کہ اللہ پاک تمہارا خالق ہے اور تمہارے اگلون کا خالق
ہے سو وہی ہے جس کے واسطے عبادت لائق ہے فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ
کا مطلب یہہ ہے کہ ہر قوم نے حضرت الیاس کی تکذیب کی سو وہ بسبب انکی تکذیب کے البتہ
حاضر کیے جائین گے عذاب مین یا نار مین اول گذر چکا ہے کہ احضار مطلق مخصوص ہے
ساتہہ شر کے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ یعنے مگر وہ بندے اللہ کے جو حضرت الیاس پر
ایمان لانے والے تہے انکی قوم سے استثناے متصل ہے اس مین دلیل ہے اس پر
کہ اسکی قوم مین وہ لوگ بہی تہے جنہون نے انکی تکذیب نہین کی پس اسی لیے اُن کا
استثنا کیا مخلصین کو بکسر و بفتح لام پڑہا ہے کسر کی بنا پر یہہ معنے ہین کہ انہون نے اخلاص
کیا واسطے اللہ تعالے کے فتح کی بنیاد پر یہہ معنے ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون مین
سے انکو برگزیدہ کیا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی تفسیر اول گزر چکی ہے سَلٰمٌ
عَلٰٓى اِلْيَاسِيْنَ نافع و ابن عامر و اعرج و شیبہ نے باضافت آل پڑہا ہے طرف
یاسین کے بمعنے اہل یاسین باقی قرا نے بکسر ہمزہ و سکون لام جو کہ یاسین سے ملا ہوا
ہے مگر حضرت حسن کہ انہون نے الیاسین پڑہا ہے آل تعریف کو یاسین پر داخل کیا
ہے کہا ہے کہ مراد ان کل قراتون پر الیاس ہین اور انہین پر تسلیم واقع ہوئی ہے
لیکن ایک اسم عجمی ہو اور عرب لوگ عجمی نامون مین اضطراب کیا کرتے ہین اور بکثرت انکو تغیر دیتے
ہین ابن جنی نے کہا کہ عرب لوگ عجمی نامون کے ساتہہ خوب تلاعب کرتے ہین پس یاسین
والیاس والیاسین ایک شے ہے اخفش نے کہا عرب لوگ ایسا کیا کرتے ہین کہ قوم مین
سے جو جلیل القدر ہوتا ہے اُس کے نام کے ساتہہ اُس قوم کا نام رکہہ دیتے
ہین پس مہالبہ بولتے ہین اس بنا پر کہ اُن مین سے ہر شخص کا نام مہلب رکہہ دیا
کہا پس اس بنا پر اُن مین سے ہر شخص کا نام الیاسین رکہہ گویا فرا نے کہا
ہم الیاسین کو اس طرف لے جاتے ہین کہ اُسے جمع ٹہیراتے ہین ہر اُس کے نام
مین اُس کے اصحاب کو اُس کے ساتہہ داخل کرتے ہین ابو علی فارسی نے کہا تقدیر
اُس کی الیاسین ہے مگر ہر دو یاے نسبت حذف کر دی گئین جس طرح کہ اشعرین
و اعجمین مین محذوف ہوئی ہین فرا و ابو عبیدہ نے جمہور کی قرات کو ترجیح دی

ہے کہا اس لیے کہ سورتون مین سے کسی شے مین آل فلان نہین فرمایا اسم ہی کا ذکر کیا اسی طرح الیاسین ہے کیونکہ یہہ جو ہے سو بمعنے الیاس ہے یا بمعنے الیاس واتباع الیاس کلبی نے کہا کہ آل یاسین سے مراد آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے واحدی نے کہا یہ قول بعید ہے اس لیے کہ اس کے مابعد وماقبل جو کلام ہے وہ اس پر دلالت نہین کرتا ہے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ہم آل محمد آل یاسین ہین کسی نے کہا کہ آل قرآن اس لیے کہ یاسین منجملہ اسمائے قرآن شریف ہے اس مین بعد بعید ہے اناکذ لک نجزی المحسنین کے یہ معنے ہین کہ جس طرح ہم نے الیاس کو جزا دی باین طور کہ اسکی سیرت حسنہ کو پچھلون مین باقی رکھا اسی طرح ہم جزا دیتے ہین محسنین کو پہر اللہ پاک نے حضرت لوط علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ ذکر کیا وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور تحقیق لوط ہے رسولون مین سے جب بچا دیا ہم نے اسکو اور اس کے گہر والون کو سارے مگر ایک بڑہیا رہ گئی رہنے والون مین پہر اوکہاڑ مارا ہم نے دوسرون کو اور تم گزرتے ہو انپر صبح کے وقت اور رات کو پہر کیا نہین بوجہتے **ف** قوم لوط کی بستیان الٹی ہوئین نظر آتی تہین شام کی راہ مین انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے بندہ و رسول لوط علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ اس نے انکو بہیجا طرف اُن کی قوم کے پہر قوم نے ان کی تکذیب کی تو اللہ پاک نے قوم کے درمیان سے اُن کو اور اُن کے گہر والون کو بچا لیا مگر اُن کی عورت کہ وہ ہلاک ہوئی اُن لوگون کے ساتھ جو اُس کی قوم سے ہلاک ہوئے اللہ پاک نے طرح طرح کی عقوبت سے اُن کو ہلاک کیا اور جس زمین مین اُن کی بستی تہی اُس کی جگہہ ایک چہوٹا دریا بدبو بدشکل بدمزہ کر دیا اور اُسکو رہ گزر ٹہیرایا کہ مسافر لوگ رات دن اُسپر سے گذر کرتے ہین اسی لیے یون فرمایا وانکم لتمرون علیہم مصبحین وباللیل افلا تعقلون یعنے کیا پہر تم اُن سے عبرت نہین لیتے ہو کہ اللہ تعالی نے انکو کیسا ہلاک کر ڈالا اور کیا جانتے نہین ہو کہ کافرون کے واسطے ایسا ہی قصہ ہوتا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر **ف**

ع ۹ نقول والد مرحوم گویا ایک حاشیہ ہے بہن مدد وارد

فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ اول پورے طور پر
گزرچکاہے کلمۂ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے مرسلین کے ساتھہ اُسکا متعلق
ہوناٹہیک نہین ہے اس لیے کہ وہ رسول نہین بنائے گئے ہین اُن کی نجات دینے کے
وقت بلکہ وہ اس سے پہلے رسول تہے ایک مدت قوم کو وعظ کیا جب اُن کے وعظ
نے کچھہ اثر نہ کیا تب قوم پر عذاب آیا اور اُن کو نجات ملی اول گزرچکاہے کہ غابر بمعنے
ماضی ہوتا ہے اور کبھی بمعنے باقی آتاہے پس الا عجوزا فی الغبرین کے یہ معنے ہین مگر بڑہیا
کہ عذاب مین باقی رہنے والون کے ساتہہ رہی یا اُن گزرنے والون مین رہی جو کہ ہلاک
ہوئے دمرنا الاخرین یعنے ہم نے ہلاک کرڈالا دوسرون کو ساتہہ عقوبت کے یہہ بات کہ
حضرت لوط کو اور اُن کے سارے گہروالون کو نجات دی مگرایک بڑہیا اور اُنکی قوم کے
باقی لوگون کو ہلاک کیا جو اُن پر ایمان نہ لائے تہے اس مین ایک روشن دلالت ہے
اس پر کہ وہ مرسلین مین سے تہے جب تو اللہ پاک نے اُن کے نہ ماننے پر قوم کو ہلاک
کیا اور اُنکو بچایا اسی قسم کا معاملہ اور رسولون کے ساتہہ بہی ہوا ہے انکم لتمرون الآیہ
کا خطاب عرب کو ہے یا علی الخصوص مکے والون کو یعنے قوم لوط کے منازل ومکانات جن
مین آثار عذاب کے موجود ہین تم اُن پر سے گذرتے ہو اس حال مین کہ تم داخل ہونیوالے
ہوتے ہو وقت صبح مین مصبحین اصبح نامہ کے باب سے ہے وبالیل کے یہ معنے ہین کہ
تم گزرکرتے ہو اُن کے منازل پر رات دن اپنے جانے آنے مین ملک شام کی طرف
واسطے تجارت کے حرف باواسطے ملابست کے ہے یعنے تم اپنے گزرنے مین متلبس ہوتے
ہو ساتہہ رات کے باللیل پر وقف مطلق ہے افلا تعقلون کا یہ مطلب ہے کیا پہر تم
نہین سمجہتے اللہ پاک کی عقوبت کہ آثار کو جنکا تم مشاہدہ کرتے ہو اُن کے گہرون مین
کیونکہ اس مین ایک بڑی عبرت ہے واسطے عبرت لینے والون کے اور ایک نصیحت عظیم
ہے واسطے سمجہنے سوچنے والون کے رہی یہ بات کہ حضرت لوط وحضرت یونس علیہما السلام
کے قصون کو سلام کے ساتہہ ختم نہ کیا جس طرح کہ اُن سے قبل کے قصون کو اُس کے ساتہ
ختم کیا ہے سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے آخر سورت مین جمیع مرسلین پر سلام
بہیجا ہے پس اس سے ہر ایک پر علیحدہ سلام بہیجنے سے اکتفا فرمایا پہر اللہ پاک نے
حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ذکر فرمایا وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ

مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ النصف

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ اور تحقیق یونس ہے رسولوں

مین سے جب بہاگ کر پہونچا اُس بہری کشتی پر پس قرعہ ڈالدیا تو ہوگیا الزام کہایا

پہر لقمہ کیا اُس کو مچھلی نے اور وہ اولاہنا کہایا ہوا تہا پہر اگر نہ ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک

ذات کو تو رہتا اُس کے پیٹ مین جس دن مُردے جیوین پہر ڈال دیا ہم نے اُس کو

چٹیل میدان مین اور وہ بیمار تہا اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک درخت بیل کا۔ اور بہیجا

اُس کو لاکہہ آدمیون پر یا زیادہ پہر وہ یقین لائے پہر ہم نے اُن کو برتنے دیا ایک وقت

تک ف کشتی دریا مین چکر کہانے لگی لوگون نے کہا اس مین کوئی غلام ہے اپنے مالک

سے بہاگا ہوا ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا اُنکا نام نکلا ف کہتے ہین وہ کدو کی بیل تہی

ف یعنی اگر عاقل بالغ گنیئے تو لاکہہ تہے اور اگر سب شامل گنیے تو زیادہ تہے یہ اللہ کو

شک نہین ف وہی قوم جن سے بہاگے تہے اُن پر ایمان لارہی تہی ڈہونڈہتی تہی کہ

یہہ جا پہونچے اُن کو بڑی خوشی ہوئی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ حضرت یونس

علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ سورہ انبیا مین گزرچکا ہے صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لائق نہین ہے واسطے کسی بندے کے کہ کہے

مین بہتر ہون یونس بن متی سے اور آپ نے منسوب کیا یونس علیہ السلام کو طرف اُنکی

مان کے ایک روایت مین طرف اُن کے باپ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

نے فرمایا مشحون بمعنے موقر ہے یعنی کشتی بہری ہوئی امتعہ سے یعنی سامان سے فساہم

اے قارعہ یعنے قرعہ ڈالا مدحضین بمعنے مغلوبین یہ یون ہوا کہ ہر جانب سے کشتی مین موجین

پہونچین اور کشتی والے قریب ہوئے ڈوبنے کے تو قرعہ ڈالا جس پر قرعہ پڑے وہی دریا

مین ڈال دیا جائے تاکہ کشتی اُن پر ہلکی ہو پس تین بار نبی اللہ یونس علیہ السلام پر قرعہ پڑا

اور کشتی والے بخل کرتے تہے اس سے کہ وہ اُن کے درمیان سے ڈالے جائین تو وہ خود

اپنے کپڑون سے برہنہ ہوگئے تاکہ خود کو ڈالین اور کشتی والے اس کا اُن پر انکار کرتے

تہے اور اللہ تعالے نے بحر اخضر کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ دریاؤن کو پہاڑے اور یونس

علیہ السلام کو لقمہ کرلے پہر نہ اُن کا گوشت توڑے نہ اُنکی کوئی ہڈی پس وہ مچھلی آئی اور حضرت یونس علیہ السلام نے خود کو ڈالا تو وہ اُن کو لقمہ کر گئی اور اُن کو لے گئی پہر اُن کو لے کر سارے دریاؤں میں پہری اور جب حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ مین قرار پکڑا تو خیال کیا کہ بیشک مر گئے پہر اپنا سر اور دونوں پاؤں اور اطراف ہلائے تو ناگاہ وہ زندہ تھے پہر کھڑے ہوئے تو مچھلی کے پیٹ مین نماز پڑہی اور منجملہ اُن کی دعا کے یہ کلمے تھے یارب مین نے تیری واسطے مسجد بنائی ایسی جگہہ مین جسکو لوگون مین سے کوئی نہ پہونچا اُس مین اختلاف ہی کہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے ٹھہرے سو قتادہ نے کہا تین دن حضرت امام جعفر صادق رضے اللہ عنہ نے فرمایا سات دن ابو مالک رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا چالیس دن مجاہد نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ چاشت کے وقت اُن کو لقمہ کیا اور عشیہ کو اُنہین پہینک دیا یعنے بعد زوال کے واللہ اعلم بمقدار ذلک اُمیّہ بن ابی الصلت کے شعر مین ہے۔ ۵

وَاَنْتَ بِفَضْلٍ مِنْكَ نَجَّيْتَ يُوْنُسًا		وَقَدْ بَاتَ فِيْ اَضْعَافِ حُوْتٍ لَيَالِيًا

یعنے تو نے اپنے فضل سے نجات دی یونس کو اس حال مین کہ اُس نے کئی راتین بسر کین مچھلی کی جیب گیون مین قولہ تعالی فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ الآیہ یعنی اگر نہ ہوتا وہ عمل جو اُس کے واسطے گزر چکا ہے راحت مین تو البتہ وہ ٹھیرتا اُس کے پیٹ مین اُس دن تک کہ مر کر جی اُٹھین یہ قول ضحاک بن قیس و ابو العالیہ و وہب بن منبہ و قتادہ و غیر واحد کا ہے اور اِسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور جس حدیث کو ہم آگے لائین گے انشاء اللہ تعالی اُس مین وہ شے وارد ہوئی ہے جو اس قول پر دال ہے اگر وہ صحیح ہو جائے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما کی حدیث مین ہے تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ یعنے تو پہچان کر طرف اللہ تعالی کے راحت و آرام مین تو وہ تجہے پہچانے گا شدت و تکلیف مین حضرت ابن عباس رض و سعید بن جبیر و ضحاک و عطاء بن سائب و سُدی و حسن و قتادہ سے مروی ہے کہ مسبحین سے مراد مصلین ہے بعض نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ مصلین سے تھے قبل اس کے بعض نے کہا کہ وہ مصلین سے تھے حوت کے شکم مین کسی نے کہا فلولا انہ کان من المسبحین سے مراد یہ آیت ہے فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ یہ قول سعید بن

جبیر وغیرہ کا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ یونس نبی علیہ السلام جبکہ اُن کو یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان کلمون کے ساتھہ دعا کرین

اور وہ مچھلی کے پیٹ مین تھے پس کہا اللھم لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تو یہ دعا آئی اُس حال مین کہ آواز کرتی تھی نزدیک عرش کے فرشتے بولے یارب یہ ایک آواز ضعیف معروف ہے بلاد بعیدہ غریبہ سے تو اللہ تعالی نے فرمایا کیا تم پہچانتے نہین ہو اُس کو عرض کیا یارب یہہ کون ہے اللہ عز وجل نے فرمایا یہ میرا بندہ یونس ہے عرض کیا تیرا وہ بندہ یونس جس کے واسطے ہمیشہ عمل متقبل و دعوت مستجابہ اُٹھائی جاتے تھے عرض کیا یارب کیا تو رحم نہین کرتا ہے اُس پر جس کو وہ کیا کرتا رخا مین یعنے راحت مین کہ تو اس کو نجات دے بلا سے فرمایا ہان پہر مچھلی کو حکم دیا تو اُس نے اُن کو ڈال دیا پٹپر میدان مین ورواہ ابن جریر عن یونس عن ابن وھب بہ ابن ابی حاتم نے اتنا زیادہ کیا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ ڈال دیا پٹپر میدان مین اور اللہ عز وجل نے اوگا دیا یقطینہ کو ہم نے کہا اے ابوہریرہ یقطینہ کیا ہے کہا شجرۃ الدبا یعنے کدو کا درخت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میسر کردی اللہ تعالی نے اُن کے واسطے ایک پہاڑی وحشی بکری جو کہ کہاتی تھی خشاش ارض یا کہا خشاش ارض سے یعنے زمین کی گہاس یا پتے کہاتی تھی پہر وہ اپنے پاؤن اُن پر کشادہ کرتی تھی پہر ہر صبح و شام اپنے دودہ سے اُن کو سیراب کردیا کرتی تھی امیہ بن ابی الصلت نے اس باب مین ایک بیت کہی ہے ع

فَاَنْبَتَ يَقْطِيْنًا عَلَيْهِ بِرَحْمَةٍ	مِّنَ اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ اُلْفِيَ ضَاحِيًا

یعنے اُگایا اُن پر کدو کا درخت بسبب رحمت کے طرف سے اللہ کے اگر اللہ نہ اُگاتا تو وہ دہوپ کہاتے ہوئے پڑے رہتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث مسندا مرفوعا سورۂ انبیا کی تفسیر مین گزر چکی ہے اور اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ یعنے ڈالدیا ہم نے اُس کو عراء مین حضرت ابن عباس وغیرہ نے فرمایا عراء وہ زمین ہے جس مین نہ روئیدگی ہو نہ کوئی بنا کسی نے کہا کہ دجلہ کی جانب پر کسی نے کہا زمین یمن مین فاللہ اعلم سقیم سے مراد ضعیف البدن ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا یا مثل ہیئت چوزے کے جس پر پر نہ ہون سدی نے کہا مثل ہیئت بچے کے جبوقت

کہ وہ پیدا ہوتا ہے اور اُس کو منفوس کہتے ہین یہ قول حضرت ابن عباسؓ و ابن زید کا ہی ہے
حضرت ابن عباسؓ وحضرت ابن مسعودؓ و مجاہد و عکرمہ وسعید بن جبیر و وہب بن منبہ و ہلال
بن لیساف وعبداللہ بن طاؤس وسُدی وقتادہ وضحاک وعطاے خراسانی وغیر واحد ان
سب نے کہا کہ یقطین قسم ہے یعنی درخت کدو وسعید بن جبیر سے مروی ہے ہر درخت
جس کی ساق یعنی تنہ نہ ہو تو وہ بجملہ یقطین ہے سعید کی ایک روایت مین یہ ہے کہ ہر درخت
جو اپنے اُس برس مین ہلاک ہو جاے تو وہ یقطین سے بعض نے قرع مین فائدے ذکر
کیے ہین اُن مین سے یہہ ہے کہ جلد اُگ آتا ہے اور اُس کے پتے سایہ کرتے ہین لکبرہٖ
ولعومتہ اور مکھیان اُس کے قریب نہین جاتی ہین اور اُس کے پہلون کا تغذیہ جید ہوتا
ہے اور کچا پکا مع اُس کے لب و قشر کے ہی کہاتے ہین اور ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو محبوب رکہتے تہے اور رکابی کی اطراف سے اُس کو ڈہونڈہتے تہے
قولہ تعالی وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ شہر بن حوشب نے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا حضرت یونس علیہ الصلوۃ والسلام کی
رسالت نہ تہی مگر بعد اُس کے کہ مچہلی نے اُن کو ڈالا رواہ ابن جریر حدثنی الحارث
حدثنا ابو ہلال عن شہر بہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یونس علیہ
السلام اُن کی طرف بہیجے گئے قبل اسکے کہ مچہلی انکو لقمہ کرے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین
اس سے کوئی مانع نہین ہے کہ جنکی طرف وہ اول بہیجے گئے تہے اُنہین کی طرف پہر رجوع
کرنے کا انکو حکم ہوا بعد اسکے کہ مچہلی سے نکلے پہر اُن سب نے اُن کی تصدیق کی اور اُن پر ایمان
لائے بغوی نے حکایت کیا ہے کہ بعد نکلنے کے مچہلی سے ایک اور امت کی طرف بہیجے گئے
اور وہ ایک لاکہہ تہے یا زیادہ تہے ایک روایت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے او یزیدون کی تفسیر مین بل یزیدون ہے یعنے کلمہ او بمعنے بل ہے اور وہ ایک لاکہہ
تیس ہزار تہے اور اُن کی ایک روایت مین یون ہے کہ ایک لاکہہ اور کچہ اوپر تیس ہزار
تہے اور ایک روایت مین ایک لاکہہ اور کچہ اوپر چالیس ہزار تہے واللہ اعلم سعید بن جبیر
نے کہا کہ ستر ہزار زیادہ تہے مکحول نے کہا ایک لاکہہ دس ہزار رواہ ابن ابی حاتم ابن
جریر نے محمد بن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ محمد نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا پوچہا تو آپ نے فرمایا یزیدون عشرین الفا یعنی بیس ہزار

منہ یزیدون بمعنی بل یزیدون عشرین الفا

زیادہ تہے ترمذی نے اسکو عن علی بن حجر عن الولید بن مسلم عن زہیر عن رجل عن ابی العالیہ عن
ابی بن کعب یہ روایت کیا ہے ورواہ ابن ابی حاتم من حدیث زہیر بہ ابن جریر نے کہا بعض
اہل عربیت اہل بصرہ مین سے اس کے بارے مین کہتے تہے معنے اس کے یہہ ہین کہ ایک
لاکہہ تک یا وہ زیادہ ہوئے تہے نزدیک تمہارے کہتا ہے کہ وہ اسی طرح تہے نزدیک تمہارے
اسی لیے ابن جریر اس جگہہ وہ چال چلے ہین جو کہ اس آیت کی تفسیر مین چلے ہین ثُمَّ قَسَتْ
قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً اور اس آیت مین اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً اور اس آیت مین فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى مراد یہ ہے کہ اس سے کم نہین بلکہ زیادہ قولہ تعالیٰ فَاٰمَنُوْا
فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ کے یہ معنے ہین کہ پہر یہ سارے لوگ ایمان لے آئے جنکی طرف
یونس علیہ السلام بہیجے گئے تہے پہر ہم نے اُن کو برتنے دیا اُن کے وقت اَجال تک کقولہ
تعالیٰ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا
عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ **ف** فتح البیان کا
بیان یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی وُہی ذو النون ہین مفسرین نے کہا ہے کہ انہون نے قوم
سے عذاب کا وعدہ کیا پہر جب عذاب اُن سے متاخر ہوا تو اُن کے پاس سے نکلو دریا کا
قصد کیا اور کشتی مین سوار ہوئے پس وہ بہ سبب اُن کے جانے کے طرف دریا کے ایسے ہوئے
جیسے غلام اپنے مالک سے بہاگتا ہے اسی لیے انکو موصوف باباق کیا یہی معنے ہین اذ ابق الی
الفلک المشحون کے اصل اباق کی بہاگنا ہے سید سے یعنی غلام کے بہاگنے کو اپنے مالک کے
پاس سے اباق کہتے ہین لیکن چونکہ انکا بہاگنا اپنی قوم سے بغیر اذن کے اپنے رب سے تہا
اس واسطے انکو موصوف باباق کیا پس یہ استعارہ تصریحیہ ہے یا مجاز مرسل کہ مقید کا
استعمال مطلق مین کیا مبرد نے کہا تاویل ابق کی تباعد ہے یعنی کشتی کی طرف گئے اسی معنی سے قول
عرب عبد آبق ہے اصل ساہمۃ کی مغالبہ ساہمہ کے معنی ہین اقتراع اقتراع یہ ہے کہ سہم اس شخص
پر نکلے جو کہ غالب ہو مبرد نے کہا فساہم کے معنے ہین فقارع یعنی کشتی والون سے مقارعہ کیا کہا
اصل اس کی اُن سہام سے ہے جو جولان دیے جاتے ہین فکان من المدحضین کے معنی ہین
فصار من المغلوبین محاورے مین بولتے ہین دحضت حجتہ وادحضہا اللہ یعنی اُس کی حجت
لغزش کہا گئی اور اللہ نے اُس کو لغزش دی دی اصل دحض کی زلق ہے مقام ظفر سے یعنے

فتحمندی کے مقام سے پہسل جانا حاصل الزام کہانا مارنا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اقرع
وکان من المقروعین یہ بہی اُن سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کو اُن کی بستی
والون کی طرف بہیجا تو جو شے وہ لے کر آئے ستہے اُس کو اُن پر رد کیا اُس سے باز رہے اُسکو
نہ مانا پہر جب قوم نے یہ کیا تو اللہ پاک نے حضرت یونسؑ کی طرف وحی بہیجی کہ مین فلان فلان
دن اُن پر عذاب بہیجنے والا ہون سو تو اُن کے درمیان سے نکل جا پس اللہ نے جو قوم کے
عذاب کا وعدہ کیا تہا حضرت یونسؑ نے قوم کو اس کا اعلام کر دیا پہر قوم نے کہا کہ اس کا انتظار
کرو اُسکو تاکتے رہو پس اگر یہ تمہارے درمیان سے نکل جائے تو جس شے کا اُس نے تم سے
وعدہ کیا ہے واللہ وہ ہونے والی ہے پہر جب وہ رات ہوئی جس کی صبح مین اُن کو عذاب
کا وعدہ دیا گیا تہا تو حضرت یونس اول رات مین نکلے پس قوم نے انکو دیکہہ لیا تو وہ ڈر
گئے پہر بستی سے نکلے طرف ایک میدان کے اپنی زمین سے اور جدائی کر دی درمیان ہر
جانور کے اور اُس کے بچے کے پہر اللہ کی طرف فریاد کی چیخے چلّائے اور رجوع ہوئے اور
درگذر چاہی پس اللہ نے اُن سے درگزر فرمائی اور حضرت یونس بستی اور بستی والون کی خبر
کا انتظار کرتے رہے یہان تک کہ ایک گزرنے والا اُن پر گزرا تو انہون نے کہا کہ بستی
والون نے کیا کیا یعنے اُن کی کیا خبر ہے اُس نے کہا کہ جب اُن کا نبی اُن کے درمیان سے
نکل گیا تو پہچان گئے کہ عذاب کا وعدہ جو اُس نے اُن کو دیا تہا وہ اُس نے سچ کہا تو وہ بستی سے
اپنی زمین کے ایک میدان کی طرف نکلے پہر جدائی کی درمیان ہر بچے والے کے اور اُس کے
بچے کے پہر اللہ کی طرف چلّائے اور توبہ کی تو اللہ نے اُن سے قبول فرمائی اور عذاب کو
اُن سے موخر کر دیا پس حضرت یونس علیہ السلام نے اس وقت کہا کہ مین جہوٹا ہو کر اُن کی
طرف کبہی لوٹ کر نہ جاؤنگا اور سیدہے چلدیے اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم معنی اُس
مساہمت کے یہہ ہین کہ حضرت یونسؑ جبکہ کشتی مین سوار ہوئے تو وہ رُک گئی ملاح بولے کہ
یہان کوئی غلام اپنے مالک سے بہاگا ہوا ہے یہ کشتی کا قاعدہ ہے کہ جب اُس مین کوئی بہاگا
ہوتا ہے تو وہ چلتی نہین ہے پہر انہون نے قرعہ ڈالا تو حضرت یونسؑ پر قرعہ پڑا وہ بولے
کہ مین ہون بہاگنے والا اور خود کو پانی مین ڈالدیا فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ یعنے پس لقمہ کر لیا اُنکو
مچہلی نے سعید بن جبیر کہتے ہین جب انہون نے قرعہ ڈالا تو ایک مچہلی آئی طرف کشتی کے
اپنا منہ کہولے ہوئے انتظار کرتی تہی اپنے رب کے حکم کا یہان تک کہ جب حضرت یونس نے

خود کو پانی مین ڈالا تب ہی اُس نے اُنکو لے لیا یعنے اُن کو نگل گئی جب تم لقمے کو نگل جاؤ تو اس وقت محاورے مین یون کہو گے کہ القمت اللقمۃ والتقمتہا وھو ملیم کے یہ معنے ہین کہ مچھلی انکو نگل گئی اس حال مین کہ وہ مستحق تھے واسطے لوگم محاورہ عرب مین رجل ملیم جب بولتے ہین کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس پر اُسے ملامت کی جاے رہا ملوم سو وہ شخص ہے جو ملامت کیا جاے برابر ہے کہ وہ ایسا کام کرے جسپر ملامت کا مستحق ہو یا نہ کرے کسی نے کہا ملیم بمعنے معیب ہے الام الرجل بولتے ہین جبکہ وہ شخص ایسی شے کرے جس کے سبب سے معیب ہو جاے کسی نے کہا داخل فے الملامۃ حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ملیم بمعنے مسی ہے یعنی گنہ گار فلولا انہ کان من المسبحین الآیہ کے یہہ معنے ہین پہر اگر نہ ہوتی یہہ بات کہ وہ تھا اللہ کے ذکر کرنے والون مین سے یا اُس کے واسطے نماز پڑہنے والون مین سے یا لا الہ الا انت الآیہ کے کہنے والون مین سے یا عابدین مین سے تو البتہ ٹہیرا رہتا اُس کے پیٹ مین اُس دن تک کہ لوگ زندہ ہو کر اُٹہین یعنے البتہ ہو جاتا مچھلی کا پیٹ اُس کے واسطے قبر روز بعث تک کسی نے کہا البتہ وہ ٹہیرے رہتے اُس کے پیٹ مین زندہ حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کل تسبیح فی القرآن فھو صلوۃ یعنی قرآن شریف مین ہر جگہہ تسبیح بمعنے نماز ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ ماہی کے شکم مین اُن کے واسطے کوئی نماز نہ تھی لیکن وہ عمل صالح آگے بہیج چکے تھے سو اللہ تعالے نے انکی طاعت قدیم کی انکے لیے قدردانی فرمائی اس آیت کریمہ مین ذکر اللہ کی رغبت دلائی ہے اور ذکر کرنے والون کو خوشی سُنائی ہے کہ دیکھو ذکر اللہ کیسی نفیس شے ہے کہ اُس کی برکت سے کیسی کیسی مشکلین آسان ہو جاتی ہین سچ ہے ولذکر اللہ اکبر رہی یہ بات کہ شکم ماہی مین کس قدر رہے سو اس مین کئی قول ہین چنانچہ اول گزر چکے ہین ایک قول یہ ہے کہ گہڑی بہر رہے تین دن کے قائلون مین سے مقاتل بن حیان ہین اور سات دن والون مین سے عطا اور بیس دن والون مین سے ضحاک اور چالیس دن والون مین سے سدی وکلبی ومقاتل بن سلیمان ہین نبذ بمعنی طرح ہے یعنے ڈال دینا عراء بمعنے صحرا ہے یہ قول ابن الاعرابی کا ہے یعنے اخفش نے کہا فضا یعنے میدان ابو عبیدہ نے کہا الواسع من الارض یعنے زمین فراخ فراء نے کہا مکان خالی ابو عبیدہ سے یہہ بھی مروی ہے کہ عراء وجہ الارض ہے یعنی روے زمین کسی نے کہا زمین خالی ودرخت ونبات سے حضرت ابن عباس نے فرمایا

ساحل یعنی کنارہ دریا معنے یہہ ہین کہ اللہ پاک نے اُنکو ڈال دیا مچھلی کے پیٹ سے صحراے فراخ
مین جس مین کسی طرح کی روئیدگی نہ تہی یا یہہ معنے ہین کہ ہم نے مچھلی کو حکم دیا اُس کے ڈالنے کا
رہی یہہ بات کہ اللہ پاک نے ڈالنے کی نسبت اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی اگرچہ ڈالنے
والی مچھلی ہے سو اس لیے کہ اعمال بندون کے مخلوق الٰہی ہین وھو سقیم کے یہہ
معنے ہین کہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام وقت ڈالنے مچھلی کے ضعیف وکمزور تہے بسبب
اُس ضرر کے جو کہ شکم ماہی مین اُن کو پہونچا تہا کہا ہے کہ اُن کا بدن ایسا ہو گیا تہا جیسا
کہ بچے کا بدن ہوتا ہے۔ وقت ولادت کے کسی نے کہا کہ اُن کا گوشت بوسیدہ ہو گیا
تہا اور ہڈیان باریک ہو گئین تہین کسی طرح کی قوت اُن مین باقی نہ رہی تہی بعض مفسرین
نے استشکال کیا ہے کہ یہان تو فنبذناہ بالعراء وھو سقیم فرمایا ہے اور دوسری
جگہہ یون ہے لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَکَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ
اول مین تو یہہ ذکر ہے کہ وہ عرا پر ڈالے گئے اور یہ اسپر دال ہے کہ عرا پر نہین ڈالے گئے
ان دونون مین جمع کیونکر ہو گی نحاس وغیرہ نے یہہ جواب دیا ہے کہ اللہ پاک نے اس جگہہ
یہہ خبر دی ہے کہ وہ عرا مین ڈالے گئے اس حال مین کہ وہ غیر مذموم تہے اور دوسری
آیت کے یہہ معنی ہین کہ اگر اللہ عزوجل کی رحمت نہ ہوتی تو وہ عرا پر ڈالے جاتے اس
حال مین کہ وہ مذموم ہوتے وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین علیہ کے معنی ہین
فوقہ یعنی اُگا دیا ہم نے اُس کے اوپر ایک درخت یقطین کا کہ اُس پہ سایہ کرے کسی نے
کہا علیہ بمعنے عندہ ہے یعنے اُس کے پاس کسی نے کہا بمعنے لہ ہے یعنی سایہ کرنے والا
ہو واسطے اُس کے مبرد نے کہا یقطین ہر اُس درخت کو کہتے ہین جس کے ساق نہ ہو یعنی
تنہ بلکہ وہ بڑہتا ہو روے زمین پر جیسے درخت کدو و خربوزہ و اندراین پہر اگر اُس کے
واسطے ساق ہو جو کہ اُسے اٹہاے تو اُس کو فقط شجرہ کہتے ہین یہ قول حضرت حسن
ومقاتل وغیرہما کا ہے سعید بن جبیر نے کہا یقطین ہر وہ شے ہے جو اُگتی ہے پہر
اسی برس مر جاتی ہے دوسرا لفظ اُن کا یہہ ہے کہ وہ شے ہے جو روے زمین پر
جاتی ہے جوہری نے کہا ہے یقطین وہ ہے جس کے واسطے ساق نہین ہے درختون
مین سے جیسے درخت کدو اور مثل اس کے زجاج نے کہا اشتقاق یقطین کا قطن
بالمکان سے اقام بہ سے ہے پس یہہ یفعیل کا وزن ہے کسی نے کہا کہ اسم اعجمی ہے

کسی نے کہا کہ الیقطین انجیر کا درخت ہے کسی نے کہا کیلے کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے فرمایا الیقطین القرع یعنے کدو کی بیل جمہور اسی قول پر ہین فائدہ اس کا یہ ہے کہ مکھیان
اُس کے پاس جمع نہین ہوتی ہین اور یہ سب درختون سے زیادہ سریع ہے اُگنے مین
اور بڑہنے مین اور بلند ہونے مین ابن جزی نے کہا کہ اللہ پاک نے درخت کدو کو اس لیے
خاص کیا کہ وہ جامع ہے برد ظل ولین ملمس اور کبر ورق کو یعنے اُسکا سایہ سرد ہوتا ہے
اور چہونے مین نرم ہے اور بڑے بڑے پتے ہوتے ہین اور مکھیان اُس کے پاس
نہین آتی ہین اس واسطے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا جسم شریف جبکہ وہ ڈالے
گئے مکھیون کا تحمل نہین ہوتا تہا مفسرین نے کہا ہے کہ سورج سے اُس درخت کا سایہ
لیتے تہے اور اللہ پاک نے ایک پہاڑی وحشی بکری اُن کو اسطے مقرر فرما دی تہی صبح و
شام اُن کے پاس آتی سو وہ اُس کا دودہ پیا کرتے تہے یہان تک کہ اُن کا گوشت
سخت ہو گیا اور بال اُگ آئے پہر بعد اُس کے اللہ تعالے نے اُن کو بہیجا سعید بن جبیر
سے مروی ہے کہ یونس علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت جو تہی سو بعد اس کے کہ مچھلی
نے اُن کو ڈالا بہی معنے ہین اس آیت کر وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ
یہ لوگ وہی اُن کی قوم ہے جن سے دریا کی طرف بہاگے تہے اور بعد اُن کے بہاگنے کے
جو ماجرا گزرا سو گزرا جیسا کہ اس سورت مین اللہ پاک نے ہم سے اُس کا قصہ بیان کیا ہے
یہ لوگ اہل نینوی ہین قتادہ نے کہا وہ بہیجے گئے طرف اہل نینوی کے جو کہ زمین موصل
سے ہے قبل پہونچنے اس بلا کے جو اُن کو پہونچی کلمہ او قولہ او یزیدون مین کہا ہے
کہ بمعنے واو ہے معنے ویزیدون ہین حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہما نے اسی
طرح بدون الف شک کے پڑہا ہے فراء نے کہا کہ او اس جگہ بمعنے بل ہے مقاتل
وکلبی وابو عبیدہ کا یہی قول ہے مبرد و زجاج واخفش نے کہا کہ او بیان اپنی اصل
پر ہے معنے یہ ہین یا وہ زیادہ ہوتے تمہاری تقدیر و تخمین مین جبکہ دیکہنے والا
اُن کو دیکہے تو کہے یہ لوگ ایک لاکہ ہین یا زیادہ پس شک جو داخل ہوا ہے سو
صرف قول مخلوق کی حکایت پر داخل ہوا ہے سمین نے کہا کہ شک بنسبت مخاطبین
کے ہے اور ابہام اس نسبت کرکے ہے کہ آور اللہ پاک نے اُن کے حال کا ابہام
رکہا ہے اور اباحت بنسبت ناظر کے ہے اور اسی طرح تخییر یعنے ناظر مخیر ہے درمیان

اسکے کہ وہ اُن کا اندازہ کرے اتنا یا اُتنا اس مین اختلاف ہے کہ زیادہ کتنے تہے سو اس باب
کے اقوال اول گزر چکے ہین درمیان مفسرین کے پہر اس مین خلاف واقع ہوا ہے کہ حضرت
یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہہ بہیجنا وہی ہے جو قبل اُس کے تہا کہ مچہلی نے انکو نگل لیا
اور حرف واو وارسلناہ مین واسطے مجرد جمع کے ہو درمیان اُس واقعہ کے جو مچہلی کے ساتہ
انکو پیش آیا اور اُن کے ارسال کی طرف اُن کی قوم کے بغیر اعتبار تقدیم اُس شے کے جو سیاق
مین مقدم ہوئی ہے اور تاخیر اُس شے کی جو متاخر ہوئی ہے یا یہ ارسال بعد واقعہ حوت
کے ہے یہہ دو قول ہین راجح قول یہی ہے کہ وہ رسول تہے قبل اسکے کہ دریا کی طرف
جائین چنانچہ جو امر اسپر دال ہے اسکو ہم سورۂ یونس مین ذکر کر آئے ہین اور وہ اُسی
رسالت پر مستمر باقی رہے اور یہ ارسال جو یہان مذکور ہے یہہ بعد تقدم اُن کے نبوت
ورسالت کے ہے سعید بن جبیر کا قول اول گزر چکا ہے کہ اُن کی رسالت بعد ڈالنے
مچہلی کے تہی پہر آیت مذکور تائید دون پڑہی حالانکہ ابہی وہ بات گزر چکی ہے جو اس پر
دال ہے کہ انکی رسالت قبل واقعہ حوت تہی اور آیت مین وہ بات نہین ہے جو سعید کے
قول مذکور پر دال ہو کسی نے کہا جائز ہے کہ اُنکا ارسال اور قوم کی طرف ہو سوائے
اول قوم کے لیکن اس قول مین بعد ہے بالجملہ جبکہ قریش اور کئی قبیلے عرب کے
یہ زعم کرتے تہے کہ فرشتے دختران خدا ہین تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو امر کیا کہ بطور تقریر و توبیخ کے اسکا اُن سے پوچہین پس ارشاد فرمایا فَاسْتَفْتِهِمْ
اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ۝
اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى
الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ
مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ
نَسَبًا ۝ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝
اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ اب اُن سے پوچہہ کیا تیرے رب کے یہان بیٹیان اور
اُن کے یہان بیٹے یا ہم نے بنایا فرشتون کو عورت اور وہ دیکہتے تہے سنتا ہے وہ
اپنا جہوٹ بنا یا کہتے ہین کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور یہہ بیشک جہوٹے ہین کیا پسند کین

بیٹیان بیٹون سے کیا ہوا ہے تمکو کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دہیان نہین کرتے ہو یا تم
پاس کوئی سند ہے کہلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور ٹہیرایا ہے اُسمین اور جنون مین ناتا اور جنون
کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آتے ہین اللہ نرالا ہے اُن باتون سے جو بتاتے ہین مگر جو بندے
ہین اللہ کے چنے سو تم اور جنکو تم پوجتے ہو اس کے ہاتھ سے بہکا نہین لے سکتے مگر اُسی کو جو پیٹھنے
والا ہے آگ مین **ف** یعنے تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہین
کر سکتے گمراہ وہی ہوگا جس کو اُس نے دوزخی کیا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
یہ مشرک لوگ جو اللہ پاک کے واسطے بیٹیان ٹہیراتے ہین اللہ سبحانہ اس بات مین اُن
پر انکار فرماتا ہے وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ یعنے اُن کے واسطے وہ ہو جس کو وہ چاہتے ہین
یعنے بیٹے مطلب ہے کہ اپنے لیے اچھی شے کو محبوب رکھتے ہین وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ
بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ یعنے اُن مین سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری
دی جاتی ہے تو یہ بات اُس کو بُری لگتی ہے اور اپنے واسطے اختیار نہین کرتا ہے مگر
بیٹون کو اللہ عز و جل فرماتا ہے یہ کیونکر اللہ تعالی کی طرف اُس قسم کی نسبت کی جس کو
وہ اپنے واسطے پسند نہین کرتے ہین اسی لیے یون فرمایا کہ اب تو بطور انکار اُن سے پوچھ
کیا تیرے رب کی یہان بیٹیان اور اُن کے یہان بیٹے بقولہ سبحانہ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ
الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ وقولہ تعالی أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ
یعنی اُنہون نے فرشتون پر کیونکر یہ حکم لگایا کہ وہ عورتین ہین حالانکہ اُن کے پیدا کرنے کا
مشاہدہ نہین کیا ہے بقولہ جل وعلا وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ
إِنَاثًا أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ یعنی قیامت کے
دن اُن سے اِس کی پوچھ ہوگی قولہ حلت سخطتہا أَلَا إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ الآیہ
کا یہ مطلب ہے ہنتا ہے بیشک وہ اپنے جہوٹ سے البتہ کہتے ہین کہ اللہ سے اولاد
صادر ہوئی ہے اور بیشک وہ البتہ اس بات مین جہوٹے ہین پس اللہ پاک نے کفار
کی طرف سے ملائکہ کے حق مین تین باتین ذکر فرمائی ہین جو کہ نہایت درجہ کفر و کذب مین
ہین سو اول یہ ہے کہ انہون نے فرشتون کو دختران خدا ٹہیرایا تو اللہ کے واسطے اولاد
قرار دی تعالی و تقدس دوسری یہ ہے کہ اُس اولاد کو مونث ٹہیرایا تیسری یہ ہے
کہ پہر انکو پوجا اللہ کے سوا تعالی و تقدس ان مین سے ہر بات کافی ہے اسکو کہ نار

جہنم میں اُن کو خلود ہو پھر اللہ پاک نے اُن پھر انکار کر کے یہ ارشاد فرمایا اَصْطَفَی الْبَنَاتِ عَلَی
الْبَنِیْنَ یعنے اللہ پاک کو کون سے باعث ہوئی اس پر کہ اُس نے بیٹیاں اختیار کیں
سوائے بیٹوں کے کقولہ تعالیٰ اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ
اِنَاثًا اِنَّکُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا اسی لیے یوں فرمایا مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ یعنے
کیا تمہاری عقلیں نہیں ہیں جن سے تم اس بات کو سوچو جیسے کہتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے
ہو اَمْ لَکُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ الآیہ کا مطلب یہ ہے کیا تمہارے پاس کوئی روشن حجت ہے
اس بات پر کہ جس کو کہتے ہو سو لے آؤ کوئی دلیل اس پر جو کہ مستند ہو طرف کتاب آسمانی کے جسکو
اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہو کہ اُس نے ٹھیرایا ہے جو تم کہتے ہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے
ہو اس کا استناد عقل کی طرف ممکن نہیں ہے بلکہ عقل اُسکو بالکل جائز نہیں رکھتی ہے قولہ
تعالیٰ وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا مجاہد کہتے ہیں مشرکوں نے کہا کہ فرشتے اللہ
کی بیٹیاں ہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر انکی مائیں کون ہیں تو کہا کہ دختران
سرداران جن ہیں اسی طرح قتادہ و ابن زید نے کہا ہے اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا
وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ اِنَّہُمْ لَمُحْضَرُوْنَ یعنے البتہ مقرر جنوں نے جان لیا ہے جنکی
طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے وہ البتہ بروز حساب عذاب
میں حاضر کیے جاویں گے اس لیے کہ اُنہوں نے اس بات میں کذب و افترا کیا ہے اور بلا
علم قول باطل کہا ہے عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں
روایت کیا ہے کہ اعداء اللہ نے یہ زعم کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور ابلیس دونوں بھائی
ہیں تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا اس قول کو ابن جریر نے حکایت کیا ہے قولہ تعالیٰ سُبْحٰنَ
اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنے اللہ متعالی و متقدس و منزہ ہے اس سے کہ اس کے واسطے
اولاد ہو اور اس سے جسکے ساتھ ظالم و ملحد لوگ اسکا وصف کرتے ہیں قولہ تعالیٰ اِلَّا عِبَادَ
اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ استثناء منقطع کلام مثبت سے ہے مگر یہ کہ عما یصفون کی ضمیر سارے
لوگوں کی طرف راجع ہو پھر ان سے مخلصین کا استثنا کیا جائے مخلصین سے وہ لوگ
مراد ہیں جو پیروی کرنے والے ہیں اُس حق کی جو ہر نبی و رسول پر اُتارا گیا ہے ابن جریر
نے اس استثنا کو انہم لمحضرون سے ٹھیرایا ہے یہ جو ابن جریر نے کہا اس میں نظر ہے
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب ف پھر اللہ پاک مشرکوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الآیہ یعنی جو بات تم کہتے ہو اور جس گمراہی و عبادت باطل پر تم جمے ہوئے
ہو اسکا مطیع و منقاد وہی شخص ہوگا جو تم سے بھی زیادہ تر گمراہ ہے منجملہ اُن لوگون کے جو آگ کے
واسطے پیدا کیے گئے ہین اُن کے دل ہین جن سے بوجھتے نہین ہین اور کان ہین ان سے سنتے
نہین ہین اور آنکھین ہین جن سے دیکھتے نہین یہہ لوگ مثل چوپایون کے ہین بلکہ یہہ اُن سے
بھی زیادہ تر گمراہ ہین یہہ لوگ وہی ہین غافل پس یہہ قسم لوگون مین سے وہی قسم ہے جو دین
کفر و شرک و ضلالت کی منقاد ہوتی ہے کما قال تعالی اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ يُؤْفَكُ
عَنْهُ مَنْ اُفِكَ یعنے اس سے وہی گمراہ ہوتا ہے جو مافوک و مبطل ہے **ف** فتح البیان
کا بیان یہہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اُن سے خبر پوچھہ کیا واسطے تیرے رب
کے بیٹیان ہین اور اُن کے لیے بیٹے یعنی بر تقدیر صدق اُس کذب کے جسکا اُنھون
نے زعم کیا ہے وہ کس طرح ٹہیراتے ہین واسطے اللہ کے عورتین جو کہ دونون جنسون
مین سے خسیس و ذلیل تر ہین اور اپنے واسطے مذکر جو کہ اعلے و ارفع قسم ہے یہہ نہین
ہے مگر ظلم قسمت مین بسبب اپنی ضعف عقل و سوء ادراک کے پہر اللہ پاک نے انکی توبیخ
و سرزنش مین اور زیادتی کی یون ارشاد فرمایا بنایا ہم نے فرشتون کو عورت اور وہ دیکھتے
تھے اگلے کلام سے اضراب کیا طرف اُس کلام کے جو اُس سے بھی سخت تر ہے اُن کی
سرزنش کرنے مین اور اُن کے ساتھہ ٹھٹھا کرنے مین یعنے فرشتون کو اُنھون نے کیونکر
عورتین ٹہیرایا حالانکہ جسوقت ہم نے اُن کو بنایا یہ اُس وقت حاضر نہ تھے پہر کس طرح
جانا کہ وہ عورتین ہین پہر اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ ایسی بات تو مشاہدے ہی سے معلوم
ہوتی ہے اور وہ حاضر نہین ہوئے اور نہ کوئی سمعی دلیل اُنکے قول پر دال ہے اور نہ وہ
اُس قسم سے ہے جس کا ادراک عقل سے کیا جاتا ہے تا آنکہ اُسکی ادراک کی نسبت اپنی عقول
کی طرف کرین پہر اللہ پاک نے اُن کے کذب کی خبر دی کہ سنتا ہے بیشک اپنی جہوٹ
بنانے سے البتہ کہتے ہین کہ اللہ کی اولاد ہوئی اور بیشک وہ البتہ جہوٹے ہین یہہ جملہ
مستانفہ ہے طرف سے اللہ پاک کے امر باستفتا کے تحت مین داخل نہین ہے اُن کے
مذہب فاسد کے باطل کرنے کو لایا گیا ہے یہہ بات بیان کر کے کہ اُن کے قول کا مبنی نہین
ہے مگر افک صریح و افترا قبیح بدون کسی دلیل کے اور بغیر کسی شبہہ دلیل کے کیونکہ
وہ تو وہ پاک ذات ہے کہ نہ اُس نے کسی کو جنا ہے نہ اُس کو کسی نے جنا جمہور نے ولد اللہ

کو بصیغہ ماضی پڑہا ہے فاعل ولد کا اللہ پاک ہے کسی نے یون پڑہا ہے کہ ولد کی اضافت اللہ
کی طرف کی ہے اس بنیاد پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی آئی یقولون الملآئکۃ ولد اللہ
یعنی کہتے ہین کہ فرشتے اللہ کی اولاد ہین کلمہ ولد بمعنے مفعول ہے یعنی مولود مفرد و مثنیٰ و
جمع و مذکر و مؤنث اس مین برابر ہے پہر اللہ پاک نے انکی توبیخ و تقریع مکرر ذکر فرمائی اصطفی
البنات علی البنین یعنے پسند کین بیٹیان بیٹون سے جمہور نے بفتح ہمزہ پڑہا ہے اس بناپر
کہ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے اور اُس کے ساتہہ ہمزہ وصل حذف کردیا گیا ہے اس لیے
کہ اب ہمزہ استفہام کے ہمزہ وصل سے استغنا حاصل ہے اور نافع نے ایک روات
مین و ابوجعفر و شیبہ و اعمش نے بہمزہ وصل پڑہا ہے ابتدا مین تو ثابت رکہا جاتا ہے
اور درج مین ساقط ہو جاتا ہے اور استفہام منوی ہوتا ہے یہ قول فرا کا ہے حرف
استفہام کا حذف کیا گیا اس لیے کہ مقام سے معلوم ہوتا ہے اس بناپر کہ اصطفےٰ اور
اس کا مابعد جملہ محکیہ بالقول سے بدل ہے اور بر تقدیر عدم استفہام و بدل محققین کی
ایک جماعت سے جس مین سے فرا ہین نقل کیا گیا ہے کہ توبیخ استفہام و بغیر استفہام
دونون سے ہوتی ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ
الدُّنْيَا کسی نے کہا کہ ضمار قول کی بناپر ہے اصطفا کہتے ہین صفوہ شے کے لینے کو
یعنے شے کا خلاصہ لینا اصطفا ہے مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ یہ دونون جملے استفہامی
ہین اعراب کی حیثیت سے ایک کو دوسرے سے کچہہ تعلق نہین ہے اوّل اُن سے باستفہام
انکار اُس شے کا پوچہا جس کے ساتہہ اُنہون نے حکم کیا معنے یہ ہین کون شے ثابت ہوئی
واسطے تمہارے کیونکر حکم کرتے ہو واسطے اللہ کے بیٹیون کا حالانکہ یہ وہ قسم ہے
جسکو تم مکروہ سمجہتے ہو اور اپنے واسطے بیٹون کا یعنے وہ قسم ہے جسکو تم محبوب رکہتے
ہو اَفَلَا تَذَكَّرُونَ اصل مین تتذکرون ہے ایک حرف تا کو حذف کردیا ہے یعنی
کیا تم عبرت نہین لیتے ہو اور فکر و سوچ نہین کرتے ہو تو یاد کرلو اپنے قول کے بطلان
کو پہر اللہ پاک نے اضراب کیا ایک توبیخ سے طرف دوسری توبیخ کے اور ایک
تقریع سے طرف اور تقریع کے ارشاد فرمایا اَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ یعنی یا ہے واسطے تمہارے
کوئی سند کہلی یعنے کوئی واضح و ظاہر حجت و دلیل اس بات پر جسکو تم کہتے ہو کیونکہ یہ
بات ضروری ہے کہ اس امر کے حکم لگانے کے واسطے ضرور ہے کہ کوئی سند ہو حسی یا عقلی

اور جب یہہ دونون منتفی ہین تو کوئی نقلی سند ضرور ہے فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنی لاؤ اپنی کتاب جو تمہارے واسطے ناطق بحجت ہو اور دلیل نقلی پر مشتمل ہو یا کتاب سے مراد حجت واضح ہے جس طرح کہ سلطان مبین سے یہی مراد ہے اگر تم سچے ہو اپنی بات مین وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا اس مین التفات ہے خطاب سے طرف غیبت کے منظور اس سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ وہ بسبب اپنی حماقت کے درجہ خطاب سے ساقط ہین اور اُن کی بدحالی اس کی مقتضی ہے کہ اُن سے اعراض کیا جائے اور اُن کی جنایتین اور برائیان دوسرون سے نقل کی جائین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس جگہہ جنہ سے مراد فرشتے ہین انکو جنہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ دکہائی نہین دیتے ہین مجاہد نے کہا کہ جنہ ایک بطن ہین بطون ملائکہ سے اُن کو جنہ کہتے ہین ابو مالک نے کہا ان کو جنہ صرف اس لیے کہتے ہین کہ وہ خازن اور داروغہ ہین جنتون پر نسب یعنی صہر ہے یعنی سسرال کا رشتہ قتادہ و کلبی نے کہا ہے خدا اُن پر لعنت کرے یہ کہا کہ اللہ نے جنون سے مصاہرت کی تو فرشتے اُن کی اولاد سے ہوئے دونون نے کہا کہ قائل اس قول کے یہود ہین مجاہد و سُدی و مقاتل نے کہا کہ قائل اس کے کنانہ و خزاعہ ہین کہا کہ اللہ تعالی نے سرداران جن سے پیام نکاح کیا تو انہون نے اپنی سردار بیٹیون سے اُس کا بیاہ کر دیا پس فرشتے دختران خدا ہین جنون کی سردار بیٹیون سے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حضرت حسن نے فرمایا کہ انہون نے اللہ پاک کی عبادت مین شیطان کو شریک کیا سو یہی وہ نسب ہے جس کو اُنہون نے ٹہیرایا پہر اللہ پاک نے اس بات کا اُنپر رد کیا فرمایا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ یعنی جن اس بات کو جان چکے ہین کہ یہ کفار جنہون نے یہہ بات کہی ہے حاضر کیے جائین گے نار مین اور اس مین عذاب کیے جائین گے بسبب اس کے کہ اُنہون نے اس بات مین جہوٹ بولا ہے مراد اس سے مبالغہ ہے تکذیب مین یہ بات بیان کر کے کہ ان کافرون نے جن لوگون کے واسطے اس نسبت کا دعوی کیا ہے وہ جانتے ہین کہ اُن کو حقیقت حال کی اُن سے بڑہ کر خبر ہے وہ انکی تکذیب کرتے ہین اس بات مین اور حکم ابدی لگاتے ہین اس بات کا کہ وہ معذب ہون گے بسبب اس قول کے کبھی نے کہا یہہ معنے ہین کہ جن یہہ بات جان چکے ہین کہ وہ خود حساب کے واسطے حاضر کیے جائین گے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ احضار جب مطلق بولا جاتا ہے تو اُس سے مراد عذاب ہوتا ہی کسی نے کہا معنے یہہ ہین البتہ مقرر جان لیا ہے جنون نے یہ کہ وہ حاضر کیے جائین گے طرف

جنّت کے پھر اللہ پاک نے بعد نقل اقوال مشرکین کے اپنی ذات قدیم کی تنزیہ فرمائی سبحٰن اللہ عما یصفون یعنی
اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو بتاتے ہیں یا یہ حکایت ہے تنزیہ ملائکہ کی واسطے اللہ عز وجل کے
اُس شے سے جس کے ساتھ مشرکوں نے اللہ سبحانہ کا وصف کیا ہے یہ قول عمادی نے ذکر کیا ہے اور
ابوالسعود نے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ میں استثنا منقطع ہے تقدیر
یہ ہے لیکن اللہ کے چُنے بندے بری ہیں اس سے کہ منجملہ ان باتوں کے کسی بات کی ساتھ
اللہ پاک کا وصف کریں مخلصین کو بفتح وکسر لام پڑھا ہے معنی اُس کے وہی ہیں جس کو ہم عنقریب
بیان کر آئے ہیں کسی نے کہا کہ استثنا محضرین سے ہے یعنے وہ حاضر کیے جائیں گے نار میں مگر وہ
جس نے اخلاص کیا تو اب استثنا متصل ہوگا نہ منقطع قالہ ابوالبقا اس قول کی بنیاد پر جملہ التسبیح معترضہ ہوگا
پھر اللہ پاک نے علی العموم کفار کو مخاطب کیا یا علی الخصوص کفار مکہ کو پس ارشاد فرمایا فَاِنَّكُمْ وَمَا
تَعْبُدُوْنَ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ یعنی پس تم اور تمہارے معبود جنکو تم اللہ کے
سوا پوجتے ہو نہیں ہو تم کہ بہکا سکو اللہ پر اُس کے بندوں کو فاسد و گمراہ کر کے کلمہ علی متعلق ہے
فاتنین سے اور حرف واو وما تعبدون میں یا تو واسطے عطف کے ہے اسم ان پر یا بمعنی مع ہے ما
موصولہ ہے یا مصدریہ اسے فانکم والذی تعبدون او وعبادتکم فاتنین کے معنے ہیں مضلین
محاورے میں بولتے ہیں فتنت الرجل وفتنتہ اور کہتے ہیں فتنہ علی الشئے وبالشئے جس طرح یوں
کہتے ہیں اضلہ علی الشئے واضلہ یہ فراء نے کہا کہ اہل حجاز تو کہتے ہیں فتنتہ اور اہل نجد افتنتہ اور
جب کوئی شخص کسی کی بی بی کو اس پر فاسد کر دے تو اُس وقت بولتے ہیں فتن فلان علی فلان
امرأتہ پس فتنہ اس جگہہ بمعنے اضلال وافساد ہے مقاتل نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے نہیں ہو تم
بہکانے والے کسی کو اپنے معبودوں سے مگر اُس کو جس کے واسطے اللہ تعالی نے یہ مقدر کیا ہے
کہ وہ دوزخ میں پیٹھنے والا کلمہ ما انتم میں نافیہ ہے اور انتم کا خطاب اُن کو ہے اور اس کو جسے
وہ پوجتے ہیں بنا بر تغلیب زجاج نے کہا ہے علم میں اہل تفسیر کا اجماع ہے اس پر کہ معنی یہ
ہیں نہیں تم گمراہ کرنے والے کسی کو مگر اُس کو جس پر اللہ عز وجل نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ گمراہ
ہوگا یہ جملہ تعلیل وتحقیق ہے واسطے برائت مخلصین کے یہ بات بیان کر کے کہ وہ اُن کی اغوا و
اضلال سے عاجز ہیں غیبت سے جو خطاب کی طرف التفات فرمایا ہے سو منظور اس سے ظاہر کرنا ہے
کمال اعتنا و اہتمام کا ساتھ تحقیق مضمون کلام کے اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ یعنی مگر وہ
شخص جس کے واسطے اللہ تعالی کے علم میں شقاوت سابق ہو چکی ہے اور یہ کہ وہ نار میں داخل

ہوگا استثنا مفرغ ہے قالہ السمین اور یہ لفظ کے اعتبار سے ہے رہی معنی کی حیثیت سو وہ استثنا ہے مفعول مقدر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے بیشک تم ای گروہ مشرکین کے اور وہ جسکو تم پوجتے ہو یعنی آلہہ نہین ہو تم اُس پر گمراہ کرنے والے مگر وہ جو سابق ہو چکا ہے میرے علم مین یہ کہ وہ پیٹھیگا جحیم مین دوسرا لفظ اُن کا یہہ ہے معتون نہ کروگے تم مگر اُس شخص کو کہ وہ پیٹھنے والا ہے جحیم مین تیسرا لفظ اُن کا یہہ ہے بیشک تم گمراہ کروگے اور نہ میں گمراہ کرونگا تم مین سے مگر اُس شخص کو جسپر مین قضا کر چکا ہون یہ کہ وہ پیٹھنے والا ہے جحیم مین جمہور نے صال کو بکسر لام پڑہا ہے اس لئے کہ منقوص مضاف ہے بسبب التقاء ساکنین حرف یا حذف کر دیا گیا ہے اور بلحاظ لفظ من مفرد لایا گیا ہے جس طرح کہ کلمہ ہو مفرد آیا ہے حضرت حسن و ابن ابی عبلہ نے بضم لام مع واو کے پڑہا ہے یعنی صالوا یہی مروی ہے کہ ان دونون نے بضم لام بدون واو کے پڑہا ہے پس حرف واو کے ساتھ اس بنا پر ہے کہ من کے معنی کا لحاظ کر کے جمع سالم پڑہا ہے اور بسبب اضافت کے نون جمع کو حذف کر دیا ہے اب رہا بدون واو کے سو یہ احتمال ہے کہ جمع ہو اور حرف واو کو خطاً حذف کر دیا ہے جس طرح کہ لفظاً محذوف ہے یہ بھی احتمال ہے کہ مفرد ہو لیکن اس بنا پر حق اُس کا کسر لام ہے نحاس و جماعت اہل تفسیر نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے کیونکہ قاضی المدینہ بضم ضاد کہنا جائز نہین ہے بالجملہ معنے یہہ ہین کہ کفار اور وہ جو کفار پوجتے ہین قادر نہین ہین گمراہ کرنے پر کسی کے اللہ کے بندون مین سے مگر وہ لوگ جو اہل نار سے ہین اور یہ لوگ اصرار کرنے والے ہین اور کفر پر وہی اصرار کرتا ہے جسپر قضا سابق ہو چکی ہے ساتھ شقاوت کے اور اس کے کہ وہ اُن مین سے ہے جو کہ نار مین داخل ہونگے پھر فرشتون نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر دی جس طرح کہ اللہ پاک نے انکی طرف سے حکایت فرمائی۔ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا

ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ

يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ہم مین جو ہے اُس کو ایک ٹھکانا ہے مقرر اور ہم ہین قطار باندہنے والے اور ہم ہی ہین پاکی بولنے والے اور یہہ کہتے تھے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے لوگون کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے سو اُس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لینگے ف فرمایا جیسی دعائین فرمائی ہین آدمی کی زبان سے ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اور اس سے آگے بڑہنا نہین یہہ اُس پر فرمایا کہ کافر کہتے تھے فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین جنون کی عورتون سے پیدا ہوتیان سو جنون کو

اپنا معلوم ہے اور فرشتے یون کہتے ہین ف یعنے اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کہڑا رہتا ہے ف یہانتک ہو چکا فرشتون کا کلام ف عرب لوگ انبیاء کا نام سنتے تہے اگر علم سے خبردار ہوتے تو یہ کہتے تہے اپنے اندر بہی پیدا ہوا تو پہر گئے انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تبارک و تعالی فرشتون کی برات فرماتا ہے اُس کفر و کذب سے جسکو مشرکون نے انکی طرف منسوب کیا کہ وہ دختران خدا ہین یعنی یہ خدا کے دشمن تو اُن کے حق مین یہ افترا پردازی کرتے ہین اور وہ اپنی بندگی اور عاجزی یون بیان کرتے ہین وما منا الا لہ مقام معلوم یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی مگر اُس کے واسطے ایک جا ہے مخصوص ہے آسمانون مین اور مقامات عبادت مین کہ وہ اُس سے تجاوز نہین کرتا ہے نہ اُس سے آگے بڑہتا ہے ابن عساکر نے ترجمہ محمد بن خالد مین بسند خود تا عبدالرحمن بن العلا بن سعد عن ابیہ روایت کیا ہے یہ علا منجملہ اُن کے تہے جنہون نے بروز فتح بیعت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکدن اپنے ہمنشینون سے فرمایا چرچرایا آسمان اور اُسے لائق ہے کہ چرچرائے نہین ہے اُس مین کوئی جگہہ قدم کی مگر اُسپر ایک فرشتہ ہے رکوع کرنے والا یا سجدہ کرنے والا پہر آپنے یہہ آیت پڑہی وما منا الا لہ مقام معلوم الآیہ ضحاک نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ مسروق حضرت عائشہ رضے اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے تہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی نہین ہی سماے دنیا سے کوئی جگہہ مگر اُسپر کوی فرشتہ ہے ساجد یا قائم سو وہ یہہ قول ہے اللہ تعالی کا وما منا الا لہ مقام معلوم امام اعمش نے عن ابی اسحق عن مسروق عن ابن مسعود رضے اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے کہ بیشک آسمانون مین البتہ ایک آسمان ہی نہین ہے اُس مین ایک بالشت کی جگہہ مگر اسپر پیشانی ہے کسی فرشتے کی یا اسکے دو قدم ہین پہر حضرت عبداللہ نے آیت مذکور پڑہی اسی طرح سعید بن جبیر نے بہی کہا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ مرد اور عورتین اکہٹے نماز پڑہا کرتے تہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوی وما منا الا لہ مقام معلوم پس مرد آگے بڑہے اور عورتین پیچہے ہٹین وَاِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ کا یہ مطلب ہی کہ ہم کہڑے ہوتے ہین صفین باندہ کر طاعت مین جس طرح کہ والصافات صفا کی تفسیر مین گزر چکا ہے ابو نضرہ نے کہا کہ حضرت عمر رضے اللہ تعالی عنہ جس وقت نماز کہڑی کی جاتی تو اپنے چہرہ مبارک سے لوگون پر متوجہ ہوتے تہے پہر فرماتے اقیموا صفوفکم استقیموا قیاما یرید اللہ بکم ہدی الملائکہ پہر فرماتے وانا لنحن الصافون تقدم یا فلان تاخر یا فلان پہر آگے بڑہتے تو تکبیر کہتے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ صحیح مسلم مین حضرت حذیفہ رضے

اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم فضیلت دیے گئے لوگون پر ساتھ
تین باتون کے کی گئین ہماری صفین مثل صفوف فرشتون کے اور کی گئی واسطے ہمارے زمین مسجد اور خاک
اُسکی طہور الحدیث قولہ تعالی وانا لنحن المسبحون یعنی ہم صف باندہتے ہین پہر تسبیح کرتے ہین رب کی اور اُس کی
تمجید کرتے ہین اور اُسکی تقدیس کرتے ہین اور اُس کی تنزیہ کرتے ہین نقائص سے پس ہم اُس کے غلام
ہین اُسکی طرف محتاج ہین اُس کے سامنے ذلیل ہین حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا کہ وما منا الا
لہ مقام معلوم فرشتے ہین وانا لنحن الصافون فرشتے ہین وانا لنحن المسبحون فرشتے ہین تسبیح کرتے ہین
اللہ عزوجل کی قتادہ نے کہا مسبحون سے مراد مصلون ہے ثابت رہتے ہین اپنے مکان مین عبادت
سے کما قال تبارک و تعالی وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ
اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ
نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ قولہ تعالی وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ الآیہ ای محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے پہلے وہ یہ تمنا کرتے تھے کہ تو اُن کے پاس آئے کاش اُن کے پاس وہ شخص ہوتا جو اُنکو اللہ
کا امر یاد دلاتا اور اگلی امتون کا جو حال گذرا ہے اس کا اُن سے ذکر کرتا اور اُن کے پاس کتاب لاتا کما
قال جل جلالہ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ
اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا وقال تعالی اَنْ تَقُوْلُوْٓا
اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ اَوْ
تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ اسی لیے اس جگہ یون فرمایا ہی
فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ یہ ایک وعید اکید و تہدید شدید ہے اسپر کہ اُنہون نے اپنے رب کا
انکار کیا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جہٹلایا ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کلام مین
حذف ہی تقدیر یہہ ہے وما منا احد یا وما منا ملک الا لہ مقام معلوم فی عبادۃ اللہ تعالی یعنی نہین ہے
ہم مین سے کوئی یا نہین ہے کوئی فرشتہ مگر اُس کے واسطے ایک جگہہ مقرر ہے اللہ کی عبادت مین
کسی نے کہا تقدیر یہہ ہے وما منا الا من لہ مقام معلوم یعنے نہین ہے ہم مین سے مگر وہ شخص کہ اُس کے
واسطے ایک مقام معلوم ہے بصریون نے اول تقدیر کو اور کوفیون نے دوسرے کو ترجیح دی ہے نحاج

کہتے ہین یہ قول فرشتون کا ہے اور اس مین کلام مضمر ہے معنے یہ ہین نہین ہے ہم مین سے کوئی فرشتہ مگر اُس کے لیے ایک مقام ہے کہ اُس مین اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اُس سے تجاوز نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ مقام معلوم ہے قربت و مشاہدہ مین کسی نے کہا کہ عبادت کرتا ہے مقامات مختلف پر جیسے خوف و رجا و محبت و رضا قول اول اولی ہے کسی نے کہا کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے قول سے ہے یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی مگر اُس کے واسطے ایک مقام معلوم ہے جنت مین یا روبرو اللہ عز وجل کے روز قیامت مین اس قول مین بُعد ہے پہر فرشتون نے کہا وانا لنحن الصافون یعنی ہم صف باندہنے والے ہین مواقف طاعت مین یا گرد عرش معلی کے اس حال مین کہ دعا کرنے والے ہین واسطے مومنون کے قتادہ نے کہا یہہ فرشتے ہین کہ انہون نے اپنے قدمون کی صف باندہی ہے یعنی عبادت مین اپنے قدمون پر کہڑے ہین کلبی نے کہا کہ فرشتون کی صفین آسمان مین مثل صفوف اہل دنیا کے ہین زمین مین یا یہ معنی ہین کہ ہم صف باندہنے والے ہین واسطے اُس کے نماز مین یہہ معنی بنا بر قول ثانی کے ہین کہ وہ مومنین ہین لیکن قول اول اظہر ہے پہر کہا وانا لنحن المسبحون یعنی ہم تنزیہ کرنے والے ہین واسطے اللہ پاک کے اُس شے سے جس کی مشرکون نے اُس کی طرف نسبت کی ہے کسی نے کہا کہ مسبحون سے مراد مصلون ہے کسی نے کہا کہ مراد مجموع تسبیح ہو ساتہہ زبان کے اور ساتہہ نماز کے مقصود یہہ ہی کہ یہ صفات ملائکہ کی صفات ہین وہ ویسی نہین ہین جیسے کفار نے اُنکا وصف کیا ہے کہ وہ دختران خدا ہین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک مین دیکہتا ہون وہ شے جو تم نہین دیکہتے ہو اور سنتا ہون وہ شے جو تم نہین سنتے ہو ان السماء اطت وحق لہا ان تئط یعنی چرچرایا آسمان اور اُسی لائق ہے کہ چرچرائے نہین ہے اُس مین چار انگل جگہہ مگر حال یہ ہے کہ فرشتہ رکہنے والا ہے اپنی پیشانی سجدہ کرنے والا ہے واسطے اللہ کے اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدُوْیَہ کہا ہے کہ اطیط پالانون کے اصوات کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ اونٹون کی آواز و حنین ہے صحیح وغیرہ مین ثابت ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اصحاب کو فرمایا کہ صف باندہو جیسے فرشتے صف باندہتے ہین نزدیک اپنے رب کے تو صحابہ نے عرض کیا اور کیونکر صف باندہتے ہین نزدیک اپنے رب کے فرمایا کہ قائم کرتے ہین اگلی صفون کو اور ملتے ہین صف مین یعنی خوب ملکر کہڑے ہوتے ہین درار نہین چہوڑتے قرطبی کہتے ہین مقاتل نے کہا ہے کہ یہہ تین آیتین نازل ہوئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک سدرۃ المنتہی کے تہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پیچہے ہٹ گئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس جگہہ مجہسے مفارقت کرتا ہے تو حضرت جبریل بولے مین طاقت نہین رکہتا ہون کہ اپنی اس جگہہ سے آگے بڑہون اور اللہ تعالی نے فرشتون کے قول کی

حکایت کرکے یہہ آیت نازل فرمائی وما منا الا لہ مقام معلوم الی آخرہا اسی مضمون کو حضرت سعدی شیرازیؒ نے ادا کیا ہے ؎

اگر یک سر موے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

پہر اللہ پاک نے اقوال مشرکین کی خبر دینے کی طرف رجوع کیا ارشاد فرمایا وان کانوا لیقولون الآیہ کلمہ ان مخففہ ہے مثقلہ سے اور ضمیر شان کی محذوف ہے اور حرف لام فارق ہے درمیان اُس کے اور نافیہ کے یعنی بیشک شان یہہ ہے کہ کفار عرب قبل بعثت محمدی کے جبکہ جہل و نادانی کا انکو عار دلایا جاتا تو البتہ یون کہتے تہے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب اگلون کی کتابون مین سے ہوتی جیسے توریت و انجیل تو البتہ ہم ہوتے اللہ کے مخلص بندے یعنی ہم اُس کے واسطے اخلاص عبادت کرتے اور اس کے منکر نہ ہوتے جیسے وہ منکر ہوئے پہر اُن کے پاس وہ ذکر آیا جو کہ سید الاذکار ہے اور وہ کتاب جو کہ کتابون میں سے بہتر کتاب ہے فَكَفَرُوا بِهٖ تو اسکا انکار کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جبکہ اہل مکہ کے مشرکون کے پاس علم اولین اور علم آخرین آیا تو کتاب کے منکر ہوئے حرف فا فصیحہ ہے جو کہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ کلام مین محذوف مقدر ہے فرا نے کہا تقدیر یہہ ہے فجاءہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالذکر فکفروا بہ یعنی پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس ذکر لے کر آئے تو اس کا انکار کیا یہ بات بطریق تعجب کے ہے اُن سے نظیر اس کی سورہ فاطر مین یہ آیت ہے واقسموا باللہ جہد ایمانہم الآیہ اس آیت مین نذیر سے مراد رسول ہے اور اس جگہہ بہی کہا ہے کہ ذکر سے مراد رسول ہے فسوف یعلمون یعنی وہ اب عنقریب جان لین گے عاقبت اپنی کفر کی اور انجام اپنی تکذیب کا اور جو انتقام اُنپر نازل ہوگا اسمین اُن کے واسطے تہدید شدید ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ

ع ۵ ۲۴ ۹ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندون کے حق مین جو رسول ہین بے شک اُنہین کو مدد ہوتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے وہی زبر ہے سو تو اُن سے پہر آ ایک وقت تک اور انکو دیکہتا رہ کہ آگے دیکہہ لین گے کیا ہماری آفت شتاب مانگتے ہین پہر جب اُتریگی اُن کے میدان مین تو بری صبح ہوگی ڈرائے گیون کی اور پہر اُن سے ایک وقت تک اور دیکہتا رہ اب آگے دیکہہ لین گے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ عزت کا صاحب

پاک ہے اُن باتون سے جو کرتے ہین اور سلام ہے رسولون پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے
جہان کا **ف** یہہ ہوا فتح مکہ کے دن **ف** شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا +
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کتاب دل مین یہ امر پہلے ہو چکا ہے کہ دنیا و آخرت مین انجام
نیک واسطے رسولون کے اور اُن کے اتباع کے ہے کما قال تعالی کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ
رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ وقال عز وجل اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایا ہے ولقد سبقت کلمتنا الآیہ
یعنی دنیا و آخرت مین رسول ہی منصور و مظفر ہوتے ہین جیسا کہ اسکا بیان گزر چکا ہے کہ انکی قوم مین سے
جس نے انکی تکذیب و مخالفت کی اُسپر اُن کو نصرت ہوئی کیسا اللہ نے کافرون کو ہلاک کیا اور اپنے مومن
بندون کو نجات دی و ان جندنا لہم الغالبون کا یہ مطلب ہے کہ انجام نیک خاص اللہ کے لشکر واسطے ہوتا ہے
فتول عنہم حتی حین کے یہ معنی ہین کہ وہ لوگ جو تجھے ایذا دیتے ہین تو اسپر صبر کر اور ایک وقت انتظار کر
جسکی مدت مقرر کی گئی ہے اس لیے کہ ہم عنقریب تیرے واسطے انجام نیک و نصرت و ظفر کر دین گے اسی
لیے بعض نے کہا ہے کہ روز بدر تک اس کی تاخیر کی اسکے مابعد کی آیت بھی اسی کے معنی مین ہے قولہ
تعالی وابصرہم فسوف یبصرون یعنے تو اُن کو مہلت دے اور انتظار کر کر کیا کچھ عذاب و نکال اُن پر
نازل ہوگا بسبب تیری مخالفت و تکذیب کے اسی لیے بطور تہدید و وعید کے یون فرمایا ہے فسوف
یبصرون یعنے وہ عنقریب اپنے کیے کا بدلا دیکھہ لین گے قولہ تعالی افبعذابنا یستعجلون یعنی وہ جو
عذاب کو جلد مانگتے ہین سو وہ اسی لیے ہے کہ تجھے جھٹلاتے ہین اور تیرا انکار کرتے ہین کہ اللہ تعالے
اُنپر خفا ہو بسبب اس تکذیب و کفر کے اور جلدی سے اُنپر عقوبت لا ڈالے اور باوجود اسکے بھی اپنے
کفر و عناد سے عذاب و عقوبت کی جلدی چاہتے تہے اللہ تعالی نے فرمایا فاذا نزل بساحتہم فساء
صباح المنذرین یعنے پہر جس وقت عذاب نازل ہوگا انکی جگہہ مین تو برا ہے وہ دن دن اُن کا
بسبب اُنکے ہلاک کرنے کے سدی نے کہا کہ بساحتہم سے مراد اُن کا دار ہے فساء صباح المنذرین
ای فبئس ما تصبحون یعنی بری ہے صبح صبح انکی اسی لیے صحیحین مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ
صبح کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر مین پہر جب خیبر والے اپنی فوس و مساحی لیکر نکلے اور لشکر
دیکھا تو وہ لوٹ گئے اور وہ کہتے تہے محمد واللہ محمد والخمیس یعنے قسم ہے اللہ کی کہ محمد اور لشکر آ گیا پس نبی صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین ورواہ البخاری
من حدیث مالک عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ امام احمد نے عن انس بن مالک عن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ

روایت کیا ہے کہا جبکہ صبح کو آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر مین اور اُن لوگون نے اپنے مساحی لیے
اور صبح کو گئے اپنی کہیتون زمینون کی طرف پہر جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اذا نزلنا الآیہ لم
یُخرجوہُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ صَحِيْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ قولہ تعالی و تول عنہم تاکید ہے
ما تقدم کی واللہ سبحانہ اعلم قولہ تعالی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اللہ تبارک
و تعالی اپنے نفس کریم کی تنزیہ و تقدیس و تبریہ فرماتا ہے اُن باتون سے جنکو ظالم و مکذب لوگ اور
حد سے بڑہنے والے کہتے ہین اللہ تعالی اُن کے قول سے بالکل مبرا و پاک ہے تیرا رب صاحب
عزت کا کون عزت جس کا قصد نہین کیا جاتا ہے اور مبرا ہے ان معتدی مفتری لوگون کی بات
سے وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ یعنی سلام ہے اللہ کا رسولون پر دنیا و آخرت مین اس لیے
کہ جو بات اُنہون نے اپنے رب کے حق مین کہی ہے وہ سالم صحیح و حق ہے والحمد للہ رب العالمین یعنی
اُس کے واسطے حمد ہے اولی و اخرای مین ہر حال مین چونکہ تسبیح متضمن تھی تنزیہ و تبریہ کو ہر نقص سے
بدلالت مطابقی اور مستلزم تہی اثبات کمال کو جس طرح کہ حمد دال ہے اثبات صفات کمال پر بدلالت
مطابقی اور مستلزم ہے تنزیہ کو نقص سے اسی لیے درمیان اُنکے قران کیا اور دونون کو ساتھ ذکر
فرمایا یہان اور بہت جگہہ قرآن شریف مین اور اسی لیے یہان یون فرمایا سبحان ربک الآیہ سعید
بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت
تم سلام بہیجو مجھہ پر تو سلام بہیجو مرسلین پر کیونکہ مین جو ہون سو ایک رسول ہون مرسلین سے ہٰکذا اوردہٗ ابن
جریر و ابن ابی حاتم من حدیث سعید عنہ کذلک ابن ابی حاتم نے بسند خود اس کو مسند کیا ہے قتادہ
یون روایت کیا ہے کہا ہم کو حدیث کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابو طلحہ رضے اللہ عنہ سے کہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ❊
حافظ ابو یعلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ جب ارادہ کرتے کہ سلام پہیرین یعنی نماز سے تو فرماتے سبحان ربک
رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین پہر سلام پہیرتے اسناد اسکی ضعیف ہے
ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس
شخص کو یہ بات خوش آئی کہ وہ ماپکر لیوی ساتھہ بہر پور پیمانے کے اجر سے قیامت کے دن تو چاہیے
کہ کہے اپنی آخری مجلس مین جبکہ ارادہ کرے یہ کہ کہڑا ہووے سبحان ربک رب العزۃ الآیہ وروی
من وجہ اٰخر متصل موقوف علی علی رضی اللہ تعالی عنہ ابو محمد بغوی نے اپنی تفسیر

بسند خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا جو شخص دوست رکھے یہ کہ آکر لیوے ساتھ
بھرپور پیمانے کے اجر سے قیامت کے دن تو چاہیے کہ ہو آخر کلام اُسکا اپنی مجلس مین سُبحان ربک رب
العزۃ عما یصفون الآیہ طبرانی نے عن عبد اللہ بن زید بن ارقم عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے کہا بعد ہر نماز کے سُبحان ربک الآیہ
تین بار تو مقرر اُس نے ماپ کر لیا ساتھ جریب اوفی کے اجر سے کفارہ مجلس مین حدیثین وارد
ہوئی ہین سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک حافظ ابن کثیر فرماتے
ہین وقد افردت لہا جزءً علحدۃ فلیکتب ہہنا ان شاء اللہ تعالی آخر تفسیر سورۃ والصافات واللہ اعلم

ف فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے کہ جملہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین مستانفہ ہے وعید
کی تقریر و تثبیت کرتا ہے قسم کے ساتھ اس کو اس لیے شروع کیا ہے کہ اس کے مضمون
کی تحقیق کے ساتھ غایت درجے کا اعتنا ہے تقدیر یہ ہے وباللہ لقد الآیہ یعنے قسم ہے اللہ
کی البتہ مقرر سابق ہو چکا ہے ہمارا کلمہ واسطے ہمارے بندون کے جو رسول ہین مراد کلمہ سے
وہ نصر و ظفر ہے کفار پر جس کا رسولون سے وعدہ کیا ہے مقاتل نے کہا مراد کلمہ سے یہ آیت
ہے لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی فراء نے کہا سابق ہو چکا ہے کلمہ ہمارا ساتھ سعادت کے واسطے
اُن کے یعنے ہم حکم دے چکے ہین کہ بہرہ مندی و کامیابی انہین کو ہوگی اولی یہ ہے
کہ اس کلمے کی تفسیر اس جملے سے کی جائے جو یہان مذکور ہے کیونکہ اللہ پاک نے یون فرمایا
ہے انہم لہم المنصورون الآیہ پس یہ وہی کلمہ ہے جسکا ذکر سابقا ہوا ہے اور یہ جملہ اس کی تفسیر
ہے رہی یہ بات کہ اُس کا نام کلمہ رکھا حالانکہ یہ تو کئی کلمے ہین سو اسکی یہ وجہ ہے کہ جب وہ
ایک معنی مین منتظم ہوئے تو ایک کلمے کے حکم مین ہوگئے پس یہ مجاز ہے اطلاق جزء بر کل کے
باب سے مراد جند سے اللہ پاک کا گروہ ہے یہ گروہ رسول ہین علیہم السلام اور اُن کے پیرو
جند یعنے انصار و اعوان ہے جمع اسکی اجناد و جنود آتی ہے اور واحد کو جندی کہتے
ہین پس حرف یا واسطے وحدت کے ہے جیسے روم و رومی ہے اور جَنَد بفتحتین ایک شہر
ہے ملک یمن مین شیبانی نے کہا کہ لہم الغالبون مین جمع کا اسناد جند کی طرف اس لیے
کیا کہ سر ہے آیت کا یہ وعدہ نصر و غلبہ کا واسطے رسولون کے اسکو یہ منافی نہین ہے کہ بعض
جگہہ وہ منہزم ہوئی اور غلبہ کفار کا ظاہر ہوگیا اس واسطے کہ غالبا ہر جگہہ دشمنون پر وہی غالب
و منصور رہے پس یہ کلام مخرج غالب مین خارج ہوا ہے علاوہ اس کے یہ بات ہے

کہ ہر حال پر اور ہر جگہہ عاقبت محمودہ انہین کے واسطے ہے کما قال سبحانہ والعاقبۃ للمتقین یعنے
انجام نیک خاص واسطے متقی لوگون کے ہے فرد کامل اُن کے یہی گروہ باشکوہ انبیا علیہم السلام
کا ہے حاصل یہہ ہے کہ اُن کے امر کا قاعدہ واساس ظفر و نصرت ہے اگرچہ اسکی بعض بعض گیون مین
کچھ بلوئی ابتلا و محنت کی واقع ہوگئی پس اعتبار غالب کا ہے اور اکثر کو کل کا حکم دیا جاتا ہی و قلیل ملحق بعدم ہوتا ہی یا مراد انکی وعلو
علوی علو اُن کا ہی دشمنون پر بمقام حجاج و ملاحم قتال بیچ دنیا کے اندر اور علو اُن کا ہے اُن پر آخرت مین حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے ان لم ینصروا فی الدنیا نصروا فی الآخرۃ یعنی اگر وہ دنیا مین منصور
نہ ہون تو آخرت مین منصور ہونگے مطلب یہہ ہے کہ بالفرض اگر دنیا مین انکو نصرت نہ ہوئی
تو آخرت مین تو ضرور ہی نصرت ہوگی پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم
دیا کہ اُن سے اعراض کرین اور جو جہالتین ضلالتین اُن سے صادر ہوتی ہین اُن کے
چشم پوشی کرین پس فرمایا فتول عنہم حتے حین یعنے تو اُن سے اعراض کر ایک مدّت تک
جو کہ اللہ سبحانہ کے نزدیک معلوم و مقدر ہے یہہ وہی قتال سے باز رہنے کی مدّت
ہے سُدی و مجاہد نے کہا یہان تک کہ ہم بہیجے قتال کا حکم دین قتادہ نے کہا تا موت
کسی نے کہا تا روز بدر کسی نے کہا تا روز فتح مکہ کسی نے کہا یہ آیت آیت سیف ہی منسوخ
ہے والاول اولی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اول امر مین اس بات کے ساتھہ ماموز تھے
کہ تبلیغ کرین ڈرائین کفار کی ایذا پر صبر کرین واسطے اُن کے مانوف کرنے کے پہر
سنہ ۲ ہجری مین جہاد کا حکم ہوا ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ آپ کے غزوات
ستائیس ہین اُن مین سے آٹھہ مین تو آپ نے بنفس نفیس قتال فرمایا بدر و احد و مصطلق
و خندق و قریظہ و خیبر و حنین و طائف وَ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ یعنی
دیکھہ انکو جبکہ اُنپر عذاب نازل ہوگا ساتھہ قتل و قید کے اور جو کچھہ ہم نے اُن کے واسطے
تیار رکھا ہے اب وہ عنقریب اُس کو دیکھہ لین گے جبکہ اُن کو دیکھنا نفع نہ دے گا کلمہ سوف
اس جگہہ واسطے وعید کے ہے تبعید کے لیے نہین ہے کیونکہ یہہ مقام تبعید کا مقام نہین ہے
جس طرح کہ تم سوف انتقم منک کہتے ہو اس حال مین کہ انتقام کے واسطے تیار ہوتے ہو
قالہ الکرخی اور اسی لیے قرب امر کی البصار کے ساتھہ تعبیر کی ہے گویا وہ اُس کے
روبرو حاضر ہے اُس کا مشاہدہ کر رہا ہے خصوصا جبکہ یہہ کہا جائے کہ امر واسطے فور
کے ہوتا ہے کسی نے کہا کہ قیامت کے دن عذاب کو دیکھین گے پہر اللہ پاک نے

انکو تہدید کی ارشاد فرمایا اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ وہ لوگ بنی فرط تکذیب سے یون کہتے تہے یہہ عذاب
کب ہوگا تو اللہ تعالی نے انکو دہمکی دیکر فرمایا کیا ہمارے عذاب کی جلدی چاہتے ہین پہر جس وقت
اُن کے واسطے عذاب اللہ کا نازل ہوگا اُن کے میدان مین تو بُری ہوگی صبح اُن لوگون کی جو
کہ عذاب کے ساتہہ ڈرائے گئے زجاج نے کہا کہ عذاب اُن کا قتل سے ہوا کسی نے کہا کہ مراد اس
سے اُترنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اُن کے میدان مین فتح مکے کے دن عذاب
کی تشبیہ دی اُس لشکر سے جو کہ ناگہان اُن پر آگیا پہر اُن کے میدان مین بغتۃً اونٹ بٹہا دیے
اور وہ اپنے گہرون مین ہین پس ضمیر مستتر نزول مین استعارہ بالکنایہ ہے اور نزول تخییل ہے
ساحت گہر کا میدان واسع ہے جو کہ مکانون سے خالی ہوتا ہے جمع اُس کی سوح آتی ہے
فراء نے کہا نزل بہم و نزل بساحتہم برابر ہے جمہور نے نزل بصیغہ معروف پڑہا ہے اور حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بصیغہ مجہول اور بساحتہم جار و مجرور قائم مقام فاعل
ہے ساء فعل ذم بمعنے بئس ہے اے بئس صباح المنذرین اور مخصوص بالذم محذوف ہے اے
صباحہم صباح کا ذکر خاص کر کے اس لیے کیا کہ اکثر مین اُن پر عذاب آتا تہا گو کسی اور وقت مین
کبہی واقع ہوا ہین واضح یہ ہے کہ واسطے وقت نزول عذاب کے صباح کا استعارہ کیا ہے صباح
جیش سے جو کہ شب خون مارنے والا ہے چونکہ صبح کے وقت ہجوم و غارات بکثرت اُن مین ہوا
ہے اس لیے غارت کا نام صباح رکہہ دیا گو وہ اور وقت مین واقع ہو مقتضائے ظاہر یہہ
تہا کہ صباحہم ہوتا کیونکہ انکا ذکر اول ہوگیا ہے تو ضمیر لانا کافی تہا لیکن بجائے ضمیر کے منذرین
اسم ظاہر رکہا تہا کہ عذاب کی علت معلوم ہو جائے یعنے اُن پر عذاب اس لیے آیا کہ اُن کو
ڈرایا گیا مگر انہون نے نہ مانا تو عذاب نے اُن کو آلیا کہا ہے کہ الف و لام عہدی ہے کرخی
نے کہا کہ الف و لام جنسی ہے اس لیے کہ افعال مدح و ذم مقتضے شیوع کے ہین بسبب
ابہام و تفصیل کے پس یہہ جائز نہین ہے کہ بئس الرجل ہذا و نعم الرجل ہذا کہو جبکہ کسی مرد
معین کا ارادہ کرو تو اب یہہ جائز نہین ہے کہ الف و لام عہدی ہو پہر اللہ پاک نے
واسطے تاکید وعدہ عذاب کے ما سبق کی تکرار کی اور تسلی پر تسلی فرمائی پس ارشاد فرمایا وَ
تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ یہان ابصر کا مفعول حذف کیا اور اول
مین ذکر فرمایا تو اس لیے کہ اول اُس پر دال ہے تو اختصار کے لیے بیان اسکو متروک کر دیا یا
واسطے تعمیم کے یہہ امر تانے کو کہ اُن کے انواع عذاب سے جس شے کو وہ دیکہے گا وصف

بیان اسکا احاطہ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ اس جملے سے مراد احوال قیامت ہین اور اول جملے سے مراد انکا عذاب دنیا مین ہے اس قول کی بنا پر باب تاکید سے نہوگا بلکہ قبیل تاسیس سے ٹہیرے گا پہر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کو اُن کی قبیح باتون سے منزہ کیا جو اُن سے صادر ہوتی ہین پس ارشاد فرمایا سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ مراد تنزیہ ہے اللہ پاک کی ہر اُس سے جس کے ساتہہ مشرک لوگ اُس کا وصف کرنے ہین منجملہ اُن امور کے جو اللہ پاک کی درگاہ عالی جاہ کے لائق نہین ہین ربّ العزت بدل ہے ربک سے رب کی اضافت عزت کی طرف اس لیے کی ہے کہ وہ اس کے ساتہہ مختص ہے گویا ذی العزۃ کہا گیا جس طرح کہ صاحب صدق بولتے ہو اس لیے کہ وہ اُس کے ساتہہ مختص ہے کسی نے کہا کہ مراد عزت مخلوقہ ہے جو کہ کائن ہے درمیان اُس کی مخلوق کے پس قول اول کی بنا پر تو اُس سے قسم منعقد ہوجائے گی کیونکہ وہ ایک صفت ہے صفات رب سے بخلاف قول ثانی سے کہ اس سے قسم منعقد نہوگی۔ قالہ السمین پہر وصف ذکر کی جو دال ہے رسولون کی تشریف و تکریم پر ارشاد فرمایا وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ یعنی سلام ہے اُن لوگون پر جنکو اس نے اپنے بندون کی طرف بہیجا اور انہون نے اسکی رسالتین پہونچا مین یہ سلام اُس سلام سے ہے جو بمعنے تحیت ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ اُن کے واسطے سلامتی وامن ہے مکروہ سے اس صورت مین اول بعض رسل کو سلام کے ساتہہ خاص کیا پہر علی العموم یہان سب پر سلام بہیجا اس لیے کہ ہر ایک کو سلام کے ساتہہ خاص کرنے مین تطویل ہے قولہ تعالی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ پاک نے اس مین ارشاد فرمایا ہے اپنے بندون کو کہ اسکی حمد کرین اس نعمت پر کہ اُس نے اپنے فضل و رحمت سے اُن کی طرف رسول بہیجے خوشخبری سناتے اور ڈراتے اور انکو تعلیم کی ہے اس کی کہ جب وہ اُن پر انعام فرماتے تو کیا کرین اور اُس پر اُس کی تعریف وثنا کیونکر کرین کسی نے کہا کہ یہ حمد ہے اس پر کہ مشرکین ہلاک ہوئے اور رسولون کو اُنپر مظفر و منصور کیا اولی یہ ہے کہ یہ حمد ہے واسطے اللہ پاک کے ہر اُس شے پر جس کے ساتہہ اس نے اپنی ساری خلق پر انعام فرمایا ہے جس طرح کہ حذف محمود علیہ امر بات کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ اسکا حذف مشعر تعمیم ہے چنانچہ علم معانی مین ثابت ہوچکا ہے حمد کہتے ہین ثنائے جمیل کو واسطے قصد تعظیم کے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ارادہ فرماتے تہے کہ سلام پہیرین اپنی نماز سے تو فرماتے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ الآیہ أَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّأَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم پہچانتے تہے فارغ ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز سے آپ کے اس کہنے سے سبحان ربک رب العزۃ الآیہ و

اَخْرَجَهُ الْخَطِيبُ نَحْوَهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ یہ سورت مشتمل ہے ذکر پر اُس قصے کی جسکو مشرکون نے اللہ پاک کے حق مین کہا اور اُس کی طرف اُسکی نسبت کی اُن باتون مین سے جن سے وہ منزہ اور بیرا ہے اور ذکر پر اُس محنت و مشقت کے جو رسولون نے مشرکون کی طرف سے اٹھایا اور اس نصرت و مدد کی جو انجام کار یعنی انکو عطا کی گئی پس اُس کو ختم کیا ساتھہ اُن کلمون کے جو کہ ان سب امور کے مانع ہین وہ یہی ہین کہ اپنی ذات پاک کی تنزیہ کی اس شئے سے جس کے ساتھہ مشرکون نے اُسکا وصف کیا اور مرسلین پر سلام بھیجا اور اپنی حمد و ثنا کی اُس پر کہ نیک انجام اُنکے لیے متعین کیا

+ الحمد للہ والمنہ کہ تفسیر سورہ والصافات بتاریخ ۲ ماہ محرم سنہ ۱۳۱۳ ہجری روز چہارشنبہ وقت نیم شب محلہ امیر گنج مین ہاتھہ پر ضعیف البنیان راجی عفو و غفران خاکسار ذوالفقار کے تمام ہوئی الٰہی سیدی مولائی تو اسکو قبول کر سہو و نسیان سے تجاوز فرما لاحول ولا قوۃ الا بک اللھم انی ضعیف فقوّ فی رضاک ویسر لی تحریر تفسیر لبقیۃ الکتاب واشرح لی صدری بالادراک التام والبیان الواضح حتی یفقھوا قولی فانک میسر لکل عسیر وبالاجابۃ جدیر اللھم فصل وسلم وبارک علی سیدنا و سید المرسلین شفیع المذنبین محمد و علی آلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین واحسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ

آمین والحمد للہ اولا و آخرا وظاہرا وباطنا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ ص

اس سورہ مبارکہ کی چھیاسی یا پچاسی یا اٹھاسی آیتین ہین اور مکی ہے قرطبی نے کہا سب کے قول مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ سورہ ص مکے مین نازل ہوئی ہے اَخْرَجَهُ ابْنُ الضَّرِيْسِ وَالنَّحَّاسُ وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے تو ایک گروہ قریش کا اُنپر داخل ہوا جس مین ابوجہل تھا پس ابوجہل نے کہا تیرا بھتیجا ہمارے معبودون کو گالیان دیتا ہے اور یہ کام کرتا ہے وہ کام کرتا ہے یہ کہتا ہے وہ کہتا ہے سو کاش تو کسی کو اُسکی طرف بھیجتا پھر اُسے منع کر دیتا پس ابوطالب نے آدمی بھیجا طرف آپکے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے پھر اندر آئے درمیان لوگون کے اور ابوطالب کے پاس بقدر بیٹھنے ایک شخص کے جگہہ تھی سو ابوجہل اس سے ڈرا کہ کہین آپ ابوطالب کی طرف جلوس فرمائین اور اُسپر زیادہ چڑھے ہوئے ہون پس اس نے جست کی تو اُس جگہہ جا بیٹھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کے قریب

مین کوئی جگہہ نشست کی نہ پائی تو آپ دروازے کی نزدیک بیٹھ گئے پہر ابو طالب نے آپ سے کہا اے میرے بہتیجے کیا حال ہے تیری قوم کا کہ وہ تیری شکایت کرتے ہین یہ زعم کرتے ہین کہ تو اُن کی معبودون کو گالیان دیتا ہے اور یہہ کہتا ہے وہ کہتا ہے راوی نے کہا کہ آپ پر اُنہون نے اور بہت باتین بنائین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کیا تو فرمایا اے میرے چچا مین تو اُنکا ارادہ کرتا ہون ایک ایسے کلمہ پر کہ وہ اُسے کہدین تو اُس کے سبب سے عرب اُنکی مطیع ہو جائین اور عجم اُس کی وجہ سے جزیہ اُنکی طرف ادا کرین آپ کے کلمہ و قول کے سبب سے وہ لوگ گہبرا گئے پہر قوم نے کہا ایک کلمہ ہان قسم ہے تیرے باپ کی ہم دس کلمے کہین گے کہا پہر وہ کیا کلمہ ہے آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ بس وہ کہڑے ہوئے گہبرائے ہوئے اپنے کپڑون کو جہاڑتے اور یہ کہتے تہے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اسپر لنکے باب مین یہ آیت نازل ہوئی صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ تا قولہ تعالی بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهُ وَالنَّسَائِیُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوْیَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۞ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۞ قسم ہے اس قرآن سمجہانے والے کی بلکہ جو لوگ منکر ہین غرور مین ہین اور مقابلے مین انتہی **ف** حروف مقطعات کی تقریر سورۂ بقرہ مین ایسے طور پر گزر چکی ہے کہ اس جگہہ اُسکے تکرار سے غنا حاصل ہے والقرآن ذی الذکر کے یہ معنے ہین قسم ہے اُس قرآن کی جو کہ مشتمل ہے اُس شے پر جسمین بندون کے واسطے ذکر ہے یعنے سمجہانا ہے اور معاش و معاد مین اُن کے لیے نفع ہے ضحاک نے کہا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ای تذکیرکم یعنے ذکر سے مراد سمجہانا و وعظ و نصیحت کرنا ہے قتادہ نے بہی اسی طرح کہا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر و اسمعیل بن ابی خالد و ابن عیینہ و ابو حصین و ابو صالح و سدی نے کہا ہے کہ ذی الذکر یعنی ذی الشرف ہے یعنے قسم ہے اُس قرآن کی جو کہ شان اور مرتبے والا ہے ان دونون قولون مین کچہ منافات نہین ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی شریف کتاب ہے جو کہ مشتمل ہے تذکیر و اعذار و انذار پر اس قسم کے جواب مین اختلاف کیا ہے سو بعض نے تو یہ کہا کہ جواب اسکا ان کل الا کذب الرسل فحق عقاب ہے کسی نے کہا ان ذلک لحق تخاصم اہل النار ہے ان دونون کو ابن جریر نے حکایت کیا ہے اس ثانی مین بڑا بعد ہے ابن جریر نے اسکو ضعیف کہا ہے قتادہ نے کہا جواب اُسکا

بل الذین کفروا فی عزة وشقاق ہے ابن جریر نے اسکو اختیار کیا ہے پہر ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے
یہ حکایت کیا ہے کہ جواب اُسکا ص ہے اُسکو باین معنی ٹہیرایا ہے کہ حق والقرآن ذی الذکر کسی نے کہا جواب
اُسکا وہ شے ہے جسکو پوری سورت کا سیاق متضمن ہے واللہ اعلم قولہ تعالی بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ
وَّشِقَاقٍ کا یہ مطلب ہے کہ بیشک اس قرآن مین البتہ نصیحت ہے واسطے اُس شخص کے جو نصیحت پذیر ہو اور
عبرت ہے اُس کے لیے جو عبرت لے اور کافرون نے جو اس سے نفع نہ لیا سو صرف اسی لیے کہ وہ عزت
مین ہین یعنی اُس سے تکبر وحمیت کرتے ہین اور شقاق مین ہین یعنی اُس کے مخالف ومعاند ومفارق
ہین کذا فی ابن کثیر مطلب یہ ہے کہ مارے تکبر وحمیت وننگ وعار ومخالفت کے اُس مین غور نہین کرتے
ہین اگر ان باتون کو چہوڑ کر اُس کو سمجہتے تو بیشک نفع پاتے کیونکہ وہ تو نفس الامر مین محض ہدایت
ونفع ہے **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ جمہور نے صاد بسکون دال پڑہا ہے جیسے سارے
حروف تہجی جو سورتون کے اول مین واقع ہوئے ہین کیونکہ وہ سب بنا بر وقف ساکنہ تالاو اخر ہین
حضرت ابی وغیرہ نے **صاد** بکسر دال بدون تنوین بسبب التقائے ساکنین کے یہ وجہ کسر کی اقرب
ہے کسی نے کہا وجہ کسر یہ ہے کہ صاد مٹی یصادی اذا عارض سے ماخوذ ای صاد القرآن بعملک یعنی اپنے
عمل کے ساتھ قرآن کا معارضہ ومقابلہ کر پس اُسپر عمل کر اسکو نحاس نے حضرت حسن بصری سے حکایت
کیا ہے اور کہا کہ حضرت حسن نے اپنی اس قرارت کی تفسیر اس قول کے ساتھ کی ہے اور اُن سے
مروی ہے کہ معنے یہ ہین اتله وتعرض لقرارتہ یعنے تو قرآن کو پڑہ اور اُسکی قرارت کے واسطے متعرض
ہو عیسی بن عمر نے **صاد** بفتح دال یہ فتحہ بسبب التقائے ساکنین کے ہے کسی نے کہا کہ منصوب ہے
بنا بر اغرا کسی نے کہا یہ معنے ہین صاد محمد قلوب الخلق واستمالہا حتی امنوا بہ یعنی شکار کر لیا محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خلق کے دلون کو اور اُنکو مائل کر لیا یہان تک کہ وہ اُنپر ایمان لے آئے یہ قرارت
ابو عمرو سے بہی مروی ہے نیز ابن ابی اسحاق سے **صاد** بکسر وتنوین مروی ہے وجہ اُسکی یہ ہے
کہ اس حرف کی تشبیہ دی ہے اُس کے ساتھ جو غیر متمکن ہے اصوات سے ہارون اعور وابن سمیفع
نے **صادُ** بضم بدون تنوین پڑہا ہے بنا بر بنا جیسے منذ وحیث جسطرح کہ ق اور ن مین اُس کے ساتھ
پڑہا گیا ہے سمین نے اس سب کی توجیہ پر کلام بسیط کیا ہے **خفنادی** نے کہا ہے کہ سکون دال کا
جائز ہے بنا بر حکایت اور فتح بسبب غیر منصرف ہونے کے بوجہ علمیت وتانیث کے باین اعتبار کہ یہ
اسم علم ہے سورت کا اور جر مع تنوین باین نظر کہ سورت قرآن ہے یعنی چونکہ قرآن وکتاب وتنزیل
منصرف ہین اور سورت بہی یہی اشیا ہین اس لیے اُس کو منصرف کیا خازن نے کہا ہے کہ اس

یعنی حضرت حسن
وابن ابی اسحاق
ونصر بن عاصم
وابن ابی عبلہ
وابن السمیفع
یعنی ادریس
ومعہ ابی بکر الاہواز
بحسب لوری
بایرہ

سورت کو سورۂ داؤد علیہ السلام بھی کہتے ہین یعنی اس لیے کہ اسمین انکا قصہ مذکور ہے ص کے معنی مین
اختلاف کیا ہے ضحاک نے کہا صدق اللہ عطا نے کہا صدق محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سعید بن جبیر نے
کہا ص ایک دریا ہے کہ درمیان دو نفخون کے اللہ تعالی اُس سے مردون کو زندہ کرے گا محمد بن کعب نے
کہا ص مفتاح اسم اللہ ہے قتادہ نے کہا ایک اسم ہے اسماے الٰہیہ سے دوسر الفظ انکا یہ ہے کہ ایک اسم
ہے اسماے رحمٰن سے مجاہد نے کہا کہ فاتحہ سورت ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ص محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کسی نے کہا ص اُس قبیل سے ہے جس کے علم کا اللہ تعالی مستاثر ہے یعنی
اسکا علم سوا خدا کے اور کسی کو نہیں ہے حق یہی قول ہے چنانچہ فاتحہ سورہ بقرہ مین ہم اسکو بیان کر
گئے ہین کہا ہے کہ ص اسم ہے حرف کا بطور سرد و بطرز تعدید یا اسم ہے سورت کا یا خبر ہے مبتدائے
محذوف کی یا منصوب ہے باضمار اذکر یا اقرأ حرف واو والقران مین واو قسم ہے قرآن شریف کی ساتھ
قسم کہانے مین آگاہی بخشنا ہے اس کے شرف قدر و علو محل پر ذی الذکر کے یہ معنے ہین کہ وہ مشتمل ہے
اس ذکر پر جسمین بیان ہے ہر شئے کا مقاتل نے کہا ذی البیان حضرت ابن عباس نے فرمایا ذی الشرف
ضحاک نے کہا ذی الشرف والعظمۃ کما قال اللہ تعالی لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اى
شرفکم یا بمعنے ذی الشہرت ہے کسی نے کہا ذی الموعظہ کسی نے کہا کہ اسمین ذکر ہے اُس شئے کا جس
کی طرف دین مین حاجت ہوتی ہے کسی نے کہا کہ اسمین ذکر ہے اللہ تعالی کے اسما کا اور اس کی تمجید
ہے کسی نے کہا کہ اسمین ذکر ہے عقائد و شرائع و مواعید کا اس قسم کے جواب مین اختلاف ہے زجاج
و کسائی و کوفیون نے سوا فرا کے کہا ہے کہ جواب ان ذلک لحق ہے فرا نے کہا ہم اُس کو مستقیم
نہین پاتے ہین اس لیے کہ والقرآن سے یہ بغایت متاخر ہے فرا و ثعلب نے اسکو ترجیح دی ہے کہ جواب
کم اہلکنا ہے اخفش نے کہا کہ ان کل الا کذب الرسل جواب ہے کسی نے کہا کہ جواب ص ہے اس لیے
کہ اُس کے معنے حق ہین سو یہ جواب ہے والقرآن کا جیسے تم کہتے ہو حقا واللہ یعنی وجب واللہ
اس قول کو ابن انباری نے ذکر کیا ہے ثعلب و فرا سے یہ بھی مروی ہے کہ بنا اس قول کی اسپر ہے
کہ جواب قسم کا مقدم کرنا جائز ہے حالانکہ یہ قول ضعیف ہے کسی نے کہا جواب محذوف ہے تقدیر یہ ہے
والقرآن ذی الذکر لتبعثن اور مثل اس کے حوفی نے کہا تقدیر یہ ہے لقد جاءکم الحق اور مثل اس کے
زمخشری نے کہا انہ لمعجز ہے محلی نے کہا انک لمن المرسلین ہے ابن عطیہ نے کہا تقدیر یہ ہے ما الامر
کما یزعم الکفار من تعدد الالہۃ یعنی بات ویسی نہین ہے جیسے کفار خیال کرتے ہین کہ متعدد معبود ہین
حذف جواب کا قایل ہونا اولی ہے کسی نے کہا کہ مقسم بہ ص ہے بنا بر اس قول کے حرف واو والقرآن

مین واسطے عطف ہوگا ص پر چونکہ قرآن کی قسم کہانا دال تہا اُس کے صدق پر اور اسپر کہ وہ حق ہے اور شک
شبہ کا محل نہین ہے اس لیے اللہ پاک نے فرمایا بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ پس اس سے اضراب
کیا اور گویا یون فرمایا کہ قطعاً اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور مشرکون کا اسکو قبول نہ کرنا اس لیے
نہین ہے کہ اس مین کچہ شک ہے بلکہ وہ قبول حق سے تکبر و تجبر مین ہین اور بلا لیے ہنسے مین ہین حق کے ماننے
سے بلکہ اسکے نہ ماننے پر دلیل اُنکو باعث نہین ہوئی ہے مجرد حمیت اور محض خصام اور صرف تقلید آبا
ہے عزت عرب کے نزدیک بمعنی قہر و غلبہ ہے محاورے مین بولتے ہین مَنْ عَزَّ بَزَّ یعنی جو شخص غالب ہوا
اُس نے مقتول کا لباس و سلاح و سامان لیا اسی معنی سے یہ آیت ہے وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ یعنی بات
کرنے مین وہ مجہپر غالب ہوگیا ہے شقاق ماخوذ ہے شق سے یعنی خلاف و عداوت بیان اسکا اول گزر چکا
ہے عزت و شقاق کو جو نکرہ ذکر کیا ہے سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ یہ دونون شدید و کثیر ہین گویا یہ تنوین
واسطے تعظیم کے ہے کسی نے فی غرۃ بغین معجمہ پڑہا ہے غرۃ بمعنے غفلت ہے یعنی جو نظر و غور اور اتباع حق
انپر واجب ہے اُس سے بڑی غفلت مین پڑے ہوئے ہین تو اول ول اعلی ہے پہر جو ان سے پہلے کے کافرون
نے انکار و تکذیب حق کی اور اُس کی انکو سزا ملی اللہ پاک نے اُس سے ان کافرون کی تہدید و تخویف
فرمائی یون ارشاد کیا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ بہت کہپادین ہم نے
اُن سے پہلے سنگتین پہر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تہا خلاصی کا انتہی ف یعنی بہت سی امتین ان سے
پہلے جنہون نے رسولون کی مخالفت کی اور آسمانی کتابون کو جہٹلایا اللہ نے انکو ہلاک کر دیا جس وقت
انپر عذاب آیا تو اللہ پاک سے استغاثہ کیا چیخے چلائے حالانکہ یہ اُن کے کچہ کام نہ آیا عذاب کو اُن سے
دفع نہ کیا کما قال عز و جل فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا
اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ابو داؤد طیالسی نے تمیمی سے روایت کیا
ہے کہا مین نے حضرت ابن عباس سے فنادوا ولات حین مناص کا پوچہا تو فرمایا لیس بحین نزو و لا
فرار یعنی نہین ہے وقت بہاگنے کا علی ابن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے لیس بحین
مغاث یعنی نہین ہے وقت فریادرسی کا عکرمہ کا لفظ اُن سے یہ ہے نادوا النداء حین لا ینفعہم اور یہ پڑہا
ع تذکر لیلی لات حین تذکر یعنی اُنہون نے اسوقت ندا کی کہ انکو نفع نہین دیتی ہے محمد
بن کعب نے کہا کہ انہون نے ندا کی ساتہہ توحید کے جب کہ دنیا نے اُن سے پیٹہ دی اور خلاصی
چاہی واسطے توبہ کے جب کہ دنیا نے اُن سے اعراض کیا قتادہ نے کہا لما رأوا العذاب رادوا التوبۃ
عن حین النداء مجاہد نے کہا لیس بحین فرار ولا اجابۃ یعنی نہین ہے وقت بہاگنے کا اور نہ توبہ قبول کرنے

کا اسی کے مثل عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو مالک و ضحاک و زید بن اسلم و حسن و قتادہ سے بھی مروی ہے امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے ولا نداء فی غیر حین النداء یعنی نہین ہے ندا غیر وقت ندا مین کلمہ لات کہ لائے نفی ہے حرف تا اسکے ساتھہ زیادہ کر دیا گیا ہے جس طرح کہ ثم و رب مین زیادہ کرتے ہین اور ثمت و ربت کہتے ہین اور لات جدا لکھا جاتا ہے اور اسپر وقف ہوتا ہے بعض قرا نے مصحف امام سے حکایت کیا ہے کہ لات حین کے ساتھہ متصل ہے ولا تحین مناص مشہور قول اول ہے ابن جریر نے اسکو ذکر کیا ہے پھر جمہور نے بنصب حین پڑھا ہے تقدیر یہہ ہے ولیس الحین حین مناص یعنی نہین ہے وقت وقت خلاصی کا بعض نے خود لات سے نصب کو جائز رکھا ہے اور اسکی سند مین یہ شعر پڑھا ہے ؎

تذکر حب لیلی لات حینا | واضحی الشیب قد قطع القرینا

اور بعض نے اس سے جر کو جائز رکھا ہے اور یہہ شعر پیش کیا ہے ؎

طلبوا صلحنا ولات اوان | فاجبنا ان لیس حین بقاء

بعض نے اسکی سند مین یہ مصرع گزرانا ہے ع ولات ساعة مندم ✦ بجر ساعت اہل لغت کہتے ہین کہ نوص تاخر ہے اور بوص تقدم ہے اسی لیے اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہے ولات حین مناص یعنے نہین ہے وقت وقت بھاگنے کا اور نہ وقت جانیکا واللہ الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ کم خبریہ ہے جو کہ تکثیر پر دال ہے اور محل نصب مین ہے اہلکنا کا مفعول بہ ہے اور من قرن اسکا تمیز اور من قبلہم کا کلمہ من واسطے ابتداء غایت کے ہے مراد قرن سے اگلی امتین ہین جو کہ بسبب تکذیب رسل کے ہلاک کر دی گئین یعنی ہمنے ان سے پہلے بہت سی امتون کو ہلاک کر ڈالا ہے جو کہ منعت و شوکت و قوت و کثرت مال مین ان لوگون سے نہایت درجہ بڑہکر تہین مراد ندا سے اس جگہہ ندا استغاثہ ہے یعنی وقت نزول عذاب کے انہون نے استغاثہ کیا حالانکہ وہ وقت خلاصی کا وقت نہ تہا حضرت حسن نے فرمایا کہ انہون نے توبہ کے ساتھہ ندا کی حالانکہ وہ وقت توبہ کا نہ تہا اور نہ اسکا عمل نفع دے مناص مصدر ہے ناص ینوص نوصا و مناصا کا نوص بمعنے فوت و تاخر ہے لات اہل یمن کی لغت مین بمعنی لیس ہے فرا نے کہا نوص بمعنے تاخر ہے اور امرؤ القیس کا شعر اسکی سند مین پڑھا ؎

امن تذکر لیلی اذ نایتک تنوص | فتقصر عنہا خطوة و تبوص

کہا کہ محاورے مین یون بولتے ہین ناص عن قرنہ ینوص نوصا و مناصا ای فر و راغ فرا نے کہا کہ جسوقت کوئی متقدم ہو آگے بڑہ جائے تو اسوقت بولتے ہین ناص ینوص اسیطرح نحاس نے بھی

کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوص بنون یعنی تاخر و تقدم دونون طرح آتا ہے تو منجلہ اضداد ٹہیرا
کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ بعض نے بعض سے کہا مناص یعنی تم فرار و ہزیمت کو لازم پکڑو پس جب اُنپر عذاب آیا
تو کہا مناص پس اللہ پاک نے فرمایا ولات حین مناص سیبویہ و خلیل نے کہا کہ لات مشابہ لیس ہے اسم
اسمین ضمیر مضمر ہے اسے لیس حیننا حین مناص یعنی نہین ہے وقت ہمارا وقت بہاگنے کا زجاج
نے کہا لیس اوانا تقدیر ہے ابن کیسان نے کہا قول سیبویہ ہی کا قول ہے کسائی کے نزدیک لات پر
وقف بہاء ہے مبرد و اخفش بہی اسی کے قائل ہین اخفش نے کہا کہ لات لائے نافیہ ہے واسطے
جنس کے حرف تا اسپر زیادہ کیا گیا ہے اور نفی احیان کے ساتھہ مخصوص ہے کسائی فرار و خلیل و
سیبویہ و اخفش کہتے ہین کہ حرف تا حین سے منقطع لکہا جاتا ہے اور اسی طرح مصاحف مین ہے
ابو عبید نے کہا کہ حین سے متصل لکہا جاتا ہے تو لاتحین بولتے ہین اور کبہی تحین بولتے ہین اور کبہی
حین کے ساتہ مضاف الیہ سے استغنا کرتے ہین اور لات حینا کہتے ہین ابو عبید کہتے ہین ہمنے عرب
کو نہین پایا کہ وہ اس حرف تا کو زیادہ کرتے ہون مگر لفظ حین واوان والآن مین فتح البیان مین ہے
کہ کبہی انکوان الفاظ کے سوا اور مین بہی زیادہ کرتے ہین ایک روایت مین حضرت ابن عباسؓ
سے یہ ہے لیس ہذا حین زوال دوسرا لفظ یہ ہے لا حین فرار جمہور نے بالفتح تا پڑہا ہے اور کسی
نے لات بکسر تا مثل جیر کے جملہ لات حین مناص محل نصب مین ہے بنا بر حال نادوا کی ضمیر سے پہر
اللہ پاک نے کفار کے انواع کفر مین سے ایک نوع بجملہ مستانفہ ذکر فرمائی وَعَجِبُوٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ
عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ اور اچنبا کرنے لگے اسپر کہ آیا
انکو ایک ڈر سنانے والا اُنہین مین سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر ہے جہوٹا کیا اُسنے کردی اتنون کی بندگی
کے بدلے ایک ہی کی بندگی یہ ہے بڑے تعجب کی بات اور چل کہڑے ہوئے کتنے پنچ اُن مین سے کہ چلو اور
ٹہیرے رہو اپنے ٹہاکرون پر بیشک اس بات مین کچہ غرض ہے یہ نہین سنا ہمنے اُس پچہلے دین مین اور کچہ
نہین یہ بنائی بات ہے **ف** پچہلا دین کہتے تہے اپنے باپ دادون کو یعنے آگے تو سنتے ہین کہ اگلے لوگ ایسی
باتین کہتے تہے پر ہمارے بزرگ تو یہ بات نہین کہہ گئے انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اسلئے جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بہیجا مشرکون نے اس سے تعجب کیا کما قال عز و جل اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا
اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ

اُلْکَافِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا اَلسَاحِرٌ مُّبِیْنٌ اور یہان یون فرمایا وَعَجِبُوا اَنْ جَاءَھُمْ مُنْذِرٌ مِنْھُمْ یعنی تعجب کیا اس سے کہ اُن کے
پاس ایک ڈرانے والا آیا یعنی ایک بشر مثل اُنکے اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا یعنی کیا اوسنے یہ زعم کیا ہے کہ
معبود ایک ہی لا الٰہ الا ہو مشرکون نے اسکا انکار کیا اللہ انکا برا کرے اور شرک باللہ کے ترک سے تعجب کیا اسلیے
کہ وہ تو اپنے باپ دادون سے بتون کی پوجا سیکھ چکے تھے اور انکی پوجا اُن کے دلون مین پلا دی گئی تھی
پس جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اس طرف بلایا کہ اُس کو اپنے دلون سے دور کردین اور اکیلے
اللہ پاک کو پوجین تو انہون نے اس بات کو برا سمجھا اور تعجب کیا اور کہا اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ الآیہ ملا سے مراد ہین
اُنکے سردار و پیشوا یعنی اُن مین کے بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے چلے کہ اپنے دین پر مستمر رہو اور اپنے اور اپنے معبودون
پر جمے رہو اور جس توحید کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو بلاتے ہین اُس کو مت مانو اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ
یُّرَادُ ابن جریر نے کہا معنے یہ ہین کہ یہ توحید جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو بلاتے ہین البتہ ایک
شے ہے کہ اُس کے سبب سے تم پر شرف و علو چاہتے ہین اور یہ کہ اُن کے واسطے تم مین سے پیرو ہو جائین حالانکہ
ہم اُنکی اس بات کو قبول نہ کرین گے **سبب نزول** ان آیتون کا یہ ہے سدی نے کہا کہ کچھ لوگ قریش
کے جمع ہوئے اُن مین یہ لوگ تھے ابو جہل بن ہشام عاص بن وائل اسود بن عبد المطلب اسود بن عبد یغوث
یہ لوگ آئے مشیخۂ قریش کے ایک گروہ مین پس بعض نے بعض سے کہا ہمارے ساتھ چلو طرف ابو طالب کے
تو اس کے بھتیجے کی بابت مین اوس سے گفتگو کرین سو وہ اس سے ہمارا انصاف کرے تو وہ ہمارے معبودون کی گالیان
دینے سے باز آجائے اور ہم اُسکو اور اُسکے معبود کو چھوڑ دین جس کی وہ پوجا کرتا ہے کیونکہ ہم اس سے ڈرتے
ہین کہ یہ شیخ یعنے ابو طالب مر جائے پھر ہم سے اس کے حق مین کوئی بات صادر ہو تو قریش کہین گے
کہ اُس کو چھوڑ رکھا یہان تک کہ جب ابو طالب اُسکو چھوڑ کر مر گیا تب اس کو ایذا پہونچایا پھر اُن لوگون
نے اپنے آدمیون مین سے ایک شخص مطلب نام کو بھیجا تو اس نے اُن کے واسطے ابو طالب سے اذن
طلب کیا سو یون کہا کہ یہ لوگ تیری قوم کے شیخ و سردار تجھ سے اذن مانگتے ہین ابو طالب نے کہا
تو انکو اندر لے آ پھر جب وہ اُس کے پاس اندر گئے تو بولے ای ابو طالب تو ہمارا بڑا اور سردار ہے سو
اپنے بھتیجے سے ہمارا فیصلہ کردیں تو اُسکو حکم دے کہ وہ ہمارے معبودون کے گالیان دینے سے باز رہے
اور ہم اُس کو اور اُسکے معبود کو چھوڑ دین راوی نے کہا پھر ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
طرف آدمی بھیجا پھر جب آپ ابو طالب پر داخل ہوئے تو کہا اے میرے بھتیجے یہ لوگ تیری قوم کی مشیخہ
و سردار ہین اور انہون نے تجھ سے یہہ درخواست کی ہے کہ تو اُن کی معبودون کے گالیان دینے سے
باز رہے اور وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای میرے چچا کیا پھر مین

انکو نہ بلاؤن طرف اُس شی کے جو اُن کے واسطے بہتر ہے ابو طالب نے کہا تو انکو کس طرف بلاتا ہے آپنے فرمایا انکو اسطرف بلاتا ہون کہ وہ ایک کلمہ کہدین جس کے سبب سے عرب انکی مطیع ہو جاین اور اسکی وجہ سے عجم کے مالک بنجائین تو قوم مین سے ابو جہل لعنۃ اللہ بولا وہ کیا کلمہ ہے قسم ہے تیری باپ کی البتہ ہم وہ تجہی عطا کرینگے اور اُس کے دس مثل اور یعنی ہم اوس کلمہ کو کہدین گے آپ نے فرمایا تم کہو گے لا الہ الا اللہ پس وہ نفرت کر گئے اور کہا سوا اُس کے سوا ہے اور کا سوال کر آپنے فرمایا اگر تم میرے پاس سورج لے آتے یہان تک کہ اُسکو میرے ہاتہہ مین رکہدیتے تو بہی مین اُس کے غیر کا تم سے سوال نہ کرتا پہر وہ آپکے پاس سے خفا ہوتے ہوئے اُٹھ کہڑے ہوئے اور کہا واللہ اگر ہم تجہے گالیان دینگے اور تیرے معبود کو جس نے تجہی اسکا امر کیا ہے وانطلق الملأ منہم تا یراد ابن ابی حاتم و ابن جریر نے بہی اُسکو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کہا پہر جب وہ لوگ نکل گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کو بلایا طرف کہنے لا الہ الا اللہ کے تو اُس نے انکار کیا اور کہا بلکہ دین اشیاخ پر اور یہ ایت نازل ہوئی اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ بعد اس کے حافظ ابن کثیر نے بروایت حضرت ابن عباس قصہ مرض ابو طالب ابن جریر سے نقل کیا ہے جسکا ذکر اول سورت مین ہو چکا ہے بعد نقل قصہ مذکور کے کہا ہے قال ونزلت من ہذا الوضع الی قولہ بل لما یذوقوا عذاب لفظ ابی کریب وہکذا رواہ احمد والنسائی من حدیث محمد بن عبد اللہ بن تمیم کلاہما عن ابی اسامۃ عن الاعمش عن عباد غیر منسوب بہ نحوہ ورواہ الترمذی والنسائی وابن ابی حاتم وابن جریر ایضا کلہم فی تفاسیرہم من حدیث سفیان الثوری عن الاعمش عن یحیی بن عمارۃ الکوفی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فذکر نحوہ وقال الترمذی حسن قولہم مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا یعنی نہین سُنا ہم نے اس توحید کو جسکی طرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو بلاتے ہین فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ یعنی پچہلے دین مین مجاہد وقتادہ وابو زید نے کہا کہ مراد دین قریش ہے محمد بن کعب وسدی نے کہا کہ مراد نصرانیت ہے عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مراد نصرانیت ہے کفار نے کہا کہ اگر یہ قرآن حق ہوتا تو نصاری ہمکو خبر دیتے اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ مجاہد نے کہا کذب اسی طرح قتادہ نے بہی کہا حضرت ابن عباس نے فرمایا تخرص یعنی نہین ہے یہ قرآن مگر جہوٹ یا اٹکل پچو مطلب یہ ہے کہ خود بنا لیا ہے اللہ کی طرف سے نہین ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کلمہ اَنْ مع اپنی ماتحت کے محل نصب مین ہے بنا بر نزع خافض اے من ان جاءہم یعنی جن کافرون کا اللہ تعالیٰ نے یہ وصف کیا کہ وہ عزت وشقاق مین ہین انہون نے تعجب کیا اس سے کہ آیا اُن کے پاس ایک رسول انہین مین کا جو کہ انکو ڈراتا ہے عذاب سے اگر وہ مستمر رہین کفر پر اور جب مشاہدہ کیا اُن معجزون کا جو کہ قدرت بشر سے خارج ہین تو کہا کہ یہ مدعی رسالت کا اُن معجزون مین جنکو ظاہر کرتا ہے جادوگر ہے اور اس دعوی

[illegible]

ہین کہ اللہ نے اسکو بہیجا ہے جہوٹا ہے نکتہ عجبوا اول فرمایا پہر قال الکافرون کہا بجائے ضمیر اسم ظاہر رکہا مقصود
اس سے ظاہر کرنا غضب کا ہے انپر اور اس بات کا کہ جو بات انہون نے کہی ایسی بات پر وہی جرات کرتے ہین
جو کہ کفر مین غلو کرنے والے اور گمراہی مین منہمک ہوتے ہین کیونکہ اس سے بڑہ کر سخت کوئی کفر نہین ہے کہ جس
کو اللہ تعالی نے سچا کیا اوسکا نام کاذب ساحر رکہین اور توحید سے تعجب کرین حالانکہ توحید حق روشن ہے اور
شرک سے تعجب کرین حالانکہ شرک ایک باطل تاریک ہے پہر جس توحید کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے
اور اللہ تعالی کے واسطے شرکا ہونے کی نفی کی کفار نے اسکا انکار کیا پس یون بولے کیا کر ڈالا معبودون
کو ایک معبود اور اللہ پاک ہے پر انکو مقصور کر دیا بیشک یہ البتہ ایک ایسا امر ہے کہ تعجب مین غایت درجے
کو پہونچنے والا ہے کفار نے اس قصر وحصر سے تعجب کیا اور کہا کہ ساری خلق کو ایک معبود کیونکر سما سکتا
ہے یعنے ایک سے اتنی خلق کثیر کا کس طرح انتظام ہو سکتا ہے منشا اسکا یہ ہے کہ یہ لوگ نظر واستدلال
والی نہ تہے بلکہ ان کی اوہام محسوسات کے تابع تہے پس جب شاہد مین انہون نے یہ پایا کہ فاعل واحد کی
قدرت اور اسکا علم حفظ خلائق کے ساتہہ وفا نہین کرتا ہے تو غائب کا شاہد پر قیاس کر بیٹہے اور یہ کہ انکو
پرکہے باوجود اُن کے کثرت وقوت عقول کے سب کے سب شرک پر متفق تہے تو یہ وہم کر لیا کہ اونکا اس حال پر
ہونا محال ہی کہ وہ اسمین باطل پر ہون اور ایک آدمی حق پر ہو پس قسم ہے کہ اگر تقلید حق ہوتی تو یہ شبہہ
لازم ہوتا قالہ الکرخی جوہری نے کہا کہ عجیب وہ امر ہے جس سے تعجب کیا جاتا ہے اور اسی طرح عجاب بالضم
اور عجاب بتشدید اور یہ اکثر ہے یعنی اس مین مبالغہ زیادہ ہے جمہور نے عجاب بتخفیف پڑہا ہے اور علی
وغیرہ نے بتشدید مقاتل نے کہا کہ عجاب بتخفیف ازدشنوہ کا لغت ہے کسی نے کہا عجاب بتخفیف وتشدید
اسپر دال ہے کہ تعجب مین کبہی حد سے تجاوز کیا جاتا ہے جس طرح کہ طویل اسکو کہتے ہین جس مین طول ہو اور طوال
اسکو بولتے ہین جو کہ طول کی حد سے تجاوز کر گیا ہو اور جوہری کا کلام اس بات کا مفید ہے کہ اختصاص
مبالغہ کا عجاب مشدد کے ساتہہ ہے مخفف کے ساتہہ نہین ہے قولہ تعالی وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ مراد ملاء
سے اشراف ہین چنانچہ تفسیر کتاب عزیز مین بہت جگہہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی کہ اشراف قریش ابو طالب کی طرف گئے پہر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے باب مین اُس سے گفتگو کی أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ یعنی چلے اُس مجلس سے جس مین ابو طالب
کے پاس تہے جیسا کہ گذر چکا ہے ایک دوسرے سے یہ بات کہتے ہوئے کہ چلو اس شے پر جس پر تم ہو اور اُس
کے دین مین داخل مت ہو اور ثابت رہو اپنے معبودون کی عبادت پر کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ اُن مین
کے اشراف چلے تو عوام سے کہا کہ چلو اور اپنے معبودون پر جمے رہو کلمہ أَنْ مفسرہ ہے قول مقدر کا ای وانطلقوا

الملأ منہم قائلین ان امشوا یا مفسر ہے انطلق کا اس لیے کہ اس مین قول کے معنی کی تضمین کی گئی ہے یہ بہی جائز ہے
کہ ان مصدریہ ہو معمول ہو مقدر کا یا مذکور کا ای بان امشوا کسی نے کہا کہ مراد انطلق سے اندفاع فی القول ہے
یعنی باتون مین خوض کرنا مشغول ہونا اور امشوا ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب عورت کی ولادت بکثرت
ہوتی ہے تو مشت المرأۃ بولتے ہین اے اجتمعوا واکثروا یعنی جمع ہو جاؤ اور بہت ہو جاؤ یہ قول نہایت بعید ہے
اور خلاف ہے اوس شی کے جسپر انطلاق ومشی اپنی حقیقت کے ساتھ دال ہین اور خلاف ہے اوس بات کے جو شان نزول
مین گزر چکی ہے جملہ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ تعلیل ہے امر بالصبر کی یعنی تم اپنے معبودون پر جمے رہو اسلئے
کہ بیشک البتہ ایک شی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری اور ہمارے معبودون کے ساتھ اسکا ارادہ
کرتے ہین اور اسکا پورا ہونا محبوب کہتے ہین بغیر کسی پہیرنے والے کی کہ ان کو اس ارادے سے پہیرے
تاکہ انکو ہمپر علو ہو اور ہم انکے تابع ہو جائین تو جس چیز کی ساتھ چاہین ہم مین تحکم کرین اس معنی کی بنیاد
پر غرض انکی اس کلام سے یہہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قوم کو ڈراتے ہین اور نفرت دلاتے ہین
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ ایک امر ہے کہ اللہ پاک اسکا ارادہ کرتا ہے اور جس شے کا وہ ارادہ کرتا ہے
اور اس کے جاری کرنیکا حکم دیتا ہے تو وہ ضرور ہی ہوتی ہے اور اس مین سوائے صبر کے اور کچھہ نفع نہین
دیتا ہے تو تم صبر کرو اپنے معبودون کی عبادت پر کسی نے کہا یہہ معنے ہین کہ تمہارا دین ایک شے ہے کہ طلب کی
جاتی ہے تاکہ تم سے لے لی جائے اور تم اسپر مغلوب ہو یا یہ معنی ہین کہ یہ امر ایک شے ہے حوادث روزگار سے
ہمارے ساتھہ اسکا ارادہ کیا جاتا ہے پس ہم کو اوس سے کسی طرح کا چھٹکارا نہین ہے یا ایک امر ہے کہ زمین
والون کے ساتھہ ارادہ کیا جاتا ہے والاول اولی مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا الایۃ یعنی ہمنے نہین سنی یہ توحید جس کو
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہین ملت نصرانیت مین جسکو آخر ملت اس لیے کہا کہ قبل ملت اسلام کے
آخر الملل تھی ہے حضرت حسن نے فرمایا معنی یہ ہین ہم نے نہین سنا کہ یہ ہوگا آخر زمانہ مین کسی نے کہا
ہمنے نہین سنا یہود ونصاری سے کہ محمد اللہ کے رسول ہین پہر کفار اس امر کو بعید سمجھے کہ اللہ تعالی
اپنے رسول کو شرف نبوت کے ساتھہ خاص کرے اور انکو نہ کرے پس یون کہا أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ

بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ

رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝ أَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّأَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ۚ أُولٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝

کیا اوسی پر اتری سمجھوتی ہم سب مین سے کوئی نہین انکو دہوکا ہے میری نصیحت مین کوئی نہین ابہی چکہی

نہین میری مار کیا اُن کے پاس ہین خزانے تیرے رب کی مہر کی جو زبردست ہے بخشنے والا یا انکی حکومت ہے آسمانو
اور زمین مین اور جو اُن کے بیچ ہے تو چاہیے چڑہ جاوین رسیان تانکر ایک لشکر یہ بہی وہان تباہ ہوا اُون
سب لشکرون مین جہٹلا چکے ہین اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخون والا اور ثمود اور لوط کی
قوم اور ایکہ کے لوگ وہ فوجین یہ جتنے تہے سب نے بہی جہٹلایا رسولون کو پہر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا
ف وہ جو کہتے تہے کہ ہم کیون نہ اترا ف یعنی اگلی قومین برباد ہوئین اگر چڑہ جاوین تو ان مین ایک
بہی برباد ہون ف وہ ظالم آدمی کو میخا کر کر مارتا تہا اُس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضی کہتے ہین لشکر کے
گہورون کی میخین رکہتا تہا سونے اور روپے کی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے مین یعنی کافر بعید جانتی
ہین اسبات کو کہ اللہ پاک نے انزال قرآن کے ساتہہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اُن سب مین سے خاص
کیا جس طرح کہ اس آیت مین ہے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اللہ تعالی نے
فرمایا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ
بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اسی لیے جب کہ انہون نے یہ بات کہی جو کہ اُن کی جہل و قلت عقل پر دال ہے اس بات مین
کہ انہون نے قرآن کے نازل کرنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان سب مین سے بعید سمجہا تو
اللہ پاک نے فرمایا بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ یعنی یہ بات جو وہ کہتے ہین سو صرف اس لیے کہ ان باتون کے کہنے تک
اللہ تعالی کا عذاب و نقمت نہین چکہا ہے اب عنقریب جان لین گے بعد کو وہ بات جو کہی اور وہ شی جسکی
تکذیب کی يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا پہر اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ وہی ہے تصرف کرنے والا اپنے
ملک مین کرنے والا ہے اوس شے کو جسکو چاہتا ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلیل
کرتا ہے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے نازل کرتا ہے روح کو اپنے امر
سے جسپر چاہتا ہے اپنے بندون مین سے جس کے دل پر چاہتا ہے مُہر کر دیتا ہے پہر بعد اللہ کے اُس کو
کوئی ہدایت کرنیوالا نہین ہے اور بندے مالک نہین ہین کسی شے کے امر سے اور نہ ملک مین انکو کسی
طرح کا تصرف ہے اور نہ برابر ذرے کے اور نہ وہ مالک ہین قطمیر کے اسی لیے اللہ پاک نے اُن پر انکار کر کے
فرمایا کیا اُن کے پاس خزانے ہین تیرے رب کی رحمت کے جو کہ عزیز وہاب ہے عزیز کے یہ معنی ہین کہ اُسکی
بارگاہ عالی جاہ کا کوئی قصد نہین کر سکتا ہے وہاب کا یہ مطلب ہے کہ عطا کرتا ہے جو چاہتا ہے یہ آیت اس
آیت کریمہ کے مشابہ ہے اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا اَمْ يَحْسُدُوْنَ
النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ
مُّلْكًا عَظِيْمًا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا و قوله تعالی قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ

تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق وکان الانسان قتورا یہ بعد اسکے فرمایا ہے کہ
کفار سے بعثت رسول بشری کا انکار نقل کیا ہے اور جس طرح کہ صالح علیہ السلام کی قوم سے خبر دی ہے جبکہ
انہون نے کہا أألقی الذکر علیہ من بیننا بل ہو کذاب اشر سیعلمون غدا من الکذاب الاشر قولہ
تعالی ام لھم ملک السموت والارض الایۃ یعنی اگر ان کے واسطے آسمان و زمین و ما بینہما کا ملک ہے تو
چاہیے کہ چڑھ جائین اسباب مین حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ مراد
اسباب سے آسمان کے رستے ہین ضحاک نے کہا چاہیے کہ چڑھ جائین طرف ساتوین آسمان کے پیر اللہ
عز وجل نے فرمایا جند ما ھنالک مھزوم من الاحزاب یعنی یہ لشکر جھٹلانے والی جو کہ عزت و شقاق
مین ہین عنقریب ہزیمت خوردہ و مغلوب و ذلیل و خوار ہون گے جس طرح کے ان کے پہلے کو لشکر مکذب
ذلیل و خوار ہوئے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون
الدبر یہ قصہ بدر کے دن ہوا بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر قولہ تعالی کذبت قبلھم
قوم نوح الا یہ اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی اور اس عذاب و نکال و نقمات کی جو کہ رسولون کی مخالفت
مین اور نبیون کی تکذیب مین انپر نازل ہوا علیہم الصلوۃ والسلام انکے قصے پورے طور پر متعدد جگہہ
گزر چکے ہین اولئک الاحزاب کا یہ مطلب ہے کہ ای مکے والو یہ امتین کثرت و قوت و اموال و اولاد
مین تم سے کہین بڑھ کر تہین سو اس سب نے اُن سے اللہ کے عذاب کو کچھہ بہی دفع نہ کیا جبکہ امر
رب آگیا اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایا ان کل الا کذب الرسل فحق عقاب پس انکو
ہلاک کرنے کی یہ علت ٹہیرائی کہ انہون نے رسولون کی تکذیب کی تو اب مخاطب لوگون کو چاہیے کہ غایت
درجے کا اس سے حذر کرین ورنہ انکی گت بہی وہی ہونیوالی ہے جو اگلون کی ہوئی **ف** فتح البیان کا بیان
یہ ہے کہ اانزل مین استفہام انکاری ہے یعنی یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم سب مین سے قرآن اُسی پر اتارا
جاوے حالانکہ ہم تو رؤسا و اشراف مین زجاج نے کہا کفار بولے کہ کیونکر اتار اگیا قرآن محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ہم سب مین سے حالانکہ ہم سن مین بزرگتر ہین اور شرف مین عظیم تر ہین اُس سے پس اسکا
انکار کیا اللہ پاک تفضل فرماے جس شخص پر چاہے اپنے بندون مین سے جس جس کے ساتھہ چاہے جبکہ
اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ کفار نے قرآن کے نازل ہونے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکو چہوڑ
کر ایک نئی بات سمجہا تو وہ سبب بیان کیا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق
ترک کی اُس شے مین جس کو وہ لیکر آئے پس فرمایا بل ہم فی شک من ذکری یعنی بلکہ وہ شک مین ہین
قرآن سے یا وحی سے اس لیے کہ جو نظر اسکی تصدیق کے موجب ہے اوس سے اعراض کرتے ہین اور جو لائل

کہ اس کے حق و منزل من عنداللہ ہونے پر دال ہین اُنکو چہوڑ رکہا ہے ان مین ذرا بہی غور و فکر نہین کرتے کہ اسکی
حقیقت معلوم ہو جاوے پہر اس سبب سے اضراب کرا اور سبب بیان فرمایا بل لما یذوقوا عذاب یعنی بلکہ سبب یہ ہے کہ انہون
نے ابہی میرا عذاب نہین چکہا ہے سو بہ سبب طول مہلت کے مغرور ہو رہے ہین اور جس شرک و شک پر وہ
جمے ہوے ہین اگر اُسپر میرا عذاب چکہ لیتے تو جس قرآن کو تو لیکر آیا ہے البتہ اُسکی تصدیق کر لیتے اور
اوس مین شک نہ کرتے اور انکا چکہنا عذاب کو متوقع ہے پس جب چکہ لین گے تو شک ان سے زائل ہو جاے
گا اور تصدیق کر لین گے حالانکہ اُنکی تصدیق اُس وقت انکو نفع نہ دیگی کیونکر مضطر ہو کر تصدیق کی پس
قولہ تعالی بل لما یذوقوا عذاب ضراب ہی اضراب اول سے بخلاف اُس کے جو کشاف سے مفہوم ہوتا ہے
کہ اسکا تعلق قبل کے دونون کلام سے ہے کلمۂ ام منقطعہ ہے جو کہ بہ بل و ہمزہ مقدر ہوتا ہے ای بل
اعندھم الایۃ یعنی بلکہ کیا اُن کے پاس تیرے رب کی رحمت کی کنجیان ہین مراد رحمت سے نبوت ہے اور
وہ نعمتین جو اس سے کم درجے کی ہین یہان تک کہ وہ اُنکو عطا کرین جسے چاہین ہرگز یون نہین ہے پہر اُنسے
اور اُس شی کے انکار سے کیا واسطہ کیا تعلق جسکو ساتہ اللہ پاک نے اس نبی پر تفضل فرمایا ہے اور اُسکو
اس کے واسطے پسند کیا ہے اور اسکو اپنی رسالت کے واسطے چُن لیا ہے معنی یہ ہین کہ منصب نبوت ایک
عطیہ ہے طرف سے اللہ کے تفضل کرتا ہے اُسکا جسپر چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اوس کو کوئی منع کرنے
والا نہین ہے کیونکہ وہ تو عزیز ہے یعنی وہ غالب و قاہر ہے کہ مغلوب نہین ہوتا ہے وہ وہاب و معطی ہے
کہ اُسے یہ پہونچتا ہے کہ بخشے ہر وہ شے جو چاہے جس کسی کو چاہے پہر اس مضمون کی ترشیح و تزیین کی
یون ارشاد فرمایا اَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الایۃ یعنی بلکہ کیا اُن کے واسطے ان اشیا کا ملک ہے یہان
تک کہ جسکو چاہین دین اور جسے چاہین نہ دین اور اللہ پاک کے دینے پر اعتراض کرین معنی یہ ہین کہ اس
عالم جسمانی کے کام مین جو کہ اُسکے خزانون مین سے ایک ذرا سا ٹکڑا ہے انکو کسی طرح کا دخل نہین ہے پہر
انکو کہان سے یہ پہونچتا ہے کہ اون اشیا مین تصرف کرین قولہ تعالی فَلْيَرْتَقُوا فِي الْاَسْبَابِ جواب
ہے شرط محذوف کا یعنے اگر انکے واسطے یہ ہے تو چاہیے چڑہ جائین اسباب مین یعنی زینے راہین رستے
جو کہ انکو آسمان تک یا عرش تک پہونچا دین یہانتک کہ اسپر مستوی و مستولی ہو جائین عطا و منع کا حکم کرین
جو چاہین اور عالم کے کام کے حسب خواہش تدبیر کرین یا یہ معنی ہین پس چاہیے کہ چڑہ جائین اور محمد صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی لے کر اُترنے سے فرشتون کو منع کرین اسباب آسمانون کے دروازے ہین جنسے
فرشتے اترتے ہین قالہ مجاہد و قتادہ اسی معنی سے قول زہیر کا ہے ع ولو رام اسباب السماء بسلم
ربیع بن انس نے کہا کہ اسباب باریک تر ہین بال سے اور سخت تر ہین لوہے سے لیکن دکہائی نہین دیتے

ہین سدی نے کہا اسباب سے مراد فضل ودین ہے کسی نے کہا پس چاہیے کہ عمل کرین اسباب قوت مین اگر وہ
یہ گمان کرین کہ وہ مانع ہین یہ قول ابو عبیدہ کا ہے کسی نے کہا اسباب رسیان ہین یعنی اگر وہ رسیان پائیں
جن مین چڑہین طرف آسمان کی تو ایسا کرین اسباب اہل لغت کے نزدیک ہر وہ شے ہی جس سے توصل کیا
جاتا ہے طرف مطلوب کے کوئی سی شے ہو اس کلام مین انکی ساتھ ٹھٹھا کرنا ہے اور انکو عاجز کردینا ہے حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسباب آسمان ہے یعنی اس لیے کہ وہ اسباب ہی حوادث سفلیہ کا قولہ تعالی
جُندٌ مّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ یہ وعدہ ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہبات کا کہ وہ انکو کفار پر منصور ومظفر کریگا کلمہ جند مرفوع ہے اس بنیاد پر کہ خبر ہے مبتدای
محذوف کی ای ہم جند حقیر یعنی یہ کافر ایک بی حقیقت ذلیل وخوار گروہ ہے عنقریب مہزوم ومکسور ہو
جائیگا پس تو انکی کچھ پروا مت کر اور نہ یہ خیال کر کہ وہ پہنچینگے طرف کسی شے کے مکر سے جسکو انہی
جی مین پوشیدہ رکھتے ہین کہ تیرے ساتھ کرین مَا هُنَالِكَ مین کلمہ ما صفت ہی جند کی واسطے افادہ
تعظیم کی ای جند ای جند یعنی بڑا لشکر یا واسطے تحقیر کے یعنی ایک حقیر گروہ کسی نے کہا ما زائد ہے ہزم
بمعنے شکستن ہے محاورے مین بولتے ہین ہزمت الجیش اسے کسرتہ یعنی توڑ پھوڑ ڈالا مینے لشکر کو و
تہزمت القربۃ یعنی مشک پہٹ بہا گئی بالجملہ یہ کلام ماتقدم سے متصل ہے تقدیر یہہ ہے بل الذین کفروا فی
عزۃ وشقاق وہم جند من الاحزاب مہزومون یعنی بلکہ وہ لوگ جو منکر ہوئے عزت وشقاق مین ہین اور
وہ ایک گروہ ہین فوجون سے ہزیمت دیے گئے پس تو انکی عزت وشقاق کے سبب سے رنجہ مت کر کیونکہ وہ انکی
عزت چہین لونگا اور انکی جماعت کو ہزیمت دیدونگا الحمد للہ یہ وعدہ بدر کے دن پورا ہوا اور اسکے بعد اور لڑائیون
مین قبل وقوع واقعہ کے جو اسکی خبر دی تو یہ خبر بالغیب ہوا کسی نے کہا کہ اس آیت مین اشارہ کیا گیا ہی
طرف نصرت اسلام کے کسی نے کہا طرف کہودنے خندق کے یعنی اسکے مکان کی طرف امام رازی فرماتے
ہین صحیح تر میرے نزدیک حمل کرنا اسکا روز فتح مکہ پر ہے کیونکہ معنے یہ ہین کہ وہ ایک لشکر ہین کہ
عنقریب ہزیمت دیے جائینگے اوس جگہہ جسمین انہون نے یہ کلمات ذکر کیے ہین اور وہ جگہہ مکہ ہے
اور یہ نہین ہوا مگر فتح کے دن جبکہ حبیب اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمعصر کفار کا احوال
ذکر کیا تو جو ان سے قبل کفار تھے اور انہین کے مثل کفر وتکذیب کیا کرتے تھے انکا حال بیان کیا
ارشاد فرمایا كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ الآیۃ یہ کلام استیناف ہی ماقبل کا مقرر ومثبت ہی ای کذبوا
رسولہم نوحًا یعنی قوم نوح نے جہٹلایا اپنے رسول نوح کو اسی طرح اس کے مابعد مین بہی تقدیر یہ کی جائیگی
قوم کے واسطے کذبت صیغہ مونث کا کہا باعتبار معنے کے کیونکہ قوم بمعنی امت وطائفہ وجماعت ہی مفسرین

سے کہا ہے کہ فرعون میخون سے لوگون کو عذاب کیا کرتا تہا جب کسی پر خفا ہوتا تو اوس کی دونون ہاتہہ اور پاؤن
اور سر کو زمین پر میخون سے ٹھونک دیتا تہا اس لیے اُسکا نام ذو الاوتاد ہوا کسی نے کہا کہ اسکے روبرو میخون
اور رسیون سے کہیلتے تہے یہ قول نہایت درجہ بارد ہے کسی نے کہا کہ ذو الاوتاد کے معنی ہین قوت اور دباؤ
والا کسی نے کہا کہ اوتاد سے مراد جموع و جنود کثیرہ ہین یعنی بہت سے گروہ اور لشکرون والا یہ لوگ اوسکے کام
کو قوت دیتے تہے اور اُسکی سلطنت کو قوی و محکم کرتے تہے جسطرح کہ میخین قوی کرتی ہین جس شے پر وہ
ٹہونکی جاتی ہین پس اس قول کی بنا پر کلام کو پیرایہ استعارہ مین ادا کیا ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب
لوگ یون کہتے ہین ہم فی عز و فی ملک ثابت الاوتاد یعنی وہ لوگ عزت و ملک مین ہین جسکی میخین جمی
ہوئی ہین اور مراد انکی اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ ملک دائم و شدید مین ہین اصل اسکی یہ ہے کہ بالون کا خیمہ میخون
ہی سے ثابت و قایم رہتا ہے کسی نے کہا اسجگہہ مراد اوتاد سے بنای محکم ہے یعنی فرعون محکم و مضبوط
مکانون والا ضحاک نے کہا بنیان کا نام اوتاد رکہتے ہین اوتاد جمع ہے وَتِد کی افصح لغت بالفتح واو
و کسر تا ہے اسکے سوا اور لغت بہی ہین دوسرا وتد بالفتح واو و تا ہے تیسرا وَدّ بادغام تا دال مین چوتہا
وَدِتّ اصمعی نے کہا وتد و اتد بولتے ہین جیسے شغل شاغل کہتے ہین ایکہ بمعنے غیضہ ہے یعنی مجتمع اور
گنجان درخت اسکی تفسیر مع اختلاف قرارت سورۂ شعرا مین گذر چکی ہے أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ کے یہہ
معنے ہین کہ قوت اور کثرت کے ساتہہ موصوف وہی لوگ ہین جیسے عرب کا قول ہے کہ فلان ہو الرجل
یعنی مرد وہی ہے مطلب یہ ہے کہ موصوف بکمال رجولیت ہو اور قریش اگرچہ حزب ہین جیسا کہ اللہ
تعالی نے سابق مین فرمایا ہے جند ما ہنالک مہزوم من الاحزاب لیکن یہ اگلی ہتین جنکا قصہ اللہ تعالی
نے ہم سے بیان فرمایا ہے یہ قریش سے گنتی مین بڑہ کر اور بدنون مین قوی تر اور مالون مین وسیع
تر اور عمرون مین دراز تر تہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ مشرکین قریش انہین احزاب سے ہین اور
یہ وہی ہین اور ان سے تکذیب پائی گئی ہے یہ جملہ جائز ہے کہ مستانفہ ہو یہ بہی ہوسکتا ہے کہ خبر ہو
اور عاد مبتدا ابو البقاء نے اسیطرح کہا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عاد اور اسکا مابعد قوم
نوح پر معطوف ہے اور اولی یہ ہے کہ یہ جملہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا بدل ہے امم مذکورہ سے
إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ مین کلمہ ان نافیہ ہے معنی یہ ہین نہین ہے ہر ایک گروہ ان گروہون
سے مگر اوس نے رسولون کی تکذیب کی اسواسطے کہ تکذیب ایک گروہ کی اپنے رسول کو جو اُس کی
طرف بہیجا گیا تکذیب ہے سارے رسولون کی کیونکہ دعوت انکی وہی ایک توحید ہے یا مقابلہ جمع بجمع
کے باب سے ہے اور مراد تکذیب ہر گروہ کی ہے اپنے اپنے رسول کو استثنا مفرغ ہے اعم احوال سے

یعنی نہین تہا کوئی احزاب مین سے اپنے سارے حالات مین مگر اُس نے تکذیب رسل کی واقع ہوئی یہان
کئی امور کا برتاو کیا ایک یہ کہ تکذیب کی تکرار کی اور اسکا ابہام کیا پہر اسکی توضیح کی دوسرا یہ کہ اسکو مکرر لانے
مین تنویع کی باین طور کہ اول اسکو بجملہ خبریہ ذکر کیا پہر دوبارہ بجملہ استثنائیہ تیسرا استثنائیہ من جو وضع
بروجہ تاکید ہے سوا اس سب مین کئی قسم کا مبالغہ ہے کون مبالغہ جو کہ اشد و ابلغ عقاب کے استحقاق
کی انپر پختگی کرتا ہے پہر فرمایا فَحَقَّ عِقَابِ حق بمعنی ثبت و وجب ہے یعنی پس ثابت و واجب ہوا انپر عقاب
میرا بسبب انکی تکذیب کے اگرچہ وہ متاخر ہو تو گویا انپر واقع ہونیوالا ہے اور ہر شے جو آنے والی ہے
وہ قریب ہی اس آیت مین سامعین کو زجر و تخویف ہے یعقوب نے عقابی باثبات یا پڑہا ہے اور باقی قرار
نے واسطے مطابقت رؤس آیات کے حرف یا کو حذف کیا ہے بالجملہ جب اللہ پاک کفار مکہ کے امثال و اشباہ کی
عقاب کا ذکر کر چکا تو اب مکے والون کے عقاب کا بیان شروع کیا ارشاد فرمایا وَمَا يَنظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً

وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ اور راہ نہین دیکہتے یہ لوگ مگر یہی ایک چنگہاڑ کی جو بیچ
مین دم نہ لیگی اور کہتے ہین ای رب شتاب دے ہم کو چہٹی ہمارے پہلے حساب کی دن سے تو سہتا رہ اوسپر جو کہتے
ہین اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو ہاتہہ کے بل والا وہ تہا رجوع رہنے والا **ف** یعنی صور کی آواز
ف جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابہی ہمکو دے یہ تو ہنستے تہے اونکے **ف** اس
جگہہ انکو یاد دلوایا کہ انہون نے بہی طالوت کی حکومت مین بہت صبر کیا آخر حکومت انکو ملی اور مخالفون
کو جہاد سے زیر کیا یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا ہاتہہ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کرنے
والا ہاتہ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کہاتے تہے اپنے ہاتہہ کا کسب کہاتے انتہی۔ **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہین یعنی فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ای
فقد اقتربت ودنت و ازفت یعنی قیامت قریب آ گئی مراد صیحہ سے نفخۂ فزع ہے جس کے طویل کرنے کا
اللہ تعالی اسرافیل علیہ السلام کو امر فرمایگا پہر باقی نرہے گا آسمان والون اور زمین والون سے
کوئی مگر وہ گہبرا جائیگا مگر وہ جسکا اللہ عز و جل نے استثنا کر لیا ہے مالک نے زید بن اسلم سے ما لہا من
فواق کی تفسیر مین روایت کیا ہے ای لیس لہا مثنویۃ قولہ تعالی رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا الآیۃ یہ انکار ہے
طرف سے اللہ پاک کے مشرکون پر اس بات مین کہ وہ اپنی جانون پر تعجیل عذاب کی دعا کرتے ہین
کیونکہ قط بمعنے کتاب ہے کسی نے کہا خط و نصیب یعنی بہرہ و حصہ حضرت ابن عباسؓ و مجاہد و ضحاک و حسن
وغیر واحد نے کہا کہ انہون نے تعجیل عذاب کا سوال کیا قتادہ نے اتنا زیادہ کیا جیسا کہ انہون نے

[illegible]

یوں کہا اَللّٰھُمَّ اِن کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ کسی نے کہا سوال کیا اپنے حصہ کی تعجیل کا جو کہ جنت سے ہے اگر وہ موجود ہو تا کہ اوسے ملیں دنیا مین یہ بات جو ان سے صادر ہوئی سو صرف بطور استبعاد و تکذیب کے تہے ابن جریر نے کہا سوال کیا اس شے کی تعجیل کا جس کے وہ مستحق ہین خیر و شر سے دنیا مین یہ بات جو ابن جریر نے کہی جید ہے اور اسی پر ضحاک و اسمعیل بن ابی خالد کا کلام دور کرتا ہے واللہ اعلم چونکہ یہ بات انکی طرف سے بطور استہزاء و استبعاد تہی اس لیے اللہ تعالی نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صبر کا امر فرمایا کہ تم انکی ایذا پر صبر کرو اور آپکے صبر پر انجام نیک اور نصر و ظفر کی خوشخبری دی اید سے مراد قوت ہے علم و عمل مین حضرت ابن عباس و سدی و ابن زید نے کہا کہ اید قوت ہے اور ابن زید نے یہ آیت پڑہی وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ مجاہد نے کہا کہ اید قوت ہے طاعت مین قتادہ نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو قوت عطا کی گئی تہی عبادت مین اور فقہ اسلام مین ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ قیام کرتے تہے تہائی رات اور روزہ رکہتے تہے آدہی سال کا یہ بات صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپنے فرمایا محبوب تر نماز اللہ تعالی کو نماز داؤد کی ہے اور محبوب تر روزہ اللہ تعالی کو روزہ داؤد کا ہے آدہی رات سوتے اور تہائی رات قیام کرتے اور چہٹا حصہ سوتے تہے اور ایکدن روزہ رکہتے اور ایکدن افطار کرتے تہے اور بہاگتے نہ تہے جبکہ ملاقات کرتے یعنی دشمن سے اور وہ اواب تہے یعنی بڑے رجوع ہونے والے تہے طرف اللہ عزوجل کے اپنے سارے کامون مین **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ نہین انتظار کرتے مین یہ کفار مکہ مگر ایک نفخہ کا جو کہ ہونے والا ہے نزدیک قیام ساعت کے کسی نے کہا کہ مراد صیحہ سے نفخہ ثانیہ ہے پہلے قول کی بنا پر وہ کفار مراد ہین جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم عصر تہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر کفار امم مذکورہ مراد ہونگے یعنی نہین ہے درمیان انکے اور عذاب نار کے جس کو اللہ تعالی نے انکے واسطے تیار کر رکہا ہے مگر یہ کہ صور مین دوسرا نفخہ پہونکا جائے کسی نے کہا مراد صیحہ سے وہ عذاب ہے جو دنیا مین ناگاہ ان پر آجائے صیحہ کا اطلاق عذاب دنیوی پر کلام عرب مین آیا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎ صَاحَ الزَّمَانُ بِاٰلِ بَرْمَکَ صَیْحَۃً خَرُّوْا لِشِدَّتِہَا عَلَی الْاَذْقَانِ + جملہ مَا لَہَا مِنْ فَوَاقٍ محل نصب مین ہے صفت ہے صیحہ کی نحاۃ نے کہا فواق بفتح و ضم فا دو لغت ایک معنی مین ہین فواق وہ زمانہ ہے جو درمیان دو دوہنے دوہنے والے کے ہوتا ہے اور درمیان دودہ پینے والے کے دو پینے کے مختار مین کہا ہے فواق وہ زمانہ ہے جو درمیان دودہ دوہنے کے ہوتا ہے اس لیے کہ اونٹنی کو دوہتے ہین پہر گہڑی بہر اوسے

چھوڑ دیتے ہین اسکا بچہ دودہ پیتا ہے تاکہ اسکا دودہ تہوڑی دیر اوسے دُہتے ہین بس معنے یہ ہوئے کہ وہ ایسا
صیحہ ہے کہ اتنی ذراسی مدت بہی نہ ٹہیرے گا بلکہ برابر ہیکتار ہے گا فواق مشتق ہے افاقہ بمعنی رجوع سے محاورے
مین بولتے ہین افاق المریض جبکہ صحت کی طرف رجوع کرتا ہے اور افاقت الناقہ تفیق افاقہ جبکہ وہ
رجوع ہو اور فیقہ اُس کے تہن مین جمع ہوجائے فیقہ وہ دودہ ہے جو درمیان دوود ہنے کی اسکی تہنون
مین جمع ہو جاتا ہے جمع اسکی فیق وافواق اور جمع الجمع افاویق آتی ہے پس فواق کو فواق اس لیئے
کہتے ہین کہ درمیان دوود ہنے کی زمانے مین دودہ رجوع کر آتا ہے اسی لیے حضرت ابن عباسؓ نے
من فواق کی تفسیر من رجعۃ اور مجاہد ومقاتل نے من رجوع کی ہے سُدی نے کہا من فواقۃ کسی نے
من مردٍ جوہری نے کہا من نظرۃ وراحۃ وافاقۃ فراء وسدوسی وابو عبیدہ وابن زید وسدی نے کہا
کہ فواق بالفتح فارحت وافاقہ ہے یعنی افاقہ نہین پائین گے اُس صیحہ مین جیسے افاقہ پاتا ہے مریض
اور وہ شخص جسپر غشی کی گئی ہے اور بالضم بمعنی انتظار ہے حمزہ وکسائی نے بالضم پڑہا ہے اور باقی
قراء نے بالفتح معنے آیت یہ ہین کہ وہ صیحہ اُنکی عذاب کی میعاد ہے پس جب وہ آئیگا تو یہ رجوع ہوگا نہ
اُن سے رد کیا جائیگا اور نہ اُن سے پہیرا جائے گا اور نہ توقف کریگا مقدار فواق ناقہ کی یہ آیت
معنی مین مثل اس آیت کہ ہے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ
پہر جب عذاب کا سنا جس کی اللہ تعالی نے انکو وعید سنائی تو استہزا اور سخریہ کرکے یون کہا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا
قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ قِطّ لغت مین بمعنی نصیب ہے ماخوذ قط سے قط بمعنی قطع ہے قتادہ وسعید بن
جبیر اسی کے قائل ہین فراء نے کہا کہ قط کلام عرب مین خط ونصیب ہے اسی معنے سے صک کو قط کہتے ہین ابو عبیدہ
وکسائی نے کہا کہ قط کتابٌ بالجوائز ہے جمع اسکی قطوط ہے جس طرح کہ اعشی کے شعر مین واقع ہوئی ہے
اصل اسکی قط الشئ بمعنے قطعہ سے ہے اسی معنی سے قط القلم ہے معنی آیہ یہ ہین کہ انہون نے اپنے رب سے
یہ سوال کیا کہ اُن کے عذاب کا نصیب وحصہ ان کے واسطے جلد دیدے یہ مثل اس آیت کے ہے وَ
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ سُدی نے کہا اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ اُن کے مکانات جنت کے انکو ابہی مثل
کر دے تاکہ جس شئے کا انکو وعدہ دیا جاتا ہے اسکی حقیقت کو جان لین اسمعیل بن ابی خالد نے کہا معنی یہ
ہین عجل لنا ارزاقنا یعنی ہمارے رزق ہمکو جلد دیدے سعید بن جبیر وسُدی نے بہی اسکو کہا ہے ابو العالیہ
وکلبی ومقاتل نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ تو قریش بولے اے
محمد تو نے یہ زعم کیا ہے کہ ہمکو ہماری کتاب بائین ہاتہ مین ملے گی بس تو جلدی کر واسطے ہمارے ہماری
قط کے پہلے روز حساب سے پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ کفار کی باطل باتین

جنکو وہ سنتے ہین جن مین سے وہ بات ہے جسکا ذکر ہوا اس پر صبر کرین اصبر علی ما یقولون یعنی تو صبر کر انکی باتون پر
اور اپنے نفس کو بچا اس سے کہ تو پہسل جائے انکی باتون پر صبر کرنے مین جنکی تجھے تکلیف دی گئی ہے اور انکی ایذا کی
برداشت کر کسی نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے کسی نے کہا محکم ہے یہ قول صحیح ہے جبکہ اللہ پاک
قرون ضلالت و امم کفر و تکذیب کا ذکر کر چکا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کفار کی باتین سُننے پر
صبر کرنے کا حکم دیا تو حضرت داؤد کا قصہ اور اُنکے مابعد کے قصے ذکر کر کے آپ کی تسلی و تشفی مین زیادتی فرمائے
ارشاد فرمایا واذکر عبدنا داؤد ذا الاید یعنی یاد کر قصہ داؤد علیہ السلام کا کیونکہ تو اسمین وہ شی پائیگا جس سے تیری
تسلی ہوجائے گی اید بمعنی قوت ہے کما قال ابن عباسؓ اسی معنی سے قوی آدمی کو رجل اید کہتے ہین اور
تا ید الشئے بمعنی تقوی ہے کلمہ اید مفرد ہے بروزن بیع اور مصدر ہے ید کی جمع نہین ہے جب کوئی شخص
قوی و سخت و زور آور ہوتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین آد الرجل یئید ایدا و ایادا بالکسر فھو اید مثل
سید وہین اسی معنی سے یہ قول ہے ایدک اللہ تا یئدا جملہ انہ اواب تعلیل ہے اُنکے قوی ہونے کی اواب
وہ ہے جو رجوع کرنیوالا ہو ہر اُس شئے سے جس کو اللہ مکروہ رکھتا ہے طرف اُس شئے کے جس کو وہ محبوب
رکھتا ہے اس کام کی وہی طاقت رکھتا ہے جو کہ اپنے دین مین بڑا قوی ہوتا ہے کسی نے کہا اواب وہ
ہے جب کبھی اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے تو اوس سے توبہ و استغفار کرتا ہے یہ معنی اول معنی کے تحت مین داخل
ہین آب یؤب اذا رجع حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اواب مسبح ہے لغت حبشہ مین دوسرا لفظ انکا یہ
ہے الاواب الموقن ویلمی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہا مینے حضرت ابن عمرؓ سے اواب کا پوچھا تو کہا
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اُسکا سوال کیا تو فرمایا اواب وہ ہے جو یاد کرتا ہے اپنے
گناہون کو تنہائی مین پہر مغفرت مانگتا ہے اللہ سے اول اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح کی
پہر جو نعمتین اُنکو عطا کین انکا ذکر فرمایا اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِشۡرَاقِ ۝ وَالطَّیۡرَ
مَحۡشُوۡرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدۡنَا مُلۡكَهٗ وَاٰتَیۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ ۝ ہم نے تابع
کئے پہاڑ اس کے ساتھہ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو اور اُڑتے جانور جمع ہو کر سب تہے اُسکے آگے رجوع رہتے
اور زور دیا ہم نے اسکی سلطنت کو اور دی اُسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا انتھی **ف** حافظ ابن کثیر
کہتے ہین اللہ پاک نے پہاڑون کو مسخر کردیا تہا حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھہ تسبیح کرتے تہے وقت نکلنے
سورج کے اور آخر دن مین کما قال اللہ تعالی یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ وَالطَّیۡرَ اسی طرح اُن کی تسبیح کے
ساتھہ پرندے تسبیح کرتے اور انکی ترجیع کے ساتھہ ترجیع کرتے تہے جسوقت کہ ندی اُنپر گذرتے اور وہ ہوا مین
پیرتے ہوتے پہر وہ حضرت داؤد کو سُنتے اس حال مین کہ قرات زبور کے ساتھ ترنم کرتے ہوتے تو وہ طاقت

تہ رہتے تہے جانے کی بلکہ ہوا مین ٹہیر جاتے اور اُن کے ساتہ تسبیح کرتے تہے اور اونچے اونچے پہاڑ انکو جواب دیتے اُن کے ساتہ ترجیع کرتے اور تسبیح کرتے اُن کے تابع ہوکر ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انکو یہ بات پہونچی کہ حضرت ام ہانی رضے اللہ تعالی عنہا نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن آٹہہ رکعت نماز ضحی کی پڑہی پس حضرت ابن عباس نے فرمایا مقرر مین نے گمان کیا کہ بیشک اس گہڑی کے لیے ایک نماز ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے یسبحن بالعشی والاشراق پہر ابن جریر نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس ضحی کی نماز نہین پڑہتے تہے عبد اللہ نے کہا پس مین نے انکو ام ہانی پر داخل کیا پہر مین نے کہا تم ان کو خبر دو اس شے کی جس کی تمنے مجہے خبر دی ہے تو حضرت ام ہانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن مجہہ پر داخل ہوئے میرے گہر مین پہر آپنے پانی کا حکم دیا وہ ایک پیالہ مین ڈالا گیا پہر آپنے کپڑے کا امر فرمایا تو وہ میرے اور آپکے درمیان مین پکڑا گیا یعنی پردہ ہوا پہر آپ نہائے پہر گہر کے کونے کو پانی سے چہڑکا پہر آپ نے آٹہہ رکعت نماز پڑہی یہ وقت ضحی کا تہا ان رکعتون کا قیام و رکوع و سجود و جلوس برابر قریب یکدیگر تہا پہر حضرت ابن عباس نکلے اور یہہ کہتے تہے البتہ مقرر مینے پڑہا اوس شے کو جو درمیان دو لوح کے ہے نہین پہچانی مین نے نماز ضحی کی مگر اس وقت یسبحن بالعشے والاشراق مین کہتا تہا کہ کہان ہے نماز اشراق اور بعد اس کے صلوۃ الاشراق کہتے تہے اور اسی لیے اللہ عز وجل نے فرمایا ہے والطیر محشورہ یعنی اور پرندے رکے ہوئے ہوا مین کل لہ اواب یعنی سب کے سب انکی مطیع تہے اُن کے تابع ہوکر تسبیح کرتے تہے سعید بن جبیر و قتادہ و مالک عن زید بن اسلم و ابن زید نے کہا کہ اواب کے معنی مطیع ہین قولہ تعالی وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ یعنی کر دیا ہم نے واسطے اُسکے ملک کامل ساری چیزون سے جنکی طرف بادشاہون کو حاجت ہوتی ہے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کان اشد اہل الدنیا سلطانا یعنی ساری دنیا والون سے انکی سلطنت بڑہ کر قوی تہی سدی نے کہا کہ ہر دن چار ہزار انکی حراست کرتے تہے بعض سلف نے کہا مجہے یہ بات پہونچی ہے کہ ہر رات تینتیس ہزار انکی حراست کرتے تہے انپر باری دور نہ کرتے سال آیندہ تک کسی اور نے کہا کہ چالیس ہزار سلاح بند حراست کرتے تہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے دو شخص تہے اُن مین کا ایک دوسرے پر نالش لایا طرف داؤد علیہ السلام کی اس بات کی کہ اسنے اُسکا بیل غصب کر لیا ہے اور مدعی کے واسطے گواہ نہ تہے تو حضرت داؤد نے اُن کے کام کو موخر کیا پہر جب رات ہوئی تو حضرت داؤد علیہ السلام کو مدعی کے قتل کا حکم ہوا پہر جب دن ہوا تو انہون نے دونون کو طلب کیا اور مدعی کے قتل کا حکم دیا اسنے کہا یا نبی اللہ آپ کس بات پر

مجھے قتل کرتے ہین حالانکہ اس شخص نے مجھہ سے میرا بیل غصب کر لیا ہے انہون نے اوس سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے سو مین تجھے ضرور قتل کرنے والا ہون وہ بولا واللہ یا نبی اللہ اللہ نے آپکو میرے قتل کا اس امر کے سبب سے امر نہین کیا ہے جسکا مین نے اسپر دعوی کیا ہے اور بیشک البتہ مین سچا ہون اُس بات مین جسکا دعوی کیا ہے ولیکن مینے اسکے باپ کے ساتھہ دہوکا کیا تہا اور اُسکو مار ڈالا تہا اور کسی کو اُس کی خبر نہ ہولی پہر حضرت داؤد نے اُسکو حکم دیا تو وہ مار ڈالا گیا حضرت ابن عباس نے فرمایا پہر انکی ہیبت بنی اسرائیل مین شدید ہوگئی یہ وہی ہے جو اللہ عز وجل فرماتا ہے وشددنا ملکہ ۔ ذَکَرَہٗ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ رِوَایَۃِ عُلْبَاءَ بْنِ اَحْمَرَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنْہُ مجاہد نے کہا کہ **حکمت** سے مراد فہم و عقل و فطنت ہے یعنی زیرکی و دانائی ایک بار یون کہا کہ حکمت عدل ہے ایکبار یہ کہا کہ صواب یعنی ضد خطا قتادہ نے کہا کہ کتاب اللہ ہے اور اتباع اس شے کا جو اس مین ہے سدی نے کہا کہ حکمت نبوت ہے قاضی شریح و شعبی نے کہا **فصل الخطاب** شہود و ایمان ہین قتادہ نے کہا کہ دو گواہ مدعی پر یا قسم مدعی علیہ کی یہ وہ فصل الخطاب ہے جس کے ساتھہ انبیا و رسل یا کہا مومنین و صالحین نے فیصلہ کیا ہے یہ اس امت کی قضا ہے روز قیامت تک اسی طرح ابو عبدالرحمن سلمی نے یہی کہا ہے مجاہد و سدی نے کہا کہ اصابت قضا و فہم قضا ہے نیز مجاہد نے کہا کہ فصل ہے کلام مین اور حکم مین یہ قول اس سب کو شامل ہے اور یہی مراد ہے ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ اول جس شخص نے اما بعد کہا وہ داؤد علیہ السلام ہین اور یہ فصل الخطاب ہے اسی طرح شعبی نے یہی کہا ہے کہ فصل الخطاب اما بعد ہے ÷

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ انا سخرنا الجبال کلام مستانف ہے مقصود اس سے تعلیل ہے دو امر کی ایک یہ کہ وہ دین مین قوی تہے دوسرا یہ کہ بڑے رجوع ہونے والے تہے طرف رضا آلہی کے کلمہ معہ متعلق ہے سخرنا سے یہان کلمہ مع کو لام پر اختیار کیا لہ نہ فرمایا سو وجہ اسکی وہ ہے جس کی طرف سورۂ انبیا مین اشارہ کیا گیا ہے کہ تسخیر جبال کے باین طور نہ تہی کہ تصرف کلی اُن مین انکو مفوض ہوا ہو جس طرح کہ تسخیر ہوا وغیرہ کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے تہی بلکہ بطریق تبعیت و اقتدار کے تہی کسی نے کہا کہ تسخیر جبال کی یہ تہی کہ وہ اُن کے ساتھہ چلتے جبکہ وہ اُن کے چلنے کا ارادہ کرتے جہان چاہتے جملہ یسبحن محل نصب مین ہے بنا بر حال جبال سے مسبحات نہ فرمایا بلکہ جملہ فعلیہ کہا تاکہ دال ہو اسبات پر کہ حدوث تسبیح کا جبال سے شیئا فشیئا و حالا بعد حال ہوتا تہا معنی یہ ہین کہ ہم نے تابع کیا پہاڑون کو ساتہ اسکے اس حال مین کہ وہ تسبیح بیان ہے اُس برہان و معجزہ کا جو اللہ تعالی نے انکو عطا کیا تہا کہ پہاڑ

اُن کے ساتھہ تسبیح کرتے تہے مقاتل نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت اللہ تعالی کا ذکر کرتے تو پہاڑ بہی اُن کے ساتھہ ذکر کرتے تہے اور وہ جبال کی تسبیح کو سمجہتے تہے محمد بن اسحاق نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی سے وہ شے ملی تہی جس کے واسطے پہاڑون مین ایک دوی حسن ہوتی تہی یعنی گونج سو تسبیح جبال کے یہ معنی ہین لیکن قول اول اولی ہے کسی نے کہا کہ یسبحن کے معنی یصلین ہین بالعشی سے مراد وقت نماز عشا ہے اور والاشراق سے مراد وقت نماز ضحی ہے ضحی یہ ہے کہ سورج روشن ہو اور اسکی روشنی پوری ہو معنی یہ ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی نماز کے بعد تسبیح کرتے تہے وقت طلوع وغروب شمس کے کلبی نے کہا غدوۃ وعشیۃ یعنی صبح وشام محاورے مین بولتے ہین اشرقت الشمس اذا اضاءت اور یہ وقت ضحی کا ہے اور شروق الشمس طلوع ہونا سورج کا ہے زجاج نے کہا شرقت الشمس کہتے ہین جبکہ سورج طلوع ہوتا ہے واشرقت اذا اضاءت یعنی اشرقت جب بولتے ہین کہ وہ خوب روشن ہو عطاء خراسانی حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہین فرمایا ہمیشہ رہا میرے جی مین نماز ضحی سے یعنی شبہہ یہان تک کہ مین نے یہ آیت پڑہی دوسرا لفظ انکا یہ ہے البتہ مقرر آیا مجہہ پر ایک زمانہ اور مین اس آیت کی وجہ نہ جانتا تہا یہان تک کہ دیکہا مین نے لوگون کو ضحی پڑہتے ہوئے اخرجہ ابن المنذر وابن مردویہ تیسرا لفظ ان کا یہ ہے مین اس آیت پر گزرتا تہا پس نہین جانتا تہا یہ کیا ہے یہان تک کہ حدیث کی مجہکو ام ہانی بنت ابی طالب نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر داخل ہوئے فتح کے دن پہر آپ نے وضو کا پانی منگایا پہر وضو کیا پہر ضحی کی نماز پڑہی پہر فرمایا اے ام ہانی یہ صلوۃ الاشراق ہے صلوۃ ضحی مین بہت سی حدیثین ہین شوکانی رحمۃ اللہ تعالی نے شرح منتقی مین اُنکو ذکر کیا ہے والطیر معطوف ہے جبال پر اور محشورۃ منصوب ہے بنا بر حال طیر ای سخرنا الطیر حال کونہا محشورۃ ای مجموعۃ الیہ یعنی سخر کئے ہم نے واسطے اوس کے پرندے اس حال مین کہ وہ جمع کیے ہوتے طرف اس کے ہر طرف سے تسبیح کرتے اللہ کی اسکے ساتھہ کہا ہے کہ فرشتے اُنکو جمع کر دیتے تہے کسی نے کہا ہوا جمع کرتی تہی کل لہ اواب تنوین کل کی عوض ہے مضاف الیہ سے ای کل من واحد داؤد والجبال والطیر یعنی ہر ایک داؤد اور پہاڑون اور پرندون سے رجوع کرنے والا ہے طرف طاعت وامر الہی کی ضمیر لہ کی راجع ہے طرف اللہ سبحانہ کے کسی نے کہا داؤد علیہ السلام کی طرف راجع ہے یعنی ہر ایک واسطے تسبیح داؤد کے تسبیح کرنے والا ہے پس اواب مسبح کی جگہہ مین رکہا گیا ہے قول اول اولی ہے ہم اول کہہ آئے ہین کہ اواب کے یہ معنی ہین کہ کثیر الرجوع طرف اللہ پاک کو وشددنا ملکہ کا یہ مطلب ہے کہ قوی وثابت کیا ہم نے اُسکے ملک کو بایں طور کہ لڑائی کے معرکون مین ہم نے اسکو دشمنون پر مظفر ومنصور کیا اور اور اسکی طرف سے اُنکے دلون مین رعب ڈالدیا کسی نے کہا کہ لشکرون کی کثرت سے ہم نے اسکو قوت دی

ہر رات سینتیس یا چھتیس ہزار آدمی اُنکی محراب کے گرد رات کو رہتے اُنکی حراست کیا کرتے تھے بادشاہوں دنیا سے بادشاہت میں بڑھے ہوئے تھے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا قصہ جو بروایت حضرت ابن عباسؓ اول گزر چکا ہے یہان بھی عبد بن حمید کی تخریج سے ذکر کیا ہے لیکن فی الجملہ الفاظ و عبارت کا تفاوت ہے **حکمت** سے مراد نبوت ہے اور معرفت ہے اُس شی کی جس کے ساتھ حکم کیا جاتا ہے مقاتل نے کہا فہم و علم کسی نے زبور و علم شرائع کسی نے کہا اصابت امور مین کسی نے کہا ہر کلام جو حق کے موافق ہو وہ حکمت ہو مجاہد نے کہا عدل ابو العالیہ نے کہا علم کتاب اللہ شریح نے کہا سُنت بعض اقوال اول گزر چکے ہین ان سب معانی پر آیت کو محمول کرنے سے کوئی مانع نہین ہے **فصل خطاب** سے مراد فصل فی القضا ہے حضرت حسن و کلبی و مقاتل اسی کے قائل ہین حاکم نے اکثر سے حکایت کیا ہے کہ فصل خطاب شہود و ایمان ہین اس لیے کہ خصومت انہین سے منقطع ہوتی ہے ابی بن کعب بھی اسی کے قائل ہین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ گواہ مدعی پر اور قسم اس شخص پر جس نے انکار کیا کسی نے کہا کہ فصل ہے درمیان حق و باطل کے شریح و شعبی و قتادہ نے بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد ایجاز ہے ایجاز کہتے ہین لفظ قلیل مین معنی کثیر کے ادا کرنے کو کسی نے کہا کہ بیان کلام ہے کسی نے کہا کہ علم حکم ہے اور تبصر ہے ساتھ قضا کے یہ سب معانی باہم قریب یک دیگر ہین جبکہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی باوصاف مذکورہ مدح فرمائی تو بعد اس کے ایک قصہ بیان کیا جو کہ اُنکو واقع ہوا اس لیے کہ اُس مین اخبار عجیبہ ہین پس ارشاد فرمایا وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ

إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ

نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ

إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ

وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ

شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ اور پہونچی ہے تجھکو خبر دعوی والوں کی جب دیوار کود کر آئے عبادتخانہ مین جب پہنچ آئے داؤد پاس تو اُن سے گھبرایا وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہین زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے ہم مین انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتا دے ہمکو سیدھی راہ یہ جو ہے بھائی ہے میرا اُس کے یہان ہین ننانوین دنبیان اور میرے یہان ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالے

کر دے مجھکو وہ اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات مین بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھپر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیون مین اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے اور کام کئے اچھے اور تہوڑے لوگ ہین ویسے اور خیال مین آیا داؤد کے کہ ہمنے اُسکو جانچا پہر گناہ بخشوانے لگا اپنے ربسے اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا پہر ہمنے معاف کر دیا اُسکو وہ کام اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹہکانا اے داؤد ہمنے کیا تجھہ کو نائب ملک مین سو تو حکومت کر لوگون مین انصاف سے اور نہ چل جی کی چاہ پر پہر تجھکو بچلادے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہین اللہ کی راہ سے اُنکو سخت مار ہے اُسپر کہ بہلا دیا دن حساب کا

ف حضرت داؤد نے باری رکھی تہی تین دن کی ایک دن دربار کا ایک دن اپنی عورتون پاس ایک دن عبادت کا اُس دن خلوت مین رہتے تہے دربان کسی کو آنے نہ دیتے کئی شخص دیوار کود کر اُن کے پاس آئے ف یہ جھگڑنے والے فرشتے تہے پردے مین اُنکو سنا گئی اُنہین کا ماجرا اُن کے گہر مین ننانوین عورتین تہین ایک ہمسایہ کی عورت نظر پڑ گئی چاہا کہ اُسکو اپنے گہر مین رکہین اُسکا خاوند موجود تہا اُنکے لشکر مین اُسکو تعین کیا تابوت سکینہ سے آگے جہان بڑے مردانے لوگ لڑائی مین بڑہتے تہے وہ شہید ہوا پیچہے اُسکے عورت کو نکاح کیا اُس مین کسی کا خلاف نہین کیا بے ناموسی نہین کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبرون کی ستہرائی کو اتنا داغ بہی عیب تہا اُسپر جانچ ہوئی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین مفسرین نے اس جگہہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اس قصہ کے بارے مین حضرت معصوم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے جسکا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہہ ایک حدیث روایت کی ہے جسکی سند صحیح نہین ہے کیونکہ وہ بروایت یزید رقاشی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ہے یزید گو منجملہ صالحین ہین لیکن ائمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہین پس اولے یہ ہے کہ اس قصہ کی مجرد تلاوت پر اقتصار کیا جائے اور اُسکا علم اللہ عز وجل کے حوالے کرین اس لیے کہ قرآن شریف حق ہے اور جس شے کو وہ متضمن ہے وہ بہی حق ہے قولہ تعالی فَفَزِعَ مِنْهُمْ یعنی حضرت داؤد علیہ السلام آنے والون سے گہبرائے وجہ گہبرانے کی یہ ہے کہ وہ اپنے محراب مین تہے یہ مکان اُنکی گہر مین منفرد تہا اور وہ حکم دے چکے تہے کہ اُس دن اُنپر کوئی داخل نہ ہو پہر اُنکو خبر نہ ہوئی مگر یہ کہ دو شخص دیوار کود کر محراب مین اُنکے پاس آ گئے اپنے قضیہ کا حکم اُن سے پوچہنے لگے عزنی فی الخطاب کے یہ معنی ہین کہ بات مین وہ مجھپر غالب ہوا جب کوئی شخص کسی پر قاہر و غالب ہو تو محاورے مین بولتے ہین عز یعز علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے فتناہ کی تفسیر مین اختبرناہ ہے یعنی ہمنے اُسکو جانچا قولہ تعالی وَخَرَّ رَاكِعًا أي ساجدا یعنی وہ سجدہ کرتے ہوئے گرے مطلب یہ کہ رکوع بمعنے سجدہ ہے یہ بہی احتمال ہے کہ اول رکوع کیا پہر

بعد اُس کے سجدہ کیا یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سجدہ کرتے رہے چالیس صبح فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ یعنی بخشدی
ہمنے اسکو وہ بات جو اُس سے ہو گئی منجملہ اُن اُمور کے جن کے بارے مین کہا جاتا ہے ان حسنات الابرار سیئات
المقربین ائمہ نے سجدہ ص مین اختلاف کیا ہے کہ آیا عزائم سجود سے ہے یا نہین ہے اس مین دو قول
ہین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کے قول جدید یہ ہے کہ عزائم سجود سے نہین ہے بلکہ سجدہ شکر ہے دلیل
اُس کی وہ قول ہے جو امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ اُنھون
نے سجدہ ص کے بارے مین کہا کہ عزائم سجود سے نہین ہے اور مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو دیکھا ہے کہ اُس مین سجدہ کرتے تھے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ
مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ نیز نسائی نے اس آیت کی تفسیر مین عن سعید
بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ص مین سجدہ کیا اور فرمایا کہ داؤد
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسکا سجدہ کیا از روئے توبہ کے اور ہم اُسکا سجدہ کرتے ہین از روئے شکر
کے تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ النَّسَائِيُّ وَرِجَالُ إِسْنَادِهِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ حافظ ابن کثیر نے اپنے شیخ حافظ ابو الحجاج
مزی سے بسند خود تا حسن بن محمد بن عبید اللہ بن ابی یزید روایت کیا ہے حسن نے کہا کہ ابن جریج نے
مجھسے کہا اے حسن تیرے دادا عبید اللہ بن ابی یزید نے حضرت ابن عباس سے مجھے یہ حدیث کی ہے
کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف آیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ انی رایت فیما یری النائم
یعنی مین نے خواب مین دیکھا گویا مین نماز پڑھ رہا ہون پیچھے ایک درخت کے پھر مین نے سجدہ پڑھا پھر مینے
سجدہ کیا تو اس درخت نے سجدہ کیا بسبب میرے سجود کے پھر مین نے اُس کو سنا کہ وہ سجدہ کرنے مین یہ
کہتا تھا اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَضَعْ بِهَا عَنِّي وِزْرًا وَ
اقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ حضرت ابن عباس نے کہا پھر مین نے نبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے پھر سجدہ پڑھا پھر سجدہ کیا پھر مین نے آپ کو سنا کہ حالت سجدے
مین ویسا کہتے تھے جیسا کہ اُس شخص نے اُس درخت کے قول کی حکایت کی تھی رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ قُتَيْبَةَ
وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ خَلَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَٰذَا الْوَجْهِ نیز بخاری نے اسکو تفسیر مین عوام سے روایت کیا ہے کہا مینے
مجاہد سے سجدہ ص کا پوچھا تو کہا مین نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ تمنے کہان سے سجدہ کیا
یعنی اس سجدہ کی دلیل کیا ہے فرمایا کیا تو یہ آیت نہین پڑھتا ہے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ پس حضرت داؤد علیہ السلام اُن لوگون مین سے ہین

۹ اور اس کی اولاد مین داؤد اور سلیمان ... وہ لوگ ہین جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل ان کی ... ۱۲ ۱۲ ۱۲

جنکے ساتھ اقتدا کرنے کا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سجدہ کیا ہے امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ سورہ ص لکھتے ہیں پہر جب اس آیت تک پہونچے جس مین سجدہ کیا جاتا ہے تو دوات وقلم اور ہر شے جو ان کے روبرو ہے اوندہی گری سجدہ کرتے ہوئے کہا پہر یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو آپ بعد اس کے ہمیشہ اس مین سجدہ کرتے رہے تفرد بہ احمد ابو داؤد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ ص پڑہی اور آپ منبر پر تہے پہر جب سجدے کو پہونچے تو اترے پہر سجدہ کیا اور لوگون نے آپکے ساتھ سجدہ کیا پہر جب اور دن ہوا تو آپنے اسکو پڑہا پہر جب سجدہ کو پہونچے تو لوگ سجدے کے واسطے منتظر ومتوقع ہوئے تو آپنے فرمایا وہ تو صرف ایک نبی کی توبہ ہے لیکن مین نے تمکو دیکھا کہ تم منتظر ہوئے پہر آپ اترے اور سجدہ کیا تفرد بہ ابو داؤد اِسْنَادُہٗ عَلٰی شَرْطِ الصَّحِیْحِ قولہ تعالی وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ یعنی بیشک اسکے واسطے قیامت کے دن البتہ ایک قربت مرتبہ ہے کہ قریب کریگا اسکو اللہ عز وجل بسبب اس کے اور حسن مرجع ہے یعنی عالی درجے جنت مین بسبب اس کی نبوت وعدل تام کے جو اس نے اپنے ملک مین کیا جیسا کہ صحیح مین آیا ہے کہ عدل کرنے والے نور کے منبرون پر ہونگے رحمن کی سیدہی طرف اور اس کی دونون ہاتھ سیدہے ہین وہ لوگ جو عدل کرتے ہین اپنے گہر والون مین اور اس مین جس کی وہ والی ہوئے امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک محبوب تر لوگون کا نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن اور قریب تر انکا اس سے مجلس مین امام عادل ہے اور بیشک مبغوض تر لوگون کا نزدیک اللہ عز وجل کے قیامت کے دن اور سخت تر انکا عذاب مین امام جائر ہے یعنی حاکم ظالم وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ فُضَیْلٍ وَھُوَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ الْاَغَرِّ عَنْ عَطِیَّۃَ بِہٖ وَقَالَ لَانَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ ابن ابی حاتم نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا مالک بن دینار کو کہ آیت مذکور کی تفسیر مین یون کہتے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کہڑے کیئے جائینگے قیامت کے دن نزدیک ساق عرش کے پہر اللہ پاک فرمائے گا اے داؤد تو آج میری تمجید کر اس حسین نرم آواز سے جس سے تو دنیا مین میری تمجید کرتا تہا تو حضرت داؤد عرض کرینگے کیونکر وہ آواز تو مجہسے سلب کر لی گئی ہے پس اللہ عز وجل فرمائے گا مین آج وہ آواز تجہ پر رد کر دونگا کہا پہر حضرت داؤد وہ آواز اٹہائینگے جس سے نعیم اہل جنان کو فارغ کر لینگے یعنی ساری جنت والی اس آواز کے سننے مین ایسے مصروف ہونگے

کہ اس وقت جنت کی اور نعمتوں کا کچہہ خیال نرہیگا قولہ تعالی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً الآیہ یہ ایک وصیت ہے طرف سے اللہ عز وجل کے والیان امور کو کہ درمیان لوگون کے ساتہہ حق کے حکم کرین جو کہ اللہ تبارک وتعالی کے پاس سے اوتارا گیا ہے اور اس سے مائل نہون کہ اللہ کی راہ سے بہک جاوین اور جو شخص کہ اللہ پاک کی راہ سے بہکا اور حساب کے دن کو بہلایا اللہ پاک نے اُسکو وعید اکید اور عذاب شدید کی وعید سنائی ہے ابن ابی حاتم نے مروان بن جناح سے روایت کیا ہے کہا مجہے ابراہیم ابو زرعہ نے حدیث کی اور مقر راُنہون نے کتاب پڑہی تہی اسبات کی کہ ولید بن عبد الملک نے ان سے کہا کیا خلق سے حساب لیا جائیگا کیونکہ تو مقر کتاب اول پڑہ چکا ہے اور تو نے قرآن پڑہا ہے اور سمجہا ہے تو مین نے کہا یا امیر المومنین مین کہون کہا توکہہ تو امن مین ہے مینے کہا اے امیر المومنین تمہاری زیادہ عزت ہے اللہ کے نزدیک یا داود علیہ السلام کی اللہ تعالی نے تو ان کے واسطے نبوت اور خلافت دونو جمع کر دی تہین پہر انکو اپنی کتاب مین وعید سنائی پس فرمایا یاداود الآیہ عکرمہ نے کہا لہم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب مقدم و موخر کے باب سے ہے اصل یون ہے لہم عذاب شدید یوم الحساب بما نسوا سُدی نے کہا لہم عذاب شدید بما ترکوا ان یعملوا لیوم الحساب یعنی اُن کے لیے عذاب سخت ہے بسبب اس کے کہ ترک کیا اُنہون نے یہ کہ عمل کرین واسطے روز حساب کے یہہ قول زیادہ ترچلتا ہے ظاہر آیت پر واللہ سبحانہ وتعالی الموفق للصواب **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے ہَلْ اَتٰکَ نَبَاُ الْخَصْمِ اس جگہہ استفہام کے معنی تعجب مین اور شوق دلانا ہے طرف اس شی کے جو اس کے بعد آتی ہے کیونکہ وہ ایک امر غریب ہے جس طرح تم اپنے مخاطب سے کہتے ہو کیا تو جانتا ہی جو آج واقع ہوا پہر جو واقع ہوا ہے اُسکا اوس سے ذکر کرو مقاتل نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کی طرف دو فرشتے بہیجے حضرت جبریل وحضرت میکائیل علیہما السلام تاکہ توبہ پر انکو آگاہ کرین پس وہ دونون ان کے پاس آئے اور وہ اپنے محراب مین تہے نحاس نے کہا درمیان اہل تفسیر کے اس بات مین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے کہ اس جگہہ مراد خصم سے دو فرشتے ہین خصم مصدر ہے واحد وتثنیہ وجمع پر واقع ہوتا ہے اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ کے یہ معنے ہین کہ وہ فرشتے اُن کے پاس آئے اُنکی دیوار کے اوپر سے اور انکی طرف اترے سور حائط مرتفع ہے یعنی اونچی دیوار تسوروا مین جو لفظ جمع کا آیا باوجود اس کے کہ وہ دو تہے سو یہ بنظر جمع کے ہی کہ لفظ خصم جسکا محتمل ہے محراب سے مراد غرفہ ہے یعنی بالاخانہ اس لیے کہ وہ فرشتے اوپر چڑہ آئے اور وہ اسمین تہے یحیی ابن سلام نے اسی طرح کہا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ محراب صدر مجلس ہے اسی معنی سے محراب مسجد ہے کسی نے کہا ہے کہ وہ دونون انسان تہے فرشتے نہ تہے کلمہ اذ کے متعلق مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ عامل اس مین نبا ہے ای ہل اتاک الخبر الواقع فی وقت تسورہم

ابن عطیہ ومکی وابو البقا اسی کے قائل ہین دوسرا یہ ہے کہ عامل سمین اتاک ہے تیسرا یہ ہے کہ خصم کا معمول ہے جو تہا یہ
ہے کہ محذوف کا معمول ہے ای ہل اتاک نبا تحاکم الخصم زمخشری نے اتاک اور نبا کے ساتہہ متعلق ہونے کو ناجائز کہا
ہے اور محذوف کے ساتہہ متعلق ہونے کو اختیار کیا ہے اور اذ دخلوا کا اذ اول اذ سے بدل ہے یا معمول ہے تسوروا
کا فراء نے کہا کہ ظرفین مذکورین مین سے ایک بمعنی لما ہے بالجملہ جب وہ فرشتے حضرت داؤد پر داخل ہوئے تو وہ
گہبرائے گہبرانے کی یہہ وجہ ہے کہ وہ رات کو آئے وہ وقت خصوم کے آنیکا نہ تہا دوسرے یہہ کہ انکے
بغیر اذن آگئے تیسرے یہہ ہے کہ اُس دروازے سے نہ آئے جس سے لوگ آتے تہے ابن الاعرابی نے کہا کان
محراب داؤد من الامتناع بالارتفاع بحیث لا یرتقی الیہ آدمی بحیلۃ یعنے حضرت داؤد کا عبادتخانہ محفوظ تہا بسبب
اسکے بلند ہونے کے اتنا بلند تہا کہ کوئی آدمی کسی حیلہ وتدبیر سے اُس کی طرف چڑہ نہین سکتا تہا جب ایسی
محفوظ جگہہ مین دو شخص رات کو آگئے تو یہہ سبب ہوا اُنکے گہبرانے کا جملہ قَالُوْا لَا تَخَفْ مستانفہ ہے جواب
ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب داؤد علیہ السلام فرشتون سے ڈرے تو فرشتون نے اُن سے کیا کہا سو
یہ اُسکا جواب ہے کہ اُنہون نے اُن سے یہہ کہا کہ تو مت ڈر خصمان خبر ہے مبتدائے محذوف کی ای نحن
خصمان یعنی ہم دو جہگڑنے والے ہین اول خصم کی طرف کی ضمیر جمع کی راجع کی تسوروا اور دخلوا کہا تہا اور
یہان خصمان بلفظ تثنیہ آیا سو اسکی وہی وجہ مذکور ہے کہ لفظ خصم مفرد و تثنیہ و جمع کا احتمال رکہتا ہے پس
ان سب مین اُسکا استعمال جائز ہے خلیل نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے تم کہتے ہو نحن
فعلنا کذا جبکہ تم دو ہوتے ہو مطلب ہے کہ استعمال عرب مین دو پر جمع کا اطلاق کرتے ہین کسائی نے کہا
کہ خصم کے ساتہہ جمع کا برتاؤ کیا گیا جبکہ خبر تہی پہر جب خبر پوری ہو چکی اور مخاطبہ آیا تو دو نے اپنی طرف
سے خبر دی پس خصمان کہا بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ یہ قول بطور فرض و تقدیر کے ہے یا بطریق تعریض
کیونکہ یہہ بات معلوم ہے کہ فرشتے بغی و زیادتی نہین کرتے ہین پہر دونون نے حضرت داؤد علیہ السلام
سے یہ بات چاہی کہ درمیان اُن کے حق کے ساتہہ حکم کرین اور جور سے انکو منع کیا پس یون کہا فَاحْکُمْ
بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ یعنی تو حکم کر درمیان ہمارے ساتہہ حق کے اور اپنے حکم مین جور و ظلم مت کر جب
کوئی شخص اپنے حکم مین جور کرتا ہے اور حد سے بڑہ جاتا ہے تو محاورہ عرب مین یون بولتے ہین کہ شط
الرجل و اشط شططا و شطاطا ابو عبیدہ نے کہا کہ شططت علیہ و اشططت فیہ کے معنی ہین جرت یعنی مین نے ظلم
کیا پس یہ اُس قسم سے ہے جس مین فعل و افعل متفق ہین کسی نے کہا لا تشطط کے معنی لا تسرف ہین
کسی نے کہا لا تفرط کسی نے کہا لا تمل یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین اصل اس مین بعد ہے ماخوذ شطت
الدار اذا بعدت سو ابو عمرو نے کہا شطط مجاوزت قدر ہے ہر شے مین وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ

سواء صراط بمعنے وسط صراط ہے اور میانہ راہ یعنی عدل و صواب معنی یہ ہین راہ بتا ہم کو طرف راہ حق کے اور
آمادہ کر ہم کو اُس پر پھر جب دونون نے حضرت داؤد کو بالاجمال خصومت کی خبر دی تو اب اُسکی تفصیل و شرح شروع
کی اور یون کہا اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ الآیۃ اس جگہہ مراد اخوۃ سے اخوہ دین کی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ نے کہا ہے یا اخوہ صحبت و الفت کی ہے یا اخوۃ شرکت و خلطت کی نعجہ بھیڑ کی مادہ کو کہتے ہین اور
کبھی گاؤ وحشی کو نعجہ بولتے ہین عورت سے نعجہ کے ساتھہ تعبیر کی جاتی ہے بسبب کون و عجز و ضعف جانب کے جسپر وہ
مخلوق ہوئی ہے اور کبھی عورت سے بقرہ و حجر و ناقہ کے کنایہ کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان سب پر سواری کی جاتی ہے
واحدی نے کہا کہ نعجہ گاؤ وحشی ہے عرب لوگ اس کے ساتھہ عورت سے کنایہ کرتے ہین اور نعاج کے ساتھ
عورتون کو تشبیہ دیتے ہین جمہور نے تسع و تسعون کو بکسر فوقیہ پڑھا ہے اور حسن و زید بن علی نے بفتح تا کہا ہے
نے کہا کہ یہ شاذ لغت ہی مراد اس سے حضرت داؤد علیہ السلام ہین اس لیے کہ اُنکی ننانوین بیبیان تھین اور
ولی نعجہ واحدۃ سے مراد اوریا خاوند اُس عورت کا ہے جس سے حضرت داؤد علیہ السلام نے نکاح کا ارادہ کیا
تھا اکفلنیہا کا یہ مطلب ہے کہ تو اُسکو میری طرف بلادے اور میری واسطے تو اس سے نازل ہو یہان تک کہ مین
اسکا کفیل ہوؤن اور خاوند بن جاؤن ابن کیسان نے کہا کہ تو اسکو میرا کفل و نصیب کردے یعنی مجھے
دیدے وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ کے یہ معنی ہین کہ بات چیت کرنے مین وہ مجھہ پر غالب ہوا ہے جب کوئی شخص
کسی پر غالب ہوتا ہے تو بولتے ہین عزہ یعزہ عزا عرب کی مثل مین کہتے ہین من عزبز یعنے من غلب
اخذ السلب یعنی جو شخص غالب ہوتا ہے تو مغلوب کا ساز و سامان و سلاح وہی لیتا ہے عزۃ اسم مصدر
ہے اور عزۃ بمعنی قوت ہے عطا نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر وہ بات کرے تو مجھسے زیادہ تر فصیح ہوگا اور
اگر لڑے تو مجھسے بڑھ کر دباؤ ڈالنے والا ہوگا اس لیے کہ اُس کو ملک کی قوت ہے پس مجھپر اُسکا غلبہ ہے اس
لیے کہ مین اُس کے ہاتھہ مین ضعیف و کمزور ہون اگرچہ حق میرے ساتھہ ہے یہ سب باتین بطور تمثیل کے ہین
حضرت ابن مسعود و عبید بن عمیر نے عازنی پڑھا ہے بمعنی غالبنی ماخوذ معازہ بمعنی مغالبہ سے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
الآیہ کے یہ معنی ہین کہ البتہ مقرر اوس نے ظلم کیا ہے تجھہ پر ساتھہ مانگنے اُس کے تیری دنبی کو تاکہ اُسکو ملا لے
طرف اپنی ننانوین دنبیون کے اگر اسبات کی بنا اُس شیٔ پر ہی جو تو کہتا ہے حرف لام لقد مین توطیہ قسم
کا ہے اور یہہ مع اپنی مابعد کے جواب ہے قسم مقدر کا ای واللہ لقد الخ حضرت داؤد علیہ السلام جو اپنے کلام مین
قسم لائے سو غرض اس سے مبالغہ ہے اُس شئے کے انکار مین جسکو انہون نے سنا کہ ننانوے دنبیون والا
اس بات کا طالب ہے کہ اُس ایک دنبی کو اپنی طرف ملا لیوے جو کہ اُس کے صاحب کے پاس ہے اور اس کے پاس
اُسکے سوا اور نہین ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات جو انہون نے کہی سو بعد اس کے کہی کہ دوسرے

اقرار سن لیا نحاس نے کہا کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ انکا یہی کہنا ہے لقد ظلمک کیونکہ انہون نے قبل تثبت و تحقیق کے یہ بات کہدی یعنی مجرد دعوی مدعی پر قولہ وَاِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ الآیہ یعنی شرکا واحد خلطاء کا خلیط ہے خلیط وہ ہے جو مال مین مخالط و مشارک ہوتا ہے حرف لام لیبغی مین لام تاکید ہے ان کی خبر مین واقع ہوا ہے یعنی بیشک بہت سے شریک مین البتہ ایک دوسرے پر تعدی و ظلم کرتے ہین اور اسکے حق کی رعایت نہین کرتے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیکیان کین کیونکہ وہ اُس سے بچتے ہین اور خلیط پر ظلم نہین کرتے ہین اور نہ اس کے غیر پر یہان استثنا متصل ہے و قلیل ما ہم مین کلمہ ما زائد ہے واسطے تاکید قلت کے اور تعجب کے یعنی قلیل ہم کسی نے کہا ما موصولہ ہے اور ہم مبتدا اور قلیل اُس کی خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے اُس کی تفسیر مین مروی ہے ای قلیل الذی ہم فیہ وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ ابو عمرو و فرا نے کہا کہ ظن بمعنی الیقین ہے اور فتناہ کے معنے ابتلیناہ ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اختبرناہ یعنی جبکہ خصمین حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف جھگڑا لائے اور انہون نے کہا جو کچھ کہا تو اسوقت انہون نے یقین کر لیا کہ خود وہی مراد ہین اور مقصود دونون خصم کا تعریض کرنا ہے اُن کے ساتھ اور اُن کے صاحب کے ساتھ جس سے حضرت داؤد نے درمیان اُن کے فیصلہ کیا تو خصمین مین سے ایک نے دوسرے کی طرف نظر کی پھر ہنسا تو اس وقت انہون نے اُنکی مراد جان لی جمہور نے فتناہ کو بتخفیف تا و تشدید نون پڑھا ہے اور حضرت عمر بن خطاب و حسن و ابو رجا نے بتشدید ہر دو اس قرارت مین مبالغہ ہے فتنہ مین ضحاک نے افتناہ اور قتادہ و عبید بن عمیر و ابن سمیفع نے فتناہ بتخفیف ہر دو اسمین فعل کی نسبت ملکین کی طرف کی ہے یہ قرارت ابو عمرو سے بھی مروی فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا یعنی پھر بخشش مانگی اپنے رب سے واسطے اپنے گناہ کے اور گرا سجدہ کرتا ہوا یہان رکوع کے ساتھ سجدے سے تعبیر کی اسواسطے کہ ان مین سے ہر ایک مین انحنا ہے یعنی جھکنا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ گرے سجدہ کرتے ہوئے بعد اسکے کہ راکع تھے ابن العربی نے کہا کہ اسمین علما کا کچھ خلاف نہین ہے کہ یہان رکوع سے مراد سجدہ ہے کیونکہ سجود تومیل ہے اور رکوع انحنا ہے اور ایک دوسرے مین داخل ہوتا ہے لیکن ہر ایک ان مین سے ایک ہیئت کے ساتھ خاص ہوتا ہے پھر یہ اس بنا پر آیا کہ ایک کا دوسرے کے ساتھ نام رکھہ دیا کسی نے کہا معنی یہ ہین خر للسجود راکعا اے مصلیا یعنی گرے واسطے سجدے کے رکوع کرتے ہوئے یعنی نماز پڑھتے ہوئے کسی نے کہا بلکہ ان لوگون کا رکوع سجدہ تھا کسی نے کہا بلکہ ان کا سجود رکوع تھا واللہ اعلم وَاَنَابَ کے یہہ معنی ہین کہ رجوع ہوئے طرف اللہ تعالی کے ساتھ توبہ کرنے کے اپنے گناہ سے اللہ پاک نے فرمایا فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ یعنی بخشدیا ہم نے واسطے اسکے وہ گناہ جس سے اُس نے مغفرت مانگی مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے

[illegible] واحدی کہتے ہین مفسرین [illegible]

چالیس دن سجدہ کیا اپنا سر نہین اُٹھاتے تھے مگر واسطے حاجت کے یا وقت نماز فرض کے پھر سجدہ کرنے لگتے تھے
چالیس دن پورے ہونے تک اسی طرح کیا نہ کہاتے نہ پیتے اور روتے تھے یہان تک کہ انکی سر کی گرد گھاس
اوگ آئے اور وہ اپنے رب عزوجل کو پکارتے اور اُس سے توبہ کا سوال کرتے رہے پھر اللہ پاک نے انکی
واسطے توبہ و مغفرت نازل فرمائی ابن انباری نے کہا کہ ذلک پر وقف تام ہے پھر قولہ تعالیٰ وَاِنَّ
لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ کلام کی ابتدا ہوئی ہے زلفی سے مراد وہ قربت و کرامت ہے جو بعد
مغفرت ذنب کے ہے مجاہد نے کہا کہ زلفی قریب ہونا ہے اللہ عزوجل سے قیامت کے دن اور حسن مآب سے مراد
حسن مرجع ہے یعنی جنت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی
ہین کہ آپ نے قیامت کا ذکر کیا پھر اُسکی شان و شدت کی عظمت بیان فرمائی فرمایا اور رحمٰن عزوجل داؤد
علیہ السلام سے فرمائیگا گزر کر میرے روبرو حضرت داؤد عرض کرین گے یارب مین ڈرتا ہون اس سے کہ میرا
خطیہ مجھے پھسلا دے پس فرمائیگا پکڑ لے میرا قدم پھر وہ اللہ عزوجل کا قدم پکڑ لین گے تو گزر جائین گے فرمایا
پس وہ زلفی ہے جس کا اللہ نے فرمایا ہے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب اَخْرَجَهٗ ابْنُ مَرْدُوْيَه ذکر
ابتلا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے جی سے
بات کی کہ جس وقت وہ مبتلا ہون گے تو بچین گے پھر اُن سے کہا گیا کہ بیشک تو عنقریب مبتلا ہوگا اور عنقریب
جان لیگا اُس شے کو جس مین تو مبتلا ہوگا پس تو اپنا بچاؤ لے پھر اُن سے کہا گیا یہ وہ دن ہے جس مین تو مبتلا
ہوگا پس اُنہون نے زبور لی اور عبادتخانہ مین داخل ہوئے اور اسکا دروازہ بند کر دیا زبور اپنی گود مین
لی اور ایک خادم دروازے پر بٹھایا اور کہا تو آج کسی کو مجھ پر اذن مت دینا پس اس اثنا مین کہ وہ زبور
پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک سنہری پرندہ آیا مثل حسین ترین پرندون کے اس مین ہر قسم کا رنگ تھا
پھر وہ اُن کے روبرو پھرنے لگا پھر وہ اُن کے قریب آیا تو اُن کو اُس کے پکڑنے کی قدرت ہوئی سو اُس
کو اپنے ہاتھ سے لیا تاکہ اوسے پکڑ لین پس وہ اُن کے پیچھے سے جلد نکل گیا پھر تو انہون نے زبور بند
کر دی اور اسکی طرف اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اُسے پکڑ لین وہ اُڑا تو محراب کے طاق پر جا پڑا پھر وہ اس سے
قریب ہوئے تو فضا کی طرف نکل گیا ایک چھپر پر جا پڑا پھر اُس کو جھانکا تاکہ دیکھین کہان گرا تو کیا دیکھتے
ہین کہ ناگاہ ایک عورت ہے اپنے حوض کے پاس غسل حیض کر رہی ہے پھر جب اُس عورت نے انکا سایہ دیکھا تو
سر کو حرکت دی پھر اپنے ساری جسم کو اپنے بالون سے ڈھانک لیا اس عورت کا خاوند غازی فی سبیل اللہ تھا
پس غازیون کے سردار کو یہ لکھ بھیجا کہ تو اوریا کو دیکھ پھر اوسکو تابوت اٹھانے والون مین تعین کر دے اور حاملین
تابوت کا یہ حال تھا کہ یا تو انپر فتح کی جاتی یا وہ مارے جاتے پس اس سردار نے اوریا کو حاملین تابوت

مین آگئے بہیجا پہر وہ مارا گیا پس جب اس عورت کی عدت پوری ہوچکی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس سے نکاح کا پیام کیا سو اُس نے اُن سے یہ شرط کی کہ اگر وہ لڑکا جنے تو اُن کے بعد وہی خلیفہ ہو اور اس شرط پر بنی اسرائیل کے پچاس آدمیون کو گواہ کیا اور خود پر اس شرط کا ایک خط لکہا پہر حضرت داؤد کو اپنے فتنہ کا شعور نہ ہوا کہ وہ مفتون ہوئے یہان تک کہ حضرت سلیمان پیدا ہوگئے اور جوان ہوئے پہر دو فرشتے محراب مین دیوار چڑہکر انپر آئے اور انکا وہ حال تہا جس کا قصہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے اور حضرت داؤد گر کر سجدہ کرتے ہوئے پہر اللہ تعالی نے انکی مغفرت کی اور انپر رجوع ہوا اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِی الْمُصَنَّفِ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ کہا نہین پہونچا حضرت داؤد کو جو کچہ پہونچا بعد قصد کے مگر عجب سے اُنہون نے اپنے نفس کے ساتہہ عجب کیا یہ یون ہوا کہ انہون نے کہا یا رب نہین ہے کوئی گہڑی رات سے اور نہ دن سے مگر حال یہ ہے کہ کوئی عابد آل داؤد سے تیری عبادت کرتا ہے تیرے واسطے نماز پڑہتا ہے یا تسبیح کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے اور کئی چیزون کا ذکر کیا پس اللہ پاک نے اس بات کو مکروہ رکہا تو فرمایا اے داؤد بے شک یہہ نہین ہوا مگر میرے سبب سے اور اگر میری مدد نہ ہوتی تو تو اُسپر قوی نہ ہوتا مجہے قسم ہے اپنے عزت وجلال کی البتہ مین سونپونگا تجہہ کو طرف تیرے نفس کے ایکدن عرض کیا یا رب پہر تو مجہے اُسکی خبر کر دے پس انکو خبر کر دی تو اُس دن انکو فتنہ پہونچا اَخْرَجَ اَصْلَ الْقِصَّةِ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ نَوَادِرِ الْاُصُوْلِ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَّابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاِسْنَادٍ ضَعِیْفٍ وَاَخْرَجَہَا ابْنُ جَرِیْرٍ مِّنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُطَوَّلَةً وَاَخْرَجَہَا جَمَاعَةٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ

تضعیف قصۂ مذکور دیکہو عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے اکفلنیہا کی تفسیر مین اس قصہ کے مخالف روایت کیا ہے کہا نہین زیادہ کیا داؤد علیہ السلام نے اُسپر کہ فرمایا تحول لی عنہا یعنے تو میرے واسطے اس عورت کو نقل کر یعنے اُسے چہوڑ دے اسی کی تفسیر مین عبد الرزاق و فریابی وامام احمد نے زہد مین وابن جریر وطبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہا نہین زیادہ کیا داؤد علیہ السلام نے اسپر کہ فرمایا اکفلنیہا یعنی تو مجہے اوسکا کفیل کر دے **صاحب کشاف** نے بعد ذکر قصہ مذکور کے کہا ہے کہ یہ اور مثل اسکی اُس قسم سے ہے کہ قبیح ہے یہ کہ اُسکی حدیث کی جائے بعض متسمین بصلاح سے جو کہ افناء مسلمین سے ہین فضلاً عن بعض اعلام الانبیاء انتہی **قاضی عیاض** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین جائز نہین ہے کہ التفات کیا جائے طرف اُس شے کے جسکو اہل کتاب کے اخباریون نے لکہا ہے جنہون نے تبدیل کی ہے اور تغییر کیا ہے اور اسکو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اس مین سے کسی شے پر نص نہین فرمائی اور نہ کسی

صحیح حدیث مین وارد ہوا اور جس بات پر اللہ تعالی نے نص فرمائی حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ مین وہ
یہ ہے وظن داؤد انما فتناہ حضرت داؤد اور اوریا کے قصہ مین کوئی خبر ثابت نہین ہے یہ وہی شے ہے کہ
چاہیے اسپر اعتماد کیا جائے داؤد علیہ السلام کے امر سے امام رازی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین حاصل قصہ
کا رجوع کرتا ہے طرف سعی کے قتل مین ایک مرد مسلمان کے بغیر حق اور طرف طمع کے اُسکی جورو مین حالانکہ
یہ دونو ایک منکر عظیم ہے پس کسی عاقل کو لائق نہین ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ یہ گمان
کرے اُن کے سوا اور کسی نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی ثنا و صفت فرمائی
ہے اس قصے کے قبل و بعد یہ اسپر دال ہے کہ جو قصہ لوگون نے نقل کیا ہے وہ محال ہے پس کوئی عاقل کیونکر
یہ وہم کرے گا کہ درمیان دو مدح کے ذم واقع ہوا اگر ایسی بات بعض لوگون سے صادر ہوتی تو عقلا اُس کو
مستہجن و مکروہ سمجھتے اور کہتے کہ تو تو ایک شخص کی مدح مین ہے تیری مدح کرنے کی اثنا مین اُسکی ذم کو کس طرح
جاری کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالی اس قسم کی بات سے اپنی کتاب قدیم مین منزہ و مبرا ہے سعید بن مسیب
و حارث اعور نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا جو شخص تمسے حضرت
داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ بیان کرے اُس طور پر جسکو قصاص روایت کرتے ہین تو مین اُسکو ایک سو
ساٹھ دُرّے مارونگا یہ حد ہے انبیا پر بہتان لگانے کی مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز
رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا اور اُن کے پاس اہل حق مین کا ایک شخص تہا تو اسنے اُس کے بیان کرنے
والے کی تکذیب کی اور کہا اگر قصہ اس طور پر ہے جو کہ کتاب اللہ مین ہے تو نہ چاہیے کہ اسکا خلاف ڈہونڈا
جائے اور نہایت بڑی بات ہے کہ اُس کے سوا اور کہا جائے اور اگر اُس طور پر ہے جو تو نے ذکر کیا اور اللہ اُس
سے باز رہا اپنے نبی پر ستر کرنے کو تو اُسکا اُنپر ظاہر کرنا نہ چاہیے پس حضرت عمر بن عبد العزیز بولے
سماعی ہذا الکلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس یعنی میرا سننا اس بات کو محبوب تر ہے مجہہ اُس شے سے جسپر سورج
نکلا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا سے یہ بات مجہے زیادہ تر محبوب ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی کے قول کا حاصل
یہ ہے کہ وہ بات جسپر مثل دال ہے کون مثل جسکو اللہ تعالی نے قصہ داؤد علیہ السلام کے ساتہہ بیان فرمایا ہے
وہ نہین ہے مگر طلب اُنکی ہے طرف خاوند اس عورت کے اس بات کی کہ وہ اُن کے واسطے اُس سے نازل ہو
پس بس یہ قصہ جو آیا ہے سو صرف بطریق تمثیل و تعریض ہے نہ بطور تصریح کے اس لیئے کہ یہ دونو توبیخ مین
ابلغ ہوتے ہین اس جہت سے کہ جس شے کے ساتہہ تعریض کی گئی ہے جسوقت اُس کے شعور کی طرف تامل اُنکو
مؤدی ہوگا تو وہ اُن کے جی مین واقع ہوگی اور اُن کے دل مین خوب جم جائے گی اور اُسمین بڑی مؤثر
ہوگی مع مراعات حسن ادب کے باین طور کہ مجاہرت کو ترک کیا یعنی اور اثر اُس سے بڑہکر ہوا ابو السعود

کا حاصل ہے کہ وہ بات جو ذکر کرتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی بی بی سے نکاح کیا سو یہ ایک افک مبتدع ...... اور مکر مخترع ہے جسکو کان پھینکتے ہین اور طبیعتین اُس سے نفرت کرتی ہین خرابی ہو اُسکی جسنے یہ نئی بات نکالی اور اُس کی اشاعت کی اور ہلاک ہو وہ جس نے اُس کا اختراع کیا اور اُسے پھیلایا غرض کہ ان سب لوگون نے قصہ مذکور کو بے اصل ٹھیرایا اب رہا وہ ذنب جس سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استغفار و توبہ کی سو اُس مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے کئی قول پر **پہلا قول** یہ ہے کہ اُنھون نے نظر کی طرف اُس شخص کی عورت کے جسکو چاہا کہ وہ انکی بی بی ہو سعید بن جبیر وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے زجاج نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے نظر کا قصد نہین کیا طرف اُس عورت کے لیکن اُسکی طرف نظر کی معاودت کی یہ پہلی نگاہ تو اُن کے واسطے ہوئی اور دوسری اُنپر **دوسرا** یہ ہے کہ اُنھون نے اُس کے خاوند کو غازیوں کے ٹولے مین بھیجا **تیسرا** یہ ہے کہ اُنھون نے یہ نیت کی اگر وہ مرجائے گا تو اُسکی عورت سے نکاح کرین گے **چوتھا** یہ ہے کہ اوریا بن حنان نے اُس عورت سے پیام نکاح کیا تھا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اُسکا پیام نکاح کیا پھر وہ بسبب اُنکی جلالت و بزرگی کے اُن سے بیاہ دی گئی تو اوریا اُس سے غمگین ہوا پس اللہ پاک نے اُنپر عتاب فرمایا اس جہت سے کہ اُنھون نے اُسکو اُس کے پیام کرنے والے کے واسطے چھوڑ نہ رکھا **پانچوان** یہ ہے کہ اوریا کے قتل پر اُنھون نے جزع نہ کیا جیسا کہ اُس شخص پر جزع کرتے تھے جو لشکر مین سے مرجاتا تھا پھر اُس کی عورت سے نکاح کر لیا پس اللہ پاک نے اُس پر اُنکو عتاب کیا اس لیے کہ انبیا کے ذنوب گو صغیر ہون پر وہ عظیم ہوتے ہین بسبب اُنکی قربت منزلت کے ؎ نزدیکان را بیش بود حیرانی * ایشان دانند سیاست سلطانی * **چھٹا** یہ کہ اُنھون نے احد الخصمین کے واسطے حکم کیا قبل اس کے کہ دوسرے سے سنین چنانچہ یہہ قول اول گزر چکا ہے صاحب فتح البیان رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو خصومت درمیان دو فرشتون کے واقع ہوئی واسطے تعریض داؤد علیہ السلام کے اوس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اُنھون نے ایک عورت کے خاوند سے یہ چاہا کہ اُن کے واسطے اوس سے نازل ہو اور اُسکو اپنی بیبیون کے ساتھ ملا لین یہ امر اوس عصمت کو منافی نہین ہے جو انبیا علیہم السلام کے واسطے ہوتی ہے کیونکہ اللہ پاک نے اُسپر اُنکو تنبیہ کی اور اپنے فرشتے اُنکی طرف بھیجکر اُن کے واسطے تعریض فرمائی تاکہ وہ اُنکی مثل قصہ مین جھگڑین یہان تک کہ وہ اپنے ذنب کے واسطے مغفرت مانگین اور اُس سے توبہ کرین پس اُنھون نے مغفرت چاہی اور اُس سے تائب ہوئے اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ حالانکہ وہ ابو البشر و اول انبیا ہین اور اُن کے سوا اور انبیا کے واسطے جو واقع ہوا ہے اللہ پاک نے اپنی کتاب مین اسکا قصہ ہم سے بیان فرمایا ہے اس آیت مین وہ شے ہے جو دال ہے اس پر

کہ صدور ذنب کا اُن سے ہوا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وظن داود انما فتناہ اور فرمایا فاستغفر ربہ اور فرمایا واناب اور فرمایا فغفرنا لہ ذلک اور اسکا یہ جواب کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کما ینبغی نہیں ہے اولیٰ وہ ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین واللہ اعلم پھر جب اللہ پاک حضرت داود علیہ السلام کا قصہ پورا فرما چکا تو یہ بیان کیا کہ زمین کی خلافت انکو تفویض کی ارشاد فرمایا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ یہ جملہ مقولہ ہے قول مقدر کا اور معطوف ہے غفرنا پر ای فغفرنا لہ ذلک وقلنا لہ یا داود الخ یعنی اور ہم نے اس سے کہا اے داود ہم نے تجھکو خلیفہ بنایا زمین پر یا خلیفہ کیا واسطے اُن نبیون کے جو تجھ سے پہلے تھے تاکہ تو نیک بات کا امر کرے اور بُری بات سے روکے اور لوگون کے کام کی تدبیر کرے اس مین دلیل ہے اس پر کہ انکا حال بعد توبہ کے اسی حالت پر باقی رہا جیسے اول تھا ہرگز اُس مین کچھ تغیر نہین ہوا فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ یعنی پس تو حکم کر درمیان لوگون کے اس عدل کے ساتھ جو کہ اللہ کا حکم ہے درمیان بندون کے اس لیئے کہ احکام جس وقت شریعت حق الٰہیہ کے مطابق ہون گے تو مصالح عالم کو انتظام ہوگا اور ابواب خیرات کی وسعت ہوگی اور جب احکام موافق ہواؤن کے اور حسب تحصیل مقاصد نفس کے ہونگے تو یہہ بات تخریب عالم کو مؤدی ہوگی اور اُس مین قتل واقع ہوگا اور خلق کے کامون مین خلط ملط ہوگا اور یہ امور اُس حاکم کے ہلاک کی طرف پہونچا وین گے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اور مت پیروی کر ہوائی نفس کی حکم بین العباد مین اس مین حضرت داود علیہ السلام کو تنبیہ ہے اُسپر کہ جس بات پر انکو عتاب کیا گیا وہ عدل نہ تھی اور اس مین شائبہ تھا اتباع ہوائے نفس کا فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نصب ہے اس بناپر کہ نہی کا جواب ہے اور فاعل ہوائی ہے یہہ بھی جائز ہے کہ فعل مجزوم ہو اس بنیاد پر کہ نہی پر معطوف ہو متحرک ہوا ہے سو بسبب التقائے ساکنین کے پس وجہ اول پر تو منہی عنہ جمع کرنا ہوگا درمیان دونون امر کے اور دوسری وجہ پر ہر واحد سے علیحدہ نہی ہوگی سبیل اللہ سے مراد طریق حق ہے یا طریق جنت یا اللہ تعالیٰ کے دلائل تشریعی و تکوینی جنکو اس نے حق پر قائم کیا ہے پھر جو اتباع ہوا سے اور گمراہی مین واقع ہونے سے نہی کی سو اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ الآیہ حرف با بما نسوا مین سببیہ ہے یعنی اسواسطے کہ جو لوگ بہکتے ہین اللہ کی راہ سے اُن کے لیے سخت عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ بھولے حساب کے دن کو زجاج نے کہا یعنی بسبب ترک کرنے اون کے عمل کو واسطے اس دن کے مثل بھولنے والون کے ہو گئے اگرچہ دیکھتے ہین اور ذکر کرتے ہین اور اگر وہ روز حساب کا یقین رکھتے تو دنیا مین ایمان لاتے بالجملہ جبکہ یہان بعث و حساب کا ذکر آگیا تو اس مضمون کی یون تقریر و تاکید فرمائی وَمَا خَلَقْنَا

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۚ

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۞ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ اور ہم نے نہین بنایا آسمان وزمین کو اور جو اُن کے بیچ ہے نکما یہ خیال ہے انکا جو منکر ہین سو خرابی ہے منکرون کو آگ سے کیا ہم کرین گے ایمان والون کو جو کرتے ہین نیکیان برابر اُن کے جو خرابی ڈالین ملک مین کیا ہم کرین گے ڈروالون کو برابر ڈھیٹھ لوگون کے ایک کتاب ہے جو اتاری ہمنے تیری طرف برکت والی تا دھیان کرین لوگ اُسکی باتین اور تا سمجھین عقل والے **ف** نکما یعنی جسکا اثر کچھ نہ نکلے بلکہ اس دنیا کا اثر ہے آخرت مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اُس نے خلق کو عبث و بے فائدہ نہین بنایا ہے انکو تو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ اُسکو پوجین اور اسکی توحید کرین پہر روز جمع مین اُنکو جمع کریگا پہر مطیع و فرمان بردار کو ثواب دیگا اور کافر کو عذاب کرے گا اسی لیے یون فرمایا کہ ہم نے نہین بنایا آسمان کو اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان ہے نکما یہ خیال انکا ہے جو قائل نہین ہین بعث و معاد کے وہ فقط اسی گہر کا اعتقاد رکہتے ہین پہر خرابی ہے اُنکو جو منکر ہین اُن کے معاد و نشور کے دن اُس آگ سے جو اُن کے واسطے تیار رکہی ہے پہر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ وہ اپنے عدل و حکمت سے مومنون اور کافرون مین برابری نہ کرے گا پس فرمایا کیا ہم کرین گے ایمان والون کو الی آخرہ یعنی ہم یہ نہ کرین گے اور وہ اللہ کے نزدیک برابر نہ ہون گے اور جب بات یون ٹہیری تو ضرور ہے کہ ایک اور گہر ہو جس مین یہ مطیع تو ثواب پاجائے اور اس فاجر کو اُس مین عذاب ہو اور جو عقلین سلیم ہین اور جو فطرتین مستقیم ہین یہ ارشاد اللہ پاک کا اُنکو اسبات کی راہ بتاتا ہے کہ معاد وجزا کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس دنیا فانی مین ہم دیکہتے ہین کہ ظالم باغی کی اولاد و دولت و نعیم ورحمت بڑہتی ہے اور اسی طرح مر جاتا ہے اور مطیع مظلوم کو دیکہتے ہین کہ وہ اپنے رنج و غم مین مرتا ہے پس حکیم و علیم و عادل کی حکمت مین جو کہ ذرہ برابر ظلم نہین کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکا انصاف اُس سے کرے اور جب یہ انصاف یہان واقع نہ ہوا تو یہ بات متعین ہوگئی کہ اس جزا و مواسا کے واسطے وہان کوئی اور گہر ہے اور جبکہ قرآن شریف مقاصد صحیحہ و مآخذ عقلیہ صریحہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے تو یون فرمایا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ الآیہ الباب جمع ہے لب کی اور لب بمعنی عقل ہے یعنی یہ ایک کتاب ہے کہ ہمنے اُسکو اُتارا ہے طرف تیری برکت والی تاکہ سوچین اُسکی آیتون کو اور تاکہ دہیان کرین عقل والے حضرت حسن بصری نے فرمایا واللہ نہین ہے تدبر اُسکا ساتھہ یاد کرنے اسکے حروف کے اور ضائع کرنے اسکے حدود کے یہان تک کہ ایک اُنکا البتہ کہتا ہے کہ مین نے سارا قرآن پڑہا نہین دیکہا جاتا ہے واسطے اسکے قرآن کسی خلق مین اور نہ کسی عمل مین ابن جریر نے اُسکو روایت کیا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے

کہ جملہ ما خلقنا الخ مستانفہ ہے ماقبل مین جو ذکر بعث وحساب کا ہے اُسکی تقریر کرتا ہے یعنی ہمنے نہین پیدا کیا ان
چیزون کو پیدا کرنا باطل کہ حکمت باہر ہ سے خارج ہو بلکہ ہمنے اُنکو اس لیے بنایا ہے کہ ہماری قدرت پر دلالت کرین
نصب باطلاً کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق محذوف کی صفت ہو یا بنا بر حال یا بنا بر مفعول لہ ذلک کا اشارہ
طرف اُس شے کے ہے جسکی نفی کی گئی ہے اور مبتدا ہے خبر اُسکی ظن الذین کفروا ہے ظن بمعنی مظنون ہے
یعنی آسمان و زمین وغیرہ کا بیکار بنانا کفار کا مظنون ہے کیونکہ اُن کا یہ ظن ہے کہ یہ چیزین کسی غرض کے
واسطے نہین بنائی گئی ہین اور کہتے ہین نہ قیامت ہے نہ بعث وحساب ہے یہ اُسکو مستلزم ہے کہ اس مخلوقات کی
خلق باطل ہو فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ حرف فا اس لیے کہ انکی ظن باطل پر ثبوت ویل کی ترتب کا فائدہ دے
یعنی پس ویل ثابت ہے واسطے اُنکی بسبب نار کے جو مترتب ہو اُن کے ظن وکفر پر جسطرح کہ موصول کو بجائے
ضمیر ہم کے یہ بات بتلانے کو رکھا ہے کہ صلہ علت ہے اُن کے استحقاق ویل کا پھر اُنکو توبیخ وتبکیت کی تو ارشاد
ارشاد فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ مقاتل کہتے ہین کفار قریش نے مومنون سے کہا کہ ہم آخرت
مین دیے جائینگے جسطرح تم دیے جاؤگے اُسپر یہ آیت نازل ہوئی کلمہ ام منقطعہ بمعنی بل وہمزہ ہے واسطے
اضراب انتقالی کے یعنی اول امر بعث وحساب وجزا کو یون ثابت کیا کہ خلق عالم کے حکم ومصالح سے خالی
نہین ہے پھر اس سے اضراب کیا طرف اُنکی تقریر وتحقیق کے ساتھہ ہمزہ انکار کے کہ جسمین انکار ہے
برابری کا درمیان فریقین کے اور اس برابری کی ابلغ واکد وجہ پر نفی کی یعنی بلکہ کیا ہم کرینگے اُنکو جو اللہ پر
ایمان لائے اور اُسکے رسولون کی تصدیق کی اور اُسکو فرائض پر عمل کیا مثل اُنکے جو معاصی کرکے زمین کی
اطراف مین فساد کرتے ہین حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ الذین آمنوا تو حضرت علی
وحضرت حمزہ وعبیدہ بن حارث ہین اور مفسدین فی الارض عتبہ وشیبہ وولید ہین پھر اللہ پاک نے اور
اضراب وانتقال کیا اول سے طرف اُس شے کے جو کہ محال ہونے مین اس سے بھی ظاہر تر ہے پس فرمایا
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ یعنی بلکہ کیا ہم کرینگے اتقیا ے مومنین کو مثل اشقیا ے کافرین منافقین
کے اور فجار کا حمل کرنا مسلمانون مین سے ان لوگون پر جو کہ اللہ پاک کی معاصی مین منہمک ہین اُس
قبیل سے ہے کہ مقام اُسکی مساعدت نہین کرتا ہے کہا ہے کہ اسجگہہ فجار خاص ہین ساتھہ کافرون کو
کسی نے کہا کہ مراد متقین سے صحابہ ہین حالانکہ تخصیص بغیر مخصص بلا وجہ ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے نہ خصوص سبب کا اور جائز ہے کہ ان دو فریق سے بعینہ وہی اول کے دو فریق مراد لیے جائین اور
تکرار باعتبار اور دو وصفون کے ہو اول کے دو وصف سے انکار برابری مین ان دو وصف کو زیادہ تر دخل
ہے کتاب مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی اور انزلنا الیک اسکی صفت ہے اور مبارک

خبر ثانی ہے اور یہ ناجائز ہے کہ کتاب کی دوسری صفت ہو کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تاخیر وصف صریح کی غیر صریح سے جائز نہین ہے بعض نحویون نے اسکو جائز رکہا ہے تقدیر یہ ہے کہ القرآن کتاب انزلناہ الیک یا محمد کثیر الخیر والبرکۃ یعنی قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ ہم نے اُسکو اتارا ہے طرف تیری بڑی خیر و برکت والی ہے کسی نے مبارکا بنصب پڑہا ہے بنا بر حال لیدبّروا اصل مین لیتدبروا ہے حرف تا کو دال مین ادغام کر دیا ہے حرف لام کا تعلق انزلناہ سے ہو یعنے ہمنے اُسکو نازل کیا ہے تاکہ سوچین اسکی آیتون کو جن مین سے یہ آیتین ہین جو کہ تکوین و تشریع کے اسرار کا اظہار کرتی ہین اس آیت کریمہ مین اسپر دلیل ہے کہ اللہ پاک نے قرآن شریف کو اسی واسطے نازل کیا ہے کہ اُسکے معانی مین تفکر و تدبر کرین نہ اس لیے کہ بدون تدبر کے فقط اُسکی تلاوت کرین حضرت حسن نے فرمایا ہے مقرر پڑہا اس قرآن کو غلامون نے اور بچون نے اسکی تاویل کا انکو کچہ علم نہین ہے اُس کے حرفون کو حفظ کیا اور اُسکی حدود کو ضایع کیا جمہور نے ولیدبروا بالادغام پڑہا ہے اور ابو جعفر نے لتدبروا آیتہ تو تیہ بنا بر خطاب قرات عاصم و کسائی سے بہی مروی ہے اور یہ قرات ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل مین لتتدبروا ہوتا ہے ایک کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا ہے وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَاب اسے لیتعظ اہل العقول یعنی اور تاکہ نصیحت پذیر ہون عقل والے بالجملہ اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نعمتین عطا کین منجملہ ان کے ایک نعمت یہ ہو کہ انکو حضرت سلیمان علیہ السلام سا جلیل القدر رفیع الشان فرزند ارجمند بخشا چنانچہ یون ارشاد فرمایا وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

اور دیا ہم نے داؤد کو سلیمان بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکہانے کو آئے اُس کے سامنے شام کو گہوڑے خاصے تو بولا مین نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہان تک کہ چہپ گیا اوٹ مین پہر لاؤ انکو میرے پاس پہر لگا جہاڑنے پنڈلیان اور گردنین ف حضرت سلیمان نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گہوڑے نکلتے ہین خاصی گہوڑیان وہان باندہ رکہین وہ ان سے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفہ انکا قدم جیسے پرندہ تیار ہو کر آئے دیکہنے مین یہ بے خبر ہو گئے وظیفہ کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ مین آگیا پہر غصے ہوئے اُن گہوڑون کو منگا کر کاٹ ڈالا یہ اللہ کی محبت کا جوش تہا انکی تعریف فرمائی انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اسنے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلیمان بخشا یعنی نبی جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ یعنی وارث ہوئے سلیمان داؤد کی نبوت مین ورنہ حضرت

داؤد کے اور بیٹے تھے حضرت سلیمان کے سوا کیونکہ اُن کے پاس سو آزاد عورتین تھین نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ
اَوَّابٌ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک حضرت سلیمان کی ثنا کرتا ہے کہ وہ بڑی طاعت وعبادت و انابت والے
تھے اللہ عزوجل کی طرف بڑے رجوع رہنے والے تھے ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کیا ہو کہ
جب اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام عطا کیا تو حضرت داؤد نے اُن سے کہا
اے بیٹے میرے کیا شئے حسین تر ہے تو انہون نے کہا اللہ کی سکینت اور ایمان کہا یہ کیا شئے
قبیح تر ہے کہا کفر بعد ایمان کے کہا یہ کیا شئے شیرین تر ہے کہا روح اللہ درمیان اُس کے بندونکو
کہا یہ کیا شئے سرد تر ہے کہا اللہ کا عفو لوگون سے اور عفو لوگون کا بعض کا بعض سے داؤد علیہ السلام
نے فرمایا پس تو نبی ہے تو قولہ تعالی اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ الآیہ یعنی جبکہ پیش کئے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے انکی
مملکت وسلطنت کے حال مین خیل صافنات مجاہد نے کہا صافنات وہ گھوڑے ہین جو تین پانون اور
جو تھے پانون کی ٹاپ کی نوک پر کھڑے رہتے ہین اور جیاد سے مراد سراع ہین یعنے تیز چلنے والے اور
اسی طرح سلف مین سے غیر واحد نے کہا ہے ابن جریر نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ
وہ بیس گھوڑے پر والے تھے ابن جریر نے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم کا لفظ ابراہیم
تیمی سے یہ ہے کہ جن گھوڑون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشغول کیا وہ بیس ہزار تھے پھر اُنہون نے
اُنکی کونچین کاٹ ڈالین یہ قول اشبہ ہے واللہ اعلم ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور اُنکے سہوہ
مین پردہ تہا پس ہوا چلی تو اس نے حضرت عائشہ کے کہیلنے کی گڑیون سے پردے کا کنارہ کہولدیا پس
آپنے فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض کیا کہ میری بنات ہین یعنی گڑیان اور آپنے انہین ایک گھوڑا
دیکھا کہ اُس کے دو پر ہین کپڑے کے ٹکڑون کے تو آپنے فرمایا یہ کیا ہے جسکو مین دیکھ رہا ہون اُنکے
وسط مین حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ گھوڑا ہے آپنے فرمایا یہ کیا ہے جو اُس کے اوپر ہے عرض کیا
کہ دو پر ہین آپنے فرمایا کہ گھوڑا اُس کے دو پر عرض کیا آپنے کیا نہین سُنا کہ سلیمان علیہ السلام کے
گھوڑے تھے جن کے پر تھے حضرت عائشہ فرماتی ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان
تک کہ مین نے آپ کی کچلیان دیکھ لین قولہ تعالی فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ الآیہ سلف ومفسرین مین سے غیر
واحد نے ذکر کیا ہے کہ وہ اُن کے عرض کرنے مین مشغول ہوئے یہان تک کہ وقت عصر کی نماز کا فوت
ہوگیا اور جس بات کے ساتھ قطع ویقین کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اُنہون نے اُسکو عمداً ترک نہین کیا بلکہ نسیاناً
جس طرح کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے دن نماز عصر سے مشغول ہوگئے تھے یہان تک کہ آپنے

اوسکو بعد غروب کے پڑہا یہ بات صحیحین مین کئی وجہ سے ثابت ہے اوس مین سے ایک یہ ہے کہ حضرت جابر رضے اللہ
تعالی عنہ سے مروی ہے کہا کہ حضرت عمر رضے اللہ عنہ خندق کے دن آے بعد اسکے کہ سورج ڈوب گیا
تہا تو کفار قریش کو برا کہنا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ واللہ مین قریب نہ ہوا کہ عصر پڑہون یہانتک کہ
سورج قریب ہوا کہ ڈوبے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واللہ مین نے بہی اسکو نہین پڑہا
ہے کہا پہر ہم کہڑے ہوے طرف بطحان کے پہر آپنے وضو کیا واسطے نماز کے اور ہمنے بہی اسکے لیے
وضو کیا پہر عصر پڑہی بعد اسکے کہ سورج غروب ہوگیا تہا پہر بعد اسکے مغرب کی نماز پڑہی یہ بہی احتمال
ہے کہ انکی ملت مین تاخیر نماز کی بسبب عذر غزو وقتال کے جائز ہو اور گہوڑے قتال کی غرض
سے رکہے جاتے ہین علما مین سے ایک گروہ نے دعوی کیا ہے کہ یہ مشروع تہا پہر صلاۃ خوف سے
یہ منسوخ ہوگیا اور ان مین سے وہ ہے جو اس طرف گیا ہے اس حال مین کہ دو نو طرف سے باہم تلوار
چلتی ہو اور گہمسان ہو یہان تک کہ نہ نماز کا امکان ہو نہ رکوع کا اور نہ سجود کا جیسا کہ حضرات
صحابہ رضے اللہ تعالی عنہم نے فتح تستر مین کیا یہ قول مکحول و اوزاعی وغیرہما سے منقول ہے اور پہلا
قول اقرب ہے کیونکہ بعد اسکے یون کہا ہے رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ حضرت حسن
بصری نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لا واللہ لا تشغلنی عن عبادۃ ربی آخر ما علیک پہر
انکو حکم دیا انکی کونچین کاٹی گئین اسی طرح قتادہ نے بہی کہا ہے سُدی نے کہا کہ انکی گردنین
اور کونچین تلوارون سے ماری گئین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ گہوڑون کی ایال
کو اور انکی کونچون کو چہونے لگے واسطے انکی حب کے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے
کہ وہ ایسے نہ تہے کہ کسی حیوان کو کونچ کاٹنے کے ساتہہ عذاب کرین اور اپنے مال سے کسی مال کو بلا
سبب ہلاک کرین سوا اسکے کہ وہ اپنی نماز سے مشغول ہوگئے بسبب انکی طرف نظر کرنے کے
اور گہوڑون کا کچہ گناہ نہین ہے یہ قول جسکو ابن جریر نے ترجیح دی ہے اس مین نظر ہے اس لیے
کہ انکی شرع مین کبہی ایسی بات کا جواز ہو خصوصًا جبکہ اللہ تعالی کے واسطے غصہ کرکے ہو بسبب
اسکے کہ انکی وجہ سے وہ مشغول ہوے یہان تک کہ نماز کا وقت نکل گیا اور اسی لیے جبکہ وہ ان سے
اللہ تعالی کے واسطے نکلے تو اللہ عزوجل نے انکے عوض مین انکو وہ شے عطا فرمائی جو ان سے بہتر و
وبرتر ہے یعنی ہوا جس کے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ
اور فرمایا ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ پس یہ ہوا گہوڑون سے سریع تر و نیکو تر ہے امام احمد
نے ابو قتادہ و ابو الدہما سے روایت کیا ہے یہ دونون بیت اللہ کی طرف سفر بہت کیا کرتے تہے

دونون کہتے ہین ہم آئے ایک شخص پر جو کہ جنگل والون مین سے تہا تو ہم سے اُس بدوی نے کہا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتہہ پکڑا پہر مجھے سکہانے لگے اُس شے مین سے جو اللہ عز وجل نے
انکو سکہائی اور فرمایا اِنَّكَ لَا تَدَعُ شَيْئًا اِتِّقَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا اَعْطَاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهُ
یعنی بے شک تو نہ چہوڑے گا کوئی شے اللہ تعالے سے ڈر کر مگر عطا کرے گا تجہہ کو اللہ عز وجل بہتر
اُس سے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ تعالی نے داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو سلیمان
علیہ السلام بخشا پہر حضرت سلیمان ؑ کی مدح کی فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ یعنی سلیمان یعنی اچہا بندہ سلیمان
ہے مخصوص بالمدح محذوف ہے کسی کہا کہ نعم العبد اس جگہہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی
مدح ہے لیکن قول اول اولی ہے جملہ انہ اواب تعلیل ہے مدح کی یعنی سلیمان اچہا بندہ ہے اس
لیے کہ بڑا رجوع ہونے والا ہے طرف اللہ کے ساتہہ توبہ کے کلمہ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے یعنی
یاد کر اُس شے کو جو اُس سے صادر ہوئی جس وقت کہ پیش کیے گئے اُسپر صافنات جیاد شام کے
وقت کسی نے کہا کہ نعم سے متعلق ہے حالانکہ نعم باوجود اُس کے کہ غیر متصرف ہے کوئی وجہ نہین ہے
واسطے مقید کرنے اُس کے کو ساتہہ اس وقت کے کسی نے کہا اواب سے متعلق ہے حالانکہ اس وقت کے
ساتہہ اُن کے اواب ہونے کی تقیید کے واسطے کوئی وجہ نہین ہے عشی ظہر یا عصر سے آخر
دن تک ہے **صافنات** جمع ہے صافن کی اس کے معنی مین اہل لغت نے اختلاف کیا ہے -
قتیبی وفراء نے کہا صافن کلام عرب مین واقف کو کہتے ہین گہوڑون سے ہو یا غیر گہوڑون
سے قتادہ بہی اسی کے قائل ہین اسی معنی سے یہ حدیث شریف ہے مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ
صُفُوْنًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ای یدیمون القیام لہ زجاج نے کہا وہ ہے جو وقوف کرتا ہے
اگلے دو پاؤن مین سے ایک پر اور اٹہاتا ہے دوسرے کو اور رکہتا ہے زمین پر اس کے سم کی کنار
کو یہان تک کہ گویا کہڑا رہتا ہے تین پاؤن پر دو پچہلے پاؤن اور ایک اگلا اور کبہی پچہلے دو مین سے
ایک کو ساتہہ یہ کرتا ہے یہ نشانی ہے فراہت کی ابو عبیدہ نے کہا صافن وہ ہے جو جمع کرتا ہے اپنے
اگلے دونون پاؤن کو اور انکو برابر رکہتا ہے رہا وہ گہوڑا جو وقوف کرتا ہے اپنے سم پر سو اسکا نام
مُتَخَیِّم ہے جیاد جمع ہے جواد کی گہوڑا جبکہ خوب دوڑنے والا ہو تو اُسکو جواد بولتے ہین نر ہو یا مادہ
کسی نے کہا کہ جیاد لمبی گردن والے گہوڑون کو کہتے ہین ماخوذ ہے جید سے بمعنی گردن ہے کسی
نے کہا الذی یجود فی الرکض یعنی جواد وہ گہوڑا ہے جو خوب دوڑتا ہے کہاہے کہ یہ گہوڑے سو تہے
اور دو قول اول گزر چکے ہین کسی نے کہا کہ وہ دریا سے اُن کے واسطے نکلے تہے اور اُنکو پر تہے کسی نے

کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق و نصیبین پر چڑہائی کی تہی سو انکو ہزار گہوڑے ملے تہے کسی نے
کہا کہ اپنے والد سے اُنکے وارث ہوئے تہے اور اُنکے والد نے عمالقہ سے پائے تہے حضرت ابو ہریرہ سے
مروی ہے الصافنات الجیاد خیل خلقت علی ماشاء یعنے وہ گہوڑے اُس صفت پر مخلوق ہوئے تہے جو انہون
نے چاہی مجاہد سے مروی ہے کہ صفون فرس اُٹہانا ایک پانون کا ہے اگلے دونون پانون سے یہان تک
کہ سم کے اطراف پر ہو جائے اور جیاد بمعنے سریع ہے لانہ یجود بالرکض یعنی اس لئے کہ دوڑنے کی ساتہہ جود کرتا
ہے خیل کا وصف صفون کے ساتہہ اس لیے کیا ہے کہ یہ ہیجان مین نہین ہوتا ہے اور یہ جو ہوتا ہے سو عراب
مین یعنی عربی گہوڑون مین کسی نے کہا کہ خیل کا وصف صفون وجودت کے ساتہہ کیا تاکہ اُنکو واسطے جمع
کیا جائے درمیان دو وصف محمود کے اس حال مین کہ وہ کہڑے ہونے والے ہون اور چلنے والی
ہون یعنے جب وہ ٹہیرین تو اپنے ٹہیرنے کی جگہون مین ساکن و مطمئن ہون اور جس وقت وہ چلین تو اپنے
چلنے مین سریع و خفیف ہون قولہ تعالی فَقَالَ اِنِّیٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ نصب حب کا اس بنا
پر ہے کہ احببت کا مفعول ہے بعد اسکے کہ آثرت کے معنے کا اسکو متضمن کیا ہے فراء نے کہا آثرت حب
الخیر یعنی مین نے اختیار کیا حب خیر کو اور ہر وہ شخص جس نے کسی شے کو محبوب رکہا تو مقرر اس نے اسکو ختیار
کیا کسی نے کہا کہ نصب حب کا بنا بر مفعول مطلق ہے بحذف زوائد اور ناصب اُسکا احببت ہے کسی نے کہا
کہ مصدر تشبیہی ہے ای حبا مثل حب الخیر والاول اولی خیر سے مراد اس جگہہ خیل ہے یعنی گہوڑے یہ قول
زجاج کا ہے فراء نے کہا کہ خیر و خیل کلام عرب مین ایک معنی مین ہین اور عرب لوگ درمیان راء و
لام کے تعاقب کرتے ہین پس انہملت العین و انہمرت و ختلت و ختر ت بولتے ہین نحاس نے کہا حدیث شریف
مین ہے اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ یعنی گہوڑون کی پیشانیون مین خیر باندہی گئی ہے پس گویا
گہوڑون کا نام خیر اسی وجہ سے رکہا گیا ہے کسی نے کہا انکا نام خیر اسواسطے رکہا گیا ہے کہ ان مین منافع
ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا خیر مال ہے کسی نے کہا احببت یعنی لزمت ہے کسی نے کہا بمعنی اردت
کسی نے کہا بمعنے قعدت ماخوذ احب البعیر سے جبکہ اونٹ گر پڑتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے بسبب تہکنی کے
تو اسوقت بولتے ہین احب البعیر یعنی اونٹ بیٹھ گیا کلمہ عن بمعنی علی ہے اے اثرت حب الخیر علی ذکر
ربی یعنی اختیار کی مین نے محبت خیر اپنے رب کی یاد پر مراد ذکر سے نماز عصر ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی
عنہ اسی کے قائل ہین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے مارے انکی
تعظیم کے کوئی بات نہین کر سکتا تہا پس البتہ مقرر نماز عصر کی اُن سے فوت ہوگئی اور کسی نے یہ طاقت
نہ رکہی کہ اُن سے بات کرے حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ مین ضمیر راجع ہے طرف سورج کے اول اُسکا ذکر

نہین گزرا ہے لیکن تمام اُسپر دلالت کرتا ہے زجاج نے کہا اضمار اُسی وقت جائز ہوتا ہے کہ ذکر شے کا گزرا ہو یا دلیل ذکر کی ہو اور یہان دلیل گزرچکی ہے وہ دلیل کلمہ بالعشی ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف خیل کے یہانتک کہ چھپ گئی گھوڑے مسابقت مین آنکھون سے قول اول اولی ہے **تواری** کہتے ہین آنکھون سے چھپنے کو **حجاب** وہ شے ہے جو اُسکو آنکھون سے چھپاوے **قتادہ** وکعب نے کہا حجاب سبز پہاڑ ہے جو کہ خلائق کو محیط ہے اور وہ جبل قاف ہے لیل کو حجاب اس لیے کہتے ہین کہ جو کچھ اس مین ہوتا ہے اوسے چھپا لیتی ہے کسی نے کہا کہ حجاب ایک پہاڑ ہے ورے قاف کے سال بھر کی مسافت پر سورج اُسکی ورے غروب ہوتا ہے یہ قول بعید و بارد ہے حضرت ابن مسعود سے مروی ہے توارت من ورا، یاقوتہ خضرا فخضرۃ السمآء منہا یہ قول بھی مثل قول قتادہ کے ہے رُدُّوْهَا عَلَیَّ تتمہ کلام سلیمان علیہ السلام سے ہے یعنی عود کرو انکی عرض مجھپر دوبارہ حضرت حسن نے فرمایا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو عرض خیل نے مشغول کیا یہان تک کہ نماز عصر اُن سے فوت ہوگئی تو اللہ کے واسطے خفا ہوئے اور کہا ردوہا علی اے اعیدوہا یعنی پھر انکو مجھپر پیش کرو حضرت ابن عباس نے فرمایا ردوہا ای الخیل یعنی ضمیر راجع ہے طرف گھوڑون کے کسی نے کہا کہ ضمیر ردوہا کی راجع طرف سورج کے اور سورج کا پھیر لانا اونکا معجزہ ہی بعد غروب شمس کے اُس کے پھیرنے کا اسی لیے امر کیا کہ عصر کی نماز پڑھ لین قول اول اولی ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مین حرف فا فصیحہ ہے جو کہ اسپر دال ہے کہ کلام مین محذوف ہے تقدیر یہ ہے فردوہا فطفق الخ ابوعبیدہ نے کہا کہ طفق یفعل مثل مازال یفعل کے ہے اور مثل ظل وبات کے ہے نصب مسحا کا بنا بر مفعول مطلق ہے فعل مقدر سے اے یمسح مسحا اسواسطے کہ طفق کی خبر نہین ہوتی ہے مگر فعل مضارع کسی نے کہا کہ مسحا مصدر ہے موضع حال مین اے ماسحا والاول اولی **سُوق** جمع ساق ہے ساق کہتے ہین پنڈلی کو **اعناق** جمع عنق بمعنی گردن ہے معنی یہ ہین کہ حضرت سلیمان نے لوگون کو حکم دیا کہ گھوڑون کو پھیر لاؤ پھر وہ پھیر کر لائے تو اُنہون نے شروع کیا مارتے تھے انکی گردنون کو اور پنڈلیون کو ساتھ تلوار کے محاورے مین بولتے ہین مسح علاوتہ یعنی مارا اُسکی گردن کو فرا نے کہا کہ مسح بمعنی قطع ہے کہا معنے یہ ہین کہ وہ متوجہ ہوئے مارتے تھے انکی سوق واعناق کو اس لیے کہ وہ سبب ہوئی اُن کے نماز کے فوت کے اسی طرح ابوعبیدہ نے بھی کہا ہے زجاج نے کہا اُنہا ایسے نہ تھے کہ یہ کام کرین مگر اس حالت مین کہ اللہ نے انکے واسطے اُس کو مباح کر دیا ہو اور یہ جائز ہے کہ حضرت سلیمان کے واسطے مباح ہو اور ہمارے وقت مین ممنوع اس آیت کے معنی مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ مسح کے وہی معنی ہین جو اول مذکور ہوئے اور لوگون نے جن مین ہین زہری وقتادہ ہین

یہ کہا ہے کہ مراد مسح سے ہاتہ پہیرنا ہے انکی سوق و اعناق پر واسطے غبار دور کرنے کے بسبب انکی محبت کے
قول اول اولی ہے ساتہہ سیاق کلام کے کیونکہ حضرت سلیمان نے اپنا حال یون ذکر کیا کہ انہون نے اُن کو
اختیار کیا اپنے رب کے ذکر پر یہان تک کہ نماز عصر کی اُن سے فوت ہوگئی پہر لوگون کو حکم دیا کہ گہوڑون
کو انپر پہیر کر لائین تاکہ اپنے نفس کو عقاب کرین ساتہہ بگاڑ ڈالنے اس شے کے جس نے انکو ذکر الٰہی سے باز رکہا
اور اپنے رب کی عبادت سے انکو روکا اور جس شے کو اللہ تعالی نے انپر فرض کیا تہا اسکے ساتہہ قائم ہونے
سے انکو مشغول کیا یہ سب امور اسبات کے مناسب نہین ہین کہ گہوڑون کے پہیر لانے سے یہ غرض ہو کہ انکے
سوق و اعناق سے غبار دور کرین باین طور کہ اپنے ہاتہ سے یا اپنے کپڑے سے انکو پونچہین اور جس کسی نے
یہ کہا ہے کہ افساد مال نبی سے صادر نہین ہوتا ہے اس کے واسطے کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ یہ مجرد استبعاد
ہے باعتبار اس شے کے جو ہماری شرع مین ثابت ہے باوجود جواز اس بات کے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کی شرع مین ایسی بات مباح ہو علاوہ یہ ہے کہ مال کا فاسد کرنا جس سے ہماری شرع مین نہی کی
گئی ہے وہ یہی ہے کہ بجز واسکا ضائع کرنا ہو واسطے غیر غرض صحیح کے رہا غرض صحیح کے لیے ضائع
کرنا سو ایسا ہماری شرع مین جائز ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہوا ہے کہ جو
ہانڈیان غنیمت کے مال سے قبل قسمت کے پکائی گئی تہین آپ نے اُن کے اوندہا کرنے کا حکم دیا اس
شریعت غرا مین اسکی اور نظائر بہت ہین اسی باب سے وہ ہے جو صحابہ سے واقع ہوا کہ طعام محتکر
کو جلا دیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ترجمان قرآن حبر امت رسول انس و جان نے فرمایا ہے
مسحا عقرا بالسیف یعنی قطع کرنا انکی سوق و اعناق کا تلوار سے **امام رازی** رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین کہ تفسیر حق جو مطابق الفاظ قرآن ہے یہی ہے یون کہو کہ گہوڑون کا باندہنا اُن کے دین
مین مندوب لیہ تہا جس طرح کہ ہمارے دین مین بہی ایسا ہی ہے پہر یہ بات ہوئی کہ حضرت سلیمان علیہ
السلام حاجتمند ہوئے طرف چڑہائی کرنے کی تو وہ بیٹھے اور گہوڑے حاضر کرنے کا اور انکے دوڑانے کا حکم دیا اور
یہ ذکر کیا کہ مین انکو دوست نہین رکہتا ہون واسطے دنیا کے اور حظ نفس کے اور مین جو انکو دوست
رکہتا ہون سو صرف واسطے امر اللہ تعالی کے اور اس کے دین کی تقویت کے اور یہی مراد ہے انکو
قول عن ذکر ربی سے پہر اُن کے دوڑانے کا حکم دیا یہان تک کہ وہ چہپ گئے حجاب مین پہر امر فرمایا کہ گہوڑون
کو انکی طرف پہیر کر لائین پہر جب وہ انکی طرف لوٹ کر آئے تو انپر ہاتہہ پہیرنے لگے غرض اس مسح
سے کئی امر ہین ایک تو گہوڑون کی تشریف اس لیے کہ وہ بزرگترین مددگارون سے ہین دشمن کے
دفع کرنے مین دوسرا یہ ہے کہ انہون نے اسبات کا ظاہر کرنا چاہا کہ وہ ضبط سیاست و مملکت مین

اس حد کو پہونچے ہین کہ خود کام کرتے ہین تیسرا یہ ہے کہ وہ گہوڑون کے احوال و امراض و عیوب کو اپنے غیر سے
بڑہ کر جانتے تہے سو وہ ہاتہہ پہیرتے تہے تاکہ معلوم کرین کہ آیا اُن مین وہ شے ہے جو مرض پر دال ہوتی ہے
پس تفسیر جو ہم نے ذکر کی لفظ قرآن کا اسپر منطبق ہوتا ہے اور اُن منکرات و محظورات سے ہمپر کوئی شے لازم
نہین آتی ہے انتہی فتح البیان مین فرمایا ہے کہ یہ تفسیر امام رازی کی کیا ابرد ہے اور کیا ابعد ہے نظم قرآنی
سے حق وہی ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین کیونکہ لغت شہادت دیتا ہے ضرب بسوق و اعناق کی حضرات انبیاء علیہم
السلام کی عصمت پر بنا کر کے ایک تاویل رکیک و توجیہ بعید کی طرف اُس سے عدول کرنے کے واسطے
کوئی وجہ نہین ہے **بالجملہ** جب اللہ پاک حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدح کر چکا تو ایک ابتلا کا ذکر کیا
جو انکو پیش آیا تہا پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا
لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ
مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى
وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈالدیا اُس کے تخت پر ایک دہڑ پہر وہ رجوع ہوا بولا ع ۱۴
اے رب میرے معاف کر مجہہ کو اور بخش مجہہ کو وہ بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچہے بے شک تو ہے
بخشنے والا پہر ہمنے تابع کی اُس کے باو چلتی اُس کے حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا اور تابع کیے شیطان
ساری عمارت کرنے والے اور غوطہ لگانے والے اور کتنے اور بندہے ہوئے بیڑیون مین یہ ہے بخشش
ہماری اب تو احسان کر یا رکہہ چہوڑ کچہہ نہین حساب اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچہا ٹہکانا **ف**
حضرت سلیمان استنجے کو جاتے تہے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اس مین لکہا تہا اسم اعظم ایک
جن تہا صخر نام اُس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت بنائی سلیمان کی سی تخت پر بیٹھ کر
لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجہہ کو مروا نہ ڈالے ایک گاؤن مین چہپ کر رہے چہہ
مہینے کے بعد صخر تہا شراب کی مستی مین انگشتری دریا مین گر پڑی ایک مچہلی نگل گئی وہ شکار ہوئی حضرت
سلیمان کے ہاتہ پیٹ مین سے انگشتری نکلی پہر آئے اپنے تخت سلطنت پر جانچ ہوئی اسپر کہ اُن کے
گہر مین ایک عورت تہی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی تہی اُسکو بنا دی جنون نے تصویر اسکے
ماں باپ کی کہ چپ پکڑے وہ لگی پوجنے انہون نے خبر نہ لی یا خبر پا کر تغافل کیا بعضے کہتے ہین جانچ
یہ کہ اپنے امیرون سے خفا ہوئے جہاد مین کمی کرتے تہے چاہا کہ ایک رات جاوین اپنی ستر عورتون
پاس ہر ایک سے ایک ایک بیٹا ہو وہ خاطر خواہ جہاد کرین فرشتے نے دل مین ڈالا انشاء اللہ انہون نے

تغافل کیا ستر عورتون مین ایک کو حمل ہوا وقت پر جنی آدہا آدمی وہ لا کر انکے تخت پر رکہہ دیا یہ نادم ہوے انشاء
اللہ نہ کہنے پر ف یعنی کسی کو حوصلہ نہ ہوگا کہ وہ لے سکے ف ساری دنیا مین جہان معلوم کرتے کہ
کوئی جن ستاتا ہے آدمیون کو اسکو قید کر لیتے یا دریا مین ڈالدیا بند کر کر یا زمین مین گاڑ دیا بعضے
اب تک بند ہین ف اللہ مہربانی کر اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کر لیکن وہ کہاتے
تہے اپنے ہاتہہ کی محنت سے ٹوکری بنا کر انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ
ہمنے جانچا سلیمان کو باین طور کہ ملک اُس سے سلب کر لیا اور ڈال دیا اُسکی کرسی پر ایک جسد حضرت
ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و حسن و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ مراد جسد سے شیطان ہے ثم اناب
کا یہ مطلب ہے کہ پہر رجوع ہوا طرف اپنے ملک و سلطان و آبہت کے ابن جریر نے کہا کہ اس شیطان کا نام صخر
تہا یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما و قتادہ کا ہے کسی نے کہا آصف قالہ مجاہد کسی نے کہا صرد قالہ مجاہد ایضاً
کسی نے کہا حقیق قالہ السدی اس قصے کو مفسرین نے مبسوط و مختصر دونو طرح بیان کیا ہے سعید بن عروبہ نے
قتادہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کے بنانے کا حکم ہوا تو اُن سے
کہا گیا کہ تو اُس کو بنا اور اس مین لوہے کی آواز سنائی نہ دے کہا پس انہون اس امر کی طلب کی
تو اُسپر انکو قدرت نہ ہوئی پہر اُن سے کہا گیا کہ دریا مین ایک شیطان ہے اُسکو صخر کہتے ہین شاید
مارد کے کہا پہر اُسکو طلب کیا اور دریا مین ایک چشمہ تہا ہر ہفتہ مین وہ اسپر ایک بار وارد ہوتا تہا
پس اُسکا پانی کہینچا گیا اور اس مین شراب بہر دی گئی پہر وہ اپنے وارد ہونے کے دن آیا تو کیا
دیکہتا ہے کہ اس مین شراب ہے پس کہا انک لشراب طیب الا انک تصبین الحلیم و تزیدین الجاہل جہلا
یعنی بے شک تو البتہ اچہی پینے کی شے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو بردبار دانشمند آدمی کو صبی بنا دیتی ہے
اور جاہل کی جہل کو بڑہا دیتی ہے کہا پہر وہ لوٹ گیا یہان تک کہ خوب پیاسا ہوا پہر اُسپر آیا پہر وہی
بات کہی کہا پہر اُس کو پی لیا یہان تک کہ اُسکی عقل پر غالب ہوگئی کہا پہر اُس کو خاتم دکہائی یا انگر
سے درمیان اُس کے دونون مونڈہون کے مُہر کر دی پہر وہ تابع ہوگیا کہا اور ملک حضرت سلیمان ع
کا انکی انگشتری مین تہا پہر صخر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے تو فرمایا کہ مقرر ہمکو اس گہر
کے بنانے کا حکم ہوا ہے اور ہم سے کہا گیا ہے کہ اس مین لوہے کی آواز نہ سنائی جائے کہا پس صخر
ہُدہُد کے انڈے لایا پہر اُنپر شیشہ لگا دیا پس ہُدہُد آیا تو اُن کے آس پاس پہرا اپنے انڈون کو
دیکہنے لگا اور اُنپر قادر نہین ہوتا تہا پہر وہ الماس لایا تو شیشے پر اُسکو رکہا پہر اُس سے اُسکو کاٹا
یہان تک کہ اپنے انڈون کی طرف پہونچ گیا پہر وہ الماس لے لیا پس اُس سے پتہرون کو کاٹتے تہے

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلا میں یا حمام میں داخل ہونا چاہتے تو انگشتری لیکر داخل نہین ہوتے تہے پہر ایک دن وہ حمام کی طرف چلے اور یہ صخر شیطان اُن کے ہمراہ تہا اور یہ اسوقت تہا کہ انہون نے اپنی بعض بیبیون سے صحبت کی تہی پہر وہ حمام کے اندر گئے اور اپنی انگشتری اُس شیطان کو دی تو اُس نے دریا مین ڈالدی پہر ایک مچھلی اُسے لقمہ کر گئی اور سلیمان کا ملک اُن سے چھین لیا گیا اور اُس شیطان پر حضرت سلیمان کا شبہہ ڈالا گیا کہا پہر وہ آیا تو انکی کرسی و تخت پر بیٹہا اور اُن کے سارے ملک پر مسلط کیا گیا سو انکی بیبیون کے کہا پہر اس نے لوگون مین حکم جاری کرنا شروع کیا اور لوگ اُس سے کئی چیزون کا انکار کرنے لگے اُن سے ایک مرد تہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتہ قوت مین اسکو تشبیہ دیتے تہے تو اُس نے کہا واللہ مین ضرور اسکا تجربہ کرون گا کہا پہر اُس نے کہا یا نبی اللہ اور وہ خیال نہین کرتا تہا مگر یہ کہ وہ اللہ کا نبی ہے ہم مین کا ایک کو سرد رات مین جنابت پہونچتی ہے تو وہ غسل کو عمداً چھوڑے یہان تک کہ سورج نکل آئے کیا تو اسپر کوئی باس دیکہتا ہے یعنی اسپر کچہ حرج ہے اُس نے کہا نہین پہر وہ اس اثنا مین کہ چالیس رات اسی حال مین رہا کہ ناگاہ نبی اللہ نے اپنی انگوٹہی ایک مچھلی کے پیٹ مین پائی پہر متوجہ ہوئے تو نہین سامنے آتا تہا انکی کوئی جن اور نہ پرند مگر انکے واسطے سجدہ کرنے لگا یہان تک کہ لوگون کی طرف پہونچے والقینا علی کرسیہ جسداً کہا یہ وہی شیطان صخر ہے سُدی نے کہا ولقد فتنا سلیمان الآیہ یعنی مبتلا کیا ہم نے سلیمان کو اور ڈالدیا اُسکی کرسی پر ایک شیطان وہ اُن کے تخت پر چالیس دن بیٹہا کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو عورتین تہین ان مین سے ایک عورت تہی اُسکو جرادہ کہتے تہے یہ عورت سب عورتون سے بڑہکر اُن کے نزدیک مختار و پسندیدہ و امانت دار تہی اور جس وقت وہ جنب ہوتے یا حاجت کو آتے تو اپنی انگوٹہی اُتار دیتے تہے اور لوگون مین سے کسی کو سوا اُس کے اُسپر امین نہ کرتے تہے سو ایک دن اپنی انگوٹہی اُسے دیدی اور بیت الخلا کے اندر گئے پہر شیطان انکی صورت مین نکلا تو کہا لا انگوٹہی سو اُس نے اُس کو دیدی پہر آیا یہان تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس پر بیٹہا اور حضرت سلیمان بعد کو نکلے تو اُس سے سوال کیا کہ انکی انگوٹہی اُنہین دیدے سو وہ بولی کیا اس سے قبل تو اسکو نہین لے چکا انہون نے کہا نہین اور وہ نکلو اس حال مین کہ گویا وہ حیران ہین اور شیطان ٹہیرا رہا چالیس دن لوگون مین حکومت کرتا رہا کہا پہر لوگون نے اس کے احکام کو اوپرا سمجہا تو بنی اسرائیل کے قرا و علما جمع ہوئے پہر وہ آئے یہان تک کہ حضرت سلیمان کی عورتون پر داخل ہوئے تو اُن سے کہا کہ ہم نے مقرر اسکو اوپرا سمجہا ہے پہر اگر یہ سلیمان ہے تو مقرر اسکی عقل جاتی رہی ہے اور ہم نے اس کے حکمون کو اوپرا سمجہا ہے کہا پہر اُسوقت عورتین روئین

کہا پہر وہ لوگ چلتے ہوئے آئے یہان تک کہ اُس کے پاس پہونچے تو اُس کو گہیر کر بیٹھے پہر وہ تورات کہول کر پڑہنے لگے کہا پس وہ اُن کے درمیان سے اُڑا یہان تک کہ ایک کنگرے پر جا پڑا اور انگوٹہی اُس کے پاس تہی پہر اُڑا یہان تک کہ دریا کی طرف چلا پہر انگوٹہی اُس سے دریا مین گر پڑی تو دریا کی مچہلیون سے ایک مچہلی اُسکو نگل گئی کہا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام متوجہ ہوئے اپنے اُسی حال مین جس مین تہے یہان تک کہ صیادین دریا مین سے ایک صیاد کی طرف پہونچے اور وہ بہوکے تہے اور اُنکو سخت بہوک لگی تہی تو صیادون کی شکار مین سے اُنہون نے سوال کیا اور کہا مین سلیمان ہون پس اُن مین سے کوئی صیاد انکی طرف کہڑا ہوا تو اپنی لاٹہی سے انکو مارا اُنکے سر کو زخمی کیا سو وہ اپنا خون دہونے لگے اس حال مین کہ کنارہ دریا پر تہے پہر صیادون نے اپنے یار کو ملامت کی جس نے انکو مارا تہا پس کہا کہ تونے برا کام کیا کہ اُسکو مارا وہ بولا کہ اس نے تو یہ زعم کیا وہ سلیمان ہے کہا پہر انکو دو مچہلیان دین اُن مین سے جو اُن کے پاس تہین حضرت سلیمان کو جو مار پڑی تہی سو اُس نے انکو مشغول نہ کیا یعنی اُسکا کچہہ خیال نہ کیا یہان تک کہ کنارہ دریا کی طرف کہڑے ہوئے تو دونون مچہلیون کا پیٹ پہاڑا پہر دہونے لگے تو اُن مین سے ایک مچہلی کے پیٹ مین اپنی انگوٹہی پائی پس اسکو لیکر پہن لیا پہر اللہ پاک نے انکی رونق وملک کو اُن پر پہیر دیا پس پرندے آئے یہان تک کہ انپر گہر گئے تو قوم نے پہچان لیا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام مین پہر جو قوم نے اُنکے ساتہہ کیا تہا کہڑے ہو کر اُس سے عذر کرنے لگے تو حضرت سلیمان نے فرمایا مین تمہارے عذر کرنے پر نہ تمہاری تعریف کرتا ہون اور نہ تمکو ملامت کرتا ہون اُس کام پر جو تم سے ہو گیا اس امر کا ہونا تو ضروری تہا کہا پہر آئے یہان تک کہ اپنے ملک پر آئے اور اُس شیطان کی طرف لوگ بہیجے تو وہ اُن کے پاس لایا گیا پہر اسکو حکم دیا تو لوہے کا ایک صندوق مین اسکو رکہا پہر اُسے بند کیا اور اُسپر قفل لگایا اور اسپر اپنی مہر لگائی پہر اسکو حکم دیا تو دریا مین ڈال دیا گیا سو وہ اُسمین ہے یہان تک کہ قیامت قائم ہو اسکا نام حقیق تہا کہا اور اللہ پاک نے اُنکے واسطے ہوا مسخر کی اس سے پہلے اُن کے لیے مسخر

نہین کی گئی تہی وہ یہ قول ہے اللہ سبحانہ کا وہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے اسکو آصف کہتے تہے پس حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے فرمایا تم کس طرح لوگون کو فتنے مین ڈالتے ہو اُس نے کہا مجہے اپنی انگوٹہی دکہاؤ تو مین بتاؤن پہر جب اسکو دیدی تو آصف نے اُسکو دریا مین ڈال دیا پس سلیمان علیہ السلام نے سیاحت کی اور انکا ملک جاتا رہا اور آصف انکے ملک پر بیٹہہ گیا اللہ تبارک وتعالی نے حضرت سلیمان کی عورتون سے اُسکو منع کیا سو نہ وہ اُن سے قریب ہوا اور نہ وہ اس سے

قریب ہوئین اور اسکو اوپرا سمجھا کہا پہر حضرت سلیمان علیہ السلام کہانا مانگنے لگے کہتے تہے کیا تم مجھے پہچانتی ہو
مجھے کہانا دو مین سلیمان ہون پس وہ انکو جھٹلاتے یہان تک کہ انکی بی بی نے انکو مچھلی دی تو انہون نے
اسکا پیٹ کشادہ کیا سو اُس کے پیٹ مین اپنی انگوٹھی پائی پہر انکا ملک انکی طرف رجوع کر آیا اور آصف
بہاگا تو دریا مین گہس گیا حافظ ابن کثیر فرماتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ یہ سب قصے اسرائیلی قصون
سے ہین اور ان سب سے بڑہ کر منکر قصہ وہ ہے جسکو ابن ابی حاتم نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی
اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بیت الخلا مین داخل ہون
تو جرادہ کو اپنی انگوٹھی دی یہ عورت انکی بی بی تہی سب عورتون سے بڑہ کر انکو محبوب تہی پہر حضرت
سلیمان ؑ کی صورت مین شیطان آیا تو اُس سے کہا لا میری انگوٹھی سو اس نے اسکو دیدی پہر جب اُس نے
اُسکو پہنا تو جن وانس وشیاطین اُس کے تابع ہو گئے پہر جب سلیمان علیہ السلام بیت الخلا سے نکلے
تو اُس سے کہا لا میری انگوٹھی وہ بولی مین وہ سلیمان کو دے چکی فرمایا مین سلیمان ہون اُس نے
کہا تو جہوٹا ہے تو سلیمان نہین ہے پہر اُنہون نے شروع کیا کہ نہین آتے کسی کے پاس اُس سے کہتے
کہ مین سلیمان ہون مگر وہ انکو جھٹلاتا یہان تک کہ لڑکے پتہرون سے انکو مارنے لگے پہر جب حضرت
سلیمان علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکہا تو پہچان گئے کہ یہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہے اور شیطان قائم
ہوا حکم کرنے لگا درمیان لوگون کے پہر اللہ سبحانہ نے چاہا کہ حضرت سلیمان ؑ پر انکی سلطنت کو پہیرے
تو لوگون کے دلون مین اس شیطان کا انکار ڈالدیا کہا پہر لوگون نے انکی عورتون کی طرف آدمی بہیجا
پس اُن سے کہا تم اوپرا سمجھتی ہو سلیمان سے کسی شے کو وہ بولین ہان وہ ہمارے پاس آتا ہے اس حال مین
کہ ہم حائض ہوتی ہین اور وہ اس سے پہلے ہمارے پاس نہین آتا تہا پہر جب شیطان نے دیکہا کہ لوگ اُسکو
پہچان گئے تو خیال کیا کہ اُسکا کام منقطع ہو چکا پہر شیاطین نے کتابین لکہین اُن مین سحر وکفر تہا پہر
انکو تخت سلیمان کے نیچے دفن کر دیا پہر انکو اُکہاڑا اور لوگون پر پڑہا اور کہا کہ سلیمان اسکی وجہ سے لوگون
پر غالب ہوتا تہا پس لوگون نے حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کو کفر کی طرف منسوب کیا پس انکی تکفیر
کرتے رہے اور شیطان نے انگوٹھی پہینکی تو اُس کو دریا مین ڈالدیا پس ایک مچھلی اُس کے سامنے آئی تو اسکو
لے لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام دریا کے کنارے پر اینٹین اٹہایا کرتے تہے پس ایک شخص آیا تو اس نے
مچھلیان خریدین اُن مین وہ مچھلی تہی جسکے پیٹ مین انگوٹھی تہی سو اسی شخص نے حضرت سلیمان ؑ کو بلایا
پہر کہا تو میرے لیے یہ مچھلیان اُٹہائے چلتا ہے اُنہون نے کہا ہان اُس نے کہا کتنی اجرت پر اُنہون نے
کہا ایک مچھلی پر ان مچھلیون مین سے کہا پہر حضرت سلیمان ؑ نے وہ مچھلیان اُٹہائین پہر انکو لیکر اُسکے

گہر کی طرف چلے پہر جب وہ اپنے دروازے پر پہونچا تو وہ مچہلی جس کے پیٹ مین انگوٹہی تہی انکو دی سو حضرت سلیمانؑ نے وہ مچہلی لے لی پہر اسکا پیٹ چاک کیا تو ناگاہ اُسکے پیٹ مین انگوٹہی تہی سو اسکو لیا پہر اسکو پہنا کہا پس جب اسکو پہن لیا تو جن وانس و شیاطین اُن کے تابع ہو گئے پہر حضرت سلیمانؑ نے اُسکی طلب پر لوگ بہیجے اور وہ ایک سرکش شیطان تہا سو لوگ اُوس کو ڈہونڈنے لگے اور اُسپر قابو نہین پاتے تہے یہان تک اُسکو ایک دن سوتا پایا تو آئے پہر اُسپر شیشے کا ایک مکان بنا دیا پہر وہ جاگا تو اُس نے جست کی پس اُس نے شروع کیا کہ نہین جست کرتا تہا اُس گہر کے کسی جگہہ مین الا انا طعہ من الرصاص کہا پہر اُسکو پکڑا پہر اُسکو جکڑ کر بند کیا اور اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے پس اُسکو حکم دیا تو اُس کے واسطے ایک تخت نرم پتہر کا کو لا گیا پہر اُس کے جوف مین داخل کیا گیا پہر تانبے سے مضبوط کیا گیا پہر اُسکو حکم دیا تو دریا مین ڈال دیا گیا پس وہ یہہ قول ہے اللہ تعالی کا ولقد فتنا الایۃ کہا جسدًا سے مراد شیطان ہے جو اُنپر مسلط کیا گیا تہا اسناد اسکی حضرت ابن عباسؓ تک قوی ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر یہ اثر اُن سے صحیح ہے تو اُنہون نے اُسکو اہل کتاب ہی سے اخذ کیا ہے انمین ایک گروہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اعتقاد نہین رکہتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہ اُنپر جہوٹ باندہتے ہین اسی لیے اس سیاق مین کئی منکرات ہین اُن مین سے سخت تر ذکر نساء ہے کیونکہ مجاہد وغیر واحد ائمہ سلف سے مشہور یہہ ہے کہ وہ شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی عورتون پر مسلط نہین کیا گیا تہا بلکہ اللہ پاک نے اپنے نبی کی تعظیم و تکریم کے واسطے انکو اُس سے محفوظ رکہا یہ قصہ سلف کی ایک جماعت سے مطول روایت کیا گیا ہے جیسے سعید بن مسیب و زید بن اسلم اور ایک اور جماعت اور یہ سب قصے اہل کتاب کے قصون سے لیے گئے واللہ سبحانہ تعالی اعلم بالصواب یحیی بن عمرو شیبانی نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹہی عسقلان مین پائی فمشی فی حرقۃ الی بیت المقدس تواضعا للہ عز وجل یعنی پہر وہ پیدل چلے اپنی نعمت و عیش فراخ مین طرف بیت المقدس کے واسطے تواضع و فروتنی کے رواہ ابن ابی حاتم ابن ابی حاتم نے کعب احبار سے حضرت سلیمانؑ کی صفت مین ایک عجیب خبر روایت کی ہے ابو اسحاق مصری کہتے ہین کہ جب کعب احبار حدیث ارم ذات العماد سے فارغ ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے اُن سے فرمایا اے ابو اسحق تو مجہے خبر دے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی کرسی کی اور اُس حال کی جسپر وہ تہی اور کس شے کی تہی تو کعب نے کہا کہ ہاتہی دانت کی تہی گوہر و یاقوت و زبرجد سے جڑی ہوئی اور اسکا زینہ بہی ہاتہی دانت کا بنا یا تہا دُر و یاقوت و زبرجد سے جڑا ہوا پہر کرسی کو حکم دیا تو وہ اپنی دونون جانب کہجور کے درختون کے ساتہہ گہیری گئی مطلب یہ ہے کہ اُس کے گرد دو طرفہ کہجور کے درخت لگائے یہ درخت سونے کے تہے اُنکی ٹہنیان یاقوت و زبرجد و گوہر

کی آور جو درخت کرسی کے داہنی طرف تہے انکے سرون پر سونے کے مور بنائے تہے پہر اس کے بائین جانب کے
درختون کے سرون پر سونیکے گد بنائے مقابل مین مورون کے اور درجہ اول کے سیدہی جانب پر سونیکے
دو درخت صنوبر اور اوسکی بائین جانب دو شیر سونیکے اور شیرون کے سرون پہ دو ستون زبرجد کے اور
کرسی کے دونو جانب سونیکے دو درخت انگور کے جو کرسی پر سایہ کیے ہوئے تہے اور اُن کے خوشے دُر
و یاقوت سرخ کے پہر اوپر زینے کرسی کے دو بڑے شیر مجوف سونیکے بنائے گئے جن مین مشک و عنبر بہرا ہوا
پہر جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام ارادہ کرتے کہ اپنی کرسی پر چڑہین تو وہ دونون شیر گہڑی بہر چکر
کہاتے پہر گر پڑتے تو جو مشک و عنبر اُنکے جوف مین تہا اُسکو حضرت سلیمانؑ کی کرسی کے آس پاس چہڑک دیتے
پہر دو منبر سونیکے رکہے جاتے ایک تو واسطے انکے خلیفہ کے اور دوسرا واسطے رئیس احبار بنی اسرائیل کے
جو اُس وقت مین تہا پہر کرسی کے آگے ستر منبر سونیکے رکہے جاتے اُنپر ستر قاضی و علما و اہل شرف و طول
بنی اسرائیل کے بیٹہتے اور اُن سب منبرون کے پیچہے پینتیس منبر سونے کے اُنپر کوئی نہ ہوتا پس جب
حضرت سلیمان علیہ السلام ارادہ کرتے کہ اپنی کرسی پر چڑہین تو اپنے دونون قدم نیچے کے زینے پر رکہتے
پہر ساری کرسی چکر کہاتی مع اوس شئے کے جو اُس مین اور اُس پر تہی اور شیر اپنا سیدہا ہاتہ بچہاتا اور گد اپنے
بائین بازو کو پہیلاتا پہر حضرت سلیمان دوسرے درجے پر چڑہتے تو شیر اپنا بایان ہاتہ بچہاتا اور گد اپنا سیدہا
بازو پہیلاتا پہر جب وہ تیسرے درجے پر مستوی ہوتے اور اپنی کرسی پر بیٹہہ جاتے تو اُن گدون مین سے
بڑا گد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تاج لیتا پہر اُسکو اُنکے سر پر رکہتا پہر جب وہ اُسکو اُن کے سر پر رکہہ دیتا
تو کرسی چکر کہاتی مع اس شئے کے جو اُس مین تہی جسطرح تیز چکی چکر کہاتی ہے پس حضرت معاویہ نے فرمایا اے
ابو اسحق اُسکو کون شئے چکر دیتی تہی کہا ایک اژدہا تہا سونے کا اُسپر وہ کرسی تہی اور یہ ایک بڑی شئے
تہی اُن چیزون مین سے جنکو صخر جنی نے بنایا تہا پہر جب وہ شیر اور گد اور مور جو کہ کرسی کے نیچے تہے اُس
کے چکر کہانے کی آہٹ پاتے تو وہ اُس کے اعلی کی طرف چکر کہاتے پہر جب وہ ٹہیرتی تو وہ سب ٹہیر جاتے
اس حال مین کہ اپنے سر جہکائے ہوتے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر اور وہ بیٹہے ہوئے ہوتے
پہر وہ سب حضرت سلیمانؑ کے سر پر مشک و عنبر چہڑکتے جو اُن کے جوف مین تہا پہر ایک کبوتری سونے کی
جو کہ جوہر کے ستون پر ٹہیری ہوئی تہی وہ توراۃ کو لیتی پہر اُسے حضرت سلیمان کے ہاتہ مین رکہتی پہر وہ
اُسکو لوگون پر پڑہتے وَذَکَرَ تَمَامَ الْخَبَرِ وَهُوَ غَرِيْبٌ جِدًّا قولہ تعالی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا
لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ الآیہ بعض نے کہا اس کے یہ معنی ہین کہ تو مجہے ایسا ملک بخش کہ صلاحیت
نہ رکہے واسطے کسی کے اسبات کی کہ اس کو مجہسے سلب کرلے بعد میرے جسطرح کہ جسد کا قصہ ہوا جو اُنکی

کرسی پر ڈالا گیا تہا یہ نہین کہ وہ مجبور و ممنوع ہوا اُن کے بعد کے لوگون پر صحیح یہ ہے کہ انہون نے اللہ تعالی
سے ایسے ملک کا سوال کیا کہ ویسا اُن کے بعد کسی بشر کے واسطے نہو آیت سے ظاہر سیاق یہی ہے اور
اسی باب مین صحیح حدیثین بچند طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہین بخاری نے
زیر تفسیر آیۂ مذکور عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے آپنے
فرمایا کہ ایک عفریت جن سے چہٹ آیا مجہہ پر آج کی رات یا کوئی کلمہ اسکی مثل فرمایا تا کہ قطع کرے مجہپر نماز
کو پس قدرت دی مجہکو اللہ تبارک و تعالی نے اسکی اور مین نے ارادہ کیا کہ اسکو باندہ دون طرف ایک
ستون کے مسجد کے ستونون سے یہان تک کہ تم صبح کرو اور تم سب اُسکو دیکہو پہر مین نے اخی سلیمان علیہ
الصلوۃ والسلام کا قول یاد کیا رب اغفر لی وہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی روح راوی نے
کہا فردہ خاسا یعنے پہر اُسکو رد کر دیا راندہ ہوا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ بِهٖ
مسلم نے اپنی صحیح مین حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوے نماز پڑہتے تہے پس ہم نے آپکو سنا کہ فرماتے تہے کہ پناہ مانگتا ہون
مین ساتہہ اللہ کے تجہہ سے پہر فرمایا لعنت کرتا ہون مین تجہہ کو ساتہہ لعنت اللہ کے تین بار
فرمایا اور آپنے اپنا دست مبارک پہیلایا گویا کسی شے کو لیتے ہین پہر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق ہمنے آپکو سنا کہ آپ کہتے تہے نماز مین ایک ایسی شے کہ ہم نے نہین سنا آپکو کہ آپ
اُسکو کہتے ہون قبل اسکے اور ہم نے آپکو دیکہا کہ آپنے اپنا ہاتہہ پہیلایا فرمایا بیشک اللہ کا دشمن ابلیس ایک
شعلہ لایا آگ کا تا کہ اُسکو میرے مُنہ مین ڈالے تو مین نے کہا اعوذ باللہ منک تین بار پہر مین نے کہا
العنک بلعنۃ اللہ التامۃ تین بار سو وہ پیچہے نہ ہٹا پہر مین نے ارادہ کیا کہ اُسکو پکڑ لون واللہ اگر ہمارے
بہائی سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا نہ ہوتی تو البتہ وہ صبح کرتا بندہا ہوا مدینے والون کے لڑکے
اُس سے کہیلتے امام احمد نے ابو عبید حاجب سلیمان سے روایت کیا ہے کہا مین نے دیکہا عطا ابن یزید
لیثی کو کہڑا ہوا نماز پڑہتا تہا پس مین چلا گذر کرتا تہا آگے اُس کے تو اُس نے مجہے رد کیا پہر کہا مجہے حدیث
کی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوئے صبح کی نماز
پڑہتے تہے اور ابو سعید آپکے پیچہے تو آپ نے پڑہا پس قرارت آپ پر ملتبس ہو گئی پہر جب آپ اپنی نماز
سے فارغ ہوئے تو فرمایا اگر تم دیکہتے مجہہ کو اور ابلیس کو پس مین نے اپنا ہاتہہ جہکایا پہر مین اُسکا گلا
گہونٹتا رہا یہان تک کہ مین نے اُس کے لعاب کی سردی پائی درمیان اپنی ان دو انگلیون کے انگوٹہا
اور جو اُسکے پاس ہے اور اگر نہ ہوتی دعا اخی سلیمان کی البتہ وہ صبح کرتا بندہا ہوا ساتہہ ایک ستون کے

مسجد کے ستونون سے مدینے کے بچے اُس سے کہیلتے ہوتے پس جو شخص طاقت رکہے تم مین سے اسکی
کہ حائل نہ ہو درمیان اُس کے اور قبلے کے کوئی تو چاہیے کرے وَقَدْ رَوٰی اَبُوْدَاؤدَ مِنْهُ مَنِ
اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ اَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ سُرَيْجٍ
وَعَنْ اَبِيْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيْ بِهٖ امام احمد نے ربیعہ بن یزید بن عبد اللہ دیلمی سے روایت کیا ہے کہا مین
داخل ہوا عبد اللہ بن عمرو رضے اللہ تعالی عنہما پر اور وہ اپنے ایک باغ مین تہے جو کہ طائف مین تہا اُسکو
رہط کہتے تہے اور وہ روکنے والے تہے ایک جوان کو قریش کے جو کہ زنا کرتا ہے اور شراب پیتا ہے
پس مین نے کہا مجہے تم سے ایک حدیث پہونچی ہے کہ جس شخص نے پیا ایک گہونٹ شراب کا تو
قبول نہ کریگا اللہ عز وجل واسطے اُس کے توبہ چالیس صبح اور بے شک شقی وہ ہے جو شقی ہوا اپنی
مان کے پیٹ مین اور بے شک جو شخص آیا بیت المقدس مین حرکت نہین دیتی ہے اُسکو مگر نماز اُس
مین تو نکلا وہ اپنے خطیئہ سے مثل اُس دن کے کہ جنا اُسکو اُسکی مان نے پہر جب اُس جوان نے شراب
کا ذکر سنا تو اپنا ہاتہہ کہینچا اُن کے ہاتہہ سے پہر چلا گیا پس عبد اللہ بن عمرو نے کہا بے شک مین حلال
نہین کرتا ہون واسطے کسی کے یہہ کہ وہ کہے مجہپر وہ شے جو مین نے نہین کہی سنا مین نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے جس شخص نے پیا شراب سے ایک گہونٹ تو قبول نہ کی جاتی گی
واسطے اوس کے نماز چالیس دن پہر اگر اُس نے توبہ کی تو رجوع کرے گا اُسپر اللہ پہر اگر اُس نے عود
کیا تو قبول نہ کی جائے گی واسطے اُس کے چالیس صبح پہر اگر اُس نے توبہ کی تو رجوع کرے گا اللہ
اُسپر کہا پس مین نہین جانتا ہون کہ تیسری بار مین یا چوتہی بار مین فرمایا پہر اگر اُس نے عود کیا تو حق
ہے اللہ پر کہ اُسے پلائے طینۃ الخبال سے قیامت کے دن کہا اور مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے بے شک اللہ عز وجل نے پیدا کیا اپنی خلق کو تاریکی مین پہر ڈالا اُنپر اپنے
نور سے پس جو شخص کہ پہونچا اُسکو اُس کے نور سے اُسدن تو اُس نے راہ پائی اور جو شخص کہ چوک گیا اُسکو
وہ گمراہ ہوا پس اسی لیے مین کہتا ہون کہ خشک ہو گیا قلم علم پر اللہ عز وجل کے کہا اور سنا مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے بے شک سلیمان علیہ السلام نے سوال کیا اللہ تعالی سے
تین خصلتون کا سو دو اُنکو عطا کین اور ہم کہتے ہین کہ ہو ہمارے واسطے تیسری سوال کیا اُس سے
حکم کا کہ موافق ہو اُس کے حکم کے سو وہ اُنکو عطا کیا اور سوال کیا اُس سے ایسے ملک کا کہ لائق نہین
ہے واسطے کسی کے بعد اُنکے سو یہہ اُنکو عطا کیا اور سوال کیا اُس سے کہ جو کوئی مرد نکلے اپنے گہر سے نہین
کرتا ہے ارادہ مگر نماز کا اس مسجد مین تو وہ نکلے اپنے خطیہ سے مثل اُسدن کے کہ جنا اُسکو اُسکی مان نے

پس ہم امید رکہتے ہین اسکی کہ ہووی اللہ عزوجل کہ مقرر عطا کرے ہم کو وہ وَقَدْ رَوَی هٰذَا الْفَصْلَ الْاَخِيْرَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا بَنٰى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ سَاَلَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثًا وَذَكَرَهٗ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ رَافِعِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِاِسْنَادٍ وَسِيَاقٍ غَرِيْبَيْنِ طبرانی نے رافع بن عمیر سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے فرمایا اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ بنا واسطے میرے ایک گہر زمین مین پس بنایا حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک گہر واسطے اپنے قبل اُس گہر کے جسکا انکو امر ہوا پس اللہ نے انکی طرف وحی کی ای داؤد نصبت بیتک قبل بیتی یعنی کہڑا کیا تو نے اپنا گہر قبل میرے گہر کے حضرت داؤد نے عرض کیا یارب ہکذا قضیت من ملک استاثر پہر لگے بنانے مسجد مین پس جب دیوار تمام ہوئی تو تہائی حصہ اسکا گر پڑا تو اسکی شکایت کی طرف اللہ عزوجل کے پس فرمایا ای داؤد بیشک تو صلاحیت نہین رکہتا ہے اسکی کہ میرے واسطے گہر بنائے عرض کیا یارب کیون فرمایا بسبب اُن خونون کے جو تیرے ہاتہون پر جاری ہوئے عرض کیا یارب کیا نہ تہا تیری ہوا و محبت مین فرمایا ہان ولیکن وہ میرے بندے ہین اور مین اُنپر رحم کرتا ہون پس یہ بات انپر شاق ہوئی تو اللہ نے انکی طرف وحی کی کہ تو رنج مت کر پس مین عنقریب اسکی بنا جاری کرونگا تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتہون پر پہر جب حضرت داؤد علیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت سلیمان نے اسکی بنا مین شروع کیا پہر جب تمام ہوگئی تو قربانین قربان کیئے ذبائح ذبح کیے اور بنی اسرائیل کو جمع کیا پس اللہ نے انکی طرف وحی کی کہ مقرر مین دیکہتا ہون تیرا سرور بسبب بنانے میرے گہر کے سو تو مجہہ سے مانگ مین تجہے دونگا عرض کیا مین تجہہ سے مانگتا ہون تین خصلتین حکم جو موافق ہو تیرے حکم کے اور ملک جو لائق نہ ہو واسطے کسی کے میرے بعد اور جو شخص آئے اس گہر مین کہ ارادہ نہین کرتا ہے مگر نماز کا اُس مین تو نکلے اپنے گناہون سے مثل اُسدن کے کہ جنا اسکو اُسکی مان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خصلتین تو مقرر انکو عطا کی گئین اور مین امید رکہتا ہون اسکی کہ ہووے کہ مقرر مین دیا جاؤن تیسری امام احمد نے سلمہ بن اکوع رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا نہین سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپنے دعا کی مگر اُسکو یون شروع فرمایا سبحان اللہ ربی العلی الاعلی الوہاب ابو عُبید نے صالح بن سمار سے روایت کیا ہے کہا جبکہ نبی اللہ داؤد علیہ السلام نے وفات پائی تو اللہ تبارک وتعالی نے اُنکے فرزند سلیمان علیہ السلام کی طرف

وحی کی کہ تو مجھ سے اپنی حاجت مانگ انہون نے عرض کیا مین تجھ سے یہ مانگتا ہون کہ تو کرے واسطے میرے
دل جو تجھ سے ڈرے جیسا کہ میرے باپ کا دل تہا اور یہہ کہ کرے تو میرے دل کو کہ تجھے دوست رکھے جیسا
کہ میرے باپ کا دل تہا پس فرمایا اللہ عزوجل نے کہ بھیجا مین نے اپنے بندے کی طرف اور سوال کیا
مین نے اُس سے اُسکی حاجت کا تو اُسکی حاجت یہ ہوئی کہ مین کردون اُسکے دل کو کہ مجھ سے ڈرے اور یہ کہ کردون
اُسکے دل کو کہ مجھے دوست رکھے البتہ مین بخشون گا اُسکو ایسا ملک کہ لائق نہین ہے واسطے کسی کے بعد اُسکی
اللہ جلت عظمتہ نے فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ اور وہ آیت جو اُسکے بعد ہے کہا
پس عطا کیا انکو جو کچہ عطا کیا اور آخرت مین اُنپر کچہ حساب نہین ہے هٰكَذَا اَوْرَدَهٗ اَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ عَسَاكِرَ
فِيْ تَرْجَمَةِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ **بعض سلف** سے مروی ہے کہا مجھے داود علیہ السلام سے
یہ بات پہونچی ہے کہ اُنہون نے عرض کیا الٰہی تو ہوجا واسطے سلیمان کے جیسا کہ تو تہا واسطے میرے پس اللہ
عزوجل نے انکی طرف وحی کی کہ تو کہدے سلیمان سے کہ ہوجائے واسطے میرے جیسا کہ تو تہا واسطے میرے
مین ہوجاؤن گا واسطے اس کے جیسا کہ مین تہا واسطے تیرے **حضرت حسن بصری** نے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ الآیۃ
کی تفسیر مین فرمایا ہے جب کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے واسطے خفا ہوکر گہوڑون کی کونچین
کاٹ ڈالین تو اللہ تعالی نے اُن کے عوض مین انکو وہ شے دی جو کہ گہوڑون سے بہتر ہے اور تیز تر ہے
یعنی ہوا جسکا صبح کو جانا ایکماہ کی راہ ہے اور شام کو جانا ایک ماہ کی راہ حَيْثُ أَصَابَ کے یہ معنی ہین کہ جس
شہر کا ارادہ کرے شہرون سے قولہ تعالی وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ کا یہ مطلب ہے کہ اُن مین سے
بعض تو وہ تہے جنسے بڑے بڑے ہولناک مکانون کے بنانے کا کام لیا جاتا تہا جیسا کہ فرمایا ہے مِنْ
مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اُن کے سوا اور مشقت کے کام اُن سے لیے
جاتے تہے جنپر بشر کو قدرت نہین ہے اور ایک گروہ اُن مین کا دریا مین غوطہ لگانے والا تہا دریاؤن
مین جو موتی جواہر اور نفیس چیزین جو سوا اُن کے کہین نہین ملتی ہین اُنکو نکالتے تہے وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ
فِي الْأَصْفَادِ کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے شیاطین تہے جو طوقون بیڑیون مین جکڑے بند کیے تہے یہ وہ ہین جنہون
نے تمرد و سرکشی و نافرمانی کی اور کام کرنے سے باز رہے یا اپنے کام مین بُرائی کی اور حد سے بڑہے قولہ تعالی
هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی یہ پورا ملک اور کامل سلطنت جو ہم نے تجہی عطا کی جیسے
کہ تو نے ہم سے مانگی سو تو عطا کر جسکو چاہے اور محروم رکہہ جسکو چاہے تجہپر حساب نہین ہے یعنی جو کچہہ تو
کرے تجہی جائز ہے جو چاہے حکم کر وہ صواب ہی ہے **صحیحین** مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو جب اختیار دیا درمیان اس کے کہ آپ عبد رسول ہون وہ یہہ ہے کہ جس بات کا اُسے حکم دیا جائے

وہ کرے وہ بہی ایک قاسم ہے کہ بانٹے درمیان لوگون کے جیسا کہ اللہ تعالی نے اُسکو امر کیا ساتہہ اُسکے اور درمیان اُسکے کہ آپ نبی ملک ہون عطا کرین جسکو چاہین منع کرین جسکو چاہین بغیر کسی حساب و گناہ کے تو آپنے اوّل مرتبے کو اختیار فرمایا بعد اسکے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ لیا تو انہون نے آپسے کہا کہ تواضع کرو پسیر آپ نے اوّل مرتبے کو اختیار کیا اس لیے کہ اللہ عز و جل کے نزدیک وہ بلند تر ہے قدر مین اور عالی تر مرتبہ ہے معاد مین گو دوسرا مرتبہ یعنی نبوت مع ملک بہی عظیم ہے دنیا و آخرت مین اور اسیلیے جبکہ اللہ تعالی نے ذکر کیا اُس شے کا جو حضرت سلیمان کو دنیا مین عطا کی تہی تو اس بات پر آگاہی بخشی کہ وہ صاحب بہرہ عظیم ہین نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن بہی پس فرمایا وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب یعنی دار آخرت مین **فائدہ** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانچا ساتہہ سلب کرنے اُسکے ملک کے **واحدی** کہتے ہین کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان نے دختران ملوک مین سے ایک عورت کے ساتہہ نکاح کیا تو اُس نے اُنکے گہر مین بت پوجا اور انکو اسکی خبر نہ ہولی سو بہ سبب اس غفلت کے اُنکی جانچ ہولی کسی نے کہا سبب فتنہ کا یہ ہے کہ اُنہون نے ایک عورت سے بیاہ کیا جسکو جرادہ کہتے تہے اور وہ اُسکو بغایت محبوب رکہتے تہے پہر دو فریق اُنکے پاس جہگڑا لائے ایک فریق اُنکا جرادہ کے گہر والون مین کا تہا سو انہون نے یہ بات دوست رکہی کہ قضا اُنکے واسطے ہو پہر درمیان اُنکے حق کے ساتہہ فیصلہ کیا کسی نے کہا سبب یہ ہے کہ اُنہون نے تین دن لوگون سے حجاب کیا درمیان کسی کے فیصلہ نہین کرتے تہے کسی نے کہا کہ اُنہون نے اسی جرادہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ مشرکہ تہی کیونکہ اُنہون نے اُسپر اسلام پیش کیا تو وہ بولی تم مجہے مار ڈالو مین مسلمان نہ ہوؤن گی کعب احبار نے کہا جبکہ اُنہون نے قتل کے ساتہہ گہوڑون پر ظلم کیا تو اُنکا ملک سلب کیا گیا حضرت حسن نے کہا کہ انہون نے اپنی بعض عورتون سے قربت کی کسی شے مین حیض سے یا اس کے غیر سے کسی نے کہا اُنکو یہ حکم کیا گیا تہا کہ کسی عورت سے نکاح نہ کرین مگر بنی اسرائیل کی عورت سے سو اُنہون نے کسی عورت کے ساتہہ نکاح کیا جو کہ اُن کے غیر سے تہی کسی نے کہا سبب فتنہ کا وہ ہے جو صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ اُنہون نے کہا البتہ مین طواف کرون گا آج کی رات نوے عورتون پر ہر ایک لاوے گی ایک سوار جو کہ اللہ کی راہ مین لڑے گا اور انشاء اللہ کہا اسکے سوا اور قول ہین حدیث شریف کی طرف جانا متعین ہے علامہ نسفی کہتے ہین کہ جو قصہ خاتم و شیطان و عبادت بت گہر مین سلیمان علیہ السلام کے روایت کیا جاتا ہے سو منجملہ اباطیل یہود سے ہے انتہی صاحب فتح البیان رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ حدیث خاتم کو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے اُسکو قوی کہا ہے پس اباطیل یہود سے اُسکا ہونا ملی منبغی نہین ہے چنانچہ اُسکا بیان آئندہ آتا ہے بالجملہ پہر اللہ پاک نے وہ شے

بیان کی جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کو مبتلا کیا پس ارشاد فرمایا وَاَلقَینا عَلیٰ کُرسِیِّہٖ جَسَدًا نصب جسدًا
کا اس بنا پر ہے کہ القینا کا مفعول ہے کسی نے کہا نصب بنا بر حال ہے باین طور کہ اسکی تاویل مشتق کے
ساتھ کرینگے اسے ضعیفًا او فارغًا والاول اولیٰ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جسد جسکو اللہ پاک نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر ڈالا وہ صخر نام شیطان تھا اور وہ ان سے متمرد و سرکش تھا اور انکی اطاعت
مین داخل نہ تھا اللہ پاک نے اسپر حضرت سلیمان علیہ السلام کا شبہ ڈالدیا وہ ہمیشہ حیلہ گری کرتا رہا یہانتک
تک کہ انکی انگوٹھی پر قبضہ کر لیا جبکہ وہ بیت الخلا مین داخل ہوئے اس لیے کہ جس وقت وہ اس مین داخل
ہوتے تو اسے اتار ڈالتے تھے پس صخر حضرت سلیمانؑ کی صورت مین آیا تو انکی ایک بی بی سے انگوٹھی
لے لی پھر تخت سلیمانی پر بیٹھا اور چالیس دن انکے ملک پر قائم رہا اور وہ بھاگے پھرتے تھے انکا ملک اسکے
پہننے پر مرتب تھا پس جب اسکو پہن لیتے تو جن وانس و ہوا وغیرہ انکی مسخر ہوتی اور جب اسے اتار دیتے
تو ملک ان سے زائل ہو جاتا تھا کہتے ہین کہ انکی خاتم جنت سے تھی حضرت آدم علیہ السلام اسکو لیکر
اترے تھے جس طرح کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام اور حجر اسود و عود بخور و اوراق الخبیر کو لیکر نازل ہوئے
تھے بعض نے ان پانچون کو اپنے شعر مین نظم کیا ہے ؎ وَاٰدَمُ مَعَہٗ اُنْزِلَ الْعُوْدُ وَالْعَصَا ✣
لِمُوْسٰی مِنَ الْاٰسِ النَّبَاتِ الْمُکَرَّمِ ✣ وَاَوْرَاقُ تِیْنٍ وَالْیَمِیْنُ بِمَکَّۃٍ ✣ وَخَتْمُ سُلَیْمَانَ النَّبِیِّ الْمُعَظَّمِ
لیکن یہ بات اسکی نیاز مند ہے کہ اخبار مرفوعہ صحیحہ سے کوئی دلیل اسپر دلالت کرے حضرت ابن عباسؓ سے
فتنہ و جسد کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ شیطان ہے جو انکی کرسی پر فیصلہ کرتا تھا درمیان لوگون کے چالیس
دن اور حضرت سلیمان کی ایک بی بی تھی اسکو جرادہ کہتے تھے درمیان انکے بعض اہل کے اور ایک قوم
کی خصومت تھی تو حضرت سلیمان نے درمیان ان کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا مگر اتنا ہوا کہ انہون نے
یہ دوست رکھا کہ حق واسطے اہل جرادہ کے ہوتا اسپر اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی کہ عنقریب تجھے ایک
بلا پہونچیگی پس وہ نہ جانتے تھے کہ آیا انکو آسمان سے آئیگی یا زمین سے اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْفِرْیَابِیُّ
وَالْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْہُ وَاَخْرَجَ النَّسَائِیُّ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بِسَنَدٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ
قَوِیٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فرمایا حضرت سلیمان نے ارادہ کیا کہ بیت الخلا مین داخل ہون تو اپنی خاتم جرادہ
کو دی الخ یہ قصہ اول پورا گزر چکا ہے اول چونکہ اسکا حوالہ دیا تھا اس لیے اسکی طرف اس قدر اشارہ کر دیا
لیکن یہ وہی قصہ ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے اشد منکر کہا ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ اَنَابَ مین دو قول ہین
ایک یہ ہے کہ بعد چالیس دن کے اپنے ملک کی طرف رجوع ہوئے دوسرا یہ ہے کہ رجوع ہوئے طرف اللہ
کی ساتھ توبہ کے اپنے گناہ سے صواب یہی قول ہے اور جملہ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ بدل ہوگا ثُمَّ اَنَابَ سے

اور اسکی تفسیر ٹہیرے گا یعنی حضرت سلیمان نے عرض کیا اے رب میرے تو بخشدے واسطے میرے وہ گناہ جو
مجھسے صادر ہوا اور جسکی وجہ سے تو نے مجھے مبتلا کیا طلب کرنا مغفرت کا انبیا و صلحا کا وا سطے واسطے
کسر نفس کے اور اظہار ذل وخشوع کے اور واسطے طلب ترقی کے مقامات مین پھر جب توبہ و استغفار کی
تقدیم کی تو اسکو وسیلہ ٹہیرایا اپنے طلب کے قبول ہونے کا پس یون کہا وَهَبْ لِي مُلْكًا الآیہ ابو
عبیدہ نے کہا اسکے یہ معنی ہین لایکون لاحد من بعدی تو مجھے ایسا ملک بخش کہ نہو واسطے کسی کی بعد میرے
یا یہ معنی ہین کہ صحیح نہو واسطے کسی کے بعد میرے بسبب اسکی عظمت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس
سوال سے کچھ دنیا و ملک دنیا و شرف و بزرگی درمیان اسکو اہل کے منظور نظر انور نہ تھی بلکہ ملک مانگنی سے
مراد انکی یہ تھی کہ اسکی وجہ سے اللہ پاک کے حکم جاری کرنے پر قادر ہون اور اللہ کے بندے جن و انس
مین سے جو متمرد و سرکش ہین انکو بندگان خدا کی ایذا رسانی سے باز رکھین اس سوال کے جوامع مقتضے
ہین اگر ان ہین سے اور کوئی امر نہ ہوتا مگر صرف وہی احکام شیطانی جو اللہ کے بندون مین جاری ہوے
جنکو انہون نے دیکھا جبکہ شیطان انکے تخت پر بیٹھا تو البتہ کافی ہوتا جملہ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ
تعلیل ہے ماقبل کی اول دو امر مذکور ہین ایک تو طلب مغفرت دوسرا طلب ملک سو یہ جملہ دونون کی
علت ہے یہ نہین کہ فقط اخیر کی ہو کیونکہ مغفرت بھی مجملہ احکام وصف وہابیہ ہے قطعا کما قالہ ابو السعود
یعنی مین تجھسے طالب مغفرت و سائل ملک اس لیے ہون کہ تو تو بڑا بخشنے والا اور بڑا داتا ہے تیری
کثیر ہبات و عظیم موہوبات کے روبرو اس طلب کی کیا ہستی ہے پھر اللہ پاک نے ذکر کیا کہ اس نے انکی دعا
قبول کی اور انکا مطلوب انکو عطا کیا ارشاد فرمایا فسخرنا لہ الریح یعنی پہر ہم نے ہوا انکے حکم کی مطیع
و منقاد کردی پہر اسکی تابع کرنے کی یہ کیفیت بیان فرمائی کہ تجری بامرہ رخاء رخا ماخوذ ہے رخاوۃ سی
مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی نرم ہوا تھی نہ تو درخت اکھاڑتی تھی اور نہ تندی کرتی تھی باوجود اسکے کہ اپنے چلنے
مین قوی و سریع تھی دوسری جگہہ فرمایا ہے وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ ان دونون
مین کچھہ منافات نہین ہے کیونکہ مراد یہ ہے کہ وہ عاصفہ کی قوت مین تھی اور تندی نہین کرتی تھی
کسی نے کہا کبھی تو وہ نرم چلتی اور کبھی تند حسب ارادہ و خواہش حضرت سلیمان علیہ السلام کی جمع بین
الآیتین مین یہ قول اولی ہے زجاج نے کہا کہ اہل لغت و مفسرین کا اسپر اجماع ہے کہ حیث اصاب
کے معنی ہین حیث اراد اور حقیقت اسکی حیث قصد ہے اصمعی و ابن الاعرابی نے کہا عرب بولتے ہین
اصاب الصواب و اخطاء الجواب کسی نے کہا کہ معنی اصاب حمیر کے لغت مین اراد ہین اور یہ لغت عرب سے
نہین ہے کسی نے کہا ہجر کی زبان مین والا ول اولی اور اصاب ماخوذ ہے اصابۃ السہم للغرض

سے قولہ تعالی والشیاطین معطوف ہے الریح پر یعنی اور مسخر کیا ہم نے واسطے اسکے شیاطین کو اور کل بناء
وغواص بدل ہے شیاطین سے یعنی مسخر کیا ہم نے واسطے اُسکے ہر بنانے والے کو اُن مین سے اور
ہر غوطہ لگانے والے کو اُن مین سے بناتے تہے واسطے اُن کے وہ مکانات جو وہ چاہتے اور غوطہ لگاتے
دریا مین پہر اُن مین سے اُن کے لیے موتی نکالتے تہے پہلے پہل جسنے دریا سے موتی نکالے وہ حضرت
سلیمان علیہ الصلوة والسلام ہین اور آخرین مقرنین فی الاصفاد معطوف ہے کل پر داخل ہے حکم بدل
مین یہ جن وشیاطین کے سرکش لوگ ہین انکو واسطے مسخر کیے گئے تہے یہان تک کہ اصفاد مین انکو قرین
کیا تہا کہتے ہین کہ رسیون مین انکو قرین کیا تہا اس لیے کہ وہ ایک جماعت کثیر تہی اصفاد بمعنی
اغلال ہے جمع ہے صفد کی زجاج نے کہا کہ اصفاد سے مراد سلاسل ہین یعنی زنجیرین بس جس شے
کو تمنے لوہے وغیرہ سے خوب مضبوط باندہا تو مقرر تمنے اُسکا صفد کیا یعنی اُسکو جکڑ بند کیا ابو عبیدہ
کہتے ہین صفدت الرجل فہو مصفود وصفدتہ فہو مصفد یحیی بن سلام نے کہا کہ مقرنین فی الاصفاد
انہین کو کرتے تہے جو کہ ان مین سے کافر ہوتے پہر جب وہ ایمان لے آتے تو انکو چہوڑ دیتے تہے اور
انکو مسخر نہ کرتے قولہ تعالی ہذا عطاؤنا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے اُس سے کہا کہ یہ تسخیر ریح وشیاطین
یہ ملک و مال و فراخی جسکا ذکر ہوا ہماری عطا ہے جو ہم نے تجہے دی یعنی ملک عظیم جو تو نے طلب
کیا سو تو دے جسکو چاہے اور روک جس سے چاہے یہ قول حضرت حسن وضحاک وغیرہما کا ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا آزاد کر جنون مین سے جسکو چاہے اور روک اُن مین سے جسکو چاہے بغیر حساب
یعنی اس دینے اور روکنے مین تجہہ کو کسی طرح کا حساب نہین ہے یا یہ معنی ہین کہ عطا ہماری واسطے
تیرے بغیر حساب ہے یہ سبب اسکی کثرت وعظمت کے قتادہ نے کہا کہ ہذا عطاؤنا اشارہ ہے طرف قوت
جماع کے جو انکو عطا کی گئی تہی اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ آیت کو اسپر مقصور کرین اگر ہم فرض کرین
کہ اس کا ذکر منجملہ مذکورات گزر چکا ہے پہر باوجود اُسکے عدم ذکر کے یہ دعوی کیونکر ہو سکتا ہے کہ آیت
اس کے ساتہہ خاص ہو وان لہ عندنا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ بے شک واسطے اُس کے ہمارے پاس البتہ قربت
ہے آخرت مین اور حسن مرجع ہے یعنی جنت وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۘ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب پکارا

وقف لازم

اپنے رب کو کہ مجہکو لگادی شیطان نے ایذا اور تکلیف لات مار اپنے پاؤن سے یہ چشمہ نکلا نہانیکو

ٹہنڈا اور پینے کو اور دیئے ہمنے اُنکو اُس کے گہر والے اور انکی برابر اُنکے ساتہہ اپنی طرف کی مہر سے اور
یاد رہنے کو عقل والون کی اور پکڑ اپنے ہاتہ مین سینکون کا مُٹہا پہر اُس سے مار لے اور قسم مین جہوٹا نہو
ہمنے اُسکو پایا سہارنے والا بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا **ف ۱** جب اللہ نے چاہا کہ اُنکو چنگا کرے
ایک چشمہ نکالا اُنکے لات مارنے سے اُسی سے نہایا کرتے اور پیتے وہی انکی شفا ہوئی اور اُنکے بیٹے بیٹیان چہت
کے نیچے دب مرے تہے انکو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی **ف ۲** مرض مین خفا ہو کر قسم کہائی تہی کہ اپنی عورت
کو سو لکڑیان مارین اگر چنگے ہون وہ بی بی اُس حال کی رفیق تہی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اسطرح سچی کروادی
ف اللہ پاک ذکر فرماتا ہے اپنے بندہ و رسول حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور اس ایذا و تکلیف کا
جسکے ساتہہ انکو جانچا اُن کو جسم و مال و اولاد مین یہان تک کہ اُنکے جسم مین سوئی گڑانے کی جگہہ بہی سالم
باقی نہ رہی تہی سوائے اُنکے دل کے اور دنیا سے انکے واسطے کوئی شئے باقی نہ رہی تہی کہ جس سے اپنی مرض
اور جس حال مین وہ تہے اُس مین مدد لین سوا اُسکے انکی بی بی نے انکی دوستی نگاہ رکہی اس لیے کہ
اللہ تعالیٰ پر اور اُنکے رسول پر ایمان لائی تہی سو وہ باُجرت لوگون کی خدمت کرتی تہی اور اُنکو کہلاتی
اور انکی خدمت کرتی رہی اٹہارہ برس اس سے پہلے حضرت ایوب علیہ السلام دنیا کی کثرت مال و اولاد
اور بڑی آسودگی مین تہے پہر یہ سب اُن سے چہین لیا گیا یہان تک انکا انجام ہوا کہ اس پوری مدت تک
شہر کے گہورون مین سے ایک گہورے پر ڈالدیے گئے قریب و بعید سب نے انکو چہوڑ دیا سوا انکی بی بی
کے اللہ پاک اُس سے راضی ہو کہ وہ صبح و شام اُن سے جدا نہ ہوتی تہی مگر بسبب کام کاج لوگون کے
پہر جلد اُنکے پاس لوٹ آتی تہی جب مدت دراز گذری اور حالت سخت ہوئی اور قدر کا انتہا ہوا اور
اجل مقدر تمام ہوئی تو جو ذات پاک کہ رب العالمین و معبود مرسلین ہے اُس سے انہون نے تضرع و زاری
کی پس کہا اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور اس آیت کریمہ مین یون فرمایا رب انی
مسنی الشیطان بنصب و عذاب یعنی لگا دی شیطان نے مجہہ کو تعب میرے بدن مین اور عذاب
میرے مال و اولاد مین پس اس وقت ارحم الراحمین نے اُنکی دعا قبول کی اور انکو یہ حکم دیا کہ اپنی جگہہ سے
سے اُٹہین اور اپنے پاؤن سے زمین کو لات مارین تو اُنہون نے ایسا کیا پس اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ نکالا
اور اُنکو امر کیا کہ اس سے نہائین نہائے تو اُن کے بدن مین جو کچہ ایذا تہی وہ سب اُس نے دور کردی پہر انکو حکم دیا
تو اور جگہہ مین زمین کو لات ماری پہر اُن کے واسطے ایک اور چشمہ نکالا اور انکو حکم دیا کہ اس سے پیئین تو
جو کچہہ بُرائی اُنکے باطن مین تہی اُس نے اس سب کو دور کر دیا اور ظاہر و باطن مین پوری عافیت ہو گئی
اور اسی لیئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ارکض برجلک الآیہ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نبی اللہ
ایوب علیہ السلام کی بلا اٹھارہ برس اُنکے ساتھ ٹھیری رہی تو قریب وبعید نے انکو چھوڑ دیا مگر دو شخص اُنکے خاص
اخوان سے تھے وہ صبح وشام اُن کے پاس آتے تھے پس اُن کے ایک نے اپنے یار سے کہا تو جانتا ہے واللہ
البتہ مقرر ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے کہ جہان مین سے کسی نے اسکو نہین کیا اس کے یار نے اُس سے
کہا کیا ہے وہ بولا کہ اٹھارہ برس سے اللہ نے اسپر رحم نہین کیا کہ جو تکلیف اسکو ہے اسے دور کردے پہر جب وہ
دونون تمام کو اُن کے پاس آئے تو اُس شخص نے صبر نہ کیا یہان تک کہ اُن سے اُسکا ذکر کیا پس ایوب علیہ السلام
بولے مین نہین جانتا ہون جو تو کہتا ہے سوا اسکے کہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ مین گذرتا تہا دو شخصون پر وہ باہم
جھگڑتے پہر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو مین اپنے گھر لوٹ آتا پہر مین انکی طرف سے کفارہ دیتا واسطے کراہت
اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے مگر حق مین کہا اور وہ نکلتے تہے طرف اپنی حاجت کے پہر جب اُسکو پورا
کر چکتے تو انکی بی بی انکا ہاتھ پکڑتین یہان تک کہ پہونچتے پہر جب ایک دن ہوا تو انہون نے اپنی بی بی پہ
دیر لگائی پس اللہ تعالیٰ نے انکی طرف یہہ وحی کی ارکض برجلک الآیہ پہر انکی بی بی نے اُنکو آنے مین دیر
سمجھی تو پہر کر دیکھنے لگین پس وہ بی بی پر متوجہ ہوئے اس حال مین کہ جو بلا اُن مین تہی اللہ نے اسکو دور
کر دیا تہا اور وہ پہلے سے بہی زیادہ تر حسین صورت پر تہے پہر جب بی بی نے انکو دیکھا تو کہا ای شخص
اللہ تجھ مین برکت دے آیا تو نے دیکھا ہے اللہ کے نبی کو اس مبتلی کو پس قسم ہو اللہ کی اسپر کہ نہین دیکھا از
نے کسی مرد کو کہ زیادہ تر مشابہ ہو ساتھ اُس کے تجھ سے جب کہ وہ تندرست تہا حضرت ایوب بولے پس بیشک
مین وہی ہون کہا اور اُنکے واسطے دو خرمن تھے ایک خرمن گیہون کا اور ایک جَو کا پس اللہ تعالیٰ نے
دو بادل بھیجے پہر جب ایک اُن مین کا گیہون کے خرمن پر آیا تو اُس نے اُس مین سونا ڈالا یہان تک کہ
وہ بہر گیا اور دوسرے بادل نے ڈالا جو کہ خرمن مین یہانتک کہ وہ بہر گیا ھٰذَا اللفظ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ
امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے اس اثنا مین کہ ایوب غسل کر رہے تہے برہنہ ہو کر کہ اُنپر سونے کی ٹڈیان گرین تو ایوب علیہ السلام اپنے
کپڑے مین لپ بہر کر ڈالنے لگے پہر اُنکے رب عزوجل نے انکو ندا کی اے ایوب کیا مین نے تجھ کو غنی نہین
کیا اس سے جو دیکھتا ہے وہ بولے کیون نہین یارب ولیکن نہین ہے غنا مجھ کو تیری برکت سے اِنْفَرَدَ
بِاِخْرَاجِهِ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِهٖ اور اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یون فرمایا ہے
ووھبنا لہ اہلہ الآیہ حضرت حسن وقتادہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے گھر والون کو بعینہ اُن کے واسطے
زندہ کر دیا اور اُنکے ساتھ اُن کے مثل ور انکو زیادہ دیے قولہ تعالیٰ رَحْمَةً مِّنَّا اٰی بِهٖ یعنی یہ سب ہم

اُسکو دیا واسطے رحمت کی ہماری طرف سے اُسپر اس لیے کہ اُس نے صبر کیا اور ثابت رہا اور رجوع ہوا اور تواضع و عاجزی کی وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ یعنی اور یاد رہنے کو واسطے عقل والون کے تا کہ وہ یہ جان لیین کہ انجام صبر کا کشادگی ہے تنگی سے اور نکلنا ہے سختی سے اور راحت و آرام ہے قولہ تعالی وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی بی بی پر خفا ہوئے تہے کسی کام مین جو اُس نے کیا تہا کہا ہے کہ اُس نے اپنی چوٹی فروخت کی تہی بعوض روٹی کے پہر وہ روٹی اُنکو کہلائی تہی سو اسپر انہون نے اُسکو ملامت کی اور قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی اُنکو شفا دے تو البتہ اسکو مارین گے سو چوٹ قچی کی کسی نے کہا اس کے سوا اور کوئی سبب تہا پہر اللہ عز وجل نے اُنکو شفا دی اور عافیت عطا کی تو اُسکا بدلہ باوجود اس پوری خدمت اور رحمت و شفقت و احسان کے یہ نہ تہا کہ اسکا مقابلہ ضرب کے ساتہہ کیا جائے پس اللہ عز وجل نے اُنکو یہ فتوی دیا کہ ایک ضغث یعنی ضغث کہتے ہین شمراخ کو کہ اس مین سو ٹہنیان ہون پہر اسکو ایک ضرب لگاوین اور اُنکی قسم سچی ہو گئی اور اُس کے توڑنے سے نکلے اور اپنی نذر پوری کی یہ کشایش اور نکاسی اُس شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالی سے ڈرا اور اُسکی طرف رجوع ہوا اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اُنکی یہ مدح و ثنا کی کہ وہ اچہا بندہ ہے بڑا رجوع ہونے والا ہے اور اسی واسطے اللہ جل جلالہ نے یون فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا فقہا مین سے بہت سون نے اس آیت کریمہ کے ساتہہ استدلال کیا ہے کئی مسئلون پر باب الایمان وغیرہ مین اور اُس کے مقتضا کے ساتہ انکو اخذ کیا ہے واللہ اعلم بالصواب کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فائدہ یہہ ہے کہ واذکر عبدنا معطوف ہے واذکر عبدنا داؤد پر حضرت سلیمان کے قصے کو اس طرز پر شروع نہ کیا اس لیے کہ درمیان اُن کے اور حضرت داؤد کے کمال اتصال ہے یہان تک کہ دونون کا قصہ ایک ہی قصہ ہے کلمۂ ایوب عطف بیان ہے عبدنا کا اور اذ نادی ربہ بدل اشتمال ہے عبدنا سے حضرت ایوب فرزند ہین عیصو بن اسحق علیہ السلام کے آنی مسنی الشیطان کو جمہور نے بفتح ہمزہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ حکایت ہے اُنکے کلام کی جس کے ساتہہ اُنہون نے اپنے رب کو پکارا اور اگر اللہ پاک اُنکی حکایت نہ کرتا تو یون فرماتا اِنَّہٗ مَسَّہٗ عیسی بن عمر نے بکسر ہمزہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ قول مقدر ہے یعنی قال انی الخ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے کے ذکر کرنے مین حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ارشاد ہے اس بات کا کہ تکلیفون پر صبر کرنے مین انکا اقتدا فرمائین جمہور نے بنصب کو بضم نون و سکون صاد پڑہا ہے کہا ہے کہ یہ جمع ہے نصب کی جیسے اسد کی جمع اُسد ہے کسی نے کہا کہ یہ ایک لغت ہے نصب مین جیسے رشد و رُشد ابو جعفر وغیرہ نے بضمتین

اور حضرت حسن سے بہی مروی ہے اور ابوحیوہ وغیرہ نے بفتح وسکون یہ سب قراتین ایک معنی مین ہین مختلف
جو ہوئی ہین سو بسبب اختلاف لغات کے ابو عبیدہ نے کہا کہ نصب بفتحتین بمعنے تعب و اعیا ہے یعنی تہکنا
اور باقی قراتون پر بمعنی شر و بلا ہے عذاب بمعنی الم ہے یعنی درد و قتادہ و مقاتل نے کہا کہ نصب جسم مین
اور عذاب مال مین نحاس نے کہا اسمین بعد ہے اُس نے اسی طرح کہا ہے اور اول تفسیر نصب کی ہے معنی لغوی
کے ساتہہ یعنے تعب و اعیا اور تفسیر عذاب کئے ساتہہ اُس شی کی جسپر سے عذاب کا صادق آتا ہے یعنی الم اور یہ
دونون راجع ہین طرف بدن کے امام احمد نے زہد مین اور ابن ابی حاتم و ابن عساکر نے حضرت ابن عباس
سے ایک خبر طویل حضرت ایوب کے قصہ مین روایت کی ہے جسکا اول ہے کہ شیطان آسمان کی طرف چڑہا
پہر عرض کیا یارب تو مجہے ایوب پر مسلط کر دے اللہ پاک نے فرمایا البتہ مقرر مین نے تجہہ کو مسلط کر دیا اُس کے
مال و اولاد پر اور نہین جسم پر تجہہ کو مسلط نہین کیا الحدیث بطولہ اس حدیث مین نکارت شدید ہے سو اسطے
کہ اللہ پاک اپنے انبیاء مین سے کسی نبی پر ایسا قابو اور تسلط عظیم شیطان کو نہین دیتا ہے تس کی نسبت جو
شیطان کی طرف کی باوجود اسکے کہ نصب و عذاب کا مس کرنے والا اللہ پاک ہی ہے سو یا تو اس لیے نسبت
کی کہ جب ایوب علیہ السلام نے شیطان کے وسوسے پر عمل کیا تو اسپر انکو عقاب کیا گیا ساتہہ اُس نصب
و عذاب کے پس کسی نے تو یہ کہا کہ اُنہون نے اپنی کثرت مال کے ساتہہ عجب کیا تہا کسی نے کہا کہ کسی مظلوم
نے اُن سے فریاد رسی چاہی تہی سو اُسکی فریاد رسی نہ کی کسی نے کہا کہ بطریقہ ادب شیطان کی طرف مس
کی نسبت کی کسی نے کہا کہ شیطان نے اُنکے اتباع کے دل مین وسوسہ ڈالا تو انہون نے اُنکو چہوڑا اور اپنے
گہرون سے انکو نکال دیا اس لیے اُسکی طرف نسبت کی کسی نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ شیطان اُنکی حالت
مرض و ابتلا مین مصیبت پر صبر نہ کرنے کی اور بے صبری کرنے کی خوبی کا اُنکے دل مین وسوسہ ڈالتا تہا
ان کے سوا اور قول ہین قولہ تعالی ارکض بر جلک سے اول قول مقدر ہے ای قلنا لہ ارکض کسائی نے
اسی طرح کہا ہے یعنی ہمنے اس سے کہا کہ لات مار اپنے پاؤن سے رکض کہتے ہین پانون سے دفع کرنے
کو جب کوئی اپنے پانون سے سواری کے جانور کو مارتا ہے تو محاورہ عرب مین یون بولتے ہین رکض الدابۃ
مبرد نے کہا کہ رکض بمعنی تحریک ہے اصمعی نے کہا کہ رکضت الدابۃ بولتے مین اور رکضت ہی نہین کہتے ہین
اسواسطے کہ رکض جو ہے حرکت دینا سوار کا ہے اپنے دونون پاؤن کو سواری کا اس مین کوئی فعل نہین ہے
سیبویہ نے یہ حکایت کیا ہے کہ رکضت الدابۃ فرکضت یعنی مین نے سواری کو حرکت دی تو اس نے حرکت
کی جیسے یون بولتے ہین کہ جبرت العظم فجبر یعنی مین نے ہڈی کو جوڑا تو وہ جڑ گئی قولہ تعالی ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ
بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یہی قول مقدر کا معمول ہے تقدیر یہہ ہے فرکض برجلہ فنبعت عین فقلنا لہ ہذا مغتسل الخ

یعنی یعقوب
و فضائل
ذریعہ
حدیث

مغتسل وہ پانی ہے جس سے غسل کیا جاتا ہے اور شراب وہ پانی ہے جس سے پیا جاتا ہے کسی نے کہا مغتسل وہ مکان
ہے جس میں نہاتے ہیں ظاہر نظم کریم یہ ہے کہ نہانا اور پینا ایک چشمے سے تھا قتادہ نے کہا وہ دو چشمے ہیں زمین
شام کی ایک زمین میں جسکو جابیہ کہتے ہیں پس حضرت ایوب ایک چشمے سے نہائے اور اللہ تعالی نے انکی ظاہر کی
بیماری دور کردی اور دوسرے چشمے سے پیا تو اللہ تعالی نے انکی باطن کی بیماری دفع کردی اسی طرح حضرت حسن
نے بھی کہا ہے مقاتل نے کہا کہ ایک بہتا چشمہ پھوٹ نکلا تو اس میں نہائے پس صحیح تندرست نکل آئے پھر
دوسرا چشمہ پھوٹ نکلا تو اس سے شیرین سرد پانی پیا قولہ تعالی وَوَهَبْنَا لَهُ معطوف ہے مقدر پر گویا یوں کہا
گیا فاغتسل وشرب فکشفنا عنہ بذلک ما بہ من ضر ووہبنا لہ اہلہ حاصل معنی یہ ہے کہ ہمنے اس سے کہا کہ اپنے پانون
سے لات مار پھر اسنے لات ماری تو ایک چشمہ نکلا پھر ہمنے اسسے کہا یہ نہانیکا سرد پانی ہے اور پینے کا پھر اسنے
غسل کیا اور پیا تو جو ضرر اسمیں تھا وہ سب ہمنے اس سے دور کردیا اور بخشا ہمنے اسکو گھر والے اسکی کہا ہے کہ اللہ
پاک نے انکو زندہ کردیا بعد اسکے کہ انکو مار ڈالا تھا کسی نے کہا کہ انکو جمع کردیا بعد انکے متفرق ہونے کے
کسی نے کہا کہ انکو غیر مثل انکی پھر انکے ساتھ انکی مثل اور دیے یہی معنی ہیں اس قول کے وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ
پس انکے گھر والے جو ابتلا سے پہلے تھے اب انکے دوگنے ہوگئے رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مفعول
لہ ہے وہبنا کا یعنے اسکے گھر والے اسے بخشے اور اتنے ہی انکے ساتھ اور واسطے رحم کرنے ہمارے کہ اسکو
اور اسیے کہ عقل والے اسکے حال سے نصیحت پذیر ہوں تو سختیوں پر صبر کریں جیسا اسنے صبر کیا اور پناہ
پکڑیں طرف اللہ کے جیسے اوسنے پناہ پکڑی تا کہ وہ انکا نیک انجام کرے جیسا کہ اسکا کیا اسکی تفسیر پورے
طور پر سورۂ انبیا میں گزر چکی ہے دوبارہ اسکے ذکر کی ضرورت نہیں ہے قولہ تعالی وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الآیۃ
معطوف ہے ارکض پر یا وہبنا پر یا تقدیر یہ ہے وقلنا لہ خذ الخ ضغث عثکال نخل ہے مع اسکے شماریخ کے
کسی نے کہا ایک مٹھی گھاس کا گیلا سوکھا ملا ہوا کسی نے کہا ایک گٹھا تینوں اصل مادہ دال ہے مختلطات یعنے جس ضغث ہوگا تو اس میں
جمع مختلط کے معنی ہونگے واحدی فرماتے ہیں الضغث مل الکف من الشجر والحشیش والشماریخ حضرت ابن عباس
کے اس میں تین لفظ ہیں ایک تو یہ کہ الضغث ہو الاثکل دوسرا یہ ہے القبضۃ من المرعی الرطب تیسرا یہ ہے
الحزمۃ حنث بمعنی اثم ہے اسکا اطلاق ہر شے کے کرنے پر ہوتا ہے جسکی ترک پر قسم کہائی گئی ہے یا ترک
پر اس شے کے جس کے فعل پر قسم کہائی ہے اسلیے کہ یہ دونوں اثم میں سبب ہوتے ہیں معنے یہ ہیں اور ہمنے
کہا ایوب سے لے اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا کھجور کی ٹہنیوں کا یا گھاس کا پھر اسسے مار لے اور مت حانث ہو اپنی
قسم میں انہوں نے اپنے مرض میں قسم کہائی تھی کہ اپنی بی بی کو سو مار ماریں گے اسکے سبب میں اختلاف
ہے پس سعید بن مسیب نے کہا سبب قسم کا یہ ہے کہ انکی بی بی جورو لی ان کے پاس لایا کرتی تھیں اس سے زیادہ لائیں

تو وہ انکی خیانت سے ڈری پہر قسم کہائی کہ انکو ماریں گے یحییٰ بن سلام وغیرہ نے کہا کہ شیطان نے انکی بی بی کو
یہ اغوا کیا کہ وہ ایوب علیہ السلام کو اسپر آمادہ کرے کہ وہ ایک بکری کا بچہ ذبح کریں واسطے قربت چاہنے
کے طرف شیطان کے کیونکہ جب وہ یہ کام کریں گے تو اچہے ہوجاینگے اسپر قسم کہائی کہ اُسکو ماریں گے سو
مار جبکہ انکو عافیت ملیگی کسی نے کہا کہ اُنکی بی بی نے اپنا گیسو فروخت کیا تہا بعوض دو روٹی کے جبکہ اُس نے
کوئی شے نہ پائی اور حضرت ایوب اُس گیسو سے لٹکتے تہے جبکہ کہڑے ہونیکا ارادہ کرتے سو اس لیے قسم کہائی کہ انہی
ماریں گے امام احمد نے زہد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابلیس ایک راہ پر بیٹہا اور ایک صندوق
لیا کہ لوگوں کی دوا کرتا ہے پس حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی نے کہا اے اللہ کے بندے یہاں ایک مبتلا
ہے سو کیا تجہے اسکی حاجت ہے کہ تو اُسکی دوا کرے اوسنے کہا ہاں بشرط اسکے کہ اگر میں اُسکو شفا دیدوں
تو وہ یوں کہے کہ تو نے ہی مجہے شفا دی اسکے سوا اور اجرت میں اس سے نہیں چاہتا ہوں پہر وہ حضرت
ایوب کے پاس آئیں اُن سے اسکا ذکر کیا تو وہ بولے تیری خرابی ہو یہ تو شیطان ہے واسطے اللہ کے مجہپر ہے
کہ اگر اللہ مجہے شفا دے تو میں تجہے سو مار ماروں گا پہر جب اللہ نے اُسکو شفا دی تو انکو امر کیا کہ ایک مٹہا
لیویں پہر اُس سے اُسکو ماریں پس اُنہوں نے ایک خوشہ کہجور کا لیا اُس میں سو ٹہنیاں تہیں پہر اس سے
اُسکو مارا ایک ضرب امام احمد وطبرانی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہا کہ بنی ساعدہ میں
ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوئی تو اُس سے کہا گیا کہ تیرا حمل کس سے ہے وہ بولی کہ فلان مُقعد سے پہر مُقعد سے پوچہا
تو بولا کہ اُس نے سچ کہا پس یہ مقدمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہونچایا گیا تو آپنے فرمایا کہ کہجور کا
ایک خوشہ لو جسمیں سو ٹہنیاں ہوں پہر اُسکو ایک ضرب لگاؤ اس حدیث کو اور طریق بہی ہیں علما رحمہم
اللہ تعالیٰ نے اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتہ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے
عام ہے اور جو شخص قسم کہائے تو ایسا کرکے اپنی قسم سے خارج ہوجائے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس
وقت کوئی شخص یوں قسم کہائے کہ لیضربن فلانا مائۃ جلدۃ او ضربا او ضربا شدیدا نہ کہے اور نہ اپنے دل میں
نیت کرے تو اُسکو ایسی ضرب کافی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے ابن منذر نے اُن سے اور ابو ثور و اصحاب
الرائے سے اسکو حکایت کیا ہے عطا کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتہ ایوب علیہ السلام کے اور ابن قاسم نے امام مالک
سے اسکو روایت کیا ہے پہر اللہ پاک نے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف کی یوں ارشاد فرمایا اِنَّا وَجَدْنٰهُ
صَابِرًا یعنی بے شک ہم نے اُنکو پایا صبر کرنے والا اُس بلا پر جسکے ساتہ ہم نے اُسکو مبتلا کیا کیونکہ وہ
مبتلا کیے گئے تہے ساتہ مرض عظیم کے اُن کے جسم میں اور اُن کے مال و اولاد و اہل کے جانے میں
پہر اُنہوں نے صبر کیا رہی یہ بات کہ اُنہوں نے جو اللہ کی طرف شکایت کی جیسے عافیت کی تمنا اور طلب

فسفا سو یہ صبر مین خلل انداز نہین ہے اس لیے کہ یہہ جزع و بے صبری نہین ہے شکایت مذموم وہی ہوتی ہے جبکہ مخلوق
سے ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے مین ایوب راس الصابرین یوم القیامۃ یعنی حضرت ایوب علیہ السلام
قیامت کے دن صابرون کے سردار ہونگے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ یعنی اچھا بندہ ہے ایوب اس لیے کہ بڑا
رجوع ہونے والا ہے طرف اللہ تعالی کے ساتھہ استغفار و توبہ کے بالجملہ جب اللہ پاک حضرت ایوب کے
صبر کا ذکر کر چکا تو حضرت ابراہیم و حضرت اسحق و حضرت یعقوب علیہم السلام کے صبر کا ذکر کیا پس ارشاد
فرمایا وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى
الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ
مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝
مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا
تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا اور یاد کر ہمارے بندون کو ابراہیم
اور اسحق اور یعقوب ہاتہون والے اور آنکہون والے ہمنے امتیاز دیا انکو ایک چنی بات کا وہ یاد اس گہر کی اور وہ
سب ہمارے پاس ہین چنے نیک لوگون مین اور یاد کر اسمعیل کو اور الیسع کو اور ذو الکفل کو اور ہر ایک تہا خوبی
والا یہ ایک مذکور ہو چکا اور تحقیق ڈر والون کو ہے اچہا ٹہکانا باغ ہین بسنے کے کہول رکہے ان کے واسطے دروازے
تکیہ لگائے بیٹہے ان مین منگواتے مین ان مین میوے بہت اور شراب اور ان کے پاس عورتین ہین نیچی
نگاہ والیان عمر کی یہ وہ ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے حساب کے دن پر یہ ہے روزی دی ہماری اسکو نہین نبڑنا
یہ سن چکے **ف** یعنی ہاتہون سے بندگی کرتے اور آنکہون سے قدرتین دیکہہ کر یقین زیادہ کرتے۔
ف الیسع خلیفہ تہے حضرت الیاس کے نبی ہوئے **ف** بہشت مین داخل ہونگے ہر کوئی بن تہائے
اپنے گہر مین چلا جا دیگا انتہی **ف** اللہ پاک اپنے عباد مرسلین و انبیائے عابدین کے فضائل کی خبر دیتا
ہے اور حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ یاد کر ہمارے بندون کو ابراہیم و اسحق و یعقوب کو جو
کہ ہاتہون والے آنکہون والے تہے مراد اس سے عمل صالح و علم نافع ہے اور قوت ہے عبادت مین اور
بصیرت نافذہ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہہ ہے کہ اولی الایدی سے مراد اولی القوۃ ہے
اور ابصار سے مراد فقہ دین مین مجاہد نے کہا اولی الایدی یعنی صاحب قوت اللہ کی طاعت مین اور
ابصار یعنی صاحب بصر و بینائی حق مین قتادہ و سدی نے کہا کہ وہ دیے گئے قوت عبادت مین اور بصر
دین مین قولہ تعالی انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار مجاہد نے کہا یعنے ہم نے انکو کر دیا تہا کہ وہ عمل کرتے
تہے واسطے آخرت کے اس کے سوا اور کوئی ہم و فکر ان کو نہ تہا **ف** غم دین خور کہ غم غم دین ست

ہمہ عنہا فردو ترزین ست ✤ اسی طرح سدی نے بہی کہاہے کہ ذکر انکا واسطے آخرت کی اور عمل انکا اسکو لیے
ہتا مالک بن دینار رضے اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے دنیا کی حب و ذکر کو ان کے دلون سے
کہینچ لیا تہا اور آخرت کی حب و ذکر کے ساتہہ انکو خالص کر لیا تہا اسی طرح عطاے خراسانی نے بہی کہاہے
یہ مالک بڑے زاہد و عابد ہین انکا زہد ضرب المثل ہے چنانچہ حضرت سعدی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ؎
ترا کہ مالک دینار نیستی سعدی ✤ علاج نیست بجز زہد مالک دینار ✤ سعید بن جبیر نے کہا کہ مراد دار سے جنت
ہے فرماتا ہے کہ ہمنے اُسکو خالص کیا ہے واسطے اُنکے بسبب اُنکے ذکر کرنے کے اُسکو دوسری روایت ہیں
ہو کہ ذکری الدار سے مراد عقبی الدار ہے قتادہ نے کہا کہ وہ یاد دلاتے تہے لوگون کو دار آخرت اور اسکے واسطے
عمل کرنا ابن زید نے کہا جعل لہم خاصۃ افضل شئ فی الدار الآخرۃ یعنی اللہ تعالی نے اُنکے واسطے خاص بہتر
شئے رکہی ہے دار آخرت مین قولہ تعالی وَاِنَّہُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَیۡنَ الۡاَخۡیَارِ یعنی بیشک وہ ہمارے
پاس البتہ منتخب و برگزیدہ و نیکون سے ہین پس وہ اخیار پسندیدہ ہین ھٰذَا ذِکۡرٌ یعنی یہ فضل ہے واسطے
اس شخص کے کہ جس مین وہ ہے ذکر ہے واسطے اُس کے جو کہ نصیحت پزیر ہو سُدی نے کہا کہ ذکر سے مراد
قرآن عظیم ہے اللہ پاک اپنے مومن سعید نیکبخت بندون کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اُنکے واسطے دار آخرت
مین حسن مآب ہے مآب بمعنی مرجع و منقلب ہے یعنی اچہی جگہہ رجوع ہونے کی پہر اسکی یہ تفسیر فرمائی جنات عدن
مفتحۃ لہم الابواب الف و لام عوض ہے مضاف الیہ سے ای ابوابہا یعنی باغ ہین اقامت کو رہنے بسنے کے
جس وقت وہ اُنکے پاس آئینگے تو اُنکے واسطے اُنکے دروازے کہولے جائین گے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن
عمر رضے اللہ عنہما سے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین ایک
محل ہے اُسکو عدن کہتے ہین گرد اُس کے بروج و مروج ہین اُس کے پانچ ہزار دروازے ہین نزدیک
ہر دروازے کے پانچ ہزار حبرہ ہین داخل نہ ہوگا اس مین یا ساکن نہ ہوگا اس مین مگر نبی یا صدیق یا شہید
یا امام عدل ابواب جنت ثمانیہ کے ذکر مین بہت سی حدیثین بوجوہ عدیدہ وارد ہوئی ہین قولہ تعالی متکئین
فیہا کہاہے کہ چار زانو تہیہ کہٹون پر بیٹہے ہون گے یدعون فیہا بفاکہۃ کثیرۃ یعنی منگواتے ہین میوے
بہت مطلب ہے کہ جب طلب کرین گے تو پائین گے اور جب ارادہ کرین گے تو حاضر کیئے جائین گے
وشراب کا یہ مطلب ہے کہ شراب کی قسمون سے جس قسم کو چاہین گے خادم لوگ آبخورون مین اور تہیون
مین اُس کو لیکر اُن کے پاس حاضر ہون گے وکاس من معین اور پیالا تہرے شراب کا قولہ تعالی و
عندہم قاصرات الطرف یعنی اُن کے پاس عورتین ہین جو کہ اپنے خاوندون کے سوا غیر سے اپنی نگاہ کو
روکنے والیان ہین خاوندون کے سوا کسی کی طرف التفات نہین کرتی ہین اتراب یعنی سن و عمر مین

برابر ہیں یہ معنی ہیں حضرت ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و محمد بن کعب و سدی کے قول کے هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ
لِيَوْمِ الْحِسَابِ یعنی یہ وصفت جنت کی جسکا ذکر ہوا وہی ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندون سے
وعدہ کیا ہے جسکی طرف وہ جائینگے بعد نشور و قیام کے قبرون سے اور بعد سلامتی کے نار سے پھر اللہ
پاک نے یہ خبر دی کہ جنت میں ہمیشہ رہینگے اسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ انقضا و انتہا فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا
لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ کما قال عز وجل مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وکقولہ جل وعلا عَطَاءً غَيْرَ
مَجْذُوْذٍ وکقولہ تعالیٰ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی غیر مقطوع وکقولہ تعالیٰ اُكُلُهَا دَائِمٌ وَّظِلُّهَا
تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكَافِرِيْنَ النَّارُ اس باب میں بہت سی آیتیں ہیں کذا فی ابن
کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ ابراہیم و اسحق و یعقوب نے جو صبر کیا ان مصیبتون پر جو انکو پہونچین
تو انکی صبر کو یاد کر اور انکی پیروی کر جمہور نے عبادنا جمع پڑھا ہے اور حضرت ابن عباس وغیرہ نے عبدنا
بافراد جمہور کی قرارت پر ابراہیم و اسحاق و یعقوب عطف بیان ہوگا عبادنا کا اور ثانی کی بنیاد پر ابراہیم
عطف بیان ہوگا اور مابعد اسکا معطوف ہوگا عبدنا پر نہ ابراہیم پر کبھی یون کہا جاتا ہے کہ جب عبدنا
سے مراد جنس ہو تو جمع کا اس سے بدل کرنا جائز ہے کسی نے کہا کہ ابراہیم اور مابعد اسکا بدل ہے یا نصب
باضمار اعنی ہے لیکن عطف بیان ظاہر تر ہے اور جمہور کی قرارت واضح تر ابو حاتم و ابو عبید نے اس کو اختیار
کیا ہے ایدی یا تو جمع ہے ید بمعنی دست کی ہاتہ سے اعمال کا کنایہ کیا ہے اس لیے کہ اکثر اعمال کے
ہاتہ ہی سے مزاولت کیجاتی ہے کسی نے کہا کہ جمع ہے ید بمعنی قوت و قدرت کی قتادہ نے کہا کہ انکو عبادت
میں قوت اور بصر دین میں عطا کی گئی تہی واحدی کہتے ہیں کہ مجاہد و سعید بن جبیر و مفسرین اسی کے
قائل ہیں نحاس نے کہا کہ ابصار پر تو اتفاق کیا گیا ہے کہ مراد اس سے بصیرتین ہیں دین و علم مین
رہا ایدی سو اسکی تاویل میں اختلاف ہے پس اہل تفسیر تو یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے قوت ہے دین میں اور ایک
قوم یہ کہتی ہے کہ ایدی جمع ہے ید بمعنی نعمت کی یعنی وہ اصحاب نعم ہیں جنپر اللہ عز وجل نے انعام فرمایا
ہے کسی نے کہا کہ وہ اصحاب نعم ہیں لوگون پر اور اصحاب احسان ہیں طرف انکے اس لیے کہ انہون نے احسان
کیا ہے اور خیر آگے بہیجی ہے ابن جریر نے اسکو اختیار کیا ہے جمہور نے الایدی باثبات حرف یا پڑھا ہے
اور حضرت ابن مسعود وغیرہ نے بغیر یا پس کہا ہے کہ معنی اسکے وہی پہلی قرارت کے معنے ہیں حرف یا
صرف اس لیے حذف کیا ہے کہ کسرہ اسپر دال ہے کسی نے کہا کہ اید بمعنی قوت ہے مگر زمخشری نے کہا وتفسیرہ بالاید
من التایید قلق غیر متمکن انتہے یعنی اید کو تایید سے لینا ایک تفسیر مضطرب ہے جمتی نہیں ہے گویا زمخشری
کے نزدیک قلق صرف اس لیے ہے کہ ابصار کا عطف اید پر ہے سو ابصار اس اید کے مناسب نہیں ہے

جو کہ تائید سے ماخوذ ہے لیکن یہ شبہہ یون دور ہو سکتا ہے کہ اید و ابصار سے حقیقت جوارح مراد نہین ہے کیونکہ ہاتہون والا اور آنکہون والا تو ہر کوئی ہے پہر اس مین مدح کیا ہوئی بلکہ مراد یہی ہے کہ اید کنایہ ہے عمل صالح سے اور ابصار کنایہ ہے اس سے کہ اپنی بصیرت سے غور و فکر کرے اللہ پاک کی قدرتون کو سوچ سمجھے سو اب کسی طرح کا قلق و اضطراب نہین ہے گویا یون کہا اولی القوۃ والتفکر بالبصیرۃ زمخشری بہی اس سے قبل کچہہ اسی طرف مائل ہوئے ہین یہ حاصل ہے سمین کا کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ صاحب اعمال جلیلہ و علوم شریفہ ہین پس اعمال کی تو ایدی کے ساتہہ تعبیر کی اسواسطے کہ اکثر کام ہاتہون ہی سے ہوتے ہین اور معارف کی ابصار سے کیونکہ ابصار اقوی مبادی مین معارف کے حضرت ابن عباسؓ کا ایک لفظ یہ ہے کہ القوۃ فی العبادۃ والابصار الفقہ فی الدین دوسرا لفظ یہ ہے کہ الایدی النعمۃ غرض کہ جب انکا یہ وصف ہوا کہ شرف عبودیت و علو رتبہ علم و عمل مین انکو حاصل ہے تو اسکی یہ علت فرمائی اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ یعنی علم و عمل مین شرف عبودیت و علو رتبہ اس لیے انکو حاصل ہوا تہا کہ اللہ پاک نے انکو امتیاز بخشا تہا ساتہہ ایک جنی بات کے وہ یہی یاد ہے دار آخرت کی بشکلیکہ جو کوئی ذکر کے ساتہہ مخصوص ہو گا اسی کو علم و عمل مین علو رتبہ نصیب ہو گا جمہور نے بخالصۃ کو بہ تنوین بدون اضافت پڑہا ہے اس بناپر کہ مصدر بمعنی خلاص ہے پس ذکری اس سے منصوب ہو گا یا بمعنی خلوص ہے تو اب اُس سے مرفوع ہو گا یا خالصۃ اسم فاعل اپنے باب پر ہے اور ذکری اُس کا بدل ہے یا بیان یا منصوب ہے باضمار اعنی یا مرفوع ہے باضمار مبتدا اور دار یا تو مفعول بہ ہے ذکری کا یا ظرف ہے بنا بر اتساع یا بنا بر اسقاط خافض برہر تقدیر خالصۃ صفت ہے موصوف محذوف کی اور حرف با سببیہ ہے یعنی بسبب خصلت کے ایسی خصلت کہ خالص ہے اُس مین کسی طرح کی ملونی نہین ہے نافع و شیبہ و ابوجعفر و ہشام نے ابن عامر سے باضافت خالصۃ طرف ذکری کے اس بناپر کہ اضافت واسطے بیان کے ہے اس لیے کہ خالصۃ ذکری ہوتا ہے اور کبہی غیر ذکری جس طرح کہ شہاب قبس مین ہے اس لیے کہ شہاب قبس و غیر قبس ہوتا ہے یا اس بناپر کہ خالصہ مصدر مضاف ہے طرف اپنی مفعول کے اور فاعل محذوف ہے اسے بان اخلصوا ذکر الدار و تناسوا عند ذکرہا ذکر الدنیا یعنی باین طور کہ خالص کیا اُنہون نے ذکر دار کا اور بہلا دیا وقت اُس کے ذکر کے ذکر دنیا کا یا مصدر بمعنی خلوص مضاف ہے طرف اپنی فاعل کے مجاہد نے کہا معنی آیت کے یہ ہین استصفیناہم بذکر الآخرۃ فاخلصناہم بذکرہا قتادہ نے کہا کہ وہ بلاتے تہے طرف آخرت کی اور طرف اللہ کے سُدی نے کہا کہ وہ خالص کیے گئے ساتہہ خوف آخرت کی واحدی نے کہا پس جس شخص نے خالصہ کو یہ تنوین پڑہا ہے تو معنی یہ ہون گے کہ کیا ہم نے انکو واسطے ہمارے خالص باین طور کہ خالص ہوا واسطے اُن کے ذکر دار کا اور خالصہ مصدر بمعنی خلوص ہے اور ذکری بمعنی تذکر یعنی خالص ہوا واسطے اُن کے تذکر دار کا اور وہ یہ ہے کہ وہ ذکر کرتے ہین اُس کے واسطے تیار

ہوئیگا اور دنیامین بے رغبتی کرتے ہین اور یہ امر انبیا علیہم السلام کی شان سے ہے رہا وہ شخص جس نے خالصۃ کو ذکری الدار
کی طرف مضاف کیا ہے سو اُس کے نزدیک یہ معنی ہین کہ ہم نے انکو خالص کیا باین طور کہ خالص ہوگئی انکے واسطے
یاد اُس گہر کی اور خالصۃ مصدر مضاف ہے طرف فاعل کے اور ذکری اس معنی کی بنا پر بمعنی ذکر ہے کسی نے کہا کہ ذکری
الدار سے مراد ثناے جمیل ہے دنیامین اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ اللہ پاک نے اس کے ساتھہ انکو خالص کیا
ہے پس انکا غیر دنیامین ذکر نہین کیا جاتا ہے مانند اُس شے کہ جسکے ساتھہ وہ ذکر کیے جاتے ہین اسکے مقوی
یہ آیت ہے وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا قالہ النسفی لیکن اس قول مین بعد ہے ابن جزی نے کہا کہ خلصناہم
کے معنی ہین جعلناہم خالصین لنا یا خصصناہم دون غیرہم اور خالصۃ صفت ہے موصوف محذوف کی ای بخصلۃ خالصۃ
رہا حرف با سو اول کی بنا پر تو واسطے تعلیل کے ہے اور ثانی کی بنیاد پر واسطے تعدیت فعل کے ہے پھر اللہ پاک نے
انکا اور وصف بیان فرمایا وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ اصطفا بمعنے اختیار ہے یعنی برگزیدہ
کرنا اخیار جمع ہے خیر بتشدید کی اور خیر بتخفیف کی جس طرح کہ اموات جمع ہے میّت مشدد و مخفف کی معنی یہہ
ہین انہم عندنا لمن المختارین من ابناء جنسہم من الاخیار یعنی اُن کی ابناء جنس جو نیک لوگ ہین اُن مین سے وہ
چنے ہوئے ہین نزدیک ہمارے اول اللہ پاک نے حضرت اسمعیل کے والد کا اور اُنکے بہائی کا اور ان کے برادر
زادہ کا ذکر کیا بعد اُس کے علیحدہ کرکے اُنکا ذکر کیا یون وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہی بخشنا ہے
اس امر پر کہ جس صبر کا اس جگہہ یاد دلانا مقصود ہے اُس مین وہ انتہا کے درجے کو پہونچے ہوئے ہین اس لیے
خاص کرکے انکا ذکر علحدہ کیا الیسع بن خطوب بن عجوز ہین حضرت الیاس نے انکو بنی اسرائیل پر خلیفہ کیا
پہر نبی ہوئے ذوالکفل کی نبوت و لقب مین اختلاف ہے یہ الیسع کے برادر عم زاد ہین یا حضرت ایوب کے فرزند
ہین اللہ تعالی نے بعد اُن کے والد کے انکو مبعوث کیا اور انکا نام ذوالکفل کہا شام مین مقیم رہے یہان تک
کہ انتقال کیا عمر انکی پچہتر برس کی تہی ذکر الیسع کا سورہ انعام مین اور ذکر ذوالکفل کا سورہ انبیا مین گزر
چکا ہے ان لوگون کے ذکر سے یہ مراد ہے کہ یہ اُن نبیون مین سے ہین جنہون نے صبر کیا اور اللہ تعالے
کے دین مین سختیون کی برداشت کی اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ صبر و تحمل مین
انکی راہ چلین قولہ تعالی وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ یعنی حضرت داؤد علیہ السلام سے لے کر یہان تک جنکا ذکر
گزرا یہ سب اُن نیک بندون سے ہین جنکو اللہ تعالی نے اپنی نبوت کے واسطے پسند کیا اور اپنی خلق سے
انکو برگزیدہ فرمایا پہر جو اوصاف کہ اُن کی خوبیون پر ناطق ہین جنکا ذکر گزر چکا ہے اللہ پاک نے انکی طرف اشارہ
کرکے فرمایا هٰذَا ذِكْرٌ یعنی یہ انکا ذکر جمیل و شرف و بزرگی ہے دنیا مین جس کے ساتھہ وہ ہمیشہ ذکر کیے جاتے
ہین مقصود اس جملے کے لانے سے یہ بات بتانا ہے کہ قصہ پورا ہو چکا اور دوسرا قصہ شروع ہوا ایسا ہے تو انکی مدح

ذکر دنیا مین تہا اب اُن کے اجر جزیل کا بیان شروع کیا جو کہ آخرت مین اُن کے واسطے ہی پس ارشاد
فرمایا وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ یعنی اور بے شک واسطے پرہیزگارون کے مع اس ذکر جمیل وثنا حسن کے البتہ
حسن مرجع ہے آخرت مین مطلب یہ ہے کہ آخرت مین وہ رجوع کرین گے طرف اللہ پاک کی مغفرت و رضوان و
نعیم جنت کو پہر حسن مرجع کا بیان کیا کہ وہ یہ ہے جَنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ اصل مین عدن بمعنی
اقامت ہی جب کوئی شخص مکان مین مقیم ہو تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ عدن بالمکان یعنی باغ ہین رہنے
بسنے کے جن کے دروازے اُن کے واسطے کہلے ہوئے ہین کسی نے کہا کہ عدن ایک محل کا نام ہے جنت
مین حضرت حسن نے فرمایا کہ دروازون سے کہا جائے گا کہ کہل جاؤ تو کہل جائین گے بند ہو جاؤ تو بند ہو جائین
گے کسی نے کہا فرشتے اُن کے واسطے دروازے کہولین گے جمہور نے جنات کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر
کہ حسن مآب سے بدل ہے برابر ہے کہ جنات عدن معرفہ ہو یا نکرہ کیونکہ معرفہ نکرہ سے اور نکرہ معرفہ سے بدل
پڑتا ہے یہ بہی جائز ہے کہ جنات عطف بیان ہو اگر وہ نکرہ ہو اور اگر وہ معرفہ ہو تو جائز نہین ہے مذہب
پر جمہور نحاۃ کے اور بعض نے اسکو جائز کہا ہے یہ بہی جائز ہے کہ نصب جنات کا باضمار فعل ہو کسی نے جنات کو
برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور خبر اسکی مفتحۃ ہے یا اس بنا پر کہ جنات عدن خبر ہے مبتدای
محذوف کی اے ہی جنات عدن قولہ تعالی مفتحۃ لہم الابواب حال ہے جنات سے اور عامل اس مین معنی فعل
کے ہین جو کہ متقین مین ہین اور الابواب نائب فاعل ہے مفتحۃ کا جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَفُتِحَتْ
اَبْوَابُهَا اور رابط درمیان حال و ذو الحال کے ضمیر مقدر ہے یعنی منہا یا الف و لام رابط ہے اس لیے کہ وہ
قائم مقام ضمیر کے ہوتا ہے کیونکہ اصل یہ ہے مفتحۃ لہم ابوابہا کسی نے کہا کہ رفع ابواب کا بنا بر بدل ہے
مفتحۃ کی ضمیر سے جو کہ جنات کے طرف راجع ہے ابو علی فارسی اسی کے قائل ہین اے مفتحۃ ہی الابواب فراء
نے کہا معنے یہ ہین مفتحۃ لہم ابوابہا عرب لوگ الف و لام کو اضافت کا خلیفہ کرتے ہین زجاج نے کہا معنی یہ ہین
مفتحۃ لہم الابواب منہا قولہ تعالی مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا منصوب ہے بنا بر حال لہم کی ضمیر سے اور عامل اس مین مفتحۃ
ہے کسی نے کہا حال ہے یَدْعُوْنَ سے عامل پر اسکو مقدم کر دیا ہے یَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ
یعنی منگائین گے جنتون مین اس حال مین کہ وہ تکیہ لگائے ہون گے اُن مین میوے بہت یعنی میوے کے بہت
سے انواع و اقسام وَشَرَابٍ اور شراب کثیر لفظ کثیر کو یہان سے حذف کر دیا ہے اس لیے کہ اول سے معلوم ہوتا
ہے یعنی اور منگوائین گے بہت سے شراب یہان میوے منگانے پر قصر کیا مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے
کہ جنت والون کے کہانے کی چیزین محض تفکہ و تلذذ کے واسطے ہین نہ اس لیے کہ انکو غذا بنائین جبکہ متکئین
کو ہم کی ضمیر سے حال ٹہیرائین اور مفتحۃ کو اُس مین عامل تو اس صورت مین جملہ یدعون کا مستانفہ ہیگا

واسطے بیان اُن کے حال کے کسی نے کہا کہ جملہ یدعون متکئین کی ضمیر سے حال ہے بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے اہل
جنت کی تفکہ و شراب کا ذکر کیا تو بعد اس کے اس شے کا بیان کیا جو کہ مایہ عیش اور راس لذت ہے یعنی نسوان حسین
وازواج پر تمکین پس ارشاد فرمایا وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ یعنی اُن کے پاس ایسی عورتین ہین جو نگاہ کو
اپنے خاوندون پر روکنے والی ہین اُن کے سوا غیر کی طرف نظر نہین کرتی ہین اسکا بیان سورۂ صافات
مین ہو چکا ہے پھر فرمایا اَتْرَابٌ یعنی وہ سب سن و شباب مین یا حسن و جمال مین برابر ہونگی مجاہد نے کہا
متواخیات یعنی باہم ان کے ایسا برتاؤ ہوگا جیسا بہنون مین ہوتا ہے آپس مین بغض و غیرت و حسد نہ کرین گی
تینتیس برس کی عمر والیان ہونگی کسی نے کہا لذات لہم یعنی مردون کے ہمعمر ہونگی اسواسطے کہ ہمسرون مین
محبت زیادہ تر ثابت ہوتی ہے یا آدہی عمر کی ہونگی اُن مین نہ کوئی بڑہیا ہوگی نہ کمسن بچی اتراب جمع ہے
ترب کی اشتقاق اسکا تراب سے ہے اس لیے کہ بسبب اتحاد انکی مولد کی ایک وقت مین ان کو مٹی چہوتی ہے هٰذَا
مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ یعنی یہ جزا جس کو تمکو وعدہ دیا گیا واسطے روز حساب کے ہے کیونکہ حساب علت ہے
جزا کی طرف پہونچنے کے معنی فی یوم الحساب مین جمہور نے توعدون تا کے خطاب پڑہا ہے بنا بر التفات کے اور
ابن کثیر وغیرہ نے بیائے تحتیہ بنا بر خبر اسکو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے بسبب ان للمتقین کے اس لیے
کہ یہ خبر ہے اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَفَادٍ یعنی یہ نعمتین کرامتین جنتین اور ان کے اوصاف جن کا ذکر
ہوا البتہ ہمارا رزق ہے جسکا ہمنے تم پر انعام کیا اور تمکو عطا فرمایا وہ کبہی منقطع و فنا نہ ہوگا سبحان اللہ بہشت
عنبر سرشت کیا خوب شے ہے جو کہ اپنی اہل سے منقطع نہ ہوگی اللہم ارزقنا بفضلک و کرمک و ان لم نکن لہا اہلا
باعمالنا ولکنک یا سیدنا و مولانا انت لہ اہل فانک اہل التقوی و اہل المغفرہ قولہ تعالی هٰذَا زجاج نے کہا
خبر ہے مبتدائے محذوف کی ای الامر ہذا یعنی بات یہ ہے یا ہذا مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ای ہذا کما ذکر
یا ہذا ذکر پس ہذا پر وقف کیا جائے گا ابن انباری نے کہا یہ وقف حسن ہے پھر وان للطاغین سے ابتدائے
کلام ہوگی بالجملہ اول اللہ پاک نے اہل خیر کی جزا کا ذکر کیا بعد اس کے اہل شر کی جزا کا ذکر فرمایا وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ
لَشَرَّ مَآبٍ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ
هٰذَا فَوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ
لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَى
رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ
تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ اور تحقیق شریرون کے واسطے ہی برا ٹہکانا دوزخ ہے جس مین پیٹہین گے سو کیا بری تیاری ع ۲۴ ۱۲
ہے یہ ہے اب اسکو چکہین گرم پانی اور پیپ اور کچہہ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزین یہ ایک فوج ہے دہستی آتی

تمہارے ساتھہ جگہہ نہ ملیو انکو یہ ہین پیٹہنے والے آگ مین وہ بولے بلکہ تم ہی ہو جگہہ نہ ملیو تمکو تم ہی پیش لائے ہمارے
یہ بلا سو کیا برا ٹہراؤ ہے وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی ہمارے پیش لایا یہ سو بڑہتی دی اسکو مار دونی آگ
مین اور کہین گے کیا ہوا کہ ہم نہین دیکہتے کتنے مردون کو کہ ہم انکو گنتے تہے برے لوگون مین کیا ہم نے انکو
ٹہٹہے مین پکڑا یا چوک گئین ان سے آنکہین یہ بات البتہ ٹہیک ہونی ہے جہگڑا آپس مین دوزخیون کا **ف**
دوزخ کے کنارے پر دوزخیون کو فرشتے لاکر جمع کرتے ہین اس تنگی اور بیقراری مین اگلے پیٹہے پچہلون کو کوسنے
لگے اور اگلے وہ تہے جو دنیا مین سردار تہے پچہلے وہ جو ادنے تہے آپس مین یہ پہٹکار بولین گے **ف** وہان
دیکہین گے سب پہچانے لوگ ادنے اور اعلی دوزخ کے واسطے جمع ہوتے ہین اور جن مسلمانون کو پہچانتے تہے اور سب سے
برا جانتے تہے وہ نظر نہین آتے تو حیران ہوکر کہین گے کہ ہم نے انکو غلط پکڑا تہا ٹہٹہے مین وہ اس قابل نہ تہے
کہ آج دوزخ کے نزدیک نہین یا اس جگہہ ہین پر ہماری آنکہین چوک گئی ہین ہمارے دیکہنے مین نہین آتے انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر کہتے ہین جبکہ اللہ تبارک و تعالی نے سعدا کے مآل و انجام کا ذکر کیا تو بعد اس کے اشقیا کا حال و مآل
و مرجع کا ذکر کیا جو کہ دار معاد و حساب مین ہوگا پس فرمایا یہ سن چکے اور واسطے طاغین کے البتہ بری جگہہ
ہے پہر جانے کی طاغین وہ ہین جو اللہ عز و جل کی اطاعت سے نکلنے والے اور اس کے رسولون کے مخالف ہین
علیہم الصلوۃ والسلام پہر شر مآب کی یہ تفسیر فرمائی کہ وہ جہنم ہے جس مین داخل ہونگے پہر وہ سب طرف سے انکو
ڈہانک لیگا سو کیا بری تیاری ہے یہ ہے اب اسکو چکہین حمیم اور غساق **حمیم** وہ گرم پانی ہے جسکی گرمی انتہا کو پہونچی
ہوئی ہوا اور **غساق** اسکی ضد ہے یعنی وہ سرد جسکی طاقت نہ رکہی جائے مارے اسکی شدت سردی کے اور
درد دہندہ ہو اور اسی لیے اللہ عز و جل نے یون فرمایا ہے وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ یعنی اور اسی قبیل کی
اور چیزین شے اور اسکی ضد ان سے ان کو عذاب کیا جائے گا **امام احمد** نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے
مرفوعا روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اگر ایک ڈول غساق کا دنیا مین ڈالدیا جائے تو دنیا والے بدبو دار
ہوجاوین وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ كَذَا قَالَ وَقَدْ
تَقَدَّمَ مِنْ غَيْرِ حَدِيْثِهٖ وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو
ابْنِ الْحَارِثِ بِهٖ **کعب احبار** کہتے ہین غساق ایک چشمہ ہے جہنم مین جسکی طرف ہر زہریلے سانپ
بچہو وغیرہ کا زہر بہکر آتا ہے پہر وہ جمع کیا جاتا ہے پس آدمی کو لاوینگے تو اس مین ایک ڈوبین گے پہر وہ
نکلے گا اس حال مین کہ اسکی کہال اور گوشت ہڈیون سے گر پڑا ہوگا اور اسکی کہال اور گوشت اسکے دونون
ٹخنون مین اور ایڑیون مین لٹک پڑا ہوگا اور وہ اپنے سارے گوشت کو کہینچتا ہوگا جس طرح کہ آدمی اپنے
کپڑے کو کہینچتا ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ حضرت حسن بصری نے ازواج کی تفسیر مین فرمایا ہے الوان عذاب

العذاب یعنی انواع و اقسام کے عذاب ہونگے اُن کے غیر نے کہا جیسے زمہریر یعنی نہایت کی سردی اور سموم
یعنی باد گرم اور پینا گرم پانی کا اور کہا نار قوم کا اور صعود وہوی یعنی بلندی پر چڑہنا اور وہان سے نیچے گرنا ان کے
سوا اور مختلف و متضاد چیزیں یہ سب اس قبیل سے ہیں جس کے ساتہہ عذاب کیے جائینگے اور اس کے سبب سے
انکی اہانت کیجائیگی قولہ تعالی هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ الآیہ اللہ پاک اہل نار کی باتون کی خبر دیتا ہے جو
ایک دوسرے سے کرینگے کما قال تعالی كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا یعنی سلام کے بدلے ایک دوسرے
کو لعنت کرینگے اور ایک کی دوسرا تکذیب کرے گا اور بعض بعض کے منکر ہونگے پس وہ گروہ جو دوسرے سے قبل
داخل ہوگا جبکہ اس کے بعد کا گروہ دوزخ کے داروغون کے ساتہہ آئے گا جو کہ فرشتگان زبانیہ سے ہیں تو
اول گروہ پچھلے سے کہیگا ہذا فوج مقتحم یعنے یہ گروہ ہے کہ تمہارے ساتہہ داخل ہونیوالا ہے جگہہ نہ ملیو انکو
بے شک پیٹہنے والے ہیں آگ میں یعنی اس لیے کہ یہ دوزخیون سے ہیں تو پچھلے کہینگے بلکہ تمکو جگہہ نہ ملیو انتم
قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا یعنی تمہیں نے ہم کو اس شے کی طرف بلایا جس نے ہمکو اس جگہہ پہونچایا فَبِئْسَ الْقَرَارُ یعنی
کیا برا مستقر و مصیر و منزل ہے بولے ای رب ہمارے جس نے پیش کیا ہمارے واسطے یہ پس تو زیادہ کر اسکو
عذاب دوگنا آگ میں کما قال عز وجل قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا
ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ یعنی واسطے ہر ایک کے تم میں سے عذاب ہے موافق
اسکے قولہ تعالی وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے کفار کے کہ وہ نار میں
گم پائینگے کتنے مردون کو جنکو اعتقاد کرتے تہے کہ وہ گمراہی پر ہیں یہ لوگ مومنین ہیں کفار کے زعم میں کہا
ہمکو کیا ہے کہ ہم انکو ہمارے ساتہہ آگ میں نہیں دیکہتے ہیں مجاہد نے کہا کہ یہ قول ابوجہل کا ہے وہ
کہتا ہے کیا ہے مجہے کہ میں نہیں دیکہتا ہون بلال و عمار و صہیب و فلان و فلان کو یہ ایک مثل ہے ورنہ
سارے کفار کا یہی حال ہے وہ اعتقاد رکہتے ہیں کہ مومنین آگ میں داخل ہونگے پہر جب کفار نار میں
داخل ہونگے تو مومنین کو تلاش کرینگے پہر انکو نہ پائینگے تو کہینگے مالنا لانری رجالا کنا نعدہم من
الاشرار اتخذناہم سخریا ام زاغت عنہم الابصار اپنے نفوس کو محال کے ساتہہ تسلی دینگے کہینگے یا تو شاید
وہ ہمارے ساتہہ ہیں جہنم میں لیکن ہماری نظر انپر نہ پڑی پس اسوقت جان لینگے کہ وہ تو عالی عالی
درجون میں ہیں وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا
وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ
اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ الی قولہ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ قولہ تعالی إِنَّ
ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خبر جو ہم نے تجہے دی کہ دوزخی آپس

جھگڑین گے ایک دوسرے کو لعنت کرینگے البتہ حق ہے اسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے **ف** فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ واسطے اُن لوگون کے جنہون نے طغیان وسرکشی کی اللہ تعالی پر اور اُس کے رسولون کو جھٹلایا البتہ بری جگہہ ہے رجوع ہونے کی جسکی طرف وہ رجوع ہون گے پہر اسکا بیان کیا فرمایا جہنم اسکا نصب بنابر بدل ہے لشر ماب سے یا منصوب ہے اعنی مقدر سے یا عطف بیان ہی بنا بر قول بعض یا منصوب ہے بنا بر اشتغال ای یصلون جہنم یصلونہا یہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنے اس حال مین کہ وہ داخل ہون گے جہنم مین فبئس المہاد کے یہ معنی ہین کہ بری ہی ہے وہ شی جسکو انہون نے اپنے واسطے تیار کیا ہے مہاد بمعنی فراش ہے یعنے بستر ماخوذ ہے مہد صبی سے یا مراد مہاد سے موضع ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس المہاد ہی یعنی برا بچھونا جہنم ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ اُن کے نیچے جو جہنم کی آگ ہو اللہ پاک نے اسکو بچھونے سے تشبیہ دی ہے هٰذَا موضع رفع مین ہے بنابر ابتدا اور خبر اسکی حمیم وغساق ہے بنابر تقدیم وتاخیر اصل عبارت یون ہے ہذا حمیم وغساق فَلْيَذُوقُوهُ فرا وزجاج نے اسی طرح تقدیم کی ہے یعنی اسدن اُن سے یون کہا جائیگا کہ یہ حمیم وغساق ہے پس چاہیے کہ اُسکو چکھین **حمیم** وہ آب گرم ہے جسکی حرارت انتہا کو پہونچی ہو اور **غساق** وہ پیپ ولہو ہے جو کہ دوزخیون کے چمڑون سے بھیگا ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے کہ غسقت عینہ اذا انصبت اور غسقان بمعنی انصباب ہے نحاس نے کہا یہ بہی جائز ہے کہ معنی یہ ہون الامر ہذا یعنی بات یہ ہے جسکا ذکر ہوا اور حمیم وغساق کا رفع اس بنا پر ہو کہ دونون خبر ہون مبتدائے محذوف کی اے ہو حمیم وغساق یہ بہی جائز ہے کہ ہذا کو موضع نصب مین کہین باضمار فعل جسکی تفسیر ما بعد کا فعل کر رہا ہے ای لیذوقوہ ہذا فلیذوقوہ یہ بہی جائز ہے کہ حمیم وغساق کو مرفوع بابتدا رکہین اور خبر اسکے قبل مقدر نکالین ای منہ حمیم ومنہ غساق یعنی اوس عذاب مین سے ایک تو حمیم ہے اور اس مین سے غساق ہے کسی نے کہا غساق وہ شے ہے جو اپنی سردی کے قتل کرے اسی معنی سے رات کو غاسق کہتے ہین اس لیے کہ وہ دن سے زیادہ تر سرد ہوتی ہے کسی نے کہا کہ غساق زمہریر ہے کسی نے کہا منتن یعنی بدبو قتادہ نے کہا وہ ہے جو بدکار عورتون کی شرمگاہ سے اور کافرون کے گوشت اور جسم سے بدبودار پیپ خون بہے گا محمد بن کعب نے کہا وہ نچوڑ ہے دوزخیون کا سدی نے کہا اہل نار کی آنسون ہین جو بہین گے گرم پانی کے ساتھ انکو پلائین گے ابن زید نے بہی اسی طرح کہا ہے مجاہد ومقاتل نے کہا کہ وہ سرد برف ہے جسکی سردی انتہا کو پہونچی ہوگی تفسیر غساق کی بارد کے ساتھ زیادہ تر مناسب ہے ساتھ اس شے کے جسکا لغت عرب مقتضی ہے اور نیز زیادہ تر مناسب ہے ساتھ مقابلہ حمیم کے **اہل مدینہ** واہل بصرہ وبعض کوفیون نے غساق کو تخفیف پڑہا ہے اور یحیی واعمش وحمزہ نے تشدید یہ دو لغت ہین ایک معنی مین جیسا کہ اخفش نے کہا ہے کسی نے کہا کہ دونون کے معنی مختلف ہین پس مخفف تو ایک اسم ہے جیسے عذاب وجواب وصواب

اور شد د اسم فاعل ہے واسطے مبالغہ کے جیسے ضراب و قتال جمہور نے آخر کو مفرد مذکر پڑہا ہے اور ابو عمرو نے اُخَرُ
بضم ہمزہ بنا بر جمع اور جمہور کی قرارت کا انکار کیا ہے اس لیے کہ اُس کے بعد ازواج فرمایا ہے عاصم جحدری نے ابو
عمرو کی قرارت کا انکار کیا ہے اور کہا اگر ویسا ہوتا جیسا ابو عمرو نے پڑہا ہے تو اللہ پاک من شکلہا فرماتا **بالجملہ**
رفع و آخر کا بنا بر مبتدا ہے اور خبر اسکی ازواج ہے یہہ بہی جائز ہے کہ من شکلہ خبر مقدم ہو اور ازواج مبتدا ہے
موخر اور جملہ ملکر خبر ہو آخر کی یہہ بہی جائز ہے کہ آخر کی خبر مقدر ہو اسے ولہم آخر اور جملہ من شکلہ ازواج جملہ مستقل
ٹہیرے پہلی قرارت کی بنا پر معنی آیت کے یہ ہین وعذاب آخر او مذوق آخر او نوع آخر من شکل ذلک العذاب والمذوق
والنوع الاول شکل کے معنے مثل ہین دوسری کی بنیاد پر یہ معنی ہین ومذوقات اُخر او انواع اُخر من شکل ذلک المذوق او
النوع المتقدم شکلہ مین جو ضمیر مفرد آئی سو بنا بر تاویل مذکور کے ہے یعنی من شکل المذکور ازواج کے معنی ہین اجناس و انواع
و اشباہ حاصل معنی آیہ یہہ ہے کہ واسطے دوزخ والون کے حمیم و غساق ہے اور کئی قسمین ہین عذاب کی جو کہ حمیم و غساق
کی مثل ہین **واحدی** کہتے ہین کہ مفسرین نے کہا ہے کہ وہ زمہریر ہے یہ بات جو واحدی نے کہی تمام نہ ہوگی
مگر اس تقدیر پر کہ زمہریر کے انواع مختلف اور اجناس متفاوت ہون تاکہ ازواج کے معنی سے مطابق ہو جاوے یا
اس تقدیر پر کہ معنی یون ہون کہ واسطے ہر فرد کے اہل نار سے ایک زمہریر ہے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ یہ حکایت
ہے قول ملائکہ کی جو کہ دوزخ کے داروغہ ہین مطلب ہے کہ جسوقت کفار کے سردار و پیشوا دوزخ مین داخل ہونگے
اور بعد اُن کے داخل ہونگے اُن کے اتباع تو اسوقت دوزخ کے خزانچی اتباع کی طرف اشارہ کرکے سرداروں
سے کہینگے یہ ایک گروہ ہے کہ داخل ہونے والا ہے تمہارے ساتہہ طرف نار کے ساتہہ شدت و سختی کے قتحام
کہتے ہین کسی شے کے ڈالنے کو کسی شے مین ساتہہ سختی کے اس لیے کہ فرشتے لوہے کی موگریون سے مارینگے
یہانتک کہ ان موگریون کے خوف کے مارے وہ خود اپنے آپ کو آگ مین گہسا دینگے کسی نے کہا کہ اقتحام
کہتے ہین رکوب شدت کو اور شدت مین داخل ہونے کو مختار مین ہے قحم فی الام یعنی اُس نے اپنی جان کو اُس
مین پہینکدیا بدون فکر کے یعنی بے دہڑک اُس مین ڈالدیا باب اُسکا خضع ہے اقحم فرسہ النہر فانقحم کے معنی یہ ہین
کہ فلان نے اپنا گہوڑا نہر مین داخل کیا تو وہ داخل ہو گیا و اقتحم الفرس النہر یعنی گہوڑا نہر مین داخل ہو گیا +
بالجملہ جب فرشتے سردارون سے قول مذکور کہینگے تو سردار اُس کا یہ جواب دینگے لَا مَرْحَبًا بِهِمْ یعنی
اپنے اتباع کو بد دعا دینگے کہ اُن کے منازل آگ مین فراخ نہ ہون رحب یعنی فراخی ہے معنی یہ ہین کہ اُن کی
کچہہ تعظیم و تکریم نہ ہو مقصود اللہ پاک کا اس بیان سے خبر دینا ہے اس بات کی کہ کافرون مین باہم محبت و دوستی منقطع
ہو جاوے گی اور جو دوستی اُن مین تہی وہ عداوت و دشمنی بنجاوے گی جملہ لا مرحبا بہم دعائیہ ہے اسکا کوئی محل اعراب
نہین ہے سمین نے کہا کہ مرحبا مین دو وجہین ہین دونون مین سے ظاہر تر یہ ہے کہ فعل مقدر کا مفعول ہے

ای لا اتیتم مرحبا یا لا سمعتم مرحبا یعنی تم نہ آؤ جاے فراخ کو یا نہ سنو تم مرحبا کو دوسری یہ کہ منصوب ہے بنا بر مصدر ابو البقا
نے کہا اسے لا رحبتکم دارکم مرحبا بل ضیقا یعنی فراخ نہ ہو تمکو تمہارا گھر فراخ ہونے کر بلکہ تنگ ہو جملہ منفیہ یا تو
مستانفہ ہے تنگی مکان کی بد دعا کرنے کے واسطے لایا گیا ہے اور بہم کا کلمہ بیان ہے انکا جن پر بد دعا کی
گئی یا حالیہ ہے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ دعا ہے حالانکہ دعا حال نہین پڑتی ہے اسکا یون جواب دیا کہ
یہان قول مقدر ہے ای مقولا فی حقہم لا مرحبا بہم کسی نے کہا کہ تتمہ کلام خازنین سے ہے لیکن قول اول اولی ہے
جس طرح کہ کلام اتباع جو آیندہ آتا ہے اسپر دال ہے غرضکہ سردارون نے جو اتباع کے حق مین لا مرحبا
بہم کہا اسکی یہ علت ذکر کی کہ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ یعنی انکو مرحبا نہو اسواسطے کہ انکو تو آگ مین ضرور ہی بیٹھنا ہے
جسطرح کہ ہم اس مین بیٹھے اور وہ اس کے مستحق ہین جیسے ہم اسکے مستحق ہوئے پھر مثلا کسی نے کہا کہ جب سردارون
نے قول مذکور کہا تو اتباع نے انکو کیا جواب دیا سو قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ جملہ مستانفہ اس سوال
کا جواب ہے یعنی جبکہ اتباع نے رؤسا کی بات سنی تو ان سے یہ کہا بلکہ تمہین زیادہ تر مستحق ہو اس بات کے جو تمنے ہم
سے کہی پھر اسکی یہ علت بیان کی کہ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا یعنی تمکو مرحبا نہو اس لیے کہ تمہین نے تو پیش کیا
عذاب کو یا نار مین بیٹھنے کو واسطے ہمارے اور تمہین نے ہمکو اس مین ڈالا اور ہمکو اسکی طرف بلایا اس لیے
کہ تم ہم سے یہ کہتے تہے کہ حق وہی ہے جسپر تم قائم ہو اور انبیا جس شے کو لیکر آئے ہین وہ سچے نہین مین
فَبِئْسَ الْقَرَارُ یعنی پس برا قرارگاہ جہنم ہے واسطے ہمارے اور تمہارے پھر اللہ پاک نے اتباع کی طرف
سے حکایت کی کہ انہون نے بعد قول مذکور کے ایک اور بات کہی وہ یہ ہے قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا
الآیہ یعنی بولے اے رب ہمارے جس نے ہمکو اسکی طرف بلایا اور اسکو ہمارے واسطے جائز رکہا فراء نے
کہا معنی یہ ہین جسنے ہمارے واسطے اسکو جائز رکہا اور اسکا طریقہ نکالا کسی نے کہا یہ معنی ہین جس نے پیش کیا
ہمارے لیے اس عذاب کو بسبب اسکے بلانے کے ہمکو طرف کفر کے تو تو زیادہ کر اسکو عذاب ضعف نار مین یعنی
ایک عذاب تو بسبب اسکے کفر کے اور ایک عذاب بوجہ اسکے کہ اس نے ہمکو بلایا طرف کفر کے اب یہ عذاب ضعف
ہوگیا اسی کی مثل یہ آیت ہے رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ ضعف یہ ہے کہ ایک شے پر اسکا مثل زیادہ
ہوجائے عذاب ضعف کے یہ معنی ہین کہ عذاب صاحب ضعف کسی نے کہا کہ اس جگہہ مراد ضعف سے سانپ بچھو ہین
حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اے افاعی وحیات قولہ تعالی وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا الآیہ منجملہ قول رؤسا کفار
ہے یا منجملہ قول طاغین جنکا ذکر ہوچکا ہے یعنی کفار مکہ جیسے ابوجہل و امیہ بن خلف و اصحاب قلیب بدر کہین گے
اس حال مین کہ وہ دوزخ مین ہونگے کیا ہے ہمکو کہ ہم نہین دیکہتے ہین کتنے مردون کو جنکو ہم شمار کرتے تہے
رذیلون مین سے کہ جنکے واسطے نہ کوئی خیر و خوبی ہے نہ کسی طرح کا نفع مومنین کا نام اشرار اس لیے رکہا کہ

وہ اُن کے دین کے خلاف پر تھے کلبی نے کہا کہ وہ نار مین نظر کرین گے تو مومنین کو جو اُن کے مخالف تھے اپنے ساتھ
نہ دیکھین گے اُسوقت یہ بات کہین گے کسی نے کہا کہ انکی مراد رجال سے فقرا مومنین ہین جیسے عمار وخباب وصہیب
وبلال وسالم وسلمان کسی نے کہا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی العموم مراد ہین اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا
اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کیا ہمنے پکڑا انکو ٹھٹھے مین اندر دنیا کے سو ہمنے خطا کی یا چوک گئین
اُن سے آنکھین سو ہمنے انکی جگہہ نجانی یہ انکار جو استفہام سے سمجھا جاتا ہے متوجہ ہے طرف ہر ایک کے ان دو امر سے
حضرت حسن نے فرمایا ہر ایک امر انہون نے کیا پکڑا انکو ٹھٹھے مین اور چوک گئین اُن سے آنکھین انکی فرا نے کہا
استفہام اس جگہہ بمعنے توبیخ وتعجب ہی ابو عمرو وغیرہ نے بحذف ہمزہ اتخذنا ہم پڑہا ہے وصل مین اس قراءت
مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ کلام خبر محض ہو اور جملہ محل نصب مین صفت ثانیہ ٹھیری رجالا کی دوسرا یہ ہے
کہ مراد استفہام ہو اور اسکا ہمزہ حذف کیا گیا اس لئے کہ کلمہ ام اسپر دال ہے پس ام پہلی وجہ پر تو منقطعہ بمعنی بل و
ہمزہ ہوگا یعنی بلکہ کیا چوک گئین اُن سے آنکھین باین معنی کہ وہ اپنی جانون کو توبیخ کرتے ہین ٹھٹھا کرنے
پر پہر اس سے اضراب انتقال کیا اس طرف کہ اپنی جانون کو سرزنش کرتے ہین ان کے حقیر جاننے پر اور دوسری
وجہ پر ام متصلہ ہوگا باقی قرا نے بہمزہ استفہام پڑہا ہے اُنکی وجہ سے ہمزہ وصل کا گر گیا ہے اس صورت مین
جملہ کا کوئی محل اعرابی نہین ہے اور اسمین وہ توبیخ کرتے ہین اپنی جانون کو دونون امر پر ایک ساتھہ کیونکہ ام
اس قراءت کی بنا پر واسطے تسویہ کے ہے ابو جعفر وغیرہ نے سخریا بضم سین پڑہا ہے اور باقی قرا نے
بکسر سین ابو عبیدہ نے کہا کہ جس نے مکسور پڑہا ہے تو اُس نے اسکو ہزا سے ٹھیرایا ہے اور جس نے مضموم پڑہا
ہے اُس نے اسکو تسخیر سے قرار دیا ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ یعنی یہ حکایت انکے حال کی جس کا
ذکر ہوا البتہ واقع وثابت ہی اور دار آخرت مین ہرگز مختلف ہوگی تخاصم اہل النار خبر ہے مبتدا محذوف
کی اور جملہ بیان ہے ذلک کا یا بیان ہے حق کا یا بدل ہے اُس سے یا بدل ہے ذلک کے محل سے یہ بہی جائز
ہے کہ خبر بعد خبر ہو یہ سب تقریر جمہور کی قراءت پر ہے جو کہ بضم تخاصم ہے یعنی یہ امر جسکی اللہ تعالی نے انکی
طرف سے حکایت کی ہے البتہ حق ہے ضرور ہے یہ کہ وہ اُس کے ساتھہ کلام کرین گے اور وہ جھگڑنا ہی
اہل نار کا نار مین اور جو بات رؤسا کہین گے اتباع سے اور جو بات اتباع کہین گے رؤسا سے مطلب تو صرف اتنا ہی
کہ تخاصم اہل نار کا حق ہے لیکن اس مضمون کو یون ادا کیا کہ اول ابہام کیا ذلک لحق فرمایا پہر دوبارہ اسکا بیان
کیا کہ تخاصم اہل النار سو اسمین زیادت تقریر ہے تخاصم کی ابن ابی عبلہ نے بنصب تخاصم پڑہا ہے اس بنا پر
کہ بدل ہے ذلک سے یا اعنی مقدر کا مفعول ہے ابن سمیفع نے تخاصم بصیغہ فعل ماضی پڑہا ہے اس بنیاد پر جملہ مستانفہ
ہوگا اب رہی یہ بات کہ رؤسا واتباع کے باہم جو تقریر ہے اسکا نام تخاصم رکہا سو اسکی یہ وجہ ہی کہ رؤسا کا

اتباع سے لا مرحبا بہم کہنا اور اتباع کا روسا سے بل انتم لا مرحبا بکم کہنا باب خصومت سے ہے بالجملہ پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ ایک ایسی بات کہدین جو کہ جامع ہو درمیان تخویف کی اور ارشاد کی طرف توحید کے پس فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ تو کہہ مین تو یہی ہون ڈر سنانے والا اور حاکم کوئی نہین مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے کہ تم اسکو دہیان مین نہین لاتے مجہہ کو کچہ خبر نہ تہی اوپر کے مجلس کی جب آپسمین تکرار کرتے ہین مجھکو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور نہین مین ڈر سنانے والا ہون کہولکر **ف** یعنی قیامت کا احوال یا اس دین کا نازل ہونا **ف** یعنی اعلی فرشتے جو تدبیرین کرتے ہین مجھکو کیا خبر تہی کہ تم پاس بیان کرتا اللہ کی وحی سے کہتا ہون اس مجلس میں جھگڑا نہین مگر ہر کوئی اپنے کام کی تکرار کرتا ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ جو لوگ اُس کے منکر ہین اُس کے ساتہہ شرک کرنے والے ہین اُس کے رسول کو جہٹلانے والے ہین اُن سے کہدین کہ مین تو یہی ہون ڈر سنانیوالا ویسا نہین ہون جیسا تم خیال کرتے ہو اور نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ واحد قہار یعنی اسی اکیلے نے ہر شے کو مقہور و مغلوب کیا ہے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اُس شی کا جو اُن کے بیچ ہے یعنی وہ اس سب کا مالک ہے اور اسمین تصرف کرنے والا ہے عزیز غفار ہے یعنی بڑا بخشنے والا ہے باوجود اپنی عظمت و عزت کے قل ہو نبأ عظیم تو کہدے یہ ایک خبر عظیم و شان بلیغ ہے یعنی اللہ تعالی کا مجہہ کو بہیجنا طرف تمہارے پہر تم اُس سے معرض ہو یعنی غافل ہو مجاہد و قاضی شریح و سُدی نے کہا کہ نبأ عظیم سے مراد قرآن شریف ہے قولہ تعالی مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وحی نہ ہوتی تو مین کہان سے جانتا اختلاف ملا اعلی کا شان مین آدم علیہ السلام کے اور باز رہنا ابلیس کا اُن کے واسطے سجدہ کرنے سے اور جھگڑنا اُسکا اپنے رب سے انکی فضیلت دینے مین اُس پر اب ہی وہ حدیث جسکو امام احمد نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رُک رہے ہم پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک صبح نماز صبح سے یہان تک کہ ہم قریب ہوئے تہے اسکے کہ کنارہ سورج کا دیکہہ لین پہر آپ جلدی کرتے نکلے تو نماز کی تکبیر کہی گئی پہر آپ نے نماز پڑہی اور اپنی نماز مین اختصار فرمایا پہر جب سلام پہیرا تو فرمایا کما انتم یعنی جیسے بیٹہے ہو ویسے ہی بیٹہے رہو پہر ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا بے شک مین کہڑا ہوا رات کو تو مینے نماز پڑہی جس قدر میرے لیے مقدر کی گئی تہی پہر مین اونگہ گیا اپنی نماز مین یہان تک کہ مین بیدار ہوا تو ناگاہ میرا رب عز و جل ہے خوب ترین صورت مین پس فرمایا اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا تو

جانتا ہے کہ کس بات مین جہگڑتے ہین ملاء اعلی مین نے عرض کیا یارب مین نہین جانتا ہون تین بار اسکا اعادہ کیا
پہر مین نے اُسے دیکہا کہ رکہدی اُس نے اپنی ہتیلی درمیان میرے دونون شانون کے یہان تک کہ پائی مین نے اُس کے
پیرون کی خنکی درمیان اپنے سینے کے پس ظاہر ہوگئی واسطے میرے ہر شے اور مین نے پہچان لیا پہر فرمایا اے
محمد کس شے مین جہگڑتے ہین ملاء اعلی مین نے عرض کیا کہ کفارات مین فرمایا اور کیا ہین کفارات مین نے عرض
کیا کہ اٹہانا قدمون کا طرف جماعتون کے اور بیٹہنا مسجدون مین بعد نمازون کے اور کامل کرنا وضو کا
وقت کراہیات کے فرمایا اور کیا ہین درجات مین نے عرض کیا کہلانا کہانے کا اور نرم کرنا بات کا اور نماز اس حال
مین کہ لوگ سوتے ہون فرمایا سوال کر مین نے عرض کیا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ
وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَةً بِقَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْأَلُكَ
حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک
یہ حق ہے سو تم اسکا درس کرو اور اسکو سیکہو بس یہ حدیث منام مشہور ہے اور جس نے اسکو بیداری مین
ٹہیرایا اُس نے مقرر غلطی کی اور یہ حدیث سنن مین کئی طریق سے ہے وَهٰذَا الْحَدِيْثُ بِعَيْنِهٖ قَدْ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ جَهْضَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَمَامِيِّ بِهٖ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یہ اختصام وہ اختصام نہین
ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے کیونکہ اسکی تو تفسیر کی گئی ہے رہا وہ اختصام جو قرآن شریف مین ہے سو اسکی بعد کو
تفسیر فرمائی گئی ہے وہ تفسیر یہ ہے اذ قال ربک للملائکۃ الآیہ **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے تو کہدے
کہ مین تو یہی ہون ڈرانے والا تمکو اللہ کے عذاب و عقاب سے ساحر و شاعر نہین ہون جیسا تم نے دعوی کیا ہے اور
خوشخبری سنانے والا ہون انذار پر صرف اس لیے قصر کیا کہ آپکی گفتگو کفار کے ساتھہ ہے اور انکو یہی انذار مناسب ہے
اور نہین ہے کوئی معبود جو کہ عبادت کا مستحق ہو مگر اللہ ایک جسکا کوئی شریک نہین ہے قہار ہے ہر شے
کا جو اس کے سوا ہے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو مخلوقات انکے درمیان مین ہے عزیز ہے کہ کوئی غلبہ
کرنے والا اسپر غلبہ نہین کرسکتا ہے بڑا بخشنے والا ہے اسکو جو اُنکی اطاعت کرتا ہے کسی نے کہا معنی عزیز کے
منیع ہین یعنی وہ ایسا ہے کہ اُسکا کوئی مثل نہین ہے غفار کے یہ معنی ہین کہ اپنے خلق کے گناہون کا بڑا چہپانے
والا ہے پہر اللہ پاک نے آپکو امر کیا کہ اُن کے ڈرانے مین مبالغہ کرین اور اُن کے واسطے امر کی عظمت و جلالت
بیان کرین یون کہین کہ ہو نبأ عظیم یعنی جس عقاب سے مینے تمکو ڈرایا اور جو توحید مین نے تمہارے واسطے کہولکر
بیان کردی یہ ایک خبر عظیم و نبأ جلیل ہے جسکی شان سو یہ ہے کہ اسکی تعظیم و تکریم اور اہتمام و اعتنا کیا جائے اُس کے
امر کرنے مین اور اسکے امر کی بجا آوری مین اور اسکو خفیف و سُبک نہ سمجہا جائے اسی کے مثل یہ آیت کریمہ ہے
عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ نبأ عظیم قرآن کریم ہے کیونکہ یہ ایک بڑی خبر ہے

اس واسطے کہ اللہ عزوجل کا کلام ہے زجاج نے کہا تو کہہ کہ وہ خبر جسکی مین نے تمکو خبر دی ایک خبر عظیم ہے مراد انکو ان
کے قصے ہین جنکی آپنے انکو خبر دی یہ دلیل ہے آپکے صدق و نبوت پر کیونکہ آپنے اُسکو نہین جانا مگر اللہ تعالی کی وحی
سے جملہ انتم عنہ معرضون صفت ثانی ہے نبا کی یعنے ایسی خبر عظیم ہے کہ اس سے تم اعراض کرنے والے ہو یا جملہ
مستانفہ ہے یہ جملہ کفار کی توبیخ و سرزنش کے واسطے ہے کیونکہ انہون نے اُس سے اعراض کیا اور اسمین فکر
و غور نکی کہ اُس کے صدق و راستی کو جانین اور جس بعث کا انکار کیا ہے اسکو اُس سے استدلال کرین
جملہ ما کان لی الآیہ استینافی ہے اس بات کو ثابت کرنے کو لایا گیا کہ وہ نبا عظیم ہی وارد ہے طرف سے اللہ
پاک کو اپنے اخبار سے ایک خبر تفصیل سے ذکر فرماتا ہے بغیر اسکے کہ اُسکے ساتھہ کوئی سابقہ معرفت کا ہو یا کوئی سبب
معرفت کو اسباب عادی سے جسکی مباشرت کی ہو اس لیے کہ یہ ایک کھلی حجت دال ہے اسپر کہ یہ بطریق وحی
کے ہی پاس سے اللہ تعالی کے اور اسکے باقی اخبار بھی ایسے ہی ہین حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیم صلا غیب
نہین جاننے ہین مگر وہ شے جسکی اللہ پاک کی جہت سے انکی طرف وحی کیجاتی ہے ملأ اعلی سے مراد فرشتے ہین
ابو السعود نے اتنا زیادہ کیا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ لعنۃ الملک العلام بالملا الاعلی متعلق
ہے علم سے اس بنا پر کہ علم کو معنے احاطہ کا متضمن کیا ہے اذ متعلق ہے محذوف سے اور ضمیر یختصمون مین
راجع ہے طرف ملأ اعلی کے اے ما کان لی فیما سبق علم بوجہ من الوجوہ بحال الملا الاعلی وقت اختصامہم یعنی
نہین تہا مجھکو زمانہ سابق مین کسی طرح کا علم ملأ اعلی کا وقت اُن کے جھگڑنے کے اور جو خصومت انکی آپسمین
مین ہوئی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے باب مین تہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہین کہ جس
وقت فرشتون سے حضرت آدم کی پیدایش کا مشورہ لیا گیا تو اُس مین جھگڑے اور کہا زمین مین
کوئی خلیفہ مت بنا دوسرا لفظ یہ ہے کہ یہ خصومت شان مین آدم علیہ السلام کے تہی جبکہ بولے کیا تو کرتا
ہے اُسمین اُس شخص کو جو فساد کرے گا اُس مین کسی نے کہا کہ یختصمون مین ضمیر راجع ہے طرف قریش کے یعنی قریش
جھگڑتے ہین فرشتون مین بعض تو کہتے ہین کہ وہ دختران خدا ہین اور بعض کچھہ اور کہتے ہین لیکن قول اول
اولی ہے جملہ ان یوحی الی الا انما انا نذیر مبین معترضہ ہے درمیان اختصام مجمل ملأ اعلی کے اور اسکی تفصیل کے
جو اس قول مین ہے اذ قال ربک الآیہ فراء نے کہا معنی یہ ہین نہین وحی کی جاتی ہے طرف میرے مگر یہ
کہ مین ڈرانے والا ہون مبین بیان کرتا ہون مین واسطے تمہارے وہ فرائض و سنن جنکو
تم کرو اور وہ حرام و معصیت جسکو تم چھوڑو کہا گویا تمنے یون کہا کہ نہین وحی کی جاتی ہے طرف
میرے مگر ڈرانا جمہور نے بفتح ہمزہ انما پڑہا ہے اس بنا پر کہ وہ اور جو اُس کے تحت مین ہے محل
رفع مین ہے اس لیے کہ نائب فاعل ہے اے ما یوحی الی الا الانذار یا الا کونی نذیرا مبینا یا بمحل النصب

مین ہے یا جر مین بعد اسقاط لام علت کے اور نائب فاعل اس بنا پر جار و مجرور ہے **ابو جعفر** نے بکسر ہمزہ پڑھا ہے سو اسطے
کہ وحی مین معنی قول کے ہین اور وہ قائم مقام فاعل کے ہے بطریق حکایت گویا یون کہا گیا ما یوحی الی الا ہذہ
الجملۃ المتضمنۃ لہذا الاخبار و ہو ان اقول لکم انما انا نذیر مبین **قصر** اس جگہہ اضافی ہے یعنی نہ ساحر ہون اور نہ کاذب
ہون جیسا تم نے زعم کیا ہے انذار کو خاص کرکے اس لیے ذکر کیا ہے کہ کلام مشرکون کے ساتہہ ہے اور انکا
حال انکے ساتہہ مقصور ہے انذار پر چنانچہ اول گزر چکا ہے **بالجملہ** جبکہ اللہ پاک نے سابق مین جہگڑنا فرشتون
کا اجمالا ذکر کیا تو یہان اسکی تفصیل ذکر فرمائی اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا
سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ
لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مین بناتا ہون ایک انسان
مٹی کا پہر جب ٹہیک بنا چکون اور پہونکون اُس مین ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اُس کے آگے سجدہ مین پہر سجدہ
کیا فرشتون نے سارے اکہٹے مگر ابلیس نے غرور کیا اور تہا وہ منکرون مین فرمایا اے ابلیس تجہکو کیا اٹکاؤ ہوا
کہ سجدہ کرے اُس چیز کو جو مین نے بنائی اپنے دونون ہاتہہ سے یہہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تہا درجے مین بولا مین
بہتر ہون اُس سے مجہہ کو بنایا تو نے آگ سے اور اُسکو بنایا مٹی سے فرمایا تو تو نکل یہان سے کہ تو مردود ہوا اور
تجہہ پر میری پہٹکار ہے اُس جزا کے دن تک بولا اے رب مجہکو ڈہیل دے جسدن تک مردے جیوین فرمایا تجہکو
ڈہیل ہے اُسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی مین گمراہ کرونگا ان سبکو
مگر جو بندے ہین تیرے ان مین چنے ہوئے فرمایا تو ٹہیک بات یہ ہے اور مین ٹہیک ہی کہتا ہون مجہکو بہرنا ہے دوزخ
تجہسے اور جو اُن مین تیری راہ چلے اُن سے سارے **ف** ایک یہ بہی فرشتون کی تکرار تہی جو بیان فرمایا +
ف اپنی ایک جان یعنی آب و خاک کی نہین بنی غیب سے آئی **ف** یہ جن تہا وہ اکثر خدا کے حکم سے منکر تہے
لیکن اب رہنے لگا تہا فرشتون مین **ف** دونون ہاتہون سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتہہ سے اور روح کو غیب کے
ہاتہہ سے اللہ غیب کی چیزین بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزین ایک طرح کی قدرت سے
انسان مین دونون طرح کی قدرت خرچ کی **ف** آگ گرم ہے پرجوش مٹی سرد ہے خاموش اُس نے اسکو خوب
سمجہا اللہ نے اُسکو پسند کیا **ف** یعنی تب تک پہٹکار بڑہتی جاوے گی تیرے اعمال سے یہان سے نکل یعنی
بہشت سے فرشتون کی صحبت مین جاتا تہا اب نکالا گیا انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک

ہ بای معنی یا یوحی الی الا انما انا نذیر مبین قالہ البیضاوی ۱۲ منہ

وتعالی نے اس قصے کو سورۂ بقرہ واول سورۂ اعراف وسورہ حجر وسبحان وکہف مین اور یہان ذکر فرمایا ہے وہ یہ
ہے کہ اللہ پاک نے قبل خلق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرشتون کو اس بات کا اعلام کیا کہ وہ ایک بشر پیدا
کریگا کہنکہناتے سنے ہوئے گارے سے جسوقت کہ اُسکے پیدا کرنے اور ٹہیک بنانے سے فارغ ہو چکے تو چاہیے
کہ واسطے اکرام واعظام واحترام کے اسکو سجدہ کرین اور واسطے امتثال امر اللہ عزوجل کے سو سارے فرشتون نے تو اس
حکم کا امتثال کیا سوائے ابلیس کے اور وہ انکی جنس سے نہ تہا جنین سے تہا پس اُسکی طبیعت وجبلت نے اُسکی خیانت کی بہحالا
مین کہ سب حالتون سے بڑہ کر اسکی طرف محتاج تہا سو اسنے آدم کے سجدہ کرنے سے عار کیا اور انکی باب مین اپنے رب عزوجل
سے جہگڑا اور دعوی کیا کہ آدم سے بہتر ہے کیونکہ وہ تو بنایا گیا آگ سے اور آدم بنائے گئے مٹی سے اور آگ بہتر ہے مٹی سے اُس کے
زعم مین حالانکہ اسنے اس مین خطا کی اور اللہ تعالے کے امر کا مخالف ومنکر ہوا پس اللہ عزوجل نے اسکو دور کیا اور اُسکی ناک کو خاک مین
آلودہ فرمایا اور اپنے باب رحمت ومحل انس وحضرت قدس سے ہنکال دیا اور اُسکا نام ابلیس کہا یہ بات بتلانے کو کہ وہ رحمت
سے ناامید کیا گیا اور آسمان سے اسکو مذموم ومدحور کر کے زمین کی طرف اُتار دیا پہر اس نے روز بعث تک مہلت کا
سوال کیا تو حلیم نے اسکو مہلت دی کون حلیم جو کہ اپنے عاصی پر جلدی نہین کرتا ہے پہر جب وہ قیامت تک ہلاک سے بے
خوف ہو تو تمرد و سرکشی کی اور کہا فَبِعِزَّتِكَ الآیہ کما قال تعالی أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ یہ قلیل وہی ہین جنکا اس آیت مین استثنا کیا ہے إِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا قولہ تعالی قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ الآیہ ایک جماعت
نے جنمین سے مجاہد ہین حق اول کو برفع پڑہا ہے اور مجاہد نے اسکی یہ تفسیر کی ہے کہ انا الحق والحق اقول یعنی مین حق ہون
اور حق کہتا ہون ایک روایت مین اُن سے یہ ہے الحق منی واقول الحق یعنی حق مجہ سے ہے اور مین حق کہتا ہون دوسرون
نے بنصب ہر دو حق پڑہا ہے سدی نے کہا یہ ایک قسم ہے کہ اللہ پاک نے اس کے ساتہہ قسم کہائی ہے حافظ ابن کثیر
کہتے ہین کہ یہ آیت مثل اس آیت کہ ہے وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝
وکقولہ تعالی اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا - قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ۝ تو کہہ
مین مانگتا نہین تمسے اُسپر کچہہ نیگ اور مین نہین آپکو بنانیوالا یہ تو ایک سمجہوتی ہے سارے جہان والون کو اور معلوم کر لوگے
اسکا احوال تہوڑی دیر کے پیچہے انتہی **ف** اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان مشرکون سے کہدے
کہ مین اس رسالت کی پہونچانے پر اور اس خیر خواہی پر تمسے مزدوری نہین مانگتا ہون کہ تم دنیا کے سامان واسباب سے مجہے
دو اور مین نہین ہون متکلفین سے یعنی اور زیادہ نہین کرتا ہون اُس شئے پر جس کے ساتہہ اللہ تعالی نے مجہے بہیجا ہے نہ مین
اُسپر زیادتی چاہتا ہون بلکہ جس شے کا مجہے حکم دیا گیا مین نے اُسکو ادا کر دیا مین نہ اُسپر زیادہ کرتا ہون نہ اُس سے کم مین تو اس سے صرف

عزوجل کی ذات کو چاہتا ہون اور دار آخرت کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین اے لوگو جو کوئی جانے کسی شے کو تو چاہیے اُسے کہے اور جو کوئی نجانے تو کہدے اللہ اعلم اس لیے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یون

فرمایا ہی قل ما اسالکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین قالہ سفیان الثوری عن الاعمش ومنصور عن ابی الضحی عن مسروق اخرجاہ من حدیث الاعمش بہ قولہ تعالی ان ھو الا ذکر للعالمین یعنی قرآن شریف ایک نصیحت ہے واسطے سارے مکلفین کے جن و انس مین سے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ عالمین سے مراد جن والانس ہین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے لانذرکم بہ ومن بلغ وکقولہ تعالی ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ قولہ تعالی ولتعلمن نباہ بعد حین یعنی اور البتہ جان لوگے اُسکی خبر و راستی عنقریب قتادہ نے کہا کہ بعد موت کے عکرمہ نے کہا یعنی قیامت کے دن ان دونون قولون مین کچھ منافات نہین ہے کیونکہ جو کوئی مرا تو متمردہ قیامت کے حکم مین داخل ہوا قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے ابن آدم وقت موت کے خبر یقین تجھکو آئیگی آخر تفسیر سورۃ ص وللہ الحمد والمنۃ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ کلمہ **اذ** بدل ہے اذ یختصمون سے کیونکہ جو قصہ اسکے تحت مین ہے وہ مشتمل ہے خصومت پر کسی نے کہا کہ اذکر محذوف کا ظرف ہے قول اول اولی ہے جبکہ خصومت فرشتون کی اس شخص کے شان مین ٹہیری جو کہ زمین مین خلیفہ بنایا جائیگا اور جب خصومت اسکی غیر مین ہو منجملہ اُن اقوال کے جنکا ذکر ہوچکا ہے تو قول ثانی اولی ہوگا انی خالق بشرا کا یہ مطلب ہے کہ مین پیدا کرنیوالا ہون زمانہ آیندہ مین ایک بشر یعنی ایک جسم جنس بشر سے مراد حضرت آدم علیہ السلام مین تبشیر ماخوذ ہے مباشرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر اس لیے کہا کہ زمین سے اُنکو مباشرت ہے رہنا بسنا سب کچھ اسی مین ہی یا اس لیے کہ انکا بشرہ ظاہر ہی یعنی انکا جسم بالون سے صاف پاک ہی اور حیوانات کے جلد بالون سے چھپی ہوئی ہے من طین متعلق ہے محذوف سے جو کہ صفت ہے بشر کی یعنی ایسا بشر کہ ہونے والا ہے مٹی سے یا متعلق ہے خالق سے یعنی مین بنانیوالا ہون مٹی سے فاذا سویتہ کا یہ مطلب ہے کہ پہر جب مین اُسکی صورت بناؤن بشر کی صورت پر اور اُسکی اجزا برابر ہوجائین اور مین اُسکو پورا کردون ونفخت فیہ من روحی اور جاری کرون مین اس مین اس روح سے جسکا مین مالک ہون اور میرا غیر اُسکا مالک نہین ہے کسی نے کہا کہ نفخ روح تمثیل ہے کوئی نفخ اور کوئی منفوخ نہین مراد یہ ہے کہ اسکو زندہ کردیا بعد اسکے کہ جماد تہا اس مین کسی طرح کی حیات نہ تہی اس معنی سے ظاہر نظم کریم انکار کرتا ہے پس قول اول اولی ہے سورہ نساء مین اس بات پر گفتگو گزر چکی ہے فی الجملہ بیان نفخ روح کا یہ ہے کہ **نفخ روح** جاری کرنا روح کا ہے طرف اس جسم کے جو اُسکے امساک کا صالح وقابل ہے اللہ پاک نے روح کی اضافت اپنی طرف فرمائی واسطے تشریف وتکریم حضرت آدم علیہ السلام کے **روح** ایک جسم لطیف ہے جس سے انسان زندہ ہوجاتا ہے بسبب اُسکے نفوذ کے اس مین جمہور متکلمین اسی کے قائل ہین کما ذکرہ الکرخی امام **نووی** رضی اللہ عنہ نے شرح مسلم شریف مین فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اصح یہی قول ہے روح بدن مین مشتبک ہوتی ہے جس طرح کہ پانی سبز لکڑی مین

مشتبک ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اسکی ہر جز مین ساری ہوتا ہے ان مین سے بہتون نے یہہ کہا ہے کہ روح عرض ہے اور یہہ وہی حیات ہے جسکے وجود سے بدن زندہ ہو جاتا ہے **فلاسفہ** اور بہت سے صوفیہ کرام یہہ کہتے ہین کہ نہ وہ جسم ہے نہ عرض ہے بلکہ ایک جوہر مجرد و قائم بنفسہٖ غیر متحیز بدن سے متعلق ہے واسطے تدبیر اور تحریک کے اسمین نہ داخل ہے نہ اس سے خارج ہے **امام غزالی و راغب** رحمہما اللہ تعالی نے اسپر انکی موافقت کی ہے اول قول والون کی یہ دلیل ہی کہ اخبار مین روح کا یہ وصف آیا ہے کہ وہ اترتی ہے چڑھتی ہی عالم برزخ مین تردد کرتی ہے انتہی یعنی آمد و رفت کرتی ہے اور یہ اوصاف جسم کے ہین کسی نے کہا کہ ایک جوہر شریف قدسی ہے انسان کے بدن مین سرایت کرتا ہے جس طرح کہ روشنی میدان مین سرایت کرتی ہے یا جس طرح کہ آگ کوئلے مین سرایت کرتی ہے ذکرہ الخازن صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ روح کا علم ان اشیا مین سے ہی جو کہ علم کے ساتھہ اللہ پاک مستاثر ہے اسکی خلق مین سے کوئی اسکو نہین جانتا ہی اسکی معرفت مین خوض کرنا فضول اعمال و لغو کلام سے ہے اللہ پاک نے خود فرما دیا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا سیدنا ابو الوفا صاحب فتح البیان مرحوم نے ثمار التنکیت شرح ابیات اور دیگر مؤلفات مین اور خاکسار عفا اللہ عنہ نے حلی الغراس مین اقوال روح کو ذکر کیے ہین قولہ تعالی فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ امر ہے متحقق یقع سے سجود سے مراد اس جگہہ سجود تحیت ہے سجود عبادت مراد نہین ہی اسمین دلیل ہے اسپر کہ فرشتون کو جس بات کا حکم ہوا تہا وہ صرف انحنا نہین ہے جیسا کہ کہا گیا ہی معنی یہ ہین کہ گر پڑو واسطے اسکے سجدہ کرتے ہوئے اسکی تحقیق سورۂ بقرہ مین گزر چکی ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ مین عبارت محذوف ہے جسپر فائے فصیحہ دلالت کرتی ہے ای فخلقہ فسواہ ونفخ فیہ من روحہ فسجد لہ الملائکۃ یعنے پس اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو بنایا پہر انکو ٹہیک کیا اور ان مین روح پہونکی پہر ان کے واسطے فرشتون نے سجدہ کیا كُلُّهُمْ کا لفظ یہ فائدہ دیتا ہے کہ ان سب نے سجدہ کیا ان مین سے کوئی باقی نہین رہا اور اجمعون کا کلمہ یہ فائدہ دیتا ہی کہ ایک وقت مین ان سب نے جمع ہو کر سجدہ کیا پس کلہم تو واسطے قصد احاطہ کے ہے اور اجمعون واسطے قصد اجتماع کے **کشاف** مین کہا کہ دونون کلمون نے معا یہ فائدہ دیا کہ ان سب نے سجدہ کیا نہین باقی رہا انمین سے کوئی فرشتہ مگر اس نے سجدہ کیا سب نے اکہٹا ہو کر ایک وقت مین سجدہ کیا نہ متفرق ہو کر کئی وقتون مین کسی نے کہا کہ دو تاکید کے ساتھہ تاکید کرنے کے واسطے مبالغہ کی تعمیم مین اب رہی یہ بات کہ یہ سجدہ قبل دخول آدم علیہ السلام کے جنت مین تہا یا بعد دخول کے سو اسمین دو قول ہین اِلَّآ اِبْلِيْسَ استثنائے متصل ہے اس تقدیر پر کہ ابلیس متصف بصفات ملائکہ تہا ان کے شمار مین داخل تہا پس فرشتون کو اسپر تغلیب دی گئی یا منقطع ہے بنا بر اسکے ظاہر یہی ہے کہ وہ انمین داخل نہین ہی یعنے ابلیس نے عار کیا سجدے سے جاہل ہو کر اس بات سے کہ وہ طاعت ہے واسطے اللہ پاک کے اور اسکا استکبار کفر استکبار تہا پس اس لیے وہ ہو گیا کافرون مین سے اس واسطے کہ اللہ تعالی کے امر کی اس نے مخالفت کی اور اسکی طاعت سے تکبر کیا یا یہ معنی ہین کہ وہ کافرون سے تہا اللہ پاک کے علم مین سورۂ بقرہ و اعراف

بنی اسرائیل و کہف وطہ مین اسکا بیان پوری طور پر گذر چکا ہے پھر جب سجدہ کا اسکو امر کیا تہا اللہ پاک نے اُس کے ترک کرنے
کا سبب اُس سے پوچھا فرمایا یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ یعنی اے ابلیس کس شے نے تجھے پھیرا
اور روکا سجدہ کرنے سے واسطے اس شے کے جس کے پیدا کرنے کا مین خود متولی ہوا بغیر واسطہ پدر و مادر کے اللہ پاک نے
حضرت آدم کے پیدا کرنے کی نسبت اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی واسطے انکی تکریم و تشریف کے باوجود اسکے کہ وہ
تو ہر شے کا خالق ہے جس طرح کہ روح کی اور بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کی اور مساجد اللہ کی اپنی طرف نسبت کی ہے
مجاہد نے کہا کہ ید اس جگہہ بمعنی تاکید و صلہ کے ہے مجازاً کقولہ تعالیٰ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ کسی نے کہا مراد ید سے
قدرت ہے محاورہ عرب مین بولتے ہین مالی بہذا الامر یدٌ و مالی بہ یدان اے قدرۃ یعنی مجھکو اس کام کی قدرت نہین ہے کسی نے
کہا کہ یدیّ بصیغہ تثنیہ فرمایا مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ ید بمعنی قدرت نہین ہے بلکہ اس لیے کہ دال ہو اوپر کہ ید ان دو صفتین
مین منجملہ صفات ذات اللہ سبحانہ وہو الاولیٰ کسی نے کہا کہ تثنیہ واسطے ظاہر کرنے کمال اعتنا و اہتمام کے ہے ساتھہ پیدا کرنے آدم علیہ
السلام کے جو کہ اسکے اجلال و تعظیم کے مستدعی ہے واسطے قصد تاکید انکار و تشدید توبیخ کے مطلب ہے کہ شیطان کو سخت
سرزنش کرنا اور اسکے انکار کی تاکید کرنا منظور ہے کہ جس شے کو مین نے اپنے دونون ہاتہون سے بنایا تو نے اسکے واسطے سجدہ
کرنے سے کیون انکار کیا کلمہ ما لما خلقت مین مصدریہ ہے یا موصولہ جحدری نے لما بتشدید میم مع فتح لام پڑہا ہے اس بنا پر کہ
ظرف ہے معنی حین جیسا کہ ابو علی فارسی نے کہا ہے کسی نے بیدی کو باواو پڑہا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزون کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا عرش معلیٰ و جنت عدن و قلم و آدم اَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ
اَبُو الشَّيْخِ فِي الْعَظَمَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ حضرت عبداللہ بن حارث سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزین اپنے ہاتھہ سے پیدا فرمائین پیدا کیا آدم کو اپنے ہاتھہ سے اور لکہا تورات کو اپنے ہاتھہ
سے اور لگایا فردوس کو اپنے ہاتھہ سے اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَبُو الشَّيْخِ فِي الْعَظَمَةِ وَ
الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ جمہور نے اَسْتَكْبَرْتَ کو ہمزہ استفہام پڑہا ہے اور یہ استفہام واسطے
توبیخ و تقریع کے ہے پس کلمہ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ مین متصلہ ہوگا یعنی کیا ترک کیا تو نے سجدے کو واسطے تیرے
استکبار کے جو کہ قدیم و مستمر ہے اور ابن کثیر نے بالف وصل پڑہا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ استفہام مراد ہو تو اول قرأت
کے موافق ہوجائیگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ خبر محض ہو بدون ارادہ استفہام کے تو اب کلمہ ام منقطعہ ہوگا معنے یہ ہین کہ تو نے
استکبار کیا اُس سجدے سے جسکا تجھے امر کیا گیا بلکہ کیا تو تہا عالین سے یعنی ان مین سے جو کہ مستحق ہین واسطے ترفع کے اللہ
کے امر کی طاعت سے اور بڑا سمجھنے والے ہین اپنے نفس کو اُس سے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تکبر کیا تو نے سجدے سے اس
وقت یا تو ہمیشہ رہا اُس قوم سے جو کہ تکبر کرتے ہے اس سے جملہ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ مستانفہ ہی جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے
کہا کہ شیطان نے اللہ پاک کو کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ اس نے یہ جواب دیا کہ مین اُس سے بہتر ہون لعین نے اپنے نفس کے

لیے یہ دعوی کیا کہ وہ آدم علیہ السلام سے بہتر ہے یعنی اگر مین شرف مین اس کے مساوی ہوتا تو بہی یہ بات قبیح ہوتی کہ مین اسے
سجدہ کرون پہر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اس کو سجدہ کرون حالانکہ مین اس سے بہتر ہون اس کے اس کلام کے ضمن مین
یہ بات ہے کہ سجدہ فاضل کا واسطے مفضول کے خوب نہین ہی پھر اپنے دعوی کی یہ علت پیش کی کہ بنایا تونے مجہ
کو آگ سی اور اُس کو بنایا مٹی سے لعین کے زعم مین یہ بات تہی کہ آگ کا عنصر مٹی کے عنصر سے اشرف و افضل ہے کیونکہ
اجرام فلکیہ اشرف ہین اجرام عنصریہ سی اور نار اقرب عناصر ہے فلک سے اور زمین اُس سے ابعد عناصر ہے دوسرے یہ
ہے کہ نار لطیف و نورانی ہے اور زمین کثیف و ظلمانی ہے اور لطافت و نورانیت بہتر ہین کثافت و ظلمت سی لعین
کے خیال سے یہ بات جاتی رہی کہ نار جو ہے سو بمنزلہ خادم ہے واسطے عنصر طین کے اگر آگ کی طرف حاجت ہوئی تو
بلالی گئی جیسے خادم بُلا لیا جاتا ہے اور اگر اس سے استغنا ہُوا تو بہگا دی گئی اور نیز مٹی نار پر غالب ہوتی ہے اس
کو بجہا دیتی ہے اور نیز آگ پائی نہین جاتی ہے مگر اسی شے مین جس کی اصل عنصر زمین سے ہے اور مآل آگ کا
طرف راکہہ کے ہوتا ہے کہ جس سے نفع نہین لیا جاتا ہے اور مٹی اصل ہے ہر اس شے کی جو کہ نامی و نابت ہی جیسے
انسان و درخت اور یہہ بات معلوم ہے کہ انسان اور درخت میوہ دار راکہہ سی بہتر و افضل ہین بہر حال آدم
کو ایسے شرف و کرم کے ساتھ شرافت و کرامت دی گئی ہے کہ شرف عناصر مین سے کوئی شے اُس کی برابری
نہین کرتی ہے کیونکہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دونون ہاتھون سے بنایا اور اُن مین اپنی روح
سے پہونکا اور اُن کے واسطے سجدہ کرنے کا امر فرمایا جواہر اپنی ذات مین باہم ایک دوسرے کے ہم جنس ہین اور
شرف جو اُن کو حاصل ہوتا ہے سو بسبب کسی عارض کے اُن کے عوارض مین سے جملہ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا مستانفہ ہی
بمثل اول کے مثلا کسی نے کہا کہ بعد جواب دینے شیطان کے اللہ تعالی نے اس سے کیا فرمایا سو یہ اس کا جواب ہے
کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اب تو نکل جا جنت سی یا زمرۂ ملائکہ سے یا اس خلقت سے جس پر تو تہا کیونکہ وہ اپنی خلقت
کے ساتہہ فخر کیا کرتا تہا پس اللہ پاک نے اس کی خلقت کو متغیر کر دیا اور سیاہ پڑ گیا بعد اس کے کہ سپید تہا
اور بدصورت ہوگیا بعد اس کے کہ خوب صورت تہا اور تاریک ہوگیا بعد اس کے کہ نورانی تہا یہہ اس پر دال
ہے کہ وہ کافر نہ تہا جب کہ فرشتون کے درمیان مین تہا اور اس لیے کہ اللہ تعالی نے اس سے نقل نہین کیا
ہے مگر استکبار سجود سے سو یہ اس پر دلیل ہے کہ وہ کافر ہوگیا جبکہ اُس نے سجدہ نہ کیا ذکرہ الطیبی پھر اللہ
پاک نے اس کے نکلنے کی یہ علت ذکر فرمائی کہ فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ یعنے تو نکل اس لیے کہ تو مارا گیا ہے ساتھ
تارون کے اور مطرود ہے ہر خیر و خوبی سے ملعون ہے بسبب ترک کرنے امر کے وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ یعنے اور بیشک دور کرنا میرا ہے تجہ کو رحمت سے روز جزا تک پس اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ
یہ لعنت مستمر و دائم رہے گی اُس پر جب تک کہ دنیا ہے پہر آخرت مین انواع عذاب و عقوبت و سخط و غضب الہی

مین سو اس شے کو ملیگا جو اُسکے لائق ہے یہ مراد نہین ہی کہ آخرت مین لعنت اُس سی دور ہو جائیگی بلکہ وہ تو ہمیشہ ملعون ہے
لیکن چونکہ آخرت مین اُسکے واسطے وہ عذاب و عقوبت ہی جسکے سامنے لعنت کو بہول جائیگا اور اُس مین پڑنے کے وقت
اُس سے غافل ہوگا تو اُسکے مقابلے مین گویا وہ نہین ہی جملہ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي مستانفہ ہی مثل سابق کے یعنے ای
رب میرے تو مجھے مہلت و تاخیر دی اور مجھ پر جلدی مت کر إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنے اُس دن تک کہ آدم اور اسکی ذریت
واسطے جزا کے اُٹھائی جائین بعد اُنکے فنا ہونے کے اس سے مراد لعین کی یہ ہے کہ اُنکے اغوا کرنے کی گنجایش پاوے
اور اُن سے اپنا بدلا لیوے اللہ پاک نے فرمایا فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنے بیشک تو مہلت دیے
گیون سے ہے وقت معلوم کے دن تک یعنی وہ دن جسکو اللہ تعالی نے واسطے فنائی خلائق کے مقدر فرمایا ہے یہ دن ہے
نزدیک نفخہ آخرہ کے کسی نے کہا کہ نفخہ اولی کہا ہے کہ ابلیس نے جو روز بعث تک مہلت طلب کی سو صرف اس لیے
کہ موت سی خلاصی پاجاوی کیونکہ جب اُسے روز بعث تک مہلت ملی تو قبل بعث کے نہ مریگا اور وقت آنے روز بعث کے
بہی نہ مریگا تو اب موت سے چہٹی پالیگا پس اُسے وہ جواب ملا جو اُس کی مراد کو باطل کرتا ہے اور اُسکے مقصد کو اُسی
توڑتا ہے وہ یہی مہلت دینا ہی روز وقت معلوم تک اور وقت معلوم وہی ہے جس کو اللہ پاک جانتا ہے اور اس کا
غیر اُسے نہین جانتا ہے پہر جب لعین نے سنا کہ اللہ تعالی نے اس وقت تک اسی مہلت دی تو بولا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ
أَجْمَعِينَ پس لعین نے اللہ پاک کی عزت کی قسم کہا کر کہا کہ وہ بنی آدم کو بہکائیگا باین طور کہ خواہشون کو اور معاصی
کو ان کے واسطے پیرایہ حسین و جمیل مین جلوہ گر کریگا اور شبہے ان پر داخل کریگا یہانتک کہ وہ سب گمراہ ہوجاینگے
قولہ تعالے فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي اس قول کو منافی نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی کا اسکو اغوا کرنا ایک اثر ہے آثار قدرت و عزت
اللہ تعالی سے اور ایک حکم ہے اسکے احکام قہر و سلطنت سے پس اغوا و عزت کے ساتھ قسم کہانے کا مآل ایک ہے شاید لعین نے
ان دونو کے ساتھ قسم کہائی ہے سو کبہی تو اس کی قسم باغوا حکایت کی ہے اور کبہی قسم بعزت نقل فرمائی ہے
پہر جب لعین نے یہ بات معلوم کی کہ اس کا کید و مکر موثر نہ ہوگا مگر اسکے اتباع و احزاب مین جو کہ اہل کفر و معاصی مین تو
اُن لوگون کا استثنا کیا جن سے گمراہ کرنے پر قادر نہ ہوگا اور ان کے اغوا کی طرف راہ نہ پائیگا پس خود کہہ دیا إِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ یعنے مگر تیری بندی ان مین سی جن کو تو نے اپنی طاعت کے واسطے خالص کیا ہے اور
مجہ سے اُن کو معصوم و محفوظ رکہا ہے ان آیتون کی تفسیر سورہ حجر وغیرہ مین گزر چکی ہے جملہ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ
أَقُولُ مستانفہ ہی مثل جملہای ماتقدم کی جمہور نے دونو الحق کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مقسم بہ ہے حرف قسم اس
سے حذف کیا گیا ہے تو دونو منصوب ہوگئی یا دونو منصوب ہین بنا بر اغرا ای الزموا الحق یا دونو مصدر ہو کہ مین جملہ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ کے مضمون کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے برفع اول و نصب ثانی پڑہا ہے اس بنا پر کہ اول مبتدا
ہے اور خبر اس کی مقدر ہی ای فالحق منی یا فالحق انا یا خبر اس کی لَأَمْلَأَنَّ ہے یا خبر ہی مبتدا محذوف کی اور نصب ثانی

صح
تمت بحمد عوض
ساکن دہلی ۱۲۵۳
سنہ

کافعل مابعد سو ہے اے دا نا اقول الحق فرا و ابو عبید نے جائز رکھا ہے کہ منصوب ہو بمعنے حقاً ہو کر لاملئن سے ان دونو پر کسی نے یون اعتراض کیا ہے کہ مابعد لام کا ماقبل سے مقطوع ہوتا ہے فرا و سیبویہ سے یہی مروی ہے کہ معنے یہ ہین فالحق ان املأ جہنم حضرت ابن عباس و مجاہد سے یہ بھی مروی ہے کہ برفع ہر دو پڑہا ہے رفع اول تو بنابر وجہ مذکور اور ثانی کا رفع بنابر ابتدا اور خبر اُس کی جملہ مذکورہ جو اس کے بعد ہے اور عائد محذوف ہے اور ابن سمیفع و طلحہ بن مصرف نے دونون کو بجر پڑہا ہے بنابر تقدیر حرف قسم فرا نے کہا جیسے تم بولتے ہو اللہ عز و جل لافعلن کذا ابو العباس ثعلب نے اُس کو غلط کہا ہے اور کہا کہ حرف مضمر سے خفض جائز نہین ہے جملہ لاملئن جہنم جمہور کی قرارت پر جواب ہے قسم کا اور جملہ والحق اقول معترضہ ہے درمیان قسم کے اور اس کے جواب کے مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ کے یہ معنے ہین کہ البتہ مین بھرون گا جہنم کو تیری جنس سے جو کہ شیاطین ہین اور اس سے جس نے تیری پیروی کی اولاد آدم سے کہ جنہون نے تیری اطاعت کی جب کہ تو نے ضلال و غوایت کی طرف اُن کو بلایا کلمہ اجمعین تاکید ہے معطوف و معطوف علیہ کی یعنے مین اُس کو بھرونگا شیاطین سے اور ان کے اتباع سے سب سے زمخشری نے جائز رکھا ہے کہ خاص ضمیر منہم کی تاکید ہو یعنے البتہ مین بھرونگا جہنم کو شیاطین سے اور اس سے جو اُن کا تابع ہوا ساری لوگون سے کسی طرح کا تفاوت نہین ہے اس مین درمیان ناس و ناس کے زمخشری کی غرض اس سے وہی اپنے مذہب باطل کی تایید ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے پس بہتر وہی وجہ اول ہے کہ اجمعین تاکید ہے معطوف و معطوف علیہ کی پہر اللہ پاک نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امر کیا کہ ان کو یہ خبر دین کہ مراد اللہ کی طرف بلانے سے صرف امتثال امر الٰہی ہے دنیای فانی کا ساز و سامان نہین ہے قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ضمیر علیہ کی راجع ہے طرف تبلیغ وحی کے حالانکہ اول اس کا ذکر نہین گزرا ہے لیکن سیاق سے مفہوم ہوتی ہے کسی نے کہا کہ قولہ تعالی ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا کی طرف راجع ہے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے کسی نے کہا کہ قرآن شریف کی طرف راجع ہے کسی نے کہا کہ دعا الی اللہ کی طرف علی العموم پس قرآن وغیرہ وحی کو شامل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کو معنے یہ ہین کہ مین طلب نہین کرتا ہون تم سے کچھ مزدوری کو تم اس کی مجھے دو حضرت ابن عباس نے فرمایا قل یا محمد ما اسالکم علی ما ادعوکم الیہ من اجر عرض دنیا قولہ تعالی وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ یعنے مین نہین ہون تکلف کرنے والون سے یہانتک کہ کہون وہ شی جس کو جانتا نہین ہون یا بلاؤن تم کو طرف غیر اس شے کے جس کی طرف بلانے کا اللہ نے مجھے امر فرمایا ہے تکلف کہتے ہین التصنع کو یعنے مین ان مین سے نہین ہون جو کہ بناوٹ کرتے ہین اس شے کے ساتھ جس کے وہ اہل نہین ہین یہانتک کہ نبوت کو اپنے اوپر باندہ لون اور قرآن کو اپنی طرف سے بنا لون بخاری و مسلم وغیرہما مین مسروق سے مروی ہے کہا اس اثنا مین کہ ایک شخص مسجد مین باتین کر رہا تھا سو اس نے اپنی باتون مین کہا يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ کہا کہ ایک دہوان ہوگا قیامت کے دن پکڑ لیگا منافقون کے کانون کو اور آنکھون کو اور پکڑیگا مومنون کو مثل ہیئت زکام کے

نوٹ واضح ہو کہ تفسیر ہذا کی تیرہوین چودہوین پندرہوین ہر سہ جلد باقی نصف نصف طبع ہو گئی ہین انشاء اللہ اخیر شوال ۱۳۰۶ تک کامل تفسیر مطبع احمدی لاہور مین ختم ہو جاویگی

کہا ہم کترے ہوئی بہانتک کہ عبداللہ پر داخل ہوئے وہ اپنے گہر مین تہے اور تکیہ لگائے ہوئے تہے سو بیٹہکر فرمایا لوگو جو کوئی جانے تم مین سے کوئی علم تو چاہیے اُسے کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہے اللہ اعلم پس بیشک علم سے ہے یہ کہ عالم جس شے کو نہ جانے تو کہے اللہ اعلم اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا قل ما اسالکم الآیہ بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہم منع کیے گئے ہین تکلف سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ہے کہ ہم تکلف کرین اسطے مہمان کے اَخرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ وَالحَاکِمُ وَالبَیہَقِیُّ قولہ تعالی اِن ھُوَ اِلَّا ذِکرٌ لِّلعٰلَمِینَ یعنی نہین ہے یہ قرآن یا وحی یا وہ شی جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون مگر ذکر ہے طرف سے اللہ عزوجل کے واسطے جن والانس کے جو کہ عقلا ہین ملائکہ نہین کیونکہ مراد ذکر سے موعظت وتخویف وتذکیر عواقب ہے اور یہ امور مکلفین ہی کے مناسب ہین یعنی فقط جن والانس مین تامل وَلَتَعلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعدَ حِینٍ یعنی ای کافرو تم جان لوگے وعدہ وعید وغیرہ کی خبر جس کی خبر دی ہے یا دعا الی اللہ کی خبر اور خبر اس کی توحید کی اور ترغیب جنت کی اور نار سے تحذیر کی بعد ایک مدت کے قتادہ وزجاج وفرا نے کہا بعد موت کی عکرمہ وابن زید نے کہا روز قیامت کو کلبی نے کہا کہ جو کوئی باقی رہیگا تو اس کو جان لیگا جب کہ اس کا امر غالب عالی ہوگا اور جو مر جائیگا تو بعد موت کے اس کو جان لیگا سدی نے کہا کہ بدر کے دن کسی نے کہا کہ وقت ظاہر ہونے اسلام کے اور اس کے پہیلنے کے اس آیت مین جو تہدید ہے وہ مخفی نہین ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

تمت

علاوہ کتب ذیل کے صدہا قسم کی کتابین کارخانہ شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور بازار کشمیری سے دستیاب ہو سکتی ہین

کتب تفاسیر عربی واردو

کتاب	قیمت
تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان تصنیف نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم والی ریاست بہوپال سورہ فاتحہ سے اخیر قرآن تک کامل سولہ جلدون مین	۲۱ للعہ
تفسیر موضح القرآن ہفت منزل کامل تصنیف شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی	۱۰ / ۶
سبیکۃ الذہب لابریز فی مقاصد الکتاب العزیز	۵
اقتباس الانوار من کلام الغفار تمام قرآن مجید کی فہرست مع آیات ترجم	۸ / ۱ عہ
تیسیر القرآن فی لغات القرآن	۱۲

کتب حدیث با ترجمہ اردو

کتاب	قیمت
سنن ابوداؤد مترجم کامل	۴ صہ
تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح بخاری مع شرحین فتح الباری و قسطلانی ونیل الاوطار شرح منتقی الاخبار پارہ اول	۳ / ۶
ایضاً پارہ دوم	۸ / ۱ عہ
ایضاً پارہ سوم کامل دو جلدون مین	۱
ایضاً پارہ چہارم	۱ / ۶
ایضاً پارہ پنجم	۵ / ۱ عہ
صحیح مسلم مترجم اردو کامل ۶ جلد	۲ / ۵
جامع ترمذی مترجم اردو نولکشور	۱
کشف المغطا ترجمہ اردو موطا امام مالک	۶ / ۲
ابن ماجہ مترجم جلد اول	۲ / ۶
ایضاً جلد دوم	۱ عہ
ایضاً جلد سوم اخیر	۲ / ۱ عہ
سنن نسائی مترجم کامل	۳ للعہ
ریاض الصالحین مترجم اردو	۶ / ۳
مشکوۃ مترجم اردو کامل چار جلد	۲ عہ
آیات اہل الکاملہ ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب	۶ / ۲
ظفر جلیل شرح حصن حصین	۱۲
فقہ محمدیہ وطریقہ احمدیہ حصہ اول سے ششم تک	۳ / ۱ عہ
البلاغ المبین کامل ہر دو حصہ	۱۱

کتاب	قیمت
الظفر المبین حصہ اول	۱۵
ایضاً حصہ دوم	۱۰
الکلام المتین رد فتح المبین	۱ عہ
صیانۃ المقتصدین	۵

کتب متفرق حدیث وفقہ

کتاب	قیمت
غنیۃ الطالبین مترجم اردو وعربی	[illegible]
فتوح الغیب مترجم اردو	۱
مشکوۃ الانوار	۶ / ۲
سفر السعادت اردو	۶
تحفۃ الہند	۲
بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی	۱۰
الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان مترجم اردو	۱۰

نوٹ بسبب عدم گنجائش کے چند کتابون کے نام درج ہین علاوہ کتب بالا کے صدہا قسم کی کتابین مطبع احمدی لاہور مین موجود ہین وما علینا الا البلاغ

اعلان جمیع اہل مطابع وتجار کو واضح ہو کہ یہ کتاب تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کا حق تصنیف سورہ مریم سے سورہ ملک تک جناب مترجم صاحب سلمہ اللہ تعالی نے اس عاجز شیخ احمد تاجر کتب ومالک مطبع احمدی لاہور کو بخشدیا ہے پس اس کتاب کے جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ کئے گئے ہین اب کوئی شخص اس کتاب کو بعینہ یا تبدیل تغیر کرکے چہاپنے کا مجاز نہین اب باوجود اطلاع واعلان کے جو شخص اس کے طبع کا ارادہ کرے گا اس سے قانونی سلوک کیا جائیگا اور ناحق حرجہ خرچہ کا زیربار ہوگا۔ ان جسقدر نسخی اس کتاب کے درکار ہون ہمارے کارخانہ سے بابلا قیمت نقد یا بصیغہ ویلیوپے ایبل طلب کرے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔ العبد شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب ومالک مطبع احمدی لاہور

۲۹۷۶/۱۳

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمی، مجلس انتظامی ...